سسپنس ڈائجسٹ کا مقبول سلسلہ
دیوتا
چوبیسواں حصہ

دیوتا
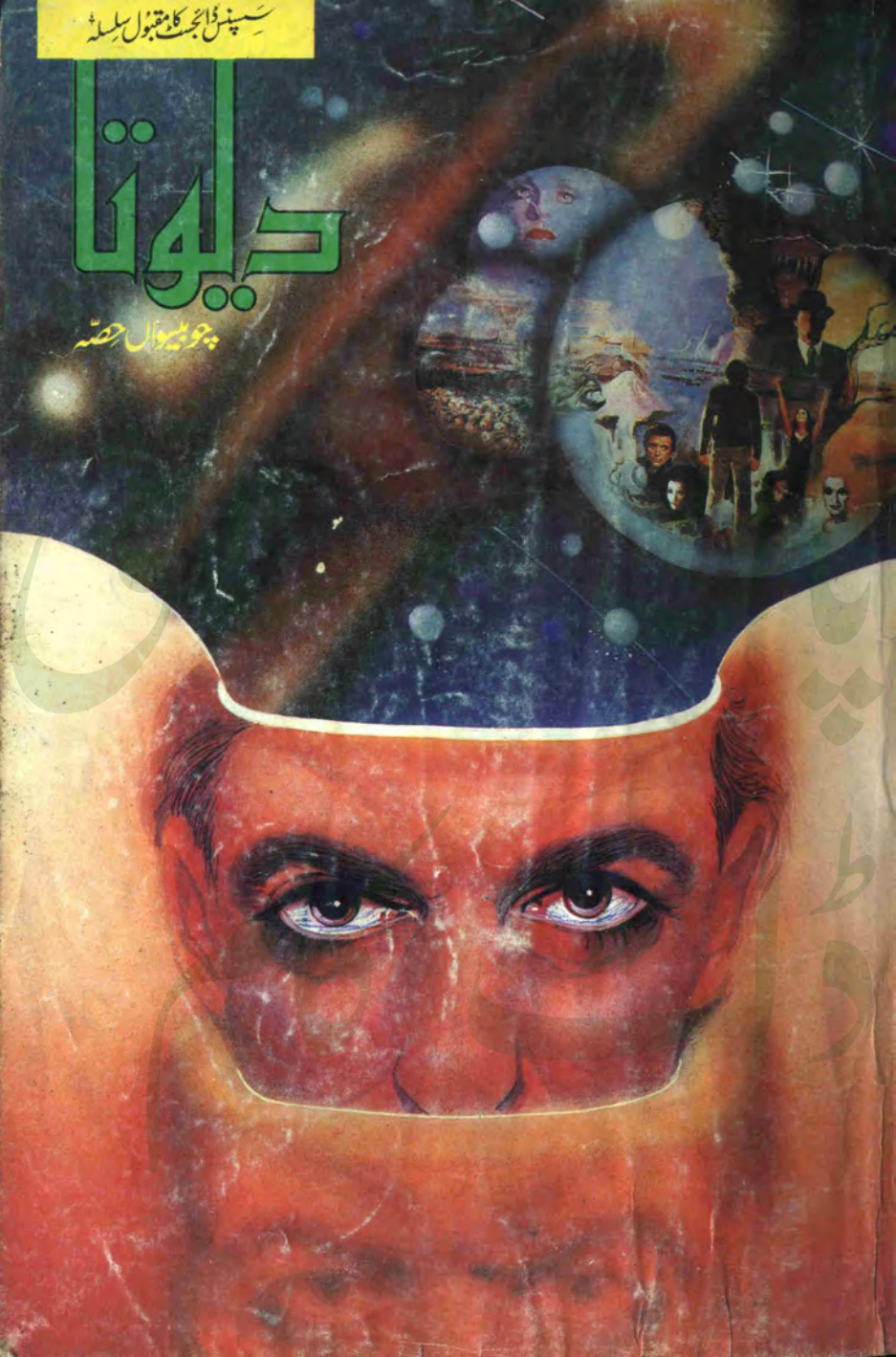
فرہاد علی تیمور

ایک دراز دست شخص کی سرگزشت۔ ایک فسوں کار کا قصہ جس کا جادو سر چڑھ کر بولتا تھا۔ اُس شورہ پُشت شوریدہ سر کا احوال، ایک عالم جس کے خون کا پیاسا تھا۔

پارس انیکسی کے دوسرے کمرے میں آیا۔ پھر بستر پر آرام سے لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر تک چاروں شانے چت رہ کر چھت کو تکتا رہا پھر اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ دماغ کو ہدایات دیں کہ وہ چار گھنٹے تک سوتا رہے۔ اس دوران کوئی غیر معمولی بات ہو تو آنکھ کھل جائے۔ کوئی کمرے میں داخل ہونا چاہے تو وہ بیدار ہوجائے، ورنہ معینہ وقت تک نیند پوری ہوتی رہے۔

وہ گہری نیند میں ڈوب گیا۔ سلطانہ نے کہا تھا "میں الپا پر تنویمی عمل کرکے چلی جاؤں گی۔ پھر خود نیند پوری کرنے کے بعد تمہارے پاس آؤں گی۔"

اس محل کے چاروں طرف فوجیوں کا سخت پہرا لگایا گیا تھا۔ فوج کا کوئی اعلیٰ افسر بھی اپنی مکمل شناخت پیش کیے بغیر محل کے احاطے میں قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ بڑی مدت کے بعد یہودیوں کو ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی ملی تھی۔ وہ الپا کی پزیرائی کے لئے، اس کی عزت اور احترام کے لئے اور اس کی حفاظت کے لئے جو بھی اقدامات کرتے، اس سے خود مطمئن نہیں ہوتے تھے کیونکہ شیبا کے دور میں وہ مطمئن ہوکر اور خوش فہمی میں مبتلا رہ کر بہت زبردست نقصان اٹھا چکے تھے۔

وہ محل کے اندر خفیہ کیمرے اور دوسرے جاسوسی آلات چھپاکر رکھنا چاہتے تھے لیکن الپا نے اعتراض کیا تھا۔ اس نے کہا تھا "جب میں تل ابیب پہنچ جاؤں گی، تب اس محل کو دیکھنے کے بعد بتاؤں گی کہ خفیہ کیمرے وغیرہ کہاں نصب کئے جانے چاہئیں کیونکہ خوابگاہ اور سوئمنگ پول وغیرہ محل کے ایسے حصے ہیں جہاں میں کسی کیمرے کی آنکھ میں نہیں [illegible]"

اس کے اعتراض کے باعث ملٹری انٹیلی جن[illegible] یہ معلوم نہیں کرسکتے تھے کہ محل کے اندر کیا ہورہا ہے۔ پارس بھی نادان نہیں تھا۔ اگر جاسوسی آلات چھپاکر رکھے جاتے تو وہ ان کا سراغ لگالیتا۔ اس نے ہر پہلو سے اطمینان حاصل کرنے کے بعد الپا کو ٹریپ کیا تھا۔

وہ چار گھنٹے تک آرام سے نیند پوری کرنے کے بعد بیدار ہوا۔ اس کے آدھ گھنٹے بعد سلطانہ نے آکر کوڈورڈز ادا کئے۔ وہ بولا "ہیلو آنٹی! میں آپ ہی کا انتظار کررہا ہوں۔ [illegible] پوری کرلی؟"

"ہاں۔ میں بیدار ہوتے ہی تمہارے پاس آئی ہوں تاکہ تمہیں الپا کی موجودہ دماغی حالت تفصیل سے بتاسکوں۔ یہ میرے حساب سے ٹھیک آدھے گھنٹے بعد بیدار ہوجائے گی۔ تم اس کے قریب ہوگے۔ وہ بھول چکی ہوگی کہ تم نے ایک انگوٹھی کی خفیہ سوئی اسے چبھوئی تھی اور اس کے دماغ کو کمزور کردیا تھا۔ اسے میرے تنویمی عمل کی کوئی بات یاد نہیں رہے گی وہ یہی سمجھے گی کہ یہاں آتے ہی سوگئی تھی۔"

"آپ اس کے دماغ میں آئندہ آتی رہیں گی؟"

"میں نے تمہارے پاپا کی آواز اور لہجے میں اس پر عمل کیا ہے۔ وہ تمہارے پاپا کو کبھی اپنے دماغ میں محسوس نہیں کر سکے گی۔ ہر پندرہ دن کے بعد اپنی مرضی سے خود پر تنویمی عمل کرائے گی اور ہماری معمولہ بنی رہے گی۔"

"کوئی اور کام کی بات معلوم ہوئی؟"

"ہاں۔ جے مورگن نامی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کا دیوانہ بن کر یہاں آیا ہے۔ اس پر تنویمی عمل کر کے اس کی پچھلی یادداشت اور اس کا عیسائی مذہب بھلا دیا گیا ہے۔ اب وہ خود کو پیدائشی یہودی سمجھتا ہے۔"

"اسے کس طرح ٹریپ کیا جائے گا؟"

"جے مورگن پر ہر دس دن کے بعد تنویمی عمل کیا جائے گا۔ الپا دسویں دن تمہارے پاپا کو اس کے دماغ میں پہنچائے گی فی الحال وہ ہماری گرفت میں نہیں رہے گا۔"

"کوئی بات نہیں، نظروں میں تو رہے گا۔"

"بے شک رہے گا۔ اس کا موجودہ نام موشے مورگن ہی۔ یہاں کے ہیڈ کوارٹر میں فوجی افسران کے جو بنگلے ہیں، ان میں چوبیس نمبر کا بنگلا اس کی رہائش گاہ ہے۔ وہاں وہ فرضی بوڑھے والدین کے ساتھ رہتا ہے۔"

"الپا کی کچھ خاص باتیں بتائیں؟"

"بہت ذہین ہے۔ پہلے سے خطرات کو بھانپ کر حفاظتی انتظامات کرنے کی عادی ہے۔ لیکن جہاں غرور ہوتا ہے، وہاں ذہانت کمزور پڑ جاتی ہے۔ یہ کٹر یہودی ہے۔ یہ کبھی شیبا کی طرح کسی مسلمان سے محبت نہیں کرے گی۔ محبت کے ذریعے جیت لینے والے فرہاد کی فیملی سے خدا واسطے کا بیر ہے۔ اس فیملی کے کسی ممبر سے بچ کر رہنے کے لئے اس نے ایک ڈمی پارس کو اپنی تنہائی کا ساتھی بنایا ہے اور خوش ہے کہ اس کی زندگی میں ایک یہودی پارس آیا ہے، مسلمان نہیں۔"

"خدا اسے ہمیشہ خوش رکھے!"

"تم اس کے ساتھ کوئی حماقت نہیں کرو گے۔"

"کیسی حماقت؟"

"بھئی حماقت... یعنی کہ حماقت! تم ایسے نادان بچے نہیں ہو کہ میری بات کا مطلب نہ سمجھو۔"

"آپ ایسا کریں انکل سلمان کو میرے پاس بھیج دیں۔"

"سلمان کو کیوں؟"

"میں ان سے پوچھوں گا کہ وہ ایسی حماقت کر چکے ہیں!"

"میں تھپڑ مار دوں گی۔"

وہ چلی گئی۔ پارس وہاں سے اٹھ کر دوسرے بیڈ روم میں آیا۔ وہ بستر پر چاروں شانے چت لیٹی ہوئی تھی۔ اس کا حسن ایسا دیدہ زیب تھا، شباب ایسا بھرپور تھا جیسے جوانی کی تمام بارود اس میں بھر کر اسے ارمانوں کی سیج پر لٹا دیا گیا ہو۔ شیشے کی دیواروں پر پردے تنے ہوئے تھے، اس لئے دن کی روشنی اندر

نہیں آ رہی تھی اندر دھیمی دھیمی سی راز دار تاریکی چھائی ہوئی تھی۔

وہ ہولے ہولے کسمسانے لگی۔ تنویمی نیند پوری ہو چکی تھی۔ وہ بیدار ہو رہی تھی۔ پارس نے جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی "کیا قیامت تک سوتی رہو گی؟"

اس نے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحوں تک خاموش پڑی سوچتی رہی کہ کہاں ہے اور کس کے پاس ہے؟ پھر اس نے سر گھما کر پارس کو دیکھتے ہوئے پوچھا "اوہ گاڈ! کیا میں سو گئی تھی؟"

پارس نے کہا "تمہاری کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ پہلے تم نے مجھے اپنی خواب گاہ میں بلایا۔ پھر وہاں سے بھگا دیا۔ میں اپنی خواب گاہ میں آیا تو تم یہاں چلی آئیں۔ تمہاری نیند بتا رہی تھی کہ تمہیں اپنی خواب گاہ میں نیند نہیں آتی ہے۔ کیا تم ہمیشہ دوسروں کے بیڈ روم میں سوتی ہو؟"

وہ مسکراتے ہوئے بولی "شٹ اپ۔ ابھی کوئی ایسا مرد پیدا نہیں ہوا جو مجھے اپنے بیڈ روم میں بلانے کی جرات کر سکے۔ یہ تو میں اپنی مرضی سے تمہارے پاس آئی ہوں۔"

"تم چاہتی کیا ہو؟"

"کیا تم نادان بچے ہو؟"

"دانشمند بچہ ہوں۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں، کیا تمہارے اندر یہ خوف سمایا ہوا ہے کہ اصلی پارس کبھی تمہیں جیت لے گا؟"

"میں ایسی کمزور نہیں ہوں کہ اس شیطان کے بچے سے ہار جاؤں۔"

"شیطان نے شیبا کو جیت لیا تھا، اس لئے شیطان کے بچے کا خوف تمہیں ہے۔"

"مجھے غصہ نہ دلاؤ۔ میں خوفزدہ نہیں ہوں۔ احتیاطاً اس جادو کا توڑ کر رہی ہوں جو کبھی مجھ پر کیا جا سکتا ہے۔"

"فرہاد نے جو کیا وہ محبت کا جادو تھا اور تم محبت کا توڑ نہیں کر رہی ہو۔"

"تو پھر یہ کیا ہے؟"

"یہ محض ہوس پوری کر رہی ہوں۔ جب جذبات کا لاوا سرد پڑ جائے اور زندگی کے کسی موڑ پر پارس یا علی تیمور تمہارے دل میں محبت جگائے گا تو تمہیں محبت کی کمی پوری کرنے کا خیال آئے گا۔ اور یہ بات سمجھ میں آئے گی کہ تم نے اپنے یہودی پارس کو محبت کرنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ صرف ہوس پوری کی تھی۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہمارے جو تعلقات ہوں گے، وہ محبت سے نہیں ہوں گے؟"

"ہاں۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ تم جو کر رہی ہو، وہ محبت نہیں، ضرورت سے کر رہی ہو۔ ضرورت کسی وقت بھی

پیدا ہوتی ہے اور کسی وقت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن جب محبت پیدا ہوتی ہے تو کبھی ختم نہیں ہوتی۔"

"تم مجھے محبت کا فلسفہ سمجھا رہے ہو!"

"یہ میرا فرض ہے۔ تم جس چیز سے ڈر رہی ہو، اس کا نام پارس نہیں ہے... اس کا نام محبت ہے۔ کیونکہ شیبا، فرہاد سے نہیں، محبت سے زیر ہوئی تھی۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "بہت خوب پارس! تم نے وہ بات مجھے سمجھائی ہے، جو میرے اندر تھی مگر سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔"

"اب سمجھ رہی ہو تو فیصلہ کرو، تمہاری زندگی میں جو بھی شخص آئے گا، وہ محبت سے آئے گا۔ اس کے بعد پھر کسی کی محبت کا جادو نہیں چلے گا۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی "میں غلطی کر رہی تھی، ایک جذباتی فیصلے پر عمل کر رہی تھی۔ تم بہت اچھے ہو۔ میں نے تمہارا انتخاب کر کے خود کو بہت ساری غلطیوں سے بچا لیا ہے۔ آئی لو یو۔ میں تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں۔"

"کیا مجھ سے محبت ہو گئی ہے؟"

"کیا تمہیں محبت نہیں ہے؟"

"میں اس محبت کا قائل ہوں جو سوچ سمجھ کر کی جاتی ہے۔"

"ہمارے درمیان اب سوچنے کے لئے کیا رہ گیا ہے؟"

"بہت کچھ ہے۔ محبت میں کوئی حاکم نہیں ہوتا، کوئی محکوم نہیں ہوتا۔ جبکہ میں تمہارے احکامات کا پابند ہوں۔ تمہارے حکم سے آتا ہوں، تمہارے حکم سے جاتا ہوں۔"

"یہ تو ڈیوٹی ہے۔ فرض ہے۔ محبت کو فرض سے ملاؤ۔"

"یعنی میں جو پارس بنایا گیا ہوں تو اس لیے کہ تم سے محبت کرنے کی ڈیوٹی انجام دیتا رہوں؟"

"یہ بات نہیں ہے۔ تمہیں دشمنوں کے لئے پارس بنایا گیا ہے۔"

"لیکن مجھے پارس کی طرح آزاد رہ کر کام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی جبکہ تم ہر معاملے میں آزاد ہو۔ تمہارے دماغ کے کسی گوشے میں یہ بات رہے گی کہ تم ایک محکوم پارس سے محبت کرتی ہو۔"

"میں کبھی ایسا نہیں سوچوں گی۔ کوشش کروں گی کہ تمہیں زیادہ سے زیادہ معاملات میں آزادی ملتی رہے۔"

اس نے دونوں بانہیں پارس کی گردن میں ڈال دیں۔ پہلے وہ سوچتی تھی کہ جو بھی اس کی زندگی میں آئے گا، دیوانہ بن کے آئے گا لیکن آنے والے نے اس قدر متاثر کیا تھا کہ وہ دیوانی ہو گئی تھی۔ کبھی کبھی خیال گزرتا تھا، اگر اصل پارس ہوتا تو کیا وہ بھی اسی طرح حواس پر چھا جاتا؟ کیا اسی طرح محبت کا جادو چلتا؟ ہاں! اچھی طرح چلتا ہے تو پھر اچھا ہی ہے کہ اپنے یہودی

پارس کا جادو چل چکا ہے۔

خواب گاہ کی دیواریں شیشے کی تھیں۔ ان دیواروں پر پردے پڑے ہوئے تھے پردے صرف دیواروں پر نہیں تھے۔ الپا کی عقل پر بھی پڑ گئے تھے۔ وہ سحر زدہ ہو رہی تھی مگر اپنے ساحر کو نہیں سمجھ رہی تھی۔

○☆○

تینوں عورتیں سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھیں۔

اور وہ تینوں عورتیں تھیں سونیا، لیلیٰ اور سلطانہ۔ ان بے چاریوں نے بڑا زبردست منصوبہ بنایا تھا کہ مجھے کسی ویرانے تک محدود رکھنے کے لئے جینا کو میرے ساتھ رہنے دیں گی۔ کسی اور کو میری زندگی میں داخل نہیں ہونے دیں گی۔ ...اگر جینا سے میرا دل بھر جائے گا تو وہ اسے مجھ سے دور کر کے پھر اسے ایک نئے روپ میں میرے سامنے لے آئیں گی اس طرح ایک ہی شریکِ زندگی سے بہلتے ہوئے میری زندگی گزر جائے گی۔

بہت اچھا منصوبہ تھا۔ مجھے کبھی پتا نہ چلتا اور وہ اپنی چال چلتی رہتیں۔ مجھ جیسا ہرجائی ایک ہی عورت کو نئے نئے روپ میں نئی عورت سمجھ کر بہلتا رہتا لیکن تقدیر بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ جو بعض اوقات اچھی خاصی تدبیر پر پانی پھیر دیتی ہے۔ انہوں نے سب کچھ سوچا۔ مگر یہ نہیں سوچا کہ جس عورت کو نیا نیا روپ دینا ہے، وہی نہیں رہے گی تو منصوبے کا کیا بنے گا۔

ہم میں سے کوئی یہ سوچ نہیں سکتا تھا کہ جینا جیسی محبت کرنے والی لڑکی یوں اچانک، اتنی جلدی ہم سے جدا ہو جائے گی۔ میں نے ماضی میں بے شک ہرجائی ہونے کا ثبوت دیا ہے لیکن اب دل کے اندر دور دور تک سناٹا تھا۔ دماغ کے کسی گوشے میں یہ بات نہیں تھی کہ اس کی کمی پوری کرنے کوئی دوسری آئے گی۔ نہیں آئے گی... کبھی نہیں آئے گی... جینا میری زندگی میں داخل ہونے کے تمام دروازے بند کر کے گئی تھی۔ اب یہ دروازے نہ میں کھولنے والا تھا اور نہ ہی کوئی اور کھولنے والی تھی۔ میری جوانی کا آخری دروازہ بند ہو چکا تھا۔

سونیا کبھی یقین نہیں کر سکتی تھی اور میں یقین دلانا ضروری نہیں سمجھتا تھا۔ جینا کی ابدی جدائی کے چھ گھنٹے بعد تک میں بالکل خاموش رہا۔ خیال خوانی کے ذریعے بھی کسی سے رابطہ نہیں کیا۔ اس وحشی قبیلے کی منحوس بستی سے واپسی پر گورے قیدیوں نے اپنی رہائی پر میرا شکریہ ادا کیا۔ لارا کے ماں باپ میری تعریفیں کرتے نہیں تھک رہے تھے۔ تمام لوگ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں اور کہاں جا رہا ہوں؟ لیکن میں نے کسی کے سوال کا جواب نہیں دیا۔ دریا کے کنارے جینا کو دفن کرنے کے بعد اپنی ٹریلر گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔ لوگ مجھے روکتے رہے۔

۔۔۔ پینے ہی چیپ بیش کرتے رہے' لیکن میں گاڑی اسٹارٹ کرکے وہاں سے چل پڑا۔

میں نہیں جانتا تھا کہ مجھے کہاں جانا ہے۔ ونڈ اسکرین کے پار راستہ دکھائی دے رہا تھا۔ اور جب تک راستہ دکھائی دیتا رہتا' میں ڈرائیو کرتا رہتا۔ کبھی نہ کبھی' کسی نہ کسی راستے پر زندگی تھک کر گرنے والی تھی۔

چھ گھنٹے بعد سلمان واسطی نے رابطہ کیا۔ پھر کہا "تمہارا دکھ بہت بھاری ہے۔ یہ ساری زندگی رہے گا لیکن ساری زندگی تم خاموش نہیں رہ سکتے' اپنوں سے لاتعلق نہیں رہ سکتے۔ کسی سے نہ سہی' سونیا سے باتیں کرو۔ وہ تمہارا انتظار کررہی ہیں۔"

"میں ابھی آرہا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ اس نے درست کہا تھا۔ میں دنیا میں رہ کر دنیا والوں سے اور خصوصاً اپنے محبت اور خون کے رشتوں سے دور نہیں رہ سکتا تھا۔ یہی رشتے اپنی محبتوں سے رفتہ رفتہ نئے سرے سے جینے کی امنگ پیدا کرتے ہیں۔

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ سونیا کے پاس پہنچا۔ اس نے پوچھا "تمام آنسو... ختم ہوگئے یا کچھ باقی ہیں؟"

"تم جانتی ہو' میں آنسو نہیں بہاتا۔"

"یہ بھی جانتی ہوں کہ تم اپنے اندر بیٹھ کر کبھی اتنی دیر ماتم نہیں کرتے۔"

"ظاہر ہے' ماتم کررہا ہوتا تو تمہارے پاس نہ آتا۔"

"بلانے پر آئے ہو۔"

"آیا تو ہوں۔"

"تمہاری اسی سعادت مندی سے دل باغ باغ ہوجاتا ہے۔"

میں اچھی طرح جانتا تھا کہ ذرا بھی صدمے کا اظہار کروں گا تو وہ بڑی طرح میرا مذاق اڑائے گی۔ پھر بھی میں نے یہ بات دوسرے زاویئے سے کہہ دی "سونیا! تمہیں جینا کی موت پر افسوس کے چند الفاظ ضرور ادا کرنے چاہئیں۔"

"متوفی کے کسی عزیز کے سامنے افسوس کیا جاتا ہے۔ جینا لاوارث تھی۔ میں نے دل ہی دل میں افسوس کیا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے سامنے تعزیتی گفتگو ہو تو مجھے بتاؤ' وہ تمہاری کون تھی؟ یا تم اس کے کیا لگتے تھے؟"

اس نے زبردست چوٹ کی تھی۔ مجھ سے جواب نہ بن پڑا تو میں نے جھنجلا کر کہا "تم جلی کٹی باتیں شروع کررہی ہو۔"

"باتیں شروع کرنے پر تم نے مجبور کیا ہے۔ بہتر ہے' مجھ سے صرف کام کی ہی باتیں کرو۔"

"مجھے کل صبح تک کے لئے تنہا چھوڑ دو۔ مجھ سے کوئی کام نہ لو۔"

"میں اس فرہاد سے بول رہی ہوں جو کسی بھی حادثے کو چند منٹوں میں بھول جاتا ہے۔ اگر تم وہ نہیں ہو تو اسی وقت میرے دماغ سے نکل جاؤ۔"

"شاید میں وہ فرہاد نہیں رہا۔ مجھے وقت اور حالات نے بدل دیا ہے۔"

"یعنی وہ فرہاد نہیں رہے جو وقت اور حالات کو بدل دیا کرتا تھا۔"

"تمہاری گفتگو کا انداز میرے اندر تحریک پیدا کررہا ہے کہ مجھے وہی ہونا چاہئے جو اب تک خود کو ثابت کرتا آیا ہوں۔"

"کیا میں خوش ہوجاؤں کہ اپنی کوشش میں کامیاب ہورہی ہوں۔"

میں نے شکست خوردہ انداز میں ایک گہری سانس لے کر کہا "تم ناکام کب رہتی ہو؟ بولو کیا کام ہے؟"

"تم نے ابھی کہا' میں ناکام کب رہتی ہوں؟ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ناکامی سب کے مقدر میں ہوتی ہے۔ خصوصاً کامیاب لوگوں کی زندگی میں ناکامی لازمی ہوتی ہے۔ اب یہی دیکھو کہ ہم نے سوچا تھا تمہاری زندگی میں جینا کے بعد کوئی عورت نہیں آئے گی۔ اگر تم اس سے کبھی بیزار ہوجاؤ گے تو ہم اسی جینا کو دوسرے روپ میں تمہارے سامنے لے آئیں گے اور تم اسے ایک نئی ساتھی سمجھ کر قبول کرلیا کرو گے مگر تقدیر کے ایک جھٹکے نے ہمارے منصوبے کو ناکام بنادیا۔"

"ہاں' تمہارے لئے یہ ناکامی ہے۔ مگر میرا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ میری زندگی میں اب کوئی نہیں آئے گی۔"

وہ ہنسنے لگی۔ میں نے ناگواری سے پوچھا "اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "ایسا زبردست لطیفہ اپنی داستان میں بیان نہ کرنا' ورنہ تمہارے قارئین بھی بے اختیار ہنسنے لگیں گے۔"

"بہتر ہے' تم کام کی بات کرو۔"

"پہلی کام کی خوشخبری یہ ہے کہ آج سے تمہارا دماغ ہمیشہ کے لئے آزاد ہوجائے گا۔ لیلیٰ یا سلطانہ تمہاری اجازت کے بغیر کبھی تمہارے پاس نہیں آسکیں گی۔"

"کیا اب تک بغیر اجازت آرہی تھیں؟"

"نہیں۔ وہ زبان کی سچی ہیں۔ انہوں نے زبان دی تھی کہ جب تک گمنامی کی زندگی گزارو گے' وہ تمہارے پاس نہیں آئیں گی۔"

اگر وہ کبھی آئی ہوں گی تو مجھے خبر نہیں ہوئی ہوگی۔"

"تمہارا یہ شبہ بھی ختم ہوجائے گا۔ وہ ہر پندرہ دن میں ایک رات چپکے سے آکر تمہارے خوابیدہ دماغ پر تنویمی عمل کرتی تھیں پچھلی بار جو انہوں نے عمل کیا تھا اس کا پندرہواں دن آج ختم ہورہا ہے۔ وہ آج رات تمہارے دماغ میں چپکے سے نہیں آئیں گی۔"

"پھر تو میں آج تمام رات جاگتا رہوں گا۔"

"بے شک اپنے اطمینان کے لئے جاگتے رہو۔ میں تمہیں خوشخبری سنا چکی ہوں۔"

"یہ مہربانی کیوں ہورہی ہے؟"

"ہم نے سمجھ لیا ہے۔ ہماری جنگ تم سے ہوسکتی ہے' تمہاری تقدیر سے نہیں ہوسکتی۔ تمہارا مقدر شیطانی ہے' تم سے شیطان ہی سمجھے گا۔"

"میں نے زندگی میں پہلی بار تین عورتوں کو عقل سے سوچتے ہوئے دیکھا ہے۔"

"چلو یہی سہی۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہماری عقلمندی کے نتیجے میں تم آئندہ کتنی عقلمندی کا ثبوت دیتے رہو گے۔"

"شاید کام کی بات رہ گئی ہے؟"

"ہاں۔ تمہارا بیٹا تل ابیب میں ہے۔"

"ماں کا دیوانہ ہے شیبا کی قبر پر گیا ہوگا۔ اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ وہ ہنگامے پیدا کئے بغیر وہاں سے چلا آئے۔"

"اس کا وہاں جانا توقع سے زیادہ فائدہ مند رہا ہے۔ اس نے وہاں دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دریافت کیا ہے۔"

وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا سنگر اور جے مورگن کے متعلق بتانے لگی پھر اس نے کہا "سلطانہ نے تمہاری آواز اور لہجے میں الپا پر تنویمی عمل کیا ہے لہٰذا وہ تمہیں اپنے دماغ میں محسوس نہیں کرے گی۔ تم اس کی سوچ میں جو کہو گے' وہ اس پر عمل کرے گی۔ ہر پندرہویں دن سے پہلے اس پر تنویمی عمل کرتے رہو گے تو وہ تمہاری معمولہ بن کر رہا کرے گی۔"

"مجھے الپا کی آواز سناؤ گی یا میں پارس کے ذریعے جاؤں؟"

"آواز سننے کے لئے تمہیں سلطانہ کے پاس جانا ہوگا۔"

"رہنے دو۔ میں چلا جاؤں گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "تم دونوں بہنوں سے کتراتے ہو۔"

"نہ کتراؤں تو بدمعاش کہو گی!"

"میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں۔ اب جاؤ۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ میری ٹریلر گاڑی سڑک کے کنارے رکی ہوئی تھی۔ پتا نہیں' میں کدھر چلا آیا تھا۔ میں نے راستوں کی نشاندہی کرنے والی تختیاں بھی نہیں پڑھی تھیں۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھائی تاکہ آگے راستہ معلوم ہوسکے۔ سونیا سے باتیں کرنے کے بعد صدمہ بڑی حد تک کم ہوگیا تھا۔ یہ بات سمجھ میں آگئی تھی کہ تنہا رہوں گا تو دکھ بڑھے گا۔ دنیا والوں کے درمیان مصروف رہوں گا تو دل اور دماغ سے بوجھ اترتا رہے گا۔

آگے جاکر ایک سنگِ میل کو پڑھا۔ پتا چلا' میں راستہ بدل کر شمالی ساحلی علاقے کی طرف سفر کررہا ہوں اور دس کلومیٹر کے بعد بن غازی کی بندرگاہ تک پہنچنے والا ہوں۔ میں نے گاڑی کی رفتار بڑھادی۔ دماغ میں یہ خیال پک رہا تھا کہ تنہائی میں صدمات سے لڑنے کے بجائے مجھے اپنے کسی محبوب کے قریب رہنا چاہئے اور میرا محبوب بیٹا پارس مجھ سے زیادہ دور نہیں تھا۔ میں کسی بھی فلائٹ سے چار چھ گھنٹے کے اندر اس کے پاس تل ابیب پہنچ سکتا تھا۔ اگرچہ سب سے اہم مہرے الپا کو قابو میں کرلیا گیا تھا' تاہم وہ مکار دشمنوں کا ملک تھا۔ کسی وقت بھی ہماری توقع کے خلاف بازی پلٹ سکتی تھی۔ پھر باپ بیٹے کی ملاقات بھی عرصے سے نہیں ہوئی تھی۔ ملاقات کے بہانے ہم اس مہم میں ساتھ رہ سکتے تھے۔

میں نے بیٹے کو مخاطب کیا۔ کوڈ ورڈز ادا کئے۔ اس نے خوش ہوکر کہا "ہیلو پاپا! آنٹی نے کہا تھا' آپ میرے پاس آنے والے ہیں۔ میں بڑی دیر سے انتظار کررہا تھا۔"

"سوری بیٹے! تمہاری ایک آنٹی جینا ہم سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ گئی ہیں۔"

"کوئی بات نہیں پاپا! اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ آپ صبر کریں' ستاروں سے آگے اور بھی آنٹیاں ہیں۔"

میں نے جھینپ کر کہا "تم پکے شیطان ہو۔ کام کی بات کرو۔ مجھے الپا کے پاس پہنچاؤ۔"

وہ ایک بہترین سوٹ پہنے آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔ کہنے لگا "میں اس سے ملنے جارہا ہوں۔ آپ میرے ساتھ رہیں۔"

"تمہاری ملاقات سے پہلے وہ کسی اہم خیال خوانی میں مصروف ہوگی' مجھے ایسے ہی وقت جانا چاہئے۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر رابطہ قائم کیا۔ سیکورٹی افسر کی آواز سنائی دی۔ اس نے کہا "مادام سے کہو' پارس آرہا ہے۔"

"یس سر" سیکورٹی افسر نے ریسیور رکھ دیا۔ انٹر کام کے ذریعے الپا کو مخاطب کیا۔ پارس کا پیغام اسے پہنچایا۔ وہ بولی۔ "پارس کو کسی روک ٹوک کے بغیر آنے دیا کرو۔"

میں افسر کے ذریعے الپا کے پاس پہنچ گیا۔ وہ ریسیور رکھ کر جنرل کے دماغ میں گئی پھر بولی "سوری' میں ذرا غیر حاضر ہوگئی تھی۔ ہاں' آپ کیا کہہ رہے تھے؟"

جنرل اسے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے جوڈی نارمن کے متعلق بتانے لگا۔ پچھلی رات الپا نے جنرل کو بتایا تھا کہ سپر ماسٹر کے بارہ خیال خوانی کرنے والوں میں ایک جوڈی نارمن ہے۔ وہ جوڈی نارمن کو اس وقت سے جانتی ہے' جب انہیں ٹرانسفارمر مشین سے نہیں گزارا گیا تھا۔ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتے تھے لیکن ایک ہی سینٹر میں ابتدائی تربیت حاصل کررہے تھے۔ ان دنوں جوڈی نارمن کے پاس ایک لڑکی کا خط آیا تھا' تب پتا چلا' وہ اس لڑکی سے محبت کرتا ہے۔

لڑکی کا نام کرائنا لیشو تھا۔ وہ لاس ویگاس کے اسٹریٹ نمبر سولہ میں رہتی تھی۔ جنرل نے کہا تھا "لاس ویگاس میں ہمارے آدمی اس لڑکی کو ٹریپ کریں گے اور اس کی آواز تمہیں سنائیں گے۔"

الپا اس کی آواز سن کر اس کے ذریعے جوڈی نارمن کو کسی اعصابی کمزوری میں مبتلا کرنا چاہتی تھی تاکہ اسے بھی جے مورگن کی طرح تنویمی عمل کے ذریعے اپنا معمول بناکر رکھ سکے۔ جب میں الپا کے پاس پہنچا تو وہ اسی لڑکی کے متعلق دریافت کررہی تھی۔ جنرل نے کہا "میں ابھی اس کی آواز سنا رہا ہوں۔"

اس نے اپنے ماتحت کو اشارہ کیا۔ ماتحت نے ریکارڈر میں ایک کیسٹ لگاکر اسے آن کیا۔ چند سیکنڈ کے بعد ایک لڑکی کی باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ الپا نے تھوڑی دیر سننے کے بعد کہا "اسے آف کردیں، میں تھوڑی دیر بعد آؤں گی۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی، کرائنا سوچ رہی تھی۔ "میں نے بھی کیسے جوان سے دل لگایا ہے۔ وہ سخت پہرے میں رہتا ہے۔ مہینوں اس کی خبر نہیں ملتی۔ خط لکھو تو دیر سے جواب آتا ہے۔ چھ ماہ پہلے فون پر بات ہوئی تھی۔ میں تو اس کی آواز سننے کو بھی ترس جاتی ہوں۔"

الپا نے اس کے اندر خواہش پیدا کی کہ وہ ابھی جوڈی نارمن کو فون پر مخاطب کرے۔ فون پر اس سے رابطہ کرنے کے لئے کئی جگہ نمبر ڈائل کرکے پہلے اعلیٰ افسران سے اجازت حاصل کرنی پڑتی تھی۔ وہ متعلقہ افسران سے درخواست کرنے لگی کہ اسے جوڈی نارمن سے باتیں کرنے کی اجازت دی جائے پہلے انکار کیا گیا۔ جب اس نے بتایا کہ اس سے فون پر رابطہ کئے چھ ماہ گزر چکے ہیں تو اسے انتظار کرنے کو کہا گیا۔

وہ انتظار کرتے ہوئے سوچنے لگی "جوڈی نے وعدہ کیا تھا کہ تین ماہ بعد ٹریننگ مکمل نہیں ہوگی اور ٹریننگ کی مدت بڑھادی جائے گی تو وہ چپ چاپ خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرے گا۔ میں اس کی اصول پسندی سے تنگ آگئی ہوں۔ وہ جب چاہے، میرے دماغ میں آسکتا ہے لیکن اس نے اعلیٰ افسران کے سامنے حلف اٹھایا تھا اور عہد کیا تھا کہ جب تک ٹریننگ مکمل نہیں ہوگی اور اعلیٰ افسران اجازت نہیں دیں گے، وہ کسی رشتے دار یا کسی بھی شناسا سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ قائم نہیں کرے گا۔ وہ اپنے عہد پر قائم ہے لیکن اسے میری بے چینی کا بھی احساس ہونا چاہئے۔"

ریسیور سے آواز آئی "ہیلو، مس کرائنا! ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسٹر جوڈی نارمن کا تبادلہ کسی دوسرے سینٹر میں ہوگیا ہے۔ اس تبادلے کو انتہائی راز میں رکھا گیا ہے۔ ٹریننگ کے اختتام سے پہلے آپ اس سے بات نہیں کرسکیں گی۔ سوری۔"

ریسیور رکھ دیا گیا۔ کرائنا نے بھی مایوس ہوکر ریسیور رکھ دیا۔ مایوس تو ہم بھی ہورہے تھے۔ وہ لڑکی ہمارے لئے بیکار تھی۔ ہمیں جوڈی نارمن تک نہیں پہنچا سکتی تھی لیکن الپا نے ایک تدبیر آزمائی۔ اس نے کرائنا کے اندر یہ خیال پیدا کیا کہ وہ اعلیٰ افسران کو خودکشی کی دھمکی دے۔ انہیں وارننگ دے کہ اگر پندرہ منٹ کے اندر جوڈی نارمن سے اس کی بات نہ کرائی گئی تو وہ اپنی کنپٹی پر پستول کی گولی مار کر جان دے دے گی۔

اس نے فوراً ہی متعلقہ افسر سے فون پر رابطہ قائم کیا اور کہا "کوئی لڑکی اپنے منگیتر سے اتنی طویل جدائی برداشت نہیں کرسکتی اور آپ لوگ دشمنوں کے خوف سے جدائی کی میعاد بڑھاتے جارہے ہیں۔ افسر! غور سے سنو، میں نے اپنے بیڈروم کو چاروں طرف سے بند کرلیا ہے۔ میرے کمرے میں کوئی داخل نہیں ہوسکے گا۔ میرے ہاتھ میں بھرا ہوا پستول ہے۔ اگر پندرہ منٹ کے اندر آپ نے مجھے جوڈی کی آواز نہیں سنوائی تو میں اس پستول سے خودکشی کرلوں گی۔"

دوسری طرف سے پریشان ہوکر کہا گیا "ایسی حماقت نہ کرنا۔ میں اعلیٰ افسران سے بات کررہا ہوں۔ میرا انتظار کرو۔"

"میں فون پر انتظار کروں گی۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میرے گھر آکر مجھے خودکشی سے باز رکھ سکو گے تو یہ تمہاری بھول ہوگی۔ جیسے ہی میرے بیڈروم کا دروازہ توڑنے کی کوشش کی جائے گی، میں خود کو گولی مارلوں گی۔"

اس دھمکی نے اعلیٰ افسران کو یقیناً پریشان کیا ہوگا۔ الپا ان کے دماغوں میں نہیں جارہی تھی کیونکہ خیال خوانی کرنے والے جوانوں کے نگراں افسران یوگا کے ماہر ہوسکتے تھے۔ دس منٹ کے اندر ہی فون کی گھنٹی سنائی دی۔ کرائنا نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو، میں کرائنا بول رہی ہوں۔"

دوسری طرف سے جوڈی نارمن نے کہا "یہ تم کیا حماقت کررہی ہو! کیا تم نے خودکشی کی دھمکی دی ہے؟"

"اور کیا کروں؟ نہ تمہاری صورت دکھائی دیتی ہے، نہ آواز سنائی دیتی ہے۔ ایسی زندگی سے موت بہتر ہے!"

"مجھے خوشی ہے کہ تم مجھے اس قدر چاہتی ہو لیکن یہ بھی تو سوچو، یہ عارضی جدائی ہمارے بہتر مستقبل کے لئے ہے۔"

"مجھے کب انکار ہے۔ لیکن ہفتے میں ایک بار تو تم سے رابطہ ہونا چاہئے۔"

"آئندہ یہی ہوگا۔ مجھے اجازت دے دی گئی ہے، ہفتے میں ایک بار میں دس منٹ تک تم سے باتیں کرسکوں گا۔"

وہ خوش ہوکر بولی "میں بے چینی سے اگلے ہفتے کا انتظار کروں گی لیکن تمہاری یہ ٹریننگ کب ختم ہوگی؟"

"ٹریننگ تو سمجھو، ختم ہوچکی ہے۔ ہمیں فی الحال دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک جگہ چھپایا گیا ہے۔ خطرہ ٹلتے ہی میں تم سے ملاقات کروں گا۔"

کرائنا دس منٹ تک باتیں کرتی رہی۔ پھر رابطہ ختم ہوگیا۔ اس گفتگو سے ہمیں کوئی فائدہ حاصل ہونے والا نہیں تھا لیکن اچانک ہی وہ ہوا جس کی توقع نہیں تھی۔ کرائنا نے

ریسیور رکھا تو اسے اپنے دماغ میں جوڈی نارمن کی آواز سنائی دی۔ وہ پوچھ رہا تھا "کرائنا! میں بول رہا ہوں۔"

وہ خوش ہوکر بولی "ارے! میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ریسیور رکھتے ہی تم میرے اندر آجاؤ گے۔"

"کرائنا! تم دھوکا کھاگئیں۔ ابھی فون پر میں نہیں تھا۔"

"کیا، تم نہیں تھے!"

"ہاں۔ میں اپنے افسران کی لاعلمی میں تم سے باتیں کرنے آیا تو دیکھا، تم کسی سے فون پر باتیں کررہی ہو اور وہ باتیں کرنے والا میری آواز میں بول رہا ہے، تب میری سمجھ میں آیا کہ میرے افسران نے تمہیں خودکشی سے باز رکھنے کے لئے ایک نقال کی خدمات حاصل کی ہیں۔ وہ میری آواز میں بول کر تمہیں مطمئن کررہا تھا۔"

"مجھے دھوکا دیا گیا ہے، تمہیں اس کی شکایت کرنی چاہئے۔"

"یہ دھوکا ہمارے مفاد میں ہے۔ انہیں یہی سمجھنے دو کہ تم مطمئن ہوگئی ہو اور ان کا یہ اعتماد بھی بحال ہوگیا ہے کہ میں چھپ کر تم سے رابطہ قائم نہیں کرتا ہوں۔"

"واقعی، یہ باتیں ہمارے حق میں ہیں۔ اب تو تم روز میرے پاس آیا کروگے؟"

"روز آؤں گا، صبح شام آؤں گا تمہاری محبت نے مجھے اپنا عہد توڑنے پر مجبور کردیا ہے۔"

کرائنا نے الپا کی مرضی کے مطابق پوچھا "تم کہاں ہو جوڈی؟"

"ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کل آدھی رات کے بعد اچانک دوسری جگہ منتقل کردیا گیا ہے۔"

"کیا تم مجھ سے بہت دور چلے گئے ہو؟"

"پتا نہیں، میں تم سے کتنی دور ہوں۔ ہمیں ہیلی کاپٹر میں سوار کرانے کے بعد آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی گئی تھیں۔ ہیلی کاپٹر تقریباً تین گھنٹے تک پرواز کرتا رہا۔ پھر ہم کہیں اتارے گئے۔ کاروں میں بٹھاکر ایک فوجی چھاؤنی میں پہنچائے گئے۔ وہاں ہماری آنکھوں سے پٹیاں ہٹادی گئیں۔"

"کچھ تو معلوم ہونا چاہئے کہ تم کہاں ہو؟"

"یہ نہ ہی معلوم ہو تو اچھا ہے۔ حکومت نے ہماری حفاظت کے لئے یہ اقدامات کئے ہیں۔ ہمیں رشتے داروں سے بھی دور کردیا ہے۔ ویسے اب تمہیں فکرمند نہیں ہونا چاہئے۔ میں تمہارے پاس آتا رہوں گا۔"

الپا نے کرائنا کے ذریعے اسے دوسرے پہلو سے کریدنے کی کوشش کی۔ اس نے کہا "دشمن فوجی چھاؤنیوں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ یہ تمہارے لئے خطرے کی بات ہے۔ تمہیں آخر کس چھاؤنی میں رکھا گیا ہے؟"

"میری جان! تم فکر نہ کرو... اور ایسے سوالات نہ کرو۔ یہ سرکاری معاملات ہیں۔ میں جب بھی آؤں گا تو ہمارے درمیان صرف پیار و محبت کی باتیں ہوا کریں گی۔"

الپا مزید کریدنا چاہتی تھی، میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ "مزید سوال کرنا حماقت ہوگی۔ جوڈی نارمن کو شبہ ہوجائے گا۔"

وہ کرائنا کے دماغ سے نکل گئی۔ اپنی جگہ حاضر ہوکر دیکھا، پارس ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے چونک کر پوچھا "تم کب آئے؟"

"بڑی دیر سے بیٹھا ہوں۔ سیکورٹی افسر نے بتایا ہے کہ تم نے مجھ پر سے پابندیاں اٹھالی ہیں۔ اسے حکم دیا ہے کہ میں کسی روک ٹوک کے بغیر تمہارے پاس آسکتا ہوں۔ یہاں آکر دیکھا تو تم خیال خوانی میں ڈوبی ہوئی تھیں۔"

وہ قریب آئی پھر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی۔ "میں نے سوچا تھا، کبھی کسی پر بھروسا نہیں کروں گی لیکن تمہاری قربت نے مجھے دیوانہ کردیا ہے۔ تم کوئی جادوگر تو نہیں ہو؟"

وہ میرے بیٹے کے قریب ہورہی تھی۔ میں دماغ سے نکل گیا۔ سونیا کے پاس آکر بولا "آدمی بوڑھا ہوجائے تو کیا کرتا ہے؟"

"گزری ہوئی جوانی کو یاد کرتا ہے۔"

"تو پھر یاد کرو۔ تم پہلی بار کس طرح میرے قریب آئی تھیں؟"

"کیا پارس اور الپا کے پاس سے آرہے ہو؟"

"اوہ گاڈ! تم کتنی تیزی سے صحیح نتیجے تک پہنچ جاتی ہو!"

"پلیز! کام کی بات کرو۔"

"کیا سلمان واسطی نے تمہیں بتایا ہے کہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دوسری جگہ منتقل کیا گیا ہے؟"

"ہاں، جہاں منتقل کیا گیا ہے، وہاں میں موجود ہوں۔"

"بس یہی معلوم کرنے آیا تھا۔"

"کیا الپا کوئی جال بچھا رہی تھی؟"

"ہاں، جوڈی نارمن نامی جوان تک پہنچنا چاہتی تھی۔ اس کی محبوبہ کرائنا کے دماغ میں گئی تھی۔ وہاں جوڈی چپ چاپ محبوبہ سے ملنے اس کے دماغ میں آیا تھا۔ ان کی باتوں سے پتا چلا کہ انہیں کسی فوجی چھاؤنی میں رکھا گیا ہے۔"

"اور کچھ؟"

"اور جوڈی نے اپنی محبوبہ کو کچھ نہیں بتایا۔ اب یہودی تنظیم کے جاسوس جوڈی نارمن اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سراغ لگائیں گے۔"

میں سونیا کے پاس سے آگیا۔ میری گاڑی ساحلی شہر بن غازی پہنچ گئی تھی۔ وہاں میں نے ٹریلر گاڑی فروخت کردی اور ایک فلائٹ کے ذریعے مصر کے شہر اسکندریہ پہنچ گیا۔ مجھے یقین تھا کہ کسی یہودی کی گردن دبوچ کر اس کے روپ میں اسرائیل پہنچ جاؤں گا۔ بہت سے اسرائیلی جاسوس پڑوسی ...

ملکوں میں بھیس بدل کر رہتے ہیں اور اپنے ملک کے مفاد میں کام کرتے رہتے ہیں۔ میں ایسے ہی کسی جاسوس کو تاڑنے لگا۔

اس دوران میں کئی بار الپا کے دماغ میں گیا۔ ایک طرف وہ جوڈی نارمن کے ہاتھ نہ آنے پر قدرے مایوس تھی' دوسری طرف پارس کی دیوانی ہوگئی تھی۔ اسے ہر جگہ اپنے ساتھ رکھتی تھی اور سرکاری معاملات بھی نہیں چھپاتی تھی۔ ایک تو اس پر مرمٹی تھی دوسرے اسے یہودی پارس سمجھ رہی تھی۔ اوھر امریکا میں یہودی تنظیم کے جاسوس یقین دلا رہے تھے کہ جلد ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سراغ مل جائے گا۔

ایک بار الپا خیال خوانی کے ذریعے جے مورگن کے دماغ میں گئی۔ وہ اس کا معمول بن گیا تھا اور اسے اپنے دماغ میں محسوس نہیں کرسکتا تھا۔ جب وہ مورگن کے دماغ سے چلی آئی تو میں الپا کی آواز اور لہجہ بنا کر اس کے دماغ میں گیا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ یہ طریق کار آئندہ میرے کام آسکتا تھا۔ میں اس کے دماغ سے واپس آگیا۔

میں اسکندریہ کے ایک وی آئی پی کاٹیج میں تھا۔ ساحل پر ایسے پچاس کاٹیج تھے جہاں صرف کروڑ پتی ارب پتی تاجر یا حکومت کے اعلیٰ عہدیدار عیاشی کے لئے آتے تھے۔ غیر ملکی جاسوس ایسی ہی جگہ حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کو ٹریپ کرکے اہم سرکاری راز معلوم کرتے ہیں۔ میں بھی شکار کھیل رہا تھا۔ اگر دور ہی دور سے تاڑنے کی بات ہوتی تو کسی مطلب کے آدمی تک پہنچنے میں کئی دن لگ جاتے لیکن میں تو ایک ایک کے دماغ میں گھس کر اصلیت معلوم کرتا تھا' اس لئے چند ہی گھنٹوں کے اندر ایک اسرائیلی جاسوس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

اس کا نام ڈی مولر تھا۔ اس کے ساتھ ایک نہایت ہی حسین یہودی عورت تھی جس کے ذریعے وہ مصر کے ایک فوجی افسر کو الو بنا رہا تھا اور فوج کے اہم راز معلوم کرنا چاہتا تھا۔ میں ڈی مولر کے دماغ سے اس کی پوری ہسٹری معلوم کرنے لگا۔ وہ ایک ریستوران میں بیٹھا وقت گزار رہا تھا۔ اس کی ساتھی حسینہ فوج افسر کے ساتھ کاٹیج میں تھی۔ صبح سے پہلے ایک اہم مائیکرو فلم لے کر آنے والی تھی۔ وہ دونوں اس فلم کے ساتھ اسرائیل روانہ ہونے والے تھے۔

تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد میں نے ڈی مولر کے دماغ پر قبضہ جمایا پھر اسے اپنے کاٹیج میں بلالیا۔ اسے اپنے سامنے بٹھا کر اپنے چہرے پر میک اپ کیا' بڑے اطمینان سے دو گھنٹے تک میک اپ کرنے کے بعد جب میں نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑا تو وہ چونک گیا۔ بوکھلا کر اپنے سامنے اپنے ہم شکل کو دیکھنے لگا۔ اب میں نے اس کا روپ اختیار کرلیا تھا وہ کبھی آئینے میں اپنے آپ کو اور کبھی مجھ کو دیکھ رہا تھا اور پوچھ رہا تھا "تم کون ہو؟ میں یہاں کیسے آگیا ہوں؟"

میں نے کہا "اپنا یہ بیگ مجھے دے دو اور یہاں سے چلے جاؤ۔"

اس نے اپنا بیگ دے دیا۔ اس میں پاسپورٹ اور ضروری کاغذات کے علاوہ کاٹیج کی چابی تھی۔ اس نے بیگ دیتے وقت جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی لیکن میری مرضی کی خلاف ایسا نہیں کرسکا۔ میرے سامنے سے اٹھ کر باہر چلا گیا۔ پھر وہاں سے دوڑتا ہوا جانے لگا۔

میں اسے بہت دور تک دوڑاتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ ساحل کے ویران حصے میں پہنچ گیا۔ پھر وہ سمندر کی منہ زور لہروں میں جانے لگا۔ لہریں اسے ساحل کی طرف پھینکنا چاہتی تھیں۔ مگر وہ ان سے لڑتا ہوا گہرے پانی میں چلا گیا۔ وہاں جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے بولا "ہم عظیم یہودی ہیں۔ اپنے پڑوسی اسلامی ملکوں کے اہم راز حاصل کرکے ان ممالک کو کمزور بناتے ہیں۔ انہیں اپنے مقابل جنگ کے قابل نہیں رہنے دیتے۔ اب میں بہت گہرا راز معلوم کرنے کے لئے گہرے سمندر میں جارہا ہوں۔ اسرائیلی حکومت کو سمندر کے اندر پھیلاؤں گا۔"

یہ کہنے کے بعد اس نے اپنے آپ کو گولی ماردی۔ میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ اس کے بیگ کو شانے سے لٹکا کر باہر آیا۔ کاٹیج کو لاک کیا۔ پھر اطمینان سے چلتا ہوا اس کے کاٹیج میں پہنچ گیا۔ وہاں وہ حسینہ کے ساتھ رہتا تھا' حسینہ صبح تک آنے والی تھی۔ میں ان کے سامان کی تلاشی لینے لگا۔ ان کے پیشے کے لحاظ سے کچھ اہم چیزیں تھیں۔ مثلاً پاکٹ ٹرانسمیٹر' انفرا ڈارک لینسز اور ایک قلم تھا جو بظاہر لکھنے کی چیز تھی لیکن اس سے فائرنگ کی جاسکتی تھی۔

میں نے وہ تمام چیزیں جوں کی توں رکھ دیں۔ پھر بستر پر آکر لیٹ گیا' سوچا الپا کی خبر لوں پھر خیال آیا' چاندنی رات ہے پتا نہیں وہ میرے صاحبزادے کے ساتھ کیسا وقت گزار رہی ہوگی۔ میں نے ایک سرد آہ بھر کر آنکھیں بند کرلیں۔ دماغ کو ہدایت دی کہ صبح تک گہری نیند سوتا رہوں۔ کوئی کاٹیج میں داخل ہونا چاہے تو میری آنکھ کھل جائے۔

میں سوگیا۔ ادھر پارس الپا کے ساتھ ایک تقریب میں وقت گزار رہا تھا۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر کی بیٹی کی سالگرہ تھی۔ بڑے امیر کبیر لوگ آئے ہوئے تھے۔ جوان لڑکیوں کا میلہ لگا ہوا تھا۔ آرکسٹرا کی دھن پر کتنے ہی جوڑے رقص کر رہے تھے۔ دھن بدلنے کے ساتھ رقص کرنے والے پارٹنر بھی بدل جاتے تھے۔ پارٹنر بدلنے کا دستور ایسا تھا کہ لڑکے لڑکیاں اپنی پسند کے ساتھیوں کی بانہوں میں پہنچ جاتی تھیں۔

پارس اور الپا کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ دھن بدلنے کے باعث انہیں ایک دوسرے سے الگ ہوکر دوسرے رقص کرنے والے اور والی کے پاس جانا پڑا۔ الپا نہیں چاہتی تھی پارس کسی اور کی بانہوں میں جائے۔ لیکن رقص کے دستور پر عمل کرنا ضروری تھا۔ ایک ریٹائرڈ فوجی نے بڑی محبت سے اسے اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ پھر اس نے ساتھ رقص کرتے ہوئے بولا "تم بے حد حسین ہو۔"

اس کا دھیان پارس کی طرف تھا۔ وہ بیزاری سے بولی۔ "میری اور تمہاری عمر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔"

وہ مسکرا کر بولا "زندہ دلی کی کوئی عمر نہیں ہوتی۔ جو زندہ دل ہوتے ہیں وہ کبھی بوڑھے نہیں ہوتے۔"

وہ اس لڑکی کے دماغ میں پہنچ گئی جو پارس کے ساتھ رقص کر رہی تھی۔ وہ اس کے اندر رہ کر دیکھنا چاہتی تھی کہ پارس اس حسینہ میں کتنی دلچسپی لے رہا ہے۔ اس نے حسینہ کی زبان سے پوچھا "وہ لڑکی جس کے ساتھ تم ابھی رقص کر رہے تھے کیا وہ تمہاری کچھ لگتی ہے؟"

پارس نے جواب دیا "ہاں وہ ایسی لگتی ہے کہ آج تک کوئی ایسی نہیں لگی" وہ نادان نہیں تھا۔ یہ سمجھتا تھا کہ الپا اسے کسی لڑکی کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے بھی دیکھنا نہیں چاہتی ہے۔ ایسے میں وہ ضرور اس کی ڈانس پارٹنر کے دماغ میں آکر باتیں سنے گی۔ اس لئے وہ اس کی تعریفیں کرتے ہوئے کہہ رہا تھا "میری الپا ایسی ہے کہ اسے دیکھنے کے بعد کوئی اور نظارہ اچھا نہیں لگتا۔ جی چاہتا ہے' وہی زندگی بھر نگاہوں کے سامنے رہے۔"

"آخر تمہاری الپا میں ایسی کیا بات ہے۔ اس محفل میں اس سے بھی زیادہ حسین لڑکیاں ہیں۔"

"ہاں' اس محفل میں' اس دنیا میں بے شمار حسین لڑکیاں ہیں۔ لیکن یہ سمجھنے کی بات ہے کہ حسن کسے کہتے ہیں؟ حسن اسے کہتے ہیں جو ہماری آنکھوں کو اچھا لگتا ہے اور آنکھوں کے راستے دل میں سما جاتا ہے۔ حسن کی تعریف یہ ہے کہ اس کے بعد دنیا کا کوئی حسن متاثر نہیں کرتا۔ یہی الپا کی تعریف ہے۔ اس کے بعد دنیا کی کوئی لڑکی مجھے متاثر نہیں کرسکے گی۔"

الپا اس کے دماغ میں رہ کر سن رہی تھی اور خوش ہورہی تھی۔ پھر وہ خیال خوانی سے چونک گئی۔ جس کے بازوؤں میں رقص کررہی تھی اس نے اچانک دبوچ لیا تھا۔ وہ غصے سے بولی۔ "یہ کیا حرکت ہے۔ چھوڑو مجھے..."

وہ بولا "ابھی تم مسکرا رہی تھیں۔ تمہاری مسکراہٹ نے مجھے حوصلہ دیا ہے۔"

"میں اپنے خیالوں میں مسکرا رہی تھی۔"

یہ کہتے ہی اس نے پارٹنر کے دماغ میں پہنچ کر اسے ہلکا سا جھٹکا پہنچایا۔ اسے اس بات پر غصہ آرہا تھا کہ وہ باتوں میں لگا کر اسے مسلسل سینے سے لگائے ہوئے تھا' الگ نہیں ہورہا تھا۔ دماغ میں زلزلہ پیدا ہوتے ہی وہ چیخ مار کر الگ ہوگیا۔ سب لوگ چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر فرش پر گر پڑا تھا۔ کچھ لوگ آکر اسے اٹھا رہے تھے۔ کچھ الپا سے پوچھ رہے تھے "اسے اچانک کیا ہوگیا ہے؟"

وہ انجان بن کر بولی "پتا نہیں' اچھا خاصا نظر آرہا تھا! اچانک ہی چیخ مار کر گر پڑا۔ شاید اسے کسی قسم کا دورہ پڑتا ہے!"

پارس نے آکر اس کے بازو کو پکڑا پھر اسے کھینچتے ہوئے ایک طرف لے گیا۔ سرگوشی میں بولا "یہ تم نے کیا کیا ہے؟"

وہ اپنا بازو چھڑا کر بولی "جو کیا' وہ کم ہی کیا ہے۔ وہ بڈھا شیطان مجھے سینے سے لگا رہا تھا۔"

"تو کیا ہوا؟ تم گھس نہیں گئی ہو۔"

"تمہیں شرم آنی چاہئے۔ کوئی مجھے سینے سے لگا رہا تھا اور تمہیں شرم نہیں آرہی تھی۔ کیا تم بے غیرت ہو؟"

"بے غیرتی کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ آدمی کو خواہ مخواہ غصہ آتا ہے۔"

"یعنی مجھے غصہ آرہا ہے' اس لئے میں بے غیرت ہوں!"

"تم بے غیرت نہیں' مغرور ہو۔ اگر تمہیں ٹیلی پیتھی نہ آتی تو تم اس کا کیا بگاڑ لیتیں؟ کچھ نہیں۔ تمہیں مہذب انداز میں اس سے پیچھا چھڑانا پڑتا یا اپنے مرد پر بھروسا کرنا پڑتا۔ مگر تم نے میرا انتظار نہیں کیا۔"

"میں لعنت بھیجتی ہوں تمہارے جیسے مرد پر۔ خبردار! میرے قریب نہ آنا۔ دور ہوجاؤ میری نظروں سے۔"

وہ غصے سے منہ پھیر کر جنرل کے پاس چلی گئی۔ ایک عورت ایسا سلوک کرے تو مرد کو غصہ آتا ہے۔ مگر وہ پارس کی کون سی سگی تھی کہ اسے تاؤ آتا۔ وہ تو ایک خاص مقصد کے تحت عشق فرما رہا تھا۔ اس نے غصہ کرنا کبھی سیکھا ہی نہیں تھا بلکہ دوسروں کے غصے سے فائدہ اٹھانا سیکھا تھا۔

وہ ایک طرف چلتا ہوا اس میز کے پاس آیا جہاں وہ ریٹائرڈ افسر بیٹھا لوگوں سے کہہ رہا تھا "آپ لوگ ناحق پریشان ہوگئے اور مجھے افسوس ہے' میں آپ کے لئے پریشانی کا باعث بن گیا۔"

ایک نے پوچھا "آپ کو ہوا کیا تھا؟"

"کیا بتاؤں' ایسا کبھی کبھی ہوجاتا ہے۔ میرے دماغ کو عجیب طرح کا شاک پہنچتا ہے اور میں گر پڑتا ہوں۔ پھر جلد ہی ٹھیک ہوجاتا ہوں۔ آپ لوگ دیکھ رہے ہیں' میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

پارس سوچ میں پڑ گیا۔ وہ ریٹائرڈ افسر غلط بیانی سے لوگوں کو ٹال رہا تھا۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ اسے کبھی بھی دماغی شاک پہنچتا ہو۔ اگر ایسا نہیں تھا تو اس نے یقیناً سمجھ لیا ہوگا کہ وہ ٹیلی پیتھی کا کرشمہ تھا۔ اور وہ ٹیلی پیتھی یا تو الپا جانتی ہے یا کوئی جاننے والا اس کے دماغ میں رہتا ہے۔

پارس اس افسر کو پکڑ کر ایک طرف لے جاکر اس کی غلط

بیانی کی وجہ معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن جنرل نے اسے طلب کر کے سخت ناراضگی سے کہا "تم نے مادام الپا سے گستاخی کی ہے۔ کیا اپنی حیثیت بھول گئے ہو؟"

پارس نے کہا "میں نے اپنی حیثیت میں رہ کر مادام کو غلطی کا احساس دلانا چاہا تھا۔ انہوں نے اس ریٹائرڈ افسر کو دماغی جھٹکا پہنچا کر سخت غلطی کی ہے۔ کیا بے موقع خیال خوانی کا اظہار کرنا دانشمندی ہے؟"

"دانشمندی نہیں ہے، پھر بھی تمہیں الپا کے مزاج کا خیال رکھنا چاہئے تھا۔"

"میں اپنوں سے زیادہ دشمنوں کا خیال رکھتا ہوں۔ یہاں کوئی گڑبڑ ہونے والی ہے۔"

"کیا واقعی؟ کیا یہاں دشمن موجود ہیں؟"

"اس ریٹائرڈ افسر کی غلط بیانی سے شبہ ہو رہا ہے۔ وہ کہتا ہے، 'اسے کبھی کبھی ایسا دماغی شاک پہنچتا ہے۔' آپ ذرا غور کریں، اس نے ٹیلی پیتھی کے عمل کو کیوں چھپایا۔ کیا واقعی وہ دماغی مریض ہے؟"

"نہیں، یہ مریض ہوتا تو فوج میں افسر نہ ہوتا۔ ریٹائر ہونے کے بعد بھی یہ نارمل ہے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔"

پارس نے ہال میں دور تک نظریں دوڑائیں۔ الپا نظر نہیں آئی۔ جنرل نے کہا "میرے ساتھ آؤ۔ میں اس افسر کا محاسبہ کروں گا۔"

"سر! ذرا ایک منٹ۔ میں الپا کو دیکھ کر آتا ہوں۔"

وہ اسے تلاش کرتا ہوا ہال سے باہر آیا۔ الپا غصے میں تھی۔ غصہ اس بات کا تھا کہ پارس نے اسے اپنی چیز سمجھ کر افسر کا گریبان کیوں نہیں پکڑا۔ عورت ایسے ہی مرد کو مرد سمجھتی ہے جو اس کی خاطر اپنے رقیب سے لڑ پڑتا ہے۔ وہ غصے کی حالت میں دوسروں سے مسکرا کر بات نہیں کر سکتی تھی، اس لئے دوسرے کمرے میں چلی گئی تھی۔ وہاں اپنا موڈ ٹھیک کرنا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے پیچھے اسے ٹھیک کرنے والے پہنچ گئے۔ وہ دو تھے۔ ایک نے ریوالور کے نشانے پر اسے رکھتے ہوئے کہا "اگر خاموشی سے چلو گی تو زندہ رہو گی۔"

دوسرے نے پوچھا "بولو، زندگی چاہتی ہو یا موت؟"

الپا نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ ریوالور والے کے دماغ میں پہنچنا ہی چاہتی تھی کہ اس نے سانس روک لی۔ الپا نے دوسرے کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ اس نے بھی سانس روک لی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا پھر ایک نے کہا "ہمارا خیال درست ہے۔ اس حسینہ کے ساتھ ٹیلی پیتھی کا چکر ہے، اسی لئے اس ملک میں اسے ملکۂ عالیہ کی طرح تعظیم دی جاتی ہے۔"

دوسرے نے کہا "مس الپا! تمہاری ٹیلی پیتھی ہمارے دماغ میں نہیں گھسے گی لیکن ہماری گولی تمہاری کھوپڑی میں گھس جائے گی۔"

"ہم تمہیں پہلی اور آخری بار سمجھاتے ہیں۔ تم یہاں سے تنہا باہر جاؤ گی۔ ہم باڈی گارڈز کے طور پر تمہارے پیچھے ہوں گے۔ ہمارے کوٹ کی جیب میں یہ ریوالور ہوں گے، ان کا رخ تمہاری طرف ہو گا۔ کوئی تمہارے ساتھ آنا چاہے تو تم اس سے کہہ دوگی کہ اپنے دو باڈی گارڈز کے ساتھ ابھی تنہا جانا چاہتی ہو۔"

دوسرے نے کہا "باہر نیلے رنگ کی کار ہے، اس کا نمبر ٹی ایل فورون فورون ہے۔ تم اس کی پچھلی سیٹ پر جا کر بیٹھو گی۔"

وہ ریوالور کو دیکھتے ہوئے پریشان ہو کر بولی "تم لوگ کون ہو؟ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"کوئی سوال نہ کرو، ایک لمحہ ضائع نہ کرو۔ چلو آگے بڑھو، پچھلے دروازے سے نکلو۔"

انہوں نے ریوالور اپنی اپنی جیب میں رکھ لئے۔ جیب میں اٹھی ہوئی نال بتا رہی تھی کہ وہ نشانے پر ہے۔ اسے پہلی بار اپنی کمزوری اور بے بسی کا احساس ہوا۔ ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کے بعد وہ خود کو شہ زور، ناقابلِ شکست اور ہر طرح سے محفوظ سمجھتی تھی۔ آج اس کی خوش فہمی ختم ہو گئی تھی۔

وہ آگے آگے چلتی ہوئی پچھلے دروازے سے باہر آئی۔ ایک بار خیال آیا کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے جنرل کو اپنے حالات بتائے پھر عقل آئی کہ ان دو اغوا کرنے والوں کو گھیرا جائے گا تو وہ ناکامی سے پہلے اسے گولی مار دیں گے۔

نیلے رنگ کی کار دور سے نظر آ رہی تھی۔ وہ ادھر بڑھنے لگی۔ اس کے ایک خاص باڈی گارڈ نے سامنے آ کر سیلوٹ کیا پھر پوچھا "میڈم! گاڑی لے آؤں؟"

وہ آگے بڑھتے ہوئے بولی "نہیں۔ میں نئے گارڈز کے ساتھ جا رہی ہوں۔ ابھی آ جاؤں گی۔"

پارس نے دور سے اسے دیکھا۔ چونکہ وہ غصے میں حکم دے چکی تھی کہ نظروں سے دور ہو جاؤ، اس لئے وہ نظروں کے سامنے نہیں آ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ الپا نے اپنے باڈی گارڈ کو رخصت کر دیا تھا۔ دو نئے گارڈز اس کے پیچھے چل رہے تھے لیکن وہ گارڈز ہرگز نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ ان کے ایک ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھے جبکہ گارڈز آگے پیچھے چلتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کبھی جیب میں نہیں رکھتے۔

وہ پہلے ہی شبہ میں مبتلا تھا۔ ان پیچھے چلنے والوں کے انداز نے اس کے شبے کو اور تقویت دی تھی۔ ایک نے نیلی کار کا پچھلا دروازہ کھولا تھا۔ دوسرا اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ دروازہ کھولنے والا شخص الپا کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ رہا تھا جبکہ الپا کسی گارڈ کے ساتھ نہیں بیٹھتی تھی۔ پارس چاہتا تو بہت پہلے ہی ان کے سامنے دیوار بن جاتا۔ لیکن وہ سمجھ رہا تھا الپا گن پوائنٹ پر ہے۔ اس کی ذرا سی مداخلت اسے موت کے منہ میں پہنچا دے گی۔ شاید اسی لئے اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھی کسی سے مدد طلب نہیں کی تھی۔

وہ دوڑتا ہوا ایک موٹر سائیکل کے پاس آیا۔ ایک رئیس زادہ اسے اسٹارٹ کر رہا تھا۔ اس نے شناختی کارڈ دکھا کر کہا "میں ڈیوٹی پر ہوں اور مجھے گاڑی کی ضرورت ہے۔"

وہ جوان انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ کے ایک افسر کا کارڈ دیکھ کر انکار نہ کر سکا۔ پارس موٹر سائیکل ڈرائیو کرتا ہوا احاطے سے باہر آیا تو وہ نیلی کار مین روڈ پر کافی دور نکل گئی تھی۔ اس نے رفتار بڑھا دی۔ ہیڈ لائٹ کو بجھا دیا تاکہ تعاقب کا شبہ نہ ہو اور اتنا فاصلہ رکھا کہ کار نظروں میں رہے اور اغوا کرنے والوں کا ٹھکانا معلوم ہو جائے۔

کار شہر کی بھری پری سڑکوں سے گزرتی ہوئی ہائی وے پر آ گئی۔ الپا نے پوچھا "اب تو بتا دو، تم لوگ کون ہو؟ اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

اس کے پاس بیٹھے ہوئے شخص نے کہا "یہ ٹیلی پیتھی بری بلا ہے۔ یہ بیماری فرہاد علی تیمور سے شروع ہوئی اور اب ساری دنیا میں پھیل گئی ہے۔ یہ افسوس کا مقام بھی ہے اور خوشی کی بات بھی ہے کہ تمہیں بھی یہ بیماری لگی ہوئی ہے۔"

وہ بولی "مجھے ایسی کوئی بیماری نہیں ہے۔"

"کیا تم نے ہماری آواز سنتے ہی ہمارے دماغوں میں آنے کی حماقت نہیں کی تھی؟"

"تم غلط سمجھ رہے ہو، میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہوں۔"

"کیا تم نے بوڑھے ڈانس پارٹنر کو دماغی جھٹکا نہیں پہنچایا تھا؟"

"آں؟" وہ ذرا چونکی۔ اس لمحے میں پارس یاد آیا۔ اس نے ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرنے پر اعتراض کیا تھا اور وہ بے غیرتی کے طعنے دے کر اس سے دور ہو گئی تھی۔

پاس بیٹھے ہوئے شخص نے کہا "تمہاری خاموشی بتا چکی ہے کہ تم نے اس بوڑھے کو بہت قریب آنے کی سزا دی تھی۔"

"نہیں۔ میں کچھ اور سوچ رہی تھی۔ میں کہہ چکی ہوں، میں ٹیلی پیتھی کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔"

"تم سچ کہہ رہی ہو؟"

"ہاں۔ یقین کرو، سچ کہہ رہی ہوں۔"

"تو پھر اپنے دماغ کے دروازے کھلے رکھو۔ تمہارے دماغ میں کوئی آ رہا ہے۔"

اس نے گھبرا کر پوچھا "کون آ رہا ہے؟"

"جب وہ آئے گا تو تمہیں معلوم ہو جائے گا۔"

"نن۔ نہیں۔ میں کسی کو دماغ میں آنے نہیں دوں گی۔"

"انکار کر رہی ہو۔ یہ بھی سمجھ رہی ہو کہ جبراً آنے والے کس طرح آتے ہیں۔ دیکھو، یہ ایک کیپسول ہے۔"

اس نے جیب سے ایک کیپسول پھر انجکشن کی سرنج نکالی اور کہا "یہ کیپسول نگل لو گی تو اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو جاؤ گی۔ پانی کے بغیر کیپسول نگلنے میں تکلیف ہو گی، اس لئے انجکشن لگوا کر دماغ کے دروازے کھول سکتی ہو۔ یا پھر..."

اس نے بات ادھوری چھوڑ کر ایک چاقو نکالا، ایک بٹن دبا کر اسے کھولا، پھر کہا "اس سے زخم لگاؤں گا تو کام آسان ہو جائے گا۔"

وہ سہم کر چیختی ہوئی بولی "نہیں۔ مجھ پر ظلم نہ کرو۔ میں سانس نہیں روکوں گی۔ آنے والے کو آنے دوں گی۔ ویسے دماغ میں آنا کیا ضروری ہے، مجھ سے جو پوچھو گے صحیح جواب دوں گی۔ کچھ نہیں چھپاؤں گی۔"

"زیادہ نہ بولو۔ وہ آ رہا ہے۔ سانس روکو گی تو چاقو سے زخم لگیں گے۔"

دوسرے ہی لمحے میں اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ وہ سوچ کے ذریعے بولی "میں تمہیں محسوس کر رہی ہوں، تم کون ہو؟"

جواب میں خاموشی رہی۔ وہ التجا کرنے لگی "پلیز مجھ سے باتیں کرو۔ مجھ سے دوستی کرو۔ ہم دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دوسرے کے بہترین دوست ثابت ہو سکتے ہیں۔"

اس کے اندر خاموشی تھی مگر کوئی موجود تھا، اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا اور وہ اضطراب میں مبتلا ہو گئی تھی۔ بہت سی اہم باتوں کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی اور یہ بھی سمجھ رہی تھی کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے دماغ کے تہ خانے میں پہنچ کر کوئی راز نہیں رہنے دیتے۔ بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی بات معلوم کر لیتے ہیں۔

کار میں خاموشی رہی۔ وہ بے چینی میں مبتلا رہی۔ سفر طویل ہو رہا تھا۔ وہ تل ابیب سے بہت دور نکل آئے تھے۔ حیفہ کے قریب سے بھی گزر گئے تھے۔ گاڑی کا رخ بتا رہا تھا کہ وہ لبنان یا دمشق کی طرف جا رہے ہیں اور دونوں سرحدیں وہاں سے کچھ زیادہ دور نہیں تھیں۔ وہ رونے کے انداز میں بولی۔ "میں تجسس کے مارے مر جاؤں گی۔ کچھ تو بولو۔ کب تک میرے خیالات پڑھتے رہو گے؟"

بڑی دیر بعد دماغ کے اندر ایک مرد کا لہجہ سنائی دیا۔ وہ کہہ رہا تھا "ہیلو الپا! تم نے تھوڑی دیر پہلے دوستی کی پیشکش کی تھی اور درست کہا تھا کہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے آپس میں بہترین دوست ثابت ہو سکتے ہیں۔"

"تم کون ہو؟"

"دوست ہوں۔"

"میں کیسے یقین کروں؟"

"یہ دوستی کا ثبوت ہے کہ تم ابھی تک زندہ ہو اور آئندہ

بھی میری طرف سے زندہ رہوگی۔ میں نے اور میرے ماتحتوں نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ تمہارے بدن پر ہلکی سے خراش بھی نہیں آئی ہے۔ میں نے تمہارے دماغ سے ٹیلی پیتھی کے علم کو ختم نہیں کیا ہے جبکہ یہ آسانی کرسکتا ہوں۔ اور دوستی کا یقین کیسے کروگی؟"

"فرہاد نے بھی شیبا کے ساتھ ایسی ہی مہربانیاں کی تھیں اور دوستی کے نام پر اسے کنیز بنالیا تھا پھر اسے ہمارے ملک اور ہماری قوم کے خلاف استعمال کرتا رہا تھا۔"

"فرہاد مرد کا ہے اور میں ایسا نہیں ہوں۔ تم آزاد رہوگی۔ اپنے ملک اور قوم کے لئے کام کرتی رہوگی۔ ہم دوست رہیں گے لیکن ایک دوسرے کے ملکی معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے۔"

"تمہاری یہ بات دل کو لگتی ہے۔ اس طرح ہم سچائی اور نیک نیتی سے ایک دوسرے کے کام آسکتے ہیں۔ اب تو اپنے متعلق بتاسکتے ہو؟"

"میرا نام پاسکل بوبا ہے۔"

"اچھا تو میں ماسک مین کی قیدی ہوں۔"

"دوست بننے کے بعد خود کو قیدی نہ کہو۔"

"تو پھر مجھے جبراً کہاں لے جارہے ہو؟"

"ابھی دوستی کی ابتدا ہوئی ہے۔ اعتماد قائم ہوتے ہی جبر ختم ہوجائے گا۔"

"اعتماد کیسے قائم ہوگا؟"

"ابھی تھوڑی دیر میں ہوگا۔ دیکھو' سرحدی چوکی آرہی ہے۔ یہاں میرے آدمیوں کو روکا جائے گا۔ میں خیال خوانی کے ذریعے چوکی کے انچارج کے دماغ پر قبضہ جماؤں گا۔ تم دوسرے افسر کے دماغ میں رہوگی تو ہم آسانی سے سرحد پار کرلیں گے۔"

"مجھے سرحد پار کیوں لے جارہے ہو؟ ہماری دوستی یہاں بھی ہوسکتی ہے۔"

"دوستی ایسے ملک میں ہوگی جو نہ میرا ہو' نہ تمہارا ہو۔ دیکھو' چوکی سے رکنے کا سگنل مل رہا ہے۔ زندہ رہنے کے لئے عقلمندی کا ثبوت دو۔"

اسے سب سے زیادہ اپنی زندگی سے محبت تھی اور عقلمندی کا تقاضا تھا کہ وہ اغوا کرنے والے کے احکامات کی تعمیل کرتی رہے۔ اسے یاد تھا کہ پاس بیٹھے ہوئے شخص کی جیب میں ریوالور ہے۔

چوکی کے پھاٹک کے قریب گاڑی روک دی گئی۔ ایک مسلح فوجی نے آکر پوچھا "کون ہو؟ کہاں جارہے ہو؟ باہر آؤ۔"

یہ کہتے ہی وہ جواب سنے بغیر پلٹ گیا کیونکہ جواب دینے والے نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا تھا۔ وہ وہاں سے چلتا ہوا اعلیٰ افسر کے پاس جاکر بولا "سر! گاڑی میں اہم شخصیات ہیں۔ آپ سے گفتگو ہوگی۔"

اعلیٰ افسر نے گاڑی کے قریب آکر کہا "آپ لوگ باہر آئیں۔"

اس کی زبان کھلتے ہی دماغ میں جگہ بنالی گئی۔ اتنی دیر میں دوسرے افسر نے آکر پوچھا "کیا بات ہے؟"

الپا نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ دونوں افسران نے حکم دیا "گاڑی کو جانے دو۔"

پھاٹک کھول دیا گیا۔ گاڑی آگے بڑھتی ہوئی مسلح فوجیوں کے درمیان سے گزر گئی۔ آگے لبنان کے فوجیوں کو راستہ روکنا تھا لیکن برسوں سے لبنان کی خانہ جنگی نے سرحدی چوکیوں کو کمزور بنادیا تھا۔ وہ سرحدیں اب ہتھیاروں کی اسمگلنگ کے لئے کھلا دروازہ بن گئی تھیں۔

ان کی گاڑی بیروت کی طرف جانے لگی۔ الپا نے کہا۔ "میں اپنے ملک سے نکل آئی ہوں۔ اب بتاؤ' کیا چاہتے ہو؟"

"آج سب سے زیادہ اہمیت سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ہے۔ سونیا اپنی ٹیم کے ساتھ انہیں شکار کرنے کے لئے وہاں موجود ہے۔ تم بھی شکار کھیل رہی ہو۔ اور بڑی چالاکی سے جے مورگن کو اسرائیل پہنچادیا ہے۔ ہم بھی شکار کھیل رہے ہیں۔ مجھے تمہاری صورت میں کامیابی حاصل ہورہی ہے۔"

"یعنی تم مجھے شکار کرکے لے جارہے ہو؟"

"مجھے غلط نہ سمجھو۔ میں کہہ چکا ہوں' تم قیدی نہیں ہو یہاں سے واپس جاکر اپنے ملک میں رہوگی۔ ہم دشمن نہیں' دوست بن کر رہیں گے۔"

"آخر اپنا مقصد تو بتاؤ۔"

"میں تمہارے ساتھ شکار کھیلنا چاہتا ہوں۔ سونیا اور اس کے ساتھیوں نے زبردست جال پھیلا رکھا ہے۔ سنا ہے وہ تین یا چار خیال خوانی کرنے والوں کو اغوا کرچکی ہے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اگر ہم دونوں متحد ہوکر کام کریں گے تو کامیابی ہمارے حصے میں بھی آئے گی۔ تم نے ایک جے مورگن کو حاصل کیا ہے۔ ہماری مشترکہ جدوجہد سے اب جو حاصل ہوگا اسے میں ماسک مین کے پاس لے جاؤں گا۔ یعنی ایک شکار میں لے جاؤں گا' دوسرا شکار تم لے جاؤگی۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا تو ہماری دوستی بھی مستحکم ہوتی رہے گی۔"

"ہاں۔ ایک سے بھلے دو ہوتے ہیں۔ سونیا سے شکار چھیننے کے لئے ہمارا متحد ہونا لازمی ہے۔"

ادھر پارس بڑی کامیابی سے تعاقب کرتا آرہا تھا۔ سرحدی چوکی میں اسے بھی روکا گیا۔ اس نے اپنا شناختی کارڈ پیش کیا۔ ٹرانسمٹر کے ذریعے جنرل سے رابطہ قائم کرکے بولا "دشمن الپا کو اغوا کرکے سرحد پار لے گئے ہیں۔ میں ان کا تعاقب کررہا ہوں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا اور اطلاع دینے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اب بھی وہ گاڑی آگے نکلی جارہی ہے۔ آپ میری تدبیر پر فوراً عمل کریں۔ جے مورگن سے کہیں کہ الپا کے دماغ میں چپ چاپ موجود رہے اور مجھے اس کے حالات سے اور اس کے گزرنے والے راستوں سے باخبر رکھے۔ باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔"

وہ موٹر سائیکل اسٹارٹ کرکے پھر تیزی سے چل پڑا۔

تھوڑی دیر بعد دماغ پر دستک ہوئی۔ جے مورگن نے کوڈ ورڈز ادا کرتے ہوئے کہا "مس الپا شاید مجھے دماغ میں نہ آنے دیتیں کیونکہ انہوں نے آج تک مجھ سے کوئی کوڈ ورڈ مقرر نہیں کیا ہے لیکن مجھے اس لئے دماغ میں جگہ مل گئی کہ وہاں پہلے سے کوئی موجود ہے۔ الپا کی سوچ نے بتایا ہے کہ اس کے پاس بیٹھے ہوئے شخص کے پاس ریوالور ہے۔ وہ کسی بھی مداخلت پر الپا کو گولی مار سکتا ہے۔"

پارس نے پوچھا "وہ کس راستے پر ہیں؟"

"بیروت کی طرف جارہے ہیں۔"

"تم الپا کے پاس رہو اس کے دماغ میں کون ہے' معلوم کرو اور میرے پاس آتے رہو۔"

جے مورگن پھر الپا کے پاس پہنچ گیا۔ اس وقت پاسکل بوبا اس کے دماغ میں کہہ رہا تھا "تم نے جے مورگن کو حاصل کیا ہے۔ آئندہ ہماری مشترکہ جدوجہد سے جو حاصل ہوگا' اسے میں ماسک مین کے پاس لے جاؤں گا۔"

اس کی باتوں سے ظاہر ہوا کہ سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والوں کو شکار کیا جارہا ہے اور ان شکار کئے جانے والوں میں خود جے مورگن ایک شکار ہے۔ تب اس کے اندر سوال پیدا ہوا' کیا وہ امریکا سے یہاں لایا گیا ہے؟ اسرائیل سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے؟ یہ انکشاف اسے پریشان کررہا تھا۔

وہ الپا کے دماغ میں رہ کر اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔ یہ اچھا موقع تھا۔ پاسکل بوبا کی موجودگی نے اس کے لئے معلومات کا راستہ ہموار کردیا تھا۔ ذرا سی دیر میں پتا چل گیا کہ وہ یہودی نہیں' عیسائی ہے۔ امریکی ہے۔ اس نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا۔ الپا اسے محبت کے جال میں پھانس کر تل ابیب لے آئی۔ یہاں اس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا معمول بنالیا۔ اس کے ماضی کی تمام باتیں فراموش کرکے اسے یہودی بنادیا ہے۔

اس زبردست انکشاف نے اسے ہلا کر رکھ دیا۔ وہ سوچنے لگا' ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

جو بات فوری طور پر دماغ میں آئی' وہ یہ تھی کہ جو اس کے ساتھ بڑا دھوکا کررہی تھی۔ اس کے ساتھ بھی دھوکا ہی کرنا چاہئے۔ الپا کے تنویمی عمل سے نجات حاصل کرنے کے لئے اسے اس طرح تباہ کرنا چاہئے کہ وہ پھر اس کے دماغ میں مالک بن کر نہ آسکے۔

[illegible]

اس وقت پاسکل بوبا کہہ رہا تھا "مس الپا! یہ تو طے ہوگیا کہ ہم متحد ہوکر سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والوں کو شکار کریں گے۔ فرض کرو' اگر میں تمہیں اغوا نہ کرتا اور اس طرح بے بس نہ کرتا تو کیا تم مجھ سے دوستی کرتیں؟ کیا اس بات پر راضی ہوجاتیں کہ ایک شکار میں لے جاؤں اور ایک تم لے جایا کرو؟"

"ہاں' ضرور راضی ہوجاتی۔"

"سوچ سمجھ کر جواب دو۔ جب تم تنہا ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کرسکتی ہو اور انہیں اپنے ملک کے مفاد میں استعمال کرسکتی ہو تو پھر میرے ملک کو فائدہ پہنچانے کے لئے اپنے پاس آنے والے شکار کو میرے حوالے کیوں کروگی؟ کیا تم یہودیوں نے کبھی گھاٹے کا سودا کیا ہے؟"

وہ ذرا ہچکچائی پھر بولی "تم متقی ارادوں کی بات چھیڑ رہے ہو دوستی ہوگئی ہے تو دشمنی کی بات نہ کرو۔"

"چلو دوستی کی بات کرتا ہوں۔ ہماری زبانی معاہدے کے مطابق ایک شکار میرا' ایک شکار تمہارا۔ اس حساب سے جے مورگن شکار ہوکر تمہارے ملک میں آگیا ہے۔ سپر ماسٹر سے جو دوسرا شکار تمہارے ملک نے حاصل کیا ہے وہ تم ہو لہٰذا معاہدے کی رُو سے تمہیں ہمارے پاس رہنا چاہئے۔"

وہ چونک کر بولی "یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں اپنے ملک کی وفادار ہوں۔"

"ٹھیک ہے' تم اپنے ملک میں رہو۔ جے مورگن کو ہمارے حوالے کردو۔"

"جے مورگن ہمارے معاہدے سے پہلے آیا ہے۔ معاہدے کے بعد والا شکار تمہارا ہوگا۔"

"یہ بھی منظور ہے۔ جے مورگن کو ضمانت کے طور پر ہمارے پاس چھوڑ دو۔ جب نیا شکار مجھے ملے گا تو میں مورگن کو واپس کردوں گا۔"

"تم بہت چالاک بن رہے ہو۔ ایک تو مجھے اغوا کرلیا' دوسرے میرے ذریعے مورگن کو بھی اپنے پاس لانا چاہتے ہو تم میری مجبوریوں سے کھیل رہے ہو۔"

وہ کار ایک جگہ رک گئی۔ الپا نے دیکھا' رات کی تاریکی میں دو منزلہ مکان نظر آرہا تھا۔ مکان کے اندر ہلکی سی روشنی تھی۔ دو مسلح شخص دروازہ کھول کر باہر آئے۔ ایک نے آگے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھولا۔ پھر الپا کو کھینچ کر باہر نکالا۔ وہ تکلیف سے چیختی ہوئی بولی "چھوڑو مجھے۔ مسٹر بوبا! اپنے آدمیوں سے کہو' انسان کی طرح پیش آئیں۔"

"تم سے انسانوں جیسا سلوک کیا جائے گا اور دوستی بھی ہوجائے گی لیکن تم پر تنویمی عمل کرنے کے بعد۔"

وہ گھبرا کر بولی "نہیں۔ میں تنویمی عمل نہیں کرنے دوں گی جب تمہیں یہ کرنا ہی تھا تو تمام راستے اتنی لمبی باتیں [illegible]

کررہے تھے ؟"

"اس لئے کہ میں مسلسل تمہارے دماغ میں رہوں اور تمہیں اپنے کسی آدمی سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ قائم کرنے کا موقع نہ دوں مگر تم تھوڑی سمجھدار ہو۔ تم نے زندہ رہنے کے لئے ایسی حماقت نہیں کی۔"

دو افراد اسے پکڑ کر مکان کے اندر لے جارہے تھے اور کار میں آنے والے اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ پاسکل بوبا اس کے دماغ میں کہہ رہا تھا "بس تم اپنی جان بچانے کی حد تک سمجھ دار ہو' ورنہ تھوڑی عقل استعمال کرکے یہ تو سوچ سکتی تھیں کہ بازی میرے ہاتھ میں ہے۔ مجھے متحد ہوکر شکار کھیلنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں تمہیں تنویمی عمل کے ذریعے اپنی معمولہ اور اپنی تابع دار بنا کر تم سے ہر طرح کا کام لیا کروں گا۔ تم نے جے مورگن پر تنویمی عمل کیا ہے۔ تمہارے ذریعے وہ بھی ہماری مٹھی میں رہے گا۔"

"تم ذلیل ہو' کمینے ہو! میں خود پر تنویمی عمل نہیں ہونے دوں گی۔"

جے مورگن یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا۔ پہلے اس نے سوچا تھا' الپا سے انتقام لے۔ پھر اس نے سنا کہ اس مکار حسینہ پر بھی تنویمی عمل کیا جائے گا۔ یہ اس کے لئے بہترین موقع تھا۔ اس نے طے کرلیا کہ پاسکل بوبا کے تنویمی عمل کے دوران الپا کے اندر موجود رہے گا اور اس کے عمل کو ناکام بنا تا رہے گا۔ جب وہ مطمئن ہوکر چلا جائے گا تو خود الپا پر تنویمی عمل کرے گا اور اسے اپنی معمولہ بنالے گا۔"

وہ لوگ الپا کو ایک کمرے میں لے آئے تھے۔ اسے ایک بستر پر جبراً لٹا رہے تھے۔ ایک شخص سرنج میں دوا بھر رہا تھا۔ وہ چیخ رہی تھی "مجھے چھوڑ دو۔ میرے دماغ کو کمزور نہ بناؤ۔ میں تمہاری ہر بات مان لوں گی۔ مجھے اپنی معمولہ نہ بناؤ ...!!"

ایک شخص نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ دو آدمیوں نے اسے بری طرح جکڑ لیا۔ چوتھے شخص نے اس کے بازو میں انجکشن لگادیا۔ اتنے لوگوں کی گرفت میں اسے ہار مان لینی پڑی۔

دوسرے ہی لمحے میں اس کا دل ڈوبنے لگا۔ بہت کمزوری محسوس ہونے لگی۔ اس نے سمجھ لیا کہ اس کی عزت' وقار' رعب اور دبدبے والی زندگی گزر چکی ہے۔ اب اس لمحے سے ذلت بھری غلامانہ زندگی شروع ہورہی ہے۔

سب اسے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ وہ تنہا بستر پر پڑی چھت کو تک رہی تھی۔ اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ بستر سے اٹھ کر کمرے سے باہر جاتی۔ اسے اپنی بے بسی پر رونا آرہا تھا۔ ٹیلی پیتھی جیسا خطرناک ہتھیار رکھ کر وہ اپنے لوگوں کو مدد کے لئے نہیں بلا سکتی تھی۔ اب دماغی اور جسمانی کمزوری میں مبتلا ہونے کے بعد خیال خوانی نہیں کرسکتی تھی۔ اگر اپنے غصے پر قابو پالیتی' پارس کو نظروں سے دور ہونے کے لئے نہ کہتی تو کم از کم وہ اس کی مدد کے لئے قریب رہتا۔ ایسی کمزوری کے دوران اس نے سوچا' کیا پارس قریب ہوتا تو اسے اس مصیبت سے بچالیتا؟

دل نے کہا "ہاں' بچالیتا۔ وہ بہت چالاک اور حاضر دماغ ہے۔ میرے بچاؤ کی کوئی تدبیر کرلیتا۔ آہ! کاش اسے میری خبر ہوتی ..."

وہ خبر رکھنے والا پہنچ گیا تھا۔ اس نے مکان سے دور ہی موٹر سائیکل چھوڑ دی تھی۔ جے مورگن دوبارہ اس کے دماغ میں نہیں آیا۔ پارس نے مکان کے سامنے نیلی کار کو دیکھ کر منزل کا پتا لگایا تھا۔ اس نے دبے قدموں قریب آکر مکان کے چاروں طرف ایک چکر لگایا۔ سامنے اوپری منزل کے برآمدے میں ایک گن مین بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا' مکان میں کتنے افراد ہیں۔ اسے حیرانی تھی کہ جے مورگن پلٹ کر کیوں نہیں آیا۔ اس کے ذریعے مکان کے اندر کی باتیں معلوم ہوسکتی تھیں۔

وہ محض حیران تھا۔ پریشان نہیں تھا کیونکہ ٹیلی پیتھی پر تکیہ نہیں کرتا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک مکان کے باہر تاریکی میں کھڑا رہا۔ ایک گن مین نچلی منزل کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ برآمدے میں ایک سرے سے دوسرے تک چلنے لگا۔ وہ ڈیوٹی کے طور پر باہر ایک نظر ڈالنے آیا تھا۔ پارس نے ایک بڑا سا پتھر اٹھا کر ایک جگہ اندھیرے میں پھینکا۔ دھپ کی آواز پر گن مین نے چونک کر آواز کی طرف دیکھا۔ پھر گن سیدھی کرتے ہوئے کڑک کر بولا "ہواز دیئر؟"

اوپر بیٹھے ہوئے گن مین نے بھی ریلنگ پر جھکتے ہوئے کہا "میں نے بھی آواز سنی ہے۔"

ٹھیک اسی وقت پارس نے دوسرے پتھر سے اوپر والے کے سر کا نشانہ لیا۔ نشانہ پکا تھا۔ پتھر آکر ہتھوڑے کی طرح سر پر لگا۔ وہ ریلنگ پر جھکا ہوا تھا۔ مزید جھکتا ہوا نیچے آکر دھپ سے گر پڑا۔ نیچے والے نے سمجھا' اوپر کسی نے اس کے ساتھی پر حملہ کیا ہے۔ وہ گن کا رخ اوپری منزل کی طرف کرکے فائر کرنے لگا' اس نے مسلسل چار گولیاں چلائیں۔ پانچویں کے وقت اس کی گردن پر کراٹے کا ہاتھ پڑا۔ ہاتھ فولادی تھا۔ گن چھوٹ گئی۔ دوسرے ہاتھ میں قدم زمین سے چھوٹ گئے۔ اتنی دیر میں اندر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آنے لگیں۔ کوئی پوچھ رہا تھا "کیا بات ہے والٹر؟ کس پر گولی چلا رہے ہو؟"

پارس نے مار کھا کر گرنے والے کی گردن دبوچ لی تھی۔ اسے گن کے نشانے پر رکھ کر کہہ رہا تھا "اپنے ساتھیوں سے بولو' ایک اجنبی کو زخمی کیا ہے۔ وہ باہر آکر اسے دیکھ لیں۔"

اس نے یہی بات دہرائی۔ اپنے ساتھیوں کو باہر آنے کے لئے کہا لیکن کوئی نہیں آیا۔ پارس نے کہا "میں سمجھ گیا۔ ابھی تمہارا خیال خوانی کرنے والا تمہارے دماغ میں تھا۔ اس نے اندر جاکر باقی لوگوں کو خطرے سے آگاہ کردیا ہے۔"

اس نے بات ختم کرتے ہی سانس روک لی۔ کوئی دماغ میں آنا چاہتا تھا۔ اگر وہ جے مورگن ہوتا تب بھی پارس اسے آنے کی اجازت نہ دیتا۔ ایسے وقت دوسرا دشمن فائدہ اٹھا کر دماغ میں زلزلہ پیدا کرسکتا تھا۔

پارس کے حساب سے ابھی دماغ میں آنے والا ناکام ہوکر اندر گیا ہوگا۔ اس نے باہر کی پوزیشن معلوم کی ہوگی اور اس کے مطابق اپنے آدمیوں سے اس پر فائرنگ کرائے گا۔ اس نے اپنے شکاری کی گردن دبوچ کر پوچھا "جلدی بتاؤ' اندر کتنے آدمی ہیں۔ دیر کروگے تو گولی ماردوں گا۔ بتاؤ؟"

اس نے کہا "دو ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی دو مختلف کھڑکیوں سے فائرنگ ہوئی۔ پارس زمین پر گر پڑا تھا۔ وہیں سے ایک کھڑکی کی طرف گولی چلائی۔ اندر سے ایک چیخ سنائی دی پھر خاموشی چھاگئی۔ اس نے زمین سے اٹھ کر اپنے شکار کو ایک جھٹکے سے اٹھایا پھر اسے دھکے دیتا ہوا برآمدے میں لے آیا۔ اندر سے آواز آئی "ہم بے شمار ہیں' تم اکیلے ہو۔ اپنی سلامتی چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔"

پارس شکار کو لے کر دروازے پر آگیا پھر اسے زور کا دھکا دیا۔ وہ دروازے سے ٹکرا کر اسے کھولتا ہوا اندر گیا۔ اندر سے تڑاتڑ فائرنگ ہوئی۔ بے چارہ شکار زد میں آگیا۔ گولیاں کھا کر چیختا ہوا گرا۔ فائر کرنے والے نے بوکھلا کر فائرنگ بند کردی۔ دوسرے ہی لمحے پارس نے کھلے ہوئے دروازے پر آکر اس آخری چوتھے شخص کو گولی ماردی۔

قصہ تمام ہوگیا۔ ایک دم سے سناٹا چھاگیا۔ شکار کے بیان کے مطابق اندر دو تھے۔ وہ دونوں ختم ہوگئے تھے۔ پھر بھی پارس محتاط رہا۔ پوزیشن بدل کر تھوڑی دیر تک کھڑا رہا۔ پھر اندر آیا۔ محتاط رہ کر چلتا ہوا ایک کمرے میں پہنچا۔ وہاں الپا بستر پر پڑی ہوئی تھی۔

وہ پارس کو دیکھتے ہی خوشی سے کھل گئی۔ بستر پر آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی "اوہ گاڈ! میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم میری مدد کے لئے یہاں تک چلے آؤ گے۔ پارس مجھے بچاؤ! مجھے اس ظالم سے ..."

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ پھر اس کی آواز بدل گئی۔ پاسکل بوبا اس کی زبان سے کہہ رہا تھا "میں اسرائیلی استادوں کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے تمہیں پارس کی طرح دلیر اور حاضر دماغ بنایا ہے۔ ویسے ہر طرح مکمل ہونے کے باوجود تم ڈمی ہو' ڈمی رہوگے! تمہیں اسرائیلی حکام کیا دیتے ہیں؟ مجھ سے سودا کرو۔ ماسک مین تمہیں سر آنکھوں پر بٹھائے گا۔ تمہاری ہر ضرورت پوری کرے گا' تمہیں شہزادے کی طرح رکھے گا۔"

"یہی سودا میں تم سے کرتا ہوں۔ بولو' اپنے ماسک مین سے غداری کرنے کا معاوضہ کیا لوگے؟"

"میں غدار نہیں ہوں۔"

"تو دوسرے کی وفاداری کیوں خرید رہے ہو؟ کیا میں غدار بن جاؤں گا؟"

"نہیں بنوگے تو الپا زندہ نہیں ملے گی۔"

وہ باتوں کے دوران اس میز کے پاس آگیا تھا جہاں دوائیں رکھی ہوئی تھیں۔ وہیں سے ایک سرنج میں دوا لاکر الپا کی رگوں میں پہنچائی گئی تھی۔

الپا کی آواز سنائی دی "تم مجھ سے منہ پھیر کر کیوں کھڑے ہو؟ پاسکل بوبا کی بات مان لو۔ مجھے بچالو۔"

اس نے کہا "یہ تم نہیں کہہ رہی ہو' وہ تمہیں کہنے پر مجبور کررہا ہے۔"

"میں قسم کھاکر کہتی ہوں۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔ میں زندہ رہنا چاہتی ہوں۔ میں حرام موت مرنا نہیں چاہتی۔"

وہ قریب آتے ہوئے بولا "کیا تم اپنی جان بچانے کے لئے اپنے ملک اور قوم سے غداری کروگی؟"

"پارس! جان ہے تو جہان ہے۔ تم مجھ سے سچی محبت کرتے ہو تو پاسکل بوبا کی بات مان لو۔ تمہیں میری قسم ہے۔"

پارس دونوں ہاتھ پیچھے رکھے ہوئے تھا۔ اس کے ہاتھ میں سرنج تھی۔ اس نے اچانک ہی اس کی سوئی الپا کے بازو میں پیوست کردی۔ اس کی دوا اس کے اندر انجکٹ کرتے ہوئے کہا "پاسکل بوبا! ٹیلی پیتھی سیکھ لینے سے عقل نہیں آجاتی۔ تم اسے نقصان نہیں پہنچا سکوگے۔ دیکھو! تمہاری سوچ کی لہریں اس کے بیہوش دماغ سے نکل رہی ہیں۔"

وہ بیہوش ہوگئی۔ ایسی حالت میں سوچ کی لہریں ناکام رہتی ہیں۔ پارس نے اچانک سانس روک لی۔ پاسکل بوبا جھنجھلا کر اس کے پاس آیا تھا' پھر ناکام ہوکر چلا گیا۔ وہ اتنی محنت سے حاصل ہونے والی الپا کو چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ اسرائیلی سرحد سے اسے باہر لے آیا تھا۔ صرف ایک پارس سے ٹکرا کر اسے حاصل کرنا رہ گیا تھا اور اس کے لئے وہ جی جان کی بازی لگا سکتا تھا۔

پارس نے اسے اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔ وہاں سے چلتا ہوا باہر آیا۔ نیلی کار کا پچھلا دروازہ کھول کر وہاں الپا کو لٹادیا۔ گاڑی کا ایندھن چیک کیا۔ وہ کبھی ہتھیار رکھنے کا عادی نہیں تھا لیکن موجودہ حالات کے پیش نظر ایک ریوالور' ایک رائفل اور کارتوس کا کچھ ذخیرہ رکھ لیا۔ لبنان کے شہروں اور گلی کوچوں میں کسی وقت بھی گولیاں چلنے لگتی تھیں۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ پہلے

گولیاں چلتی تھیں پھر مرنے والوں کو دیکھ کر، دوست اور دشمن کی پہچان کی جاتی تھی۔ ایسے مقامات سے الپا کو لے جانے کے لئے ہتھیار لازمی تھے۔

اسرائیل واپس جانے کا راستہ آسان ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ اب اسرائیل کیوں جاتا؟ اپنی ماں کی قبر پر حاضری دے چکا تھا۔ وہاں اب اس کے لئے کیا رکھا تھا؟ اگر الپا میں کچھ رکھا تھا تو وہ ساتھ ہی تھی۔ سلطانہ اسے معمولہ بنا چکی تھی۔ وہ ملک شام کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں سے ترکی اور ترکی سے فرانس جا سکتا تھا۔ فی الحال خشکی کا یہی راستہ ذہن میں تھا۔ جو بہت ہی طویل اور دشوار گزار تھا۔ دشمن قدم قدم پر دشواریاں پیدا کر سکتے تھے۔

وہ اپنے لئے نہیں، الپا کے لئے مجھ سے رابطہ کرنا چاہتا تھا۔ بیروت کی سڑکوں پر کار ڈرائیو کرتا ہوا سوچ رہا تھا "خشکی کا سفر مشکلات پیدا کرے گا۔ کسی طرح بابا سے رابطہ قائم کرنا ہی ہوگا الپا کو بے ہوش کر کے عارضی طور پر اسے دشمن سے بچالیا ہے لیکن وہ ہوش میں آئے گی تو پاشکل بوبا پھر اس کے دماغ میں آکر اس کی سانس روک کر اسے ہلاک کر سکتا ہے۔"

وہ ایک ٹیلیگراف اور پوسٹ آفس کی عمارت کے سامنے آیا۔ اس کے بورڈ پر لکھا ہوا تھا کہ وہ پوسٹ آفس دن رات کھلا رہتا ہے لیکن وہ بند تھا۔ کتنی ہی عمارتوں کی دیواریں اور دروازے وغیرہ گولہ بارود کے دھماکوں سے ٹوٹے ہوئے تھے۔ شہر میں قبرستان جیسا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ان حالات میں رات کے پچھلے پہر پوسٹ آفس اور اسپتال کے دروازے بھی بند ہو جاتے تھے۔

وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا ایک رہائشی علاقے میں آیا۔ وہاں تمام بنگلے تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اس نے ایک جگہ گاڑی روک دی۔ انجن بند کر کے باہر آیا۔ سامنے ایک بنگلے میں تاریکی اور خاموشی تھی۔ شام ہوتے ہی لوگ اپنے گھروں میں اندھیرا کر دیتے تھے تاکہ مخالف گروہ کے لوگ یہ سمجھ کر خوفزدہ رہیں کہ تاریک مکان میں موت ان کا انتظار کر رہی ہے۔

وہ احاطے کی دیوار پھاند کر اندر آیا پھر لان کی گھاس پر چاروں ہاتھ پاؤں سے رینگتے ہوئے بنگلے کے ایک طرف آیا پھر کھڑکی سے جھانک کر دیکھنے لگا۔ اندر موم بتی جل رہی تھی۔ کھڑکی کے شیشے سے آدھا کمرا دکھائی دے رہا تھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ باقی آدھے کمرے میں کوئی ہو سکتا تھا۔ اس نے کھڑکی سے ہٹ کر دیکھا، ایک طرف روشندان نظر آیا۔ وہ بڑی آہستگی سے کھڑکی کے چھجے پر چڑھ گیا۔ پھر روشندان سے جھانک کر دیکھا۔ ایک بستر پر ایک بوڑھی عورت سو رہی تھی۔ وہ کھڑکی سے اتر گیا۔ دوسرے کمروں کی کھڑکیوں کے پاس جا کر دیکھنے لگا۔ ہر کمرے میں تاریکی تھی۔ شاید وہ کمرے خالی تھے یا ہو سکتا ہے، سونے والوں نے بتی بجھا دی ہو۔ جو کچھ بھی ہو، خطرہ مول لینا ہی تھا۔ الپا کی حفاظت کا انتظام جو کرنا تھا۔

وہ وہاں سے چلتا ہوا دروازے کے پاس آیا پھر اس نے کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ رات کی خاموشی میں اندر بجنے والی گھنٹی کی آواز باہر تک آئی۔ اس نے وقفے وقفے سے تین بار بٹن کو دبایا لیکن کوئی دروازہ کھولنے نہیں آیا۔

تب اس نے ایک کھڑکی کے پاس آکر شیشے کو توڑا۔ شیشہ ٹوٹنے کی آواز اندر دور تک گئی۔ مگر کسی نے اسے نہیں للکارا وہ بوڑھی بھی بستر سے اٹھ کر نہیں آئی۔ اس نے اندر ہاتھ ڈال کر چٹخنی ہٹائی پھر اس کے پٹ کھول کر اندر آیا۔ اندھیرے میں ایک دیوار سے لگ کر بولا "کوئی ہے۔ جواب دو۔ میں دشمن نہیں ہوں۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ وہ تاریکی میں دیواروں کو ٹٹولتا ہوا سوئچ بورڈ کے پاس آیا۔ ایک سوئچ کو دباتے ہی کمرا روشن ہو گیا اس کے ساتھ وہ اچھل کر دوسری طرف چلا گیا۔ اس نے احتیاطاً ایسا کیا تھا۔ حالانکہ وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس نے پھر آواز دی "کوئی ہے؟ جواب دو۔ کوئی ہے؟"

اس نے دوسرے کمرے کا دروازہ کھولا۔ ایک کمرے کی روشنی دوسرے کمرے تک آئی، وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ وہ دبے قدموں چلتا ہوا اس کمرے میں پہنچا جہاں ایک بوڑھی عورت سو رہی تھی۔ وہ بستر پر موجود تھی۔ اسی طرح نیند میں تھی۔ رات کی خاموشی میں اس کی سانسوں کی آواز ہلکی ہلکی سنائی دے رہی تھی۔ پارس نے قریب آکر بیڈ لیمپ کو روشن کیا۔ لیمپ کے پاس ایک کھلا ہوا کاغذ رکھا تھا۔ اس نے اٹھا کر پڑھا۔ اس پر لکھا تھا "آنے والو! اب میرے گھر میں کچھ نہیں رہا۔ تمہاری خانہ جنگی میں میرا شوہر اور چار جوان بچے مارے گئے۔ گھر میں کوئی قیمتی چیز نہیں رہی۔ پھر بھی تلاش کرو۔ کچھ مل جائے تو لے جاؤ۔ میری نیند خراب نہ کرو۔ میں بہری ہوں سونے سے پہلے میں نے اپنا ائرفون تکیے کے نیچے رکھ دیا ہے۔ تم گولیاں چلاؤ گے تب بھی میری نیند نہیں کھلے گی۔"

پارس نے وہ تحریر پڑھ کر بوڑھی خاتون کو ہمدردی سے دیکھا۔ وہ آخری عمر میں محبت کے تمام رشتوں سے محروم ہو کر اپنا سب کچھ لٹا کر بے فکری سے سو رہی تھی۔ اب دنیا کا کوئی لٹیرا اس کا کچھ نہیں لوٹ سکتا۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ بنگلے کے اندر احاطے سے نکل کر اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ الپا کو اٹھا کر کاندھے پر لادا پھر اسے بنگلے کے اندر لے آیا۔ اسے دوسرے کمرے کے بیڈ پر لٹانے کے بعد پھر ایک بار باہر آیا۔ اس نے اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر کار اسٹارٹ کی اسے ڈرائیو کرتا ہوا بہت دور لے گیا۔ اسے ایک جگہ روک کر اس میں سے ہتھیار اور کارتوس نکال کر تیزی سے چلتے ہوئے واپس آنے لگا۔

آدھے گھنٹے تک چلتے رہنے کے بعد وہ بنگلے میں پہنچا۔ الپا خیریت سے بستر پر پڑی ہوئی تھی۔ بوڑھی بھی بے خبر سو رہی تھی۔ وہ ایک اجڑے ہوئے ڈرائنگ روم میں آیا۔ وہاں ٹیلی فون رکھا ہوا تھا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر آواز سنی۔ فون کام کر رہا تھا۔ وہ لانگ ڈسٹنس پر فرانس کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کوشش کے بعد رابطہ قائم ہو گیا۔ اس نے کوڈ ورڈز ادا کر کے کہا "تماسے کہہ دیں، مجھ سے فوراً رابطہ کریں۔ ویش آل۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ بس اتنی سی بات کہنے کے لئے اسے فون کی ضرورت تھی۔ اب ہاٹ لائن پر وہ اعلیٰ افسر سونیا کو یا سلمان واسطی کو یہ پیغام دے گا پھر پلک جھپکتے ہی خیال خوانی کرنے والے اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔

وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر الپا کی طرف جانے لگا۔ اسی وقت ایک گاڑی کی آواز سنائی دی۔ آواز سے اندازہ ہوا کہ وہ بنگلے کے احاطے میں داخل ہو رہی ہے۔ پارس نے فوراً ہی ایک چھلانگ لگائی پھر الپا کے کمرے میں پہنچتے ہی سوئچ آف کر دیا۔ بنگلے کے اندرونی حصے میں پہلے جیسی تاریکی چھا گئی۔ صرف بوڑھی خاتون کے کمرے میں موم بتی رکھی ہوئی تھی کہ آؤ، اگر کچھ بچا ہے تو لوٹ کر لے جاؤ۔

○☆○

میں نے دماغ کو ہدایت دی تھی کہ صبح تک آرام سے سوتا رہوں۔ اگر کوئی کاٹیج میں داخل ہونا چاہے تو میری آنکھ کھل جائے لہٰذا میری آنکھ کھل گئی۔ میں بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کوئی کاٹیج کے برآمدے سے چلتا ہوا دروازے تک آیا تھا اور اب دروازہ کھولنے کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس جاسوس حسینہ کے دماغ میں پہنچا جو ڈی مولر کی ساتھی تھی اور ایک فوجی افسر کے کاٹیج میں رات گزارنے گئی تھی۔

مجھے اطمینان ہو گیا۔ وہی دروازہ کھول رہی تھی۔ فوج کے ایک اہم راز کی مائیکرو فلم حاصل کرنے کے لئے منہ کالا کر کے آئی تھی۔ میں نے دوبارہ لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے اندر آکر دروازے کو بند کیا۔ کوریڈور سے گزر کر کمرے میں آئی۔ مجھے نیند کی حالت میں دیکھ کر حقارت سے بولی "یہ جاسوسی کا پیشہ ہمیں بازاری عورت بنا دیتا ہے۔ ایک اہم راز حاصل کرنے کے لئے میں نے اس بڈھے افسر کو مجبوراً برداشت کیا۔ میں اپنے مزاج کے خلاف محنت کرتی رہی اور تم گھوڑے بیچ کر سو رہے ہو۔ اسرائیل پہنچ کر نام تمہارا ہوگا۔ میں تو محض تمہاری اسسٹنٹ کہلاؤں گی۔"

میں خاموش پڑا رہا۔ آنکھ کھولنے کی ضرورت نہیں تھی میں ٹیلی پیتھی کی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ قریب آکر بولی۔

"کیا تم واقعی سو رہے ہو؟"

اس نے اور قریب آکر دیکھا۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی۔ "اگر یہ اسی طرح ہمیشہ کے لئے سو جائے اور میں تنہا مائیکرو فلم لے جاؤں تو میری ترقی ہوگی۔ نام ہوگا، عہدہ بڑھے گا۔ آئندہ مجھے تنہا کسی ملک میں جاسوسی کے لئے بھیجا جائے گا۔ جب میں اپنی عزت کو سستا کرتی ہوں تو کارنامہ انجام دینے کا کریڈٹ بھی مجھے ملنا چاہئے۔"

اس کی سوچ کے وقت میں نے اسے غائب دماغ رکھا۔ اس نے غائب دماغی کے دوران مائیکرو فلم میرے بستر پر رکھ دی پھر سوچتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ وہ فیصلہ کر رہی تھی کہ اپنی سوچ پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں؟

صبح کی فلائٹ سے اسرائیل جانے کے لئے تمام سامان تیار تھا۔ ایک سامان میں تھا، جسے وہ ساتھ لے جانا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے اٹیچی سے ایک ریوالور نکالا، اس میں ایک سائلنسر لگایا تاکہ گولی چلنے کی آواز نہ آئے۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "اسے ختم کرنے سے پہلے مائیکرو فلم کو سینڈل کی ایڑی میں چھپا لینا چاہئے۔ اس کے بعد میں اسے قتل کرتے ہی کاٹیج سے چلی جاؤں گی۔ صبح ہونے والی ہے۔ کچھ وقت ائرپورٹ پر گزار لوں گی۔"

اس نے ریوالور کو اٹیچی کے اوپر رکھا۔ پھر پرس کھول کر مائیکرو فلم ڈھونڈنے لگی۔ وہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے پرس کے تمام خانے دیکھ ڈالے۔ وہ اس کے پاس ہوتی تو ملتی! وہ بری طرح پریشان ہو گئی تھی۔ بار بار اپنے لباس کو بھی ٹٹول کر دیکھ رہی تھی۔ جب یقین ہو گیا کہ وہ اس کے پاس نہیں ہے تو وہ چیخ پڑی "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے اس افسر کے ہاتھ سے وہ فلم لی تھی۔ اس کے سامنے پرس میں رکھی تھی۔ اس کے بعد میں نے پرس کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ راستے میں اسے کہیں نہیں کھولا۔ یہاں پہنچ کر بھی یہ پرس بند رہا۔ پھر فلم کہاں غائب ہو گئی؟"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی میرے کمرے میں آئی۔ قریب آکر دونوں ہاتھوں سے میرے بستر کو ٹٹول کر ہر جگہ دیکھنے لگی۔ اب مجھے قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا کیونکہ اس نے ایک کارنامہ انجام دینے کے بعد بھی کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا تھا۔ وہ اس مشن میں صفر رہی تھی۔ اس نے مجھے جھنجھوڑ کر کہا۔ "مولر! اٹھو۔ کب تک حرام خوری کی نیند سوتے رہو گے؟"

میں نے ہڑبڑا کر اٹھتے ہوئے پوچھا "کیا ہوا؟ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"وہ فلم نہیں ہے۔"

"کون سی فلم؟"

"وہی جو میں لے کر آئی ہوں۔ میں نے اسے پرس میں

رکھا تھا۔ میں کامیاب ہوگئی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا' وہ میرے پرس میں سے کیسے غائب ہوگئی!"

وہ افسر کے پاس سے مائیکرو فلم لانے کی تفصیل بتاتی رہی۔ میں نے کہا "تمہارے منہ سے شراب کی بو آرہی ہے کیا تم نے زیادہ پی لی تھی؟"

"میں روز ہی پیتی ہوں مگر ہوش میں رہتی ہوں۔ آج بھی پوری طرح ہوش میں تھی۔"

میں نے سخت لہجے میں کہا "میرے سامنے احمقانہ باتیں نہ کرو۔ ہمارے محکمے کا کوئی افسر یہ تسلیم نہیں کرے گا کہ تم پینے کے بعد ہوش میں تھیں۔ اگر تمہیں ہوشمند تسلیم کرلیا جائے گا تو یہ یقین نہیں کیا جائے گا کہ فلم آپ ہی آپ پرس کے اندر سے غائب ہوگئی۔"

"میں مانتی ہوں کہ ایک ناقابلِ یقین بات کہہ رہی ہوں مگر ایسا ہوچکا ہے۔ اوہ گاڈ! میں کیا کروں؟ وہ افسر کہہ رہا تھا' مائیکرو فلم اتار کر لانے میں بڑا خطرہ مول لینا پڑا تھا۔ اب وہ دوسری بار یہ خطرہ مول نہیں لے گا۔ ہمیں دوسری فلم نہیں ملے گی۔"

میں نے کہا "اس افسر کو فون کرو۔ مجھے یقین ہے' فلم وہیں رہ گئی ہے۔"

وہ دوڑتی ہوئی ٹیلی فون کے پاس گئی۔ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے' رابطہ قائم ہونے کے بعد دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی۔ وہ جھنجلا کر بولی "بڈھا مرگیا ہے! کمبخت جلدی ریسیور نہیں اٹھا رہا ہے۔"

پھر ریسیور اٹھالیا گیا۔ دوسری طرف سے نشے میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی "ہیلو... میں بول رہا ہوں۔"

وہ بولی "میں وہی ہوں جو ابھی تمہارے پاس تھی۔ مجھ سے ایک غلطی ہوگئی ہے۔ میں وہ فلم تمہارے پاس بھول آئی ہوں۔"

میں اس افسر کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ میں نے اس کی زبان سے کہا "تم بھول کر نہیں گئی ہو۔ دراصل میں جو بول رہا ہوں تو یہ میں نہیں بول رہا ہوں۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ میں گھسا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے' اس نے تمہارے پرس میں سے وہ فلم غائب کردی ہے۔"

وہ پریشان ہوکر بولی "ٹیلی پیتھی جاننے والا کہاں سے آگیا؟ میں ہوش میں تھی۔ کوئی جادو سے بھی میرا پرس نہیں کھول سکتا تھا۔"

"تم نے پرس کھول کر خود اسے فلم دی ہے۔"

"یہ جھوٹ ہے۔"

"یہ سچ میں ابھی ثابت کرتا ہوں۔ غور سے دیکھو' تم نے ریسیور پکڑا ہے' مگر اب یہ ریسیور نہیں رہے گا۔"

یہ کہتے ہی میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا' وہ ریسیور رکھ کر اٹھ گئی۔ پھر دوسرے کمرے میں گئی' وہاں سے سائلنسر لگا ہوا ریوالور اٹھا کر فون کے پاس آئی۔ پھر پہلے کی طرح بیٹھ گئی۔ ریوالور کو ریسیور کی طرح کان سے لگالیا۔ میں نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ کر سوچ کے ذریعے کہا "دیکھو' تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟"

اس نے چونک کر اپنے ہاتھ میں ریوالور کو دیکھا پھر چیخ مار کر اسے یوں چھوڑ دیا جیسے غلطی سے زہریلے سانپ کو پکڑ لیا ہو۔ وہ دیدے پھاڑ پھاڑ کر کبھی کریڈل پر رکھے ہوئے ریسیور کو اور کبھی فرش پر پڑے ہوئے ریوالور کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے مجھے دیکھتے ہوئے پوچھا "یہ کیسے ہوگیا؟ میرے ہاتھ میں یہ ریوالور کیسے آگیا؟"

میں نے کہا "تعجب ہے! تم مجھ سے پوچھ رہی ہو! جبکہ خود ریسیور رکھ کر دوسرے کمرے میں گئیں' وہاں سے یہ ریوالور لاکر مجھ سے بولیں کہ تم اس سے مجھے قتل کرنا چاہتی تھیں اور مائیکرو فلم حاصل کرنے کا کارنامہ صرف اپنے نام کرنا چاہتی تھیں لیکن اب فلم نہیں رہی' اس لئے تم مجھے قتل نہیں کروگی۔"

وہ بُری طرح سہم گئی تھی۔ انکار میں سر ہلا کر کہہ رہی تھی۔ "نہیں نہیں! یہ جھوٹ ہے۔ میں تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتی تھی۔ میں تو تمہاری ماتحت ہوں... تمہاری تابعدار ہوں۔"

"تو پھر تم نے ریوالور میں سائلنسر کیوں لگایا ہے؟ یہ تو الگ الگ رکھا تھا۔ ابھی سائلنسر لگانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"وہ... میں... میں کیا بتاؤں۔ مجھے یقین ہوگیا ہے کہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے۔ اسی نے مائیکرو فلم غائب کی ہے۔ وہی میرے ہاتھوں سے تمہیں قتل کرنا چاہتا تھا۔"

"تو وہ اب کیوں نہیں کرا رہا ہے؟"

"میں کیا بتاؤں۔ میں کچھ نہیں جانتی۔"

"ایسا کہہ دینے سے ہمارے محکمے کے افسران تمہیں معاف نہیں کریں گے۔"

"مجھے کیا کرنا چاہئے' میری سمجھ میں نہیں آتا۔"

"تمہارے سامنے ایک ہی راستہ ہے۔ مجھے گولی مار دو۔ اور اسرائیل جاکر کہہ دو کہ میں مائیکرو فلم لے کر دوسرے ملک میں اس کا سودا کرنے گیا ہوں۔"

اس نے چونک کر اپنے ہاتھ میں ریوالور کو دیکھا۔ اس کی سوچ کہنے لگی "یہ میری بے بسی کا مذاق اڑا رہا ہے لیکن سچ ما جائے تو میرے بچاؤ کا یہی راستہ ہے۔ میں مائیکرو فلم کے ہاتھ سے نکل جانے کا سارا الزام اسی کے سر ڈال سکتی ہوں۔"

اس نے اچانک میرا نشانہ لیا۔ میں نے کہا "تمہارے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔"

"بکواس مت کرو۔ میں تمہیں ہلاک کرکے ہی اپنی ناکامی کا داغ دھو سکتی ہوں۔"

اس نے فائر کیا۔ وہ میری مرضی کے بغیر صحیح نشانہ نہیں لگا سکتی تھی۔ گولی دوسرے طرف چلی گئی۔ اس نے دوسری بار گولی چلائی' میں نے ہاتھ بہکا کر سانس روک لی۔ پرائی سوچ کی لہریں محسوس ہوئی تھیں۔ میں نے اسے دوڑاتے ہوئے دوسرے کمرے میں پہنچایا۔ اس کمرے کا دروازہ باہر سے بند کیا پھر سانس لی تو لیلیٰ نے کوڈ ورڈز ادا کرتے ہوئے کہا "میں ہوں۔ مجبوراً آئی ہوں۔"

میں نے خوش ہوکر کہا "تم! تم آئی ہو تو میں نے تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے' تمہارا تنویمی عمل ختم ہوگیا!"

"ہاں' مجھے پندرہویں دن سے پہلے تم پر دوبارہ عمل کرنا تھا لیکن میں نے نہیں کیا۔"

"کیوں نہیں کیا؟"

"میں غلطی پر تھی۔ اب یہ بات سمجھ میں آگئی ہے کہ تم سے بزرگ اپنے باپ کی بات نہیں منواسکوں گی۔ تمہارے جیسا شخص جو اتنی عمر گزار چکا ہے' وہ خود ہی فیصلہ کرسکتا ہے کہ ایک اللہ والے بزرگ کی زبان کا پاس رکھنا چاہئے یا نہیں؟"

"لیلیٰ! میں وعدہ کرتا ہوں' فرہاد علی تیمور کے وجود کا کسی کو علم نہیں ہوگا۔ میرے دل میں جو تھوڑی سی ناگواری تمہارے لئے تھی' وہ ختم ہوچکی ہے۔ میں تمام عمر تمہاری عزت کروں گا۔ خدانخواستہ تم پر کوئی بھی مشکل آپڑے تو پہلے مجھے مخاطب کرنا۔ میں تمہارے کسی کام آکر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہوں۔"

"ابھی میں یہ بتانے آئی ہوں کہ پارس کو تمہاری ضرورت ہے' اس سے فوراً رابطہ کرو۔ میں جارہی ہوں۔"

"پھر آؤگی؟"

"آں" وہ ذرا جھجک گئی۔ پھر بولی "ہاں آؤں گی۔"

وہ چلی گئی۔ میں نے فوراً ہی پارس کے دماغ کی طرف چھلانگ لگائی۔ اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار میں نے دماغ میں پہنچتے ہی کہا "پاپا" اس نے سانس نہیں روکی۔ میں نے پورے کوڈ ورڈز ادا کرکے پوچھا "بیٹے! خیریت تو ہے۔"

"پاسکل بوبا بار بار میرے دماغ میں آنے کی کوشش کررہا ہے۔ اب کسی وقت آسکتا ہے۔ الپا بے ہوش پڑی ہوئی ہے آپ دیکھیں' شاید اس کے دماغ میں جگہ مل جائے۔ پاسکل اسے ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ میں نے بے ہوشی کا انجکشن لگادیا تھا۔"

میں اس کے دماغ سے نکل کر الپا کے پاس پہنچا۔ اس کا دماغ بہت کمزور تھا۔ وہ غفلت میں تھی۔ اور اب ہوش وحواس کی طرف آنے والی تھی میں انتظار کرنے لگا۔ میں نے ابھی پارس کے پاس جاکر دیکھا تھا۔ اس نے ہاتھوں میں رائفل پکڑی ہوئی تھی۔ جبکہ وہ کبھی ہتھیار رکھتا نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے آس پاس خطرہ ہے۔ خطرہ باہر بھی ہے اور الپا کے اندر بھی۔ اسے یہی تشویش تھی کہ اس کے ہوش میں آتے ہی پاسکل آجائے گا تو اسے کس طرح بچائے گا بہرحال اب میں پہنچ گیا تھا۔

الپا کا کمزور دماغ آہستہ آہستہ مجھے بتانے لگا کہ اسے کس طرح اغوا کیا گیا ہے اور وہ کن حالات سے گزرتی ہوئی یہاں تک پہنچی ہے۔ اس نے آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے سوچا "میں کہاں ہوں؟ یہ کون سی جگہ ہے؟"

کمرے میں تاریکی تھی اور باہر قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے پارس نے احاطے میں داخل ہونے والی کسی گاڑی کی آواز سنی تھی۔ میں نے الپا کی سوچ میں کہا۔ "مجھے بالکل خاموش رہنا چاہئے۔ پتا نہیں باہر کون لوگ ہیں؟"

اس کی سوچ نے کہا "میں نے بیہوش ہونے سے پہلے پارس کو دیکھا تھا۔ اب وہ تاریکی میں نظر نہیں آرہا ہے۔"

میں نے کہا "پھر بھی وہ میرے پاس کہیں ہوگا' اس نے ابھی بے ہوش کرکے پاسکل بوبا کی دشمنی سے مجھے بچایا ہے' ورنہ وہ میرے دماغ میں زلزلے پیدا کرتا' مجھے مار ڈالتا یا پھر تنویمی عمل کے ذریعے اپنی معمولہ بنالیتا۔"

باہر سے کسی نے کھڑکی کے شیشے پر دستک دی۔ پھر دوسری کھڑکیوں اور دروازوں پر بھی ایک ساتھ دستک کی آوازیں آنے لگیں۔ پھر کسی نے کہا "ادھر آؤ۔ یہ دیکھو کھڑکی کا شیشہ ٹوٹا ہوا ہے۔ وہ کھڑکی کھول کر اندر جاکے چھپا ہوا ہے۔"

دوسرے نے کہا "ڈمی پارس! تم اندر ہو۔ باہر آجاؤ' ورنہ ہم باہر نکالنا جانتے ہیں۔"

میں بولنے والوں میں سے ایک کے دماغ میں پہنچ گیا۔

اس کے ذریعے مجھے چھ مسلح افراد نظر آئے۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ ماسک مین کے آدمی ہیں اور پاسکل بوبا خیال خوانی کے ذریعے ان کے دماغوں میں موجود ہے۔

میں فوراً الپا کے دماغ میں پہنچا۔ وہ میرے اندازے کے مطابق پہنچا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا "آخر تم ہوش میں آگئیں! اب وہ ڈمی پارس تمہیں کیسے بچائے گا؟"

میں نے پاسکل کے دماغ میں چھلانگ لگائی' اس نے سانس روک لی' سانس روکتے وقت وہ الپا کے دماغ سے نکل آیا تھا۔ میں واپس الپا کے پاس آگیا تھا باہر کھڑے ہوئے لوگ شاید پاسکل کے آئندہ حکم کے منتظر تھے۔ اس لئے ابھی پارس سے نہیں ٹکرا رہے تھے۔ چند سیکنڈ کے بعد الپا کے اندر اس کی آواز سنائی دی وہ بول رہا تھا "تمہارا ٹیلی پیتھی جاننے والا معمول جے مورگن ابھی میرے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے

بھگا دیا ہے۔ وہ یقیناً تمہارے اندر چھپا ہوا ہے۔ میں اسے وارننگ دیتا ہوں کہ وہ مداخلت نہ کرے' ورنہ اس کی بھی شامت آجائے گی۔ مجھے معلوم ہے' وہ تمہاری سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کرتا ہے۔ میں تمہارا لہجہ اختیار کرکے اس کے اندر جاؤں گا اور زلزلے پیدا کردوں گا۔"

الپا یہ باتیں سن رہی تھی۔ اس نے خوش ہو کر پوچھا۔ "مورگن! کیا تم خیال خوانی کے ذریعے میری مدد کے لئے آئے ہو؟"

میں خاموش رہا۔ پاسکل نے کہا "تمہارا ڈی پارس اسی مکان میں کہیں چھپا ہوا ہے۔ اس سے کہو' تمہاری زندگی چاہتا ہے تو..."

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی میں نے پھر اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ اس نے سانس روک لی۔ میں الپا کے پاس آگیا۔ وہ سوچ رہی تھی "میرا معمول مورگن میرے کام آرہا ہے' اس نے پھر پاسکل کو بھگا دیا ہے۔"

پاسکل جلدی واپس نہیں آیا۔ میں سمجھ گیا' وہ جے مورگن سے انتقام لینے گیا ہے۔ میں نے الپا کی سوچ اختیار کرکے مورگن کے دماغ میں جھانک کر دیکھا' وہ تکلیف سے چیخ رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ پاسکل اسے دماغی اذیتیں پہنچا رہا ہے۔ میں موقع سے فائدہ اٹھا کر کھڑکی کے پاس کھڑے ہوئے شخص کے دماغ میں آیا پھر پاسکل کے لہجے میں بولا "ہم غلطی پر تھے۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ میں نے پتا لگایا ہے' جلدی گاڑی میں چلو میں وہاں تک گائیڈ کر رہا ہوں۔"

اس نے ساتھیوں سے کہا "باس کا حکم ہے۔ جلدی آؤ۔ وہ دوسری جگہ چھپا ہوا ہے۔"

وہ سب اس کے ساتھ دوڑتے ہوئے گاڑی میں آئے۔ اسے اسٹارٹ کیا پھر وہاں سے جانے لگے۔ میں نے اس شخص سے کہا "ڈرائیو کرتے ہوئے چلو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

میں الپا کے پاس آیا۔ پاسکل ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا "تمہارا وہ غلام ذہنی عذاب میں مبتلا ہے۔ اب وہ تمہاری مدد کو نہیں آئے گا۔"

میں نے پھر اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ اس بار وہ سانس روک کر بوکھلا گیا ہوگا۔ میں جے مورگن کے پاس آیا۔ وہ فرش پر پڑا کراہ رہا تھا۔ اس کے آس پاس فوجی افسر پریشانی کا اظہار کررہے تھے۔ اسی وقت پاسکل نے دماغ میں آکر کہا "تو بڑا سخت جان ہے۔ زلزلہ پیدا کرنے کے باوجود پھر میرے دماغ میں آیا تھا!"

وہ کراہتے ہوئے بولا "ارے کیوں میرے پیچھے پڑ گئے؟ میری حالت دیکھو' کیا میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارے دماغ میں آنے کے قابل ہوں۔"

"تو پھر میرے اندر کون آنا چاہتا ہے؟"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تمہارا کوئی اور دشمن ہوگا۔ فار گاڈ سیک! مجھے اپنا غلام بنالو۔ مگر دماغی عذاب میں مبتلا نہ کرو۔"

میں الپا کے پاس آیا۔ وہ بھی آگیا تھا۔ کہہ رہا تھا "تمہارا خیال خوانی کرنے والا اور کون سا ساتھی ہے؟"

"صرف مورگن ہے۔"

"تم جھوٹ بولتی ہو۔ میں نے اسے تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔ وہ خیال خوانی کے قابل نہیں ہے۔ پھر تمہاری مدد کون کررہا ہے؟"

"میں حیران ہوں' تم کیا کہہ رہے ہو!"

"زیادہ بننے کی کوشش نہ کرو۔ اگر تم نے سچ بات نہ بتائی تو..."

میں نے پھر اس کے دماغ میں جانا چاہا۔ اس نے سانس روک لی۔ میں اسے حیران پریشان چھوڑ کر اس کے حواریوں کے پاس آیا۔ وہ گاڑی میں جا رہے تھے۔ ان کے پاس ہتھیاروں کے علاوہ ہینڈ گرینیڈ بھی تھے۔ میں نے ایک کے دماغ میں جاکر قبضہ جمایا' اس نے چپ چاپ ہینڈ گرینیڈ نکالا۔ پھر پن کو دانتوں سے دبا کر کھینچا۔ اس کے پاس بیٹھے ہوئے ساتھی نے چیخ کر کہا "ارے یہ کیا کر رہے ہو! اسے باہر پھینکو۔"

وہ ہینڈ گرینیڈ چھین کر باہر پھینکنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ وہ اسے کھڑکی سے باہر نہ پھینک سکا۔ اتنی دیر میں زبردست دھماکا ہوا۔ کتنی ہی چیخیں بلند ہوئیں۔ پھر وہاں ایک بھی دماغ مجھے خوش آمدید کہنے کے لئے سلامت نہ رہا۔ میں الپا کے پاس آگیا۔ پارس اس سے کہہ رہا تھا "اپنی جگہ لیٹی رہو۔ وہ لوگ گاڑی میں چلے گئے ہیں۔"

وہ بولی "پاسکل کئی بار آچکا ہے۔ پہلے کہہ رہا تھا' مورگن میرے دماغ میں چھپ کر میری مدد کر رہا ہے۔ بعد میں کہنے لگا' اس نے مورگن کو دماغی تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔ اس کے بعد بھی میرے دماغ میں کوئی ہے اور اسے میرے پاس سے بھگا رہا ہے۔"

پارس نے کہا "خدا تم پر مہربان ہے۔"

"وہ تو ہے۔ مگر میرے اندر اور کون آسکتا ہے؟"

اسی وقت پاسکل نے آکر غصے سے کہا "میں تمہارے مددگار سے سمجھ لوں گا۔ اس نے یہاں آنے والے تمام آدمیوں کو دور بھیج کر سب کو ایک ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں' وہ درندہ کون ہے؟ میں اسے...!"

اس نے پھر سانس روک لی۔ میں پھر الپا کے پاس آگیا۔ وہ پارس کو بتا رہی تھی "یہاں جتنے دشمن آئے تھے' سب کو ایک ساتھ کسی نے مار ڈالا ہے اور اسی نے پھر پاسکل کو ابھی میرے دماغ سے بھگایا ہے۔ اوہ گاڈ! وہ کون ہے؟ کیا ابھی میرے اندر موجود ہے۔ میں اس سے التجا کرتی ہوں' پلیز مجھ سے بات کرو۔"

میں خاموش رہا۔ وہ پریشان ہو رہی تھی۔ پارس نے لائٹ آن کر دی تھی۔ اسے دیکھ کر کہہ رہا تھا "پریشان کیوں ہو رہی ہو۔ اگر کوئی تمہارے اندر ہوگا تو ضرور بولے گا۔"

"اگر وہ نہیں ہے تو پاسکل مجھے چھوڑ کر بھاگتا کیوں ہے! وہ مجھ سے انتقام لینے میں ناکام ہو رہا ہے۔ مجھے کوئی بچا رہا ہے۔"

"کیا تم جنات پر اعتقاد رکھتی ہو؟"

"آں؟ نہیں۔ میں نے جنات کے متعلق پڑھا بھی ہے' سنا بھی ہے۔ تم فضول باتیں نہ کرو۔"

"میری باتوں کو فضول کہنے سے پہلے غور کرو۔ کوئی اور خیال خوانی کرنے والا تمہارا دوست نہیں ہے اور جو بھی دشمن مددگار بن کر آئے گا۔ وہ تمہیں اپنے ملک کے فائدے کے لئے اغوا کرکے لے جائے گا۔ ابھی جو تمہاری مدد کر رہا ہے وہ انسان نہیں ہے' جن ہے۔ انسان ہوتا تو ابھی اپنے مطلب کی بات شروع کر دیتا۔"

"تم مجھے ڈرا رہے ہو۔"

"تعجب ہے! جن تم پر مہربان ہے اور تم مہربان سے ڈر رہی ہو۔"

"مجھ پر مہربان کیوں ہے؟"

"تم غضبناک حسن و شباب کی مالک ہو' وہ تم پر نہیں آئے گا تو کیا مجھ پر آئے گا!"

"پلیز! جن کی بات نہ کرو۔ اس سائنسی دور میں عجیب سا لگتا ہے۔ میرے ساتھ کوئی اور چکر چل رہا ہے۔ میں کسی نئی مصیبت میں پھنسنے والی ہوں۔"

"میں تمہارے لئے جان کی بازی لگاتا آرہا ہوں۔ کوئی مصیبت آئے گی تو اس سے بھی تمہیں نکال لے جاؤں گا۔ لیکن میرا دل کہتا ہے' تم بالکل محفوظ ہو۔"

"اب وہ پاسکل بھی نہیں آرہا ہے۔"

"کمال ہے' مصیبت آئے تو گھبراتی ہو' نہ آئے تو بے چین ہو جاتی ہو۔"

"میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ میں کہہ رہی تھی کہ پاسکل کو اس جن نے..."

وہ کہتے کہتے رک گئی پھر بولی "توبہ ہے! میں بھی جن کی بات کر رہی ہوں۔ مگر میں کیا کہوں؟ کون میری مدد کر رہا ہے؟"

"صبح ہونے والی ہے۔ میں سونے جا رہا ہوں۔"

"اوہ مائی گڈنس۔ میں نے پوچھا ہی نہیں' ہم کہاں ہیں اور یہ کس کا مکان ہے؟"

"ہم بیروت کے ایک رہائشی علاقے میں ہیں۔ اگر تم چلنے کے قابل ہو تو یہاں سے چل پڑو۔ پاسکل پھر اپنے ساتھیوں کو یہاں لاسکتا ہے۔"

وہ بستر سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے پاس آکر بولی۔ "تھوڑی کمزوری ہے مگر ہمیں جلد سے جلد اپنے ملک واپس جانا چاہئے۔"

"اس مکان کی مالک مظلوم ہے۔ بے چاری کا شوہر اور جوان بچے مارے گئے ہیں۔ اب دنیا والوں کے پاس مارنے کو اور لوٹنے کو کچھ نہیں رہا۔ اب اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ یہ بے فکری سے سو رہی ہے۔ خدا اسے باقی عمر جینے کا حوصلہ دے' آمین۔"

وہ الپا کے ساتھ باہر آگیا۔ صبح کا ہلکا ہلکا سا اجالا پھیل رہا تھا۔ وہ ساتھ چلتے ہوئے بولی "بیروت تو میدان جنگ بنا رہتا ہے۔ ہمیں یہاں سے فوراً نکلنے کے لئے کسی گاڑی کا انتظام کرنا چاہئے۔"

"چلتی رہو۔ کوئی انتظام ہو جائے گا۔"

میں نے پارس کے دماغ میں آتے ہی کوڈ ورڈز ادا کئے پھر پوچھا "کیا اسرائیل واپس جاؤ گے؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسے چکر دے کر پیرس لے جاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے' میں بھی اس کے دماغ کی اسٹیئرنگ گھمادوں گا۔"

میں الپا کے پاس آگیا۔ وہ خیال خوانی کی کوشش کر رہی تھی مگر ناکام ہو رہی تھی۔ دماغی توانائی ابھی بحال نہیں ہوئی تھی وہ چلتے چلتے رک گئی "ہائے' مجھ سے چلا نہیں جاتا۔"

پارس نے کہا "ہائے' سڑک کے کنارے بیٹھ جاؤ۔ میں سرحد پار کرکے اسرائیل جاؤں گا پھر تل ابیب پہنچوں گا' وہاں سے تمہارے لئے شاہی سواری لے کر آؤں گا۔"

وہ غصے سے بولی "تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔"

"دشمن تمہارا کافی مذاق اڑا چکے ہیں' پھر بھی تم غصہ دکھانے سے باز نہیں آتی ہو۔ تمہاری حماقت سے دشمنوں کو تمہارے قریب پہنچنے کا موقع ملا تھا۔"

"زیادہ نہ بولو! غلطی سب سے ہوتی ہے۔"

"لیکن ایسی غلطی سے انسان سبق سیکھتا ہے جس سے جان جاتی ہے یا عزت جاتی ہے۔ پاسکل تمہیں دو کوڑی کی کنیز بنا کر رکھنے والا تھا۔"

"تم دو کوڑی کی کنیز کہہ کر میری انسلٹ کر رہے ہو۔"

"اچھا' اب سابقہ حیثیت واپس مل گئی ہے تو میری بات سے انسلٹ محسوس کر رہی ہو۔"

"دیکھو' تم انٹیلی جنس کے ادارے میں ایک ملازم ہو۔ میری حفاظت کرنا تمہارا فرض ہے۔ میرے لئے جان کی بازی لگانا تمہاری ڈیوٹی ہے۔ تم صرف اپنی ڈیوٹی انجام دیتے رہو۔ مجھ سے بحث کرنے کی حماقت نہ کرو۔"

پارس نے پوچھا "تم جانتی ہو' مرد کیا ہوتا ہے؟"

"جانتی ہوں۔ تمہارے جیسے مرد میرے قدموں میں رہتے ہیں۔"

اس نے تڑاخ کی زوردار آواز کے ساتھ ایک طمانچہ رسید کیا۔ الپا کا منہ گھوم گیا۔ اس نے غصے سے منہ سیدھا کر کے کچھ کہنا چاہا۔ مگر دوسرے طمانچے میں زمین پر گر پڑی۔ وہ بولا "دیکھو، تم میرے قدموں میں ہو۔ مرد اسے کہتے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ جانے لگا۔ اس نے غصے سے روتے ہوئے خیال خوانی کا ہتھیار استعمال کرنا چاہا مگر ناکام رہی۔ وہ تھوک کر بولی "میں تھوکتی ہوں تم پر۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔ ایسا انتقام لوں گی کہ ساری زندگی میرے تلوے چاٹتے رہو گے۔"

وہ کچھ نہیں سن رہا تھا۔ دور ہوتا جا رہا تھا۔ میں تھوڑی دیر کے لئے اسے چھوڑ کر اپنی جگہ حاضر ہوا۔ جسے کمرے میں بند کیا تھا وہ دروازہ پیٹ رہی تھی، کہہ رہی تھی "دروازہ کھولو، نہیں تو میں فائر کر کے لاک توڑ دوں گی۔"

میں نے بستر سے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ وہ غصے میں باہر آئی۔ اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ہوا ریوالور تھا۔ وہ ریوالور سیدھا کرتے ہوئے بولی "میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

میں نے جیب سے مائیکرو فلم نکال کر دکھائی تو وہ چونک گئی۔ اچھل کر میرے پاس آئی۔ میرے ہاتھ سے وہ فلم چھین کر بولی "یہ تم نے چرائی تھی اور اتنی دیر سے پریشان کر رہے تھے؟"

"اب پریشان نہیں کروں گا۔ کیونکہ دوسری جگہ مصروف ہوں۔ یہ فلم تم لے جاؤ۔"

وہ خوشی سے دوڑتی ہوئی باہر چلی گئی۔ میں اس کے اندر موجود تھا اور وہ میری مرضی کے مطابق فوجی چھاؤنی کی طرف جا رہی تھی۔ میں نے آئینے کے سامنے آ کر اس کے ساتھی ڈی مولر کا میک اپ اتارا۔ اب اس کی ضرورت نہیں تھی۔ بیٹا اسرائیل سے نکل گیا تھا۔ میرا وہاں جانا فضول تھا۔ میں میک اپ اتارنے کے بعد اپنے کاٹیج میں آ گیا۔ اس جاسوسہ کو ایک ٹیکسی میں چھاؤنی تک پہنچا دیا۔ اسے گیٹ پر روکا گیا۔ وہ ٹیکسی سے اتر کر ایک فوجی جوان کو مائیکرو فلم دکھا کر بولی "اس میں تمہارا اہم فوجی راز ہے۔ اسے اپنے اعلیٰ افسر تک پہنچاؤ۔"

اسے فلم کے ساتھ افسران تک پہنچایا گیا۔ اس فلم کو فوراً منی پروجیکٹر کے ذریعے دیکھا گیا پھر اعلیٰ افسران میں کھلبلی مچ گئی۔ اس حسینہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اب میرا اس سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔ میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر فون کے ذریعے چائے کا آرڈر دیا۔ پھر الپا کے پاس پہنچ گیا۔

وہ ٹیلی پیتھی کی چڑیا تھی۔ اسے چھوڑا نہیں جا سکتا تھا۔ اگر ہم چھوڑ دیتے تو دوسرے لپک کر لے جاتے۔ پارس اس بھروسے پر چھوڑ گیا تھا کہ میں اس کے اندر موجود ہوں۔ وہ ایک بوڑھے شخص کو راستے میں روک کر پوچھ رہی تھی کہ پبلک کال آفس کہاں ہے؟ بوڑھے نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا پھر پوچھا "کیا تم اس شہر میں اجنبی ہو؟"

"ہاں، پہلی بار آئی ہوں۔"

"کیا تم تنہا ہو؟"

"ہاں، مگر یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"جتنی جلدی ہو سکے، اس آفت زدہ شہر سے نکل جاؤ۔ یہ شہر دشمناں ہے۔ یہاں کوئی کسی کا دوست اور ہمدرد نہیں ہے۔ کسی بھی تنظیم کے لوگ کسی وقت بھی تمہیں اٹھا کر لے جائیں گے پھر تم اس شہر میں نئی نہیں رہو گی۔ وہ تمہیں پرانی اور گھسی پٹی بنا دیں گے۔" وہ ہنستے ہوئے جانے لگا، کہنے لگا۔ "جب میں نے ایک ماہ کے بعد اپنی سولہ برس کی بیٹی کی لاش دیکھی تو وہ گھسی پٹی ہو چکی تھی۔ ہاہا... ہاہا..."

وہ ہنستا ہوا چلا گیا۔ بیروت عبرت کا شہر بن گیا تھا۔ وہاں جان ومال اور عزت کچھ بھی محفوظ نہیں تھا۔ جس ملک میں مہینوں اور برسوں خانہ جنگی جاری رہتی ہے، وہاں کی معیشت اور اخلاق بالکل تباہ ہو جاتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے سے صرف ہتھیار اور راشن نہیں چھینتے، ان کی بہن اور بیٹیوں کو بھی چھین لیتے ہیں۔ امن رہے یا جنگ ہوتی رہے، عورت کی بھوک ہر حال میں ستاتی ہے۔ شیطانی خواہش ہر حال میں پوری کی جاتی ہے۔

وہ پریشان ہو گئی۔ پارس یاد آنے لگا۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی "مجھے اتنا غصہ کیوں آتا ہے؟ کیا میں واقعی مغرور اور بدمزاج ہوں؟ نہیں نہیں! بدمزاج تو بری عورتیں ہوتی ہیں، میں بری نہیں ہوں۔"

میں نے اس کی سوچ میں کہا "جس کے دل میں محبت ہوتی ہے، وہ بری نہیں ہوتی۔"

اس کی اپنی سوچ نے کہا "میرے دل میں محبت ہے۔ وہ مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے، میں اس سے ہمیشہ لگی رہوں۔ بس اس میں ایک ہی خرابی ہے، وہ مجھ سے برتر رہتا ہے۔ یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ اوہ گاڈ! میں بھول ہی گئی تھی! ابھی اس نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ اگر اسرائیل میں ہوتا تو میں اس کے دونوں ہاتھ کٹوا دیتی۔ میں یہ توہین کبھی نہیں بھولوں گی۔ اسے سزا ضرور دوں گی۔"

وہ آگے بڑھتی رہی اور سوچتی رہی پھر رک گئی۔ دور فٹ پاتھ پر پارس آتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ دونوں کی نظریں ملیں۔ وہ غصے سے ایک گلی میں مڑ گئی۔ اسے یقین تھا کہ وہ پیچھے آئے گا، اس لئے اس نے مڑ کر نہیں دیکھا۔ اسے غصہ بھی آ رہا تھا اور ڈھکی چھپی ہوئی خوشی بھی تھی کہ وہ دیوانہ ہے، پیچھا کر رہا ہے۔ وہ سوچ رہی تھی "اچھا ہے، اب میرے لئے ترستا رہے، تڑپتا رہے۔ میں تو بدن کو چھونے بھی نہیں دوں گی۔ جب وہ معافی مانگے گا، خوشامدیں کرے گا، میرے قدموں پر سر رکھے گا تب معاف کروں گی۔ مگر اب اسے زیادہ فری نہیں ہونے دوں گی۔"

وہ سوچتی ہوئی ایک گلی سے دوسری گلی میں پہنچ گئی۔ پہلے اس نے دیکھا کہ ایک شخص اس کے دائیں طرف چلنے لگا۔ اس نے کترا کر چلنے کی کوشش کی تو بائیں طرف ایک شخص آ کر ساتھ چلنے لگا۔ وہ دو اجنبیوں کے درمیان نہیں رہنا چاہتی تھی، تیزی سے قدم بڑھا کر ان سے آگے جانے لگی۔ مگر وہ بھی تیزی سے چلنے لگے تھے۔ پھر وہ اچانک رک گئی تاکہ وہ آگے چلے جائیں۔ لیکن وہ بھی رک گئے۔ تب اس نے پریشان ہو کر مدد کے لئے پیچھے دیکھا اس کی ساری خوش فہمی ختم ہو گئی۔ پارس پیچھے نہیں آ رہا تھا بلکہ تیسرا اجنبی پیچھا کر رہا تھا۔ تب اسے یقین ہوا کہ وہ اجنبی شہر میں تنہا ہے۔ جو یار تھا اور مددگار تھا اسے اپنی حماقت سے دور کر دیا ہے۔

وہ غصے سے بولی "کون ہو تم لوگ؟ کیا چاہتے ہو؟"

"ہی ہی ہی۔ تمہیں چاہتے ہیں۔"

اس نے بولنے والے کے لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ میں نے دیکھا وہ ناکام ہو رہی تھی، اس لئے اس کے اندر اپنی طرف سے توانائی پیدا کی۔ وہ اس کے دماغ میں پہنچ گئی اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا تو وہ چیخ مار کر پیچھے چلا گیا۔ وہ پلٹ کر دوسرے سے بولی "کیا تم بھی مجھے چاہتے ہو؟"

دوسرے نے جواب دیا۔ "ایک تو تمہیں دیکھتے ہی پاگل ہو گیا۔ کمبخت چیخیں مار رہا ہے۔"

الپا نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ میں نے سہارا دیا۔ اس نے دوسرے کو دماغی اذیت پہنچائی۔ وہ بھی چیختا ہوا پیچھے چلا گیا۔ تیسرے نے الپا کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی "مجھ سے باتیں کرو۔ تم کون ہو؟"

بدقسمتی سے وہ گونگا تھا۔ گونگوں کی طرح اوں آں کی، بے ہنگم آوازیں نکالتے ہوئے اشارے کی زبان میں پوچھ رہا تھا کہ اس کے ساتھیوں کو اچانک کیا ہو گیا ہے۔ وہ کیا حرکت کر رہی ہے؟

میں نے اس کے اندر رہ کر گونگے کو اس کے ہاتھوں سے گھونسا مارا۔ وہ ذرا لڑکھڑایا۔ یہ خود کو چھڑا کر بھاگنے لگی۔ جن کے دماغوں کو تکلیف پہنچی تھی وہ جھنجلا گئے تھے۔ سب اس کے پیچھے دوڑنے لگے۔ وہ بیک وقت دونوں کے دماغوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ میں باری باری انہیں تعاقب سے باز رکھ سکتا تھا لیکن اسے پکڑنے کے لئے کچھ اور لوگ آ گئے تھے۔

بعد میں پتا چلا، وہ عیسائی ملیشیا والوں کے علاقے میں آ گئی تھی۔ ایک محلے میں اسے چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ وہ جدھر بھاگتی تھی، ادھر اسے دو چار شخص راستے روکنے پہنچ جاتے تھے۔ وہ دوسری گلی سے بھاگنے کے لئے ادھر گئی تو دو افراد راستہ میں آ گئے۔ اسی وقت ایک فائر ہوا، راستہ روکنے والا اچھل کر گر پڑا۔ دوسرے فائر میں دوسرا بھی لڑھک گیا۔ الپا نے سر اٹھا کر دیکھا۔ دور اس گلی میں پارس کھڑا ہوا تھا۔ میں نے الپا کی سوچ میں کہا "مجھے دشمن کا ہتھیار اٹھا لینا چاہیے۔"

وہ اسٹین گن اور کارتوس کا بیلٹ اٹھا کر پارس کی طرف دوڑنے لگی۔ اس کا تعاقب کرنے والوں نے فائرنگ شروع کر دی تھی۔ پارس جوابی فائرنگ کے ذریعے انہیں آگے بڑھنے سے روک رہا تھا۔ وہ قریب آئی تو دونوں فائرنگ کرتے ہوئی ایک پتلی سی گلی میں داخل ہو گئے۔ تعاقب کرنے والے ادھر دوڑنے لگے۔ ان کا خیال تھا، وہ پتلی گلی سے فرار ہو رہے ہیں لیکن قریب آتے ہی ان پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی، کتنے ہی لوگ چیخیں مار کر گرنے لگے۔ وہ گلی میں چھپے ہوئے مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔ تعاقب کرنے والوں میں سے جو زندہ بچا، وہ اپنی سلامتی کے لئے واپس بھاگنے لگا۔ واپس جانے والوں میں بھی دو چار گرے۔ پھر کسی نے پیچھا کرنے کی جرات نہیں کی۔ پارس اس گلی میں تیز قدموں سے چلنے لگا۔ وہ پیچھے دوڑ کر آتے ہوئے بولی "اکیلے جا رہے ہو، مجھے ساتھ آنے کے لئے نہیں کہہ سکتے؟"

وہ اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھتا گیا۔ وہ قریب آ کر ہانپتی ہوئی بولی "تم خود کو سمجھتے کیا ہوں؟ ایک تو مجھے طمانچے مار دیئے، اوپر سے اکڑ دکھا رہے ہو! کیا معافی نہیں مانگ سکتے؟ کوئی مجھے چھونے کی جرات نہیں کرتا ہے۔ میں نے خود کو تمہارے حوالے کر دیا تو سر پر چڑھ گئے۔"

وہ چلتے چلتے ہاتھ پکڑ کر بولی "مجھ سے معافی مانگو۔ میں معاف کر دوں گی۔"

پارس نے ہاتھ چھڑا کر اسے دھکا دیا۔ کہیں سے چلنے والی گولی ان کے درمیان سے گزر گئی۔ اسے دھکا دینے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیر ہوتی تو گولی الپا کو لگ جاتی۔ پارس نے پھرتی سے گھوم کر فائر کیا۔ جس کے نتیجے میں تین منزلہ عمارت کی ایک بالکونی سے ایک مسلح شخص چیخ مار کر لڑھکتا ہوا گلی میں آ کر گر پڑا۔ الپا نے حیرانی سے پوچھا "تمہاری کتنی آنکھیں ہیں۔ تم میری باتیں سن رہے تھے، دشمن کو کیسے دیکھ لیا؟"

وہ چاروں طرف محتاط انداز میں دیکھتا ہوا آگے بڑھتے ہوئے بولا "میں عورتوں کی بکواس کبھی نہیں سنتا۔"

یہ غصہ دلانے والی بات تھی لیکن اسے تسلیم کرنا پڑا کہ وہ اس کی بکواس پر توجہ دیتا تو آس پاس دھیان نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس کے محتاط انداز نے اسے پھر ایک بار موت سے بچایا ہے۔

وہ اس کے پیچھے چلتی ہوئی بولی "تم بہت اچھے ہو۔ جاؤ، میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔ کیا یاد کرو گے!"

میں نے کوڈ ورڈز ادا کرتے ہوئے کہا "تم شمالی سرحد کی طرف جاؤ۔ میں ہیلی کاپٹر یا طیارہ بھیج رہا ہوں۔"

میں نے سلمان واسطی سے رابطہ کرکے کہا "پارس الپا کے ساتھ لبنان میں ہے۔ ابھی بیروت سے نکل کر شمالی سرحد کی طرف جارہا ہے۔ اس کے لئے ہیلی کاپٹر یا طیارہ فوراً بھیج دو۔ وہ پیرس جائے گا۔"

بابا صاحب کے ادارے میں اور فرانس کے سرکاری شعبوں میں سلمان واسطی کی ہدایت پر فوراً آنکھ بند کرکے عمل کیا جاتا تھا۔ پہلے یہی اعتماد کا مقام مجھے حاصل تھا۔ لیکن میں دنیا والوں کے لئے مر چکا تھا، اس لئے یہ مقام سلمان کو دیا گیا تھا۔

پارس گلیوں کے پھیلے ہوئے جال سے نکل کر ایک شاہراہ پر آگیا۔ بیروت کی وہ پہلی جیسی رونق نہیں رہی تھی۔ پھر بھی گاڑیاں چل رہی تھیں۔ لوگ ضروریاتِ زندگی کا سامان خریدنے کے لئے فٹ پاتھ پر نظر آرہے تھے۔ کچھ گاڑیاں سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی تھیں۔ ایک شخص ایک گاڑی کی اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ پارس نے تیزی سے اگلا دروازہ کھول کر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے ریوالور دکھا کر کہا "ایک بات زبان سے نہ نکالنا۔ فوراً گاڑی اسٹارٹ کرو۔"

اس نے خوف سے کانپتے ہوئے ریوالور کو دیکھا۔ فوراً ہی گاڑی کو اسٹارٹ کیا۔ الپا پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی تھی۔ گاڑی آگے بڑھ گئی۔ وہ کچھ دور جاکر بولا "میں تمہارے حکم کی تعمیل کررہا ہوں۔ یہ ریوالور ہٹالو۔ میں دل کا مریض ہوں۔"

پارس نے کہا "گاڑی ایک طرف روکو اور اتر جاؤ۔ کسی ٹیکسی میں گھر چلے جاؤ۔"

اس نے اپنی سلامتی کے لئے گاڑی روک دی۔ جلدی سے اتر کر باہر چلا گیا۔ پارس ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا۔ وہ بولی۔ "ٹھہرو۔ میں اگلی سیٹ پر آرہی ہوں۔"

وہ ٹھہرنے والا نہیں تھا۔ گاڑی کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھادیا۔ وہ اٹھتے اٹھتے چیخ مار کر پچھلی سیٹ پر گر پڑی۔ پھر سنبھل کر سیدھی طرح بیٹھی ہوئی بولی "یہ کیا حرکت ہے۔ تھپڑ میں نے کھایا ہے یا تم نے؟ پھر بھی غصہ دکھاتے جارہے ہو۔"

وہ کسی بات کا جواب نہیں دے رہا تھا۔ وہ بولی "میں خوب سمجھتی ہوں۔ مجھے یہاں تنہا اور بے بس دیکھ کر بڑے مرد بن رہے ہو۔ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں یہاں کوئی جوابی کارروائی نہیں کرسکوں گی۔"

"تم جوابی کارروائی کرسکتی ہو۔ ٹیلی پیتھی سے کام لو۔"

"اوہ! میں تو تمہاری خوشامد کرنے میں بھول ہی گئی کہ اب خیال خوانی کرسکتی ہوں۔ دیکھو، ابھی جنرل سے رابطہ کرکے اپنے لئے ہیلی کاپٹر منگواتی ہوں۔"

"میں اس کے دماغ میں رہ کر سمجھ رہا تھا کہ اب وہ خیال خوانی کرسکے گی۔ اس نے رابطے کے لئے پرواز کرنی چاہی، میں نے پرواز کو کمزور بنادیا۔ دماغ کو بے نام سی کمزوری کا احساس ہوا۔ وہ پریشان ہوکر بولی "کمزوری محسوس ہورہی ہے مگر میں نے اس کلی میں کامیابی سے دو دشمنوں کو دماغی جھٹکے پہنچائے تھے۔ پھر میرا دماغ کمزور کیسے ہوگیا؟"

وہ خاموش رہا۔ اس نے پوچھا "جواب کیوں نہیں دیتے؟"

"میں کیا جواب دوں؟ تم اپنی دماغی حالت کو خود بہتر سمجھ سکتی ہو۔"

"کیا خاک سمجھوں گی۔ پتا نہیں، تم نے بیہوشی کا کون سا انجکشن لگایا تھا؟ اس کے اثر سے ابھی تک کمزوری ہے۔ تم نے مجھ سے دشمنی کی ہے۔"

میں نے اس کے دماغ میں قہقہہ لگاتے ہوئے پاسکل بوبا کے لہجے میں کہا "اب تمہیں عقل آئی ہے کہ پارس نے دشمنی کی ہے۔ وہ تمہیں بے ہوش نہ کرتا تو میں تمہیں اپنی معمولہ بنا چکا ہوتا۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔ پارس کو ٹھکرا دو۔ پچھلی سیٹ پر آرام سے لیٹ جاؤ۔ میں تم پر تنویمی عمل کروں گا۔"

وہ چیخ کر بولی "نہیں نہیں! میں عمل کرنے نہیں دوں گی چلے جاؤ میرے دماغ سے، چلے جاؤ۔"

وہ سیٹ سے اٹھ کر پارس کی گردن میں بانہیں ڈال کر پیچھے سے لپٹ گئی۔ پھر بولی "مجھے تمہاری دشمنی ہزار بار منظور ہے اور وہ دشمنی نہیں تھی، تم نے مجھے اس شیطان کی کنیز بننے سے بچایا تھا۔ وہ ابھی میرے دماغ میں تمہارے خلاف بول رہا تھا۔ مجھے اپنی معمولہ بنانا چاہتا تھا۔ میں نہیں بنوں گی۔ تمہارے سوا کسی کی نہیں بنوں گی۔ فار گاڈ سیک مجھے اس سے بچاؤ۔"

"تم کبھی گرمی دکھاتی ہو، کبھی نرمی دکھاتی ہو۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی ہو۔ کیا تم میرا پیچھا نہیں چھوڑ سکتیں؟"

"مجھ سے اس انداز میں گفتگو نہ کرو۔"

"میں تم سے کسی بھی انداز میں گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے مدد حاصل کرو اور میرا پیچھا چھوڑو۔"

"کیا تم سنجیدگی سے کہہ رہے ہو؟"

"ہاں۔ میں کسی ایسی لڑکی سے محبت نہیں کرسکتا جو مجھے اپنے قدموں کی دھول سمجھتی ہو۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں تمہارے ساتھ اسرائیل واپس جاؤں گا تو طمانچے مارنے کا بدلہ لینے کے لئے تم میرے ہاتھ کٹوادو گی۔"

"نہیں، وہ تو میں غصے سے بول رہی تھی۔"

پھر وہ چونک کر بولی "میں نے تمہارے ہاتھ کٹوانے کی بات دل میں سوچی تھی، یہ تمہیں کیسے معلوم ہوگئی۔"

"پاسکل بوبا تمہارے دماغ میں تھا، اس نے مجھے آکر بتایا تھا۔"

"وہ ہمیں آپس میں لڑانا چاہتا ہے۔"

"اس میں لڑانے کی کیا بات ہے؟ تم اپنی زبان سے اعتراف کرچکی ہو کہ تم نے میرے ہاتھ کٹوانے کا فیصلہ دل میں کرلیا تھا۔"

"فیصلہ نہیں کیا تھا۔ صرف سوچا تھا۔ وہ بھی غصے میں۔"

"میں تمہارے جیسی غصہ کرنے والی کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ پلیز! میری گردن چھوڑ دو۔ اور اپنی سیٹ پر بیٹھ جاؤ۔"

وہ اسے چھوڑ کر اپنی جگہ بیٹھتی ہوئی بولی "تم میری انسلٹ کررہے ہو، مجھے ٹھکرا رہے ہو۔"

"ٹھکرا رہا ہوں نہیں، ٹھکرا چکا ہوں۔"

وہ تلملانے لگی۔ ایسی بے عزتی کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اس نے غصے سے سوچا "میری جوتی سے، تم مرجاؤ۔ مجھے کیا ٹھکراؤ گے۔ میں تمہیں ٹھکراتی ہوں۔ تمہارے جیسے بہت مل جائیں گے۔"

لیکن ایسا سوچ کر دل دکھ رہا تھا۔ اس کے اندر کی عورت نہیں چاہتی تھی کہ پارس کی جگہ کوئی دوسرا مرد اس کی زندگی میں آئے۔ اس کے دماغ میں گزری ہوئی راتوں کی فلم چلنے لگی کہ پارس کس طرح تنہائی میں جادو جگاتا ہے۔ میں فوراً اس کے دماغ سے نکل گیا۔ میرا رشتہ ہی ایسا تھا، میں بیٹے سے اس کے جھگڑے کے وقت رہ سکتا تھا، پیار کے وقت نہیں رہ سکتا تھا۔

میں نے سلمان کے پاس آکر پوچھا "ہیلی کاپٹر پارس کے پاس کب تک پہنچے گا؟"

"پہنچنے میں کچھ تو وقت لگے گا۔ میں پائلٹ کے دماغ میں جارہا ہوں، تم میرے ذریعے اس کے لہجے اور آواز کو یاد کرلو۔"

وہ پائلٹ کے پاس پہنچا۔ ہیلی کاپٹر پرواز کررہا تھا۔ سلمان واسطی نے کہا "میں تمہارے دماغ میں ہوں۔ مجھے بتاؤ، کتنا فاصلہ رہ گیا ہے۔"

اس نے جواب دیا "ترکی کی سرحد پار کرنے میں دو گھنٹے لگیں گے۔ اس کے بعد لبنان میں پارس صاحب کہاں ہوں گے، وہاں کتنی دور تک پرواز کرنا ہوگا، یہ آپ ہی بتاسکتے ہیں۔"

"مسٹر برائن وولف بھی تمہارے دماغ میں پہنچ ہوئے ہیں۔ ان سے باتیں کرو۔ یہ تمہیں گائیڈ کریں گے۔"

سلمان واسطی چلا گیا۔ میں نے پائلٹ سے پوچھا "تم اتنی جلدی پیرس سے ترکی کیسے پہنچ گئے۔"

"جناب! میں پیرس سے نہیں، استنبول سے پرواز کررہا ہوں۔ اگر پیرس سے آتا تو ابھی آدھا فاصلہ بھی طے نہ ہوتا۔ استنبول میں فرانس کا یہ مخصوص ہیلی کاپٹر فارغ تھا۔ میں اسے پارس صاحب کے پاس لے جارہا ہوں۔ وہ کہاں ہیں؟"

"وہ بیروت سے نکل گیا ہے۔ وہ ابھی تک ایک گاڑی بدل چکا ہے۔ حالات سے مجبور ہوکر پھر کوئی دوسری سواری حاصل کرے گا، اس لئے ابھی میں اس کی خاص پہچان نہیں بتا سکوں گا۔ تم لبنان میں داخل ہونے پر وہ جس علاقے سے گزر رہا ہوگا، وہاں میں تمہیں لے جاؤں گا۔"

"جناب! انہیں سمجھادیں کہ وہ فساد زدہ علاقوں سے دور نکل آئیں، ورنہ جنگ کرنے والے اس ہیلی کاپٹر کو بھی نشانہ بناسکتے ہیں۔"

"اطمینان رکھو، تمہیں ایسے علاقوں سے گزرنا نہیں پڑے گا۔ میں ابھی جارہا ہوں۔ ایک گھنٹے بعد آؤں گا۔"

میں اس کے دماغ سے نہیں نکلا۔ وہ سمجھ رہا تھا، میں جاچکا ہوں۔ میں اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اطمینان ہوگیا کہ وہ فرانسیسی حکومت کا وفادار ہے اور ہمیں کسی بھی مرحلے پر دھوکا نہیں دے گا۔ سلمان واسطی ہمارے معاملات میں اچھی طرح چھان بین کے بعد کسی وفادار کا انتخاب کرتا تھا۔

میں دماغی طور پر ساحلی کاٹیج میں حاضر ہوگیا۔ ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر انکوائری آفس سے معلوم کیا، اسکندریہ سے پیرس جانے کے لئے کتنی فلائٹیں ہیں پھر میں نے غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر لباس تبدیل کیا اور ائر فرانس کے دفتر کی طرف چل پڑا۔ راستے میں الپا کے پاس جاکر اپنے بیٹے کی خیریت معلوم کرلی۔

بیٹا خیریت سے تھا لیکن الپا کی سوچ نے بتایا جہاں اس کے دماغ میں پرائی سوچ کی لہر آئی تھی، اس نے سانس روک لی اسے یقین تھا کہ پاسکل آیا ہوگا وہ خوش تھی کہ دماغی توانائی بحال ہوگئی تھی اور اب کوئی اس کے دماغ میں نہیں آسکتا تھا صرف میں اس کا عامل تھا۔ یہ بات پاسکل کو معلوم ہوتی تو وہ میرا لہجہ اختیار کرکے اس کے دماغ میں گھس جاتا۔ اب وہ دشمن خیال خوانی کرنے والے سے محفوظ رہے گی لیکن ہمارے لئے مشکل پیدا کرے گی ابھی وہ جنرل سے رابطہ کرکے تل ابیب سے ہیلی کاپٹر منگوانا چاہتی تھی۔

میں ائر فرانس کے دفتر تک نہ جاسکا۔ راستے میں رک گیا ایک ریستوران کے کیبن میں بیٹھ کر چائے کا آرڈر دیا۔ کیونکہ ایک جگہ بیٹھ کر ہی میں الپا کو کنٹرول کرسکتا تھا۔ اتنی دیر میں وہ جنرل سے رابطہ کرچکی تھی۔ وہ خوش ہوکر پوچھ رہا تھا۔ "بھئی تم کہاں ہو۔ ہم تمہارے لئے پریشان ہیں۔"

وہ بولی "دشمنوں نے میرا دماغ کمزور کردیا تھا میں خیال خوانی کے قابل نہیں رہی تھی لیکن آپ جے مورگن کے ذریعے میری مدد کرسکتے تھے۔"

"جے مورگن کئی بار چپ چاپ تمہارے دماغ میں گیا تھا۔ پارس نے اس سے کہا تھا کہ وہ اپنی موجودگی ظاہر نہ کرے ورنہ دشمن تمہیں مار ڈالے گا۔"

"یہ درست ہے۔ دشمن کو پتا چلتا کہ میرے لئے مدد پہنچ رہی ہے تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑتا۔"

"کیا تمہیں دشمن سے نجات مل گئی ہے؟"

"ہاں مجھے نجات دلانے کے لئے پارس نے بڑی محنت کی ہے مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے اغوا کرنے والا اچانک میرے دماغ سے کیوں بھاگ گیا۔ ایک بار وہ گھنٹا بھر پہلے آیا تھا۔ تب میرا دماغ کمزور تھا۔ اب میں نے اسے بھگا دیا ہے' وہ میرے پاس نہیں آسکے گا۔ آپ فوراً ہیلی کاپٹر بھیج دیں۔"

"یہاں کئی ہیلی کاپٹر اور طیارے تمہارے پاس پہنچنے کو تیار ہیں۔ تم بتاؤ ابھی کہاں ہو؟"

"میں ابھی تھوڑی دیر پہلے بیروت میں تھی۔ اب پتا نہیں پارس گاڑی کہاں لے جارہا ہے ٹھہریے میں ابھی بتاتی ہوں۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر پارس سے بولی "میں نے جنرل سے رابطہ کیا ہے۔ میری مدد کے لئے طیاروں اور ہیلی کاپٹر میں بہت سے لوگ آنے والے ہیں۔ تم بتاؤ ابھی ہم کہاں سے گزر رہے ہیں۔"

وہ بولا "جہنم سے گزر رہے ہیں۔ کسی کو مدد کے لئے بلانے سے پہلے میرے اس فیصلے کو تسلیم کرو کہ میں اسرائیل واپس نہیں جاؤں گا۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے پھر بھی تمہیں سزا نہیں دوں گی۔ تم میرے ساتھ چلو گے۔"

"میرا فیصلہ اٹل ہے۔ میں یہاں سے پہلے ترکی پھر فرانس جاؤں گا۔"

اس نے گاڑی روک دی پھر اسٹیرنگ سیٹ چھوڑ کر باہر نکلتے ہوئے بولا "اس گاڑی میں واپس چلی جاؤ' واپسی پر جو پہلا دوراہا ہے اس کے بائیں راستے پر جاؤ گی تو اسرائیلی سرحد تک پہنچ جاؤ گی۔"

وہ باہر آکر بولی "میں تنہا نہیں جاؤں گی۔ تم سمجھتے کیوں نہیں' میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔"

"تمہاری محبت غصے میں بھری رہتی ہے۔ تم غصے میں سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہتیں لہٰذا میں ایسی جگہ نہیں رہوں گا جہاں ملکۂ عالیہ کا حکم چلتا ہو اور میری حیثیت غلام کی سی رہتی ہو۔"

"میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ اب تمہیں غصہ نہیں دکھاؤں گی؟"

"یقین دلانا چاہتی ہو تو میرے ساتھ ایسی جگہ چلو جہاں تم حاکم نہ رہو' میں محکوم نہ رہوں۔"

"کیا تم چاہتے ہو' میں اپنا وطن چھوڑ دوں۔ اپنی قوم کی خدمت نہ کروں؟"

"تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے دنیا کے کسی بھی حصے میں رہ کر ملک اور قوم کی خدمت کرسکتی ہو۔"

"نہیں۔ میں اپنے ملک سے دور نہیں رہوں گی۔"

"میں نے اپنے پاس صرف ایک ریوالور رکھا ہے۔ تمہارے لئے رائفل اور گاڑی چھوڑ کر جارہا ہوں۔"

وہ جانے لگا۔ وہ چیخ کر بولی "تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔ رک جاؤ۔"

میں نے پارس کے دماغ میں آتے ہی کوڈ ورڈز ادا کرکے کہا "میں الپا کے اندر ہوں۔ تم اپنا کام کرو۔"

میں پھر اس کے اندر آگیا۔ وہ دیکھ رہی تھی' پارس دور ہوتا جارہا ہے۔ ایک بار بھی پلٹ کر نہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے رائفل اٹھالی۔ پھر کہا "رک جاؤ' نہیں تو گولی ماردوں گی۔"

وہ نہیں رک رہا تھا۔ اس نے سیفٹی کیچ ہٹا کر کہا "میں تمہیں زخمی کروں گی پھر تمہارے دماغ پر قبضہ جما کر اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔"

اس کے سامنے یہی ایک راستہ تھا۔ زخمی ہونے کے بعد پارس سانس نہیں روک سکتا تھا۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور ہوجاتا اور وہ یہی چاہتی تھی۔ جسے اپنا سب کچھ دے چکی ہے اسے اپنا وفادار بنا کر رکھے۔

اس نے ایک پیر کا نشانہ لے کر گولی چلائی۔ میں نے ہاتھ بہکا دیا۔ اس نے دوسری گولی چلائی' میں نے پھر ناکام بنا کر اس کی سوچ میں کہا "پارس زخمی ہوگا تو اس کے کمزور دماغ میں پاسکل بوبا آکر کسی چالاکی سے مجھے پھر بے بس کرے گا۔ ہوسکتا ہے' پارس کے دماغ پر قبضہ جما کر مجھے گولی ماردے۔"

میری اس بات سے اسے غلطی کا احساس ہوا۔ وہ دوڑتی ہوئی بولی "پارس! رک جاؤ۔ میں غلطی پر تھی۔ تم پر گولی نہیں چلاؤں گی۔"

وہ قریب آکر ہانپنے لگی۔ پارس نے کہا "تم ابھی دوبار گولی مار چکی ہو۔ میں تمہارے لئے مرچکا ہوں۔ اپنے لئے مقدر سے زندہ ہوں۔"

"میں نے سچ مچ نشانہ نہیں لیا تھا۔ تمہیں صرف دھمکی دے رہی تھی۔"

"تم پکی جھوٹی اور موقع شناس ہو۔"

"تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔ دیکھو اب وقت برباد نہ کرو۔ جنرل میرا انتظار کررہے ہیں۔ میں جیسے ہی جگہ کی نشاندہی کروں گی' وہ لوگ وہاں سے پرواز کریں گے۔"

"تم گاڑی میں واپس جاؤ گی تو تمہیں راستے کا اور علاقوں کا پتا چل جائے گا۔"

"میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔"

"تو پھر میرے ساتھ چلتی رہو۔"

"کیا تم اسرائیل نہ جاکر اپنے ملک اور اپنی قوم سے غداری کروگے؟"

"میں دنیا کے کسی بھی ملک میں رہ کر اپنے لوگوں کے لئے کام کرتا رہوں گا۔"

"تم مجھے باتوں میں لگا کر وقت برباد کررہے ہو۔ گاڑی بہت پیچھے رہ گئی ہے۔ ہم پیدل کہاں جارہے ہیں؟ کیا تم سنجیدگی سے فیصلہ کرچکے ہو کہ واپس نہیں جاؤ گے؟"

"میری بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے اور فیصلہ تو چٹان ہوتا ہے۔"

وہ چپ چاپ چلتے ہوئے سوچنے لگی "میں تمہارے فیصلے کی چٹان کو توڑ دوں گی۔"

اس نے جنرل کے پاس پہنچ کر کہا "پارس مجھے بھٹکا رہا ہے۔ وہ اسرائیل واپس نہیں آنا چاہتا۔ میرا اندازہ ہے' وہ ترکی کی سرحد کی طرف جارہا ہے۔ ابھی ہم پیدل ہیں۔ شاید آگے گاڑی مل جائے۔ آپ مجھے ہیلی کاپٹرز اور طیاروں کے پائلٹ کی آوازیں سنائیں' میں ان سے رابطہ رکھوں گی اور انہیں اپنی طرف بلالوں گی۔"

اسے ایک ہیلی کاپٹر اور ایک طیارے کے پائلٹ کی آواز سنائی گئی۔ میں نے بھی سنی' پھر وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر بولی۔ "ہم کب تک چلتے رہیں گے؟"

"میرے ساتھ رہوگی تو تمہیں شاہی سواری نصیب نہیں ہوگی۔"

"میری محبت کا اندازہ کرو' میں راستے اور منزل کو سمجھے بغیر تمہارے ساتھ چل رہی ہوں۔"

"اگر تم اسی طرح منزل تک ساتھ دیتی رہیں تو میں تمہاری محبت کی قدر کروں گا۔"

"اتنا تو بتادو' ہم کس علاقے سے گزر رہے ہیں؟"

"اپنے پائلٹوں سے کہہ دو' لبنان میں داخل ہو کر پرواز کرتے رہیں' تم کہیں نہ کہیں نظر آجاؤ گی یا پھر ان کے دماغوں میں رہ کر اپنے پاس آنے کے لئے رہنمائی کرتی رہو۔"

اس نے حیرانی سے اسے دیکھا اور سوچا "اسے کیسے معلوم ہوگیا کہ میں اپنے پائلٹوں کو خیال خوانی کے ذریعے گائیڈ کرنے والی ہوں؟"

میں نے اس کی سوچ میں کہا "یہ بات موٹے دماغ والا بھی سوچ سکتا ہے کہ میں خیال خوانی کے ذریعے اپنے لوگوں کو یہاں آنے کے لئے گائیڈ کرسکتی ہوں۔"

اس کی سوچ نے تائید میں کہا "ہاں' پارس نے اندازے سے کہا ہے۔ وہ بھلا میری سوچ کو کیسے پڑھ سکتا ہے؟"

میں کبھی الپا کو قابو میں رکھتا تھا' کبھی فرانسیسی پائلٹ کے پاس جاتا تھا' اس طرح وقت گزرتا گیا۔ ایک بار الپا نے اپنے پائلٹ سے رابطہ کیا تو پتا چلا' وہ لوگ لبنان میں داخل ہو کر پرواز کررہے ہیں۔ الپا نے ایک پائلٹ کو بتایا کہ وہ پارس کے ساتھ کہاں سے گزر رہی ہے۔ ایسے وقت میں نے پائلٹ کو غائب دماغ بنادیا۔ جب اس کی بات ختم ہوگئی تو میں نے پائلٹ کی زبان سے کہا "آپ جہاں سے گزر رہی ہیں اور اس علاقے کی جو نشانیاں بتارہی ہیں وہ تو ملک شام ہے۔ دشمن اسلامی ملک ہے ہم وہاں نہیں آسکیں گے۔ ان کی توپیں اور میزائل ہمیں تباہ کردیں گے۔"

الپا نے پریشان ہو کر پارس سے پوچھا "کیا ہم دشمن ملک کی سرحد میں داخل ہوگئے ہیں؟"

"ہوسکتا ہے۔ یہاں کی زمینیں ایک جیسی ہیں۔ ملک کا پتا نہیں چلتا۔"

"پتا کیسے نہیں چلے گا۔ سرحدی لائن پر تو فوج ہوا کرتی ہے۔ ہمیں سرحد پار کرتے وقت کسی نے کیوں نہیں روکا؟"

"ہر ملک کی سرحدوں میں چور راستے بھی ہوتے ہیں۔ شاید ہم انجانے میں ایسے ہی کسی چور راستے سے داخل ہوگئے ہیں۔"

اسے یقین نہیں آرہا تھا۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی ایک طیارے کے پائلٹ کے پاس پہنچی' جب بولنے لگی تو میں نے اس پائلٹ کو بھی غائب دماغ بنادیا۔ پھر اس کی زبان سے کہا "جی ہاں مادام! ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے درست کہا ہے۔ آپ ملک شام میں داخل ہوگئی ہیں۔ ہم واپس اپنی سرحد میں جارہے ہیں۔ آپ اس ملک سے نکل آنے کے بعد ہم سے رابطہ کریں۔"

الپا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا "ہمیں واپس جانا چاہئے۔"

"میں واپس جانے کے لئے آگے نہیں بڑھتا۔"

"یہاں ہم گرفتار ہوجائیں گے۔ پہچان لئے جائیں گے کہ ہم یہودی ہیں۔"

"جب گرفتار ہوں گے' تب دیکھا جائے گا۔"

میں اپنے پائلٹ کے پاس گیا' وہ لبنان پہنچ گیا تھا۔ میں اس کی رہنمائی کرتا ہوا پارس کی طرف لے گیا۔ پائلٹ نے دوربین سے دیکھا' پارس الپا کے ساتھ کچے راستے پر جارہا تھا۔ وہ ایک جگہ ہیلی کاپٹر اتارنے لگا۔ میں نے پارس کے پاس آکر کہا "یہ ہمارا ہیلی کاپٹر ہے۔ ادھر جاؤ۔"

ادھر الپا نے پوچھا "یہ کس کا ہیلی کاپٹر ہے؟ کوئی دشمن ہوسکتا ہے۔"

"پارس نے کہا "آؤ دیکھتے ہیں۔ جب میں کسی سے کار چھین سکتا ہوں تو ہیلی کاپٹر چھین کر بھی سرحد پار کرسکتا ہوں۔"

پائلٹ نے میری ہدایت کے مطابق دور ہی سے آواز لگائی "ہیلو پارس! میں نے پرواز کرتے ہوئے تمہیں دوربین سے دیکھ لیا تھا۔ یہاں کیا کررہے ہو؟ میں ہوں تمہارا دوست جارج کوسکی..."

پارس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا "او ہو میرے دوست کوسکی! تم بڑے اچھے وقت پر آئے ہو۔" ان کے درمیان ابھی کافی فاصلہ تھا۔ الپا نے پوچھا "یہ تمہارا دوست کیسے ہو گیا؟"

وہ بولا "عقل سے کام لو۔ یہ اصلی پارس کا دوست ہے۔ مجھے پارس سمجھ رہا ہے۔ میں اسے الو بنا کر ترکی پہنچ جاؤں گا۔ ہو سکتا ہے ' اور آگے جانے کا موقع مل جائے۔"

"پارس! میری بات مانو ' اسے اسرائیل لے چلو۔"

"یہ اتنا الو نہیں بنے گا کہ اسرائیل کی طرف چل پڑے۔"

"میں اس کے دماغ میں جا کر دیکھتی ہوں ' جگہ ملے گی تو میرا غلام بن جائے گا۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ میں نے اس سے پہلے پائلٹ کے دماغ میں پہنچ کر اس کی سانس روک دی۔ اس سوچ کی لہریں واپس ہو گئیں۔ ادھر پارس آ کر اس سے مصافحہ کر رہا تھا۔ میں نے اس کی زبان سے کہا "تم سے ملتے ہی کوئی مصیبت میرے دماغ میں آنا چاہتی تھی۔ میں نے سانس روک لی ہے۔ کیا تمہارے پیچھے خیال خوانی کرنے والے دشمن لگے ہوئے ہیں۔ بائی دا وے ' یہ حسینہ کون ہے؟"

"یہ میری محبوبہ ہے۔ تم تو جانتے ہو ' ہمارے ساتھ دشمن لگے رہتے ہیں۔ اس بے چاری کے دماغ میں کوئی چھپا ہو گا جو تمہارے اندر آنے کی ناکام کوشش کر چکا ہے ' اب اسے یقین ہو گیا ہے کہ تم یوگا کے ماہر ہو۔ تمہارے پاس دال نہیں گلے گی۔ ویسے تم کہاں جا رہے ہو؟"

"کیا بتاؤں ' انقرہ سے استنبول جا رہا تھا۔ بھٹک کر ادھر آ گیا۔ کیا تم میرے ساتھ چلو گے؟"

"ہاں ضرور" وہ الپا کو ایک طرف لے جا کر بولا "اب اس کے دماغ میں نہ جانا ' ورنہ کام بگڑ جائے گا۔ میں اسے ہینڈل کروں گا۔"

"لیکن یہ تو استنبول جا رہا ہے۔ تم بھی وہاں جانا چاہتے ہو۔ پلیز اپنا فیصلہ بدل دو۔"

"میں تمہارے ساتھ دنیا کے کسی بھی ملک میں رہوں گا لیکن اسرائیل میں نہیں رہوں گا۔ تمہیں منظور ہو تو آؤ ' ورنہ یہیں رہ جاؤ۔"

وہ آگے بڑھ کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔ وہ اسرائیل واپس نہیں جا سکتی تھی۔ خیال خوانی کے باوجود مدد حاصل نہیں ہو رہی تھی۔ ان حالات میں وہ وہاں تنہا نہیں رہ سکتی تھی ' اس لئے وہ بھی ہیلی کاپٹر میں آ گئی۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی "یہ مرد اپنی منواتے ضرور ہیں لیکن رفتہ رفتہ اپنی عورت کی بھی بات مان لیتے ہیں۔ میں حسن و شباب کا جادو جگا کر اسے اسرائیل لے جاؤں گی۔ مرد ایک ایسا فولاد ہے جو صرف عورت کی بانہوں میں ہی پگھلتا ہے اور کوئی آگ اسے نہیں پگھلاتی۔"

○☆○

لیبرا ڈور کے علاقے سے فرار ہوتے وقت سونیا ثانی اور علی تیمور کو اتنا وقت نہیں ملا کہ وہ طیارے کو اچھی طرح چیک کرتے۔ چونکہ وہ پرواز کے لئے تیار کھڑا تھا ' اس لئے وہ اللہ کا نام لے کر سوار ہو گئے تھے۔ انہوں نے جنوب کی طرف پرواز کی۔ ان کا ارادہ تھا ' امریکا کی سرحد سے باہر کہیں اتر کر کسی طرح نیویارک پہنچیں گے لیکن پرواز کے دوران پتا چلا کہ طیارے کا ایندھن انہیں ایک ہزار میل تک لے جا سکتا تھا۔ آگے جانے کے لئے مزید ایندھن کی ضرورت ہو گی۔

قطب نما کے ذریعے سمت کا اور کمپیوٹر کے ذریعے علاقوں کا پتا چل رہا تھا کہ وہ کہاں سے گزر رہے ہیں۔ علی تیمور نے کینیڈا کے شمال مشرقی شہر کوبیک کے قریب ایک کشادہ پختہ سڑک دیکھی ' وہیں بڑی مہارت سے طیارے کو اتار دیا۔ انہوں نے اپنی ضرورت کا سامان ساتھ لیا۔ پھر وہ کشادہ سڑک چھوڑ کر طیارے سے دور جانے لگے۔ وہاں بھی برف باری ہو رہی تھی۔ دن کی روشنی تھی لیکن سورج نظر نہیں آ رہا تھا۔ علی نے قطب نما دیکھتے ہوئے کہا "ہم شہر میں داخل ہوتے ہی ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔"

وہ بولی "یہی مناسب ہے۔ اس طیارے کو دیکھنے کے بعد جوان جوڑے کو جگہ جگہ چیک کیا جائے گا۔ ان کی توقع کے مطابق ہم ساتھ نہیں رہیں گے۔"

"تم تنہا کہاں جاؤ گی؟"

"اپنی اگلی منزل بتاؤ ' وہاں پہنچ جاؤں گی۔"

"میں کوبیک سے مونٹریال جانے کی کوشش کروں گا۔"

"میں وہاں ضرور پہنچوں گی۔"

"ہم کہاں ملیں گے؟"

"پتا نہیں ' وہاں کون سی جگہ کیسی ہے۔"

"میں روز شام کو چار بجے ریلوے اسٹیشن کے ویٹنگ روم کے دروازے پر ایک گھنٹے تک انتظار کروں گا۔"

ایسا کہتے وقت علی کو احساس ہوا کہ اس نے کبھی کسی لڑکی کا انتظار نہیں کیا۔ ایک گھنٹا بہت ہوتا ہے۔ ایک سیکنڈ کے لئے بھی کسی کے متعلق سوچنا گوارا نہیں کرتا تھا پھر سونیا ثانی میں کیا بات ہے؟ دماغ کے کسی گوشے میں کوئی ایسی بات ہے جسے وہ سمجھ نہیں پا رہا ہے۔

ادھر سونیا ثانی کو یہ سن کر ایک نئی مسرت کا احساس ہوا کہ وہ کہیں ملے گا اور اس کا انتظار کرتا رہے گا۔ اس نے پوچھا۔ "تمہارے سر کی تکلیف کیسی ہے؟"

وہ بولا "کمبخت نے پیچھے سے زبردست حملہ کیا تھا۔ برفانی علاقہ ہے ' یہاں زخم سے خون رستے ہی جم جاتا ہے۔ اس لئے لہو نہ بہہ سکا۔ ویسے تکلیف ہو رہی ہے۔"

"شہر پہنچتے ہی ڈاکٹر کے پاس جاؤ گے نا؟"

"ہاں جاؤں گا۔"

"باقاعدہ دوائیں استعمال کرو گے؟"

"ہاں کروں گا۔ تم اطمینان رکھو۔ میں معمولی چوٹ کا علاج بھی توجہ سے کراتا ہوں۔"

وہ تھوڑی دور تک خاموشی سے چلتے رہے۔ ایک دوسرے سے کچھ بولتے رہنے کو جی چاہتا تھا لیکن دونوں ہی کم گو تھے۔ غیر ضروری باتیں کرنے کی عادت نہیں تھی ' اس لئے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آگے کیا بولنا چاہئے۔ شہر کے قریب پہنچ کر وہ ایک چوراہے پر رک گئے۔ وہ ہچکچاتے ہوئے بولا۔ "اب ہمیں..."

وہ بولی "ہاں۔ ہمیں جدا ہونا پڑے گا۔"

"تم۔ تم مما کی ہم شکل ہو ' پہچان لی جاؤ گی۔"

"میری جیب میں ریڈی میڈ میک اپ کا سامان ہے۔ میں ابھی چلتے چلتے حلیہ بدل لوں گی۔"

"اچھا ' وش یو گڈ لک۔"

"میں آج ہی مونٹریال جانے کی کوشش کروں گی ' خدا حافظ۔"

دونوں رخصت ہو گئے۔ دو الگ راستوں پر چلتے ہوئے دور تک ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے گئے۔ پھر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ علی تیمور سڑک کے کنارے چل رہا تھا۔ اچانک انکشاف ہوا کہ سونیا ثانی اس کے دماغ پر کیوں نقش ہو رہی ہے۔ ابھی دو دن پہلے بالٹی مور میں سونیا نے اس سے پوچھا تھا "تم لڑکیوں سے شرماتے کیوں ہو...؟"

اس نے جواب دیا تھا "شرماتا نہیں ' کتراتا ہوں۔ میرے تصور میں ایک آئیڈیل لڑکی ہے اور وہ بالکل آپ جیسی ہے۔ آپ کی سوچ میں گہرائی ہے ' باتوں میں کئی معنی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ آپ کا ہر عمل نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ مجھے آپ جیسی لڑکی چاہئے۔"

اور سونیا ثانی نے مختصر سی ملاقات میں اپنی ذہانت اور دلیری سے ثابت کر دیا تھا کہ میں وہی ہوں ' وہی ہوں۔ تمہارے خیالوں سے نکل کر حقیقی دنیا میں آ گئی ہوں۔ کمال ہے ' مجھ سے جدا ہونے کے بعد مجھے پہچان رہے ہو۔

علی تیمور نے چلتے چلتے پلٹ کر دور تک دیکھا جیسے اسے ڈھونڈ رہا ہو پھر انکار میں سر ہلا کر سوچا "مجھے اس کے لئے اتنا نہیں سوچنا چاہئے۔ سوچوں گا تو موجودہ حالات پر غور نہیں کر سکوں گا۔"

اسے بھوک لگ رہی تھی لیکن وہ پہلے سر کی مرہم پٹی کرانا چاہتا تھا۔ شہر کی مختلف سڑکوں سے گزرتے ہوئے ایک ڈاکٹر کا سائن بورڈ پڑھا پھر اس کلینک میں داخل ہو گیا۔ ڈاکٹر فارغ تھا۔ ٹی وی پر آئس ہاکی کا کھیل دیکھ رہا تھا۔ اس نے علی تیمور کے سر کے زخم کا معائنہ کیا پھر کہا "گہرا زخم ہے۔ یہ کیسے ہوا؟"

"ڈاکٹر جو ہونا ہے ' وہ ہو جاتا ہے۔"

"معلوم ہوتا ہے ' کسی سے جھگڑا ہوا تھا۔"

"جی ہاں۔ یہی بات ہے۔"

وہ مرہم پٹی کرتے ہوئے بولا "تم بتانا نہیں چاہتے۔"

"مار کھانے کے بعد شرم آ رہی ہے ' آپ سوال کر کے اور شرم دلا رہے ہیں۔"

ڈاکٹر ہنسنے لگا۔ پھر وہ بولا "اب کچھ نہیں پوچھوں گا۔ تمہیں علاج کی ضرورت ہے اور مجھے فیس کی۔ میں رقم کو دیکھتا ہوں ' آدمی کو صرف اپنا منافع دیکھنا چاہئے۔ کیوں ' ٹھیک ہے نا؟"

اسی وقت ٹی وی پر نیوز بلیٹن میں ایک خاتون نے خبریں سناتے ہوئے کہا "کوبیک کے قریب ہائی وے پر ایک طیارہ کھڑا ہوا ہے۔ یونائیٹڈ اسٹیٹس کی سراغرساں ایجنسی نے بہت پہلے اطلاع دی تھی کہ سونیا ثانی اور علی تیمور نامی دو جوان لڑکی لڑکے نے لیبرا ڈور کا ایک طیارہ اغوا کیا ہے۔ یہ وہی طیارہ ہے۔ عوام سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ایسے کسی لڑکی اور لڑکے کو دیکھ کر قریبی پولیس اسٹیشن میں اطلاع دیں گے۔ لڑکے کی پہچان یہ ہے کہ اس کا سر زخمی ہے۔"

ڈاکٹر نے چونک کر علی کو دیکھا۔ علی نے پوچھا "کیا خیال ہے؟ پولیس اسٹیشن یہاں سے کتنی دور ہے؟"

"آں" وہ ہچکچاتے ہوئے بولا "تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔ مجھے امریکیوں سے سخت نفرت ہے۔ وہ اپنی اسٹیٹ سمجھ کر یہاں بھی چلے آتے ہیں۔ ہماری معیشت پر چھا جانا چاہتے ہیں۔ تمہیں پہلے بتانا چاہئے تھا کہ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو! بہرحال گرفتاری کا خوف دل سے نکال دو۔ میرے کلینک میں چھپ کر رہو۔ میں تمہیں اپنے گھر میں پناہ دوں گا۔"

"ڈاکٹر! تم بہت اچھے ہو۔ میں تم پر بھروسا کرتا ہوں۔"

ڈاکٹر نے ایک سرنج نکالی اور پھر اس میں ایک دوا بھرتے ہوئے کہا "تمہارے لئے یہ انجکشن ضروری ہے۔ زخم جلدی بھرے گا۔"

وہ سرنج لے کر قریب آیا تو علی نے ریوالور نکال کر اس کے ہاتھ سے سرنج لے لی پھر پوچھا "ریوالور سے مرنا چاہو گے یا انجکشن سے بے ہوش ہونا ہے؟"

"آں... نہیں۔ یہ بے ہوشی کی دوا نہیں ہے۔"

"تو پھر چپ چاپ لگوا لو۔"

اس نے ڈاکٹر کو لیٹنے پر مجبور کیا۔ پھر سرنج کی نوک اسکے بازو میں پیوست کردی۔ پلک جھپکتے ہی ڈاکٹر کی آنکھیں بند ہوگئیں۔ وہ بے ہوش ہوگیا۔ اس نے آئینے کے سامنے آکر کانوں کو ڈھانپنے والی ٹوپی پہنی جس پر سر پر بندھی ہوئی پٹی چھپ گئی۔ پھر وہ کلینک سے باہر آگیا۔ ٹی وی اور ریڈیو سے ہونے والی اناؤنسمنٹ نے مشکلات پیدا کردی تھیں۔ وہ کسی ہوٹل میں قیام نہیں کرسکتا تھا۔ ٹرین یا کار وغیرہ کے ذریعے سفر نہیں کرسکتا تھا۔ ایسے تمام مقامات پر پولیس والے پہنچ گئے ہوں گے۔

اس نے ایک ٹیکسی کو روکا۔ پھر پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر کہا۔ "بازاری عورتوں کے پاس لے چلو۔"

ڈرائیور نے مسکراکرا سے دیکھا پھر گاڑی آگے بڑھادی۔ بیس منٹ بعد ایک جگہ گاڑی روک کہا "یہ دائیں طرف جو راستہ ہے۔ یہ تمہیں مطلوبہ عورتوں تک پہنچادے گا۔ میں ایسی جگہ نہیں جاتا۔"

علی نے کہا "میں بھی ایسی جگہ نہیں جاتا۔ دراصل ایسی عورتیں شہر کے نامی گرامی بدمعاشوں کو جانتی ہیں۔ میں ان کے ذریعے یہاں کے سب سے بڑے بدمعاش تک پہنچنا چاہتا ہوں۔ کیا تم میری مدد کرسکتے ہو؟"

"تم نے پہلے کہا ہوتا۔ ہم آگے نکل آئے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں۔ گاڑی کے پہیے گھوم سکتے ہیں' واپس چلو۔ میں میٹر سے زیادہ دوں گا۔"

وہ گاڑی کو واپس موڑتے ہوئے بولا "میں ایک شریف بدمعاش کو جانتا ہوں۔ اس کا نام رے بٹ ہے۔ وہ بہت دولت مند اور وسیع ذرائع کا مالک ہے۔ پولیس والے اسے سلام کرتے ہیں۔"

"بہت خوب! میں ایسے ہی شخص سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"لیکن وہ تو شاید اپنے لوگوں سے بھی بہت کم ملتا ہے۔ تم سے ملنا پسند نہیں کرے گا۔"

"تم اسے کیسے جانتے ہو؟"

"میں ٹیکسی ڈرائیور ہوں۔ اس کے آدمی اکثر میری گاڑی میں آتے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق باتیں کرتے ہیں' میں چپ چاپ سنتا رہتا ہوں۔"

"اس کا کانٹیکٹ نمبر بتا سکتے ہو؟"

"ڈائریکٹری میں اس کے کئی فون نمبر ہیں۔"

ڈرائیور نے ایک بہت شاندار بنگلے کے سامنے گاڑی روک دی۔ اس کے آہنی پھاٹک پر مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے علی نے کہا "واپس چلو۔"

گاڑی واپس ہوگئی۔ اس نے ایک پبلک کال آفس کے سامنے گاڑی رکوائی۔ اندر جاکر ڈائریکٹری میں نمبر دیکھے۔ پھر ریسیور اٹھاکر رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے آواز آئی "ہیلو' میں مسٹر رے بٹ کا سیکریٹری بول رہا ہوں۔"

علی نے کہا "میں مسٹر بٹ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ ویسے میں ان کے لئے اجنبی ہوں۔"

"سوری' وہ کسی اجنبی سے گفتگو نہیں کریں گے۔"

"بزنس کی باتیں تو کریں گے۔"

"کیسا بزنس؟"

"آپ نے اس طیارے کی خبر سنی ہوگی جو یہاں سے قریب ہی ہائی وے پر کھڑا ہے؟"

"ہاں' ہم نے سنی ہے۔"

اگر یہ بات راز میں رکھی جاسکتی ہے تو مسٹر رے بٹ سے کہیں کہ میں اس طیارے کا ایک مسافر ہوں۔"

"کیا واقعی؟"

"میں غلط نہیں کہہ رہا ہوں۔"

"پلیز ہولڈ آن۔"

خاموشی چھاگئی۔ سیکریٹری اپنے باس کے پاس گیا ہوگا۔ اسے فون پر ہونے والی گفتگو سنا رہا ہوگا۔ تھوڑی دیر بعد علی تیمور کو ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔ وہ پوچھ رہا تھا "اپنا نام بتاؤ؟"

"علی تیمور۔"

"تمہارے ساتھ ایک لڑکی بھی ہے؟"

"تھی۔ مجھ سے بچھڑ گئی ہے۔"

"اگر یہ جھوٹ ہوا تو پچھتاؤ گے۔"

"میں پچھتانے کا کوئی کام نہیں کرتا۔"

"تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا؟"

"کیا آپ نہیں جانتے کہ میرا تعلق ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے خاندان سے ہے؟"

"اوہ گاڈ! تم کیا چاہتے ہو؟"

"وقتی طور پر پناہ۔"

"آجاؤ اور اپنی پہچان بتاؤ۔"

"بس ایک ہی پہچان ہے۔ ایک ٹیکسی میں آرہا ہوں۔"

وہ ریسیور رکھ کر پچھلی سیٹ پر آگیا۔ اسے پھر رے بٹ کے بنگلے کی طرف چلنے کو کہا۔ ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا "کام بن گیا؟"

"کام بنتا نہیں' بنانا پڑتا ہے۔"

ٹیکسی بنگلے کے سامنے پہنچی تو مسلح افراد نے کوئی سوال کیے بغیر آہنی گیٹ کو کھول دیا۔ ڈرائیور نے حیرانی سے پوچھا۔ "کمال ہے' تم نے دوستی کیسے کرلی؟"

گاڑی پورچ میں رک گئی۔ علی نے اسے سو ڈالر دیتے ہوئے کہا "ایک بات یاد رکھو۔ یہ کسی سے نہ کہنا کہ تم نے کسی اجنبی کو یہاں پہنچایا ہے' ورنہ مسٹر رے بٹ کے آدمی تمہیں گولی ماردیں گے۔"

وہ ٹیکسی سے اتر کر بنگلے میں داخل ہوا۔ اس کے آگے پیچھے مسلح افراد تھے۔ اس نے بنگلے کے داخلی کمرے میں اپنا سامان رکھ دیا۔ ایک سیکورٹی افسر نے اس کی تلاشی لی۔ پھر وہ سیکریٹری کے ساتھ ایک ڈرائنگ روم میں آیا۔ وہاں رے بٹ بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ اس سے مصافحہ کرتے ہوئے بولا۔ "تم نے مجھے پریشانی میں مبتلا کردیا ہے۔ کیا تم واقعی علی تیمور ہو؟"

"ہاں' اب تم ثبوت چاہو گے۔ جب میں فون پر تم سے بول رہا تھا' تب میری ماما تمہارے دماغ میں آئی تھیں۔ وہ بہت مصروف ہیں۔ یہ کہہ کر چلی گئیں کہ شام تک آئیں گی۔"

وہ دھپ سے صوفے پر گر پڑا پھر بولا "اوہ گاڈ! ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے میرا گھر دیکھ لیا ہے۔ میں بری طرح ڈوب جاؤں گا۔"

علی نے کہا "جو ہمارا اچھا چاہتے ہیں' ہم اس کے ساتھ کبھی برا نہیں کرتے۔ تمہارا کوئی راز تمہارے دماغ سے باہر نہیں جائے گا۔ اور نہ ہی میری ماما تمہیں بلیک میل کریں گی۔"

"میری ذات سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ پولیس تمہارے قریب نہیں آئے گی۔ تم جہاں کہو گے میں وہاں پہنچادوں گا۔"

"کیسے پہنچاؤ گے؟ قدم قدم پر پولیس کا پہرا ہوگا۔ میری سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ سر پر زخم ہے اور پٹی بندھی ہوئی ہے۔"

"اگرچہ میری گاڑیوں کو اور ذاتی طیارے کو عام حالات میں چیک نہیں کیا جاتا ہے تاہم یہ خاص معاملہ ہے۔ ہماری چیکنگ ہوسکتی ہے۔ تم یہاں قیام کرو۔ میں کوئی تدبیر سوچتا ہوں۔"

"میری ساتھی اس شہر میں کہیں بھٹکتی پھر رہی ہے۔ میں اسے تلاش کروں گا۔"

"تم اپنے سر پر وگ پہن لو تو پٹی چھپ جائے گی۔ پھر میرے آدمیوں کے ساتھ تلاش کرنے جاسکو گے۔"

اس نے سیکریٹری کو حکم دیا کہ علی کے ساتھ دو آدمیوں کو رکھا جائے۔ وہ پورے شہر میں سونیا ثانی کو تلاش کریں گے۔ پھر اس نے علی کو ایک طرف لے جاکر پوچھا "کیا ایسی کوئی صورت نہیں ہوسکتی کہ تمہاری ماما میرے دماغ میں بالکل نہ آئیں۔ میں ان کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔ انہیں میرے اندر آنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ پلیز' اپنی ماں سے بات کرو۔"

"جب وہ میرے دماغ میں آئیں گی تو میں تمہارے پاس جانے سے منع کردوں گا۔ اطمینان رکھو جب تک میں خیریت سے رہوں گا' تب تک وہ تمہاری طرف رخ نہیں کریں گی۔"

وہ اسے تسلیاں دے کر سونیا ثانی کی تلاش میں چل پڑا۔

ادھر ثانی اس سے جدا ہوکر شہر میں داخل ہوئی تھی۔ تھوڑی دور تک چلتی گئی تھی۔ پھر ایک اسنیک بار میں آگئی تاکہ کافی پینے کے دوران کوئی پلاننگ کرسکے۔ وہاں ٹی وی کے ذریعے اس نے لیبراڈور سے اغوا ہونے والے طیارے کے متعلق سنا۔ سونیا ثانی اور علی تیمور کے نام بھی بتائے گئے تھے اور علی تیمور کی پہچان بھی بتائی گئی تھی۔

بار میں لوگ اسی موضوع پر گفتگو کرنے لگے۔ کتنے ہی لوگ وہاں سے یہ کہہ کر اٹھ گئے کہ ہائی وے پر جاکر طیارے کو دیکھیں گے۔ ثانی بھی وہاں سے اٹھ گئی۔ اس نے سوچا ہائی وے پر کافی مجمع لگے گا۔ اسے وہاں جانا چاہیے' اس بھیڑ میں گم ہوکر موجودہ حالات کو اور لوگوں کے ارادوں کو سمجھنا چاہیے۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ادھر جانے لگی۔ اس کا خیال درست نکلا بہت سے لوگ اغوا شدہ طیارے کو دیکھنے جارہے تھے۔ اس کے اطراف دور تک پولیس والے کھڑے ہوئے تھے اور لوگوں کو قریب جانے سے روک رہے تھے۔ پریس رپورٹرز اور فوٹو گرافرز کی اچھی خاصی تعداد پہنچ گئی تھی۔

ایسی جگہ اکثر میلہ لگ جاتا ہے۔ جوان لڑکیاں اور لڑکے تفریح کے لئے پہنچ گئے تھے۔ ثانی ان کے درمیان گھومنے پھرنے لگی۔ ان لڑکیوں سے دوستی کرنے لگی۔ ان میں سات لڑکیوں اور سات لڑکوں کا ایک گروہ تھا جو اوٹاوا سے آئس ہاکی کا فائنل میچ دیکھنے آیا تھا۔ ایک لڑکی نے ثانی کو بتایا کہ وہ ابھی میچ دیکھ رہے تھے۔ اس دوران یہ خبر سن کر طیارے کو دیکھنے آئے ہیں۔ اس لڑکی نے پوچھا "تم بھی کہیں سے آئی ہو؟"

ثانی نے جواب دیا "ہاں۔ میں مونٹریال سے آئی ہوں۔ میرے ساتھ ایک ٹریجڈی ہوگئی ہے۔ میں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ آئی تھی۔ وہ مجھے دھوکا دے کر چلا گیا ہے۔"

"مجھے افسوس ہے۔ تمہارے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ آج کل کے لڑکے بھنورے ہوتے ہیں۔ ایک کے بعد دوسری کی طرف اڑ جاتے ہیں۔ میں تمہارے لئے کیا کرسکتی ہوں؟"

"تمہاری ہمدردی کا شکریہ۔ میں مونٹریال واپس چلی جاؤں گی۔"

"ہماری بہت بڑی ویگن کار ہے۔ تمہارے لئے ایک سیٹ ہوجائے گی۔ ہمارے ساتھ چلو۔ بڑا مزہ آئے گا۔"

"میرا شناختی کارڈ اور ضروری کاغذات اس بیگ میں رہ گئے ہیں جسے وہ بوائے فرینڈ لے گیا ہے۔ راستے میں چیکنگ ہوگی تو میں تم لوگوں کے لئے پرابلم بن جاؤں گی۔"

"میں تمہیں اپنے پارٹی لیڈر سے ملاتی ہوں۔ وہ کوئی حل تلاش کرے گا۔"

"تمہارا نام کیا ہے ؟"

"جون میکسی۔ میرے ڈیڈی لوٹاوا کے سب سے دولت مند تاجر کہلاتے ہیں۔"

میکسی نے اپنے پارٹی لیڈر سے ثانی کو ملایا۔ اس نے نام پوچھا۔ وہ بولی "میرا نام ثانیہ ہے۔ تم لوگوں نے شاید کنگ فرنانڈو کا نام سنا ہوگا۔"

"ہاں۔ کنگ فرنانڈو کا شمار امریکا کے دولت مند تاجروں میں ہوتا ہے۔ وہ تمہارے کون ہیں ؟"

"میں ان کی اکلوتی اور لاڈلی بھتیجی اور ان کی دولت اور جائداد کی تنہا حقدار ہوں۔"

پارٹی لیڈر نے خوش ہوکر دوبارہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا "یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم کنگ فرنانڈو کی بھتیجی سے مل رہے ہیں اور باتیں کررہے ہیں۔ تمہارے ساتھ تو باڈی گارڈز ہوں گے۔"

"میں ایک لڑکے کی محبت میں گرفتار ہوکر بھاگ آئی ہوں۔ میرے انکل کو پتا نہیں ہے۔ اب وہ مجھے تلاش کررہے ہوں گے۔ اگر میں فون کروں تو ہیلی کاپٹر آجائے لیکن میں چپ چاپ وہاں پہنچنا اور ان کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہتی ہوں۔"

"وہ خوش نصیب لڑکا کہاں ہے، جس سے تم محبت کرتی ہو ؟"

"وہ مجھے چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔"

"تعجب ہے !"

"اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ میں نے اسے اپنی اصلیت نہیں بتائی تھی۔ وہ مجھے معمولی لڑکی سمجھتا تھا۔"

میکسی نے کہا "یہ تم نے اچھا کیا۔ اس طرح اس کی اصلیت معلوم ہوگئی۔ آؤ ہمارے ساتھ چلو۔"

وہ میکسی کے ساتھ بڑی ویگن کار میں آئی۔ میکسی نے اسے اپنے بوائے فرینڈ سے ملایا پھر بولی "میں کچھ دیر ثانیہ کے ساتھ بیٹھوں گی۔ تم مائنڈ تو نہیں کروگے ؟"

وہ مسکرا کر بولا "کوئی بات نہیں۔ ہم محبت کرنے والے ہیں۔ آگے چل کر ایک ہو جائیں گے۔"

وہ دوسری سیٹ پر چلا گیا۔ ثانی نے پوچھا "گاڑی چل پڑی ہے۔ تمہارا وہ پارٹی لیڈر نظر نہیں آرہا ہے ؟"

"وہ اپنے دوستوں کے ساتھ دوسری کار میں سفر کرتا ہے، ہماری گاڑی کے آگے یا پیچھے رہتا ہے۔"

"کیا تمہاری اس سے پرانی واقفیت ہے ؟"

"نہیں۔ میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گی۔ دراصل میں بھی اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ بھاگ کر آئی ہوں۔ اب ہم واپس جارہے ہیں۔ اس سے پہلے مونٹریال میں کورٹ میرج کریں گے، پھر میں ڈیڈی کو شادی کی اطلاع دوں گی۔"

"تمہارا بوائے فرینڈ کیا کرتا ہے ؟ کوئی ملازمت یا بزنس ؟"

وہ ہنستی ہوئی بولی "اسے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح تم کنگ فرنانڈو کی دولت اور جائداد کی تنہا وارث ہو، اسی طرح میں بھی اپنے دولت مند باپ کی اکلوتی بیٹی ہوں۔"

"پھر بھی ہم جسے چاہتے ہیں، اس جوان کو اپنی دنیا خود بنانی چاہئے۔"

"تم نے اپنے لئے ایسا کیوں نہیں سوچا ؟"

"نہیں سوچا تھا، اسی لئے دھوکا کھایا۔ میں نہیں چاہتی، میری طرح دوسری لڑکیاں بھی ایسی غلطی کریں۔"

"میرا محبوب ایسا نہیں ہے۔"

ایک جگہ پولیس والوں نے گاڑی روکی۔ وہ گاڑی صبح وہاں سے گزر چکی تھی، اس کی چیکنگ رپورٹ درج تھی۔ واپسی کے وقت سرسری طور پر پوچھ گچھ ہوئی پھر انہیں جانے کی اجازت دے دی گئی۔ وہ رات کے نو بجے ایک چھوٹے سے ٹاؤن میں پہنچے۔ وہاں پارٹی لیڈر نے میکسی کو اپنی کار میں بلایا۔ میکسی نے بوائے فرینڈ سے کہا "میرے ساتھ چلو۔"

وہ بولا "کار زیادہ دور نہیں ہے۔ تم چلی جاؤ، میں ڈرائیور سے باتیں کرکے آتا ہوں۔"

ثانی نے کہا "آؤ، میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔"

وہ دونوں کار کے قریب پہنچیں۔ پارٹی لیڈر نے اگلی سیٹ سے باہر آکر کہا "تمہارا فون ہے۔ اٹینڈ کرو۔"

میکسی نے حیرانی سے پوچھا "مجھے کون یہاں کال کرسکتا ہے ؟"

وہ اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ کار کے ڈیش بورڈ سے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو، میں جون میکسی بول رہی ہوں۔"

دوسری طرف سے باپ کی آواز سنائی دی "تم کن لوگوں کے چکر میں پڑ گئی ہو ؟"

"ڈیڈی ! کل میں اپنی پسند کے لڑکے سے شادی کررہی ہوں۔"

"شادی کررہی ہوں ! یہ کیا ہو رہا ہے ؟ ابھی تمہارے بوائے فرینڈ نے دھمکی دی ہے کہ میں ایک لاکھ ڈالر ادا نہیں کروں گا تو تمہیں قتل کردیا جائے گا۔"

"یہ جھوٹ ہے۔"

"یہ سچ ہے" پارٹی لیڈر نے ریوالور کا رخ میکسی کی طرف کرتے ہوئے کہا "اپنے باپ سے بولو، تمہاری زندگی کی قیمت ایک لاکھ ڈالر ہے۔"

ثانی نے پریشانی ظاہر کرتے ہوئے کہا "یہ کیا حرکت ہے ؟ بے چاری کو ریوالور دکھا کر دھمکی دے رہے ہو ؟"

وہ بولا "یہ دھمکی نہیں ہے۔ رقم نہ ملی تو ہم اسے گولی مار دیں گے۔ تمہارا بھی یہی انجام ہوگا۔ ابھی ہم کنگ فرنانڈو سے تمہارے عوض دو لاکھ ڈالر کا مطالبہ کرنے والے ہیں۔"

میکسی نے اپنے بوائے فرینڈ کو آواز دی۔ پارٹی لیڈر نے ہنستے ہوئے کہا "وہ نہیں آئے گا۔ اس ویگن کار میں کرائے کی لڑکیاں اپنے بوائے فرینڈز کے ساتھ سفر کررہی ہیں۔ تمہیں یقین ہوگیا کہ یہ اونچی سوسائٹی کی لڑکیاں اور لڑکے ہیں جبکہ تمہارا بوائے فرینڈ تو ایک بار جیل کی ہوا کھا کر آیا ہے۔"

پھر اس نے ثانی کو ریوالور دکھا کر کہا "تم بھی اندر بیٹھ جاؤ۔ ہم اس ٹاؤن سے دور جاکر باتیں کریں گے۔"

اسے پچھلی سیٹ پر بیٹھنے کو کہا گیا۔ وہاں ایک شخص پہلے سے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ پارٹی لیڈر بھی اسی سیٹ پر آگیا۔ ثانی دونوں کے درمیان ہوگئی۔ ادھر میکسی اپنے باپ سے باتیں کررہی تھی۔ پارٹی لیڈر نے اسے دھمکی دی کہ وہ اپنے باپ کو اس علاقے اور راستوں کے متعلق بتائے۔ پھر اس نے ویگن کار کے ڈرائیور سے کہا "تم لوگ جاؤ۔ ہم مونٹریال میں ملیں گے۔"

وہ جانے لگے۔ میکسی کا بوائے فرینڈ بھی چلا گیا۔ وہ کار دوسری طرف جانے لگی۔ میکسی نے ریسیور کان سے لگائے ہوئے کہا "ڈیڈی ! میں مانتی ہوں، میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ آپ کسی طرح مجھے بچالیں۔"

باپ نے کہا "مجھے افسوس ہے۔ میں تمہیں دنیا جہاں کی محبتیں دیتا ہوں۔ چاندی کے برتنوں میں سونے کا نوالہ کھلاتا ہوں لیکن ایک لاکھ ڈالر ادا نہیں کروں گا۔ یہ خبر اخبارات میں شائع ہوگی تو آئندہ بدمعاش قسم کے لوگ تمہیں یہ سوچ کر اغوا نہیں کریں گے کہ تمہارا باپ بیٹی کی قیمت ادا نہیں کرتا ہے۔"

"ڈیڈی ! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ؟ یہ لوگ مجھے گولی مار دیں گے۔"

"انہیں گولی مارنے سے کچھ نہیں ملے گا۔ مجھے ایک بیوقوف لڑکی سے نجات مل جائے گی۔"

وہ پچھلی سیٹ کی طرف سر گھما کر بولی "میں مرجاؤں گی، میرے ڈیڈی رقم دینے سے انکار کررہے ہیں۔"

پارٹی لیڈر نے کہا "تمہیں اسی لئے یہاں بلایا ہے کہ تم اپنے باپ کو راضی کرو، ورنہ مرنے کے لئے تیار ہوجاؤ۔"

ثانی نے پوچھا "میکسی ! تمہارے ذاتی اکاؤنٹ میں رقم ہوگی ؟"

وہ بولی "ایک لاکھ ڈالر نہیں ہیں۔"

"تعجب ہے ! اتنے امیر باپ کی بیٹی ہو اور اتنی سی رقم نہیں ہے۔ مونٹریال کے بینک میں میرے چھ لاکھ ڈالر ہیں۔"

اغوا کرنے والوں نے ثانی کو چونک کر دیکھا۔ وہ بولی "اگر تم لوگ میرے انکل کنگ فرنانڈو سے رقم مانگو گے تو ناکامی ہوگی۔ یقین نہ ہو تو فون کرکے معلوم کرلو۔ رقم میں ہی ادا کروں گی وہ بھی مونٹریال پہنچ کر۔"

"کیا تم ہمیں بے وقوف بنانا چاہتی ہو ؟ ہم برسوں سے یہ دھندا کرتے آرہے ہیں۔"

وہ بولی "اس دھندے میں پرانے ہوتے تو موقع کی نزاکت کو سمجھ لیتے۔"

وہ سوچ میں پڑ گئے۔ ایک نے پوچھا "تم مونٹریال پہنچ کر کیش دوگی ؟"

"کیوں بچوں جیسی باتیں کرتے ہو۔ کیا لاکھوں روپے نقد گھر میں رکھے جاتے ہیں ؟"

"اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تمہارا چیک کیش ہوجائے گا ؟"

"تمہارا ایک آدمی بینک جائے گا، اس کی واپسی تک تم مجھے گن پوائنٹ پر رکھوگے۔"

وہ راضی ہوگئے۔ کار ہائی وے پر واپس آگئی۔ تیز رفتاری سے مونٹریال کی طرف جانے لگی۔ میکسی نے پوچھا "میرا کیا ہوگا ؟"

"تم اپنے باپ کو راضی کرو۔"

"میرے ڈیڈی بہت سخت مزاج رکھتے ہیں۔ اصول کے پابند ہیں۔ جو بات کہہ دیتے ہیں، وہ پتھر کی لکیر ہوتی ہے۔"

"تو پھر تم ہمارے لئے مصیبت ہو۔ کار روکو، ہم اس سے نجات حاصل کریں گے۔"

ثانی نے کہا "اسے قتل نہ کرو۔ میں اس کی زندگی کی قیمت ادا کروں گی۔"

"کیا تم تین لاکھ ادا کروگی ؟"

وہ ناگواری سے بولی "اتنی حیرانی سے نہ پوچھو۔ میرے لئے تین لاکھ کچھ نہیں ہیں۔"

"تم یہ نہ سمجھنا کہ مونٹریال پہنچ کر کوئی چالاکی دکھا سکوگی۔"

"میں صرف اپنی اور میکسی کی سلامتی چاہتی ہوں۔ میرے دونوں طرف ریوالور ہیں۔ میں چالاکی دکھا کر جان سے جانے کی حماقت نہیں کروں گی۔"

وہ اس کی باتوں سے مطمئن ہورہے تھے۔ ویسے بھی رقم کے لئے مونٹریال جانا ضروری تھا اور وہ ثانی پر بھروسا کرنے پر بھی مجبور تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ہر پہلو سے محتاط رہیں گے تو ایک لڑکی سے دھوکا نہیں کھائیں گے۔

وہ صبح چار بجے مونٹریال کے قریب پہنچ گئے۔ دور سے اس شہر کی جگمگاتی ہوئی بتیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ ان دونوں نے ریوالور پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے اسے نشانے پر رکھا۔ ایک نے کہا "بتاؤ، شہر میں کہاں جانا

تمہاری رہائش گاہ میں کتنے افراد ہیں؟"

وہ بولی "رہائش گاہ کیا ہوتی ہے؟ میں تو اس شہر میں پہلی بار آئی ہوں۔ یہاں تک آنے کے لئے میں نے تمہارے آگے تین لاکھ ڈالر کا چارا ڈالا تھا۔"

"کیا بکواس کررہی ہو؟"

"بکواس تم لوگ کرتے آرہے ہو۔ بچوں کا پستول دکھا کر دھمکیاں دے رہے ہو۔"

ایک نے گرج کر کہا "یہ بچوں کا کھلونا نہیں ہے' اصلی ہے۔ کیا تم مرنا چاہتی ہو؟"

"گولی مارنا چاہتے ہو تو مار بھی دو۔ کیوں دیر کررہے ہو؟"

"تم سمجھتی ہو' فائرنگ کی آواز ہوگی۔ ہم اس ڈر سے گولی نہیں چلائیں گے۔ تم مرنا ہی چاہتی ہو تو..."

بات پوری ہونے سے پہلے ہی دونوں کے حلق سے کراہ نکلی۔ اس نے دونوں کہنیاں' دونوں کی پسلیوں میں ماری تھیں۔ پھر بڑی پھرتی سے ریوالوروں پر ہاتھ رسید کئے۔ ٹھائیں ٹھائیں کی آوازوں کے ساتھ دونوں ریوالور اوپر کو اٹھے' گولیاں کار کی چھت میں سوراخ کرتی ہوئی باہر نکل گئیں۔ وہ دونوں اس سے لپٹ گئے۔ ایک لڑکی کو قابو میں کرنے کا یہی طریقہ سمجھ میں آیا تھا۔ ثانیہ نے ان کے ریوالوروں کو پکڑ رکھا تھا۔ میکسی دروازہ کھول کر نکل گئی تھی اور مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ ڈرائیور جلدی سے باہر آکر اسے پکڑنا چاہتا تھا۔ وہ بھاگتی جارہی تھی۔ پھر ٹھائیں سے گولی چلنے کی آواز سن کر گھبراہٹ میں گر پڑی تھی۔

اس نے سر گھما کر دیکھا۔ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھلا تھا اور پارٹی لیڈر لڑھک کر باہر زمین پر گر پڑا تھا۔ پھر دوسری طرف کا دروازہ کھلا۔ دوسرا شخص دونوں ہاتھ اٹھائے باہر آیا۔ ثانیہ نے آواز دی "میکسی... آجاؤ' بازی پلٹ گئی ہے۔"

ڈرائیور بھاگنے لگا۔ ثانی نے گولی چلائی۔ وہ لڑکھڑا کر گر پڑا' اپنی زخمی ٹانگ پکڑ کر کراہنے لگا۔ میکسی دوڑتی ہوئی آئی' خوش ہو کر بولی "اوہ ثانیہ! تم بہت دلیر ہو۔ تم نے کمال کردیا ہے!"

وہ بولی "پچھلی سیٹ پر بیٹھو۔ اب ہم انہیں لے جائیں گے۔"

"کہاں لے جائیں گے؟"

"پولیس اسٹیشن۔"

پارٹی لیڈر کے شانے پر گولی لگی تھی۔ وہ زمین پر سے اٹھ کر کراہتا ہوا کہنے لگا "نہیں پلیز' ہمیں چھوڑ دو۔ پولیس اسٹیشن نہ لے جاؤ۔"

ثانیہ نے کہا "میں دوسری بار نہیں بولوں گی۔ گولی چلا کر ہاتھ پاؤں کی ہڈیاں توڑتی رہوں گی۔ چلو' اگلی سیٹوں پر بیٹھ جاؤ۔"

وہ دونوں سامنے آگئے۔ ثانی اور میکسی پیچھے بیٹھ گئیں۔

گاڑی آگے بڑھی تو ثانی نے کہا "ڈرائیور کو بھی اپنے ساتھ بٹھاؤ۔"

انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ آگے گاڑی روک کر ڈرائیور کو گھسیٹ کر سامنے والی سیٹ پر لے آئے پھر وہ گاڑی چلاتے وقت خوشامدیں کرنے لگے۔ معافیاں مانگنے لگے۔ لیکن دو ریوالوروں کی نالیں دونوں کی گردن سے لگی ہوئی تھیں۔ انہیں قانون کے دروازے پر آنا ہی پڑا۔ ایسے ہی وقت سلمان واسطی نے دماغ میں آکر گڈ ورڈز ادا کیے۔ وہ بولی۔ "تھینک یو انکل! بڑے اچھے وقت پر آئے ہیں۔ آپ ذرا علی کی خیریت معلوم کرلیں۔"

"میں اس کے پاس گیا تھا۔ وہ تمہاری خیریت معلوم کرنا چاہتا ہے۔"

"سچ؟" وہ بے اختیار خوش ہو کر بولی۔

"کیا بات ہے' دونوں بڑی بے چینی سے ایک دوسرے کی خیریت معلوم کررہے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں ہے۔ آپ پتا نہیں' کیا سمجھ رہے ہیں!"

"میں تمہارے بارے میں کیا کہوں؟"

"آپ دیکھ رہے ہیں' میں خیریت سے ہوں۔"

"مگر وہ نہیں ہے۔ اس نے مجھے جھوٹ بولنے کے لئے کہا ہے کہ وہ بالکل ٹھیک ہے۔ حالانکہ سر کا زخم گہرا ہے۔ تکلیف بڑھ گئی ہے اور وہ بخار میں تپ رہا ہے۔"

وہ تڑپ کر بولی "علی کہاں ہے؟ کسی پناہ گاہ میں ہے؟"

"بھئی وہ مرد بچہ ہے' اپنی دیکھ بھال کرلے گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

"کیسے فکر نہ کروں؟ پلیز! جلدی بتائیں' وہ کہاں ہے؟"

"اب میں کہوں گا کہ وہ ابھی تک کوبیک میں ہے تو کیا تم مونٹریال سے پھر کوبیک واپس جاؤ گی؟"

"ہاں' جاؤں گی۔ ابھی جاؤں گی۔"

"اتنی بے چینی؟ خدا رحم کرے۔"

"انکل! آپ مذاق کررہے ہیں نا؟"

"ہاں بھئی' وہ بڑا سخت جان ہے۔ خیریت سے ہے' تمہیں وہاں تلاش کررہا تھا۔ میں جاکر بتاؤں گا تو وہ ادھر آجائے گا۔"

"میں نے یہاں خود کو کنگ فرنانڈو کی بھتیجی ظاہر کیا ہے۔ پولیس والے مسٹر فرنانڈو سے حقیقت معلوم کرنا چاہیں گے۔ آپ یہ معاملہ سنبھال لیں۔"

"میں ابھی فرنانڈو سے بات کروں گا۔ تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔"

"سنیئے... علی کو بتادیں کہ..."

"تم یہاں ہو۔ پہلے زمانے میں کبوتر عاشقوں کو بتایا کرتے تھے' آج میں پیغام بر بن رہا ہوں۔ اچھا' سو فار۔"

وہ چلا گیا۔ ثانی نے سوچا "یہ مجھے کیا ہوگیا ہے؟ محبت میں عقل ساتھ چھوڑ رہی ہے۔ میں دوسروں کو باتوں میں الجھاتی ہوں۔ ابھی انکل نے مجھے الجھادیا تھا۔ … سی بات مجھ میں نہیں آئی کہ علی خدا نخواستہ بیمار … انکل اسے بے یارو مددگار چھوڑ کر میرے پاس … آئندہ مجھے اپنی تربیت کے مطابق ہر پہلو پر نظر … چاہیے۔"

تھوڑی دیر … سلمان واسطی نے آکر کہا "ثانی! تمہیں کنگ فرنانڈو … میں دینا چاہیے تھا۔ تمہاری ذہانت کو کیا ہوگیا … تمہیں معلوم ہے کہ امریکی حکام فرنانڈو کو … کا دوست اور وفادار سمجھتے ہیں۔"

"اوہ خدایا! مجھ سے بھول ہوگئی۔"

"ابھی میں فرنانڈو کے دماغ میں گیا تھا' پتا چلا' اس پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں یہاں کے جاسوس اس کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ جب یہ انکوائری ہوگی کہ ثانیہ نامی لڑکی اس کی بھتیجی ہے یا نہیں تو پتا چلے گا' اب اس کا دنیا میں کوئی رشتے دار نہیں ہے۔ بہرحال میں تھانے کے انچارج کے پاس جارہا ہوں' اسے انکوائری سے روکوں گا۔"

سلمان نے انچارج کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ زخمی مجرموں کے لئے ایک سرکاری ڈاکٹر کو فون پر کال کررہا تھا۔ پھر اس نے ریسیور رکھ کر ثانیہ سے کہا "تم نے جان کی بازی لگا کر انہیں گرفتار کرایا ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کنگ فرنانڈو کی دولت مند بھتیجی اتنی دلیر ہوگی۔"

ثانی نے کہا "آپ نے میرا پورا بیان نہیں سنا ہے۔ میں نے مجرموں کے سامنے لاکھوں روپے کا چارا ڈالنے کے لئے خود کو کنگ فرنانڈو کی بھتیجی کہا تھا۔ ایسا نہ کہتی تو یہ کبھی میرے ساتھ یہاں تک نہ آتے۔ مجھے دولت مند سمجھ کر آئے ہیں۔"

"تم نے ان کمبختوں کو خوب چکر میں ڈالا تھا۔ بہرحال اپنا پتا بتاؤ۔ شناختی کارڈ دکھاؤ۔"

میکسی نے کہا "اس کا بوائے فرینڈ اسے دھوکا دے کر اس کا سامان لے کر بھاگ گیا ہے۔ اس سامان کے ساتھ شناختی کارڈ اور ضروری کاغذات بھی چلے گئے ہیں۔ بے چاری کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ اس نے میری جان بچائی ہے۔ میں اس کی ضمانت لوں گی۔ اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔ آپ میرے پتے پر انکوائری کرسکتے ہیں۔"

تھانے کا انچارج راضی ہوگیا۔ اس نے میکسی کے بتائے ہوئے نمبر پر اس کے باپ سے رابطہ کیا' پھر پوچھا "کیا آپ کی بیٹی اغوا کی گئی تھی۔ اگر یہ درست ہے تو اس کا نام بتائیں۔"

"اس کا نام جون میکسی ہے۔ وہ خیریت سے تو ہے؟"

"جی ہاں' مجرم گرفتار ہوگئے ہیں۔ آپ بیٹی سے بات کریں۔"

میکسی نے ریسیور لے کر کہا "ڈیڈی! آپ نے مجھے قصائیوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا تھا۔ مگر یہ سن کر افسوس ہوگا کہ میں زندہ سلامت ہوں۔ ایک لڑکی نے میری جان بچائی ہے اور مجرموں کو گرفتار کرایا ہے۔"

"مجھے خوشی ہے کہ تم سلامت ہو۔ میری طرف سے اس لڑکی کا شکریہ ادا کرو۔"

"صرف شکریہ سے کام نہیں چلے گا۔ فی الحال اس لڑکی کے پاس کوئی شناختی کارڈ یا کاغذات نہیں ہیں۔ یہ بعد میں پیش کرے گی۔ آپ اس کی ضمانت لے لیں۔"

"تم جانتی ہو' میں اصولوں کا پابند ہوں۔ کسی بھی اجنبی کی ضمانت نہیں لے سکتا۔ اس سے کہو' اپنا پورا پتا اور مکمل شناخت پیش کرے۔"

"ڈیڈی! میں بھول گئی تھی کہ آپ پتھر کے بنے ہوئے انسان ہیں۔ جو بیٹی کے لئے اپنے اصول نہ توڑے وہ دوسروں کے لئے کیا توڑے گا۔ جائیں آپ اپنے اصولوں کے ساتھ تنہا رہیں میں رشتہ توڑ رہی ہوں۔ کبھی آپ کے پاس نہیں آؤں گی۔"

اس نے ریسیور انچارج کو دیا۔ اس نے فون پر اس کے باپ سے پوچھا "آپ مس ثانیہ کی ضمانت لے رہے ہیں؟"

سلمان نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ ادھر سے انکار کیا گیا۔ سلمان نے اسے اقرار کے الفاظ سنائے۔ وہ ریسیور رکھ کر بولا۔ "ٹھیک ہے مس ثانیہ آپ کی ضمانت ہوگئی' آپ جاسکتی ہیں۔"

میکسی حیرانی سے کچھ کہنا چاہتی تھی' ثانی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا "اب یہاں سے چلو۔ ہم باہر باتیں کریں گے۔"

وہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی پولیس اسٹیشن کے دروازے تک آئی۔ وہاں ایک شخص دوسرے سپاہیوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے راستہ روک کر اپنا شناختی کارڈ دکھایا۔ وہ انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ کا ایک جاسوس تھا۔ اس نے ثانی سے کہا "تم بھی اپنا کارڈ دکھاؤ۔ ویسے میں سن چکا ہوں۔ ایک بوائے فرینڈ تمہارا سامان لے کر بھاگ گیا ہے۔"

میکسی نے کہا "یہ سچ ہے۔"

جاسوس نے کہا "میں دوسرے کمرے میں تھا۔ دوسرا ریسیور اٹھا کر فون پر ہونے والی گفتگو سن رہا تھا۔ تمہارے باپ نے ضمانت لینے سے انکار کیا تھا لیکن انچارج نے یہ سنا کہ ضمانت کے لئے اقرار کیا گیا ہے۔ کیوں مس ثانیہ! کیا یہ ٹیلی پیتھی کا کمال نہیں ہے؟"

سلمان نے ثانی کے پاس آکر کہا "گڑبڑ ہوگئی ہے۔ اقرار کرو' خود کو گرفتاری کے لئے پیش کردو۔"

وہ بولی "ہاں' میں لیبرا ڈور سے طیارہ اغوا کرکے لانے والی سونیا ثانی ہوں۔ کہاں لے چلو گے' چلو۔ مگر یاد رکھو' فرہاد کی فیملی میں آج تک کسی نے ہتھکڑی نہیں پہنی۔"

"ہم جانتے ہیں' تمہارے آس پاس ٹیلی پیتھی کی بارود ہے اور کسی وقت بھی دھماکے شروع ہوجائیں گے۔ تم آزادی سے چلو گی۔"

وہ یکسی کا ہاتھ پکڑ کر بولی "بس ہمارا ساتھ یہیں تک ہے۔ تم جاؤ۔"

"نہیں۔ میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گی۔ تمہارا احسان نہیں بھولوں گی۔"

"اپنے باپ کا احسان نہ بھولو۔ باپ کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ انسان کو ایسا ہی اصول پسند ہونا چاہئے۔ وہ میری ضمانت نہ لے کر دانشمندی کا ثبوت دے رہا تھا۔ اس نے رقم دینے سے انکار کر کے مجرموں کے بھی حوصلے پست کئے تھے۔ اپنے باپ کے پاس واپس جاؤ میکسی۔ میں نے تمہارے لئے جو کیا ہے' اس کے بدلے یہی چاہتی ہوں۔ باپ کے پاس جا کر غلطیوں کی معافی مانگو۔"

وہ جاسوس کے ساتھ چلتی ہوئی ایک گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔ سلمان نے علی کو بتایا کہ ثانی حراست میں ہے اور محاسبے کے لئے لے جائی جا رہی ہے۔ اس نے کہا "میں جلد سے جلد وہاں پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں۔ آپ کا کیا خیال ہے انکل! کیا وہ ثانی کو امریکی حکام کے حوالے کریں گے؟"

"ہمیں یہی دیکھنا ہے کہ وہ کیا سلوک کرتے ہیں۔ جب تک ہمارا کچھ نہیں بگڑ رہا ہے' ہم بگاڑ پیدا کرنے والی بات نہیں کریں گے۔"

"آپ ذرا ٹھہریں' میں اس شریف بدمعاش رے بٹ سے باتیں کرتا ہوں۔ اگر یہاں سے میری روانگی کا انتظام نہ ہو سکا تو پلیز آپ کچھ کریں۔"

علی نے رے بٹ سے کہا "میں ابھی مونٹریال جانا چاہتا ہوں' تم میرے لئے کیا کر سکتے ہو؟"

"... جاؤ گے تو واپس نہیں آؤ گے۔ میرے دماغ میں ... کوئی نہیں آئے گا تو میں ابھی چارٹرڈ ہیلی کاپٹر میں تمہیں بھیج دوں گا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں' میں اور میرے خیال خوانی کرنے والے بھی ادھر کبھی نہیں آئیں گے۔ تم فوراً میری روانگی کا بندوبست کرو۔"

وہ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ سلمان نے کہا "تمہارا کام ہو رہا ہے۔ میں ثانی کے پاس جا رہا ہوں۔"

اس نے ثانی کے پاس آ کر کہا "میں تمہارے آس پاس والوں کے اندر موجود رہوں گا۔ تم دو ٹوک باتیں کرو گی۔"

وہ جاسوس کے دماغ میں چلا آیا۔ ان کی گاڑی انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ کی عمارت کے سامنے رکی۔ وہ گاڑی سے اتر کر عمارت کے اندر آئے پھر لفٹ کے ذریعے دسویں منزل کے ایک بہت بڑے دفتر نما کمرے میں پہنچے۔ وہاں کچھ افسران بیٹھے ہوئے تھے۔ ثانی نے پورے کمرے کو گھوم کر دیکھا۔ وہاں خودکار کیمرے اور گفتگو ریکارڈ کرنے والے مائیکرو فون لگے ہوئے تھے۔ ثانی کو ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا۔ ایک افسر نے پوچھا "تم مادام سونیا کی بیٹی ہو؟"

وہ راستے میں ریڈی میڈ میک اپ اتار چکی تھی' بالکل سونیا دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے جواب دیا "جی نہیں' قدرتی طور پر ہم شکل ہوں... جیسا کہ ماں بیٹی ہوا کرتی ہیں۔"

"تم مادام سونیا کی بیٹی ہو؟"

"اس سوال کا جواب ضروری نہیں ہے۔"

"کیا اس وقت تمہارا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود ہے؟"

"موجود ہے۔"

وہ پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے پھر ایک نے تھوک نگل کر پوچھا "کیا وہ ہم میں سے کسی کے دماغ میں ہے؟"

ثانی نے پوچھا "کیا ثبوت پیش کیا جائے؟"

"وہ... دراصل بات یہ ہے کہ تمہارے سونیا ثانی ہونے کا ثبوت ضروری ہے۔ تمہارا ایک ساتھی بھی تمہارے ساتھ نہیں ہے' وہ کہاں ہے؟"

وہ بولی "ایک وقت میں ایک بات کرو۔ اپنے ساتھی کے متعلق جواب دوں یا ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کراؤں۔"

"مس ثانی! ہم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی ہمارے دماغ میں آئے لیکن ہمارے بڑے ثبوت چاہتے ہیں۔"

ایک افسر نے کہا "وہ میرے دماغ میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ ہم سب باری باری میز پر ہاتھ ماریں گے خواہ ہم پختہ ارادہ کر لیں کہ ایسا نہیں کریں گے۔ لیکن دیکھو ہم کر رہے ہیں۔ ایک دو تین!"

کہنے والے نے میز پر ہاتھ مارا' اس کے بعد دوسرے بھی یکے بعد دیگرے یہی حرکت کرتے گئے۔ ثانی نے پوچھا "کیا یقین ہو گیا؟"

"بے شک! ثبوت مل گیا ہے۔"

دوسرے افسر نے پوچھا "علی تیمور کہاں ہے؟"

"یہ بتانا ہوتا تو وہ چھپتا کیوں؟"

"مس ثانی! ہم تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے سامنے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم فرہاد کی فیملی سے نہ دوستی کرنا چاہتے ہیں' نہ دشمنی۔ ہم نے یونائیٹڈ اسٹیٹس کے حکمرانوں سے صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ سونیا ثانی اور علی تیمور ادھر آئیں گے تو ہم مخالفانہ رویّہ اختیار نہیں کریں گے۔ ان سے درخواست کریں گے کہ وہ جلد سے جلد ہمارا ملک چھوڑ دیں۔ لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ آپ علی تیمور کے ساتھ ابھی ایئرپورٹ چلی جائیں۔ آپ دونوں کے لئے ایک خصوصی طیارہ ہے۔ آپ جہاں کہیں گی' وہاں آپ کو پہنچا دیا جائے گا۔"

ثانی نے پوچھا "آپ کا کیا خیال ہے' ہمیں کہاں جانا چاہئے؟"

"یہ آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں۔"

"بہتر سمجھ کر یہاں آئی ہوں۔ فرانس واپس جانا ہوتا تو ادھر کا رخ نہ کرتی۔"

"یعنی آپ دونوں یہاں زبردستی رہنا چاہتی ہیں؟"

"نہیں۔ ہم تم پر مصیبت بن کر نہیں رہیں گے۔ دراصل ہم نیویارک کے قریب رہنا چاہتے ہیں۔ اس لئے مونٹریال سے ٹورنٹو جانے والے تھے۔ آپ کہتے ہیں تو ہم کینیڈا سے نکل جائیں گے۔ اسٹیٹس میں چلے جائیں گے۔"

"امریکی حکام ہمیں الزام دیں گے کہ ہم نے اپنے ملک سے سرحد پار کرائی ہے۔"

"ہم جب بھی یہاں سے جائیں گے' طیارے یا ہیلی کاپٹر کے پائلٹ خود ہوں گے۔ آپ کا کوئی آدمی ہمارے ساتھ نہیں ہوگا۔ ہم کس طرف پرواز کریں گے' یہ کسی کو معلوم نہیں ہو سکے گا۔ آپ پر ہر حال میں الزام آئے گا۔"

سلمان واسطی یہ باتیں سن رہا تھا۔ اسے خیال خوانی چھوڑ کر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہونا پڑا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ اس نے ریسیور اٹھایا' دوسری طرف سے جنرل کہہ رہا تھا "کینیڈا کے حکام سے میرا مسلسل رابطہ ہے۔ وہ اطلاع دے رہے ہیں کہ سونیا ثانی ان کے جونیئر افسروں سے بات کر رہی ہے۔ وہ غیر جانبدار بن اسے اور علی تیمور کو وہاں سے نکالنے والے ہیں۔ وہ جس وقت جس طیارے میں جائیں گے' ہمیں اطلاع مل جائے گی۔ تم ایک کام کرو' وہاں کے جنرل یا کسی اعلیٰ حاکم کے دماغ میں پہنچو تاکہ وہ کوئی خاص بات چھپانا چاہیں تو نہ چھپا سکیں۔"

سلمان نے کہا "میں ان کے دماغوں میں جاؤں گا لیکن اپنی آواز نہیں سناؤں گا۔ مجھے یقین ہے' سونیا ثانی کا کوئی خیال خوانی کرنے والا وہاں پہنچا ہوا ہوگا۔"

"وہاں کے جنرل اور اعلیٰ حکام گونگے بنے ہوئے ہیں۔ ایک جگہ چھپ کر سونیا ثانی کی باتیں سن رہے ہیں۔ ایسے میں سونیا کا کوئی آدمی ان کے دماغوں میں نہیں پہنچ سکے گا۔"

"میں اس خوش فہمی میں نہیں رہتا۔ سونیا کے خیال خوانی کرنے والوں کی پہنچ بہت دور تک ہے۔ ہم آپ سوچ بھی نہیں سکتے' اس لئے محتاط رہنا چاہئے۔"

"ٹھیک ہے' تم اپنی آواز نہ سناؤ۔ مگر ابھی ان کے دماغوں میں جاؤ۔"

"ابھی جا رہا ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ سپر ماسٹر کی حیثیت سے کینیڈا کی فوج کے جنرل اور اعلیٰ حکام سے اچھی طرح واقف تھا جب وہ ان میں سے ایک کے دماغ میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ سب اہم افراد ایک کمرے میں خاموش بیٹھے ٹھہر ٹھہر کر وسکی پی رہے تھے اور اسپیکر سے ابھرنے والی ثانی کی آواز سن رہے تھے۔ جغرافیائی لحاظ سے کینیڈا اور امریکا کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مختلف معاملات میں ان کا اختلاف تو ہو سکتا ہے مگر دشمنی اور محاذ آرائی کبھی نہیں ہوتی۔ اس لئے وہاں کا ہر بڑا دماغ سوچ رہا تھا کہ جیسے ہی ثانی اور علی وہاں سے پرواز کریں گے' امریکی حکام کو اس کی اطلاع دے دیں گے۔ اس طیارے میں خفیہ جاسوسی آلات کے ذریعے پتا چلتا رہے گا کہ ...

وہ دونوں کہاں جا رہے ہیں؟

سلمان نے سلطانہ اور لیلیٰ کو مخاطب کیا۔ انہیں مختصر حالات بتائے پھر کہا "میں سپر ماسٹر کی حیثیت سے مصروف رہوں گا۔ تم وہاں کے اعلیٰ حکام کی خبر لو۔"

اس نے دونوں بہنوں کو ان کے دماغوں میں پہنچا دیا۔ وہ تھوڑی دیر تک ان کے دماغوں کے خانوں سے اہم راز معلوم کرتی رہیں۔ پھر لیلیٰ نے ایک اعلیٰ حاکم کو مخاطب کیا تو وہ گھبرا گیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر کو پکڑ کر بولا "کوئی میرے اندر بول رہا ہے۔"

سب نے پریشان ہو کر دیکھا۔ سلطانہ نے جنرل کے دماغ سے کہا "میں جنرل کی زبان سے رسونتی بول رہی ہوں۔" سب ہی خوفزدہ ہو کر اٹھ گئے۔ وہ ڈانٹ کر بولی "بیٹھ جاؤ۔ بھاگ کر کہاں جاؤ گے؟ تم لوگ یہاں چھپ کر ثانی کی باتیں سن رہے ہو۔ مطمئن ہو کہ رسونتی لور برائن وولف یہاں تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ تم دو غلی حرکتیں کر رہے ہو۔ ایک طرف ثانی کو یقین دلا رہے ہو کہ غیر جانبدار ہو۔ دوسری طرف امریکی حکام کو اس کی روانگی کے متعلق بتانے والے ہو کیا اپنے جھوٹ اور فریب سے انکار کر سکو گے؟"

انہیں چپ لگ گئی تھی۔ اندر کا جھوٹ پکڑا گیا تھا۔ وہ انکار نہیں کر سکتے تھے۔ جنرل نے کہا "ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہم ثانی اور علی کو دھوکے سے گرفتار کرانا چاہتے تھے۔ بھید کھل جانے کے بعد ہم ایسا نہیں کریں گے۔"

"پھر کیا کرو گے؟"

"مادام رسونتی! آپ جو کہیں گی' وہ کریں گے۔"

"تو پھر سب سے پہلے ثانی کو وی آئی پی ٹریٹ منٹ دو۔ امریکی حکام کو بتاؤ' تمہارے ملک کی زمینوں میں ٹیلی پیتھی کی بارود بچھ گئی ہے' تمہارے دماغوں سے اہم راز نکل کر ہماری مٹھی میں آ گئے ہیں..."

وہ دونوں جب اہم رازوں کے بارے میں بولنے لگیں تو ان سب کے چہرے زرد پڑ گئے۔ وہ انکار میں سر ہلا کر بولے "نہیں ہم فرہاد کی فیملی کے کسی بھی ممبر سے کبھی دشمنی نہیں کریں گے۔"

جنرل ٹیلی فون کے ذریعے کہہ رہا تھا "مس ثانی سے کوئی سوال نہ کیا جائے۔ انہیں وی آئی پی ٹریٹ منٹ دیا جائے۔ وہ آزاد رہیں گی۔ کوئی ان کا تعاقب نہیں کرے گا۔ ان کی نگرانی نہیں کی جائے گی ان کی ضرورت کی ہر چیز فوراً مہیا کی جائے۔"

لیلیٰ نے کہا "امریکی حکام سے کہہ دو' ثانی اور علی کی روانگی کے متعلق انہیں کچھ نہیں بتایا جائے گا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ دونوں یہاں سے نہیں جائیں ... کر رہیں گے۔ تم لوگوں کو کبھی پتا نہیں چلے گا کہ ... سے کب گئے؟ شاید کبھی نہ جائیں۔ وہ یہاں رہیں یا نہ رہیں تم لوگ کانٹوں کے بستر پر رہو گے۔ کوئی بھی حماقت کرو گے تو اپنے ملک اور قوم کو زبردست

نقصان پہنچاؤ گے۔"

ادھر سلمان نے جنرل سے رابطہ کر کے کہا "میری احتیاط کام آگئی۔ میں پہلے کہتا تھا کہ دشمن خیال خوانی کرنے والوں کی پہنچ بہت دور تک ہے۔ جب میں کینیڈا کے حکام کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا' رسونتی اور برائن وولف وہاں موجود ہیں؟"

جنرل نے کہا "بڑی مشکل ہے۔ یہ لوگ شیطان کی طرح ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں۔ وہ یقیناً دھمکیاں دے رہے ہوں گے؟"

"ہاں۔ کہہ رہے تھے' ثانی اور علی کی روانگی کے متعلق ہمیں کچھ نہ بتایا جائے۔ وہ ان کے بہت سے اہم راز معلوم کر چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ کینیڈا کے حکام اب ہم سے تعاون نہیں کریں گے۔"

"کوئی بات نہیں' وہاں ہمارے جاسوس ثانی اور علی کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ ایئرپورٹ' بندرگاہوں اور خشکی کے راستوں پر نظر رکھیں گے۔ اینٹی میک اپ آئی لینس کے ذریعے انہیں پہچان لیا کریں گے۔ اس بار میں نے سختی سے حکم دیا ہے کہ وہ جہاں بھی نظر آئیں' انہیں فوراً گولی ماردی جائے۔ وہ دوسرے ملک میں مارے جائیں گے تو ہم پر الزام نہیں آئے گا۔"

سلمان نے کہا "ہمارے جو جاسوس کینیڈا میں ہیں' ان سے میرا رابطہ ہونا چاہئے۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ کینیڈا کی حکومت پر تکیہ نہ کریں' اپنے طور پر ثانی اور علی کو گھیرنے کی کوشش کریں بلکہ پہلی فرصت میں انہیں گولی ماردیں۔"

"میں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے کہتا ہوں' وہ ہمارے چند سراغرسانوں کی آوازیں تمہیں سنائے گا۔"

جنرل نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے' سلمان انٹیلی جنس کے چیف سے واقف تھا۔ اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے آدھے گھنٹے کے اندر ان سراغرسانوں کے دماغوں میں پہنچ کر باتیں کیں۔ ان سے کہا "میں بھی کسی کے دماغ میں رہ کر ثانی پر نظر رکھوں گا۔ تم لوگ جب تک اس کے ذریعے علی تیمور تک نہ پہنچو' اس سے دور ہی دور رہنا' ورنہ ایک لڑکی کو گولی مار کر کچھ حاصل نہ کرسکو گے۔"

پھر وہ علی تیمور کے پاس آیا۔ وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے مونٹریال پہنچ گیا تھا۔ سلمان نے کہا "برخوردار! اب ثانی سے ضرور ملوگے۔"

"کوئی ضروری نہیں ہے۔"

"دائی سے پیٹ نہیں چھپایا جاسکتا۔ تمہارے اندر کی بے چینی کو میں خوب سمجھ رہا ہوں۔"

وہ مسکرانے لگا۔ سلمان نے کہا "تمہارے چور خیالات نے بتادیا ہے کہ تم چار بجے ریلوے اسٹیشن کے ویٹنگ روم کے سامنے اس کا انتظار کروگے۔"

"اوہ انکل! ہم ایک مشن میں ساتھ ہیں' اس لئے ملاقات کی ایک جگہ مقرر کی ہے۔ یہ کوئی عاشقوں والی ملاقات نہیں ہے۔

خدا نہ کرے کہ میں آپ کی طرح دیوانہ پروانہ بن جاؤں۔"

"اچھا' پلٹ کر پتھر مار رہے ہو!"

"آپ اس خوش فہمی میں ہیں کہ چپ چاپ خیال خوانی کے ذریعے بے چاری آنٹی کو پریشان کرتے ہیں' اس لئے دوسروں کو خبر نہیں ہوگی جبکہ عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے۔"

"اس شیطان پارس نے تمہارے سامنے الٹی سیدھی بات کی ہوگی۔"

"ایک عرصہ ہوگیا پارس سے گفتگو تک نہیں ہوئی۔ پلیز آپ ہماری معلومات کو چیلنج نہ کریں۔ آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ موضوع بدل ڈالئے۔"

اس نے ہنستے ہوئے کہا "بھئی میں کیا کہنے آیا تھا اور کس بات میں پھنس گیا! ابھی تم ثانی سے ملاقات نہ کرنا۔ یہاں حالات بدل گئے ہیں۔ کینیڈا کی حکومت امریکی حکام سے تم لوگوں کے سلسلے میں تعاون نہیں کرے گی۔ اس لئے امریکی جاسوس تم دونوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ لہٰذا پہلے ان سے نمٹ لو۔ مقامی انٹیلی جنس کی عمارت کے سامنے پہنچو۔ جب ثانی وہاں سے نکلے گی تو تم اس پر نظر رکھو گے۔ میں بتاؤں گا کہ جاسوس کہاں ہے اور کس طرح اس کا تعاقب کر رہے ہیں۔"

علی ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ادھر روانہ ہوگیا۔ ثانی جونیئر افسروں کے سامنے بیٹھی کہہ رہی تھی "یہ طے ہوچکا ہے کہ تم لوگ ہمارے معاملات میں مداخلت نہیں کروگے۔ کوئی ہماری نگرانی نہیں کرے گا۔"

ایک افسر نے کہا "ہمارے اعلیٰ حکام نے تاکید کی ہے کہ تم دونوں کا تعاقب نہ کیا جائے۔ کہیں جانے سے روکا نہ جائے۔ تم دونوں اپنی ذمے داریوں پر یہاں رہوگے۔ کسی دشمن نے تمہیں نقصان پہنچایا تو اس کے لئے ہم جوابدہ نہیں ہوں گے۔"

"جس طرح ہمارے خیال خوانی کرنے والے تمہارے اعلیٰ حکام کے دماغوں میں پہنچتے ہیں' اسی طرح سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ان بڑے دماغوں میں آتے جاتے ہوں گے۔ انہیں پتا ہوگا کہ میں اس عمارت میں موجود ہوں اور اب تھوڑی دیر بعد یہاں سے نکلنے والی ہوں۔"

"یہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے کھیل ہیں' ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟"

"بے شک' تم کچھ کہہ سکتے ہو' نہ کرسکتے ہو۔ میں تمہارے ذریعے دشمن خیال خوانی کرنے والوں کو مخاطب کر رہی ہوں اور ان سے کہہ رہی ہوں کہ میں شام تک اس عمارت میں رہوں گی۔ رات بھر کی جاگی ہوئی ہوں۔ یہاں کسی کمرے میں نیند پوری کروں گی۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھ گئی پھر بولی "آپ میں سے کوئی میرے ساتھ اس کمرے سے نہیں نکلے گا اور نہ یہ معلوم کرنے کی حماقت

کرے گا کہ میں کہاں وقت گزار رہی ہوں۔"

وہ وہاں سے چلتی ہوئی دروازہ کھول کر باہر آئی۔ باہر چپراسی کھڑا ہوا تھا۔ اس نے حکم دیا "اندر جاؤ۔"

وہ چلا گیا۔ ثانی نے دروازے کو باہر سے بند کیا۔ اس ڈیپارٹمنٹ میں کام کرنے والے اکا دکا ملازم کوریڈور سے گزر رہے تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک کمرے میں دیکھا۔ وہاں چار افراد مصروف تھے۔ وہ دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

سلمان واسطی نے آکر بتایا "علی تیمور عمارت کے باہر موجود ہے لیکن دشمن جاسوس بھی ہیں۔ وہ تمہیں اس وقت تک نقصان نہیں پہنچائیں گے' جب تک علی ان کی نظروں میں نہیں آئے گا۔ کیا تم باہر نکل رہی ہو؟"

"ہاں' مگر دشمنوں کو دھوکا دینے کے بعد نکلوں گی۔"

"کیسے دھوکا دوگی؟"

"آپ میرے پاس رہیں' ابھی بتاتی ہوں۔"

وہ دوسرے کمرے میں آئی۔ وہاں ایک نوجوان لڑکی تنہا بیٹھی کچھ ٹائپ کر رہی تھی۔ ثانی نے دروازہ بند کردیا۔ لڑکی نے پوچھا "مجھ سے کوئی کام ہے؟"

"ہاں۔ تم بہت کام کی لڑکی ہو۔ دفتر کا کام بہت ہوچکا۔ اب میرا کام کرو اور اپنے گھر چلی جاؤ۔"

لڑکی نے پوچھا "تم کون ہو اور ان باتوں کا مطلب کیا ہے؟"

"باہر کچھ لوگ میری تاک میں ہیں۔ میں دیکھ رہی ہوں' تمہاری میز پر یہ خوبصورت سا ہیٹ ہے۔ سیاہ چشمہ بھی ہے۔ انہیں پہن کر مشکوک انداز میں نکلوگی تو میرا پیچھا کرنے والے تمہارے پیچھے پڑ جائیں گے۔"

سلمان نے کہا "میں تمہاری پلاننگ سمجھ گیا۔ اس لڑکی کے دماغ پر قبضہ جما کر باہر لے جاؤں گا۔ یہ محتاط انداز میں بار بار ادھر ادھر دیکھ کر چلے گی تو جاسوس اس کے پیچھے پڑ جائیں گے۔ لیکن لباس کا کیا ہوگا؟"

"آپ آنٹی کو ہمارے پاس بھیج دیں۔"

تھوڑی دیر بعد سلطانہ کی آواز آئی۔ ثانی نے کہا "آپ انکل کو دس منٹ کے لئے جانے کو کہہ دیں۔ پھر اس لڑکی کے اندر رہ کر اس کا لباس اتار کر مجھے دیں اور میرا لباس اسے پہنادیں۔"

سلطانہ نے یہی کیا۔ دس منٹ کے اندر لباس بدل گیا۔ اس لڑکی نے ثانی کا لباس پہن کر ہیٹ کو سر پر اس طرح رکھا کہ دور سے [illegible] اور آنکھیں نظر نہیں آسکتی تھیں پھر وہ سیاہ چشمہ [illegible] جا رہی ہوں۔ تمہارے انکل آئیں تو اس لڑکی [illegible] دینا کیونکہ میں دوسری جگہ مصروف ہوں' اس کے [illegible] زیادہ دیر نہیں رہوں گی۔"

وہ چلی گئی۔ اس کے چند سیکنڈ بعد ثانی کمرے سے نکلی۔ پھر ایک منٹ کے ذریعے نیچے آئی۔ اس دوران سلمان نے دشمن سراغرسانوں کو بتایا تھا کہ اس نے دوسروں کے دماغ میں رہ کر دیکھا ہے [illegible] یہ لڑکی کا ہیٹ اور چشمہ پہن کر عمارت سے نکلنے ہی والی ہے۔ تم لوگ محتاط رہو۔"

دوسری طرف اس نے علی کو بتایا "ثانی کے لباس میں دوسری لڑکی باہر آرہی ہے۔ اس کے پیچھے جانے والوں کو تاڑلو وہی دشمن جاسوس ہیں۔"

علی فٹ پاتھ پر ایک بک اسٹال کے سامنے کھڑا ایک رسالے کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ اس نے رسالہ چہرے کے سامنے کیا پھر چور نظروں سے سامنے والی عمارت کی جانب دیکھا۔ تھوڑی دیر میں ایک لڑکی ثانی کے لباس میں نظر آئی اس پر ثانی کا گمان ہوتا تھا کیونکہ چہرہ صاف نظر نہیں آرہا تھا۔ لیڈیز ہیٹ پیشانی پر جھکا ہوا تھا۔ وہ سیاہ چشمہ لگائے' چور نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ کچھ عجلت میں نظر آرہی تھی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک ٹیکسی کو آواز دی۔ مگر وہ خالی نہیں تھی۔ دوسری بار ایک ٹیکسی اس کے سامنے آکر رک گئی۔ وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ادھر علی نے بک اسٹال کے قریب ہی ایک کار میں دو افراد کو بیٹھتے دیکھا۔ پھر وہ ان کی کار ٹیکسی کے پیچھے جانے لگی۔

علی نے ایک ٹیکسی کو روکا' پھر بیٹھتے ہوئے کہا "وہ ادھر سامنے والے راستے پر چلو۔"

ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی پھر اس راستے پر چلتے ہوئے بولا "کہاں جاؤ گے؟"

"میں اجنبی ہوں۔ راستوں اور علاقوں کے نام نہیں جانتا۔ میں آگے چل کر فیصلہ کروں گا' مجھے کہاں جانا ہے۔"

ثانی عمارت کے بیرونی دروازے کے پاس رک گئی تھی۔ ایک دیوار کی آڑ میں کھڑے ہو کر اس نے دیکھا تھا کہ لڑکی کے پیچھے ایک کار گئی ہے اور جہاں سے کار اسٹارٹ ہوئی تھی' وہیں علی تیمور نظر آیا تھا۔ اس کے چہرے پر آپ ہی آپ مسکراہٹ آگئی' ایک خیال آیا۔ جاسوس لڑکی کے پیچھے گئے ہیں۔ خطرہ ٹل گیا ہے۔ اب وہ علی کے پاس جاسکتی ہے پھر اس نے خود ہی فیصلہ کیا' نہیں' یہ عشقیہ حماقت ہوگی۔ کوئی ضروری تو نہیں کہ تمام دشمن وہاں سے دھوکا کھا کر گئے ہوں۔

اسی وقت سلمان نے آکر کہا "دو جاسوس لڑکی کے پیچھے گئے ہیں' دو ابھی تک کھڑے ہوئے ہیں۔ یہاں سے تمہیں اسنیک بار دکھائی دے گا۔ وہاں کئی کاریں کھڑی ہوئی ہیں۔ سفید کار ان کی ہے۔"

"کیا وہ دونوں بھی یوگا کے ماہر ہیں؟"

"نہیں' وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتے ہیں۔"

وہ عمارت سے باہر آگئی۔ فٹ پاتھ پر کھڑی ہوگئی۔ گزرتی ہوئی کاروں کو یوں دیکھنے لگی جیسے کسی سے لفٹ لینا چاہتی ہو۔ پھر وہ سڑک کراس کرکے اسنیک بار کے سامنے آگئی۔ دونوں

جاسوس مستعد ہو کر اسے دیکھ رہے تھے۔ جب وہ ان کے سامنے آئی تو حیرانی سے اسے تکنے لگے۔ وہ ناگواری سے بولی "یوں الّو کی طرح کیا تک رہے ہو؟ گاڑی یہاں کیوں پارک کی ہے؟ عمارت کے سامنے نہیں لا سکتے تھے؟"

وہ ذرا بوکھلائے پھر سنبھل گئے۔ ایک نے سخت لہجے میں کہا "بہت اسمارٹ بننے کی کوشش کر رہی ہو۔ کیا یہ بتانا ہوگا کہ ہمارے کوٹ کی جیبوں میں کیا ہے اور اس کا رخ تمہاری طرف ہے؟"

"مجھے پتا ہے۔ اب تم دیکھو، جیب سے ریوالور نکل کر تمہاری کنپٹی سے لگ رہا ہے۔"

دوسرے ہی لمحے میں ایک نے اپنی جیب سے ریوالور نکال کر اپنی کنپٹی سے لگاتے ہوئے کہا "خبردار! سب دور چلے جائیں۔ ابھی گولی چلے گی۔"

فٹ پاتھ پر چلنے والے مرد، عورتیں، بچے چیختے ہوئے دور بھاگنے لگے۔ ٹھائیں سے گولی چلنے کی آواز کے ساتھ وہ فٹ پاتھ پر گر کر ٹھنڈا ہو گیا۔ ثانی نے ہاتھ بڑھا کر دوسرے جاسوس سے کہا۔ "اپنا ریوالور مجھے دو۔"

اس نے کسی حیل و حجت کے بغیر اسے ریوالور دیا۔ وہ بولی۔ "انکل! یہ کار ڈرائیو کرے گا۔ آپ اس کے ذریعے مجھے علی تک پہنچا دیں۔"

سلمان نے اس جاسوس کی زبان سے کہا "پولیس والے آ رہے ہیں۔ میں ان سے نمٹ کر اس کے دماغ میں واپس آؤں گا۔" وہ عمارت میں بیٹھے ہوئے اعلیٰ افسروں کے پاس گیا۔ انہیں اطلاع مل رہی تھی کہ باہر فٹ پاتھ پر ایک شخص نے خود کشی کر لی ہے اور دوسرے شخص کو ثانی نے ریوالور کی زد پر رکھا ہوا ہے۔ وہ سب کھڑکی کے پاس آ کر دیکھنے لگے۔ سلمان نے ایک سے کہا۔ "ابھی ایسے بہت سے تماشے نظر آئیں گے۔ باہر پولیس والوں سے کہو، ثانی کو نہ روکیں۔ اس شخص کے ساتھ جانے دیں۔"

افسر نے فون پر حکم صادر کیا۔ پھر سلمان سے کہا "جناب! آپ انصاف سے کہیں، کیا یہ غیر قانونی حرکت نہیں ہے؟"

"ثانی نے قانون کے خلاف کچھ نہیں کیا۔ وہاں لوگ گواہی دیں گے کہ اس جاسوس نے خود کشی کی ہے۔"

ایک افسر نے دوسرے افسروں سے کہا "وہ خود کشی نہ بھی کرتا تو ثانی کے ہاتھوں مارا جاتا یا ثانی اس کے ہاتھوں ماری جاتی۔ ہمیں امریکی حکام سے شکایت کرنی چاہئے کہ ان کے جاسوس ہمارے ملک میں سرگرمیاں کیوں دکھا رہے ہیں؟"

سلمان نے ایک افسر کی زبان سے کہا "یہ ہوئی اصول کی بات۔ ابھی ایک جاسوس ثانی کے قبضے میں ہے اور دو کی بھی شامت آگئی ہے۔ آپ لوگ جلد سے جلد امریکی حکام سے یہ شکایت کریں کہ ان کے آدمی یہاں ثانی اور علی کے پیچھے رہیں گے تو آپ کے ملک میں لاقانونیت بڑھتی جائے گی۔"

سلمان دوسرے جاسوس کے دماغ میں آیا۔ وہ کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ ثانی پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا "تم اسے گن پوائنٹ پر رکھو، میں باقی دو دشمنوں کی خبر لے کر آتا ہوں۔"

وہ دونوں ٹیکسی کا پیچھا کر رہے تھے۔ لڑکی ایک عمارت کے سامنے ٹیکسی سے اتر گئی۔ کرایہ ادا کر کے اپنے اپارٹمنٹ میں جانے لگی۔ سلمان نے اس کے دماغ میں آ کر کہا "سلطانہ! میں آگیا ہوں۔"

"اتنی دیر کہاں تھے؟"

"میں مصروف تھا۔ تم ذرا ثانی کے پاس رہو۔"

"میں تمہارا کوئی کام نہیں کروں گی۔"

"بھئی ناراض کیوں ہوتی ہو! آج شام کو ضرور ملاقات کروں گا۔"

"جھوٹے وعدے نہ کرو۔ جب تک سپر ماسٹر بن کر رہو گے کبھی ملاقات کرنے کی فرصت نہیں ملے گی اور میں کیا تم سے ملنے کے لئے مری جا رہی ہوں! آئندہ ملنے کی بات نہ کرنا۔ لو سنبھالو اس لڑکی کو، میں جا رہی ہوں۔"

"رک جاؤ۔ نہیں تو میں تمہارے دماغ میں آؤں گا۔ سانس روکو گی تو بار بار آتا ہی رہوں گا۔ جب تک بات نہیں کرو گی، پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"

"واہ! اچھی زبردستی ہے۔ میں کون ہوں کہ میرا پیچھا نہیں چھوڑو گے؟ کیا پیچھا کرتے رہنے کی فرصت مل جائے گی؟"

"مجھے طعنے نہ دو۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ آج چار بجے اپنے چارٹرڈ طیارے میں سفر کروں گا، ڈیڑھ گھنٹے میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ تم کار لے کر فلائنگ کلب آؤ گی۔"

"قسم کھا رہے ہو تو آؤں گی۔ آخری بار بھروسا کروں گی۔"

"شکریہ! اب ذرا ثانی کے پاس چلی جاؤ۔"

وہ لڑکی کے دماغ پر قبضہ جمائے سلمان سے باتیں کر رہی تھی۔ وہ بے چاری نہیں جانتی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنے اپارٹمنٹ میں آ کر ایک صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ سلطانہ کے جانے کے بعد وہ پریشان ہو کر اپنے کمرے کو دیکھنے لگی پھر آئینے میں اپنے بدن پر دوسرا لباس دیکھ کر سوچنے لگی "یہ میں یہاں کیسے پہنچ گئی؟ میں نے یہ لباس کب پہنا تھا؟"

اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا۔ دونوں جاسوس اندر آگئے، ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔ وہ سہم کر بولی "تم لوگ کون ہو؟ یہاں کیوں آئے ہو؟"

ایک نے کہا "یہی ہم پوچھنے آئے ہیں۔ تم اس شہر میں اجنبی ہو پھر اس اپارٹمنٹ میں کیسے گھس آئی ہو؟"

"کیا بکتے ہو! میں اس شہر میں پیدا ہوئی۔ انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ میں تین برس سے ملازمت کر رہی ہوں اور تم مجھے اس شہر میں اجنبی کہہ رہے ہو!"

"تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ سونیا ثانی نہیں ہو؟"

"کون سونیا ثانی؟ میرا نام اسٹیلا کریمر ہے۔"

"تمہاری سچائی کا کیا ثبوت ہے؟"

ثبوت پوچھنے والے کی گردن پر کراٹے کا ایک زبردست ہاتھ پڑا۔ اس کے حلق سے کراہ نکلی۔ دوسرے نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا تو ایک لات ریوالور پر اور دوسری لات منہ پر پڑی۔ وہ مار کھا کر پیچھے گیا۔ پھر آگے آنے تک اس کا ریوالور علی کے ہاتھ میں آگیا۔ اس نے کہا "تم دونوں ثانی کا پیچھا کر کے مجھ تک پہنچنا چاہتے تھے، میں تمہارے سامنے ہوں مگر یہ ثانی نہیں ہے۔"

"مسٹر علی! ہمیں قابو میں کر کے خوش نہ ہونا۔ تمہارے چاروں طرف اتنا زبردست جال ہے کہ اس شہر سے زندہ نہیں جا سکو گے۔"

"میں اس جال کے دو تار کاٹ رہا ہوں۔"

اس نے دو گولیاں چلائیں۔ اسٹیلا کریمر خوف سے کانپ رہی تھی۔ علی نے کہا "میں جا رہا ہوں۔ یہاں جو کچھ ہوا، اس کی اطلاع اپنے اعلیٰ افسران کو دے دو۔"

وہ اپارٹمنٹ سے باہر آیا۔ اسی وقت سلطانہ نے ثانی کو وہاں پہنچا دیا۔ سلمان نے کہا "تم دونوں کہیں وقت گزارو۔ میں شناختی کارڈ جاری کرنے والے محکمے میں جا رہا ہوں۔ آدھے گھنٹے کے اندر تم دونوں کے لئے شناختی کارڈز حاصل کر لوں گا۔ ان کارڈز کی تصویروں کے مطابق اپنا حلیہ بدل لینا۔"

ثانی اور علی نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیا۔ مسکراتے ہوئے ایک طرف جانے لگے، اسی وقت ٹھائیں سے گولی چلنے کی آواز ابھری۔ چوتھا اور آخری جاسوس جو کار ڈرائیو کرتا ہوا ثانی کو وہاں تک لایا تھا، اس نے خود کشی کر لی تھی۔

○☆○

سلطانہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی فلائنگ کلب میں آئی۔ ایک طیارہ رن وے پر اتر رہا تھا۔ سلمان واسطی آ رہا تھا۔ اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ وہ پہلی بار اسے دیکھنے والی تھی۔ اب تک سیکڑوں بار خیال خوانی کے ذریعے ملاقات ہوتی رہی تھی۔ خیال خوانی کے ذریعے اندھی ملاقات ہوا کرتی ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنی آنکھوں کے ساتھ کسی کے دماغ میں نہیں پہنچتے، وہ صرف سوچ کی لہروں کے ذریعے دوسروں کی حرکتوں کو، باتوں کو، شکل و صورت کو پڑھتے ہیں۔ پڑھنے میں اور دیکھنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔

طیارہ ایک جگہ رک گیا۔ ایک فوجی جوان نے دروازہ کھولا۔ اس چھوٹے طیارے سے سیڑھی نکل کر نیچے پہنچ گئی۔ دوسرا فوجی جوان بھی وہاں آگیا پھر طیارے کے دروازے پر ایک ادھیڑ عمر کا شخص نظر آیا۔ مسلح جوان اسے سیلوٹ کر رہے تھے جس سے اندازہ ہوا کہ وہی ان کا سپر ماسٹر اور سلطانہ کا سلمان واسطی ہے۔ وہ کچھ مایوس سی ہو گئی کیونکہ وہ تصوراتی محبوب کی طرح خوبرو نہیں تھا۔

کچھ عجیب سی صورت تھی۔ ناک پھیلی ہوئی تھی۔ آنکھیں سکڑی ہوئی تھیں۔ نچلا ہونٹ موٹا اور بھدا سا تھا۔ اس نے طیارے کی سیڑھی سے اترنے سے پہلے دور تک دیکھا پھر اس کی نظریں سلطانہ پر ٹھہر گئیں۔ طیارے کے قریب وہی ایک خاتون نظر آ رہی تھی۔ بہت ہی معمولی شکل و صورت تھی۔ اسے کسی طور خوبصورت نہیں کہا جا سکتا تھا۔ سلمان نے اس کے دماغ میں کوڈ ورڈز ادا کرتے ہوئے پوچھا "یہ میرے سامنے تم ہی کھڑی ہو نا؟"

وہ بولی "ہاں، اور طیارے کی سیڑھی پر تم ہو؟"

وہ سیڑھی سے اترتے ہوئے بولا "میں ہی ہوں۔ یہ اکثر سوچتا رہا ہوں کہ ہماری ملاقات نہ ہو تو اچھا ہے، ورنہ تم مجھے دیکھ کر مایوس ہو جاؤ گی۔"

"یہی بات میں سوچتی تھی، میں تمہارے خیالوں کے مطابق حسین نہیں ہوں۔"

وہ اس کے سامنے آ کر رک گیا پھر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا "ہاتھ ملا کر رسمی طور پر یہ نہ کہنا کہ مجھ سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔ میں صاف کہتا ہوں، تم نے میرے تصور کا کباڑا کر دیا ہے۔ مگر کیا کیا جا سکتا ہے۔ اتنے دنوں سے ان دیکھی محبت ہو رہی ہے لہٰذا میں تمہیں برداشت کر لوں گا۔"

وہ مصافحہ کرتے ہوئے بولی "تم نے میرے دل کی بات کہہ دی۔ مجھے بھی تمہاری ہی محبت پر گزارہ کرنا ہوگا کیونکہ شریف عورت ایک ہی بار کسی کو دل دیتی ہے۔ آؤ، میری کار ادھر ہے۔"

وہ کار کی طرف جانے لگے۔ طیارے کے دروازے پر کھڑے ہوئے ایک افسر نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا۔ پھر ایک ٹرانسمٹر کے ذریعے جنرل سے رابطہ قائم کر کے بولا "سر! ہم یہاں پہنچ گئے ہیں۔ سپر ماسٹر اور ایک خاتون کے ساتھ اس کی کار میں جا رہے ہیں۔ وہ خاتون ہمارے لئے اجنبی ہے۔"

جنرل نے کہا "اپنے آدمیوں سے کہو، اس خاتون پر نظر رکھیں اور اس کے متعلق معلومات حاصل کریں۔ وہ دشمنوں کی آلۂ کار ہو سکتی ہے۔ اپنے سپر ماسٹر کی ہر طرح حفاظت کرو۔"

اس افسر نے رابطہ ختم کیا۔ پھر ٹرانسمٹر کے ذریعے خاص ماتحتوں کو ہدایات دینے لگا کہ وہ اس خاتون کو تعاقب کا شبہ نہ ہونے دیں۔ بڑی ہوشیاری سے اس پر نظر رکھیں۔

سلمان واسطی ہیڈ آفس چھوڑنے سے پہلے ڈیوٹی رپورٹنگ رجسٹر پر لکھ کر جاتا تھا کہ کہاں جا رہا ہے، کیوں جا رہا ہے اور کتنا وقت گزارنے کے بعد واپس آئے گا۔ آج بھی اس نے رپورٹ درج کی تھی کہ وہ اپنی ایک فرینڈ کے ساتھ تفریح کے لئے جا رہا ہے۔ کام کی زیادتی کے باعث اسے ذہنی آسودگی اور سکون کے لئے

تفریح کی ضرورت ہے۔ وہ رات بارہ بجے تک واپس آئے گا۔ جس خاتون سے ملنے جارہا ہے' اس کا نام سلطانہ شیخ ہے۔ وہ ولنگٹن اسکوائر کے ایک بنگلا نمبر ای فورٹین میں تنہا رہتی ہے۔

وہ افسر اپنے ماتحتوں کو سلطانہ کی رہائش گاہ کا پتا بتا کر کہہ رہا تھا "وہ رات بارہ بجے تک سپر ماسٹر کے ساتھ رہے گی۔ تم اطمینان سے اس کے بنگلے میں داخل ہو کر تلاشی لے سکتے ہو۔ اس کے پاسپورٹ وغیرہ کے ذریعے معلوم کرو' وہ کہاں کی رہنے والی ہے اور یہاں کی سوسائٹی میں اس کے کتنے شناسا ہیں۔"

وہ دونوں کار کی اگلی سیٹ پر شانہ بشانہ بیٹھے ہوئے تھے۔ سلمان ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر سلطانہ نے پوچھا "کیا سوچ رہے ہو؟"

"سوچ رہا ہوں' مرد کا دل بڑا ہوتا ہے۔ کوئی بات اس کی توقع کے مطابق نہ ہو تب بھی اسے برداشت کرلیتا ہے لیکن مجھے دیکھ کر تمہارا دل ٹوٹ گیا ہے۔ میں تمہارے تصور میں آنے والا سلمان نہیں ہوں۔"

"تم الٹی بات کر رہے ہو' عورت کا دل بڑا ہوتا ہے۔ میں نے تمہیں دیکھتے ہی قبول کرلیا ہے۔ میں تمہارے چہرے سے نہیں' تمہاری صلاحیتوں سے اور تمہاری شخصیت سے متاثر ہوں۔"

"متاثر ہونا اور بات ہے' محبت کرنا اور بات۔ ویسے تم کہاں جارہے ہیں؟"

"ہاں.... کہاں جارہے ہیں! میرا خیال ہے.... ایک دوسرے کو دیکھنے کے بعد منزل کہیں گم ہوگئی ہے! میرے گھر چلو وہاں کافی پئیں گے۔ آرام سے بیٹھ کر ٹھنڈے دل اور دماغ سے فیصلہ کریں گے کہ ہماری محبت کی گاڑی آگے چل سکے گی یا نہیں۔"

سلمان نے بنگلے کے پورچ میں آکر گاڑی روکی۔ پھر وہ کار سے اتر کر ایک ڈرائنگ روم میں آئے۔ وہاں کی سجاوٹ اور دیواروں پر لگی ہوئی تصویریں بتارہی تھیں کہ سلطانہ کتنے خوبصورت ذہن کی مالک ہے۔ وہ ایک سرد آہ بھر کر بولا "کاش! تم عورت کی طرح نہ سہی' اس گھر کی طرح ہی خوبصورت ہوتیں! یہ گھر سچ جنت لگ رہا ہے۔"

"عورت اپنے حُسن سے نہیں' گھر کی جنت سے پہچانی جاتی ہے۔ حسن آج ہے' کل نہیں ہے۔ لیکن گھر کی جنت نسل در نسل قائم رہتی ہے۔"

"ہاں' یہی سوچ کر تمہارے ساتھ گھر بسالوں گا۔"

"اتنی جلدی فیصلہ نہ کرو۔ میرے گھر میں کئی آئینے ہیں۔ ان میں پہلے اپنی صورت دیکھ لو۔ اتنی بڑی دنیا میں میرے سوا کوئی تمہیں گھاس نہیں ڈالے گی۔"

وہ جانے لگی۔ اس نے پوچھا "کہاں جارہی ہو؟"

"جہنم میں۔ وہاں آگ مفت مل جاتی ہے۔ کافی تیار ہوجائے گی۔"

وہ چلی گئی۔ سلمان ڈرائنگ روم کی سجاوٹ دیکھتا ہوا ایک آئینے کے سامنے آیا۔ پھر اپنا چہرہ دیکھتے ہوئے سوچا "یہ زیادتی ہے' مجھے اتنا بدصورت بن کر نہیں آنا چاہئے تھا۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر سلطانہ کے پاس کو ڈورڈز ادا کرکے بولا "یہ بتاؤ' میرے چہرے پر کیا برا لگتا ہے؟ ناک' آنکھیں' کان یا میرے ہونٹ؟ یا پورا چہرہ؟"

وہ بولی "جانے بھی دو۔ جب تمہاری اچھائیوں کو قبول کیا ہے تو کارٹون نما چہرے کو بھی قبول کرلوں گی۔ میری دعاؤں سے تمہاری صورت نہیں بدلے گی۔"

"پلاسٹک سرجری سے بدل سکتی ہے۔"

"یہ تو میں بھول ہی گئی تھی۔ تم سب سے پہلے اپنی ناک ٹھیک کرانا۔ گینڈے کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔"

اس نے آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے ناک کے دونوں نتھنوں میں باری باری انگلیاں ڈالیں پھر وہاں سے ننھے سے اسپرنگ نکال لئے۔ ناک کا پھیلاؤ ختم ہوگیا۔ اب وہ اچھی ناک والا لگ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا "میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم مجھے زبردستی قبول کر رہی ہو۔"

"تم کیا چاہتے ہو' میں کسی اور سے محبت کرنے لگوں؟ کیا تم مجھے سستے خیالات رکھنے والی عورت سمجھ رہے ہو؟ کیا اس طرح تم میری انسلٹ نہیں کر رہے ہو؟"

"تمہاری انسلٹ کرنے کا مطلب ہے کہ میں اپنی توہین کر رہا ہوں۔ تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں اور جو سچی محبت کرتا ہے' وہ صورت نہیں' صرف سیرت اور کردار دیکھتا ہے۔"

"میں دیکھوں گی' تم مجھے کب تک چاہتے رہوگے۔ اب جاؤ' مجھے کام کرنے دو۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ آئینے کے سامنے حاضر ہوکے اپنے چہرے سے ریڈی میڈ میک اپ کی چیزیں الگ کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ہی چہرہ بالکل بدل گیا۔ وہ ادھیڑ عمر کا ایک خوبرو شخص نظر آرہا تھا۔ نیوی بلیو سوٹ میں اس کی شخصیت بھرپور مردانگی کے ساتھ ابھر رہی تھی۔ وہ صحیح معنوں میں امریکا جیسے بڑے ملک کا سپر ماسٹر لگ رہا تھا۔

وہ آئینے کے پاس سے چلتا ہوا ایک دروازے پر آیا پھر کوریڈور کی طرف دیکھتے ہوئے بولا "تم کہاں ہو؟"

اندر ایک کمرے سے آواز آئی "ادھر نہ آنا میں لباس بدل رہی ہوں۔"

وہ اونچی آواز میں بولا "جس کے پاس اچھی صورت نہیں ہوتی' وہ اچھے لباس میں حسین دکھائی دینا چاہتی ہے۔"

"میری صورت اچھی نہیں ہے تو خاموش بیٹھو' کافی پی کر چلے جانا۔"

"کیسے جاسکتا ہوں۔ تمہاری محبت کا قیدی ہوں۔ ساری زندگی تمہارے نام لکھ چکا ہوں۔"

"ایک سپر ماسٹر مجھ جیسی عورت کے ساتھ سوسائٹی میں رہے گا تو لوگ مذاق اڑائیں گے۔"

"میں اس سے پہلے استعفا دے دوں گا۔ دنیا جہاں کی حکومت مل جائے تو اسے بھی تمہارے لئے ٹھکرا دوں گا۔"

"تو پھر میری بدصورتی کا مذاق کیوں اڑاتے ہو؟"

"بدصورت عورت سے شادی کرنے کا یہی فائدہ ہے۔ اس کا مذاق اڑاؤ۔ اسے خوب مارو پیٹو پھر بھی وہ چھوڑ کر نہیں جاتی۔ اپنے ظالم مرد کے قدموں سے لپٹی رہتی ہے۔"

"یہ اس سلمان کے خیالات نہیں ہیں جسے میں چاہتی ہوں۔"

"ٹھیک کہتی ہو۔ یہ سپر ماسٹر کے خیالات ہیں۔ اب آبھی جاؤ۔"

"آرہی ہوں۔ توبہ ہے' ذرا صبر نہیں کرتے! اگر خوبصورت ہوتی تو پتا نہیں' اور کتنی جلد بازی دکھاتے؟"

تھوڑی دیر بعد وہ چائے اور ناشتے کی ٹرالی دھکیلتی ہوئی نگاہوں کے سامنے آئی تو سلمان اسے دیکھتا رہ گیا۔ وہ اس کے تصور سے زیادہ حسین تھی۔ چہرے پر مشرقی اور مغربی حُسن کا امتزاج تھا۔ غروبِ آفتاب اور طلوعِ آفتاب کے حسین مناظر کو گلے ملانے کے بعد وہ وجود میں آئی تھی۔ جب اس نے پلکیں اٹھا کر سیاہ غزالی آنکھوں سے اسے دیکھا تو وہ بولا "ہائے میں مرگیا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرے مقدر میں ایسا شاہکار ہے۔ تم تو مجھے کسی کام کا نہیں رہنے دوگی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "وہ تمہاری پکوڑا جیسی ناک اور سکڑی ہوئی آنکھیں کہاں گئیں؟"

"وہ تمہاری بدصورتی کے ساتھ چلی گئیں۔ میرا دل کہہ رہا تھا تم ایسی نہیں ہو جیسی نظر آرہی تھیں۔"

"میرا بھی دل یہی کہہ رہا تھا کہ جس طرح میں دھوکا دے رہی ہوں' تم بھی اسی طرح مجھے بنا رہے ہو۔"

"آؤ میرے پاس بیٹھو۔ دور رہوگی تو میں کھنچا چلا آؤں گا۔"

وہ پاس آکر بیٹھ گئی۔ پھر ایک پلیٹ اس کی طرف بڑھانا چاہتی تھی۔ اس نے ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ شرما کر ہاتھ چھڑانے لگی۔ سلمان نے کہا۔

"تم اتنا حُسن لے کر کیا کروگی' خدا کے نام پر خیرات دے دو۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "خیرات تھوڑی سی دی جاتی ہے' اس لئے یہ ہاتھ دے چکی ہوں۔ اس سے آگے نہ بڑھنا۔"

"مگر طلب تو بڑھتی جاتی ہے۔"

وہ ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑا کر ذرا دور ہوگئی پھر بولی "تمہیں دو ماہ بعد آج مجھ سے ملنے کا موقع ملا ہے۔ سامنے آکر عشق جتا رہے ہو۔ طلب بڑھے گی تو شادی کرو۔ مگر جس کے پاس ملنے کا وقت نہ ہو' وہ شادی کیسے کرے گا؟"

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ سلطانہ نے پلیٹ بڑھائی۔ وہ چھوٹے لقمے کھانے لگا۔ پھر بولا "میری کافی عمر ہوچکی ہے۔ تمہاری بھی شادی کی عمر تقریباً گزر چکی ہے۔ میں نے وقت نہ نکالا تو شاید بوڑھے ہوکر بھی شادی نہیں کرسکیں گے۔"

"میں چاہتی ہوں' تم سنجیدگی سے فیصلہ کرو۔ جتنی جلدی ممکن ہو' ہماری شادی ہوجانی چاہئے۔"

"تم بھی کچھ مشورہ دو۔ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ ایک آسان راستہ تو یہ ہے کہ میں سپر ماسٹر کا عہدہ چھوڑ دوں۔ آزاد ہوجاؤں۔"

"یہ مناسب نہ ہوگا۔ تم سپر ماسٹر بن کر دشمنوں کا ہر راز معلوم کرلیتے ہو۔ ان کی ہر نئی چال سے ہمیں آگاہ کرتے ہو۔ ایسا سنہری موقع کسی کو نہیں ملتا۔ تمہاری ذات سے صرف سونیا' پارس' علی اور ہم بہنوں کو ہی نہیں' بابا صاحب کے ادارے کو بھی فائدہ پہنچ رہا ہے۔"

"یہی سوچ کر میں نے اس عہدے کو قائم رکھا ہے۔ لیکن ہماری بات کیسے بنے گی؟"

"کیا آج سے پہلے کسی سپر ماسٹر نے شادی نہیں کی؟ تم کوئی انوکھے سپر ماسٹر ہو؟"

"شادی کرنے کے بعد تم خوب لڑائی کروگی کہ میں گھر میں نہیں رہتا' سرکاری کاموں میں الجھا رہتا ہوں۔"

"ایک ذرا عقل استعمال کرو۔ مجھے پرسنل سیکریٹری بنالو۔ میں گھر میں بیوی اور دفتر میں سیکریٹری بن کر رہوں گی۔ ہر جگہ ہمارا ساتھ رہے گا۔"

"واہ! کیا دور کی سوجھی ہے۔ تم نے پلک جھپکتے ہی مسئلہ حل کردیا ہے۔ چلو اسی خوشی میں دوسرا ہاتھ بھی پکڑنے دو۔"

"جی نہیں۔ دوسرا ہاتھ شادی کے بعد۔"

وہ ہنسنے لگا۔ پھر سرگوشی میں بولا "میں ذرا سپر ماسٹر کی حیثیت سے خیال خوانی کر رہا ہوں۔ پھر ہم باہر چلیں گے۔"

اس نے خاص ماتحت کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا "کیا ہو رہا ہے؟"

اس نے جواب دیا "ہمارے جاسوس مس سلطانہ کے بنگلے میں داخل ہو کر تلاشی لیں گے۔ وہ جب تک آپ کے ساتھ رہے گی' اسے نظروں میں رکھا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں سلطانہ کے ساتھ باہر جارہا ہوں۔ سلطانہ نے بھی میری طرح اپنا حلیہ تبدیل کیا ہوا تھا۔ اب ہم دونوں اصلی روپ میں نظر آئیں گے۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سلطانہ سے بولا "چلو۔ ہماری روانگی کے بعد تمہارے بنگلے کی تلاشی لی جائے گی۔"

"کیا مجھے اپنی الماری میں پاسپورٹ وغیرہ چھوڑ کر جانا چاہئے؟"

کوئی حرج نہیں ہے۔ انہیں یہی معلوم ہوگا کہ تم ترکی کے شہر استنبول کی رہنے والی ہو۔ پاسپورٹ میں تمہارے والد کا نام شیخ غلام علی لکھا ہوا ہے۔ اس نام سے وہ شیخ الفارس غلام البرقی مرحوم کی شخصیت تک نہیں پہنچ سکیں گے۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے باہر آئے پھر کار میں بیٹھ کر بنگلے کے احاطے سے باہر آئے۔ سلمان نے پوچھا "کہاں چلو گی؟"

"سمندر کے کنارے۔"

"ہاں محبت کرنے والے اکثر سمندر کے ساحلوں پر جاتے ہیں۔ محبت اور سمندر کا کوئی تعلق ہے کیا؟"

"سمندر، محبت کی طرح گہرا ہوتا ہے۔ محبت، سمندر کی لہروں کی طرح منہ زور ہوتی ہے۔"

اس نے ساحل پر پہنچ کر کار روک دی۔ پھر کہا "ہم آج پہلی بار مل رہے ہیں۔ اس لئے ایک دوسرے کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہو؟ ہم خیال خوانی کے ذریعے ملتے رہے ہیں، ایک دوسرے کی زندگی کے حالات معلوم کرتے رہے ہیں۔"

"پھر بھی بہت کچھ معلوم کرنے کے باوجود کچھ نہ کچھ معلوم کرنے کو رہ جاتا ہے۔"

"میرا خیال ہے، میں اپنی زندگی کی مکمل داستان تمہیں سنا چکی ہوں۔ اس کے بعد کچھ بتانے کے لئے نہیں رہ گیا ہے۔"

وہ خاموش تھا۔ دور سمندر کی طرف دیکھ کر کچھ سوچ رہا تھا۔ سلطانہ نے پوچھا "کہاں کھو گئے ہو۔ کیا مجھ سے کچھ چھپایا ہے؟"

"ہاں چھپایا ہے۔"

سلطانہ نے اسے دیکھا پھر منہ گھما کر کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی۔ سلمان نے پوچھا "تمہیں دکھ ہو رہا ہے؟"

"نہیں۔ تم نے چھپانے کے باوجود سچائی سے کہہ دیا کہ کچھ چھپا رہے ہو۔"

"میں مجبور تھا۔ بابا فرید واسطی مرحوم نے تاکید کی تھی۔"

"پھر تو تم سے کوئی گلہ نہیں رہا۔ اتنے عظیم بزرگ کی بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے۔ تمہیں وہ بات چھپائے رکھنی چاہئے۔"

"لیکن میں تم سے نہیں چھپاتا۔ بابا صاحب زندہ ہوتے تو وہ بھی تمہارے سامنے زبان کھولنے کی اجازت دے دیتے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ اجازت مل جاتی؟ اور تم ابھی وہ بات کہہ کر ایک محترم بزرگ کی حکم عدولی نہیں کرو گے؟"

"میں پوری طرح مطمئن ہو کر کہہ رہا ہوں۔ میں کنوارا نہیں ہوں۔ میری ایک شادی ہو چکی ہے۔"

سلطانہ کے دماغ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اس نے چونک کر بے یقینی سے اسے دیکھا۔ اس نے کہا "میں سچ کہہ رہا ہوں۔ بابا فرید واسطی مرحوم کا حوالہ دے کر کبھی جھوٹ بولنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ میں نے سوچا تھا، جب میری تمہاری محبت شادی کے مرحلے تک پہنچنے والی ہوگی تو یہ راز تمہیں بتادوں گا تاکہ تم کبھی مجھے فریبی نہ کہہ سکو۔"

وہ گہری گہری سانس لے رہی تھی، خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی پھر اس نے پوچھا "تمہاری شریک حیات کہاں ہے؟"

"کہیں ہے۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مگر وہ چیلنج کرتی ہے کہ میری بیٹی کو مجھ سے چھین کر لے جائے گی۔"

"بیٹی! کیا تمہاری بیٹی بھی ہے؟"

"ہاں ... جسے ہم سونیا ثانی کہتے ہیں۔"

سلطانہ پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ وہ گم صم بیٹھی ونڈ اسکرین کے پار سمندر کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے دماغ میں بہت سے سوالات گونج رہے تھے۔

پہلا سوال یہ تھا کہ سلمان واسطی نے کس سے شادی کی تھی؟

پھر وہ بیوی اس کے لئے چیلنج کیوں بن گئی تھی؟

اور بابا فرید واسطی مرحوم جیسے عظیم ولی اللہ اس معاملے میں کس حیثیت سے شریک تھے؟

اور یہ تو وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ سلمان واسطی کی بیٹی سونیا ثانی ہوگی۔

ان سوالات کے پیچھے جو واقعات ہیں ان کا سلسلہ بابا فرید واسطی سے شروع ہوتا ہے۔ انہوں نے بچپن ہی سے ایسی پاکیزہ اور ایمان افروز زندگی گزاری تھی جو دوسروں کے لئے مثال بن گئی تھی۔ ان کے پورے خاندان میں مکمل دینی ماحول تھا۔ ہر فرد دینی احکامات پر سختی سے عمل کرتا تھا۔ بابا صاحب نے بھی یہی کیا لیکن وہ اپنے بزرگوں سے ذرا مختلف تھے۔ تعلیم کے دوران دوسرے مذاہب کی کتابیں پڑھنے لگے۔ بزرگوں نے اعتراض کیا "یہ کیا کرتے ہو؟"

انہوں نے فرمایا "علم ہر گھر، ہر در سے ملتا ہے۔ ہر ملک، ہر قوم، ہر مذہب سے ملتا ہے۔"

بزرگوں نے سمجھایا "کائنات کا تمام علم قرآن مجید میں سمو دیا گیا ہے۔"

"بیشک قرآن مجید آخری مکمل کلام الٰہی ہے لیکن دوسرے مذاہب کے عالموں سے مذاکرات کے دوران ہم یہ تو کہہ سکیں گے کہ ان کی کتابوں کو پڑھا ہے، ان کے دین کو سمجھا ہے، تب ہمیں اپنے دین کے مکمل پختگی اور پائیداری کا علم ہوا ہے۔ دنیا کی ہر عدالت میں سچے کو سچا ثابت کرنے کے لئے جھوٹے کا بھی بیان سنا جاتا ہے۔"

وہ خداداد ذہانت کے مالک تھے۔ انہوں نے علم، طب اور سائنس میں کمال حاصل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں میں معجزانہ شفا دی تھی۔ وہ اپنی جواں عمری میں ہی حاکم فرانس کے خاص معالج اور مشیر مقرر ہوئے تھے۔ انہیں درباری زندگی گزارنا منظور نہ تھا۔ ان کے عزائم بہت بلند تھے۔ حاکم فرانس ایک موذی مرض میں مبتلا تھا۔ بین الاقوامی شہرت رکھنے والے ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ مرض لاعلاج ہے۔ ایسے میں بابا فرید واسطی صاحب کا علاج معجزانہ ثابت ہوا۔ حاکم نے صحت یاب ہو کر پیرس سے پچاس میل دور وہ زمینیں ان کے نام کر دیں جہاں آج ایک عظیم الشان ادارہ قائم ہے۔ جہاں سے ہزاروں طلبا و طالبات ڈاکٹر، انجینئر اور سائنس دان بن کر دنیا کے چھوٹے بڑے ملکوں میں پہنچے ہوئے ہیں۔ اسی ادارے میں پوجا، پارس، علی تیمور اور سونیا ثانی جیسے ہیرے تراشے گئے ہیں۔ جہاں سے تربیت حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ بی بی نے اپنی صلاحیتوں سے ساری دنیا میں تہلکہ مچا دیا تھا اور آج اسی ادارے سے سلمان واسطی، علم اور ذہانت کی روشنی حاصل کرکے سپر ماسٹر کے عہدے پر پہنچا ہوا تھا۔

وہ قد آور، خوبرو اور صحت مند تھے۔ ان کی شخصیت میں ایسی مقناطیسی کشش تھی کہ ان سے نظریں ملانے والا اور دو باتیں کرنے والا فوراً متاثر ہو جاتا تھا۔ جس طرح خوشبو کا جھونکا گزرنے کے بعد بھی احساس کو تازہ رکھتا ہے اسی طرح وہ پہلی ملاقات کے بعد ہی لوگوں کے ذہن میں نقش ہو جاتے تھے۔ کتنی ہی اعلیٰ خاندان کی شریف زادیاں ان کے نکاح میں آنا چاہتی تھیں لیکن وہ بڑی شرافت اور نرمی سے کترا جاتے تھے۔

وہ مختلف علوم حاصل کرنے میں مصروف رہتے تھے، جو وقت ملتا تھا اسے یاد الٰہی میں گزارتے تھے۔ وہ تہجد کی نماز پڑھ کر سوتے تھے اور فجر کی نماز سے پہلے بیدار ہو جاتے تھے۔ ہر رات دو گھنٹے کی بھرپور نیند ایسی ہوتی تھی کہ اس کے بعد پھر سونے کی حاجت نہیں رہتی تھی۔ وہ بائیس گھنٹے مصروف رہتے تھے۔ ایسی مصروفیات میں بھلا شادی اور ازدواجی زندگی کا وقت کہاں سے مل سکتا تھا۔

لیکن دین اسلام میں تجرد کی راہبانہ زندگی گزارنے کی ممانعت ہے اسی لئے ہمارے پیغمبر اور اولیائے کرام نے ازدواجی زندگی گزاری ہے اور نسل انسان کو آگے بڑھایا ہے۔ بابا فرید واسطی مستقبل کو اپنے علم کی روشنی میں دیکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ انہیں بھی ایک مختصر سی ازدواجی زندگی گزارنی ہے۔ ایک بار وہ شاہی تقریب میں گئے۔ اگرچہ پُر تکلف محفلوں سے کتراتے تھے مگر اپنے ادارے کی ترقی کی خاطر سماجی تعلقات لازمی تھے اس لئے وہ ایسی جگہ پہنچ جاتے تھے۔

وہاں ایک حسین لڑکی سے سامنا ہوا۔ اس نے مسکرا کر کہا "سنا ہے آپ کشف و کرامات والے ہیں۔ انسان کی صورت دیکھ کر اس کا کردار بتا دیتے ہیں، مجھے دیکھیں اور میرے بارے میں بتائیں۔"

انہوں نے فرمایا "اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ وہ علم کے خزانے سے اپنے بندے کو ایک چٹکی دیتا ہے۔ بندہ اس ایک چٹکی میں پوری کائنات کو پکڑ لیتا ہے۔ میں تمہارے بارے میں کیا بتاؤں۔ اگر بہتری چاہتی ہو تو کالے جادو کے تاریک ماحول سے نکلو اور اپنی ماں کو شیطانی عمل سے روکو۔"

حسینہ نے پہلے تو تعجب سے دیکھا پھر جلدی سے سنبھل کر بولی "آپ میری ماں کو وچ لیڈی کہہ رہے ہیں، میری توہین کر رہے ہیں۔"

"میں کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا، تم نے کہنے پر مجبور کیا۔"

"بہتر ہے، آپ اپنی جھوٹی قابلیت سے دوسروں کو بیوقوف نہ بنائیں۔"

وہ منہ پھیر کر چلی گئی۔ بابا صاحب دوسروں سے گفتگو کرنے لگے۔ وہ دور جا کر دیکھنے لگی۔ اس کا خیال تھا مسٹر فرید اپنی قابلیت ثابت کرنے اس کے پیچھے آئیں گے۔ کیونکہ نوجوان کوئی بہانہ ڈھونڈ کر پیچھا کرتے ہیں۔ وہ محفل میں جہاں جاتی رہی لوگ اس کی پذیرائی کرتے رہے۔ سب ہی اس سے مل بیٹھنے کے متمنی تھے لیکن اسے غصہ آ رہا تھا، مایوسی بھی ہو رہی تھی، مسٹر فرید نے پھر اسے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔

اس رات کوئی بارہ بجے وہ اپنے کمرے میں بیٹھے کلام پاک کی تفسیر فرانسیسی زبان میں لکھ رہے تھے تو انہوں نے کوئی غیر معمولی بات محسوس کی۔ فوراً کلام پاک بند کرکے اس حسینہ کا تصور کیا جس سے شاہی تقریب میں دو باتیں ہوئی تھیں۔ وہ چشم زدن میں اس کے اندر پہنچ گئے تھے۔ حسینہ ایک دھواں دھواں سے ماحول میں تھی۔ اس کے سامنے آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور شعلوں کے اس پار ایک شیطانی مجسمہ کھڑا تھا۔ اس مجسمے کے پاس دو مرد اور دو عورتیں کھڑی تھیں۔ ان میں سے ایک اس حسینہ کی ماں تھی۔ وہ کوئی منتر پڑھ رہی تھی اور کہتی جا رہی تھی "وہ آ رہا ہے وہ آنے والا ہے۔ میری بیٹی کا دل توڑنے والا کانٹوں پر چلتا ہوا، انگاروں پر دوڑتا ہوا، آئے گا، نہیں آئے گا تو ایک پل سکون نہیں رہے گا اس کی نیند اڑ جائے گی۔ بھوک مر جائے گی۔ اسے آنا ہی ہوگا وہ آ رہا ہے۔"

بابا صاحب نے کلام پاک کو اٹھا کر طاق پر رکھا۔ پھر باہر آ گئے۔ اپنی کار میں بیٹھ کر جانے لگے۔ وچ لیڈی کالے جادو کی شکتی سے دیکھ رہی تھی اور ایک بوڑھے سے کہہ رہی تھی۔ "ماسٹر! تم کہتے تھے وہ نہیں آئے گا، اس پر جادو اثر نہیں کرے گا۔ میری بائیں ہتھیلی پر دیکھو، وہ ادھر آتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔"

بوڑھے نے اس کی ہتھیلی پر بابا کو کار ڈرائیو کرتے ہوئے دیکھا پھر حیرانی سے کہا "میں حیران ہوں کہ وہ کیسے آ رہا ہے؟

میں نے یہ شیطانی علم تم سب کو سکھایا ہے۔ میں تم لوگوں کا گرو ہوں لیکن آج تم نے اپنے ہونے والے داماد کو یہاں بلا کر مجھے حیران کردیا۔"

وِچ لیڈی نے پوچھا "حیرانی کس بات کی ہے؟"

"یہی کہ آج سے برسوں پہلے میں نے ایک اللہ والے پر جادو کیا تھا' جو بے اثر ہوگیا تھا۔ پھر میرے استادوں نے بھی بتایا تھا کہ ایک خدا سے ڈرنے والوں' کلام الٰہی پر ایمان رکھنے والوں اور مضبوط قوتِ ارادی رکھنے والوں پر جادو اثر نہیں کرتا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "اس کا مطلب ہے' فرید واسطی نہ اللہ والا ہے نہ مضبوط قوتِ ارادی کا مالک ہے۔ بس وہ اپنی علمی صلاحیتوں سے دھونس جماتا ہے۔"

حسینہ نے کہا "ممی! اس نے شاہی تقریب میں مجھے نظر انداز کیا تھا۔ شریف آدمیوں کے درمیان تمہیں وِچ لیڈی کہا تھا۔ وہ آئے گا تو میں بھی اس کی انسلٹ کروں گی۔"

"ہاں بیٹی' مرد پر پہلے ہی دن بھاری پڑنے والی عورت تمام زندگی اس پر حکومت کرتی ہے۔ اس ملک میں فرید واسطی کا بول بالا ہے۔ اس کی بڑی عزت اور شہرت ہے' تم اس کی عورت بن کر رہو گی تو کسی کو پتا نہیں چلے گا کہ ہم شیطان کو مانتے ہیں اور کالا عمل کرتے ہیں۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی شیطان کے مجسمے کی گردن اچانک ہی اس کے تن سے الگ ہوگئی۔ اس کے پجاری سہم کر پیچھے ہٹ گئے۔ گردن گرتی ہوئی' لڑھکتی ہوئی آگ کے شعلوں میں چلی گئی۔ وِچ لیڈی نے چیخ مار کر دیکھا' بابا صاحب کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ وہ شیطان کا ایک بازو کاٹ کر گرا رہے تھے پھر انہوں نے دوسرے بازو پر تلوار ماری۔ دونوں بازو کٹ کر گر گئے۔ وہاں جتنے افراد موجود تھے' اپنے اپنے طور پر منتر پڑھ رہے تھے۔ بابا صاحب پر ہر طرح کے جادوئی عمل کر رہے تھے اور ناکام ہو رہے تھے۔ انہوں نے کالے عمل سے بے نیاز ہو کر شیطان کے رہے سہے مجسمے کو لات مار کر گرا دیا پھر وِچ لیڈی سے کہا "میں یہاں خود نہیں آیا' تم نے مجھے بلانے کے لئے جادوئی عمل کرنے کی حماقت کی۔ یہ بھول گئیں کہ جہاں مومن ہوتا ہے وہاں شیطان نہیں ہوتا۔ اس لئے میں نے یہاں آتے ہی شیطان کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے۔"

حسینہ دوڑتی ہوئی ماں کے پاس آئی پھر بولی "تم کہتی تھیں شیطان طاقت ور ہے۔ مگر ایک شخص نے اسے مار کر گرا دیا۔"

"بیٹی! اس نے شیطان کے بے جان مجسمے کو گرایا ہے۔ شیطان ہمیشہ سے دائم قائم ہے۔ انسان اسے مارنے کی کوشش کرتے کرتے مرجاتا ہے۔ ازل سے ابد تک شیطان زندہ ہے اور ہمارے اندر زندہ رہے گا۔ یہ فرید واسطی اس کے ہاتھوں حرام موت مرے گا۔"

"نہیں ممی! میں اسے مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی۔ اسے اپنے لئے زندہ رکھنا چاہتی ہوں۔ یہ پہلا شخص ہے جس کے لئے میں بے چین رہنے لگی ہوں۔ پلیز ممی! اسے سحرزدہ کردو۔ شیطان سے کہو' اسے میرا بنادے۔"

"بیٹی سارائی! تحمل سے کام لو۔ میں نے اپنے عمل سے معلوم کیا ہے' یہ ضرور تمہارا بنے گا۔ تمہارے سوا کوئی اس کی زندگی میں نہیں آئے گی۔"

بابا صاحب نے کہا "میرا علم بھی یہی کہتا ہے' یہ میری شریکِ حیات بنے گی۔ میں کاتبِ تقدیر کی مرضی سے یہاں آیا ہوں۔ سارائی کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ یہ دولت سے' شیطانی قوت سے کبھی میرے سائے تک نہیں پہنچ سکے گی۔ میرے پاس آنے کے لئے اسے ماں کو چھوڑنا اور اسلام قبول کرنا ہوگا۔ جب بھی یہ میری ہدایات پر عمل کرے گی' میں اسے شریکِ حیات کے طور پر قبول کرلوں گا۔"

یہ کہہ کر وہ جانے لگے۔ سارائی کی ماں نے اور دوسرے جادوگروں نے اپنے اپنے طور پر منتر پڑھنا شروع کیا۔ بابا صاحب کے قدموں میں کالے عمل کی زنجیریں ڈالنے کی کوششیں کیں مگر وہ طلسم کدے کے ایک تاریک حصے میں جاکر گم ہوگئے۔ وہ لوگ منتر پڑھتے ہوئے وہاں پہنچے تو بابا نہیں تھے۔ وہ تاریک حصے سے روشنی میں نہیں آئے تھے۔ باہر جانے کے لئے سامنے سے گزرنا ضروری تھا اور وہ گزرتے ہوئے دکھائی نہیں دیے تھے۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اندھیرے میں کہاں گم ہوگئے۔

سارائی سکتے کے عالم میں کھڑی دور اندھیرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ماں نے اسے آواز دیتے ہوئے کہا "وہ بھاگ گیا ہے۔"

سارائی نے کہا "نہیں ممی! وہ تو اسی جگہ موجود ہیں' میں دیکھ رہی ہوں' تم لوگوں کو دکھائی کیوں نہیں دیتا ہے۔"

سب نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ اندھیرے میں مشعل لے کر گئے پھر ماں نے کہا "بیٹی! اس کے سحر میں نہ آ' وہ یہاں نہیں ہے۔"

"ہے۔ میں صاف طور سے دیکھ رہی ہوں' وہ مجھے بلا رہا ہے۔ میرا دل اس کی طرف کھنچا جارہا ہے۔"

"یہ جادو ہے۔"

"ممی! وہ کہہ رہا ہے یہ محبت کا جادو ہے۔"

"وہ تمہیں مسلمان بنادے گا۔"

"جب میں اپنا دل دماغ سب کچھ اس کو سونپ دوں گی' وہ مجھے جس رنگ میں رنگنا چاہے رنگ لے۔ کیا فرق پڑے"

وہ آہستہ آہستہ تاریکی کی سمت جانے لگی۔ ماں نے کہا "رک جاؤ' وہ تمہیں محبت کرنے والی ماں سے چھڑا رہا ہے۔"

وہ آگے بڑھتے ہوئے بولی "دنیا کی ہر لڑکی ماں کا گھر اور ماں کی گود چھوڑ کر اپنے مرد کے پاس جاتی ہے' میں بھی جارہی ہوں۔"

ماں نے چیخ کر کہا "ماسٹر! تم میرے گرو ہو' تم میری بیٹی کو اپنے عمل سے روکو۔"

ماسٹر کے ساتھ دوسروں نے بھی کالا عمل شروع کیا۔ سارائی اندھیرے میں جاکر گم ہوگئی تھی۔ وہ لوگ منتر پڑھتے ہوئے مشعل لے کر اس تاریک حصے میں آئے تو سارائی نہیں تھی۔ وہ بھی باہر جانے کے روشن راستے سے گزرے بغیر اس طلسم کدے سے گزر گئی تھی۔ وہ لوگ مشعل کی روشنی میں ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے تک رہے تھے۔

دوسرے دن سارائی نے اسلام قبول کرلیا پھر بابا صاحب کی شریکِ حیات بن گئی۔ انہوں نے سہاگ رات میں سمجھایا۔ "میاں بیوی کا رشتہ ہوس کو لگام دیتا ہے اور محبت کو بڑھاتا ہے۔ اس رشتے میں عورت بہت اہم اور قابلِ تعریف ہے کیونکہ وہ خدا کے بندے پیدا کرتی ہے۔ پرانی دنیا کو نئے انسان دیتی ہے۔ اپنی اہمیت کو سمجھو۔ اپنی ماں کے نقشِ قدم پر نہ چلو۔ اب تک جتنا کالا جادو سیکھا ہے اس پر لعنت بھیج کر خدا کی عبادت کرو۔ تمہیں اس دنیا میں جنت کا عیش و آرام اور روحانی مسرتیں حاصل ہوں گی۔"

وہ جادو سے انہیں جیتنا چاہتی تھی' انہوں نے جادو کے بغیر اسے جیت لیا تھا۔ ازدواجی زندگی کی ابتدا میں وہ ان کی دیوانی ہوکر رہ گئی تھی۔ ماں نے اسے واپس کرنے کے لئے قانونی چارہ جوئی کا ارادہ کیا لیکن اس نے ماں کو منع کردیا۔ صاف طور سے کہہ دیا کہ وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر نہیں آئے گی۔ ماں نے کہا۔ "کیسے نہیں آئے گی۔ آج انکار کررہی ہے کوئی بات نہیں' میں جوانی کے اندھے جذبات کو سمجھتی ہوں۔ جب جذبے سرد پڑجائیں گے' جب تو دیوانگی سے ہوش مندی کی طرف آئے گی تو تجھے میری تربیت کھینچ لائے گی۔ تو نے میرا دودھ پیا ہے تو ضرور آئے گی۔"

اس نے ماں کی باتوں کو بکواس سمجھ کر نظر انداز کردیا مگر رفتہ رفتہ بابا صاحب کی تہذیبی پابندیاں گراں گزرنے لگیں۔ وہ ماں کے پاس آزادی سے زندگی گزارتی تھی۔ دوسروں کے ساتھ تاش کھیلتی تھی۔ لائٹ وسکی پیتی تھی۔ جوانوں کے ساتھ ڈانس کرتی تھی۔ اس کے برعکس یہاں کا ماحول مذہبی تھا۔ لوارے میں عبادت کے علاوہ جسمانی اور ذہنی نشوونما کے لئے ورزش' کھیل کود اور اسی طرح کی تفریحات کا انتظام تھا لیکن ہر تفریح میں تہذیبی آداب شامل تھے۔ بے ڈھنگے رقص اور بے حیائی کی اجازت نہیں تھی۔ وقت پر جاگنا' وقت پر کھانا اور سونا پڑتا تھا۔ وہ دن چڑھے تک سو نہیں سکتی تھی۔

تب اسے ماں یاد آنے لگی۔ اس نے بابا صاحب سے پوچھا۔ "کیا ایک بیٹی کو ماں سے دور رکھنا اور اس کی صورت بھی دیکھنے نہ دینا انصاف ہے؟ کیا یہ ظلم نہیں ہے؟"

"ظلم نہیں ہے' کیونکہ میں تمہیں شیطانی ماحول سے دور رکھتا ہوں۔"

"میں قسم کھاتی ہوں' وعدہ کرتی ہوں' ماں سے ملوں گی تو شیطان کا ذکر نہیں سنوں گی۔ کوئی کالا علم نہیں سیکھوں گی۔ ان سے اچھی اچھی باتیں کرنے کے بعد واپس آجاؤں گی۔ آپ مجھے جانے دیں۔"

"ابھی نہ جاؤ۔ بچے کی پیدائش کے بعد چلی جانا۔"

"کس بچے کی پیدائش؟"

"میں اپنے بچے کی بات کررہا ہوں۔ تم ماں بننے والی ہو۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "یہ آپ سے کس نے کہہ دیا۔ یہاں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"ایسی ہی بات ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میرے ہونے والے بچے کو پیٹ میں لے کر شیطان کی پوجا کرنے والی ماں سے ملنے جاؤ۔"

"آپ ایک سچے عالم ہیں اور مجھے ماں کے پاس جانے سے روکنے کے لئے جھوٹی باتیں بنارہے ہیں۔ یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ میں ماں بنوں گی اور مجھے بچے کی خبر نہیں ہے اور آپ کو خبر ہوگئی ہے۔ کیا یہ جھوٹا بہانہ آپ کو زیب دیتا ہے؟"

اس نے باتوں کے دوران اپنے اندر بے چینی محسوس کی۔ بے چینی کے ساتھ کچھ گھبراہٹ سی اور کمزوری سی لگ رہی تھی۔ وہ منہ پھیر کر اٹھ گئی۔ انہوں نے کہا "باتھ روم میں جاؤ"

وہ ادھر ہی جانا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے ہی انہوں نے جانے کو کہہ دیا تھا۔ اتنے دنوں میں وہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ اس کا شوہر اس کے ارادوں کو ظاہر ہونے سے پہلے ہی سمجھ لیتا ہے۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی باتھ روم میں آئی' واش بیسن پر جھکتے ہی ابکائیاں سی آنے لگیں۔ تھوڑی سی قے ہوئی تو طبیعت ہلکی سی لگنے لگی۔ اس نے آئینے میں دیکھا' چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ وہ حیرانی سے سوچنے لگی "میں کتنے باکمال شخص کی شریکِ حیات ہوں۔ مجھے خبر ہونے سے پہلے ہی اس نے بتادیا کہ ماں بننے والی ہوں۔"

اسے یہ پسند نہیں تھا کہ اپنے مرد کو بھی اپنے دل کی باتیں معلوم ہوں' وہ کوئی بات چھپا نہیں سکتی تھی۔ اسے یہ سوچ کر الجھن ہوتی تھی کہ شوہر اس کے خیالات کو سمجھ رہا ہے۔ اب ایک نئی مصیبت آنے والی تھی۔ بچہ اس کے اندر پرورش پارہا تھا اور وہ ابھی ماں نہیں بننا چاہتی تھی۔ جب تک بچہ نہ ہو عورت کم عمر بن کر رہ سکتی ہے۔ بچہ گود میں آکر عمر کا بھانڈا پھوڑ دیتا ہے۔ اس نے فون پر ماں سے بات کی "ممی! میں مشکل میں

پڑھتی ہوں۔ میں ماں بننے والی ہوں۔"

دوسری طرف سے ماں نے کہا "بیٹی! یہ تو خوشی کی بات ہے۔"

"میں ماں نہیں بنوں گی۔ ابھی میری عمر ہی کیا ہوئی ہے؟ کیا آپ چاہتی ہیں کہ میں چھوٹی سی عمر میں ایک بچے کو اٹھائے پھروں۔"

"ہاں یہ درست ہے۔ ابھی تمہاری ماں بننے کی عمر نہیں ہے۔ اپنے شوہر سے بولو' ایسی جلدی کیا ہے؟ تم دو چار برس بعد بھی ماں بن سکتی ہو۔ یہ بچہ نہیں ہونا چاہئے۔"

"اوہ ممی! میرا مرد کٹر مسلمان ہے۔ بچے کو ضائع کرنے نہیں دے گا۔"

"اری وہ کیا کرلے گا؟ بچہ تمہارے پیٹ میں ہے۔ اسے پتا بھی نہیں چلے گا کہ اسے کس طرح ختم کیا گیا ہے۔"

"یہی تو مصیبت ہے۔ پیش گوئی کرنے والے دل اور دماغ کی باتیں بتاتے ہیں۔ وہ تو میرے پیٹ کی باتیں بتادیتا ہے۔ اوہ ممی! وہ عجیب و غریب آدمی ہے۔ مجھے اس سے ڈر بھی لگتا ہے اور اس پر محبت بھی آتی ہے۔"

"محبت پر لعنت بھیجو' جب تک تمہاری ماں زندہ ہے تمہیں اس سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ میں یہاں سے ایسے زبردست منتر پڑھتی رہوں گی کہ بچہ پیٹ سے غائب ہوجائے گا۔ بس میں جیسا کہوں اس پر عمل کرتی رہنا۔"

"ممی! میں آپ سے ملنے کے لئے تڑپ رہی ہوں۔"

"فکر نہ کرو۔ میں تمہیں جلد ہی بلاؤں گی۔ یہاں کسی طرح آجاؤ گی تو بچے سے نجات حاصل کرنا آسان ہوجائے گا۔"

اس رات سارائی نے بابا صاحب سے محبت جتاتے ہوئے پوچھا "کیا آپ کو بچے کی خواہش ہے؟"

انہوں نے جواب دیا "خواہش بری بلا ہے۔ ایک کے بعد دوسری خواہش پیدا ہوتی رہتی ہے۔ یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ انسان خواہشات کا غلام بن کر رہ جاتا ہے اس لئے میں نے کبھی کسی چیز کی خواہش نہیں کی۔"

وہ خوش ہوکر بولی "اس کا مطلب ہے' آپ کو بچہ نہیں چاہئے؟"

"چاہئے۔ اس لئے کہ یہ خدا کی دین ہے۔ جو چیز میرا خدا مجھے دیتا ہے میں اس سے انکار کرنے کی جرات نہیں کروں گا۔"

"آپ ہر معاملے میں خدا کو کیوں لے آتے ہیں۔ بچہ ہماری محنت سے آنے والا ہے۔"

"ہماری تمہاری کیا حیثیت ہے کہ ہم سانس لیتے ہوئے ایک انسان کو پیدا کرسکیں۔ یہ سب اس کی مرضی سے ہوتا ہے۔ آج میں ایک پیش گوئی کردوں کہ یہ تم پہلی اور آخری بار ماں بننے والی ہو۔ اس کے بعد تم لاکھ جتن کروگی تب بھی دوسری اولاد پیدا نہیں کرسکو گی۔"

"آپ مجھے اس اولاد کو ضائع کرنے سے باز رکھنا چاہتے ہیں اس لئے من گھڑت پیش گوئی کررہے ہیں۔"

"یہ تمہیں آنے والا وقت بتائے گا۔"

"میں اپنی ممی سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"بچے کی ولادت کے بعد چلی جانا۔"

"کیا میں اپنی ماں سے ملنے کے لئے نو ماہ تک انتظار کروں؟"

"مجبوری ہے' میں نہیں چاہتا میری اولاد پر تمہاری ماں کا سایہ پڑے۔"

"اب میری ماں ایسی بھی بری نہیں ہے۔"

"میں بحث نہیں کروں گا۔"

"آپ مجھ پر جبر نہیں کرسکتے۔ میں عدالت میں جاؤں گی' ماں سے ملنے کا حق حاصل کروں گی۔"

وہ خاموش رہے۔ وہ تلملاتی رہی اور بولتی رہی لیکن اسے جواب نہیں ملا۔

ماں نے جب دیکھا کہ بیٹی عدالت تک جانے کو تیار ہے تو وہ بابا صاحب کے خلاف زہر اگلنے لگی۔ اخبارات میں الٹے سیدھے بیانات چھپوانے لگی۔ حکومت فرانس نے ماں بیٹی کے خلاف سختی سے نوٹس لیا۔ انہیں تاکید کی کہ عدالت کے ذریعے اپنے حقوق حاصل کریں۔ بابا صاحب نے عدالت میں ثابت کردیا کہ سارائی کی ماں کالا علم کرتی ہے۔ وہ نام کی عیسائی ہے اور در پردہ شیطان کی پرستش کرتی ہے۔ ان دنوں پورے یورپ میں کالا جادو کرنے کے خلاف آوازیں اٹھائی جارہی تھیں۔ عدالت نے اس کی ماں کو ملک بدر کردیا۔ سارائی نے غصے میں آکر طلاق کا مطالبہ کیا۔ بابا صاحب نے عدالت میں کہا۔

"اگر میں نے طلاق دی تو یہ ملک سے باہر اپنی ماں کے پاس چلی جائے گی' میں اپنے بچے سے محروم ہوجاؤں گا۔ اگر یہ بچے کی پیدائش تک سرکاری تحویل میں رہے گی تو میں طلاق دے دوں گا۔"

عدالت نے یہی فیصلہ سنایا۔ وہ طلاق حاصل کرنے کے بعد سرکاری تحویل میں رہی۔ پھر ایک بچے کو جنم دینے کے بعد اسے بابا صاحب کے حوالے کرکے اس ملک سے باہر اپنی ماں کے پاس چلی گئی۔ ایک ننھی سی بچی کی پرورش بڑی صبر آزما ہوتی ہے۔ بابا صاحب تمام تر پدرانہ شفقت سے اس کی پرورش کرنا چاہتے تھے لیکن عبادت اور مطالعے کے دوران وہ اسے پریشان کرتی تھی۔ اس کے لئے مجبوراً گورنس اور ملازمہ رکھنی پڑی۔ بچی کا نام راحیلہ واسطی رکھا۔ وہ گورنس کی نگرانی میں پرورش پانے لگی۔ بابا صاحب کو جب بھی موقع ملتا تھا وہ بیٹی کے پاس آکر اسے اپنے حصے کی بھرپور محبت دیتے تھے۔ لیکن بچے محبت اور توجہ زیادہ چاہتے ہیں۔ باپ کے پاس محبت کا وقت کم تھا' مصروفیات زیادہ تھیں۔ ادارے میں طب' سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کا نیا سامان اور مشینیں لائی جارہی تھیں۔ طلبا طالبات کی ایک کھیپ ادارے کی یونی ورسٹی سے کامیاب ہوکر دنیا کے مختلف ممالک میں اہم مقام اور اہم شعبوں میں بڑے بڑے عہدے حاصل کررہی تھیں۔ بابا صاحب انہیں مطلوبہ مقامات تک پہنچانے میں مصروف رہتے تھے۔

راحیلہ عمر کی منزلیں طے کرنے لگی۔ بچپن سے ہی پتا چل گیا کہ وہ کند ذہن ہے۔ اسے جو سکھایا جاتا تھا وہ اس میں سے کچھ یاد رکھتی تھی کچھ بھول جاتی تھی۔ آرام طلب تھی' کوئی کام اپنے ہاتھوں سے نہیں کرتی تھی۔ بابا صاحب نے اسے تعلیم اور تربیت دینے والے استادوں کی تعداد بڑھادی۔ گورنس کو سمجھایا کہ راحیلہ کو پانچ یا چھ گھنٹے سے زیادہ سونے کی اجازت نہ دے' اسے ہدایات پر سختی سے عمل کرایا جائے۔ خاص طور سے فجر کی نماز سے پہلے اسے بستر سے اٹھوایا جائے۔

بچپن میں گورنس کا زور چل جاتا تھا جیسے جیسے وہ بڑی ہونے لگی یہ سمجھنے لگی کہ گورنس اور استاد وغیرہ تنخواہ دار ملازم ہیں۔ ان کی ہدایات پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔ وہ رفتہ رفتہ بے لگام ہونے لگی۔ انہیں دھمکیاں دینے لگی کہ ان میں سے کوئی سختی کرے گا تو وہ بابا صاحب سے جھوٹی شکایتیں لگا کر انہیں ملازمت سے نکلوا دے گی۔

ان میں سے کوئی وہاں کی ملازمت چھوڑنا نہیں چاہتا تھا اس لئے وہ اپنی ملازمت کو بحال رکھنے کے لئے اسے ڈھیل دینے لگے۔ بابا صاحب ہمیشہ اس کی پروگریس رپورٹ دیکھتے تھے۔ چونکہ وہ ان کی بیٹی تھی اس لئے ممتحن حضرات اسے زیادہ نمبر دیا کرتے تھے۔

ایک بار انہوں نے سامنے بٹھا کر پڑھایا تو مایوس ہوگئے۔ مختلف طریقوں سے ذہنی آزمائش کی تو وہ بری طرح ناکام رہی۔ انہوں نے گورنس اور دوسرے استادوں کو بلا کر پوچھا "میں نے اپنی دانست میں تم لوگوں کو کسی چیز کا محتاج رہنے نہیں دیا۔ تمہاری ہر ضرورت پوری کی پھر میری بیٹی کو تم لوگوں نے علم کا اور ذہانت کا محتاج کیوں بنادیا؟"

ایک استاد نے کہا "حضور! آپ کی صاحبزادی کند ذہن ہے۔"

انہوں نے فرمایا "استاد جدید طریق تعلیم سے ایسے بچوں کو ذہین بناتے ہیں جو کند ذہن ہوتے ہیں۔ تعلیم دینے والوں میں جھوٹ اور آمدنی کا لالچ بڑھ جائے تو وہ بچوں کے والدین کی دولت پر نظر رکھتے ہیں۔ بچوں کو نظر انداز کردیتے ہیں' تم لوگوں نے راحیلہ کی پروگریس رپورٹ میں زیادہ نمبر دے کر مجھے دھوکا دیا ہے۔ تمہاری رپورٹ اسے ذہین بتاتی ہے اور نتیجہ کند ذہن ثابت کرچکا ہے۔ میں تم جیسے استادوں سے کیا کہوں۔ تم لوگ ایک بچے کو نہیں بلکہ آئندہ اس دنیا کو سنبھالنے والی پوری نسل کو تباہ کرتے ہو۔ میری نظروں سے دور ہوجاؤ۔"

انہوں نے حکومت فرانس سے درخواست کی کہ ان استادوں کو نااہل قرار دے کر ملک کے تمام تعلیمی اداروں میں ان کا داخلہ بند کردیا جائے۔ ان کی درخواست پر عمل کیا گیا۔ لیکن راحیلہ بڑی حد تک ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ انہوں نے دوسرے استادوں کی خدمات حاصل کیں۔ وہ سترہ برس کی ہوچکی تھی۔ بابا صاحب اسے ادارے میں رکھنا چاہتے تھے مگر وہ ضد کرکے پیرس کے بنگلے میں چلی جاتی تھی۔ بابا صاحب اس کے مقدر اور مستقبل کا حال بڑی حد تک جانتے تھے۔ یہ بھی سمجھتے تھے کہ تدبیر کے ذریعے وہ بیٹی کو بڑی حد تک گمراہی سے بچالیں گے۔ وہ چاہتے تو خیال خوانی کے ذریعے مختلف علوم کی ایک ایک بات اس کے دماغ میں نقش کرسکتے تھے لیکن ایک بار اس کے چور خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ اس کی ماں سارائی اس پر اثر انداز ہورہی ہے۔

ان سترہ برسوں میں سارائی نے کالے علوم میں بڑی مہارت حاصل کرلی تھی۔ بابا کو اپنے دماغ سے باہر رکھنے کے لئے یوگا کی مشقیں کی تھیں۔ انہوں نے ایک بار اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار بولی "دیکھ لیا تم نے؟ میں اب پہلے جیسی سارائی نہیں ہوں جس کے اندر بغیر اجازت چلے آتے تھے۔ اب آؤ گے تو دماغ سے دھکے دے کر نکال دوں گی۔"

انہوں نے پوچھا "تمہیں یہ خوش فہمی کیوں ہے کہ کالا علم روحانیت کا راستہ روک دیتا ہے؟"

"کیا تھوڑی دیر پہلے میں نے تمہیں دماغ سے باہر نہیں نکالا تھا؟"

"تم نے صرف سانس روکی تھی' میں نکلا نہیں تھا' موجود تھا۔"

اس نے فوراً ہی سانس روکی۔ انہوں نے کہا "دیکھو میں موجود ہوں ایک نہیں ہزار بار سانس روکتی رہو۔ جب ہمیشہ کے لئے سانس رک جائے گی تو میں چلا جاؤں گا۔"

وہ پریشان ہوکر منتر پڑھنے لگی۔ انہوں نے کہا "تم بہت ہی خطرناک منتر پڑھ رہی ہو۔ بڑے بڑے جادوگر اس منتر کے سامنے خاک ہوجاتے ہیں۔ لیکن میں جادوگر نہیں ہوں۔"

وہ غصے سے بولی "تم کیوں آئے ہو؟"

"یہ پوچھنے کہ میری بیٹی کو دماغی طور پر کمزور کیوں بنارہی ہو؟"

"وہ میری بھی بیٹی ہے۔"

"اسے چھوڑ کر جاتے وقت تمہاری مامتا کہاں تھی؟"

اس نے جواب دیا "میں نے سوچا تھا کہ ایسے کئی بچے پیدا کرلوں گی مگر تم نے دشمن بن کر پیش گوئی کی تھی کہ میں پھر کبھی ماں نہیں بن سکوں گی۔ میں سترہ برس میں تین شادیاں کرچکی ہوں۔ کسی شوہر سے اولاد نہیں ہوئی۔ میں نے تینوں کو لات مار کر نکال دیا۔ ایسی صورت میں حیلہ ہی ایک بیٹی رہ گئی ہے۔"

"حیلہ نہیں، راحیلہ۔"

"راحیلہ نام تم نے رکھا ہے۔ میرا کالا علم کہتا ہے کہ تمہارے دیے ہوئے نام کے پہلے دو حروف ختم کردوں تو باقی نام الی بیٹی میرے قبضے میں آجائے گی۔ لہٰذا میں اسے حیلہ ہی کہتی رہوں گی۔"

"بیٹی نہ میرے پاس رہے گی نہ تمہارے پاس۔ وہ اپنے مجازی خدا کے ساتھ رہے گی۔ میں جلد ہی اس کی شادی کردوں گا۔"

"تم کچھ بھی کرو، جس طرح میں تمہارے پاس نہیں رہی اسی طرح حیلہ بھی اپنے مرد کے پاس نہیں رہے گی۔ ہاں داماد اگر تابعدار رہے گا تو وہ اسے بھی میرے پاس لے آئے گی۔"

بابا صاحب سوچ میں پڑ گئے۔ وہ اسے شیطانی عمل سے باز نہیں رکھ سکتے تھے۔ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باعث ہمیشہ اس کے دماغ میں رہ کر اس کے منتروں کو گڑبڑا نہیں سکتے تھے۔ اگر اسے دماغی نقصان پہنچاتے تو وہ دوسرے جادوگروں کے ذریعے راحیلہ کو ٹریپ کرنے کی کوشش کرتی رہتی۔ پھر بنیادی بات یہ ہے کہ قدرت جو چاہتی تھی اس میں وہ تبدیلی نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ والوں کو جو کشف و کرامات حاصل ہوتی ہیں ان کی ایک حد ہوتی ہے، بزرگانِ دین مقررہ حد سے آگے نہیں جاتے۔

انہوں نے راحیلہ کا نکاح سلمان واسطی سے پڑھا دیا اور کہا "برخوردار سلمان! میں نے اپنی دانست میں آج تک تمہیں بہترین علم اور بہترین تربیت دی۔ لیکن بیٹی کی خاطر آج خود غرض ہوگیا۔ تمہیں بہترین شریکِ حیات نہیں دے رہا ہوں۔"

سلمان نے کہا "حضور! آپ ایسا ہرگز نہ سوچیں۔ استاد جوتے مارتا ہے تو اس سے بھی علم حاصل ہوجاتا ہے۔ آج تو آپ نے اپنی عزیز ترین چیز دی ہے۔ آپ نے مجھ پتھر کو تراشا تھا اب میں اس پتھر کو تراش کر ہیرا بنانے کی کوشش کروں گا۔"

شادی کے چند ماہ بعد سونیا ادارے میں آگئی تھی۔ بیٹی کی شادی کے بعد بابا صاحب حجرے سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ دن رات عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ ادارے کی تمام ذمے داریاں جناب شیخ الفارس غلام البرقی کو سونپ دی تھیں۔ شیخ صاحب ان سے مشورہ لینے ایک بار صبح اور ایک بار شام کو حجرے میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اس کے بعد سونیا کے سوا کوئی حجرے میں نہیں جاتا تھا۔ بابا صاحب نے شیخ صاحب سے کہہ دیا تھا کہ سونیا ادارے کے تمام چھوٹے بڑے رازوں کی امین ہے۔ اور میرے بعد یہ بہت سے معاملات کو خوش اسلوبی سے نمٹایا کرے گی۔

پھر وہ وقت آیا جب راحیلہ ماں بننے والی تھی۔ بابا صاحب نے سونیا سے کہا "میں ہونے والے بچے کے لئے فکرمند ہوں۔ میرا علم کہتا ہے کہ اس کی حفاظت تم ہی کرسکتی ہو۔ تم پر کبھی کالے جادو یا کسی شیطانی عمل کا اثر نہیں ہوگا۔ تمہارے سائے میں جو بھی رہے گا وہ محفوظ رہے گا لہٰذا راحیلہ سے ہونے والی اولاد کو تمہارے سائے میں رہنا چاہئے۔"

"آپ اطمینان رکھیں، میں آخری سانس تک راحیلہ اور بچے کی حفاظت کروں گی۔"

"بیٹی! تم راحیلہ کی حفاظت نہیں کرسکو گی یہ میرے اور تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ میری بدنصیب بیٹی کے ستارے کچھ اور کہتے ہیں۔"

سونیا نے یہ نہیں پوچھا کہ راحیلہ بدنصیب کیوں ہے؟ کیوں اس کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار نہیں کی جاسکتیں۔ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ تمام حالات سے واقف تھی اور سمجھتی تھی کہ اس کالے جادو کا شیطانی کھیل کمینے داؤں سے نمٹنا ہوگا۔

راحیلہ کو سوئٹزرلینڈ کے ایک چھوٹے سے شہر میں بھیج دیا گیا۔ اس کی خدمت اور دیکھ بھال کے لئے چار خادمائیں اور دس مسلح گارڈز تھے۔ سونیا بھی وہاں تھی لیکن راحیلہ اس کے متعلق کچھ نہیں جانتی تھی کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آئی ہے؟ وہ اس کے ساتھ والے بنگلے میں تھی، اس نے راحیلہ کو ابتدائی دنوں میں بتادیا تھا کہ وہ بھی ماں بننے والی ہے اس طرح اس نے راحیلہ سے دوستی کرلی۔ بابا صاحب خیال خوانی کے ذریعے سونیا کو راحیلہ کی دماغی حالت بتایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا، اس کی ماں سارائی کالے علم کے ذریعے اس کے خوابوں میں آتی رہتی ہے اور اسے سمجھاتی رہتی ہے کہ بابا صاحب خود غرض ہیں۔ وہ بیٹی کو اپنی طرح غیر معمولی علم نہیں سکھائیں گے۔ بیٹی باپ کو چھوڑ دے گی اور شوہر کو لے کر ماں کے پاس چلی جائے گی تو اسے بھی ماں کی طرح کالے جادو کی طاقت حاصل ہوجائے گی۔

ایک رات سونیا دیر تک راحیلہ کے پاس بیٹھی رہی۔ پھر وہ جانے لگی تو راحیلہ نے کہا "اتنی رات کو باہر نہ جاؤ۔ میرے ساتھ سو جاؤ، تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو۔"

سونیا اس کے ساتھ سوگئی۔ اس رات راحیلہ نے کوئی خواب نہیں دیکھا۔ صبح بیدار ہونے کے بعد اس نے خود کو ہلکا پھلکا سا محسوس کیا۔ دماغ پر کالے جادو کا نامعلوم سا بوجھ نہیں تھا۔

دوسری رات سونیا اس کے ساتھ نہیں تھی۔ اس نے خواب میں ماں کو دیکھا، ماں نے پوچھا "کیا تم کل تمام رات جاگتی رہی تھیں؟"

"نہیں ماما! میں تو گہری نیند سوتی رہی تھی۔"

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔ میں نے کئی بار منتر پڑھے، یہی پتا چلا کہ تم خواب نہیں دیکھو گی۔ خواب نہ دیکھنے کا مطلب یہ ہوا کہ تم جاگ رہی ہو۔"

"میں سچ کہتی ہوں میں اپنے بستر پر تھی، میرے ساتھ جمیلہ سو رہی تھی۔"

"یہ جمیلہ کون ہے؟"

"میری پڑوسن ہے۔ وہ بھی ماں بننے والی ہے۔"

"آئندہ تم اسے اپنے پاس مت سلایا کرو۔"

"کیوں ماما؟"

"وہ نوری عورت ہے۔ تمہارے ساتھ سوئے گی تو میں تمہارے خواب میں نہیں آسکوں گی۔"

"اوہ ماما! میں تو اس کے ساتھ دن رات رہنا چاہتی ہوں۔ پتا نہیں اس میں کیا بات ہے، میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔"

"کیا تمہیں ماں سے محبت نہیں ہے؟"

"بہت زیادہ ہے۔ میں تو آپ سے ملنے کے لئے تڑپتی ہوں۔"

"دیکھو بیٹی! جمیلہ سے چند دنوں کی ملاقات ہے۔ اگر اس کے لئے بہت زیادہ محبت محسوس کررہی ہو تو اس کا مطلب ہے یہ محبت نہیں جادو ہے۔ وہ عورت تمہاری لاعلمی میں تمہیں سحر زدہ کررہی ہے۔"

"نہیں ماما! وہ نماز پڑھتی ہے اور نماز پڑھنے والے جادو کو لعنت سمجھتے ہیں۔"

"یہ لعنت نہیں نعمت ہے۔ چونکہ مسلمان اسے حاصل نہیں کرسکتے اس لئے لعنت کہتے ہیں۔ جیسے ایک لومڑی نے انگوروں کو کھٹا کہا تھا۔"

"اچھی بات ہے۔ آپ کہتی ہیں تو میں رات کو تنہا سویا کروں گی۔"

"جب زچگی کا وقت قریب آئے تو اپنے شوہر سلمان واسطی سے بھی دور رہنا۔ وہ بھی نوری بندہ ہے۔"

"ماما! کیا آپ صرف خواب میں نظر آسکتی ہیں؟"

"اگر تم ایک منتر یاد کرلو تو میں تمہاری بائیں ہتھیلی پر نظر آسکتی ہوں۔"

"بابا نے منتر پڑھنے سے سختی سے منع کیا ہے۔"

"تمہارے بابا کی ایسی کی تیسی۔ چلو پڑھو۔"

وہ پڑھانے لگی۔ یہ خواب میں پڑھنے لگی۔ چونکہ کند ذہن تھی اس لئے اسے بار بار پڑھانا پڑا۔ ماں یہ کہہ کر چلی گئی کہ دوسری رات بھی خواب میں آکر اسے یاد کرائے گی۔

دوسری شام سونیا آئی تو راحیلہ نے جھوٹ کہہ دیا کہ آج میرا شوہر آنے والا ہے۔ میں تمہارے ساتھ نہیں سوسکوں گی۔ سونیا جانتی تھی کہ سلمان بہت مصروف ہے، وہ نہیں آئے گا پھر بھی وہ مسکرا کر بولی "یہ تو اچھی بات ہے۔ تمہیں زیادہ سے زیادہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہئے۔"

"جمیلہ میں سچ کہتی ہوں۔ تمہیں مس کروں گی۔"

"میں بھی یہ کہنے آئی ہوں کہ تمہیں مس کروں گی۔ میں ہمیشہ کے لئے جارہی ہوں۔"

"کہاں جارہی ہو؟"

"میرے شوہر کا فون آیا تھا۔ وہ مجھے لندن آنے کو کہہ رہا ہے۔ ہمیں ایسے وقت اپنے شوہروں کے قریب رہنا چاہئے۔ ہونے والے بچوں پر اچھا اثر پڑتا ہے۔"

وہ تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد چلی آئی۔ اس نے راحیلہ کے پڑوس والا بنگلا چھوڑ دیا۔ وہاں سے دور ایک کاٹیج میں قیام کیا تاکہ دور ہی دور سے اس کی نگرانی کرے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی موجودگی سے راحیلہ کی ماں سارائی کو کسی قسم کا کوئی شبہ ہو۔

بہرحال دن گزرنے لگے۔ بابا صاحب وقتاً فوقتاً بیٹی کے دماغ میں آکر سونیا کو اس کے حالات بتاتے رہتے تھے وہ راحیلہ کے اندر اور سونیا باہر پہرا دے رہی تھی۔ ان کی پوری کوشش یہی تھی کہ ہونے والے بچے پر جادو کا اثر نہ ہو۔

آخر زچگی کا وقت آگیا۔ سونیا میک اپ کے ذریعے لیڈی ڈاکٹر بن کر ایک نرس کے ساتھ آئی۔ ایسے وقت میں بابا صاحب بیٹی کے پاس نہیں رہ سکتے تھے۔ ویسے یقین تھا کہ ان کی عدم موجودگی میں سونیا دشمن حالات سے نمٹ لے گی۔

ادھر سارائی کو اپنے کالے علم سے پتا چلا تھا کہ بیٹی فلاں وقت ماں بننے والی ہے۔ وہ شیطان کے مجسمے کے سامنے بیٹھ گئی تھی اور بھڑکتے ہوئے شعلوں میں ماش کی دال کے چند دانے پھینکتے ہوئے منتر پڑھتی جارہی تھی۔ اسے بیٹی نظر آرہی تھی جو بستر پر پڑی دردِ زہ میں مبتلا تھی۔ شعلوں کے ایک طرف سارائی کی بوڑھی ماں بھی منتر پڑھنے میں مصروف تھی۔ تھوڑی دیر بعد شعلوں میں نظر آنے والی راحیلہ نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ سارائی نے کہا "ممی! مجھے میری بیٹی نظر نہیں آرہی ہے۔"

"بیٹی! تم سے پڑھنے میں بھول ہوئی ہوگی۔ توجہ سے پڑھو۔"

وہ پوری توجہ سے پڑھنے لگی۔ وقت گزرنے لگا۔ بے

چھنی پڑھنے لگی۔ وہ ابھی تک نظر نہیں آئی تھی۔ سارائی نے پوچھا "کیا فرید واسطی اپنا عمل کر رہا ہے؟"

بوڑھی ماں نے کہا "نہیں' میرا علم کہتا ہے ایسے وقت میں وہ اپنی بیٹی سے دور رہے گا' کوئی عمل نہیں کرے گا۔ شاید کوئی عیسائی لیڈی ڈاکٹر تمہاری زچہ بیٹی کے قریب ہے۔ ڈاکٹر کے گلے میں صلیب ہے اسی لئے ہمارا جادو بے اثر ہو رہا ہے۔"

"اب کیا ہوگا ممی؟"

"اطمینان رکھو۔ وہ لیڈی ڈاکٹر زچگی کے بعد تمہاری بیٹی کے پاس سے چلی جائے گی۔ پھر وہ اور اس کا بچہ دونوں نظر آئیں گے۔"

راحیلہ کے پاس کوئی عیسائی لیڈی ڈاکٹر نہیں تھی اور نہ ہی کسی نے صلیب پہنا تھا۔ سونیا کی موجودگی نے جادو بے اثر کر رکھا تھا۔ اس کی مکارانہ چالیں مشکل سے کسی کی سمجھ میں آتی ہیں۔ اس نے اسپتال کے انچارج سے پہلے ہی معاملات طے کر لئے تھے۔ اسے اچھی خاصی رقم دے کر مردہ خانے سے ایک لاوارث بچہ حاصل کیا تھا۔ راحیلہ نے ایک بیٹی کو جنم دیا تھا۔ سونیا اس کے پاس مردہ بچے کو رکھ کر بیٹی لے گئی۔

اس کے جاتے ہی کالے عمل کا راستہ کھل گیا۔ سارائی اور اس کی ماں نے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں راحیلہ کو دیکھا' وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں تھی۔ اس کے پہلو میں ایک بچہ پڑا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد راحیلہ نے کروٹ لے کر بچے کو دیکھا' ایک خادمہ نے کہا "افسوس! بچہ کمزور تھا۔ ایک آواز بھی نہ نکال سکا اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔"

راحیلہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ سارائی نے کہا۔ "میری بیٹی رو رہی ہے۔ دیکھو ممی! میں کالا جادو سیکھنے بعد سنگدل ہو گئی پھر بھی میری آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں۔"

بوڑھی ماں نے کہا "اس کو ممتا کہتے ہیں' چڑیلیں بھی اپنی اولاد کے لئے تڑپتی ہیں۔ میں نے تمہاری جدائی برداشت نہیں کی' تمہیں بلا لیا۔ تم بھی اپنی بیٹی کو بلاؤ۔ اگر اس کا شوہر ساتھ آئے گا تو ٹھیک ہے ورنہ ہم حیلہ کی دوسری شادی کریں گے وہ دوسرے بچے کی ماں بنے گی تو پہلی اولاد کا صدمہ بھول جائے گی۔"

اس رات سلمان واسطی نے راحیلہ کے پاس آکر افسوس ظاہر کیا۔ اسے محبت سے تسلیاں دیں "غم نہ کرو۔ زندگی رہی اور اللہ تعالیٰ کی مرضی رہی تو آئندہ ہماری اولادیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔"

وہ بولی "میرا دل گھبرا رہا ہے' مجھے یہاں سے لے چلیں۔"

"تمہاری طبیعت سنبھل جائے تو ہم پیرس چلیں گے۔"

"پیرس میں تو ہم رہتے ہی ہیں' میں لندن جاؤں گی۔"

"یعنی تمہاری ماں تمہیں بلا رہی ہے۔"

"کیا ایک بیٹی کو اپنی ماں سے نہیں ملنا چاہئے؟"

"یہی سوال تمہاری ماں نے بابا صاحب سے کیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ وہ اپنی شریکِ حیات کو شیطانی ماحول میں نہیں جانے دیں گے۔ تم میری شریکِ حیات ہو' میں بھی تمہیں جانے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

"میں تمہاری اجازت کی محتاج نہیں ہوں۔ کیا تم مجھے کنیز سمجھتے ہو؟"

"میں تمہارے والد اور اپنے محترم استاد کے نقش قدم پر چل رہا ہوں۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ جس طرح میرے بابا نے میری ماں کو طلاق دی اسی طرح تم بھی مجھے چھوڑ دو گے۔ تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے؟"

"تم محترم استاد کی صاحب زادی ہو۔ میرے لئے دنیا کا سب سے بڑا انعام ہو' میں اپنی جان سے بھی زیادہ تمہیں چاہتا ہوں۔"

"تو پھر اپنی چاہت کا ثبوت دو اور میرے ساتھ ماما کے پاس چلو۔"

"جس عورت نے میرے استادِ محترم کا ساتھ چھوڑ دیا وہ میرے لئے دشمن سے بدتر ہے۔"

"تم میری ماں کو گالی دے رہے ہو۔"

"میں نے آج تک کسی دشمن کو بھی گالی نہیں دی البتہ دشمن کو دشمن کہتا ہوں۔ دراصل تمہاری نانی اور ماں کی زندگیاں گالی بن گئی ہیں۔ انہیں کچھ بھی کہو' تمہیں گالی لگتی ہے۔"

"تم باتیں بنا بنا کر میری ماں کو برا کہہ رہے ہو۔ ایک فیصلہ کرو' میرے ساتھ چلو گے یا نہیں؟"

"دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ساتھ دینے کے لئے ہی تم سے شادی کی ہے۔ میں اپنی زندگی میں نیک کام اس لئے کرتا ہوں کہ جہنم میں نہ جاؤں۔ لہٰذا تمہیں اپنے سسرالی جہنم میں کیسے لے جا سکتا ہوں۔"

"میں تو ضرور جاؤں گی کیونکہ ماں کے پاؤں تلے جنت ہوتی ہے۔"

"اکثر لوگ جنت کے دھوکے میں جہنم تک پہنچ جاتے ہیں۔"

"نصیحت کا شکریہ۔ کیا تم مجھے جانے سے روکو گے؟"

"تمہیں گمراہی سے روکنے کا فرض ادا کروں گا۔"

"اگر تم بابا کو سمجھا دو کہ وہ اپنے کسی عمل سے مجھے نہ روکیں تو میں دوسرے دن واپس آجاؤں گی۔"

"محترم استاد اچھی طرح جانتے ہیں کہ تم جانے کے بعد واپس نہیں آؤ گی۔ راحیلہ! میری محبت اور خلوص کو سمجھو۔ میں تمہاری بہتری کے لئے کہتا ہوں۔ اپنی ماں کی ممتا کو بھی آزماؤ۔ اس سے پوچھو کہ وہ شیطان کی پوجا چھوڑ کر تمہارے پاس آسکتی ہے؟"

"بابا نے میری ماں کو نانی سے ملنے نہیں دیا تھا۔ بھری عدالت میں طلاق دے کر میری ماں کو ذلیل کیا تھا۔ وہ ذلتیں اٹھانے کے بعد یہاں نہیں آئیں گی۔"

"اگر وہ شیطان کی پوجا چھوڑ دے گی تو انہیں عزت دی جائے گی۔"

"منہ پر تھوکنے کے بعد اسے چاٹنے کی بات کرتے ہو!"

"تھوک کو چاٹنے میں ذلت ہے۔ اور کسی کو عزت دینے میں عظمت ہے۔"

"تم لفظوں سے کھیلتے ہو۔ میں تم سے بحث نہیں کروں گی۔"

سلمان واسطی اسے کئی دن تک سمجھاتا رہا۔ اسے اپنے ساتھ پیرس لے آیا۔ وہ پوری سچائی کے ساتھ کوشش کر رہا تھا کہ بابا صاحب کی امانت اس کے پاس عزت سے محفوظ رہے لیکن وہ ایک دن سلمان کی غیر موجودگی میں لندن چلی گئی۔ وہ پریشان ہو گیا' اسے یوں لگ رہا تھا جیسے زندگی کا تمام سرمایہ لٹ گیا ہے۔ وہ محترم استاد کا دیا ہوا انعام تھی۔ وہ اسے کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا تھا۔ اسے واپس لانے کے لئے لندن جانا چاہتا تھا۔ لیکن بابا صاحب نے منع کر دیا' اس نے کہا "حضور! وہ آپ کا خون ہے' میری عزت ہے۔ اسے یونہی نہیں چھوڑا جا سکتا۔"

انہوں نے فرمایا "تقدیر سے پنجہ نہ لڑاؤ۔ ہر کوشش کی ایک حد ہوتی ہے۔ اس حد تک جا کر بات نہ بنے تو سمجھ لو کہ تقدیر کا لکھا ہوا اٹل ہے' اسے تدبیر سے اور حوصلے سے بھی بدلنا ممکن نہیں ہے۔"

"میں آپ کی ہدایت پر عمل کرنا اپنا ایمان سمجھتا ہوں۔ میں صبر کر لوں گا' اپنی بچی سے دل بہلا لیا کروں گا۔"

"نہیں بیٹے! سونیا نے بچی کی حفاظت کے لئے جو طریق کار اختیار کیا ہے اس کے پیشِ نظر تمہیں بچی کے قریب نہیں جانا چاہئے۔ راحیلہ اور اس کی ماں کو معلوم ہو گا کہ تم کسی بچی کو بہت زیادہ چاہتے ہو اور اسے اپنے پاس رکھتے ہو تو وہ اپنے دھوکا کھانے کا شبہ کر سکتی ہیں۔ کسی طرح معلوم کر سکتی ہیں کہ راحیلہ سے ہونے والی اولاد زندہ ہے۔"

سلمان نے سر جھکا کر کہا "آپ درست فرماتے ہیں۔ میں بچی سے دور رہوں گا۔"

سونیا اسے فرانس کی ایک فوجی [illegible] میں لے آئی تھی وہاں اس کے لئے ایک چھوٹا سا بنگلا مخصوص تھا۔ بابا صاحب نے بچی کا نام ثانیہ واسطی تجویز کیا تھا اور کہا تھا "تم ایک ماں کی طرح اس کی پرورش کرو گی۔ اسے اپنی طرح ذہین' نفاظ' حاضر دماغ اور معاملہ فہم بناؤ گی تو اسے سونیا ثانی کہا کرنا۔ میں اپنی نواسی میں تمہارا روپ دیکھنا چاہتا ہوں۔"

سونیا کے لئے بابا صاحب کی خواہش' حکم کا درجہ رکھتی تھی۔ اس نے ثانیہ واسطی پر بھرپور توجہ دی۔ ایک برس بعد بابا فرید واسطی صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ سونیا کو ادارے میں آکر رہنا پڑا۔ اس نے ثانیہ کو چھاؤنی کے بنگلے میں چھوڑ دیا تھا۔ اس کی دیکھ بھال کے لئے فوج کے تربیت یافتہ ملازم تھے۔ پھر سونیا ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہر دوسرے دن اس کے پاس آتی تھی' اس کے ساتھ چار چھ گھنٹے گزار کر ادارے میں واپس چلی جاتی تھی۔

ثانیہ اپنی پیدائش کے تیسرے دن سے ہی فوجی ماحول میں گولیوں کی تڑاتڑ اور بموں کے دھماکے سنتی آئی تھی۔ سونیا کے فولادی ہاتھوں نے اس کی کلائی پکڑ کر چلنا سکھا دیا تھا۔ اس نے فوجی انداز میں کھڑے ہونا اور چلنا سیکھا۔ فوج کے ٹائم ٹیبل اور اصول کے مطابق سونا' جاگنا' پڑھنا لکھنا اور دن رات محنت کرتے رہنا سیکھا۔ جب وہ بارہ برس کی ہوئی تو سونیا اور شیخ الفارس صاحب نے اسے ایک لاوارث لڑکی کے طور پر ادارے کے ہاسٹل میں پہنچایا۔ ادارے میں جو بھی لاوارث لڑکیاں اور لڑکے آتے تھے انہیں ادارے کے بزرگ اور اہم افراد اپنا نام باپ کے طور پر دیتے تھے اس طرح کوئی بچہ احساسِ کمتری میں مبتلا نہیں ہوتا تھا۔ ان کے باپ کا نام فرید واسطی' شیخ غلام البرقی' ادارے کا کوئی بڑا منتظم' بین الاقوامی شہرت یافتہ ڈاکٹر یا انجینئر ہوتا تھا۔ اسی اصول کے مطابق ثانیہ کو سلمان واسطی کی ولدیت مل گئی۔ بیٹی کو حقیقی باپ کا نام مل گیا۔

اسے ہاسٹل میں داخل کرنے کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ اسے سونیا کی ڈمی بنانے کے لئے ٹریننگ دی جائے گی۔ صرف تین برس کی ٹریننگ میں اس نے سونیا کی ایسی نقالی کی کہ سب دنگ رہ گئے۔ کسی کی حرکات' آواز اور لہجے کی نقالی اتنی مشکل نہیں ہوتی لیکن ثانیہ نے سونیا کی ذہانت اور مکاریوں کا مظاہرہ کیا۔ اسے چند دشوار مرحلوں سے گزارا گیا اور وہ ایسے گزر گئی جیسے سچ مچ وہ سونیا ہی ہو یا اس میں سونیا کی روح سرایت کر گئی ہو۔ اس کامیابی پر اسے سونیا ثانی کا خطاب دیا گیا پھر پلاسٹک سرجری کے ذریعے اسے سونیا کا ہم شکل بنا دیا گیا۔

اب یہ تو آنے والا وقت ہی بتانے کو تھا کہ یہ سونیا ثانی سونیا کی طرح کتنے ہنگاموں کو جنم دینے والی تھی۔

○☆○

سلطانہ کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھی ونڈ اسکرین کے پار سمندر کی لہروں کو دیکھ رہی تھی اور سلمان کی زبان سے اس کی داستانِ حیات سن رہی تھی۔ پہلے یہ سن کر دکھ پہنچا تھا کہ سلمان شادی

شدہ ہے۔ اس کی شریکِ حیات اب بھی زندہ ہے۔ نہ اس نے طلاق دی ہے نہ اُس نے طلاق لی ہے۔ لیکن جن حالات میں وہ سلمان کو چھوڑ کر اپنی ماں کے پاس گئی تھی ان حالات کے پیشِ نظر راحیلہ سے نفرت اور سلمان سے محبت بڑھ جاتی تھی۔

سلطانہ کو سلمان پر پیار آرہا تھا۔ لیکن یہ داستان سننے کے بعد اس نے فوراً اپنا ردِعمل ظاہر نہیں کیا۔ تھوڑی دیر تک چپ رہی۔ ایسے وقت خاموشی اختیار کرنے سے مرد بے چینی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اپنی بے پناہ محبت کا اظہار کرتے کرتے خوشامد پر اتر آتے ہیں۔ یوں اپنا چاہنے والا محبت مانگتا رہے تو اچھا لگتا ہے۔

سلمان نے تھوڑی دیر اس کی خاموشی برداشت کی پھر اس کی طرف گھوم کر بولا "کہاں گم ہوگئی ہو؟"

وہ کچھ نہ بولی' سلمان نے کہا "جو سچ تھا وہ میں نے بیان کردیا۔ میری شادی پر' میری اولاد پر اور میرے کیریئر پر کوئی اعتراض ہو تو بولو؟"

وہ پھر بھی نہ بولی' اس نے تھوڑی دیر انتظار کیا پھر گھوم کر سیدھا بیٹھ گیا۔ کار اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا "میں سمجھ گیا۔ مجھ سے محبت کرکے تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہورہا ہے۔ یہ اچھا ہوا' میں نے شادی سے پہلے اپنی حقیقت بتادی۔ ورنہ تم شادی کے بعد پچھتاتیں تو میں خود کو کبھی معاف نہ کرتا" وہ کار کو سڑک کی طرف موڑ کر بولا "میں تمہاری خوشی میں خوش رہوں گا۔ ابھی تم کنواری ہو' تمہاری زندگی میں بہت سے چاہنے والے آجائیں گے۔ تمہیں بھی کسی سے محبت ہوجائے گی۔ میں تمہیں محبت کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔"

سلطانہ کو غصہ آرہا تھا۔ وہ دل میں کہہ رہی تھی "تم نے کیسے سمجھ لیا' میں کسی اور سے محبت کرسکتی ہوں۔ محبت ایک ہی دل کے شہر میں رہتی ہے۔ اس شہر سے کبھی ہجرت نہیں کرتی" وہ غصے سے بولی "کیا مجھے بہت سے چاہنے والے مل جائیں گے؟"

"ہاں' ضرور ملیں گے۔"

"بہت سے چاہنے والے تو بازار میں آتے ہیں۔ کیا تم مجھے وہاں بٹھانا چاہتے ہو؟"

سلمان نے ایک جھٹکے بریک لگایا پھر گھوم کر ایک طمانچہ رسید کرتے ہوئے کہا "تم نے میری محبت کو گالی کیوں دی۔ کیا میں بازار میں بٹھانے والا دلّال ہوں۔"

"جب یہ گالی ہے تو تم نے کس زبان سے کہا کہ مجھے بہت سے چاہنے والے مل جائیں گے۔"

وہ ذرا سٹپٹایا پھر بولا "میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔"

"پھر کیا مطلب تھا؟"

"کیا ایک شریف لڑکی کے ہزاروں طلب گار نہیں ہوتے؟ کیا اس کے لئے درجنوں رشتے نہیں آتے؟"

"میں شریف زادی ہوتی تو تم ہاتھ نہ اٹھاتے۔ تم نے مجھے ایک گری پڑی چیز سمجھ کر مردانگی دکھادی۔ اب کسی اور کو دکھاؤ۔ خدا حافظ۔"

وہ کار سے باہر جانے کے لئے دروازہ کھولنا چاہتی تھی' سلمان نے بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ وہ پھر تڑپ کر جانا چاہتی تھی' اس نے دونوں بازوؤں میں جکڑ کر کہا "وہ طمانچہ نہیں تھا' محبت تھی۔ میں تمہاری زبان سے بھی تمہارے لئے بازاری لفظ نہ سن سکا' بے اختیار میرا ہاتھ چل گیا۔ معافی مانگنا میرے مزاج کے خلاف ہے۔ میری محبت کو سمجھ سکتی ہو تو سمجھ لو۔"

وہ اس کے بازوؤں میں تڑپ کر ٹھنڈی پڑگئی۔ عورت کو سمجھنا مشکل ہے کہ وہ کس طرح محبت کا اظہار چاہتی ہے۔ تھوڑی دیر پہلے وہ خاموش رہ کر تڑپا رہی تھی اور سوچ رہی تھی وہ ابھی خوشامدیں کرے گا۔ یوں اپنا چاہنے والا محبت مانگتا ہے تو اچھا لگتا ہے۔ مگر چاہنے والے نے طمانچہ رسید کیا تو پتا چلا اس نے نفرت سے نہیں' عداوت سے نہیں بلکہ غیرت کے جوش میں ہاتھ اٹھایا تھا۔ یوں بھی چاہت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ طمانچہ محبت سے بھرپور تھا۔

کئی گاڑیوں کے ہارن شور مچانے لگے۔ وہ دونوں ہڑبڑا کر الگ ہوگئے پتا نہیں کتنی دیر ہوگئی تھی۔ ان کے پیچھے گاڑیوں کی لائن لگ گئی تھی۔ وہ سب ہارن کی آوازیں سنا سنا کر آگے جانے کا راستہ مانگ رہے تھے۔ سلمان نے فوراً گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھادی۔ وہ دونوں ایک دوسروں سے جھینپ رہے تھے۔ سلطانہ مُنہ پھیر کر کھڑکی کے باہر دیکھ رہی تھی۔

دونوں کی یہ پہلی محبت تھی۔ سلمان کو راحیلہ کے ساتھ کبھی محبوبانہ انداز میں زندگی گزارنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ بابا صاحب نے اس سے شادی کی پیش کش کی تھی اور اس نے بڑی عقیدت سے اسے شریکِ حیات بنالیا تھا۔ محبوبانہ انداز کی زندگی اب نصیب ہورہی تھی۔ اس نے کن انکھیوں سے سلطانہ کو دیکھتے ہوئے کہا "کچھ بولو۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "کیا کہوں' مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"کیسا ڈر؟"

"یہی کہ راحیلہ کسی وقت بھی تمہاری زندگی میں واپس آسکتی ہے۔"

"میں ایسا نہیں سمجھتا۔"

"تمہیں سمجھنا چاہئے' تم نے اسے طلاق نہیں دی ہے۔ تمہارے گھر کا اور زندگی کا دروازہ اس کے لئے کھلا ہے۔"

"چوبیس برس میں وہ نہ آئی' اب کیا آئے گی۔"

"عورت جب پچھتاتی ہے تو آخری سانسوں میں بھی واپس آتی ہے۔"

وہ سوچ میں پڑگیا۔ سلطانہ نے پوچھا "سچ بتاؤ' کیا اس کے لئے دل میں جگہ ہے؟"

"سچ کہتا ہوں' اس کے لئے دل میں جگہ ہی جگہ ہے۔ میں اپنی دنیا کا ایک ایک ذرّہ اسے دینا چاہتا ہوں۔ اپنی بہاروں کا ایک ایک پھول اس کے قدموں میں بچھانا چاہتا ہوں۔ تمہاری زبان مبارک ہو اور وہ پچھتائے' واپس آجائے۔ سلطانہ! میرے جذبات کو اور میری عقیدت کو سمجھو' وہ میرے استاد محترم کی بیٹی ہے۔ مجھے اس سے بڑا کوئی انعام نہیں چاہئے۔ اس کے بدلے جنت بھی نہیں چاہئے۔ اگر اس کی گمراہی کی سزا میں مجھے جہنم میں بھیجا جائے تو میں اسے اپنے حصے کی جنت دے کر جہنم میں چلا جاؤں گا۔"

وہ بولی "آفرین ہے تمہاری عقیدت پر' تم بابا کے سچے شاگرد ہو۔ ایک بات بتاؤ کیا بیس برسوں میں تم نے اس سے ملاقات نہیں کی؟ اسے واپس لانے کی کوشش نہیں کی؟"

"ایک نہیں' ہزاروں بار اس کے دماغ میں جاچکا ہوں۔ اب بھی جاتا ہوں' اسے پیار سے سمجھاتا رہتا ہوں۔ وہ سمجھنا نہیں چاہتی۔ اس نے کئی طرح کے خطرناک علوم سیکھ لئے ہیں۔ وہ شیطانی علوم کے ذریعے جسے چاہتی ہے غلام بنالیتی ہے۔ جسے چاہتی ہے مار ڈالتی ہے۔ وہ جو چاہتی ہے وہ حاصل کرلیتی ہے۔ ایسی کالی قوتوں نے اسے مغرور بنادیا ہے۔ وہ مجھے تھوڑی دیر کے لئے دماغ میں آنے دیتی ہے پھر سانس روک کر مجھے دور کردیتی ہے۔"

"میں عورت کی فطرت کو خوب سمجھتی ہوں۔ جب اسے معلوم ہوگا کہ تم مجھ سے شادی کرنے والے ہو تو وہ حسد اور سوتاپے کی آگ میں جلے گی۔ وہ تمہارے قریب مجھے برداشت نہیں کرے گی۔ تمہیں اپنے پاس بلالے گی یا تمہارے پاس چلی آئے گی' یا پھر مجھے نقصان پہنچا کر راستے سے ہٹادے گی۔"

"وہ تھوڑی دیر کے لئے مجھے اپنے دماغ میں اس لئے آنے دیتی ہے کہ شاید میں اس کے پاس ہمیشہ کے لئے آجاؤں' لیکن میں اسے خیر و شر کا فرق سمجھا کر آجاتا ہوں۔ یہ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ وہ شیطانی ماحول کو چھوڑ کر میرے پاس نہیں آئے گی۔ ہاں تمہارا یہ اندیشہ درست ہے کہ وہ تمہیں نقصان پہنچاسکتی ہے۔"

"میرے بابا نے ہم دونوں بہنوں کو نوری کہا ہے۔ اس لئے مجھ پر بھی کالا جادو اثر نہیں کرے گا۔ [illegible]ت چھیڑنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم راحیلہ کے اندر حسد اور سوتاپے کی آگ بھڑکا کر واپس لاسکتے ہیں۔"

"یعنی تم چاہتی ہو کہ ہماری شادی کا اعلان ہو اور وہ تمہارے جلاپے میں واپس آئے؟"

"میں یہی چاہتی ہوں۔"

"کمال ہے! تم ایک سوکن کو برداشت کروگی؟"

"وہ صرف سوکن نہیں' ایک عظیم قابلِ احترام ہستی کی صاحبزادی ہے۔ بابا فرید واسطی مرحوم نے میرے والد کو ڈاکو سے فرشتہ بنادیا تھا۔ انہیں خدا کا محبوب بندہ بنادیا تھا' کیا میں ان کی صاحبزادی کو دل و جان سے قبول نہیں کروں گی؟"

"تم بہت ہی خوبصورت اور تعمیری جذبوں کی مالک ہو۔ تم نے مجھے خوش کردیا ہے لیکن میں تمہارے ساتھ شادی کا اعلان نہیں کروں گا۔ بڑی گڑبڑ ہوجائے گی۔"

"کیسی گڑبڑ؟"

"میں نے سُپر ماسٹر کا عہدہ اس لئے بھی قبول کیا ہے کہ جو شخص سپر ماسٹر ہوتا ہے' اسے راز میں رکھا جاتا ہے۔ اس کی تصویر کبھی اخبارات میں شائع نہیں ہوتی۔ وہ ریڈیو کے ذریعے آواز نہیں سناتا۔ ٹی وی کی اسکرین پر اپنی صورت نہیں دکھاتا۔ یہی وجہ ہے کہ راحیلہ اور اس کی ماں سارائی کو میرے سُپر ماسٹر ہونے کا علم نہیں ہے۔ وہ ماں بیٹی مجھے صرف سلمان واسطی کی حیثیت سے جانتی ہیں۔ میں نے یہاں کے جنرل اور اعلیٰ حکام سے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ میری شادی کی بھی کوئی تصویر نہیں اتاری جائے گی اور نہ ہی اخبارات میں کوئی خبر شائع ہوگی۔ ہم راحیلہ تک ایسی شادی کی خبر پہنچا کر اسے واپس آنے کے لئے بھڑکائیں گے تو وہ میری زندگی میں آکر میری بہتیری مصروفیات کو سمجھتے ہوئے سُپر ماسٹر کے عہدے کو سمجھ لے گی پھر کبھی انتقاماً انکشاف کرے گی کہ سپر ماسٹر ارے ارے دراصل مسلمان ہے اور اس کا نام سلمان واسطی ہے۔"

"اوہ' میں نے اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا کہ ہمارا اتنا بڑا راز ظاہر ہوجائے گا۔"

"بابا صاحب نے تاکید کی تھی کہ میں راحیلہ کو صرف نصیحتیں کرتا رہوں۔ اسے جبراً اپنی زندگی میں نہ لاؤں ورنہ نقصان اٹھاؤں گا۔ شاید انہوں نے ایسے ہی حالات کو سمجھتے ہوئے مجھے تاکید کی تھی۔"

سلطانہ سوچنے لگی۔ بابا صاحب کے حوالے سے راحیلہ قابلِ عزت تھی لیکن کسی وقت بھی بہت بڑی مصیبت بن سکتی تھی۔ اس پہلو پر اچھی طرح غور کرنا تھا کہ یہ شادی راز میں رکھی جاسکے گی یا نہیں؟ وہ سلمان سے یہ سوال کرنا چاہتی تھی۔ وہ بولا "میں سپر ماسٹر کی حیثیت سے خیال خوانی کرنا چاہتا ہوں۔ تم اسٹیئرنگ سنبھالو۔"

اس نے کار روک دی' جگہ تبدیل کرلی۔ سلطانہ نے اسٹیئرنگ سیٹ پر آکر کار اسٹارٹ کی۔ سلمان نے خاص

ماتحت کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا "کیا رپورٹ ہے؟"

ماتحت نے کہا "سر، سلطانہ کے بیڈ روم کی الماری سے پاسپورٹ اور ضروری کاغذات حاصل ہوئے ہیں۔ ان کی فوٹو اسٹیٹس متعلقہ انکوائری کے شعبوں اور انٹیلی جنس کے دفاتر میں پہنچادی گئی ہیں۔ ترکی کے سفارت خانے سے رابطہ قائم ہے۔ جلد ہی معلوم ہوجائے گا کہ وہ استنبول میں کیسی زندگی گزارتی آئی ہے۔"

"سلطانہ ہمارے ملک میں کیا کررہی ہے؟"

"ایک مقامی اخبار سے منسلک ہے۔ بڑی زبردست رپورٹر ہے۔ پچھلے دنوں اس نے ایک اہم سیاسی شخصیت کے متعلق ایک چونکا دینے والی خبر حاصل کی تھی۔ اخبار کے مالکان اس سے بہت خوش ہیں۔ اس دفتر کے لوگوں کا بیان ہے کہ وہ خشک مزاج لڑکی ہے، کسی سے دوستی نہیں کرتی۔"

"اور کوئی خاص بات؟"

"جنرل صاحب آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔"

اس نے جنرل کے دماغ میں پہنچ کر کوڈ ورڈز ادا کئے پھر پوچھا "آپ نے مجھے یاد کیا ہے؟"

جنرل نے مسکرا کر پوچھا "تمہارا عشق کیسا چل رہا ہے؟"

"میں نہیں جانتا کہ عشق کیا ہوتا ہے، صرف اتنا جانتا ہوں کہ سلطانہ مجھے بہت پیاری لگتی ہے۔ جب اس کے متعلق انکوائری مکمل ہوجائے گی اور آپ لوگوں کو کسی طرح کا کوئی اعتراض نہیں ہوگا تو میں اسے شریکِ حیات بنا کر ہمیشہ ساتھ رکھوں گا۔"

"یعنی وہ جادو کررہی ہے؟"

"شاید اسے جادو کہا جاتا ہوگا لیکن آج آپ کی گفتگو میں شوخی کیوں ہے؟ شوخی بھی ایسی جس کے پیچھے طنز چھپا ہوا ہے۔"

"میری گفتگو میں یہ قدرتی تلخی ہے۔ ہم فوجی طرز کی زندگی گزارنے والے عشق کو نقصان دہ سمجھتے ہیں۔ تم بھی اپنے عشق سے پورے ملک کو نقصان پہنچانے والے ہو۔"

سلمان ذرا سنبھل کر بیٹھ گیا پھر بولا "بات کیا ہے؟"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا، سلطانہ کے دماغ میں گھس کر اس کے متعلق معلومات حاصل کرو۔ میرے شبے کی کسی حد تک تصدیق ہورہی ہے۔"

"آپ ذرا وضاحت سے بتائیں۔"

"سلطانہ کے بنگلے میں تلاشی لینے والوں میں میرا بھی ایک خاص جاسوس موجود ہے۔ اس نے پندرہ منٹ پہلے مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا۔ مجھ سے کہہ رہا تھا، اس کی الماری سے برسوں پہلے کا بوسیدہ سا خط برآمد ہوا ہے۔ خط کی تحریر عربی زبان میں ہے۔ جاسوس کو اس بات نے شبے میں مبتلا کیا کہ ایک ترکی لڑکی جو ترکی اور انگریزی جانتی ہے، اسے عربی زبان میں کس نے خط لکھا ہے۔ اس شبے کی وجہ سے اس نے وہ خط ایک ماہرِ تحریر کو دیا۔ انٹیلی جنس کے شعبے میں کئی بوڑھے ماہرین ہیں جن کے ذہنوں میں پرانے ریکارڈز موجود ہیں۔ جانتے ہو ایک بوڑھے ماہر نے کیا رپورٹ دی ہے؟"

"آپ سسپنس میں مبتلا کررہے ہیں۔"

"اس نے رپورٹ دی ہے کہ وہ خط کوئی دس یا بارہ برس پہلے لکھا گیا ہے اور تحریر شیخ الفارس غلام البرقی کی ہے۔"

سلمان کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ ایک دم سے خطرہ سر پر منڈلانے لگا تھا۔ وہ فوراً ہی رابطہ ختم کرکے سلطانہ کو خطرے سے آگاہ نہیں کرسکتا تھا۔ ایسا کرنے سے جنرل کو اس پر شبہ ہوتا۔ جنرل نے پوچھا "سپر ماسٹر ارے رے! خاموش کیوں ہو؟"

"آپ نے بہت ہی زبردست چونکا دینے والی اطلاع دی ہے۔ میں اپنے پاس بیٹھی ہوئی سلطانہ کو دیکھ رہا ہوں تو یقین نہیں آرہا ہے۔"

جنرل نے کہا "مجھے بھی یقین نہیں آرہا ہے۔ میں نے واشنگٹن ہیڈ آفس والوں سے کہا ہے کہ شیخ الفارس کی زندگی میں ہم سے جو خط و کتابت ہوتی رہی ہے، وہ تمام کاغذات نکالے جائیں۔ شاید ان میں عربی زبان کا کوئی خط نکل آئے۔ ہمارے سفارت خانے سے ایک ماتحت اسلامی ملک کو بھی فیکس کے ذریعہ کہا گیا ہے کہ ان کے پاس شیخ الفارس کی تحریر ہو تو فوراً یہاں پہنچائی جائے۔ اس سے موازنہ کرنے کے بعد ہی ماہرِ تحریر کی رپورٹ کی تصدیق ہوگی۔"

سلمان نے جنرل کی باتوں کے دوران اس کے چور خیالات پڑھے، اس اسلامی ملک کا نام معلوم کیا جہاں سے رپورٹ آنے والی تھی۔ وہ اس ملک کے شاہ سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس نے جنرل سے کہا "جب تک رپورٹ کی تصدیق نہیں ہوگی میں سلطانہ پر نظر رکھوں گا۔ ابھی اسے کسی قسم کا شبہ نہیں ہونا چاہئے۔"

"ٹھیک ہے، مجھ سے رابطہ کرتے رہو۔"

وہ جنرل کے دماغ سے نکل کر شاہ کے پاس پہنچا۔ وہاں فیکس ... نے شیخ الفارس مرحوم کی تحریر کا مطالبہ پہنچ گیا تھا۔ شاہ نے متعلقہ شعبے کے انچارج کو حکم دیا تھا۔ سلمان نے شاہ کے ذریعے انچارج تک رسائی حاصل کی۔ وہ ایک ریکارڈ روم میں بیٹھا پرانی فائلیں نکال کر شیخ مرحوم کی کوئی تحریر تلاش کررہا تھا۔ ایک فائل میں ان کی تحریر نظر آئی۔ سلمان نے انچارج کے دماغ کو اپنے کنٹرول میں لیا۔ اس سے ایک کاغذ پر وہی تحریر عربی زبان میں لکھوائی۔ نیچے شیخ مرحوم کے دستخط کرائے پھر فائل بند کراکے اسے الماری میں رکھوادیا۔ وہ تحریر ایک خاص درباری ملازم کے ذریعے شاہ تک پہنچادی پھر انچارج کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ پریشان ہوکر سوچنے لگا "میں ابھی کیا کررہا تھا؟ میں نے شاہ کے پاس غلط تحریر بھیجی ہے۔"

سلمان نے اس کی سوچ میں کہا "شاہ کو یا امریکی حکام کو کیسے معلوم ہوگا کہ وہ شیخ مرحوم کی تحریر نہیں ہے۔ میرے پاس سے جو رپورٹ جائے گی وہی مصدقہ ہوگی۔ اگر میں شاہ کے سامنے غلط رپورٹ کا اعتراف کروں گا تو میری گردن اڑادی جائے گی۔"

اس نے قائل ہوکر سوچا، میں اپنی زبان بند رکھوں گا لیکن میں نے ایسا کیوں کیا؟ کیا میرے دماغ میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آیا تھا؟

اس نے سوچ کے ذریعے آواز دی "میرے اندر کوئی ہے تو مجھے بتائے کہ میرے ساتھ کیا ہورہا ہے؟"

اس نے دو چار بار پوچھا پھر کوئی جواب نہ ملنے پر خاموش ہوگیا۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے کہ وہ کر بھی کیا سکتا ہے۔ اس کے اندر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آیا ہو یا نہ آیا ہو، وہ ایک غلط تحریر کے ذریعے شاہ کو دھوکا دے چکا تھا اور یہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ سچ بولنے پر خر دماغ شاہ کسی ٹیلی پیتھی کو تسلیم نہیں کرے گا، اس کی گردن اڑانے کا حکم صادر کردے گا۔

سلمان اس کی طرف سے مطمئن ہوکر واشنگٹن کے ایک افسر کے پاس پہنچا اس کے ذریعے ریکارڈ روم میں آیا۔ پتا چلا وہاں شیخ مرحوم کا کوئی خط عربی زبان میں نہیں ہے....

جب وہاں سے بھی اطمینان ہوگیا تو اس نے سلطانہ سے کہا "تم نے بہت بڑی حماقت کی ہے۔"

"اتنی دیر بعد تمہیں خیال خوانی سے فرصت ملی ہے؟"

"تمہاری ایک حماقت پر پردہ ڈالنے میں اتنی دیر لگ گئی۔"

"مجھے بار بار احمق کہہ رہے ہو، بات کیا ہے؟"

"تم نے اپنے والدِ مرحوم کا خط الماری میں کیوں رکھا تھا؟"

وہ حیرانی سے بولی "میرے بابا کا خط، وہ الماری میں ... آیا؟"

"اس کا مطلب ہے تم الماری میں خط رکھ کر بھول گئیں۔ ایسی ہی بھول انسان کو بہت بڑا نقصان پہنچاتی ہے۔"

وہ تفصیل بتانے لگا کہ کس طرح عربی زبان کا ایک خط ماہرِ تحریر تک پہنچا۔ ان کی رپورٹ نے بتایا کہ وہ شیخ مرحوم کی تحریر ہے۔ یہ رپورٹ جنرل کے پاس آئی پھر ایک شاہ اور واشنگٹن کے ایوانوں تک پہنچی۔ سلمان نے کتنی تیزی سے اس رپورٹ کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب انٹیلی جنس والے چوبیس گھنٹے سلطانہ کی نگرانی کریں گے اور اسے امریکا سے باہر جانے نہیں دیں گے۔

سلطانہ یہ سن کر ہنسنے لگی، سلمان نے پوچھا "میں نے کوئی لطیفہ سنایا ہے؟"

"یہ بات نہیں ہے، میں یہ سوچ کر خوش ہورہی ہوں کہ تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو۔ مجھے خطرے سے دوچار ہوتے دیکھ کر برق رفتاری سے حرکت میں آگئے، ہر وہ راستہ بند کردیا جہاں سے مجھ پر شبے کی تصدیق ہوسکتی تھی۔ اتنی محنت کرنے سے پہلے تم نے مجھے بھی کچھ نہیں بتایا۔"

"تمہیں بتانے میں وقت ضائع ہوتا۔"

"ضائع نہیں ہوتا، میرے دیوانے محبوب! وہ میرے بابا جانی کا خط نہیں تھا۔"

اس نے چونک کر پوچھا "کیا کہہ رہی ہو؟"

"کیا تم مجھے اتنا نادان سمجھتے ہو کہ بابا جانی کا خط ہوتا تو اسے الماری میں چھوڑ آتی۔ جبکہ جانتی تھی کہ پورے بنگلے کی تلاشی لی جانے والی تھی۔"

سلمان نے ایک لمبی سانس کھینچ کر چھوڑتے ہوئے کہا۔ "میں سمجھ گیا، لیلیٰ نے تمہیں خط لکھا ہوگا۔"

"تم اتنے سمجھ دار نہیں ہو۔ پتا نہیں کس نے تمہیں سپر ماسٹر بنادیا ہے۔"

"اب میں یہ تو نہیں سوچوں گا کہ عرب میں تمہارا کوئی عاشق رہتا ہے جو عربی زبان میں خط لکھتا ہے۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "وہ خط میں نے خود لکھا ہے اور نیچے لیلیٰ کا نام لکھ دیا ہے۔"

"تم تلاشی لینے والوں کو دھوکا دینا چاہتی تھیں؟"

"ہاں، خط میں لیلیٰ کی طرف سے لکھا ہے، میری پیاری سہیلی! یہ سن کر خوشی ہوئی کہ تم کسی مسٹر ارے رے سے محبت کرتی ہو، وہ بھی تمہیں دل و جان سے چاہتا ہے اور جلد ہی تمہاری شادی ہونے والی ہے۔ اس خوشی کے موقع پر تمہیں ایک نصیحت کرتی ہوں۔ عورت کو اپنے شوہر کے رنگ میں رنگ جانا چاہئے۔ تمہیں شادی کے بعد ارضِ ترکی کو بھول کر اپنے شوہر کے ملک اور قوم سے محبت کرنی چاہئے اور اسی ملک کی وفادار بن کر رہنا چاہئے۔ اپنے شوہر سے بے انتہا محبت کرنے کے لئے تمہیں اپنا مذہب چھوڑ کر اس کا مذہب قبول کرلینا چاہئے۔ اسی طرح آپس کے تمام اختلافات ختم ہوجاتے ہیں۔ میاں بیوی خوشحال زندگی گزارتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔"

سلمان نے مسکراتے ہوئے کہا "تم نے خوب چال چلی ہے، ہمارے جنرل اور اعلیٰ حکام کو زبردست مکھن لگایا ہے۔ تم پر سے شبہ اٹھ جائے گا۔ چلو جلدی سے عیسائیت قبول کرلو۔"

"توبہ، خدا نہ کرے کہ میں اپنے اللہ اور رسول ؐ سے پھر جاؤں۔ اس سے پہلے مرجانا پسند کروں گی۔"

"اور جو تم لوگوں نے مجھے عیسائی بنا رکھا ہے؟"

"تم تو تھالی کے بینگن ہو، کبھی لڑھک کر ہماری طرف آتے ہو کبھی جنرل کی گود میں چلے جاتے ہو۔"

"میں ایسا ہوں تو مجھ سے محبت کیوں کرتی ہو؟"

"مجھے کھانے میں بینگن پسند ہیں۔"
وہ ہنسنے لگا پھر بولا "میں ابھی جنرل کے پاس سے آتا ہوں۔"
"سسٹر سونیا کے پاس بھی جاؤ۔ انہیں ہماری ضرورت ہو سکتی ہے۔"
"انہیں کبھی ہماری ضرورت نہیں ہوتی۔ ہمیں ہی ان کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ ویسے لیلیٰ کا ان سے برابر رابطہ رہتا ہے۔"
"تم بھی رابطہ کرو گے تو کیا فرق پڑ جائے گا؟"
"تم بھی تو جا سکتی ہو؟"
"دیکھتے نہیں میں کار چلا رہی ہوں' جانے کا شوق ہے تو بولو' خیال خوانی شروع کردوں۔"
"اچھا بھئی' سسٹر کے پاس بھی جاؤں۔ ابھی سے یہ حال ہے شادی کے بعد تو ہر معاملے میں پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ جایا کرو گی۔"
"ابھی شادی نہیں ہوئی ہے' اچھی طرح سوچ لو۔"
"جب سوچ کر محبت نہیں کی تو شادی کے لئے کیا سوچنا۔ کود پڑا آتش نمرود میں عشق۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"
اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ جنرل کے دماغ میں پہنچ کر کوڈ ورڈز ادا کئے پھر کہا "وہ عربی خط ہمیں گمراہ کر رہا ہے۔ ابھی میں نے سلطانہ سے باتوں ہی باتوں میں پوچھا کہ وہ کتنی زبانیں جانتی ہے۔ اس نے بتایا' ترکی' انگریزی اور فرانسیسی۔ لبنان میں اس کی ایک سہیلی رہتی ہے جس کا نام لیلیٰ ہے' اس کی صحبت میں اس نے تھوڑی عربی سیکھی ہے۔ وہ عربی زبان سمجھ لیتی ہے' پڑھ لیتی ہے۔ اس کی سہیلی نے اس زبان میں ایک خط بھی لکھا ہے جو اس کی الماری میں رکھا ہے۔"
جنرل نے پوچھا "اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ شیخ مرحوم کا خط نہیں ہے؟"
"اس کی تصدیق ماہرین کر سکتے ہیں میں نے تو سلطانہ کا بیان سنایا ہے۔"
"واشنگٹن سے اطلاع ملی ہے کہ ان کے ریکارڈ میں کوئی عربی خط نہیں ہے۔"
"آپ نے کسی اسلامی ملک کے شاہ سے مطالبہ کیا تھا"
"ہاں وہاں سے بھی رپورٹ ملنے والی ہے۔"
اسی وقت جنرل کے دماغ سے ٹک ٹک ٹک کی آوازیں تین بار ابھریں' اس نے کہا "سپر ماسٹر ارے رے! تم ابھی جاؤ آدھے گھنٹے بعد رابطہ قائم کرو۔"
سلمان دماغ سے نکل آیا' سلطانہ سے بولا "ابھی میں نے جنرل کے دماغ میں ٹک ٹک کی آواز کا اشارہ سنا ہے۔ جنرل نے اسے سنتے ہی دماغ سے جانے کے لئے کہہ دیا۔ اس کا مطلب ہے' ٹیلی پیتھی کے ذریعے کوئی دوسرا بھی اس سے باتیں کرتا ہے۔ اس کا کوئی خاص جاسوس ہے۔"
"تم اس کے دماغ میں چپ چاپ جاؤ۔"
"وہ یوگا کا ماہر ہے۔"
"یہ تو میں جانتی ہوں' اگر کوئی دوسرا دماغ میں ہوگا تو جنرل تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔"
"اگر کوئی دوسرا نہ [illegible]؟"
"دوسرا نہیں۔ [illegible] ہر وہ اشارہ کیا تھا؛ تم خطرہ مول لو۔"
سلمان نے [illegible] م لے کر خیال خوانی کی پرواز کی' جنرل کے دماغ میں [illegible] وہاں کوئی بول رہا تھا جس کے جواب میں جنرل نے غصے سے پوچھا "تم نے رپورٹ دینے میں اتنی دیر کیوں کی [illegible]"
وہ بولا "سر! میں کیا کر سکتا ہوں۔ آپ نے مجھے دیر سے شاہ کی آواز سنائی تھی۔ شاہ کے ذریعے ریکارڈ انچارج تک پہنچنے میں کچھ وقت لگ گیا۔ اس کے چور خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ اس نے شیخ مرحوم کا اصل خط نہیں بھیجا ہے۔ اپنے ہاتھ سے نقل کرنے کے بعد شاہ کو دیا اور ایسا اس نے کسی مقصد کے بغیر بے اختیار کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ کسی نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے اپنا معمول بنا لیا تھا۔"
"تم شیخ الفارس کا خط فوراً روانہ کراؤ۔"
"میں نے انچارج کے دماغ پر قبضہ جما کر شیخ الفارس کے اصل خط کے ساتھ اسے شاہ کے سامنے پہنچا کر اس سے جرم کا اعتراف کرا لیا ہے۔ شاہ نے اس کی موت کا حکم سنا کر اصلی خط یہاں روانہ کر دیا ہے۔"
جنرل نے کہا "تعجب ہے۔ سونیا کے خیال خوانی کرنے والے کتنی جلدی ہمارے خفیہ معاملات تک پہنچ جاتے ہیں مارٹن! تم بھی خیال خوانی کرتے ہو۔ مگر تم میں اتنی چالاکی نہیں ہے۔ دشمنوں سے بھی کچھ سیکھا کرو۔"
"سر! میں نے بہت کچھ سیکھا ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سونیا کی ایک ہی زبردست چالاکی کامیاب ہو رہی ہے۔ اس نے ہمارے آپ کے قریب کوئی ایسا جاسوس رکھا ہے جو ہمارا اپنا بن کر ہمارے اندرونی راز معلوم کرتا ہے اور انہیں سونیا تک پہنچاتا ہے۔ یا ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ہمارے کسی اہم آدمی کے دماغ پر قبضہ جما رکھا ہے۔"
"تمہاری دوسری بات درست لگتی ہے۔ کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے کسی اہم آدمی کے ذریعے معلومات حاصل کرتا ہے اسی لئے اتنی جلدی وہ شاہ اور انچارج کے پاس پہنچ گیا تھا۔"
"سر! اب آپ تجزیہ کریں' سلطانہ کی الماری سے [illegible] والے خط کا علم کتنے لوگوں کو تھا؟"
"میرا وہ خاص جاسوس جو الماری سے خط لے کر آیا ہے'

دوسرا میں ہوں' تیسرا سپر ماسٹر ارے رے اور چوتھے تم ہو۔ کسی پانچویں کو اس کا علم نہیں ہے۔"
"جناب! گستاخی معاف کریں تو میں عرض کروں۔ ہم چاروں میں سے کوئی غدار ہے یا اپنی لاعلمی میں دشمن کا آلۂ کار بنا ہوا ہے۔"
"تم نے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ فکر کے مارے میرا دم گھٹ رہا ہے۔ کوئی غدار ہمارے اتنے قریب ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ دوسرے اہم راز بھی جانتا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہوگا کہ ہم نے اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کہاں چھپایا ہے اور ان تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کسی وقت بھی ہلاک کیا جا سکتا ہے۔"
"جی ہاں جناب! ہم زبردست نقصانات سے دوچار ہونے والے ہیں' ہمیں فوراً ہی کچھ کرنا ہوگا۔"
"یہ مت بولو کہ کچھ کرنا ہوگا۔ یہ بتاؤ کہ کیا کرنا ہوگا؟"
"سر! مجھے سوچنے کا موقع دیں' اس سلسلے میں سپر ماسٹر کی ذہانت کام آئے گی۔"
"اس کی ذہانت خاک ہو رہی ہے۔ عشق نے اسے نکما کر دیا ہے۔ اگر سلطانہ دشمن ثابت ہوئی تو سابق سپر ماسٹر کی طرح اس سپر ماسٹر ارے رے کو بھی گولی مار دوں گا۔"
"جناب! فی الحال مسٹر ارے ارے کی کوئی غلطی ظاہر نہیں ہوئی ہے' آپ اس سے بات کر کے دیکھیں۔"
"اگر وہی غدار ہوا تو؟"
"ابھی تو آپ مجھ پر بھی شبہ کر سکتے ہیں۔ آپ خود پر بھی شبہ کریں' کوئی دشمن آپ کی لاعلمی میں آپ کے دماغ پر قبضہ جما سکتا ہے۔"
"شٹ اپ! میں فولادی دماغ رکھتا ہوں' کوئی میری اجازت کے بغیر میرے اندر نہیں آسکتا۔"
"کیا آپ پچھلے دنوں بیمار نہیں ہوئے تھے؟ چند گھنٹوں کے لئے' سہی آپ کا دماغ ذرا سا بھی کمزور نہیں ہوا تھا؟ کیا دشمن آپ کے دماغ میں نہیں آسکتے تھے؟"
"تم محض خیال قائم کر رہے ہو۔"
"آپ بھی سپر ماسٹر ارے ارے کے خلاف صرف خیال قائم کر رہے ہیں۔ ابھی تک اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملا ہے۔ سوری ٹو سے سر! میں اپنے ملک کو کسی بھی تباہی سے بچانے کے لئے آپ پر بھی شبہ کر سکتا ہوں۔"
وہ قائل ہو گیا مگر افسرانہ شان سے بولا "اچھا اچھا' زیادہ نہ بولو' میں ابھی ماسٹر ارے رے سے اس سلسلے میں بات کروں گا۔"
سلمان اس کے دماغ میں واپس آگیا۔ سلطانہ کو نئے خطرے کے متعلق بتانے لگا۔ پھر اس نے کہا "میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جنرل میری لاعلمی میں مارٹن رسل سے کام لے رہا ہوگا۔"
سلطانہ نے پوچھا "یہ وہی مارٹن رسل ہے نا' جو جبرل گرانٹ کے دماغ میں چھپا رہتا تھا اور اسے پارس کے خلاف بھڑکاتا رہتا تھا؟"
"ہاں یہ وہی مارٹن رسل ہے۔"
"شاہ کے پاس سے بابا جانی کا اصل خط آئے گا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ میری تحریر بابا جانی سے مختلف ہے۔"
"یہ تو ٹھیک ہے مگر دوسرا پہلو دیکھو۔ میرا اس انچارج کے دماغ میں جانا غلط ہوا۔ اس سے جنرل کو یقین ہو گیا کہ ایک دشمن خیال خوانی کرنے والا اس کے بہت قریب ہے۔"
"تم بہت جلد باز ہو۔ مجھ سے اس خط کا ذکر نہیں کیا' پہلے انچارج کے پاس چلے گئے۔ میں نے پہلی بار تمہیں ایسی غلطی کرتے دیکھا ہے۔"
"جنرل ٹھیک کہتا ہے کہ عشق نے مجھے نکما کر دیا ہے۔ میں تمہارے تحفظ کے لئے ادھر دوڑ پڑا تھا۔"
"اب تم دوسری غلطی کر رہے ہو۔"
"وہ کیا؟"
"کتنی دیر سے کہہ رہی ہوں کہ سسٹر سونیا کے پاس جاؤ۔ حالات بتا رہے ہیں کہ ہم کسی بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہونے والے ہیں۔"
"میں ابھی جاتا ہوں۔"
"وہ جانہ سکا' جیب میں رکھے ہوئے ٹرانسمٹر سے اشارہ موصول ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمٹر نکال کر اسے آپریٹ کیا۔ پھر کوڈ ورڈز ادا کر کے پوچھا "کیا بات ہے؟"
دوسری طرف سے کہا گیا "آپ جنرل صاحب سے رابطہ کریں۔"
اس نے ٹرانسمٹر کو آف کرتے ہوئے کہا "ایسی مصروفیات ہیں کہ سسٹر کے پاس جانے کا موقع نہیں مل رہا ہے۔ تم کسی اسنیک بار کے سامنے کار روک کر کافی پینے کے بہانے سسٹر کے پاس جاؤ۔ میں جنرل کے پاس جا رہا ہوں۔"
وہ جنرل کے پاس گیا۔ جنرل نے اسے بتایا کہ شاہ کے ریکارڈ روم میں جو انچارج ہے اس کے دماغ میں کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا گیا تھا۔ اس نے شیخ الفارس کے خط کے بارے میں بھی دھوکا دینے کی کوشش کی تھی۔ اس کے باوجود اصل خط میرے پاس پہنچنے والا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے' دشمن کو اتنی جلدی کیسے معلوم ہو گیا کہ میں نے فلاں ملک کے شاہ سے شیخ الفارس کی تحریر مانگی ہے؟"
سلمان نے کہا "یہ سوال تشویش پیدا کرتا ہے کہ کوئی دشمن ہمارے بہت قریب یا ہمارے اندر رہتا ہے۔"
"کیا تم نے سلطانہ کو کسی شاہ کے متعلق بتایا تھا؟"

"میں بھلا کس شاہ کا ذکر کرسکتا ہوں۔ آپ نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ کس ملک کے شاہ سے شیخ الفارس کا کوئی خط طلب کیا گیا ہے۔"

جنرل نے قائل ہو کر کہا "ہاں' میں نے تمہیں نہیں بتایا تھا۔ مگر تمہارا کیا خیال ہے ہمارے درمیان کوئی غدار ہے؟"

"ہمیں صرف غدار کو تلاش نہیں کرنا ہے۔ سونیا کی کسی کمزوری کو یا اس کے کسی ساتھی کو اپنی گرفت میں رکھنا ہے تاکہ وہ کبھی ہمیں تباہی کے دہانے پر لائے تو ہم اس کی کمزوریوں کو سامنے لاکر اپنا بچاؤ کرسکیں۔"

"ایسی کوششیں ہم کرتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن تمام ذرائع استعمال کرنے کے باوجود ہم سونیا ثانی اور علی تیمور کو قیدی نہ بناسکے۔"

"کب تک ناکامی ہوگی۔ آخر ہمارے حصے میں بھی کامیابی آئے گی۔"

"کامیابی کا انتظار کرنے کے لئے ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ تم ابھی سلطانہ کے دماغ کو کمزور بناؤ اور اس کے چور خیالات پڑھو۔ مجھے یقین ہے' ہمارے اندر چھپا ہوا غدار ظاہر ہوجائے گا۔"

"آپ سلطانہ پر کیوں شبہ کررہے ہیں؟"

"کیا تمہاری سمجھ میں نہیں آیا کہ اس کی الماری سے برآمد ہونے والے خط کا موازنہ شیخ الفارس کی تحریر سے کیا جانے والا تھا۔ دشمن نے اس سے پہلے ہی انچارج کے دماغ میں جاکر اسے گمراہ کیا۔ یعنی دشمن نہیں چاہتے تھے کہ سلطانہ کی الماری سے پائے جانے والے خط کا موازنہ شیخ الفارس کی تحریر سے کیا جائے۔ جب وہ ایسا نہیں چاہتے تو پھر یقینی بات ہے کہ وہ سلطانہ سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔"

"ہاں' اس پہلو سے اس پر شبہ ہوتا ہے۔"

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں' عشق نے تمہارے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کردی ہے' تمہیں سپر ماسٹر کے عہدے سے چھٹی کرلینی چاہئے۔ بہرحال ابھی دس منٹ کے اندر رپورٹ دو کہ سلطانہ کے دماغ سے کیا کچھ معلوم ہوا ہے۔ اس کا دماغ کمزور کرتے ہی مجھے اطلاع دینا۔ اس کے بعد اس کے چور خیالات پڑھتے رہنا۔ جاؤ صرف دس منٹ میں آؤ۔"

"یہ وقت کافی نہیں ہے۔ سلطانہ نے ایک اسنیک بار کے سامنے گاڑی روکی ہے ہلکا ناشتا کرنے اور کافی پینے کے بعد آگے بڑھے گی۔ میں راستے میں اسے ٹریپ نہیں کرسکوں گا۔"

"تم فضول سی باتیں کررہے ہو۔ اسے کہو گھر جاکر کافی پئیں گے۔"

"اس نے سینڈوچ کھانا شروع کردیا۔ کیا میں اس کا کھانا چھین کر جبراً اسے بنگلے میں لے جاؤں۔"

"تم نہ لے جاؤ۔ میں ابھی اپنے ذرائع سے اس کا دماغ کمزور بناؤں گا۔"

سلمان نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا "واقعی مصیبت آرہی ہے۔ جنرل کی ضد ہے کہ تمہارے دماغ کو کمزور بناکر تمہارے چور خیالات پڑھے جائیں۔ ایسے وقت مارٹن رسل بھی تمہارے اندر پہنچنا چاہے گا۔ ہم جنرل کو کسی طرح دھوکا نہیں دے سکیں گے۔"

"وہ مجھے کس طرح کمزور بنانے کو کہہ رہا ہے؟"

"کہہ رہا تھا' اپنے ذرائع استعمال کرے گا۔ اس کا مطلب ہے' اس کے آدمی ابھی تم پر حملہ کریں گے۔ تمہیں زخمی کیا جاسکتا ہے یا کسی دوا کے ذریعے کسی اعصابی کمزور میں مبتلا کیا جاسکتا ہے۔ ٹھہرو میں دیکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں میرے ماتحت کیا کررہے ہیں؟"

سلمان کے ماتحت بھی جنرل کے محکوم تھے۔ اسی کے حکم سے سلطانہ کا تعاقب کررہے تھے۔ خاص ماتحت کے دماغ میں پہنچنے سے معلوم ہوا' اسے ٹرانسمٹر کے ذریعے ہدایات دی جارہی ہیں کہ سلطانہ کو جلد سے جلد کسی طرح ٹریپ کیا جائے اور اس کے دماغ کو کمزور بنایا جائے۔ سلمان نے سلطانہ سے کہا۔ "وہ ابھی آرہے ہیں۔ اسی کار میں تمہیں گھیر لیں گے اور ایک انجکشن لگائیں گے۔ انہیں یقین ہے کہ میں مداخلت نہیں کروں گا۔"

وہ بولی "ٹھیک ہے میری بے بسی کا تماشا دیکھتے رہنا۔"

"کیسی باتیں کرتی ہو۔ کوئی تمہیں ہاتھ لگائے اور میں خاموش رہوں گا! میں ایک ایک کو گولی ماردوں گا' سپر ماسٹر کے عہدے پر لعنت بھیج دوں گا۔ میرے جیتے جی کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچاسکے گا۔"

"تمہاری باتیں سن کر میں اپنی قسمت پر ناز کررہی ہوں' واقعی مجھے دل و جان سے چاہتے ہو لیکن تم بدستور سپر ماسٹر رہو گے' میری حمایت میں کچھ نہیں کرو گے۔ دشمنوں کو آنے دو' میرے دماغ کو کمزور ہونے دو۔"

"کیا کہہ رہی ہو؟ کیا دماغ چل گیا ہے؟"

"نہیں' میں ابھی سسٹر سے مشورہ لینے گئی تھی۔ انہوں نے کہا ہے مجھے دماغی کمزوری میں مبتلا ہوکر دشمنوں کی حسرت پوری کرنی چاہئے۔"

سلمان حیرانی سے اور سوالیہ نظروں سے اپنی محبوبہ کو دیکھنے لگا پھر اس نے سوچا' سونیا جب بھی چلتی ہے الٹی چال چلتی ہے لیکن نتیجہ خاطر خواہ نکلتا ہے۔ یقیناً اس الٹی چال سے جنرل کی کھوپڑی الٹنے والی تھی۔

○☆○

میں اسکندریہ کے ایک ریستوران میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہا... نہیں کتنی دیر ہوگئی تھی۔ اتنی دیر تک میں خیال خوانی میں مصروف رہا تھا۔ الپا کے اندر رہ کر اسے اور پارس کو لبنان کی سرحد پار کرانا چاہتا تھا۔ جب وہ دونوں ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہوگئے تو میں دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔

میں باہر کسی پبلک مقام پر خیال خوانی کرتے وقت محتاط رہتا ہوں۔ آس پاس ہلکی سی آہٹ ہوتی ہے تو چونک جاتا ہوں۔ لیکن اس بار الپا نے میرے بیٹے کو بڑا پریشان کیا تھا۔ اس سے دشمنی بھی کرتی تھی۔ اس لئے میں خیال خوانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اتنا محو ہوگیا تھا کہ اپنے قریب کسی کو محسوس نہیں کرسکا۔ جب دماغی طور پر ریستوران کے کیبن میں حاضر ہوا تو ایک حسین دوشیزہ کو دیکھ کر چونک پڑا۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرارہی تھی۔

میں نے ایک گہری سانس لی' تقدیر نے میرے کونے میں عورتوں کی حاضری زیادہ رکھی تھی۔ میں نے دونوں کانوں کو پکڑتے ہوئے کہا "لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور شیطان سے پناہ مانگتے ہیں۔ میں عورتوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ تم غلط بندے کے پاس آگئی ہو بی بی!"

وہ مسکراکر بولی "میرا پیشہ ہی غلط لوگوں کے پاس جانا ہے۔ میں بالکل صحیح گاہک کے پاس آئی ہوں۔"

"سوری' میں نے غلط کہا تھا کہ غلط بندہ ہوں۔ مجھے شریف آدمی سمجھ کر معاف کردو اور یہاں سے جاؤ۔"

"تم ڈیڑھ گھنٹے سے سر جھکائے کیا سوچ رہے تھے؟"

میں نے حیرانی سے پوچھا "تم یہاں ڈیڑھ گھنٹے سے بیٹھی ہو؟"

"ہاں' میں نے ریستوران کے منیجر کو ٹائم نوٹ کرادیا تھا۔ میرے ڈیڑھ گھنٹے کی فیس ایک سو دس ڈالر ہوچکی ہے اور جتنی دیر چاہو تمہارے پاس رہوں گی۔"

"اوے کیا زبردستی ہے' میں نے تمہیں بلایا نہیں تھا۔"

"تو پھر جب آئی تھی اسی وقت انکار کردیتے۔"

"مجھے تو پتا بھی نہ چلا کہ تم کب آئی تھیں؟"

"یہ میری غلطی نہیں ہے۔ منیجر گواہ ہے کہ تم نے ڈیڑھ گھنٹے سے مجھے انگیج رکھا ہے اور اب پانچ منٹ اور گزر گئے ہیں۔"

میں نے جلدی سے دو سو ڈالر نکال کر اس کے آگے رکھتے ہوئے کہا "پیچھا چھوڑو۔"

"وہ نوٹ اٹھاکر پرس میں رکھنا چاہتی تھی' میں نے دماغ پر قبضہ جماکر اس کے ہاتھ سے نوٹ لے کر اپنی جیب میں رکھے پھر اس کے دماغ کو ڈھیل دیتے ہوئے اس کے ہاتھ سے پرس کی زپ لگائی اسے سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ ابھی اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ وہ اٹھ کر اسی شان سے گئی جیسے ایک اناڑی گاہک سے کچھ کھوئے بغیر دو سو ڈالر جیت کر جارہی ہو۔

میں نے ریستوران کا بل ادا کیا پھر ائرپورٹ کی طرف چل پڑا۔ پارس الپا کے ساتھ پہلے استنبول پھر پیرس جانا چاہتا تھا۔ میں بھی استنبول جارہا تھا۔ امید تھی وہاں بیٹے سے ملاقات ہوجائے گی۔ میں نے ائرپورٹ پہنچ کر بورڈنگ کارڈ حاصل کیا پرواز کا وقت ہوچلا تھا۔ میں طیارے میں آگیا۔ سیٹ پر بیٹھتے ہی لیلیٰ نے دماغ میں آکر کوڈ ورڈز ادا کئے۔ میں نے کہا "آؤ لیلیٰ! کیا میں صرف کام کے وقت یاد آتا ہوں؟"

"نہیں وہ بات یہ ہے کہ..."

وہ باتوں کے دوران شرماتی تھی' اٹک اٹک کر بولتی تھی۔ بہت اچھا لگتا تھا۔ شاید اس لئے اچھی لگتی تھی کہ میرے پاس آکر چھوٹی سی ہوجاتی تھی۔ اپنے میں سمٹ کر شرماتی تھی۔ اس نے کہا "بات یہ ہے کہ آجکل سسٹر سونیا کے پاس بہت مصروف رہتی ہوں۔ ابھی آپ سے بہت کام ہے۔ سلطانہ خطرات میں گھری ہوئی ہے۔ اس کے دماغ کو کمزور بنایا گیا ہے۔ مارٹن رسل اس کے خیالات پڑھنے والا ہے۔ آپ فوراً آئیں میں بھی اس کے دماغ میں موجود رہوں گی۔"

میں سیٹ بیلٹ باندھ کر سلطانہ کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ بہت زیادہ کمزوری محسوس کررہی تھی۔ میری اور لیلیٰ کی سوچ کو محسوس نہیں کررہی تھی۔ سلمان اسے اسٹیئرنگ سے ہٹاکر خود بیٹھ گیا۔ اب کار ڈرائیو کرتے ہوئے کہہ رہا تھا "مجھے افسوس ہے سلطانہ! انہوں نے میرے سامنے تمہیں جبراً انجکشن لگایا۔ میں اعتراض نہ کرسکا۔ وہ لوگ میرے ماتحت تھے اور ایسا کرنے پر مجبور تھے کیونکہ تم مجھے اپنے دماغ میں نہ آنے دیتی تھیں۔"

وہ نقاہت سے بولی "تم محبت سے دشمنی کررہے ہو اور جب دشمنی شروع ہوجائے تو محبت نہیں رہتی۔"

"مجھے غلط نہ سمجھو۔ میں اعلیٰ حکام کے اطمینان کے لئے تمہارے چور خیالات پڑھنا چاہتا ہوں۔"

"یہ اچھی بات نہیں ہے۔ میں تو تمہارے ملک کی وفادار ہوں۔ جب تم سے محبت ہے تو کیا تمہارے ملک اور تمہاری قوم سے محبت نہیں ہوگی۔"

"جب تم سچ بول رہی ہو' تمہارے دل میں کوئی کھوٹ نہیں ہے تو مجھے خیالات پڑھ لینے دو۔"

"تم اپنے اعلیٰ حکام سے کہہ دو کہ میرے خیالات پڑھ چکے ہو۔ میں سچی اور وفادار ہوں۔"

"تم مجھے جھوٹ اور فریب سکھارہی ہو۔"

"یہ بات نہیں ہے۔ دراصل عورت اپنے مرد کے لئے خوبصورت اور کھٹے میٹھے سے جذبے کو چھپاکر رکھتی ہے۔ اسے اپنے مرد پر بھی ظاہر نہیں کرتی۔ میں بھی تم سے کچھ بڑ...

رکھنا چاہتی ہوں۔ پردہ نہ ہو تو عورت کی آدھی کشش ختم ہو جاتی ہے۔"

"میں تمہاری یہ بات تسلیم کرتا ہوں۔ مگر اپنے فرض سے مجبور ہوں۔ یہ لو تمہارا بنگلا آگیا۔ یہاں میں تمہارے خیالات پڑھوں گا۔"

میں نے احاطے میں داخل ہو کر گاڑی روکی۔ باہر آیا۔ دوسری طرف کا دروازہ کھول اسے سہارا دیا۔ وہ بولی "بہت کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔ میں اپنے بیڈ روم تک کیسے جاؤں گی؟"

جواب میں سلمان نے اسے دونوں بازوؤں میں اٹھالیا۔ وہ بولی "نہیں نہیں، یہ کیا کرتے ہو، مجھے نیچے اتارو۔"

"تم نے کہا تھا چل نہیں سکو گی۔"

"میں نے اٹھانے کے لئے نہیں کہا تھا۔ مجھے شرم آرہی ہے۔ پلیز اتار دو۔"

وہ اسے اٹھائے ہوئے بیڈ روم میں آیا پھر بستر پر لٹادیا۔ اس کے بعد بولا "آنکھیں بند کرکے آرام سے لیٹی رہو۔ کوئی بات نہ کرنا۔"

اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ سلمان اس کے دماغ میں آگیا۔ ویسے اس کا دماغ کمزور پڑتے ہی مارٹن رسل پہنچ چکا تھا اور چپکے چپکے اہم معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس سے پہلے لیلیٰ اس کے چور خیالات کو مقفل کرچکی تھی اور بہن کے لہجے میں کمزوری سے بول رہی تھی۔ مارٹن رسل سوال کر رہا تھا وہ جیسے بے اختیار جواب دے رہی تھی۔ "میرا نام سلطانہ شیخ ہے۔ باپ کا نام شیخ غلام علی ہے۔ میرا باپ مسلمان اور ماں یہودی تھی۔ دونوں کا انتقال ہوچکا ہے۔ میں نے بڑی لگن سے علم نجوم حاصل کیا۔ قیافہ شناس بھی ہوں۔ اس علم کی مدد سے میں اخبارات کے لئے بڑی کامیاب رپورٹنگ کرلیتی ہوں۔"

مارٹن نے پوچھا "تمہارے دماغ میں کون آتا ہے؟"

وہ بولی "پہلی بار مسٹر ارے رے آئے تھے۔ میں اپنے اندر بے چینی محسوس کرنے لگی تھی۔ جب میں نے بے اختیار سانس روکی تو مجھے سکون مل گیا۔ مسٹر ارے رے نے بتایا کہ وہ میرے دماغ میں آئے۔ میں نے سانس روک کر انہیں باہر کردیا تب میری سمجھ میں آیا کہ اپنے اندر بے چینی محسوس ہو تو سانس روک لینا چاہئے۔ اس کے بعد میں نے اپنے محبوب کو دماغ میں آنے نہیں دیا۔"

"کوئی دوسرا آتا ہے؟"

"پتا نہیں۔ دو چار بار میں نے بے اختیار سانس روک لی تھی۔ میرا محبوب مجھ سے میلوں دور رہتا ہے۔ شاید وہی آتا ہو۔ آج ملاقات ہونے پر میں نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ یوں میرے اندر چپ چاپ آنے کی کوشش نہ کیا کرو۔ سوچ کر شرم آتی ہے کہ وہ پیار بھرے جذبوں کو پڑھ رہا ہے۔"

"تمہاری الماری سے ایک خط برآمد ہوا ہے، اسے عربی زبان میں کس نے لکھا ہے؟"

"میری ایک سہیلی لیلیٰ نے لکھا ہے۔"

"وہ تحریر شیخ الفارس سے ملتی جلتی ہے۔"

"یہ شیخ الفارس کون صاحب ہیں؟"

"تم انجان بن رہی ہو۔ حقیقت چھپا رہی۔"

"میں تو تمہارے بس ہوں، ہزار کوشش کروں تب بھی کچھ نہیں چھپاسکوں گی۔"

"کسی نے ریکارڈ روم کے انچارج کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹریپ کیا تھا۔ اسے شیخ الفارس کا اصل خط ہمارے پاس پہنچانے سے روکا تھا۔ کوئی یہ نہیں چاہتا تھا کہ تمہارے پاس سے ہمیں جو خط ملا، ہم اس کا موازنہ شیخ الفارس کے خط سے کریں۔ ایسی حرکتوں سے پتا چلتا ہے کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے دماغ میں آتا ہے اور تم اسے محسوس نہیں کرتیں۔"

"میرا دماغ حساس ہے۔ یقین نہ ہو تو مسٹر ارے رے سے معلوم کرلو۔"

"میں مانتا ہوں تم بہت حساس ہو۔ لیکن کسی نے تمہاری لاعلمی میں تم پر تنویمی عمل کیا ہے۔ تمہارے دماغ کو اپنی مخصوص سوچ کی لہروں کے لیے بے حس بنا دیا۔"

"کیا ایسا ممکن ہے؟ کسی نے مجھ پر تنویمی عمل کیا اور مجھے خبر نہ ہوئی۔"

"تنویمی عمل کے دوران اپنے معمول کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اس عمل کو بھول جائے تو وہ تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد اپنے عامل کو بھول جاتا ہے۔"

"تم جو کہہ رہے ہو میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتی۔"

"جان جاؤ گی۔ میں ابھی تم پر عمل کروں گا، اس عمل کے بعد تم میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گی۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "نہیں میں ایسا عمل نہیں کرنے دوں گی۔ کسی عورت کے دماغ میں چوری چھپے آنا شرافت نہیں ہے۔"

سلمان نے کہا "مسٹر! تم جنرل کے خاص آدمی ہو۔ میں نے اس حد تک تمہیں خیالات پڑھنے کا موقع دیا ہے اور جتنا پڑھنا چاہو پڑھ لو۔ جنرل کو رپورٹ دو۔ یہ دشمن نہیں ہے۔ مجھے دل و جان سے چاہتی ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ میری ہونے والی شریکِ حیات کے دماغ میں تم چپ چاپ آتے جاتے رہو۔"

مارٹن رسل نے کہا "سپر ماسٹر ارے رے! میں آپ کی عزت کرتا ہوں مگر جنرل کے حکم سے مجبور ہوں۔

صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

"جنرل کے پاس آؤ ہم ان سے بات کریں گے۔"

وہ دونوں جنرل کے پاس آئے۔ اس نے سلمان کا اعتراض سن کر کہا "سپر ماسٹر ارے رے! فرض کے سامنے تمہاری محبت کی اہمیت نہیں ہے۔ اگر تمہیں اعتراض ہے کہ تمہاری ہونے والی بیوی کے دماغ میں مارٹن نہ جائے تو تم اسے بیوی نہ بناؤ۔"

سلمان نے کہا "میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔ میں اس پر تنویمی عمل کر کے اس کے اندر رہا کروں گا۔ وہ میری بیوی ہو گی پھر میں اسے نہیں بتاؤں گا کہ میں چپ چاپ اس کے خیالات پڑھتا ہوں اور آپ کو بتاتا ہوں۔"

"بے شک تم ایسا کر سکتے ہو۔ لیکن یہ کام میں مارٹن سے لینا چاہتا ہوں۔ تم میرے طریقِ کار پر اعتراض نہیں کر سکتے۔"

"میں اپنے ذاتی معاملات پر اعتراض کر سکتا ہوں اور سلطانہ کا تعلق میری ذات سے ہے۔ مارٹن اس کے چور خیالات پڑھ چکا ہے۔ وہ معصوم ہے، کسی سازش میں ملوث نہیں ہے۔"

"لیکن وہ انجان ہے۔ کوئی اس کی لاعلمی میں اس کے اندر رہتا ہے اور تمہاری باتیں سنتا رہتا ہے۔ جیسا کہ آج اس نے الماری سے ملنے والے خط کے بارے میں سن لیا اور فوراً اپنے طور پر حماقت کر بیٹھا۔ اس کی حماقت نے بھید کھول دیا۔"

"اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہ انجانے میں آلۂ کار بن گئی ہے تب بھی وہ بے قصور ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ابھی اس سے دور ہو جاؤں گا بلکہ اسے استنبول جانے کا حکم دوں گا۔ سپر ماسٹر کے عہدے سے سبکدوش ہونے کے بعد اس سے شادی کروں گا۔ لیکن یہ نہیں چاہوں گا کہ میری ہونے والی شریکِ حیات کے دماغ میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود رہے۔"

"اور وہ دشمن جو چپ چاپ موجود رہتا ہے اسے کیسے نکالو گے؟"

"میں اسے ڈھونڈ نکالنے کی پوری کوشش کروں گا۔"

"جب ڈھونڈ نکالو گے تب مارٹن بھی اس کے اندر سے نکل جائے گا، ابھی بحث میں وقت ضائع نہ کرو۔ مارٹن! میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ سلطانہ پر تنویمی عمل کرو۔"

سلمان پریشان ہو کر سونیا کے پاس آیا اسے تمام روداد سنا کر بولا "جنرل مجھ سے بدظن ہو گیا ہے۔ میں ایک گھنٹا پہلے مارٹن کی موجودگی میں چپ چاپ اس کے اندر گیا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا، سلطانہ دشمن کی آلۂ کار ثابت ہوئی تو سابقہ سپر ماسٹر کی طرح مجھے بھی گولی مار دی جائے گی۔"

سونیا نے کہا "مارٹن سے خیال خوانی کے ذریعے کام لینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تم پر اعتماد نہیں کرتا۔ جہاں بھروسا اٹھ جائے وہاں نہیں رہنا چاہئے۔ لیلیٰ سے کہو مارٹن کے تنویمی عمل کو چپ چاپ ناکام بنائے، تم ادارے میں جا کر جناب علی اسد اللہ تبریزی سے مشورہ کرو۔ برائن وولف کو بھی تمام حالات بتاؤ پھر جو سب کا فیصلہ ہو اس پر عمل کرو اور مجھے فیصلے سے آگاہ کرو۔"

اس نے لیلیٰ سے کہا کہ وہ مارٹن کے عمل کو ناکام بناتی رہے۔ وہ ابھی برائن وولف اور تبریزی صاحب سے مشورہ کر کے آئے گا۔ لیلیٰ نے کہا "تم جناب علی اسد اللہ تبریزی کے پاس جاؤ۔ میں وولف کو حالات بتا دوں گی۔"

سلمان میرے پاس آنا چاہتا تھا۔ لیلیٰ اس کا راستہ بدل کر میرے پاس آئی، مجھے ضروری باتیں بتانے کے بعد پوچھا "اب کیا ہو گا، میں مارٹن کو تنویمی عمل سے روک سکتی ہوں۔ لیکن بعد میں بھید کھل جائے گا کہ عمل ناکام رہا ہے۔ نیویارک میں سلطانہ اور سلمان کے لئے خطرات بڑھ جائیں گے اور وہ اس ملک سے باہر نہیں جا سکیں گے۔"

میں نے کہا "بس اتنی سی بات سے پریشان ہو گئی ہو۔"

"تم اسے معمولی سی بات کہہ رہے ہو؟ کیا خطرہ نہیں ہے؟"

"خطرہ ضرور ہے.... سلطانہ کے پاس چلو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ خطرات کو کھلونا بنا کر کس طرح کھیلا جاتا ہے۔"

ہم سلطانہ کے پاس آئے۔ مارٹن رسل وہاں موجود تھا۔ سلطانہ سے کہہ رہا تھا "تنویمی عمل کے لئے خوشی سے راضی ہو جاؤ۔ ورنہ میں تمہیں گہری نیند سلا کر تمہارے خوابیدہ دماغ پر عمل کروں گا۔"

وہ پریشان ہو کر سلمان کو آواز دے رہی تھی "مسٹر ارے رے! تم کہاں ہو؟ تمہاری محبت مجھے نقصان پہنچا رہی ہے۔"

مارٹن نے کہا "ہمارا سپر ماسٹر بھی مجبور ہے۔ میں اس کی بہت عزت کرتا ہوں۔ لیکن جنرل کا حکم ماننا لازمی ہے۔"

میں نے سلمان کے لہجے میں کہا "مارٹن! مجھے خوشی ہے کہ تم میری مدد کرتے ہو۔ اگر تم مجھ پر بھروسا کرو تو ہم ایک تدبیر پر عمل کر کے سلطانہ کے اندر چھپے ہوئے دشمن کو بے نقاب کر سکتے ہیں۔"

"مجھے آپ پر بھروسا ہے لیکن جنرل...."

میں نے بات کاٹ کر کہا "جنرل کے حکم پر ضرور عمل کرو مگر یہ بھی تو سوچو، اگر کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا سلطانہ کے اندر چھپا رہتا ہے تو...."

میں بولتے بولتے رک گیا۔ اس نے پوچھا "کیا بات ہے؟ چپ کیوں ہو گئے؟"

میں نے کہا "میں آگے کچھ کہوں گا تو وہ دشمن خیال خوانی کرنے والا بھی سنے گا۔"

"ہاں۔ وہ ضرور سنے گا۔"

"ٹھہرو، میں ابھی آتا ہوں۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہوا پھر مارٹن کے دماغ کی طرف چھلانگ لگائی۔ وہ سانس روکنا چاہتا تھا۔ میں نے جلدی سے کہا۔ "میں ہوں سپر ماسٹر ارے رے۔ ہمارے درمیان کوڈ ورڈز مقرر نہیں ہیں۔ اگر میں سلطانہ کے دماغ میں رہ کر تم سے کہتا کہ تمہارے دماغ میں آرہا ہوں تو وہ دشمن خیال خوانی کرنے والا بھی چپ چاپ تمہارے اندر آجاتا۔"

وہ قائل ہو کر بولا "یہ آپ نے دانشمندی سے کام لیا ہے۔ آپ کچھ کہتے کہتے رک گئے تھے؟"

"میں کہہ رہا تھا اگر دشمن سلطانہ کے اندر موجود ہے تو وہ تمہارے تنویمی عمل کو ناکام بنا دے گا۔"

"ہاں، یہ بات میرے ذہن میں ہے لیکن جنرل نہیں مانے گا۔ وہ تو یہی کہے گا کہ میرے عمل کی ناکامی سے بھی دشمن کی موجودگی ظاہر ہو جائے گی۔ یہ ثابت ہو جائے گا کہ سلطانہ اس کی آلۂ کار ہے۔"

میں نے دیکھا کہ وہ روانی میں بول رہا ہے اور مجھے اس کے اندر اچھی طرح جم جانے کا موقع ملا ہے تو میں نے اچانک ہی دماغ کو زبردست جھٹکا پہنچایا۔ اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ کرسی سمیت پیچھے کی طرف الٹ گیا۔ اس کا سر بری طرح دکھ رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ وہ فرش پر پڑا کراہ رہا تھا۔ جب اندھیرا چھٹنے لگا، تکلیف ذرا سی کم ہوئی تو اس نے کراہتے ہوئے کہا "ماسٹر! تم ایک عورت کی خاطر اپنے خیال خوانی کرنے والے سے دشمنی کر رہے ہو۔"

"الو کے پٹھے، میں تمہارا سپر ماسٹر نہیں ہوں۔ تم وہی مارٹن ہوتا جو جبریل گرانٹ کے اندر چھپا رہتا تھا اور اس انسانی روبوٹ کے ذریعے پارس کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا۔ اب میں تمہارے اندر رہا کروں گا اور تمہیں خبر نہیں ہوا کرے گی۔"

وہ چیخ کر بولا "تم ایسا نہیں کر سکتے۔"

میں نے دوسری بار جھٹکا پہنچایا۔ وہ فرش پر مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ اب اس میں چیخنے کی بھی توانائی نہیں رہی تھی۔ وہ دم توڑنے والے مریض کی طرح بڑی کمزوری سے کراہ رہا تھا۔ میں نے لیلیٰ کے پاس آکر کہا "چلو، میں تمہیں مارٹن کے دماغ میں آنے کی دعوت دے رہا ہوں۔"

وہ حیرت سے بولی "مارٹن کے دماغ میں، کیا وہ سانس نہیں روکے گا؟"

"تم آؤ تو سہی۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی مارٹن کے دماغ میں آئی۔ میں بھی آگیا۔ اس نے کہا "یہ تو مردے کی طرح پڑا ہوا ہے۔ تم نے اس کے اندر کیسے جگہ بنالی؟"

"میں نے پچھلی بار کہا تھا کہ تمہارے کسی کام آکر مجھے خوشی ہو گی۔ دراصل تمہارے کام آنے کی لگن اور جذبے نے مجھے اس کے اندر پہنچا دیا۔"

"تم باتیں خوب بناتے ہو۔"

"پہلے کام کرتا ہوں پھر بات کرتا ہوں۔ کام ہو جائے تو اسے باتیں بنانا نہیں کہتے۔ یہ درست ہے کہ براہِ راست تمہارا کوئی کام نہیں کیا ہے۔ تمہاری بہن کو دشمن کے تنویمی عمل سے بچایا ہے۔ مجھے بتاؤ، تمہارے کس کام آسکتا ہوں؟"

وہ ہنستی ہوئی بولی "تم نے میری بہن کو بچا کر میرا ہی کام کیا ہے۔ یہ بتاؤ اس ذبح ہونے والے بکرے کا کیا ہو گا؟ کیا اب جنرل سے کھلی دشمنی ہو گی، سلمان سپر ماسٹر نہیں رہے گا؟"

"ضرور رہے گا، اسے سپر ماسٹر کے عہدے پر قائم رکھنے کے لئے میں نے مارٹن کو شکار کیا ہے۔ تم اس پر تنویمی عمل کرو، یہ تمہاری مرضی کے مطابق جنرل کو رپورٹ دے گا کہ سلطانہ کسی کی آلۂ کار نہیں ہے اور وہ تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔"

"واقعی اب تو ہم بڑے فائدے اٹھا سکتے ہیں۔"

"تو پھر اٹھاؤ فائدہ، عمل شروع کرو۔ میں سونیا اور سلمان کے پاس جا رہا ہوں۔"

میں سونیا کے پاس آیا، وہاں سلمان کہہ رہا تھا "محترم تبریزی صاحب نے فرمایا ہے کہ جنرل پے در پے نقصان اٹھاتا جا رہا ہے۔ وہ سلطانہ پر شبہ کرتا رہے گا پھر ٹیلی پیتھی جاننے والے سپر ماسٹر کی لاعلمی میں مارٹن سے کام لینے کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ مجھ پر سے اعتماد اٹھ گیا ہے۔ ان حالات میں مجھے اور سلطانہ کو یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنا چاہئے۔"

میں نے کہا "میں موجود ہوں، سلمان کا راستہ صاف کر چکا ہوں۔ مارٹن ہماری مٹھی میں آگیا ہے، وہ ہماری مرضی کے مطابق جنرل کو رپورٹ دے گا۔"

میں نے تفصیلات بتائیں۔ سلمان نے خوش ہو کر کہا۔ "مسٹر وولف! تم نے کمال کر دیا۔ بازی بالکل ہی پلٹ دی۔"

میں نے "ہاں، مگر بے چاری سلطانہ۔ ایک افسوسناک خبر ہے۔"

سلمان نے گھبرا کر پوچھا "کیا ہوا؟"

میں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا "وہ اپنے بستر پر تنہا پڑی ہے، تمہیں پکار رہی ہے۔"

سونیا ہنسنے لگی۔ وہ جھینپ کر بولا "میں جا رہا ہوں۔"

وہ چلا گیا' سونیا نے کہا "بے چارے کو سب ہی چھیڑتے ہیں۔"

"تم جزیرے میں کیا کر رہی ہو؟"

"اب تک تین خیال خوانی کرنے والے جوانوں کو ٹرپ کر چکی ہوں۔"

"کس طرح ٹرپ کر رہی ہو؟"

"اپنی انگوٹھی کے ذریعے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے جوان جزیرے کی سیر کے لئے اور صبح دوڑ لگانے کے لئے چھاؤنی سے باہر آتے ہیں۔ میں نے اب تک موقع پا کر تین جوانوں سے مصافحہ کیا ہے اور انگوٹھی کی خفیہ سوئی سے اعصابی کمزوری کی دوا انجیکٹ کی ہے۔ ایسے وقت لیلیٰ میرے پاس رہتی ہے۔ شکار ہونے والے جوانوں کو فوراً سنبھال لیتی ہے۔ پھر ان پر تنویمی عمل کر کے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیتی ہے۔"

"اس وقت چھاؤنی میں شکار کھیلنے کے لئے اور کتنے جوان رہ گئے ہیں؟"

"آٹھ عدد رہ گئے ہیں۔"

"ذرا جلدی کرو۔ یہ آٹھ بھی قابو میں آ جائیں تو زبردست کامیابی ہو گی۔ اگرچہ میں نے سلمان کے سر سے خطرہ ٹال دیا ہے۔ مگر جنرل بہت شکی ہے۔ اب سلمان اور سلطانہ کے پیچھے پڑا رہے گا۔ سلمان پر بے اعتمادی کے باعث ٹیلی پیتھی جاننے والے جوانوں کو جزیرے سے نکال کر ایسی جگہ پہنچاوے گا جس کا علم سلمان کو نہیں ہو گا۔ ہمیں بھی ان کی خبر نہیں ملے گی۔"

"میں سوچ رہی ہوں سلطانہ اور سلمان کو موقع پا کر یہاں سے چلے جانا چاہئے۔ ان ٹیلی پیتھی جاننے والے جوانوں کی فکر نہ کرو۔ ان کے درمیان لیلیٰ کے تین آلۂ کار ہیں۔ آج شام تک اور اضافہ ہو جائے گا۔ انہیں جہاں بھی منتقل کیا جائے گا ہمیں خبر ہو جائے گی۔"

"میں تم سے متفق ہوں' سلمان کے لئے خطرات بڑھتے جا رہے ہیں۔ وہ ایک بار بچ گیا' ہو سکتا ہے اگلی بار ہماری تدبیر کام نہ آئے۔"

"دونوں کو ایک ساتھ یہاں سے غائب ہونا چاہئے۔ ورنہ ایک رہ جائے گا تو جنرل سارا غصہ اس پر اتارے گا۔ ان کے لئے کچھ کرو۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا' طیارے کی پرواز جاری تھی۔ میں آنکھیں بند کئے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے آنکھیں کھولتے دیکھ کر ائر ہوسٹس میرے پاس سے گزرتے ہوئے رک گئی۔ مسکرا کر بولی "دو گھنٹے سے سو رہے ہو۔ کیا رات جاگتے رہے تھے؟"

میں نے چونک کر کہا "تم نے خوب یاد دلایا۔ میں پچھلی تمام رات جاگتا رہا تھا۔ مصروفیات کے باعث سو نہ سکا۔ اب ذرا نیند پوری کرنے کے لئے سو رہا ہوں' ڈسٹرب نہ کرنا۔"

میں آنکھیں بند کر کے ائر ہوسٹس کے دماغ میں پہنچا۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر مجھے دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی "کیا یہ پاگل ہے؟ کہتا ہے پچھلی رات سے جاگ رہا ہے۔ اگر جاگ رہا ہے تو دو گھنٹے سے آنکھیں بند کئے کیا کر رہا تھا؟"

وہ مجھ پر جھک گئی دھیمی آواز میں بولی "میں ڈسٹرب نہیں کروں گی۔ اتنا بتا دو' کیا آنکھیں بند کر کے جاگتے رہتے ہو؟"

"ہاں' آنکھیں کھولنے سے تم آتے ہی گزر جاتی ہو۔ میں نے بند آنکھوں میں تمہارا حسین سراپا قید کر لیا ہے۔ اب تم کہیں نہیں جا سکو گی۔"

وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ مجھے پچھلی رات ساحلی کاٹیج میں تین گھنٹے تک سونے کا موقع ملا تھا۔ اب بھی ذرا فرصت تھی' لیلیٰ مارٹن پر تنویمی عمل کر رہی ہو گی۔ وہ تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد جنرل کے پاس رپورٹ دینے جائے گا۔ میں نے ائر ہوسٹس کی سوچ سے معلوم کیا' وہ طیارہ تین گھنٹے بعد استنبول پہنچے گا۔ میں نے دماغ کو دو گھنٹے تک سونے کی ہدایت کی پھر گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

اگر میں مصروف رہنا چاہوں تو سونے کا موقع کبھی نہیں ملے گا۔ ابھی مجھے علی اور سونیا ثانی کے پاس جانا تھا۔ بہتر ہوتا ان کی خیریت معلوم کرنے کے بعد سوتا لیکن وہاں جا کر ان کے ساتھ کچھ نئے مرحلوں سے گزرنا پڑتا۔ یہی حال پارس کا ہو گا۔ الپا بھی اس کے لئے کبھی دردِ سر بن جاتی تھی اور کبھی محبت سے قربان ہونے لگتی تھی۔ وہ پارس کے لاعلمی میں اسرائیلی جنرل سے رابطہ کرتی ہو گی اور اسے اپنے حالات بتاتی ہو گی۔ اس طرح یہودی تنظیم کے لوگ پارس کو کہیں بھی گھیر سکتے تھے۔ یہ ایسی فکریں اور اندیشے تھے کہ ایک باپ کو نیند نہیں آ سکتی تھی۔ لیکن اولاد ہمیشہ ٹیلی پیتھی کا سہارا لینے سے انکار کرتی آئی تھی۔ کبھی بہت زیادہ مجبوری ہو تو الگ بات ہے' وہ خود مجھے پکار لیا کرتے تھے جیسا کہ پچھلی بار پارس نے لبنان کی سرحد پار کرنے کے لئے مجھے بلایا تھا۔ دراصل میرے دونوں بیٹے مجھے زیادہ سے زیادہ آرام کرنے کا موقع دیتے تھے۔

دو گھنٹے بعد میری نیند پوری ہو گئی۔ مسافروں کے سامنے رات کا کھانا لایا جا رہا تھا۔ میں سیٹ بیلٹ کھول کر ٹوائلٹ کی طرف جانے لگا۔ اسی ائر ہوسٹس نے مسکرا کر مجھے دیکھا۔ پھر قریب آنے پر کہا "شکر ہے' کھانے کے وقت آنکھ کھل گئی۔ کیا کھانے کے بعد بھی سونے کا ارادہ ہے؟"

"کیا تم سونے دو گی؟"

"ہاں ضرور۔"

"مگر یہاں تو ہمارے سونے کی جگہ نہیں ہے۔"

اس نے ایک دم جھینپ کر مجھے دیکھا۔ میں پلٹ کر ٹوائلٹ میں چلا گیا۔ وہ غصے سے سوچ رہی تھی "یہ پکا بدمعاش ہے۔"

عجیب بات ہے کہ غصے سے سوچنے کے باوجود اندر سے گدگدی محسوس کر رہی تھی۔ عورتوں کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ وہ بعض بدمعاشوں پر غصہ دکھاتی ہیں مگر اندر ہی اندر پُرطمانیت سی طمانیت محسوس کرتی ہیں۔ یہ بات اس لئے یقینی ہے کہ میں ایسی عورتوں کے اندر پہنچ کر انہیں سمجھتا ہوں۔ یہ جو مردوں کی بدمعاشیاں بڑھتی جا رہی ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ بیبیاں اوپر سے منہ بگاڑ کر اونہہ کہتی ہیں اور اندر سے ہائے.....

میں واپس آ کر سیٹ پر بیٹھ گیا اور وہ میرے لئے کھانے کی ٹرے لائی جبکہ یہ اس کی ڈیوٹی نہیں تھی۔ دوسری تین ائر ہوسٹس یہ فرائض انجام دے رہی تھیں۔ میں نے اس کی سوچ پڑھی' پتا چلا اس نے اپنی ساتھی لڑکیوں سے کہا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے کھانا مجھے دے گی اور کھانے کے بعد کافی میں ایسی دوا ملائے گی کہ میں ٹوائلٹ میں جا کر نکل نہیں سکوں گا۔ اٹھنا چاہوں گا تو پھر بیٹھ جاؤں گا۔ وہ اپنے کسی عزیز کی فرمائش پر یہ دوا اسکندریہ سے استنبول لے جا رہی تھی اور اب مجھ پر آزما رہی تھی۔

جب اس نے کافی تیار کی تو میں نے اسے غائب دماغ بنا کر وہ کافی پلا دی۔ آخری گھونٹ کے بعد دماغ کو ڈھیل دی تو گھبراہٹ میں پیالی ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اس کی ساتھی نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ پریشان ہو کر بولی "وہ... وہ میں نے ایک غلط دوا کھا لی ہے۔"

وہ دوڑتی ہوئی ٹوائلٹ میں گئی۔ دروازے کو بند کر کے منہ میں انگلیاں ڈال کر قے کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ میں نے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔ جب اس کی انگلیاں منہ کے اندر حلق تک پہنچتی تھیں تو میں دماغ کو بے حس بنا دیتا تھا جس کے باعث ابکائی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ وہ پریشان ہو کر باہر آئی' اسٹیورڈ سے بولی "مجھے طبی امداد کی ضرورت ہے۔"

اسٹیورڈ نے کہا "مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ تم نے کوئی غلط دوا کھائی ہے۔ وہ کس قسم کی دوا تھی؟"

"موشنز کے لئے تھی۔ میں نے بہت زیادہ خوراک لی ہے۔ میری حالت خراب ہو جائے گی۔ میں طیارے کے ٹوائلٹ سے باہر نہیں نکل سکوں گی۔"

"تمہیں زیادہ مقدار میں ایسی دوا کھانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"تم سوالات ہی کرتے رہو گے یا میرے کام بھی آؤ گے۔"

"ہمارے فرسٹ ایڈ بکس میں ایسی دوا موجود نہیں ہے جس کے ذریعے تمہیں قے کرائی جا سکے۔ شاید مسافروں میں کوئی ڈاکٹر ہو گا۔"

انہوں نے اناؤنس کیا کہ ایک ائر ہوسٹس اچانک بیمار ہو گئی ہے۔ طیارے میں کوئی ڈاکٹر ہو تو وہ اسٹیورڈ کے کمرے میں آ جائے۔ میں نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیں پھر سلمان کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کہا۔ "مارٹن ایک گھنٹے کی تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد جنرل کے پاس گیا تھا۔ اسے رپورٹ دی تھی کہ سلطانہ پر تنویمی عمل ہو چکا ہے۔ اس نے معمول بن کر بھی وہی بیان دیا ہے جو پہلے اس کے خیالات پڑھنے سے معلوم ہوا تھا۔ جنرل نے مارٹن کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر دو چار منٹ کے بعد سلطانہ کے دماغ میں جاتا رہے۔ اگر کوئی عامل چھپا ہو گا تو اسکی آواز ضرور سنائی دے گی۔"

میں نے پوچھا "کیا جنرل کے دماغ میں اتنی سی بات نہیں آتی کہ کوئی عامل چھپا ہوتا تو مارٹن تنویمی عمل نہ کر پاتا؟"

"وہ سمجھنا نہیں چاہتا۔ مسلسل ناکامیوں نے اسے چڑچڑا بنا دیا ہے۔ بہتر ہے' ہم محترم تبریزی صاحب اور مسز کے مشوروں کے مطابق اس ملک سے چلے جائیں۔"

"یہاں سے جانے کے لئے پہلے جنرل کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہو گا۔"

"یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ وہ بہت محتاط رہتا ہے۔ اس کے باڈی گارڈز ہیں۔ دونوں یوگا کے ماہر ہیں۔"

"اس کی فیملی کے ممبرز کتنے ہیں؟"

"وہ تنہا رہتا ہے۔"

"کوئی ملازم تو ضرور ہو گا؟"

"ایک باورچی ہے جو جنرل کے سامنے نہیں آتا کھانے تیار کرنے کے بعد پچھلے دروازے سے باہر چلا جاتا ہے۔"

"کوئی فیملی ڈاکٹر ہے؟"

"ہاں' ایک فوجی ڈاکٹر ہے۔ میں اسے جانتا ہوں۔"

"کیا وہ بھی یوگا کا ماہر ہے؟"

"نہیں۔ میں نے ایک بار اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کیا تھا کہ جنرل کو کوئی بیماری ہے۔ پتا چلا کہ بے خوابی کا مرض ہے۔ اسے کام کی زیادتی کے باعث نیند نہیں آتی۔"

میں نے پوچھا "پھر کیا مشکل ہے۔ وہ نیند کی دوا کھا کر سوتا ہو گا۔"

"یہ معلوم کرنا ہو گا کہ وہ ہر رات دوا استعمال کرتا ہے یا نہیں؟"

"یہ بات ڈاکٹر سے معلوم ہو سکتی ہے۔"

"ہاں اب یہ مرحلہ آسان دکھائی دے رہا ہے۔ دراصل

پیا کبھی میں نے جنرل کے دماغ میں جگہ بنانے کے متعلق سوچا نہیں تھا۔ اس کی ضرورت نہیں تھی۔"

"اب ضرورت ہے۔ ابھی ڈاکٹر کے پاس چلو۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ میں اس کے ساتھ ڈاکٹر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کی سوچ پڑھ کر معلوم ہوا کہ جنرل دوا کے بغیر سو ہی نہیں سکتا۔ نیند لانے کے لئے اسے اچھی خاصی خوراک نگلنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ میں نے سلمان سے کہا۔ "اب یہ تمہارا کام ہے۔ رات کے ایک یا دو بجے اس کے خوابیدہ دماغ میں جاؤ اور اس مغرور کھوپڑی کو اپنے شکنجے میں لے لو۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہوا۔ طیارہ رن وے پر اتر چکا تھا۔ مسافر اپنا اپنا سامان اٹھا رہے تھے۔ میرے پاس کوئی سامان نہیں تھا۔ میں طیارے کی سیڑھی کی طرف آیا۔ اودھر ٹوائلٹ تھا۔ میں نے دیکھا دو ائر ہوسٹس اس ائر ہوسٹس کو سہارا دے کر ٹوائلٹ میں لا رہی تھیں جس نے جلاب کی کافی پی تھی۔ ادھر ایک گھنٹے میں اس کی حالت خراب ہو گئی تھی۔ ٹوائلٹ آتے جاتے نڈھال ہو گئی تھی۔ اس وقت بھی وہ ٹوائلٹ سے نکل کر آئی۔ چند قدم چلنے کے بعد اپنی ساتھی لڑکیوں سے بولی۔

"میں مر جاؤں گی۔ مجھے پھر ٹوائلٹ میں لے چلو۔"

میں نے اس کی سوچ میں کہا "میں یہ کیوں بھول گئی تھی کہ جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اس میں گرتا ہے۔"

وہ ٹوائلٹ کے اندر گئی میں دماغ سے باہر آگیا۔ امیگریشن کاؤنٹر سے گزر کر تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ گیا۔ یہ معلوم کرنا تھا کہ پارس کہاں ہے؟ وہ بھی استنبول پہنچ گیا ہے یا نہیں۔

میں الپا کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کی دماغی توانائی بحال ہو گئی تھی۔ میرے سوا کسی کو بھی دماغ میں محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی تھی۔ پارس اس کے ساتھ استنبول پہنچ گیا تھا دونوں ایک ہوٹل میں تھے۔ ابھی وہ تنہا بستر پر لیٹی خیال خوانی میں مصروف تھی، اسرائیلی جنرل سے کہہ رہی تھی "ہم ہوٹل پرل انٹرکان میں ہیں۔ پارس کہیں باہر گیا ہوا ہے۔ اس شہر میں ہماری یہودی تنظیم کا جو سربراہ ہے مجھے اس کی آواز سنائیں یا اس کا فون نمبر بتائیں۔"

جنرل نے اپنے ماتحت کو حکم دیا "فوراً استنبول کے یہودی سربراہ کا کانٹیکٹ نمبر اور پتا معلوم کر کے بتاؤ۔"

پھر اس نے الپا سے پوچھا "کیا ہم سمجھ لیں کہ ڈمی پارس باغی ہو گیا ہے؟"

"نہیں، وہ وفادار ہے۔ ملک اور قوم کے لئے جان دے سکتا ہے۔ دراصل مجھ سے اختلاف ہے۔ وہ کہتا ہے، میں اسرائیل میں رہ کر اس پر حکومت کرتی ہوں اور محبت کرنے والی عورت کی حکومت وہ برداشت نہیں کر سکتا۔"

"تم نے اسے اپنی تنہائی میں ایک مقام دے کر سر پر چڑھا لیا ہے۔ اس نالائق سے کہو، محبت جیسی حماقتوں میں مبتلا نہ رہے۔ اپنے فرائض کو اہمیت دے۔"

"وہ کہتا ہے کرۂ ارض کے کسی بھی ملک میں رہ کر فرائض ادا کر سکتا ہے۔ وہ سیدھی طرح قابو میں نہیں آئے گا۔ دو ہی صورتیں ہیں۔ ہمارے آدمی اسے اغوا کر کے اسرائیل پہنچائیں یا کسی طرح اس کا دماغ کمزور بنا دیں پھر میں اسے ٹیلی پیتھی کی چنگی میں پکڑ کر لے آؤں گی۔"

جنرل نے اسے کانٹیکٹ نمبر اور پتا بتاتے ہوئے کہا "تم آدھے گھنٹے بعد ہماری تنظیم کے سربراہ سے باتیں کرو۔ پہلے میں ٹرانسمیٹر کے ذریعے اسے تمہاری اہمیت بتاؤں گا تاکہ وہ تمہارے تمام احکامات پر فوراً عمل کرتا رہے گا۔"

وہ رابطہ ختم کر کے دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ پارس کے متعلق سوچنے لگی کہ وہ کہاں گیا ہو گا؟ وہ چاہتی تھی اس کا مرد اس کی اجازت کے بغیر کہیں نہ جائے۔ ہر معاملے میں اس کی رضامندی حاصل کیا کرے۔ پارس اس کے برعکس تھا۔ اپنی باتیں منوانے والا ضدی، سرکش تھا۔ وہ اسرائیل [illegible] ملکہ کا درجہ رکھتی تھی اور پارس نے اس ملکہ کو طمانچے مارے تھے اور صاف کہہ چکا تھا کہ اسے ٹھکرا چکا ہے۔

اس سے زیادہ بے عزتی اور کیا ہو سکتی تھی۔ وہ غصے میں پیچ و تاب کھاتی تھی اور اپنے آپ کو کوستی تھی کہ کیوں اس پر مرمٹی ہے۔ اسے ہزاروں مل سکتے ہیں، اس کے غلام بن کر رہ سکتے ہیں مگر دل اسی ایک سنگدل کے لئے مچلتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اسے پھر ایک بار اسرائیل تک پہنچا کر وہ لگام دے سکے گی اس پر حکومت کر سکے گی۔

کسی حساس آدمی کے دماغ میں پہنچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اسے کمزور بنایا جائے۔ اس نے سوچ رکھا تھا کہ یہودی تنظیم والوں سے اعصابی کمزوری کی دوا منگوائے گی اور کھانے پینے کی کسی چیز میں پارس کو دے گی۔ اس کی شامت آگئی تھی۔ اس کا بھی ائر ہوسٹس کی طرح انجام ہونے والا تھا۔

میں ائرپورٹ سے اسی ہوٹل میں آیا۔ کاؤنٹر پر معلوم کیا جس منزل پر الپا اور پارس تھے، ادھر کوئی کمرا خالی نہیں تھا۔ میں نے کاؤنٹر گرل کو ان کے سامنے والے کمرے میں فون کرنے پر مجبور کیا۔ اس کمرے کے مسافر نے ریسیور اٹھا کر بات کی۔ میں اس کے دماغ میں پہنچ کر بولا "مجھے یہ کمرا پسند نہیں ہے، مجھے کسی دوسرے فلور پر ایسا کمرا دو جہاں سے سوئمنگ پول نظر آتا ہو۔"

کاؤنٹر گرل نے پوچھا "آپ تیسری منزل پسند کریں گے؟"

اس نے رضامندی ظاہر کی۔ کاؤنٹر گرل نے ریسیور رکھ کر مجھ سے کہا "آپ لکی ہیں، ساتویں فلور پر کمرا ابھی خالی ہو رہا ہے۔ پلیز یہ کارڈ فل کریں گے؟"

کوئی بیس منٹ بعد میں الپا اور پارس کے سامنے والے کمرے میں پہنچ گیا۔ پھر میں نے بیٹے کے پاس آ کر گوڈ ورڈز ادا کئے۔ وہ اپنا لباس اور ضروری سامان خرید کر واپس آ رہا تھا۔ ایک ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے کہا "مجھے تمہارے سامنے والا کمرا نہیں لینا چاہئے تھا۔ کیونکہ الپا ساتھ ہے۔ مگر وہ تمہارے خلاف سازشیں کر رہی ہے۔ ابھی یہودی تنظیم کے سربراہ سے رابطہ کرے گی۔ وہ لوگ تم پر حملہ کریں گے یا وہ تمہیں اعصابی کمزوری کی دوا دھوکے سے کھلائے گی۔ ابھی تو ہم ہوشیار ہیں۔ اس کی چالوں کو سمجھ رہے ہیں لیکن ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری غفلت میں وہ کبھی کامیاب بھی ہو جائے۔"

"جی ہاں، سانپ سے دوستی نہیں ہو سکتی۔ مجھے اس سے دور ہو جانا چاہئے۔ اس کا دماغ آپ کی مٹھی میں آگیا ہے۔ آپ جے مورگن تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔ الپا کسی تیسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ٹریپ کرے گی تو آپ الپا کے ذریعے اس تیسرے کو بھی ٹریپ کر لیں گے۔"

"بے شک تمہیں اس سے دور رہنا چاہئے۔ لیکن اسے اپنا اصل چہرہ بھی دکھانا چاہئے۔"

"میں ہوٹل میں آ رہا ہوں۔"

میں الپا کے پاس آگیا۔ وہ یہودی تنظیم کے سربراہ سے باتیں کر رہی تھی۔ اسے حکم دے رہی تھی کہ ایک چھوٹا طیارہ ہمیشہ تیار رکھے۔ وہ کہہ رہا تھا "آپ کے ہر حکم کی ابھی تعمیل ہو گی۔ ہوٹل کے کچن کا انچارج میرا دوست ہے، آپ صبح ناشتے کے بعد چائے نہ پئیں۔ میرا آدمی چائے میں اعصابی کمزوری کی دوا ملائے گا جسے صرف پارس پیئے گا۔"

"ٹھیک ہے، میں تم سے صبح رابطہ کروں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ دروازے پر دستک ہو رہی تھی۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ پارس سامنے کھڑا ہوا تھا۔ وہ منہ پھیر کر بولی "یہ تو کوئی بات نہ ہوئی، اپنی شاپنگ کے لئے چلے گئے۔ کیا میری کوئی ضرورت نہیں ہے، کیا مجھے کوئی لباس نہیں بدلنا ہے؟"

"تم اپنی ضرورت خود سمجھو" اس نے کمرے میں آ کر سامان رکھا۔ پھر ایک صوفے پر بیٹھ کر میز پر دونوں پاؤں پھیلا دیئے۔

وہ بولی "تم اسرائیل سے نکلتے ہی پکے مرد بن گئے ہو۔"

"میں وہاں بھی مرد تھا، تمہارے تمام اعلیٰ حکام کو اور جنرل کو الو بناتا رہا۔ تمہاری جیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت کا غرور توڑتا رہا۔"

"تمہاری ان باتوں کا مطلب کیا ہے؟"

"تمہیں مسلمانوں سے نفرت ہے۔ اگر مسلمان پارس آجائے تو اسے ٹھکرا دو گی۔"

"میں اس پر تھوک دوں گی۔"

"مگر تم تو مجھے چاہتی رہی ہو۔ تمہارا کوئی یہودی پارس کبھی تمہاری تنہائی میں نہیں آیا۔ تم میرے ہی گلے کا ہار بنتی رہی ہو اور میں مسلمان پارس ہوں۔"

اس نے چونک کر بے یقینی سے دیکھا۔ پھر ہنس کر بولی۔ "میں اتنی نادان نہیں ہوں، وہ شیبا تھی جو دھوکا کھا گئی تھی۔"

"میری شیبا ممی نے دھوکا نہیں کھایا۔ انہوں نے میرے پاپا سے سچی محبت کی تھی۔ جھوٹی محبت تمہاری ہے اور فریبی محبت میری ہے، میں تمہیں یہودی بن کر دھوکا دیتا رہا اور تم دھوکا کھاتی رہیں۔"

وہ گھور کر بولی "مجھ سے مذاق میں بھی ایسی بات نہ کرو۔"

"مذاق تو تم کر رہی ہو۔ مجھے محبت سے غلام بنانا چاہتی ہو۔ یہودی تنظیم کے سربراہ کے ذریعے مجھ پر حملہ کرانا چاہتی ہو... یا مجھے اعصابی کمزوریوں کی دوا کھلانا چاہتی ہو۔ لبنان میں بھی تم نے کئی بار مجھے نقصان پہنچانا چاہا۔ کئی بار میرے دماغ میں پہنچنے کی ناکام کوشش کر چکی ہو۔ کیا تم نے کبھی سوچا کہ میں تمہاری گرفت میں کیوں نہیں آتا ہوں اور کس طرح تمہاری ہر چال سے بچ جاتا ہوں؟"

"تم بہت ذہین اور حاضر دماغ ہو۔ لیکن یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں تمہیں ...."

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے میں نے اسے یوں فقرہ ادا کرنے پر مجبور کیا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں تمہیں صبح کی چائے میں اعصابی کمزوری کی دوا پلانے والی ہوں۔"

پارس نے کہا "مجھے تمہارے دماغ میں چھپی ہوئی ہر بات معلوم ہو جاتی ہے۔ تم ابھی کوئی اور بات سوچو میں بتا دوں گا۔"

وہ سوچ کر بولی "اچھا بتاؤ۔"

میں نے پارس کو بتایا۔ وہ بولا "ابھی تم سوچ رہی تھیں کہ یہ پارس مجھے الجھا رہا ہے۔ کبھی یہ اپنا اپنا سا لگتا ہے اور کبھی خطرناک۔"

وہ حیرانی سے بولی "او گاڈ! ایک ایک لفظ یہی ہے۔ میں یہی سوچ رہی تھی۔ اچھا پھر بتاؤ کیا سوچ رہی ہوں؟"

"بار بار کیا پوچھتی ہو۔ میں کہتا ہوں ابھی میرے تین کہتے ہی تم ناچنے لگو گی۔"

"ہرگز نہیں، کیا تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟ پھر بھی میرے دماغ میں نہیں آسکو گے۔ میں حساس ہوں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہوں۔"

پارس نے ایک دو تین کہا' وہ بے اختیار ناچنے لگی۔ میں نے اس کے دماغ کو ڈھیل دی ہوئی تھی۔ وہ خود کو روکنے کی کوشش کررہی تھی۔ کہہ رہی تھی "میں نہیں ناچوں گی" اور ناچتی بھی جارہی تھی۔ جب میں نے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا تو وہ دوسرے صوفے پر دھپ سے بیٹھ گئی۔ سہمے ہوئے انداز میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پارس کو دیکھنے لگی۔

وہ بولا "تم اس لمحے سے یہاں کی یہودی تنظیم کے سربراہ یا اسرائیلی جنرل یا اور کسی سے رابطہ نہیں کروگی۔ یقین نہ ہو تو خیال خوانی کرکے دیکھ لو۔"

اس نے پارس کو گھورتے ہوئے چپ چاپ خیال خوانی کی پرواز کی' میں نے پرواز روک دی۔ اس نے پھر کوشش کی میں نے پھر ناکام بنادیا۔ وہ پریشان ہوکر بولی "میری ٹیلی پیتھی کیوں ناکام ہورہی ہے؟"

"میری ماما تمہارے دماغ میں ہیں۔"

"کون ماما؟ کیا رسونتی؟ کیا تم واقعی پارس ہو؟"

"ہاں' مسلمان پارس۔"

"ہمارا ڈمی کہاں ہے؟"

"وہ تمہارے سامنے کبھی نہیں آیا۔ سامنا ہونے سے پہلے ہی میری ماما نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اسرائیل سے باہر نکال دیا۔ وہ پیرس کے ایک جیل خانے میں ہے۔ میری ماما نے اس ڈمی کے دماغ میں سے ساری اہم معلومات حاصل کیں' وہ سب مجھے بتائیں۔ میں یہودی پارس بن کر تمہارے کلیجے کے پار ہوگیا۔"

وہ چیخ کر بولی "نہیں' یہ نہیں ہوسکتا۔ کوئی مسلمان مجھے چھو نہیں سکتا' تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

وہ اٹیچی میں اپنا سامان رکھتے ہوئے بولا "اس لمحے سے تم آزاد ہو۔ خیال خوانی کرسکتی ہو۔ چاہو تو میرے خلاف سازشیں بھی کرسکتی ہو۔ میری ماما تمہارے راستے کی رکاوٹ نہیں بنیں گی۔"

اس نے آزمائش کے طور پر خیال خوانی کے لئے سوچا۔ میں نے رسونتی کے لہجے میں کہا "میں تمہارے دماغ سے جارہی ہوں لیکن تم خیال خوانی سے پہلے اپنے موجودہ حالات پر غور کرو۔ کیا جنرل سے یا کسی سے یہ کہوگی کہ مسلمان پارس کے سامنے ہار چکی ہو؟ کیا اب یہودی اکابرین تم پر بھروسا کریں گے؟ تمہارے جنرل اور اعلیٰ حکام سوچیں گے کہ رسونتی تمہارے دماغ میں چھپ کر تمام اہم راز معلوم کرتی رہی ہے اور میں واقعی ایسا کرتی رہوں گی۔ ذرا سوچو تمہارا انجام کیا ہوگا۔ تم گھر کی رہوگی نہ گھاٹ کی۔"

وہ بے بسی سے بولی "تم لوگوں نے شیبا کو بھی اسی طرح پھنسایا تھا۔"

"شیبا ایک عظیم عورت تھی۔ صرف اپنی قوم سے نہیں ہم مسلمانوں سے بھی محبت کرتی تھی۔ ہم نے تمہیں نہ پھنسایا ہے اور نہ تمہیں اپنی ٹیم میں رکھنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تمہاری جیسی مغرور اور فریبی عورت پر کسی حال میں بھروسا نہیں کیا جائے گا۔ میں تمہارے حال پر تمہیں چھوڑ کر جارہی ہوں۔"

یہ کہہ کر میں خاموش ہوگیا۔ پارس اٹیچی اٹھا کر جانے لگا وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی' اس کے سامنے آکر اسے غور سے دیکھنے لگی پھر بولی "مجھے یقین ہوگیا ہے کہ میرا دماغ رسونتی کی مٹھی میں آگیا ہے۔ مجھے یقین ہوگیا ہے کہ میں بری طرح پھنس گئی ہوں۔ اب مسلمانوں کے خلاف سازش کرنے سے پہلے سوچنا ہوگا کہ یہودی اکابرین کے سامنے میری حیثیت دو کوڑی کی بھی نہیں رہے گی۔ مجھے موجودہ حالات پر سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔ مستقبل کے لئے کوئی آبرومندانہ فیصلہ کرنا ہوگا کیونکہ میں اپنی آبرو کھو چکی ہوں۔ مجھے ہر بات کا یقین ہے لیکن میرا دل نہیں مانتا کہ تم مسلمان ہو' میں کوئی رُلا دینے والا خواب دیکھ رہی ہوں۔ تم نے ایک بار مجھے طمانچہ مارا تھا۔ پھر ایک بار طمانچہ مار کر خواب سے جھنجوڑ ڈالو۔ میں یہودی پارس کی آغوش میں آکر خوشی سے مرجاؤں گی۔"

پارس نے کہا "طمانچہ تو معمولی سی بات ہوگی اب تو تمہیں حالات کے جوتے پڑیں گے۔ اسرائیل جاؤ' تمہیں کسی یہودی پارس کی آغوش مل جائے گی۔"

وہ چیخ کر بولی "مجھے اور کسی کی آغوش نہیں چاہئے۔ میں بازاری نہیں ہوں۔ مجھے چھوڑ کر جانے سے پہلے جواب دو۔ مجھے دھوکا دے کر میری عزت سے کیوں کھیلتے رہے؟"

"تم کسی کو گالیاں دوگی تو کیا وہ انتقام نہیں لے گا۔ تم نے مسلمان پارس کو گالیاں دیں۔ کیوں دیں؟ میں نے یا کسی مسلمان نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟ تمہاری گالیوں نے چیلنج کیا' آؤ کیا بگاڑتے ہو بگاڑ دو۔ اب بگڑ چکی ہو تو کیوں رو رہی ہو؟"

وہ کترا کر جانا چاہتا تھا۔ وہ پھر راستہ روک کر بولی "تم جواباً گالیاں دے سکتے تھے۔ تم نے طمانچے بھی مارے ہیں۔ آخر گالیوں کی کتنی بڑی سزا دی جاسکتی ہے؟"

وہ بولا "مسلمانوں کو نظروں سے گرانے کی ایک ہی سزا تھی کہ وہ اپنے یہودیوں کی بھی نظروں سے گر جائے۔ اب ہمارے خلاف ایک قدم بھی اٹھا کر دیکھو' ہم اسرائیلی حکام کے سامنے تمہارا بھانڈا پھوڑ دیں گے کہ ہماری ماما تمہارے اندر سے تمام اہم اسرائیلی راز لیجایا کرتی ہیں۔"

اس نے ایک دھکا دیا۔ پھر اٹیچی کیس لے کر باہر چلا گیا۔ وہ دھکا کھا کر دیوار سے ٹکرائی تھی' وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔ مسلمان پارس کو نہیں روک سکتی تھی' یہودی پارس کو دل میں پکار رہی تھی "آجاؤ' واپس آجاؤ۔ ایک بار کہہ دو تم وہ نہیں ہو جو کہہ رہے ہو بلکہ وہ ہو جو میں کہتی ہوں۔ ایک بار ایسا کہہ دو۔ پھر میں ساری باتوں کو بھیانک خواب سمجھ کر بھلادوں گی۔"

وہ ابھی تک یقین اور بے یقینی کے کیفیت میں الجھی ہوئی تھی اسکی ٹیلی پیتھی کی تمام شہ زوری خاک میں مل گئی تھی۔ اس کے غرور کو زبردست ٹھیس پہنچی تھی۔ اس کا دماغ میری گرفت میں تھا۔ دل پارس کی مٹھی میں دھڑک رہا تھا۔ ایک ساتھ اتنے سارے اہلیے دھاوا بول رہے تھے کہ دماغ کام نہیں کررہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کس عالم میں ہے۔ سو رہی ہے یا جاگ رہی ہے؟ اگر جاگ رہی ہے تو کیا تھک کر سوجائے؟

وہ بستر پر آکر اوندھے منہ گر پڑی۔ میں سمجھ گیا تھا کہ ابھی وہ کئی دنوں تک سوچنے سمجھنے اور کوئی مناسب فیصلہ کرنے کے قابل نہیں رہے گی۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "جنرل سے کیا کہوں؟ وہ پارس کے متعلق پوچھے گا" اس نے پریشان ہوکر سوچا "اسے تو کچھ جواب دینا ہی ہوگا۔"

میں نے اس کی سوچ میں پوچھا "کیا یہ کہہ دوں کہ وہ مسلمان تھا' ہم سب دھوکا کھاگئے؟"

"نہیں' ایسا کہوں گی تو اعلیٰ حکام کا اعتماد مجھ پر سے اٹھ جائے گا۔ سب یہی کہیں گے' رسونتی میرے اندر رہ کر گھر کی بھیدی بنی ہوئی ہے۔"

"کیا میں یہ بات چھپالوں کہ پارس مسلمان نہیں ہے۔ میرا دماغ رسونتی کی گرفت میں نہیں آرہا ہے؟"

اس کی سوچ نے کہا "یہ تو اپنے ملک اور قوم سے دھوکا ہوگا۔ نہیں میں رسونتی کو اپنے دماغ میں چھپا کر اسرائیل نہیں جاؤں گی۔ اپنے ملک کے کسی بھی معاملے میں شریک نہیں رہوں گی۔ آہ! مجھے اپنے ملک سے دور اور تمام یہودی ارادوں سے باز رہنا ہوگا۔ پارس بہت کمینہ ہے۔ اس نے واقعی مجھے مسلمانوں سے نفرت کرنے کی سزا دی ہے۔ میرے اپنے یہودیوں سے مجھے دور کردیا ہے۔"

میں نے اس کی سوچ میں کہا "اس نے جو کیا سو کیا' اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

وہ پریشان ہوکر بولی "سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں؟"

"سمجھ میں نہ آئے تب بھی کچھ نہ کچھ کرنا ہی ہوتا ہے۔ میں ہوٹل کے اس کمرے میں بیٹھی نہیں رہوں گی۔ شاید سوچتے سوچتے سوجاؤں گی۔ مگر ہمیشہ نیند میں رہ کر موجودہ حالات سے نجات نہیں پاسکوں گی۔ صبح یہودی تنظیم کے سربراہ سے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔ جنرل کو پارس کے متعلق کچھ تو بتانا ہی ہوگا۔"

اس نے تھکے ہوئے انداز میں سوچا "کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں کچھ عرصہ کے لئے غائب ہوجاؤں۔ کوئی مجھے نہ دیکھے' کوئی مجھ سے سوال نہ کرے۔ مجھے جنرل کو رپورٹ نہ دینا پڑے۔ پارس کا ذکر نہ کروں نہ سنوں۔ اسے دماغ سے نکال کر پھینک دوں۔ کیا میں ایسا کوئی راستہ اختیار نہیں کرسکتی؟"

وہ اپنے ان خیالات پر غور کرنے لگی۔ ابھی وہ جنرل اور اعلیٰ حکام کے سامنے ہر طرح کے سوال و جواب سے کترانا چاہتی تھی۔ بعد میں خوب سوچ سمجھ کر اس نتیجے پر پہنچنا چاہتی تھی کہ یہودی اکابرین کو دماغی طور پر گرفتار ہونے والی بات بتائی جائے یا نہیں؟ اگر نہ بتائی جائے تو اپنے ملک سے دور رہ کر کس طرح اپنی قوم کی مفاد میں کام کرتی رہے۔

بڑی دیر تک غور کرنے کے بعد یہی بات سمجھ میں آئی کہ فی الحال جنرل وغیرہ سے رابطہ ختم کردینا چاہئے۔ وہ لوگ پریشان ہوں گے' اسے تلاش کریں گے۔ اس عرصے میں وہ رسونتی سے دماغ کو آزاد کرانے کی کوشش کرتی رہے گی۔ کامیاب ہونے کے بعد پھر پہلے جیسی اہمیت اختیار کرکے اسرائیل جائے گی اور معقول باتیں بنا کر اپنے لوگوں کو مطمئن کردے گی۔

یہ فیصلہ کرکے وہ اٹھ گئی۔ اپنا مختصر سا سامان سمیٹنے لگی۔ پارس میرے کمرے میں آگیا تھا۔ بستر پر آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ میں نے اسے الپا کے خیالات بتائے اور اس کا فیصلہ سنایا۔ وہ بولا۔ "اسے جانے دیں' ٹھوکریں کھا کر شاید عقل آجائے۔"

بے شک اسے دنیا کی نرمی' گرمی' سردی اور سختی کا ذاتی تجربہ ہونا چاہئے۔ وہ ٹریننگ سینٹر سے نکلنے کے بعد تل ابیب کے ایک شاہی محل میں بڑی نزاکت سے زندگی گزار رہی تھی۔ اب اس کی پاؤں میں کانٹے چبھیں گے تو وہ دوسروں کے دکھ درد کو سمجھے گی اور انسانیت کی راہ پر چلے گی۔ پارس نے کہا "رات زیادہ ہوچکی ہے' آپ سوجائیں۔"

"بیٹے! ایسی بھی بے رخی اچھی نہیں ہوتی۔ کیا الپا سے تمہیں کوئی لگاؤ نہیں تھا؟"

"ضرور تھا۔ وہ اچھی ہے مگر مصیبت ہے۔"

"ابھی وہ مصیبت میں ہے۔ میں دیکھوں گا' وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کرتی ہے۔ میں اسے مصیبتیں اٹھانے دوں گا لیکن ایسا نقصان نہیں پہنچنے دوں گا جس سے اس کی زندگی تباہ ہوجائے۔"

پارس نے کروٹ بدل کر آنکھیں بند کرلیں۔ میں الپا کے پاس آیا۔ اس نے ہوٹل چھوڑ دیا تھا۔ ایک ڈے اینڈ نائٹ اسٹور سے عارضی میک اپ کا سامان خرید رہی تھی۔ اگرچہ وہ آرام طلب ہوگئی تھی لیکن آرام طلب کرتے رہنے کی عادی

نہیں ہوئی تھی۔ ٹریننگ سینٹر میں اس نے میک اپ کرنے، تنہا مشکلات سے گزرنے اور گوریلا فائٹ لڑنے کی تربیت حاصل کی تھی اور ہمیشہ زیادہ مارکس حاصل کرتی رہی تھی۔

استنبول میں کوئی اسے پہچان نہیں سکتا تھا۔ صرف امریکی سراغرسانوں سے اندیشہ تھا کہ وہ اسے ہر ملک ہر شہر میں تلاش کر رہے ہوں گے۔ وہ سامان خرید کر اسٹور سے باہر آئی۔ ایک شخص اسے دیر سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے پیچھے دکان سے باہر آیا تھا۔ پھر اس نے ایک طرف اشارہ کیا تھا۔ اس کا اشارہ پاتے ہی تین افراد اور پیچھے ہو گئے۔ یہ تو ہونا ہی تھا، ایک حسین اور جوان لڑکی آدھی رات کے بعد تنہا بازار میں دکھائی دے تو لوگ اسے مالِ غنیمت سمجھنے لگتے ہیں۔

وہ فٹ پاتھ پر آ کر ٹیکسی کا انتظار کرنے لگی۔ ایک شخص نے آ کر پوچھا "میرے لائق کوئی خدمت ہے؟"

وہ اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئی بولی "شکریہ، مجھے ٹیکسی کا...." اس نے بات ادھوری چھوڑ کر ایک ہاتھ سے ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا۔ اس کے رکتے ہی وہ پچھلی سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی۔ ٹیکسی چل پڑی۔ وہ چاروں دوڑتے ہوئے اپنی گاڑی میں آئے۔ الپا نے انہیں ٹیکسی کے پچھلے شیشے سے دیکھا۔ ان کی گاڑی اپنے پیچھے آتے دیکھ کر اس کے دماغ میں گئی جس نے تھوڑی دیر پہلے اسے مخاطب کیا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "صورت بھی وہی ہے، آواز بھی وہی ہے۔"

اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک امریکن نے جیب سے ایک تصویر نکال کر دکھاتے ہوئے کہا "ہاں صورت تو یہی ہے، میں تم سے دور تھا اس کی آواز نہ سن سکا۔"

الپا کو خطرے کا یقین ہو گیا تھا۔ ان کے پاس اس کی تصویر بھی تھی۔ اس نے پہلے شخص کے دماغ پر قبضہ جما کر پوچھا "یہ حسینہ کون ہے؟"

دوسرے نے کہا "میں تمہیں بتا چکا ہوں پھر کیوں پوچھ رہے ہو۔ ویسے تمہارا جاننا ضروری نہیں ہے۔ مجھے اس کی رہائش گاہ تک پہنچاؤ۔ میں تم لوگوں کو روزانہ دو سو ڈالر دے رہا ہوں، اگر یہ وہی لڑکی ثابت ہوئی تو میں تمہیں پانچ ہزار ڈالر دے کر رخصت کروں گا۔"

الپا سمجھ گئی کہ وہ امریکی جاسوس ہے اور اسے ٹریپ کر کے پھر امریکا کے کسی ٹریننگ سینٹر یا جیل خانے میں پہنچانا چاہتا ہے۔ اس نے امریکی جاسوس کے لہجے کو گرفت میں لیا پھر اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ فوراً ہی ڈرائیو کرنے والے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا "تم منہ سے آواز نہ نکالنا۔ میں تم لوگوں کو بتا چکا ہوں، وہ حسینہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ ابھی اس کا ثبوت مل گیا ہے۔ وہ میرے دماغ میں آنا چاہتی تھی۔ تم بولو گے تو تمہارے اندر آ کر ہماری گاڑی کو تباہ کر دے گی۔ اب کوئی کچھ نہ بولے، صرف اشارے میں بات کرے اور میں اپنے ساتھی کے ذریعے الپا تک ماسک مین کا پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ ہم دوست ہیں۔ میں الپا کی طرح امریکی ہوں مگر ماسک مین کا وفادار ہوں۔ تم یہاں خطرات میں گھری ہوئی ہو، ہماری دوستی کے سائے میں تم محفوظ رہو گی۔"

وہ سمجھ رہی تھی سُپر ماسٹر نے جاسوس چھوڑ رکھے ہیں جبکہ وہ ماسک مین کے ایجنٹ تھے۔ وہ لبنان سے نکل کر پاسکل بوبا کو بھول گئی تھی۔ اُدھر وہ ناکام ہوا تھا مایوس نہیں ہوا تھا۔ اس نے اندازہ کیا تھا کہ الپا اگر اسرائیل نہ گئی تو ترکی کی طرف آئے گی۔ اس لئے اس نے انقرہ اور استنبول جیسے شہروں میں اپنے ایجنٹوں کا جال پھیلا رکھا تھا۔

وہ تیزی سے سوچ رہی تھی کہ تعاقب کرنے والوں کو کس طرح ڈاج دے۔ میں نے اس کے اندر ایک تدبیر پیش کی۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو سو ڈالر دیتے ہوئے کہا "کچھ بدمعاش میرا پیچھا کر رہے ہیں۔ تم تنگ گلیوں میں سے ٹیکسی لے جاؤ پھر کسی گلی میں موڑتے ہی دو سیکنڈ کے لئے گاڑی روکنا۔ میں اتر جاؤں گی، تم آگے چلے جانا۔ وہ تمہارے پیچھے لگے رہیں گے۔"

ڈرائیور سو ڈالر لے کر خوش ہو گیا تھا۔ اس نے دو چار گلیوں سے گزرنے کے بعد ایک گلی میں گاڑی روکی۔ الپا تیزی سے اتر کر ایک دیوار کے پیچھے چلی گئی۔ ٹیکسی تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔ اس کے بعد تعاقب کرنے والی گاڑی گلی میں مڑتی ہوئی آئی۔ انہوں نے ٹیکسی کو رکتے نہیں دیکھا تھا۔ اس لئے اس کے تعاقب میں آگے نکل گئے۔ الپا پلٹ کر پیچھے گلی میں جانے لگی۔

چند آڑی ترچھی گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک مکان کے دروازے پر رک گئی۔ اندر سے کسی عورت کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ ترکی زبان میں کہہ رہی تھی "تم جب بھی زیادہ پی کر آتے ہو مجھ پر ظلم کرتے ہو۔ کاش میں مرد ہوتی اور تمہاری پٹائی کرتی تو پتا چلتا ہڈیوں میں کیسا درد ہوتا ہے!"

الپا وہ زبان جانتی تھی۔ اس نے عورت کے دماغ سے معلوم کیا۔ میاں بیوی گھر میں اکیلے تھے اس نے عورت کو آ کر دروازہ کھولنے پر مجبور کیا۔ دروازہ کھل گیا وہ اندر آ گئی۔ اس کے شوہر نے پوچھا "تم کون ہو؟ اتنی رات کو ہمارے گھر میں کیوں آئی ہو؟"

"میں تمہاری بیوی کو بتانے آئی ہوں کہ بدمعاش مرد کی پٹائی کرنے کے لئے مرد ہونا ضروری نہیں ہے۔ عورت بھی اس کی ہڈیاں توڑ سکتی ہے۔"

"اچھا تو تم میری ہڈیاں توڑنے آئی ہو! ایک دھکا دوں گا گلی میں نظر آؤ گی۔"

وہ دھکا دے کر اسے نکالنے کے لئے آگے بڑھا۔ الپا نے گھوم کر ایک کک ماری۔ وہ مار کھا کر لڑکھڑاتا ہوا ایک کرسی پر آیا پھر اس کے ساتھ فرش پر گر پڑا۔ الپا نے کہا "اٹھو۔"

وہ وہیں پڑا رہا۔ چند سیکنڈ بعد ہی اس کے خراٹے سنائی دیے۔ الپا نے حیرانی سے پوچھا "کمال ہے۔ کیا یہ لات کھا کر سوتا ہے؟"

اس کی بیوی نے کہا "اس کمبخت کا نشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ مجھے مارتے مارتے گر پڑتا ہے۔ پھر جہاں گرتا ہے وہیں صبح تک سوتا رہتا ہے۔"

"تم اس کا ظلم کیوں برداشت کرتی ہو؟"

"کیا کروں؟ دل سے مجبور ہوں، اس کے سوا کوئی مرد اچھا نہیں لگتا۔"

اچانک الپا کو پارس یاد آ گیا۔ پارس کے بغیر کوئی آنکھوں میں نہیں سماتا تھا، کوئی دوسرا کسی پہلو سے بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔ ابھی وہ فیصلہ نہیں کر پائی تھی کہ مسلمان ہونے کے باوجود وہ اچھا لگتا ہے یا نہیں؟

اس عورت نے پوچھا "کیا سوچ رہی ہو؟"

وہ چونک کر بولی "وہ میں سوچ رہی ہوں، مرد کی محبت عورت کو کمزور بنا دیتی ہے۔ تمہیں کمزور نہیں بننا چاہئے۔"

"شاید تم نے کسی سے محبت نہیں کی۔ اگر کی ہے تو اسے ٹھکرا کر کسی اور کے پاس جانے کے لئے سوچو تو دل نہیں مانے گا۔ دماغ اسی کے لئے سوچے گا۔ جذبے اسی کو پکاریں گے۔"

وہ بول رہی تھی اور الپا دل میں تسلیم کر رہی تھی، ہاں ایسا تو ہو رہا ہے۔ میں اسے دل و دماغ سے نکالنے کی کوشش کر رہی ہوں مگر مجھے اس سے نفرت نہیں ہو رہی ہے۔ صرف اس بات پر غصہ آ رہا ہے کہ وہ مسلمان کیوں ہے؟

اس عورت نے پوچھا "تم کون ہو؟ اتنی رات کو کہاں سے آ رہی ہو؟"

"میں تمہاری طرح یہودی ہوں، اسرائیل سے آئی ہوں۔ ایک ہوٹل میں قیام ہے۔ چند بدمعاش میرا پیچھا کر رہے تھے۔ میں انہیں ڈاج دے کر آئی ہوں کیا تم مجھ پر بھروسا کرو گی؟"

"کس بات کا بھروسا؟"

"یہاں رات گزارنا چاہتی ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے۔ میں کسی اجنبی کو پناہ نہیں دے سکتی۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں باہر جا رہی ہوں۔ دروازہ بند کر لو۔"

عورت اس کے ساتھ چلتے ہوئے دروازے تک آئی۔ وہ دماغ پر قبضہ جما چکی تھی۔ اس کے ہاتھ سے دروازہ کھلوا کر آنکھیں بند کرائیں۔ دماغ کو سمجھایا، اجنبی عورت باہر چلی گئی ہے پھر اس نے آنکھیں کھول کر دروازہ بند کر دیا۔ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اپنے میاں کے پاس آئی پھر اس کے قریب فرش پر لیٹ گئی۔ ٹیلی پیتھی کی لوری سن کر سو گئی۔

الپا اس کے بیڈ روم میں آئی۔ آرام سے بستر پر لیٹ کر سوچنے لگی۔ ماسک مین کے تمام لوگ اب اسے پورے شہر میں ڈھونڈتے پھریں گے۔ سُپر ماسٹر کے جاسوس بھی اس کی تلاش میں ہوں گے۔ اسے اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "کتنی عجیب بات ہے کہ میں جن مسلمانوں کو دشمن سمجھتی تھی انہوں نے مجھے آزاد چھوڑ دیا ہے۔ رسونتی چاہتی تو مجھے فرانس کے کسی قید خانے میں پہنچا سکتی تھی اور جنہیں میں کبھی اپنا دشمن نہیں سمجھتی تھی وہ مجھے اپنے اپنے بس میں کرنے کے لئے مجھے تلاش کر رہے ہیں۔"

وہ ان باتوں سے قائل ہو رہی تھی۔ میں اس کے دماغ سے آ گیا کیونکہ وہ اپنے دماغ کو سونے کے لئے ہدایات دے رہی تھی۔ اُدھر پارس گہری نیند میں تھا۔ میں بیٹے کے پاس آ کر لیٹ گیا۔ یہ عجیب بات تھی کہ ہم باپ بیٹے آرام سے ایک بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ جبکہ مقدر میں اتنا آرام اور سکون نہیں تھا ہم باپ بیٹوں کے پاؤں میں چکر تھے۔ کبھی ایک جگہ رہ نہیں پاتے تھے۔ لیکن آج یہ موقع نصیب ہو گیا تھا۔

میں بھی نیند پوری کرنے کے لئے دماغ کو ہدایات دے کر سو گیا۔ اگر سونے سے پہلے اس آدمی کے پاس جاتا جس سے ماسک مین کا ایجنٹ کام لے رہا تھا اور جو اپنے لوگوں کے ساتھ الپا کا تعاقب کر رہا تھا تو اس کے ذریعے اس ایجنٹ کی باتیں سن سکتا تھا اور یہ معلوم کر سکتا تھا کہ ہم باپ بیٹے کے مقدر میں پوری نیند اور مکمل آرام نہیں ہے۔ دشمنوں کا رخ ہماری طرف ہو گیا ہے۔

بات یہ تھی کہ ماسک مین کے آدمی صرف الپا کو نہیں اس کے ساتھ رہنے والے ڈی پارس کو بھی ڈھونڈ رہے تھے اور یہ تمام ڈھونڈنے والے ٹرانسمٹر کے ذریعے اپنی اپنی رپورٹ پاسکل بوبا تک پہنچاتے تھے۔ پاسکل کو یہ رپورٹ مل گئی تھی کہ الپا نظر آنے کے بعد مشرقی استنبول کی ایک گلی میں گم ہو گئی ہے۔ اس نے حکم دیا تھا "آس پاس کی تمام گلیوں میں چوبیس گھنٹے تک پہرا دیتے رہو۔ زیادہ سے زیادہ آدمیوں کی ڈیوٹی لگاؤ وہ کسی بھی وقت مکان سے بھیس بدل کر نکلے گی۔"

مغربی استنبول کے ایک ایجنٹ نے پاسکل کو رپورٹ دی۔ "سر! سپر ماسٹر کا ایک ایجنٹ میری نظروں میں ہے، میں اس کا پیچھا کرتا ہوا ہوٹل کے ٹوائلٹ میں گیا تھا۔ وہ کچھ نشے میں تھا۔

اسے اس بات کا ہوش نہیں تھا کہ وہ ٹوائلٹ کے اندر جا کر اونچی آواز میں ٹرانسمٹو کے ذریعے باتیں کر رہا ہے۔"

پاسکل نے پوچھا "وہ کیا باتیں کر رہا تھا؟"

"اس نے کسی کو اطلاع دی ہے کہ پرل انٹر کان کے ساتویں فلور کے کمرے میں پارس دیکھا گیا ہے۔"

"کیا تم نے اطلاع کی تصدیق کی؟"

"میں اسی ہوٹل کے پارکنگ ایریا میں اپنی کار کے اندر ہوں۔ اگر آپ میرے دماغ میں رہیں گے اور میرے ذریعے ہوٹل کی کاؤنٹر گرل تک پہنچیں گے تو آسانی سے ساتویں فلور کے مسافروں کے متعلق معلوم کر لیں گے۔"

"ٹھیک ہے، تم کاؤنٹر پر جاؤ۔"

اس نے ٹرانسمٹو کو بند کیا، کار سے نکل کر ہوٹل کی طرف جانے لگا۔ پاسکل نے اس کے دماغ میں آ کر کہا "اگر یہ اطلاع درست ہوگی تو پارس کو گھیرنے کے لئے سپر ماسٹر کے آدمی بھی آئیں گے۔ ہم بہت ہوشیار اور دلیر ساتھیوں کو لے کر جائیں گے۔"

"یس سر! میں سپر ماسٹر کے لوگوں سے نمٹ لوں گا۔"

"بات صرف ان سے نمٹنے کی نہیں ہے۔ ہمیں پارس چاہئے، الپا اس پر مرتی ہے۔ وہ ہماری گرفت میں آئے گا تو الپا بھی آئے گی۔ پارس نظر آتے ہی اسے زخمی کرنے کی کوشش کرو۔ اس کے دماغ میں جگہ ملتے ہی کام آسان ہو جائے گا۔"

ایجنٹ نے ہوٹل کاؤنٹر پر آ کر لڑکی سے پوچھا "کیا مسٹر ڈیوڈ ہاروے اس ہوٹل میں قیام کرتے ہیں؟"

لڑکی نے کمپیوٹر کے ذریعے معلوم کیا پھر کہا "جی نہیں، اس نام کے کوئی صاحب نہیں ہیں۔"

پاسکل اس کے دماغ میں پہنچ گیا پھر اس کے ذریعے ہوٹل ایکسچینج کی آپریٹر کے پاس آیا۔ اس کے ذریعے ساتویں فلور پر ایک ایک کمرے میں فون کرایا۔ ہر کمرے کا مسافر اتنی رات کو فون کرنے کا برا منا رہا تھا۔ پاسکل ان کے دماغ میں پہنچ رہا تھا اور سمجھ رہا تھا ان میں کوئی پارس نہیں ہے۔

پھر ہمارے کمرے میں فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ہم اپنے دماغ کو ہدایت دے کر سوتے تھے اس لئے گھنٹی کی پہلی آواز پر دونوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ پارس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا پھر ناگواری سے بولا "یہ کوئی فون کرنے کا وقت ہے؟ کون ہو تم؟"

دوسری طرف چند لمحے خاموشی رہی پھر پارس نے سانس روک لی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ سانس لیتا ہوا بولا "ہیلو کون ہے؟ کیا ریسیور رکھ دوں۔"

کوئی جواب نہیں ملا اس نے ریسیور رکھ کر مجھے دیکھا۔ میں نے پوچھا "خیریت ہے؟"

"آپ جس کے باپ ہوں، وہ بچہ خیریت سے کیسے رہ سکتا ہے۔"

"تمہیں کس نے کہا تھا کہ مجھے باپ بناؤ؟"

"یعنی یہ میری غلطی ہے؟"

"بیٹے! غلطی سے آہی گئے ہو تو بیان کرو۔ معاملہ کیا ہے؟"

"کوئی فون کے ذریعے میری آواز سن کر دماغ میں پہنچنا چاہتا تھا۔"

"اچھا تو خطرے نے دستک دی ہے؟"

وہ اٹھ کر ٹوائلٹ کی طرف جاتے ہوئے بولا "بڑی مشکل ہے نہ دن کو چین ملتا ہے نہ رات کو سوتے وقت آرام۔"

میں بستر سے اٹھ کر جوتے پہنتے ہوئے بولا "تم تو گہری نیند میں تھے۔"

وہ بولا "ہاں، مگر خواب میں محترمہ مجھے پریشان کر رہی تھیں۔"

"کون، الپا؟"

"جی نہیں، لیلیٰ آنٹی۔"

میرا دل دھک سے رہ گیا جیسے چوری اچانک پکڑی گئی ہو۔ حالانکہ ابھی میرے دماغ میں دور تک لیلیٰ کے لئے ایسی بات نہیں تھی۔ جس سے کوئی چوری والی بات سمجھ میں آئے۔ ویسے ہر انسان کو اپنی چور نیت پہلے سمجھ میں نہیں آتی، رفتہ رفتہ ظاہر ہوتی ہے۔

وہ تولیے سے منہ پونچھتا ہوا کمرے میں آیا۔ میں اس سے نظریں چرانے لگا۔ وہ میرا بیٹا تھا مگر پکا بدمعاش تھا۔ خدا جانے کیسے دوسروں کی دکھتی رگ پکڑ لیتا تھا۔ میں نے انجان بن کر پوچھا "یہ آنٹی تمہارے خواب میں کیوں آئی تھیں؟"

وہ جوتے پہنتے ہوئے بولا "غلطی سے آگئی تھیں۔ میں نے کہا آپ غلط جگہ آگئی ہیں اور وہ کہہ رہی تھیں، نہیں یہی وہ جگہ ہے۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ ہم باپ بیٹے ایک ساتھ ایک تکیے پر سر رکھ کر سو رہے تھے۔ میں نے سمجھایا آنٹی! آپ پھسل کر ادھر آگئی ہیں۔ پاپا کی کھوپڑی میرے پڑوس میں ہے۔"

میں نے ہنستے ہوئے پوچھا "تم شیطانی سے باز نہیں آؤ گے؟"

"پاپا مجھے فرصت نہیں مل رہی ہے ورنہ شادی دفتر کھول کر بیٹھ جاتا۔ میں نے دیکھا ہے اس پیشے میں میرا دماغ بہت کام کرتا ہے۔ دو روز پہلے میں نے سلطانہ آنٹی اور انکل سلیمان کو شادی پر راضی کر لیا ہے۔ بات پکی ہو چکی ہے۔ جب میں دوسروں کے لئے محنت کر سکتا ہوں تو کیا اپنے باپ کی شادی نہیں کراؤں گا۔ ضرور کراؤں گا۔ ایک آواز ہو کر بولیں ہو کے رہے گی یہ شادی۔"

"اچھا اب خاموش رہو، میں مختصری خیال خوانی کروں گا پھر ہم یہاں سے نکلیں گے۔"

میں نے ریسیور اٹھا کر ایکسچینج کا نمبر ڈائل کیا۔ ایک لڑکی نے پوچھا "جی۔ فرمائیے؟"

میں نے ریسیور رکھ کر اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا پھر اس کے خیالات پڑھنے سے معلوم ہوا وہ تھوڑی دیر پہلے غائب دماغ ہوگئی تھی۔ ساتویں فلور کے کتنے ہی مسافروں نے شکایت کی تھی کہ ٹیلی فون پر انہیں پریشان کیا گیا ہے۔ پھر میں نے اس کے ذریعے کاؤنٹر گرل کی آواز سنی اس کے بعد پارس سے کہا "باہر کوریڈور میں دیکھو کوئی ہے؟"

اس نے دروازہ کھول کر دیکھا۔ رات کے ڈھائی بجے کوریڈور ویران تھا۔ ہم وہاں سے گزرتے ہوئے لفٹ میں آئے پارس نے ناک کے نتھنوں میں ننھی سی اسپرنگ لگائی۔ اس کی ناک پھیل گئی۔ آئینے میں دیکھ کر ریڈی میڈ مونچھیں لگائیں۔ میں نے گراؤنڈ فلور پر پہنچ کر کاؤنٹر گرل کے دماغ پر قبضہ جمالیا پھر ہم باپ بیٹے اس کے سامنے سے گزرتے چلے گئے۔ وہ میری مرضی کے مطابق سر جھکائے بیٹھی رہی۔ اسے ہمارے ہوٹل سے نکلنے کا علم نہیں ہوا۔ ڈائننگ ہال اور ریفرشمنٹ ہال میں برائے نام لوگ تھے۔ کسی نے ہماری طرف نہیں دیکھا تھا۔ ہم باہر آ کر ایک ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

ہمارا سابقہ ایک سے نہیں دو دشمنوں سے تھا۔ ماسک مین اور سپر ماسٹر کے بہترین پلاننگ کرنے والے اپنی چالیں چل رہے تھے۔ ہم اپنے بچاؤ کے لئے اپنی تدبیر آزما رہے تھے۔ بڑی احتیاط سے ہوٹل کو چھوڑ دیا تھا۔ ہماری کامیابی کا راز یہ ہے کہ ہم زیادہ خوش فہمی سے بچ کر رہتے ہیں۔ دشمن کو نادان نہیں سمجھتے اس لئے اپنی ناکامیوں کے متعلق پہلے سوچتے ہیں کہ فلاں چال کامیاب ہوئی تو دوسری اور تیسری چال کس طرح چلی جائے گی۔ اتنی باتیں بتانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم باپ بیٹے نے مل کر پہلی چال چلی اور پہلے ہی ناکام ہوئے۔ ایک چوہے دان میں پھنسنے ہی والے تھے۔

دشمن بڑے پلان میکر تھے۔ خصوصاً سپر ماسٹر کا پلان میکر بہت چالاک تھا۔ وہ پہلے کسی کو اپنا منصوبہ نہیں بتاتا تھا۔ اگر بتاتا تو سپر ماسٹر ارے رے (سلمان) ہمیں ہوشیار کر دیتا۔ اس پلان میکر کا نام پیٹر اوکلے تھا۔ اوکلے کی نظروں میں ماسک مین کا ایک ایجنٹ تھا۔ اس نے ایجنٹ کو الو بنانے کے لئے اپنے ایک جاسوس کو ہدایت کی کہ وہ خود کو شراب کے نشے میں ظاہر کرے... اور ایسی باتیں کرے کہ ماسک مین کے ایجنٹ کو پارس کا کمرہ معلوم ہو جائے۔

اس جاسوس نے ماسک مین کے ایجنٹ کو چکر میں ڈالا۔ اس کے سامنے نشے میں ٹوائلٹ کے اندر آیا اور اونچی آواز میں ٹرانسمٹو کے ذریعے خبر دی کہ پارس ایک ہوٹل کے ساتویں فلور پر دیکھا گیا ہے۔ پیٹر اوکلے کو یقین تھا کہ یہ خبر پاسکل بوبا تک پہنچے گی اور وہ خیال خوانی کے ذریعے پارس کا کمرا نمبر معلوم کرنا چاہے گا تو پارس ہوشیار ہو جائے گا۔ وہ جلدی میں ہوٹل چھوڑ کر باہر آئے گا۔ پھر اوکلے کے آدمی اسے گھیر لیں گے۔

پیٹر اوکلے نے ہوٹل کے پارکنگ ایریا میں صرف ایک ٹیکسی رہنے دی تھی باقی ٹیکسی ڈرائیوروں کو اچھی خاصی رقم دے کر وہاں سے بھگا دیا تھا۔ وہ واحد ٹیکسی جس میں ہم باپ بیٹے سوار ہوئے تھے، اس میں خفیہ آہنی دیواریں تھیں۔ دیواریں ناقابل شکست تھیں۔ ہمارے توڑنے سے نہیں ٹوٹ سکتی تھیں۔ ہمارے چیخنے سے آواز باہر نہیں جا سکتی تھی۔ اور دونوں طرف دروازے خود بخود مقفل ہو جاتے تھے۔ انہوں نے پہلے سے ہمارے لئے یہ چوہے دان بنا رکھا تھا۔

ایسی گاڑیاں جو شکار کو پکڑ کر لاتی ہیں، نئی نہیں ہیں۔ پارس نے ہوٹل سے نکلتے وقت کہا تھا "اتنی آسانی سے نکلنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم نے دشمنوں کو بے وقوف بنایا ہے۔ ہم آگے جا کر پھنسیں گے۔"

ہمارے اور ڈرائیور کے درمیان ایک آہنی دیوار اٹھنے والی تھی۔ اگر مخصوص میکنزم سے وہ دیوار اٹھ جاتی تو ہم ڈرائیور کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔ وہ ہماری پہنچ سے دور ہو جاتا۔ ہمارے ہاتھ اس پار ڈرائیور کے گریبان تک نہیں جا سکتے تھے لیکن وہ دیوار نہ اٹھ سکی۔ پارس نے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہی اپنی اٹیچی اس جگہ رکھ دی تھی۔ وہ اٹیچی دیوار کے ساتھ اٹھتی ہوئی ٹیکسی کی چھت تک نہ گئی تھی پھر دیوار اور چھت کے درمیان پھنس گئی یعنی آہنی دیوار چھت تک جا کر مقفل نہ ہو سکی۔ ہم ٹیکسی کے پچھلے حصے میں قید ہوتے ہوتے بچ گئے۔ میں نے دیوار کو دونوں ہاتھوں سے نیچے کی طرف دبایا۔ پارس نے پیچھے سے ڈرائیور کی گردن کو ایک بازو میں جکڑ لیا۔ گاڑی ادھر ادھر ڈگمگاتی ہوئی رک گئی۔ ہماری طرف کے دروازے مقفل ہو گئے تھے۔ ہم نے اگلے دروازوں کو کھولتے ہی باہر چھلانگ لگائی۔ پارس ڈرائیور کے ساتھ لڑھکتا ہوا سڑک کے کنارے چلا گیا۔

ہمارے پیچھے آ کر رکنے والی گاڑیوں سے فائرنگ ہونے لگی۔ ہم باپ بیٹے دو مختلف دروازوں سے نکلے تھے اس لئے سڑک کے دو طرف گئے تھے۔ فائرنگ بھی دونوں طرف ہی ہو رہی تھی۔ میں فٹ پاتھ پر رینگتا ہوا ایک نہایت تنگ گلی میں داخل ہو گیا۔ وہ گلی اتنی تنگ تھی کہ دونوں طرف کی عمارتوں کی دیواروں کو بیک وقت دونوں ہاتھ چھو سکتے تھے۔

فائرنگ کرنے والوں کو معلوم ہوگیا تھا کہ ہمارے پاس ہتھیار نہیں ہیں۔ وہ مجھے گولی مارنے کے لئے اس گلی میں آسکتے تھے میں فوراً ہی دونوں طرف کی دیواروں پر پاؤں رکھتا ہوا اوپر چڑھنے لگا۔ کوئی دس فٹ اوپر جاکر رک گیا۔ سر جھکا کر دیکھا' ایک مسلح شخص دوڑتا ہوا گلی میں آیا۔ پھر رک گیا۔ محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ اس کا خیال تھا میں کسی عمارت کی دیوار کے پیچھے چھپ سکتا ہوں۔ جب وہ میری پھیلی ہوئی ٹانگوں کے نیچے سے گزرنے لگا تو میں نے اس پر چھلانگ لگائی۔ وہ اوپر سے آنے والے دو من کا بوجھ برداشت نہ کرسکا۔ زمین پر گرا تو اٹھنے میں دیر لگی۔ محبت اور جنگ میں دیر ہو جائے تو اندھیرا ہو جاتا ہے۔ میں نے اس کی گردن پر ایک کراٹے کا ہاتھ مار کر اس کی رائفل چھین لی پھر ریوالور لیا۔ گولی مار کر اسے زخمی کیا پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کیا۔ وہ پلان میکر پیٹر او کلیے کا آدمی تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور مسلح شخص تھا۔ وہ پارس کے پیچھے گیا تھا۔ میں نے کہا "اسے آواز دو۔"

اس نے تکلیف سے کراہتے ہوئے پکارا "سڈنی! جلدی آؤ سڈنی!"

دوسری طرف سے ایک کمزور سی آواز سنائی دی "ریڈی! میں نہیں آسکتا' مشکل میں ہوں۔ پلیز میری مدد کے لئے آؤ۔"

میں نے بولنے والے کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ پتا چلا پارس نے ہاتھ موڑنے کا ایسا داؤ استعمال کیا ہے کہ وہ بچاؤ کے لئے توڑ کرے گا تو بازو کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ اس کے ہتھیار سامنے پڑے ہوئے تھے جنہیں وہ ہاتھ بڑھا کر اٹھا نہیں سکتا تھا۔ تھوڑے فاصلے پر ڈرائیور دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی گردن ایک طرف ڈھلکی ہوئی تھی۔ پتا نہیں وہ زندہ تھا یا مرچکا تھا۔ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کررہا تھا۔

اسکی سوچ پڑھنے کے بعد میں نے اس کی زبان سے کہا۔ "پارس! میں وولف بول رہا ہوں۔ اس کی جیب میں ٹرانسمٹر ہے۔ یہ کسی پیٹر او کلیے کا ماتحت ہے۔ اس کا ہاتھ چھوڑ دو میں اس کے ذریعے پیٹر او کلیے تک پہنچوں گا۔"

اس نے ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ اپنا بازو سہلاتا ہوا بیٹھ گیا۔ میری مرضی کے مطابق جیب سے ٹرانسمٹر نکال کر آپریٹ کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں رابطہ ہوگیا۔ دونوں طرف سے کوڈ ورڈز کا تبادلہ ہوا۔ میرے معمول نے کہا "سر! پارس وہ ٹیکسی لے کر فرار ہوگیا ہے۔"

"کیسے فرار ہوگیا؟ کیا وہ اپنے ساتھی کے ساتھ پچھلی سیٹ پر نہیں بیٹھا تھا؟"

"دونوں ہی بیٹھے تھے۔ انہیں چاروں طرف سے قید کرنے کے لئے آہنی دیوار کا خود کار نظام بالکل ٹھیک تھا۔ پھر پتا نہیں وہ ڈرائیور کو ہلاک کرکے اس کو گاڑی سے باہر پھینک کر کہاں چلے گئے تھے؟"

"کیا بکواس ہے! تم نے اپنی گاڑی میں پیچھا نہیں کیا؟"

"وہ پیچ در پیچ گلیوں سے گزرتے ہوئے پتا نہیں کدھر نکل گئے۔ ہم ان گلیوں سے نکلے تو وہ نظر نہیں آئے۔ ہم پھر انہیں تلاش کرنے جارہے ہیں۔"

"جاؤ مرو۔ مگر مجھے رپورٹ دیتے رہو۔"

ٹرانسمٹر سے گفتگو ختم ہوگئی۔ میں پارس کے پاس آگیا تھا جس نے ابھی گفتگو کی تھی اسے گولی مار کر زخمی کیا پھر کہا "تم لوگ محض آلۂ کار ہو اس لئے ہم تمہیں زندہ چھوڑ کر جارہے ہیں۔"

پارس نے اس کی جیب سے کار کی چابی نکالی۔ پھر ہم اس میں بیٹھ کر مشرقی استنبول کی طرف جانے لگے۔ میں نے پیٹر او کلیے کے پاس پہنچ کر اس کی سوچ پڑھی۔ وہ انہی گلیوں میں سے ایک گلی میں تھا جہاں کے ایک مکان میں الپا سو رہی تھی۔ او کلیے نے وہاں کی ہر گلی میں دو دو آدمیوں کی ڈیوٹی لگادی تھ
ان کے لئے الپا بہت اہم تھی' ان کے ملک سے ٹیلی پیتھی سیکھ کر بھاگ آئی تھی۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس سے کوئی دوسرا ملک فائدہ اٹھائے۔ اس سے پہلے کہ پارس اسے ٹریپ کرکے فرانس لے جائے' او کلیے اسے گولی مار دینا چاہتا تھا۔

پاسکل سمجھ رہا تھا الپا کے ساتھ ڈی پارس ہے اور او کلیے اسے حقیقتاً پارس سمجھ کر اس کے ذریعے بھی الپا تک پہنچنا چاہتا تھا۔ چونکہ الپا سے اندیشہ تھا کہ وہ دماغ میں آسکتی ہے اس لئے او کلیے کا ایک سینئر افسر تھا جو یوگا کا ماہر تھا' وہ انہی گلیوں میں کہیں چھپا ہوا تھا۔ ٹرانسمٹر کے ذریعے او کلیے کے پھیلائے ہوئے جال کو دیکھتا اور سمجھتا رہتا تھا اور اپنے طور مشورے دیتا رہتا تھا۔

میں نے پارس سے کہا "او کلیے کا ایک سینئر افسر یوگا کا ماہر ہے۔ ان گلیوں میں کہیں موجود ہے۔ وہ الپا کو دیکھتے ہی گولی مارنا چاہتا ہے۔"

وہ بولا "آپ کو اپنی آدھی بہو کی بہت فکر ہے۔"

"کیا چاہتے ہو' وہ بے موت مرجائے؟"

"نہیں۔ آپ درست کہتے ہیں۔ شاید وہ راہِ راست پر آجائے۔ میری شیبا ممی بھی آخری سانس تک یہودی تھیں مگر مسلمانوں کی دوست تھیں۔ انہوں نے ماں بن کر جو تعلیم و تربیت دی ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہودی بھی انسان ہوتے ہیں۔ الپا بھی انسان دوست ہو سکتی ہے۔"

"الپا کو نیند سے جگاتا ہوگا۔ پتا نہیں وہ کس گلی کے مکان میں ہے۔ اگر اس گلی کا نمبر یا نام معلوم ہو گا تب بھی راستے پچھلے پہر کس سے پوچھیں گے کہ کون سی گلی کہاں سے شروع ہوتی ہے اور اس گلی سے اور کتنی گلیاں دوسری سمت جاتی ہیں۔"

"آپ الپا کو احساس دلائیں کہ وہ شاہی محل میں نہیں ہے گھوڑے بیچ کر سونے کا وقت گزر چکا ہے۔ وہ خطرات سے کھیلتی رہے گی تو اسے ہماری دوستی کی قدر معلوم ہوگی۔"

میں نے الپا کو نیند سے چونکا دیا وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ یہ سوچ اس کے اندر پیدا ہوئی کہ ابھی بیرونی دروازے کے پاس کسی قسم کی آواز ہوئی تھی۔ کوئی گلی میں ہے۔ وہ بستر سے اٹھ کر دبے پاؤں چلتی ہوئی بیڈ روم کے دروازے تک آئی۔ کان لگا کر سنا' کچھ سنائی نہیں دیا۔ میں نے اس کے اندر حوصلہ پیدا کیا تو وہ دروازہ کھول کر بیڈ روم سے باہر آگئی۔

وہ میاں بیوی فرش پر گہری نیند سو رہے تھے۔ میں نے احساس پیدا کیا جیسے کوئی گلی میں دوڑتا گیا ہو۔ وہ دبے قدموں چلتی ہوئی زینے کے پاس آئی اور پھر وہاں سے چھت پر پہنچ گئی۔ اوندھے منہ لیٹ کر چھت کے کنارے آکر ذرا سا سر اٹھا کر گلی میں دیکھنے لگی۔ گلی میں دونوں سروں پر دو موٹر سائیکلیں نظر آئیں۔ ہر گاڑی کے پاس دو افراد نظر آئے۔ اس سے اندازہ ہوا کہ ہر گلی کے موڑ پر موٹر سائیکلوں کے ساتھ دو دو مسلح افراد بھی موجود ہیں۔ الپا کو اس طرح گھیر لیا گیا تھا کہ وہ مکان سے نکل نہیں سکتی تھی۔ کسی بھی گلی سے گزر نہیں سکتی تھی۔

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی "یہ تو شیطانی جال پھیلا ہوا ہے۔ میں کتنے گھنٹوں اور کتنے دنوں تک یہاں چھپ سکتی ہوں۔ یہ دشمن یہاں سے نہیں ہٹیں گے۔"

وہ پریشان ہو کر تدبیر سوچنے لگی۔ ایسے وقت اسے یاد آرہا تھا کہ پارس نے اسے کس طرح اغوا ہونے سے بچایا تھا۔ پاسکل جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے اور اس کے مسلح کارندوں سے لڑتا آیا تھا۔ اگر وہ نہ ہوتا تو وہ ابھی تک ماسک مین کے قدموں میں پاسکل کے تابع ہوتی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے تسلیم کرلیا کہ دماغ کام نہیں کر رہا ہے۔ ایسے وقت پارس ہی کام آسکتا ہے۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "لیکن پارس کوئی جن تو نہیں کہ ہر جگہ ہر مصیبت میں کام آجائے۔ اس مکان کے چاروں طرف گلیوں میں دشمن پھیلے ہوئے ہیں۔ سب کے سب خطرناک ہتھیاروں سے لیس ہیں۔ پھر میں نے اس سے کون سا اچھا سلوک کیا ہے کہ وہ میری مدد کو آئے گا؟"

وہ دل پر ہاتھ رکھ کر سوچنے لگی "کچھ بھی ہو وہ مجھے چاہتا ہے' اب بھی میرے لئے جان کی بازی لگا سکتا ہے۔"

یہ سوچتے ہی اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ میں نے فوراً ہی پارس سے کہا "الپا تمہارے پاس آرہی ہے۔"

وہ آئی تو اس نے پہلے سانس روکی پھر سانس لینے لگا۔ وہ دوسری بار آئی۔ آتے ہی بولی "سانس نہ روکنا میں الپا ہوں۔"

"تم راستہ بھول گئی ہو۔ میں یہودی پارس نہیں ہوں۔"

"پلیز! طعنے نہ دو' میں مصیبت میں ہوں۔"

"کیا تمہارے ہاں مصیبت میں مسلمانوں کو یاد کیا جاتا ہے؟"

"پارس! میں رو دوں گی۔"

"اچھا میں رومال لے کر آرہا ہوں' بولو کہاں ہو؟"

"میں چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغے میں ہوں' جان بچانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔"

وہ اپنے حالات بتانے لگی۔ اسے بھی وہاں کے راستوں اور علاقوں کا علم نہیں تھا۔ اس نے مکان کی اور گلی کی چند نشانیاں بتائیں۔ پارس نے کہا "تم نے جس عورت کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلایا ہے' اس کے دماغ سے مکان کا نمبر' گلی اور محلے کا نام معلوم کرو۔"

"اوہ گاڈ! اتنی سی بات میرے دماغ میں نہیں آئی۔"

"دماغ سے غرور نکالو عقل آجائے گی۔"

"میں قسم کھاتی ہوں' کبھی تم سے برتر ہونے کی حماقت نہیں کروں گی۔"

اس نے عورت کے دماغ سے وہاں کا مکمل پتا معلوم کر کے بتایا' پارس نے کہا "آرام کرو میں ابھی آکر تمہیں لے جاؤں گا۔"

"تم کیسے آؤ گے؟ مجھے یہاں سے کیسے نکالو گے؟"

"جیسے مکھن سے بال نکالتے ہیں۔"

"تم مجھے سر سے ٹوٹا ہوا بال کہہ رہے ہو۔"

"میں اتنا بدذوق نہیں ہوں۔ بال دشمن ہیں' تم تو مکھن ہو۔"

"ہائے' تم کتنے اچھے ہو۔ میں بری ہوں تمہاری قدر نہیں کر رہی تھی۔"

"اچھا اب جاؤ۔ مجھے کام کرنے دو۔"

"میری موجودگی میں بھی کام کرسکتے ہو۔"

"کوئی تمہارے دماغ میں رہے تو کیا تم آزادی سے کام کرسکتی ہو؟"

"اچھا جاتی ہوں۔ پندرہ منٹ کے بعد آؤں گی۔"

"کوڈ ورڈز یاد رکھو۔ میرے پاس آتے ہی کہنا' میں پہلے انسان ہوں پھر یہودی۔"

"یعنی تم مجھے سبق یاد کراتے رہو گے۔ چلو' ٹھیک ہے۔ میرے کوڈ ورڈز کے جواب میں تمہیں بھی کہنا پڑے گا کہ پہلے میں انسان ہوں پھر مسلمان۔"

"ضرور کہوں گا کیونکہ یہ حقیقت ہے۔ جب میں نے

پیدا ہوتے ہی چند سانسیں لیں تو میں محض انسان کا بچہ تھا۔ پھر میرے کانوں میں اذان سنائی گئی اور میری ماں نے دودھ پلایا تو میں مسلمان ہوگیا۔"

وہ چلی گئی۔ پارس نے کار روک دی پھر اسے یوٹرن دے کر واپس جاتے ہوئے بولا "پاپا! ابھی میں نے ایک اسپتال دیکھا ہے۔ اسپتال کے پاس ایک پولیس اسٹیشن ہے۔ اب میرے ذہن میں ایک تدبیر ہے' اسے سنیے۔ میں تھانے کے انچارج سے کہوں گا کہ گلی نمبر دس کے مکان نمبر دو سو تیرہ میں ایک عورت بری طرح زخمی ہے۔ ایک ایمبولنس لے کر اسے فوراً طبی امداد پہنچائی جائے۔ جب وہ سوالات کرنا چاہے تو آپ اس کے دماغ پر قبضہ جمالیں۔"

"تمہاری تدبیر سمجھ میں آگئی۔ تم پولیس کی نگرانی میں الپا کو لانا چاہتے ہو۔"

"آپ نے میری آدھی تدبیر سمجھی ہے۔ دشمن کسی حال میں الپا کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ پولیس کی موجودگی میں بھی گولی مار سکتے ہیں۔"

"بیٹے! میں تمہارا باپ ہوں' باقی باتیں سمجھ چکا ہوں لیکن اس کام میں الپا کی مدد حاصل کرنی ہوگی۔"

"وہ کیوں؟"

"وہ ترکی زبان جانتی ہے' میں نہیں جانتا۔ اگر تھانے کا انچارج انگریزی نہ جانتا ہو اور وہ ترکی میں بولتا ہو تو ...."

وہ بات کاٹ کر بولا "تو بھی الپا کی ضرورت نہیں ہوگی' میں اس کے تعاون کے بغیر یہ کام کروں گا۔"

"کیسے کرو گے میرے بچے!"

اس نے پولیس اسٹیشن کے سامنے گاڑی روک کر کہا۔ "آپ فوراً آنٹی کو بلائیں۔"

میں نے چونک کر پوچھا "کس کی بات کر رہے ہو؟"

"آپ تو گھبرا گئے پاپا!"

میں نے انجان بن کر کہا "کیا بکواس ہے؟"

وہ مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا "میں آنٹی کا نام نہیں لوں گا' دیکھتا ہوں آپ کسے بلاتے ہیں۔"

اس کی آنکھوں میں شرارت بھری ہوئی تھی۔ میں سلطانہ کو بلا سکتا تھا لیکن بیٹے نے نام نہ لے کر بھی لیلیٰ کو بلانے کا شریر اشارہ کیا تھا۔ اگر میں اسے نہ بلاتا تو چور کی داڑھی میں تنکا والی بات ہوتی۔

سچ بات تو یہ ہے کہ لیلیٰ کے پاس جانے کا ایک بہانہ مل رہا تھا۔ بیٹے نے ایسی شرارت کی تھی کہ مجھے جانا نہیں چاہئے تھا اور اگر نہ جاتا تو بعد میں افسوس ہوتا رہتا۔ اس نے کہا "پاپا! دیر ہو رہی ہے' الپا کسی نئی مصیبت میں پڑ جائے گی۔"

میں نے غصہ دکھاتے ہوئے کہا "تم لیلیٰ کو بلانے کی بات سیدھے طریقے سے نہیں کرسکتے۔ بچپن میں کبھی تمہاری پٹائی نہیں کی' اب کسی دن ہاتھ جمادوں گا تو دن میں تارے نظر آجائیں گے۔ بہرحال الپا کی مصیبت کا خیال کرکے لیلیٰ کو بلا رہا ہوں۔"

میں نے لیلیٰ کو مخاطب کیا۔ اس نے سانس روکی پھر دوسری بار جانے پر بولی "ہمارے درمیان کوڈ ورڈز ضروری ہیں ورنہ دھوکا ہو سکتا ہے۔"

"کوڈ ورڈز تم بتاؤ۔"

"آپ بتائیں۔"

میں نے ذرا سوچ کر کہا "پھول کھلتے ہیں۔"

وہ شرمانے لگی میں نے کہا "اگر یہ پسند نہ ہو تو ....."

"نہیں' ٹھیک ہے۔ آپ بتائیں کیسے آنا ہوا؟"

میں اسے الپا کے متعلق بتانے لگا۔ اس نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا "میں ترکی زبان جانتی ہوں۔ جب تک الپا دشمنوں کے نرغے سے نہیں نکلے گی میں تھانے کے انچارج کو اپنے قابو میں رکھوں گی۔"

میں نے کار سے اترتے ہوئے پارس سے کہا "تھانے دار کے پاس چلو۔"

وہ کار سے باہر آکر بولا "پلیز آنٹی سے میری بات کرادیں"

"ہرگز نہیں۔ چپ چاپ اپنا کام کرو۔ بدمعاشی نہ

ہم نے تھانے میں آکے ایک زخمی عورت کے متعلق رپورٹ دی' میرا اندازہ درست نکلا۔ وہ انگریزی نہیں سمجھ رہا تھا۔ میں نے لیلیٰ سے کہا "یہاں آکر میری زبان سے ترکی بولو۔"

وہ میرے دماغ میں آگئی۔ میں نے سوچ کی لہروں کے مطابق ترکی میں بولنے لگا۔ انسپکٹر نے حیرانی سے کہا "آپ ہماری زبان روانی سے بولتے ہیں۔"

پارس نے کہا "پیچھے سے محبت دھکا دے تو آدمی آگے سے ہر زبان بولنے لگتا ہے۔"

میں نے اسے گھور کر دیکھا۔ انسپکٹر نے پارس سے پوچھا "تم کون ہو؟"

"میرا نام پارس ہے۔ میرے باپ کا نام فرہاد ہے' ماں کا نام شیریں ہونا چاہئے تھا کیونکہ ہمیشہ شیریں کے ساتھ فرہاد کا نام جاتا ہے لیکن میں اپنی ماں کو محبت سے لیلیٰ اماں کہتا ہوں۔"

میں نے محسوس کیا لیلیٰ میرے دماغ سے بھاگ گئی ہے۔ انسپکٹر پارس کی انگریزی نہیں سمجھ رہا تھا۔ اس نے پوچھا "یہ کہہ رہا ہے؟"

میں نے لیلیٰ کے پاس آکر کہا "کیا غضب کرتی ہو۔ مجھے چھوڑ کر آگئی ہو۔ انسپکٹر ترکی میں بول رہا ہے' میں کیا جواب

دوں گا۔"

"نہیں! مجھے شرم آتی ہے۔"

"خدا کے لئے بیٹے کی شرارتوں کی سزا باپ کو نہ دو۔ جلد آؤ ورنہ کام بگڑ جائے گا۔"

میں اس کے دماغ سے آیا وہ میرے دماغ میں آگئی' پارس انگریزی بولتا جارہا تھا۔ انسپکٹر منہ کھولے اسے دیکھتا جارہا تھا۔ میں نے بیٹے کا کان پکڑ کر زور سے مروڑتے ہوئے کہا۔ "تمہاری شرارتوں سے لیلیٰ تعاون نہیں کرے گی تو الپا کی شامت آجائے گی۔"

پھر میں نے ترکی زبان میں انسپکٹر سے کہا "آپ مسلح پولیس کی اچھی خاصی تعداد لے چلیں' بہت سے غنڈے اس زخمی عورت کو ہلاک کرنا چاہیں گے۔"

وہ اس سلسلے میں سوال کرنا چاہتا تھا۔ لیلیٰ نے میرے پاس سے جاکر اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر اسپتال ایمبولنس کے لئے فون کیا پھر اٹھتے ہوئے ہم سے بولا۔ "چلو ایمبولنس اسپتال سے نکل رہی ہے۔"

اس کی زبان سمجھ میں نہیں آئی' پارس مجھے دیکھ کر سمجھ گیا کہ لیلیٰ انسپکٹر کو کنٹرول کر رہی ہے۔ اس نے آہستگی سے کہا۔ "زبانِ یارِ من ترکی و من ترکی نمی دانم۔"

یہ کہتے ہی وہ تھانے سے باہر بھاگ گیا۔ اگر ہاتھ آتا تو میں اس کی پیٹھ پر ایک دھپ ضرور جماتا۔ اگرچہ وہ کچھ زیادہ ہی ستا رہا تھا۔ لیلیٰ مجھ سے کترا رہی تھی مگر ناراض نہیں ہو رہی تھی بلکہ شرما رہی تھی۔ بیٹا اپنی شرارت کے آئینے میں ہم دونوں کو ایک دوسرے کے چھپے ہوئے چہرے دکھا رہا تھا۔

انسپکٹر ایمبولنس اور مسلح پولیس کی جماعت کے ساتھ آگے چلا گیا۔ ہم بہت فاصلے سے ان کے پیچھے جانے لگے۔ میں نے پارس سے کہا "میں الپا کو سمجھانے جارہا ہوں کہ وہ اس گھر کی عورت پر چادر ڈال کر ایمبولنس والوں کے حوالے کردے اور خود گھر میں چھپی رہے۔ باہر سے کوئی اسے نہ دیکھے' تم یہی چاہتے ہو نا؟"

"جی ہاں۔ یہ بھی کہہ دیں کہ جب تک میری آواز نہ سنے دروازہ نہ کھولے۔"

اسی وقت الپا نے آکر کوڈ ورڈز ادا کیے "میں پہلے انسان ہوں بعد میں یہودی۔"

پارس نے جواباً کوڈ ورڈز ادا کرتے ہوئے پوچھا "تم پندرہ منٹ بعد آنے والی تھیں؟ خیریت تو ہے؟"

"ہاں مجھے بھوک لگی تھی میں کچن میں آملیٹ بنا کر کھا رہی تھی۔"

میں الپا کے دماغ میں آیا اسے پارس سے باتیں کرتے ہوئے پایا تو لیلیٰ کے پاس آکر بولا "شیطان الپا سے باتوں میں مصروف ہے' میں شرمندہ ہوں کہ اس نے تمہیں پریشان کیا۔"

وہ خاموش رہی۔ میں نے کہا "سوری! تم نے تو انسپکٹر کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا ہے میری بات کا جواب دوگی تو اس کا دماغ آزاد ہو جائے گا۔ ٹھیک ہے' تم اپنا کام کرو' میں ایک سپاہی کے دماغ میں رہوں گا۔"

اس نے چند ساعتوں کے لئے انسپکٹر کو چھوڑ کر مجھ سے کہا "پلیز' آپ میرے پاس رہ کر مجھے گائیڈ کریں۔"

چند ساعتوں میں انسپکٹر نے چونک کر سوچا "یہ میں پولیس پارٹی کے ساتھ کہا جارہا ہوں۔ ابھی تو میں تھانے میں تھا۔"

اسے کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ لیلیٰ نے پھر اس پر قبضہ جمالیا۔

وہ ان گلیوں میں داخل ہوگئے جہاں ہر موڑ پر دو مسلح افراد ایک موٹر سائیکل کے ساتھ نظر آرہے تھے۔ انسپکٹر نے ان سے ڈانٹ کر پوچھا "یہاں اتنی رات کو ہتھیار لئے کیوں کھڑے ہو' چلے جاؤ ورنہ حوالات میں جاؤ گے۔"

انہوں نے جواب نہیں دیا۔ قانون کے محافظوں سے الجھنا نہیں چاہتے تھے۔ وہاں سے چپ چاپ جانے لگے۔ دوسرے موڑ پر ایک مسلح جوان نے کہا "یہ ساتھ والا میرا مکان ہے' یہ میرا محلہ ہے۔ مجھے رات کو پہرا دینے کا حق پہنچتا ہے۔"

میں نے لیلیٰ سے کہا "انسپکٹر کو ان سے الجھنے نہ دو۔"

وہ اسے اس مکان کے سامنے لے آئی جہاں الپا چھپی ہوئی تھی۔ اس گلی میں کھڑے ہوئے مسلح افراد ایمبولنس اور پولیس کی دو گاڑیوں کو دیکھنے لگے۔ مسلح سپاہی گاڑیوں سے اتر رہے تھے' انسپکٹر نے دروازے پر دستک دی' وہ اندر سے کھلا ہوا تھا۔ اس نے دستک کے لئے ہاتھ مارا تو وہ کھلتا چلا گیا اندر میاں بیوی فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ بیوی پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی۔ اس پولیس انسپکٹر نے اس عورت کو اسٹریچر پر ڈال کر لے جانے کا حکم دیا۔ جب دو سپاہی اسے اسٹریچر پر ڈال کر باہر آئے اور ایمبولنس کے پچھلے حصے میں رکھنے لگے تو ایک مسلح شخص نے آگے بڑھ کر کہا "یہ کون ہے اور تم کسے لے جارہے ہو؟ ہمیں دیکھنے دو۔"

انسپکٹر نے ایمبولنس کے پچھلے دروازے کو بند کرنے کا حکم دے کر اس شخص سے پوچھا "تم پولیس کے معاملات میں مداخلت کرنے والے کون ہوتے ہو۔"

وہ انسپکٹر کو گن پوائنٹ پر رکھتے ہوئے بولا "اس عورت کو میرے حوالے کر دو' یہ تمہارے ساتھ نہیں جائے گی۔"

ایک سپاہی نے گولی چلائی۔ وہ اچھل کر ایک گاڑی کے پیچھے آگیا۔ پھر دونوں طرف سے فائرنگ کی آوازیں گونجنے لگیں۔ علاقے کے لوگ گھبرا کر اٹھ بیٹھے۔ دروازے اور

کھڑکیوں سے جھانک کر دیکھنے لگے۔ جب پتا چلا اندھا دھند فائرنگ ہو رہی ہے تو سب نے سہم کر دروازے بند کر لئے۔ انسپکٹر ایمبولنس میں آکر بیٹھ گیا' ڈرائیور اسے ڈرائیو کرتے ہوئے گلی سے باہر نکلنے لگا۔ فائرنگ اور شدید ہو گئی تھی۔ پولیس کے آدمی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر فائرنگ کر رہے تھے' وہ بھی ایمبولنس کے پیچھے جا رہے تھے۔ ایسی صورت میں مسلح دشمن بھی اپنی گاڑیوں میں تعاقب کرتے ہوئے گولیاں چلا رہے تھے۔ ایمبولنس جس گلی سے گزرتی تھی وہاں کے دشمن پیچھے لگ جاتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی سی دیر میں تمام گلیاں دشمنوں سے خالی ہو گئیں۔ پارس کار ڈرائیو کرتا ہوا آیا پھر اس مکان کے سامنے رک گیا۔ میں پچھلی سیٹ پر آگیا الپا مکان کا دروازہ کھول کر آئی پارس کے پاس بیٹھ گئی۔

وہ بہت خوش تھی۔ کہہ رہی تھی "ابھی ہر گلی میں دشمن ہی دشمن نظر آرہے تھے۔ تم نے تو جھاڑو پھیر دی ہے۔ اب ایک بدمعاش بھی نظر نہیں آرہا ہے۔"

وہ ڈرائیو کرتا ہوا ایک شاہراہ پر آگیا پھر بولا "تم کہاں جاؤ گی؟"

اس نے پارس کو دیکھا پھر ذرا قریب ہو کر بولی "یوں بے رخی سے سوال نہ کرو۔ میں بھلا کہاں جاؤں گی؟"

"دنیا بہت بڑی ہے۔"

"اس دنیا میں بہت سے گڑھے ہوں گے' کسی گڑھے میں لے جا کر پھینک دو۔"

"میں پیرس جاؤں گا۔"

"میں اسرائیل نہیں جا رہی ہوں' تم فرانس نہ جاؤ۔ ہم اپنے اپنے ملک سے دور رہیں گے مجھے تمہاری اس بات سے اتفاق ہے کہ ہم دور رہ کر بھی اپنے اپنے لوگوں کے کام آسکتے ہیں۔"

وہ بولا "ہم ہر چیز سے دور ہو سکتے ہیں لیکن مذہب سے دور نہیں ہو سکتے' ایمان ہمارے تمہارے اندر ہوتا ہے۔"

"ہم اسے اندر ہی رہنے دیں گے۔ میں تمہارے سامنے خود کو یہودی نہیں کہوں گی تم میرے سامنے خود کو مسلمان نہ کہنا۔ ہمارا دین ہمارا اعتقاد ہمارے ساتھ ہوگا۔ ہم ایک دوسرے کو ایک دوسرے کے مذہب کی طرف مائل نہیں کریں گے۔"

"پاپا نے میری ممی شیبا کو کبھی مائل نہیں کیا تھا۔ بابا صاحب کا پورا ادارہ ان کے یہودی ہونے کے باوجود ان پر اعتماد کرتا تھا اور دل و جان سے انہیں چاہتا تھا۔"

"تم برا نہ ماننا۔ تمہاری شیبا ممی نے تم لوگوں کو تو خوش رکھا مگر اپنے ہی یہودیوں کے مفادات کو نقصان پہنچایا۔"

"یہ سراسر الزام ہے۔ آئندہ ثبوت کے بغیر میری ماں کے خلاف کوئی بات نہ کہنا۔ تعجب ہے تم نے اب تک اپنے جنرل اور اعلیٰ حکام کی ان چھپی ہوئی سازشوں کو نہیں پڑھا جو میری ماں کے خلاف کی گئی تھیں۔ تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو صرف اتنا ہی معلوم کر لو کہ میری ممی نے کن حالات میں اپنی جان دی تھی۔ تمہارے اعلیٰ حکام نے جو ریکارڈ تیار کیا ہے اس پر نہ جاؤ' ان کے دماغوں سے حقیقت معلوم کرو۔"

"ٹھیک ہے' تم کہتے ہو تو میں ان کے چور خیالات پڑھوں گی۔"

"جب تک حقیقت معلوم نہیں کرو گی اور تمہارا دل میری ماں کی طرف سے صاف نہیں ہوگا' ہم ایک ساتھ نہیں رہیں گے۔"

"میں ابھی کہاں جاؤں گی؟"

"کسی ہوٹل میں قیام کرو' اپنا حلیہ تبدیل کرو۔ ہم وہیں دس گھنٹے بعد ملیں گے۔"

الپا کو دشمنوں کے نرغے سے نکالنے کے بعد میں نے لیلیٰ سے کہا "اب انسپکٹر کو جانے دو' وہ ایمبولنس کا تعاقب کرنے والے دشمنوں سے خود نمٹ لے گا۔"

اس نے انسپکٹر کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا "آپ جائیں"

"کیا مجھے بھگا رہی ہو؟"

"نہیں' میں آپ کے پاس آرہی ہوں۔"

میں سمجھ گیا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ میں زیادہ دیر رہ کر اس کے چور خیالات پڑھوں۔ مجھے اس بات کی پروا نہیں تھی کہ وہ میرے چھپے ہوئے خیالات پڑھ لے گی شاید میرے چھپے ہوئے خیالات میں وہی وہ تھی۔ دنیا مجھے دل پھینک ہرجائی کہتی ہے' میں کہتا ہوں اس بار ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ایک تو میری عمر کا تقاضا ہے کہ مجھے سنجیدگی سے ایک صرف ایک چھت کے نیچے بیٹھ جانا چاہئے دوسرے یہ کہ لیلیٰ ایک معزز اور محترم بزرگ کی صاحبزادی تھی۔ میں مستقبل میں کسی بھی پہلو سے اس کا دل توڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

وہ میرے پاس آگئی۔ میں کار کی پچھلی سیٹ پر تھا' میرے ذریعے آگے دیکھتے ہوئے بولی "کیا یہی الپا ہے؟"

"ہاں۔ پارس نے خواہ مخواہ تمہیں پریشان کیا تھا۔ تم چاہو تو اب پارس کو چھیڑ سکتی ہو۔"

"آپ بھرے ہوئے بارود کو دیا سلائی دکھانے کو کہہ رہے ہیں۔ آپ کا بیٹا بہت تیز ہے۔"

"ذہانت میں تیز ہے یا شرارت میں؟"

"وہ بڑی ذہانت سے شرارتیں کرتا ہے۔"

"یعنی اس نے ہمارے متعلق جو شرارتیں کیں وہ درست ہیں؟ کیونکہ ذہانت سے کیا ہوا کام کبھی غلط نہیں ہو" وہ خاموش رہی میں نے پوچھا "کیا میرے خیالات پڑھ کر میری نیت معلوم کر رہی ہو؟"

"آں۔ نن... نہیں تو' آپ یہ کبھی نہ سوچیں کہ میں آپ کے مزاج کے خلاف کوئی کام کروں گی۔"

"میرے مزاج کے مطابق کرو گی؟"

"ہاں' مگر کوئی شرارت نہ ہو۔"

"میری شرارت کی عمر گزر چکی ہے۔ میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں تم میرے اندر دیر تک رہ کر میرے ڈھکے چھپے خیالات پڑھو۔"

"آپ ایسا کیوں چاہتے ہیں؟"

"میں کھلی کتاب بن جانا چاہتا ہوں۔ اب تک بہت بدنام ہو چکا ہوں' میں اپنی بدنامی کے سارے راستے بند کر کے کسی ایک راستے پر چلنا چاہتا ہوں۔ کسی ایک راستے پر چلنے کے لئے مجھے اپنی خامیوں کو سمجھنا ہوگا اور میرے چور خیالات پڑھ کر تم مجھے سمجھاؤ گی۔"

"میرے لئے اس سے زیادہ خوشی کی بات کوئی نہیں ہو سکتی کہ آپ میری باتیں سمجھنا چاہتے ہیں۔ جن دنوں میں آپ کی لاعلمی میں آیا کرتی تھی ان دنوں میں نے ایک ایک خیال کو پڑھا ہے' ایک ایک عادت' ایک ایک فطرت کو سمجھا ہے۔"

"اس کا کیا مطلب ہے' مجھ میں کچھ اچھائیاں ہیں جن کے سبب تم آئی ہو۔"

"اچھائیاں ہی اچھائیاں ہیں اسی لئے لاکھوں افراد آپ سے محبت کرتے ہیں۔ صرف ایک برائی ہے' آپ سیماب صفت ہیں' پارے کی طرح ایک جگہ نہیں ٹھہرتے۔ جگہ بدلتے ہیں' جوتے بدلتے ہیں' لباس بدلتے ہیں۔ یہ بری عادات نہیں ہیں برائی یہ ہے کہ آپ ساتھی بدلتے ہیں۔ بدلتے ہوئے حسن' بدلتے ہوئے انداز اور بدلتے ہوئے رنگ روپ کی طرف بے اختیار کھنچے جاتے ہیں۔"

"میں خود کو بدل دوں گا۔"

"ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ میں نے آپ کا زائچہ بنایا ہے' آپ کے ستارے اور آپ کے ہاتھوں کی لکیروں کے نقش دیکھے ہیں' ہر پہلو سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ آخری سانس تک یکسانیت سے فرار حاصل کریں گے۔ دنیا کی کوئی عورت آپ کو باندھ کر نہیں رکھ سکے گی۔"

"میں تمہارے علوم اور تجربات کو جھٹلا نہیں سکتا۔ کیونکہ ہزاروں بار توبہ کی ہے اور توبہ توڑی ہے۔ میں حیران ہوں کہ تم سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی میرے پاس ہو۔ تمہیں تو مجھ سے دور رہنا چاہئے۔"

"ہاں' مگر دور نہیں رہ سکتی۔ کچھ مجبوری ہے۔"

"کیسی مجبوری؟"

"میں نے اپنا بھی زائچہ بنایا ہے' اپنے ستارے بھی دیکھے ہیں' اپنے ہاتھ کی لکیروں کو بار بار پڑھا ہے۔"

وہ میرے اندر گہری گہری سانسیں لے رہی تھی جیسے بولتے بولتے ہانپ رہی ہو۔ پھر وہ آگے نہ کہہ سکی۔ میں نے پوچھا "اتنے سارے علوم تمہارے لئے کیا کہتے ہیں؟"

"میں کیا کہوں' مجھے رونا آتا ہے؟"

"آخر بات کیا ہے؟ کیا تمہارے ستارے کہتے ہیں میں تمہاری زندگی میں آؤں گا۔"

"ہاں' آئیں گے' آئیں گے' مجھے برباد کر کے چلے جائیں گے۔"

وہ اچانک رونے لگی۔ روتے روتے میرے دماغ سے بھاگ گئی۔ مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ میں دیکھتے ہی دیکھتے بدترین ظالم شخص بن گیا تھا۔ بنا کیا تھا میں تو تھا ہی ظالم۔ کتنی محبت کرنے والیوں کے دل توڑے تھے اور دل توڑنا سب سے بڑا گناہ ہے۔ وہ کہہ رہی تھی مجھ میں اچھائیاں ہی اچھائیاں ہیں صرف ایک برائی ہے' ہر انسان کی ایک آدھ برائی کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ ایک برائی سے کبھی کچھ نہیں بگڑتا کبھی سب کچھ بگڑ جاتا ہے۔ میں سلامت رہا' مجھے ٹوٹ کر چاہنے والیاں ٹوٹتی پھوٹتی رہیں اور اب ایک پیش گوئی تھی کہ ایک اور ٹوٹنے والی ہے اور وہ اپنے دل سے' جذبات سے' حالات سے اور مقدر سے مجبور ہے۔ تقدیر اسے گھسیٹ گھسیٹ کر میرے پیار کی سولی پر چڑھائے گی۔

اس کی داستان بتاتی ہے کہ وہ ابتدائے شباب سے مجھے چاہتی تھی لیکن مقدر کا چہرہ پڑھ کر مجھ سے کتراتی رہی تھی' اس کا دل بغاوت کرتا تھا۔ اس کے سینے میں پیدا ہو کر میری گود میں آنا چاہتا تھا وہ نفس کو مارنے میں کامیاب رہی تھی لیکن محبت کو نہیں مار سکتی تھی' اپنے اندر کی اس عورت کو نہیں مار سکتی تھی جو میرے لئے پیدا ہوئی تھی۔ مقدر نے اسے میرے نام لکھ دیا تھا' وہ میرا نام مٹاتی تھی تقدیر پھر لکھ دیتی تھی' پھر مٹاتی تھی پھر تقدیر لکھ دیتی تھی۔

وہ اپنی تقدیر سے ایک طویل جنگ لڑتی آرہی تھی۔ تقدیر کے مطالبے کو پیچھے دھکیلتی آرہی تھی۔ میں نے سوچا' وہ اکیلی تھک جائے گی ہار جائے گی' میں اسے برباد کرنے کا مجرم کہلاؤں گا۔ اس سے پہلے ہی مجھے اس شریف زادی کی جنگ میں شریک ہو جانا چاہئے' خود کو اس سے بہت دور لے جا کر اسے بربادی سے بچانا چاہئے۔

میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "جو کوڈ ورڈز ہم نے مقرر کئے تھے انہیں نہیں دہراؤں گا۔ وہ دکھ پہنچانے والے

الفاظ ہیں، "میں تمہارے آنسو پونچھنے آیا ہوں۔"

وہ آنسو پونچھتے ہوئے بولی "میں نے آپ کو بالواسطہ ظالم کہہ دیا جب کہ آپ جان بوجھ کر کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتے ہیں۔ میرے معاملے میں بھی میرا ہی مقدر خراب ہے۔ مجھے آپ سے گلہ نہیں ہے۔"

"میں تمہارا مقدر بدل دوں گا۔"

"یہ ممکن نہیں ہے۔"

"تم ناممکن اس لئے سمجھتی ہو کہ تم نے تنہا جنگ لڑی ہے، اپنے طور پر مجھ سے دور رہنے کی کوشش کرتی رہی ہو۔ آج سے میں دور ہو جاؤں گا۔"

وہ چونک گئی، انکار میں سر ہلانے لگی۔ میں نے کہا "اب میں صحیح معنوں میں گمنام رہوں گا کسی سے کوئی رابطہ نہیں کروں گا۔"

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ کیا میری وجہ سے خون کے رشتوں سے بھی تعلق نہیں رکھیں گے؟"

"میں رشتے داروں اور دوستوں کی لاعلمی میں ان کی خیریت معلوم کرتا رہا کروں گا اور ان کے کام آتا رہوں گا لیکن کسی کو اپنا ٹھکانا نہیں بتاؤں گا۔ کسی کو اپنے دماغ میں نہیں آنے دوں گا۔"

"یہ غلط فیصلہ ہے۔"

"بہت خوب! پہلے خود ہی کہا کرتی تھیں کہ مجھے گوشۂ گمنامی میں رہنا چاہئے، اب کیوں انکار ہے؟"

"میں آپ کے مقدر کا حال جانتی ہوں۔ آپ صرف گمنام رہیں گے لیکن گم نہیں ہوں گے۔ اپنوں میں رہیں گے۔ لہٰذا آپ کو تقدیر کے خلاف فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔"

"میں دنیا کی بدترین گالیاں برداشت کر سکتا ہوں لیکن تمہاری بربادی کا الزام برداشت نہیں کروں گا۔ ایک شریف زادی کے لئے جان دے دوں گا لیکن اس کی عزت پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔"

یہ کہتے ہی میں اس کے دماغ سے نکل آیا، دوسرے ہی لمحے وہ میرے پاس آئی، میں نے سانس روک لی، چند سیکنڈ کے بعد سانس لی وہ دوسری بار آتے ہی بولی "پھول کھلتے ہیں۔" میں نے کہا "پھول مرجھاتے بھی ہیں، مسل بھی دیے جاتے ہیں۔"

"یہ پھول کا مقدر ہے۔"

"میں مقدر بدل دوں گا، مجھے ایک کوشش کرنے دو۔ جاؤ، چلی جاؤ۔"

میں نے سانس روک لی تھوڑی دیر بعد سانس لی، انتظار کیا مگر نہیں آئی میں سمجھ گیا وہ پھر رو رہی ہو گی۔ میں کیا کر سکتا تھا اس کی بھلائی کے لئے تو اسے رلا رہا تھا، آخر کتنا روئے گی صبر آ ہی جائے گا۔

پارس نے الپا کو ایک ہوٹل میں پہنچا دیا تھا۔ صبح ہونے والی تھی، ہم نے دوسرے ہوٹل میں قیام کیا، میں نے بستر پر لیٹتے ہی سوچا، گمنام زندگی ہی بہتر ہے۔ مجھے پہلی اور آخری بار ایک شریف زادی کی خاطر حتی الامکان شرافت کا ثبوت دینا چاہئے۔ میں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیے تھے، یہ بھی ایک زبردست کارنامہ ہو گا۔

میں نے سوچا پارس سے کہہ دوں کہ کل ہم بچھڑ جائیں گے لیکن اس نے بستر پر لیٹتے ہی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ بیٹا تھک گیا تھا، صبح باتیں ہو سکتی تھیں، میں دماغ کو ہدایت دے کر سو گیا۔

لیکن پارس جاگ رہا تھا لیلیٰ اس کے پاس آئی تھی، اس سے کہہ رہی تھی "بیٹے! میں بہت پریشان ہوں۔ وعدہ کرو پریشان نہیں کرو گے، میرا مذاق نہیں اڑاؤ گے اور سنجیدگی سے میری مدد کرو گے۔"

"آنٹی بچے اپنی ماں کے سامنے شرارتیں کرتے ہیں لیکن جب ماں پریشان ہوتی ہے تو اس کے لئے جان دینے کی حد تک سنجیدہ ہو جاتے ہیں۔"

"بیٹے! تمہارے پاپا ہم سب سے دور کہیں جانے والے ہیں۔ اپنے بیٹوں سے بھی رابطہ نہیں رکھیں گے۔ کہہ رہے تھے تم لوگوں کی لاعلمی میں تمہارے کام آتے رہیں گے۔"

"آپ ہماری بات نہ کریں صرف اپنی باتیں سمجھائیں آپ سے دور کیوں جانا چاہتے ہیں جبکہ دو چار گھنٹے پہلے تک ایسی بات نہیں تھی۔"

"یوں سمجھ لو مجھ سے ناراض ہیں۔"

"آپ سے ناراض ہو کر وہ ہم سب کو کیوں چھوڑ رہے ہیں؟"

"تاکہ میں تم لوگوں کے ذریعے ان کا ٹھکانا معلوم نہ کر سکوں۔"

"وہ آپ کو اپنے ٹھکانے سے دور رکھنے کے لئے ہم سب کو اپنے سے دور کر دینا چاہتے ہیں، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ میرے پاپا ایک ہوشمند انسان ہیں، کسی خاص مقصد کے بغیر وہ ایسا فیصلہ نہیں کریں گے۔"

"ہاں، ایک خاص بات ہے، اسے تم نہ سنو۔"

"کوئی بات نہیں میں پاپا سے پوچھ لوں گا۔"

"ایسا نہ کرنا، انہیں پتا چل جائے گا کہ میں تمہارے پاس آئی تھی۔"

"آپ اپنی آمد کو راز رکھنا چاہتی ہیں تو پھر بتائیں مقصد کیا ہے؟"

وہ بے بسی سے ایک لمبی سانس لے کر بولی "میں نے اپنے علم سے معلوم کیا تھا کہ وہ آخری سانس تک ہرجائی رہیں گے، یکسانیت سے فرار حاصل کرنے کے لئے ساتھی بدلتے رہیں گے۔"

"ہمیں اپنے باپ پر فخر ہے۔ اتنی مائیں راشن کارڈ سے بھی نہیں ملتیں۔"

"تم پھر شروع ہو گئے۔"

"آنٹی یہ دل بڑا بے ایمان ہوتا ہے۔ جب کسی ہرجائی کے لئے مچلتا ہے تو اپنی بات نہیں مانتا۔ میں نہ مذاق کر رہا ہوں نہ آپ کا مذاق اڑا رہا ہوں۔ میں آپ سے اور سلطانہ آنٹی سے بہت پیار کرتا ہوں، آپ میرے پیار اور عقیدت کو سمجھتے ہوئے سچ بتائیں، آپ مقدر کا حال اور پاپا کی فطرت کو سمجھتے ہوئے بھی انہیں کیوں چاہتی ہیں؟"

"میں اپنا مقدر بھی پڑھتی ہوں۔ جب میں بیس برس کی تھی تب سے میری تقدیر کہہ رہی ہے کہ تمہارے پاپا میری زندگی میں آئیں گے پھر کسی دن چلے جائیں گے۔ تب سے میں تقدیر کے خلاف لڑتی آ رہی ہوں۔ یہ لڑائی جیتنے کے لئے میں کسی اور سے شادی کر سکتی تھی مگر تمہاری بات دہراتی ہوں، دل بڑا بے ایمان ہوتا ہے۔ کسی ہرجائی کے لئے مچلتا ہے تو ہماری بات نہیں مانتا۔"

"پاپا دور کیوں جانا چاہتے ہیں؟"

"وہ بہت اچھے ہیں، بہت ہی اچھے۔ وہ مقدر کے فیصلے کے مطابق مجھے برباد نہیں کرنا چاہتے۔ کہتے ہیں دور چلے جائیں گے، کسی کو ٹھکانا نہ بتائیں گے، مجھے اپنے دماغ میں نہیں آنے دیں گے تو وہ ایک ظلم سے بچ جائیں۔"

"آپ چاہتی ہیں وہ ظلم کریں؟"

"بکواس مت کرو۔ میں چاہتی ہوں وہ خون کے رشتوں سے دور نہ ہوں۔ وہ ہم سب کے برے وقتوں میں مدد کے لئے پہنچ جاتے ہیں پھر یہ تو سوچو، ہمیں ان کی کوئی خبر نہیں ملے گی۔ خدانخواستہ وہ بیمار ہوں گے یا کسی مصیبت میں ایسے گرفتار ہوں گے کہ خیال خوانی کے ذریعے بھی ہمیں پکار نہیں سکیں گے تو یہ ہم سب کے لئے کتنے شرم اور دکھ کی بات ہو گی؟"

"آپ درست کہتی ہیں۔ میں پاپا کو کہیں جانے نہیں دوں گا۔"

"تم میرے بہت اچھے بیٹے ہو، میں اسی لئے تمہارے پاس آئی ہوں۔ مجھے بتاؤ تم کیا کرو گے؟"

"میں ابھی پاپا کے قدموں سے لپٹ کر دھاڑیں مار مار کر روتے ہوئے کہوں گا آپ نہ جائیں، کہیں نہ جائیں، جانا ضروری ہو تو میں بھی چلوں گا۔ میں بچپن میں اسی طرح ضد کیا کرتا تھا۔ وہ ٹافیاں دے کر مجھے بہلا کر دفتر چلے جاتے تھے، آج میں ٹافیوں کی رشوت نہیں لوں گا۔ انہیں جانے نہیں دوں گا۔"

"پلیز بیٹے، سنجیدہ ہو جاؤ"

"آپ کے اطمینان کے لئے اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ پاپا نہیں جائیں گے۔"

"میری بات سمجھو۔ باپ کے سامنے بیٹے کی نہیں چلتی۔ تم ضد کرو گے تو وہ دھوکا دے کر چلے جائیں گے۔"

"ہاں، پاپا سے کچھ بعید نہیں۔ وہ آپ کی اور محترم شیخ مرحوم کی بہت عزت کرتے ہیں آپ کی خاطر کوئی جذباتی قدم اٹھا سکتے ہیں۔"

"انہیں اس طرح روکو کہ ان کو ہم پر شبہ نہ ہو۔"

وہ سوچنے لگا پھر بولا "ایک تدبیر ہے، آپ کو ساتھ دینا ہو گا۔"

"میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔"

"کیا آپ ایک آدھ گھنٹے کے لئے بیہوش ہو سکتی ہیں؟"

"اس سے کیا ہو گا؟"

"ڈاکٹر مریض کا علاج کرنے سے پہلے اس کی نبض دیکھتا ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے لئے پاپا کی نبض کتنی تیز چل رہی ہے۔"

"پھر مذاق کر رہے ہو؟"

"سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں۔ وہ آپ کے لئے پریشان ہو کر کہیں جانے کا ارادہ ترک کر دیں گے۔"

"کیا وہ میری خاطر فیصلہ بدل لیں گے؟"

"سانچ کو آنچ کیا۔ آپ بیہوش کیسے ہوں گی؟"

"میرے پاس دوائیں ہیں میں اپنے بازو میں ایک انجکشن لگاؤں گی پھر ہوش میں آنے کے بعد وہ میرے دماغ میں آئیں گے۔ میں کمزوری کے باعث انہیں محسوس نہیں کر سکوں گی۔ وہ خیالات پڑھ کر سمجھ لیں گے کہ یہ تمہاری چال تھی۔"

"یہ چال نہیں ہے، آپ دل میں عہد کر لیں، دماغ میں نقش کر لیں کہ پاپا ہمیں چھوڑ کر جائیں گے تو آپ ہر دو چار گھنٹے بعد خود کو نشے کے انجکشن لگاتی رہیں گی اور آہستہ آہستہ جان دیتی رہیں گی۔"

"یہ ہوئی نا بات۔ میں قسم کھاتی ہوں یہی کروں گی۔"

"ارے نہیں، آپ قسم نہ کھائیں یہ صرف پاپا کو سمجھانے کی بات ہو گی۔"

"نہیں میں قسم کھا چکی ہوں۔ تمہارے پاپا کہیں جائیں گے تو شیخ الفارس کی بیٹی جان پر کھیل جائے گی۔"

"مر گیا" پارس نے سر پکڑ کر کہا "آنٹی جو کام شرارت سے ہو سکتا ہے اس کے لئے سنجیدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔"

وہ کہتے کہتے چپ ہو گیا۔ لیلیٰ اس کے دماغ سے چلی گئی تھی۔ اس نے دس منٹ بعد مجھے نیند سے چونکا کر اٹھتے

دیکھا اس وقت لیلیٰ میرے دماغ میں آئی تھی، مجھ سے کہہ رہی تھی "مجھے چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں تو جائیں مگر میں نے قسم کھائی ہے کہ ہر دو چار گھنٹے بعد خود کو بے ہوشی کا انجکشن لگاتی رہوں گی میں اپنے اس آخری فقرے کے ساتھ ہی پہلا انجکشن لگا چکی ہوں۔"

میں نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا وہ ایک بستر پر لیٹی ہوئی تھی اور اپنے بائیں ہاتھ سے دائیں بازو میں پیوست ہونے والی سوئی نکال رہی تھی پھر اس نے خالی سرنج ایک طرف پھینک دی۔ میں نے پوچھا "یہ تم نے کیا حرکت کی ہے؟"

میری بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ غفلت کے اندھیرے میں ڈوبتی چلی گئی، بے ہوش ہوگئی۔ میں نے پارس کو خالی خالی نظروں سے دیکھا۔ اس نے پوچھا "کیا ہوا؟ خیریت تو ہے؟"

"وہ ... لیلیٰ .... بے ہوش ہوگئی ہے۔"

"آنٹی نے خود ہی بے ہوشی کا انجکشن لگایا ہوگا۔"

"ہاں" میں نے جواب دیا پھر چونک کر پوچھا "تم کیسے جانتے ہو؟"

"وہ تھوڑی دیر پہلے میرے پاس آئی تھیں۔ مجھ سے کہہ رہی تھیں کہ آپ ان سے کہیں دور جا رہے ہیں، انہیں اپنے دماغ میں آنے نہیں دیں گے، میں آپ کو کسی طرح روکوں میں نے کہا کوئی گمبھیر مسئلہ ہوگا تو پاپا میرے روکنے سے بھی نہیں رکیں گے، تب انہوں نے کہا وہ بے ہوشی کا انجکشن لگائیں گی اس کے بعد بھی آپ جائیں گے تو وہ ہر دو چار گھنٹے بعد اسی طرح خود کو آہستہ آہستہ مارتی رہیں گی کیا وہ ایسا کر رہی ہیں؟"

"وہ ایسا کر چکی ہے۔ بے ہوش پڑی ہے۔"

"وہ کہاں ہیں؟ کس شہر میں ہیں؟ ان کا ٹھکانا معلوم ہے؟"

میں نے گفتگو کے دوران چپ چاپ خیال پڑھا تھا، پتا چلا وہ پیرس میں ہے۔ مجھے بابا صاحب کے ادارے میں اطلاع دے کر اس کے پاس کسی کو بھیجنا چاہئے ورنہ کوئی دشمن اسے بے ہوشی کے دوران نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

میں نے محترم جناب علی اسد اللہ تبریزی صاحب سے رابطہ کرکے لیلیٰ کی حالت بتائی، انہوں نے فرمایا "اس کے بنگلے کے اطراف میں ہمارے آدمی موجود ہیں، میں انہیں ابھی اطلاع دیتا ہوں انشاء اللہ ہماری بیٹی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

میں مطمئن ہو کر اپنی جگہ حاضر ہوگیا پارس نے پوچھا۔ "حفاظت کا انتظام ہوگیا؟"

"ہوگیا۔ یوں بھی اس کے بنگلے کے اطراف ادارے کے لوگ موجود رہتے ہیں۔"

"آپ کو اطمینان ہوگیا کہ وہ محفوظ رہیں گی؟"

"ہاں مگر تم اتنا کرید کرید کر کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"اس لئے کہ کل آپ کو یہاں سے جاکر کہیں گم ہو جانا ہے۔"

"تمہیں کچھ عقل ہے؟ میں کیسے جاسکتا ہوں؟"

"کار میں، ریل گاڑی میں، بحری جہاز یا ہوائی جہاز میں"

"میرے کہنے کا مطلب ہے لیلیٰ کو اس حالت میں چھوڑ کر کیسے جاسکتا ہوں؟"

"آپ نے تو ان کی حفاظت کا انتظام کر دیا ہے۔"

"حفاظت کرنے والے ہمیشہ اس کے ساتھ نہیں رہیں گے۔ وہ پھر بیہوشی یا نشے کا انجکشن لگائے گی۔"

"نہیں پاپا! یہ عورتیں بس یونہی جان دینے کی دھمکیاں دیتی ہیں۔"

"وہ شیخ مرحوم کی بیٹی ہے۔ زبان کی دھنی ہے، جو کہتی ہے وہ کر گزرے گی۔ اسے کچھ ہوگیا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔"

پارس اطمینان کی سانس لے کر لیٹ گیا۔ آنکھیں بند کر لیں۔ کمبخت نے چکر چلا کر لیلیٰ سے دور جانے کا راستہ روک دیا تھا۔ سچ پوچھو تو وہی لیلیٰ کو میرے قریب لایا تھا اور وہی ہمیں بچھڑنے سے روک رہا تھا۔ اُدھر اسے بے ہوش کر کے اِدھر میری نیند اُڑا کے آرام سے سو رہا تھا۔ آخر بیٹا کس کا تھا۔

○☆○

الپا صبح دس بجے تک سوتی رہی اس نے آنکھ کھلنے کے بعد خود کو ایک ہوٹل کے کمرے میں پایا، سوچنے لگی "میں کہاں ہوں؟"

وہ نیویارک سے فرار ہو کر تل ابیب اپنے لوگوں میں آئی تھی۔ پاسکل بوبا اسے اغوا کر کے لبنان لایا تھا۔ پارس نے اسے استنبول پہنچا دیا تھا۔ ادھر چند دنوں میں ملک اور شہر اتنی تیزی سے بدلتے رہے تھے کہ صبح اٹھ کر سوچنا پڑتا تھا کس شہر میں آنکھ کھل رہی ہے۔

پھر اسے یاد آیا وہ استنبول میں ہے۔ پچھلی رات پارس اسے ایک معمولی ہوٹل میں چھوڑ گیا تھا اس کے دل سے ایک آہ نکلی "آج! جسے ٹوٹ کر چاہتی ہوں جس پر اپنا سب کچھ لٹا رہی ہوں وہ مسلمان ہے۔ جس قوم سے، جس خاندان سے اور جس شخص سے شدید نفرت تھی، اسی کا بیٹا میرے جسم و جان کا مالک بن گیا ہے۔"

اس کی منفی سوچ نے کہا "یہ سب دھوکے سے ہوا ہے۔ پارس نے محبت نہیں کی ہے، مجھے پھانسنے کے لئے چال چلی ہے۔"

اس کے دل نے کہا "چال چلنے والے جان کی بازی نہیں لگاتے۔ وہ میرے لئے کئی بار خطرات سے کھیل چکا ہے۔"

منفی سوچ نے کہا "میرے لئے نہیں میری ٹیلی پیتھی کے لئے سونیا کی ٹیم میں مجھ جیسی بہترین خیال خوانی کرنے والی کا اضافہ کرنے کے لئے خطرات سے کھیلتا آرہا ہے۔"

دل نے کہا "ایسی باتیں سوچتی رہوں گی تو دل ٹوٹ جائے گا۔ یہ دل اس کے لئے بری طرح مچلتا ہے اسی کو مانگتا رہتا ہے۔"

"دل کی یہ کمزوری میرے ملک اور قوم کو ڈبو رہی ہے۔ پارس کی ماں ابھی میرے دماغ میں نہیں ہے، مجھے ابھی سوچنے کی آزادی ہے۔ مجھے اچھی طرح سوچنا چاہئے کہ پارس کی چالاکی نے میرے دماغ کو رسونتی کی مٹھی میں دے دیا ہے گویا میں شادی سے پہلے، ہونے والی ساس کے قبضے میں پہنچ گئی ہوں۔ وہ جب چاہے گی ٹیلی پیتھی کی انگلیوں پر بہو کو نچائے گی۔"

دنیا کی کوئی عورت اپنی ساس کی حکمرانی نہیں چاہتی۔ مرد کو دل و جان سے چاہتی ہے، اس کی ماں کو پھوٹی آنکھ سے بھی دیکھنا پسند نہیں کرتی۔ الپا کے دماغ میں یہ بات ہتھوڑے کی طرح لگی۔ ایک تو وہ دل سے مجبور ہو کر فیصلہ کر رہی تھی کہ مسلمان پارس کو کس حد تک قبول کرنا چاہئے، اگر کسی حد تک قبول کر بھی لیا تو ساس کی حکمرانی کبھی برداشت نہیں کرے گی اور ساس پہلے ہی حکمران بن چکی تھی۔

وہ بستر سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اسے شدت سے بے بسی کا احساس ہو رہا تھا، وہ چاروں طرف سے جکڑی ہوئی تھی۔ اس کے وجود میں سب سے اوپر جو دماغ تھا وہ رسونتی کے قبضے میں تھا، سینے میں جو دل تھا اس کا مالک پارس بن گیا تھا اور جن پیروں پر وہ کھڑی تھی وہ پاؤں اس کے وطن کی زمین سے اکھاڑ دیئے گئے تھے۔ ماں بیٹے اس کے ساتھ دوستی کے ثبوت پیش کرتے جا رہے تھے جبکہ حقیقتاً دشمنی ہی دشمنی تھی۔

اس نے فیصلہ کیا، جنرل کو اپنی مجبوری اور شکست کی روداد سنائے گی بلا سے وہاں کے اعلیٰ حکام اس پر آئندہ اعتماد نہ کریں، اسے کسی ملکی راز میں شریک نہ کریں۔ یہ ملک کے مفاد میں بہتر ہوگا۔ اس طرح رسونتی کو بھی کوئی راز معلوم نہیں ہوگا۔ اسرائیل میں جو بلند مرتبہ مجھے حاصل ہوا تھا میں اسے چھوڑ سکتی ہوں، وہاں اپنوں کی نظروں میں گر سکتی ہوں لیکن اپنی قوم کو دوسروں کی نظروں سے نہیں گراؤں گی، کبھی نہیں۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اور جنرل کے پاس پہنچ کر کوڈ ورڈز ادا کئے۔ اس نے پوچھا "بیٹی تم کہاں ہو؟ ہم تمہارے لئے پریشان ہیں؟"

وہ بولی "آپ مجھے بیٹی کہتے ہیں، میں آپ کے اور اپنی قوم کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گی۔ آپ سے کچھ نہیں چھپاؤں گی۔ میرے ساتھ ٹریجڈی ہوگئی ہے۔ میں بری طرح رسونتی اور پارس کے جال میں پھنس گئی ہوں۔"

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"آپ کو اتنی جلدی یقین نہیں آئے گا۔ آپ سب نے بھی زبردست دھوکا کھایا ہے، جسے آپ لوگ ڈی پارس سمجھ رہے تھے وہ اصلی پارس ہے، مسلمان ہے میں تو لٹ گئی ہوں، چاروں طرف سے جکڑ گئی ہوں۔"

"او گاڈ! یہ اچانک کیسے ہوگیا؟"

"اچانک نہیں ہوا، پارس ڈی بن کر پہلے سے آپ لوگوں کے درمیان موجود تھا۔ میں نے ایک آدھ بار اس کے چور خیالات پڑھنے کی کوشش کی مگر نہ پڑھ سکی۔ رسونتی میرے دماغ میں چھپی ہوئی تھی۔ مجھے پارس کی اصلیت معلوم کرنے کا موقع نہیں دے رہی تھی۔"

"رسونتی نے تمہارے دماغ پر کیسے قبضہ جما لیا تھا؟ ایسا کب سے ہے؟"

"میں اس کے تنویمی عمل کے زیر اثر ہوں۔ یاد نہیں کرسکوں گی کہ مجھے کب ٹریپ کیا گیا تھا۔ اندازہ کرسکتی ہوں کہ میری زندگی میں پارس کے آنے کے بعد ہی یہ سب کچھ ہوا ہے۔"

"اوہ، ہم بری طرح بے وقوف بنائے گئے ہیں۔ میں ابھی انکوائری کراتا ہوں کہ ٹریننگ سینٹر میں ڈی کی جگہ وہ اصلی پارس کیسے پہنچ گیا لیکن یہ دکھ ناقابل برداشت ہے کہ تم دشمنوں کے چنگل میں ہو۔ جی چاہتا ہے اپنا سر پھوڑ لوں۔ میں تمہیں دشمنوں سے نجات نہ دلا سکا تو اپنی جان دے دوں گا۔ میں دنیا کے چالاک ترین اور مکار لوگوں کی خدمات حاصل کروں گا۔ وہ تمہارے دماغ کو تنویمی عمل کے اثر سے نکالنے کے لئے رسونتی کو قتل کریں گے۔ تم حوصلہ رکھو، میں تمہیں ان دشمنوں سے ضرور نجات دلاؤں گا۔"

"آپ ایک بات یاد رکھیں رسونتی میرے ذریعے آپ لوگوں کے دماغ میں بھی پہنچی ہوگی۔ آئندہ وہ آپ کو ذہنی اذیتوں میں مبتلا کرسکتی ہے۔"

"میں یہ معاملہ ایسے چند ذہین افسروں کے سپرد کر رہا ہوں جو یوگا کے ماہر ہیں۔ میں انہیں تاکید کروں گا کہ مجھے خواہ کتنی ہی ذہنی اذیتوں میں مبتلا کیا جائے، وہ اپنی ذمے داریوں کو پورا کرتے رہیں اور میری بیٹی کو رسونتی کی گرفت سے نکال لانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہیں۔"

"جب تک مجھے نجات نہیں ملے گی آپ بھی کسی ملکی راز میں شریک نہیں رہیں گے۔ جب وہ میرے دماغ میں آئے گی تو میرے چھپے ہوئے خیالات پڑھ کر ہمارے درمیان ہونے والی یہ تمام باتیں معلوم کرلے گی۔"

آپ جو کرسکتے ہیں کر گزریں۔"
"میں ابھی اپنا کام شروع کرتا ہوں' پارس کہاں ہے؟"
"اسی شہر میں ہے۔ میں اس سے ملوں گی لیکن آپ اسے اپنے آدمیوں کے ذریعے پکڑنے کی کوشش نہ کریں' وہ بہت چالاک ہے۔ایک تو دوسروں کو جھانسا دینا خوب جانتا ہے دوسرے مجھ پر شبہ کرے گا۔"

"تم فکر نہ کرو۔ مجھ سے ہر حال میں رابطہ قائم کرتی رہو۔"
الپا دماغ سے چلی گئی' جنرل نے اپنے خاص ماتحت کو بلا کر کہا۔ "میں ڈارک روم میں جارہا ہوں۔ اس کمرے کی لائٹیں' کیمرے اور ساؤنڈ کو آن کرو۔ میں ایک گھنٹے تک کسی سے ملاقات نہیں کروں گا۔ کسی سے فون پر یا ٹرانسمٹر پر گفتگو نہیں کروں گا۔"

ماتحت چلا گیا۔ جنرل اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ وہ الپا کے لئے پریشان تھا۔ ایک مدت کے بعد ان کی قوم میں ایک خیال خوانی کرنے والی پیدا ہوئی تھی' وہ بھی شیبا کی طرح تقریباً ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ صرف یہ اطمینان تھا کہ الپا اپنے ملک کی وفادار ہے۔ پارس اور رسونتی کی گرفت میں آنے کے باوجود ان سے متاثر نہیں ہے اور ان کی بن کر کبھی ان کے کام نہیں آئے گی۔

وہ ڈارک روم میں آگیا۔ دروازے کو اندر سے بند کرنے کے بعد کمرے کا جائزہ لیا۔ وہاں مختلف کیمرے تھے جو ایک بٹن دبانے سے بیک وقت آن ہوجاتے تھے۔ چھت سے دو مائیکرو فون لٹک رہے تھے' ایک دیوار کے ساتھ بڑی بڑی مشینیں تھیں جو ٹی وی' وی سی آر اور کمپیوٹر سے منسلک تھیں' وہ انہیں ترتیب سے آپریٹ کرنے کے بعد کمپیوٹر کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

ٹی وی کا اسکرین آن ہونے پر ایک کمرا نظر آرہا تھا' وہاں ایک میز کے اطراف تین کرسیاں تھیں۔ ایک جانب کمپیوٹر اور ویسی ہی مشینیں تھی جیسی جنرل کے ڈارک روم میں نظر آرہی تھیں۔ مزید ایک سرخ بلب روشن تھا۔ جب تین ادھیڑ عمر کے افراد ان کرسیوں پر آکر بیٹھ گئے تو سرخ بلب بجھ گیا۔ وہ تینوں سامنے دیکھ رہے تھے گویا ان کے سامنے بھی اسکرین تھا اور وہ اسکرین پر جنرل کو دیکھ رہے تھے۔

جنرل نے کہا "الپا ہمارے ہاتھ سے نکل رہی ہے۔ رسونتی نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے تابعدار بنا لیا ہے۔ تھوڑی دیر پہلے جب رسونتی اس کے دماغ میں نہیں تھی' الپا نے موقع پا کر مجھے بتایا کہ ہم بہت پہلے سے دھوکا کھا رہے ہیں۔ ہم ڈمی پارس تیار کرنے کی خوش فہمی میں اصلی پارس کو ٹریننگ لوگ منتشر میں رکھے ہوئے تھے۔"

جنرل بول رہا تھا اور وہ توجہ سے سن رہے تھے۔ تمام روداد سننے کے بعد ایک نے کہا "آپ صرف الپا کو نہ روکیں' مورگن بھی ہاتھ سے گیا۔ مورگن یوگا کا ماہر ہے لیکن الپا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا ہے۔ رسونتی الپا بن کر اس کے بھی دماغ میں آتی ہوگی۔"

دوسرے نے کہا "ہم سے آگے کوئی بات کرنے سے پہلے فوراً جے مورگن کو نظربند رکھنے کا حکم صادر فرمائیں۔"
اس نے ریسیور اٹھا کر اپنے خاص ماتحت کو یہی حکم دیا پھر ریسیور رکھ کر اسکرین کی جانب دیکھتے ہوئے کہا "ہمارے لئے سب سے اہم الپا ہے۔ میں تم لوگوں کو گولڈن برین کہتا ہوں' تمہاری چالاکیوں اور منصوبہ بندیوں سے ہم نے امریکا جیسے سپر پاور کو اپنی مٹھی میں لے رکھا ہے۔ اب کوئی ایسی چال چلو کہ رسونتی سے الپا کو نجات مل جائے۔"

ایک گولڈن برین نے کہا "اسے نجات ملے گی لیکن کیسے ملے گی' یہ ہم آپ کو نہیں بتائیں گے۔ رسونتی آپ کے دماغ میں بھی آتی ہوگی۔"

"ٹھیک ہے' مجھے اپنی کارکردگی کی کوئی رپورٹ نہ دو۔ رسونتی مجھے ذہنی اذیتوں میں مبتلا کرے' مجھے مار ڈالنا چاہے تب بھی اپنی ذمے داریاں پوری کرتے رہو۔ میں چاہتا ہوں ہماری الپا جلد سے جلد نجات حاصل کر کے یہاں چلی آئے۔"
دوسرے گولڈن برین نے کہا "اسے نجات حاصل کرنے سے پہلے یہاں آنا چاہئے' ہماری نگرانی میں رہنا چاہئے۔ اس کی دماغی سلامتی کے لئے ضروری ہے کہ اسے جسمانی طور پر بھی کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اسے نصیحت کریں کہ پارس کی محبت کا طلسم ٹوٹ چکا ہے' اسے اپنے وطن میں آکر رہنا چاہئے۔"

"وہ مجھ سے رابطہ کرے گی تب میں اسے سمجھاؤں گا۔ ویسے آج تم تین نظر آرہے ہو باقی دو گولڈن برین کہاں ہیں؟"
"وہ کہیں مصروف ہیں واپس آکر رپورٹ دیں گے۔"
"کوئی خاص بات ہوگی تو میں پھر رابطہ کروں گا' وِش یو گڈ لک فار الپا۔"

جنرل نے رابطہ ختم کردیا۔ تمام مشینیں آف کردیں۔ الپا کے لئے بہت فکر مند تھا' خود کو دل ہی دل میں تسلیاں دے رہا تھا کہ پانچ گولڈن برین رسونتی کو الپا کے دماغ سے نکالنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ وہ پانچوں یوگا کے ماہر تھے' مکاری میں شیطان کے جانشین تھے۔ وہ اپنے شاطرانہ منصوبوں سے طاقتوں کو نگنی کا ناچ نچاتے تھے۔ ان پانچوں نے ایک فورس بنائی تھی۔ اس فورس میں ڈاکٹر' انجینئر' سائنس داں' سراغرساں وغیرہ تھے۔ یہ لوگ مطلوبہ ممالک کے شہروں میں باقاعدہ رہائش اختیار کرتے تھے۔ اسلامی ممالک میں مسلمان بن کر رہتے تھے۔ پانچوں گولڈن برینز میں سے کسی کا بھی حکم سن کر برق رفتاری سے حرکت میں آجاتے تھے۔ یہودی تنظیم کے مختلف ممالک کے سربراہ بھی ان کے احکامات کی تعمیل کرتے تھے۔ وہ پانچوں اور ان کی پوری فورس عبرانی زبان میں ایک دوسرے سے رابطہ کرتی تھی اور یہ زبان مشکل ہی سے کسی کی سمجھ میں آتی تھی۔

میری ٹیم میں سونیا' پارس' علی تیمور' لیلیٰ اور سلطانہ یہ زبان جانتے تھے۔ دیکھنا یہ تھا کہ وہ پانچوں گولڈن برین الپا کے دماغ سے مجھے نکالنے کے لئے کیسی زبردست چالیں چلیں گے۔ ابھی تو ہم اس حقیقت سے بھی بے خبر تھے کہ اسرائیل میں کسی گولڈن برین کا وجود ہے اور وہ ہمارے خلاف نکل پڑے ہیں۔

الپا نے غسل کر کے بہترین لباس زیب تن کیا' آئینے کے سامنے آکر دیکھنے لگی کہ پارس کو مزید دیوانہ بنانے میں کون سی کمی رہ گئی ہے۔ اپنے اوپر کی کمی اور اندر کی خامی کسی حسین عورت کو نظر نہیں آتی۔ اس نے خود کو مکمل پایا۔ پھر مسکراتے ہوئے پارس کے دماغ میں پہنچتے ہوئے بولی "میں پہلے انسان ہوں بعد میں یہودی۔"

پارس ایک لقمہ چباتے ہوئے نگل رہا تھا۔ اسے ٹھسکا لگا' اس نے دو گھونٹ پانی پیتے ہوئے کہا "بزرگوں نے کہا ہے کہ کھاتے وقت کوئی یاد آکر یا خود آکر ٹھسکا پہنچائے تو وہ دوست نہیں ہے' تم کسی سازش کے تحت تو نہیں آئی ہو؟"
وہ گھبرا گئی "یہ پارس کو کیسے معلوم ہوجاتا ہے؟" پھر اس نے سوچا کیا رسونتی اس وقت میرے دماغ میں چھپی ہوئی تھی جب میں جنرل سے باتیں کررہی تھی؟ کیا اس نے پارس کو آکر سب کچھ بتا دیا ہے؟
پارس نے کہا "تم خاموش کیوں ہوگئی ہو؟"
وہ ڈھٹائی سے بولی "ہاں میں سازش کر کے آئی ہوں' تمہاری ماں نے تمہیں بتایا ہوگا کہ میں تم سے دکھاوے کی محبت کرتی ہوں اور درپردہ دشمنی کررہی ہوں۔"
وہ ہنستے ہوئے بولا "میں تو مذاق کررہا تھا تم ناراض ہوگئیں۔"
"تم مذاق نہیں کررہے تھے' مجھے طعنے دے رہے تھے۔"
"جب تم کوئی سازش نہیں کررہی ہو' مجھے چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی ہو' میری حقیقت معلوم ہونے کے بعد بھی مجھ سے پیار کرتی ہو تو پھر میں طعنے کیوں دوں گا۔"
"تمہاری ماں کہاں ہیں؟"
"پیرس میں ہیں' کل رات تمہاری کھوپڑی میں جاگتی رہی تھیں ابھی سو رہی ہیں۔"

الپا نے خوش ہو کر ایک لمبی سانس لی۔ رسونتی سو رہی تھی جنرل سے باتیں کرتے وقت بھی وہ دماغ میں نہیں تھی۔ پارس نے مذاق میں سازش والی بات کی تھی' اس کے دل میں چور تھا اس لئے وہ گھبرا گئی تھی۔
پارس نے پوچھا "کیا تم بار بار خاموش رہ کر میرے چور خیالات پڑھ رہی ہو؟"

"نہیں' میں سوچ رہی ہوں' تم سے جذباتی گفتگو نہیں کرسکوں گی۔ ہر لمحے یہ دھڑکا لگا رہے گا کہ وہ ہماری تنہائی میں شریک ہیں۔"
"میری ماما کے پاس عقل ہے۔ ایسے وقت وہ تمہارے دماغ میں کبھی نہیں رہیں گی۔ پہلے وہ میرے پاس آتی ہیں جب میں تمہارے پاس جانے کو کہتا ہوں تو وہ تمہارے خیالات پڑھتی ہیں۔"

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"
"بالکل سچ۔ ہم اخلاق اور تہذیب کا پاس رکھتے ہیں۔ ہمارے خیال خوانی کرنے والوں میں کوئی عورت ہو یا مرد' وہ کبھی کسی عورت کے دماغ میں اجازت حاصل کئے بغیر نہیں جاتا۔"

"پھر مہاری ماما مجھ سے اجازت کیوں نہیں لیتیں؟"
"جب تک تم پر مکمل بھروسا نہیں ہوگا تب تک وہ مجھ سے پوچھ کر تمہارے اندر جایا کریں گی۔"
"میں ان کا اعتماد کیسے حاصل کرسکتی ہوں؟"
"میں نے تم سے کہا تھا اپنے جنرل وغیرہ کے چور خیالات پڑھو اور میری شیبا ممی کی صحیح ہسٹری معلوم کرو۔ جب تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ ان کی موت کن حالات میں ہوئی تھی اور وہ کتنی عظیم تھیں تو میں تمہارے ساتھ رہنے کے متعلق سوچوں گا۔ ابھی تو میں تم پر بھروسا نہیں کرتا ہوں' میری ماما کیسے بھروسا کریں گی۔"
"کیا ابھی تم میرے ساتھ استنبول کی سیر نہیں کرو گے؟"
"پہلے جو کہا ہے وہ کرو۔"
"تم آکر تو دیکھو' میں نے تمہارے لئے کیسا سنگھار کیا ہے۔"
"میں گھنٹے دو گھنٹے بعد آکر سنگھار کی تعریف کرسکتا ہوں۔"
"تم بڑے ضدی ہو۔ اچھا میں ابھی جنرل کے خیالات پڑھ کر آتی ہوں۔"
اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر آئینے میں دیکھا۔ دل کہہ رہا تھا' پارس ابھی دیکھے گا تو نثار ہوجائے گا۔ یہ جلوہ دکھانے کے لئے مجھے جنرل کے چور خیالات پڑھنے ہوں گے۔
وہ چپ چاپ جنرل کے اندر پہنچ گئی۔ پارس نے مجھ سے

کہہ دیا تھا کہ وہ کہاں جارہی ہے اس لئے میں اس کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی معلومات حاصل کرنے کی ابتدا کیسے کرنی چاہئے۔ اور یہ ضروری تو نہیں کہ جو مجھے بیٹی کی طرح چاہتا ہے، مجھے باپ کا پیار دیتا ہے، میں اس کے چور خیالات پڑھوں۔ میں پارس سے جھوٹ کہہ سکتی ہوں کہ خیالات پڑھ چکی ہوں۔ اس کی تسلی کے لئے کہہ دوں گی کہ واقعی اس کی شیبا ممی کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ وہ بہت عظیم عورت تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس سے پہلے کہ وہ جنرل کے دماغ سے یونہی واپس آتی، میں نے جنرل کے اندر تحریک پیدا کی۔ اس کے سوچ کے ذریعے سوال کرایا "الپا کو کیسے نجات ملے گی۔ رسونتی کیسے اس کا پیچھا چھوڑے گی۔"

جنرل کی سوچ نے کہا "مجھے صبر و تحمل سے تھوڑا انتظار کرنا ہوگا۔ پانچ گولڈن برین ضرور اس رسونتی کو اس کے دماغ سے نکال دیں گے۔"

یہ پانچ گولڈن برین والی بات میرے لئے نئی تھی۔ الپا بھی ان کے متعلق پوچھنا چاہتی تھی۔ یہ تو ہمیں بعد میں بھی معلوم ہو سکتا تھا۔ میں نے الپا سے سوال کرایا "بڑے بڑے گولڈن برین فرہاد کا کچھ نہ بگاڑ سکے، اگر الپا کو رسونتی سے نجات نہ ملی تو کیا ہوگا؟"

جنرل کی سوچ نے کہا "تو پھر مجبوری ہے، ہم الپا کو گولی مار دیں گے۔"

الپا کے دماغ کو جھٹکا سا لگا۔ وہ کبھی ایسی بات کی توقع نہیں کر سکتی تھی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ جنرل کا یہ چور خیال اس نے صحیح طور پر سنا ہے۔ اس بار اس نے خود ہی سوال کیا۔ "جسے میں بیٹی کہتا ہوں اور باپ کا پیار دیتا ہوں، اسے کیا گولی مارنا چاہئے؟"

"بیٹی؟" جنرل نے ناگواری سے سوچا "سیاست کے میدان میں اقتدار کی جنگ ہوتی ہے۔ اس جنگ میں کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ بازی جیتنے کے لئے گدھے کو باپ بنایا جاتا ہے۔ ہم نے شیبا کو بھی بیٹی بنایا تھا مگر وہ الّو کی پٹھی ہماری وفادار ہو کر مسلمانوں کا بھی ساتھ دیتی تھی۔"

میں نے سوال کرایا "کیا شیبا نے یہودیوں کو نقصان پہنچایا تھا؟"

"ویسے تو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا لیکن یہی نقصان کیا کم تھا کہ وہ مسلمانوں کی دوست تھی۔"

الپا نے جنرل کی سوچ میں کہا "اچھا ہوا شیبا کو مار ڈالا گیا۔"

اسی سوچ کے ساتھ ہی میں نے جنرل کے دماغ میں آکر اسے شیبا کی موت کا واقعہ سوچنے پر مجبور کیا۔ الپا توجہ سے سننے لگی کہ کس طرح شیبا کو شاہی محل میں رکھا گیا تھا۔ ... بنا کر اس کی آبرو سے کھیلا گیا تھا۔ وہ حیا والی عزت دار عورت تھی۔ جب اسے فریب کا علم ہوا تو وہ اپنی بے عزتی اور بے ... برداشت نہ کر سکی، اپنی جان پر کھیل گئی۔

جب اس نے یہ تمام واقعہ دہرایا تو میں نے اسے پھر سوچنے پر مجبور کیا۔ اس کے دماغ نے کہا "جس شاہی محل میں شیبا کی عزت سے کھیلا گیا تھا اور اسے خودکشی پر مجبور کیا گیا، وہی شاہی محل الپا کو رہائش کے لئے دیا گیا ہے۔"

الپا کو غصہ بھی آرہا تھا اور دل بھی ڈوب رہا تھا۔ وہ جنرل وغیرہ پر ایسا اندھا اعتماد کرتی تھی کہ کبھی ان کے چور خیالات پڑھنا نہیں چاہتی تھی۔ اپنے لوگ جتنے بھی برے ہوتے ہیں، اپنے لئے اچھے ہی ہوتے ہیں، دل کو اچھے لگتے ہیں، ان کے لئے دل میں ایک پیار بھری عقیدت ہوتی ہے۔ لیکن محبت اور عقیدت کا مطلب یہ نہیں کہ اپنے ہی خاندان، اپنی ہی قوم کی شریف زادیوں کی آبرو کی دھجیاں اڑا دی جائیں اور انہیں بے موت مرنے پر مجبور کر دیا جائے۔

اس نے جنرل کے دماغ میں سوچ پیدا کی "ہم نے چاہا تھا کہ الپا ایک ڈی پارس کو اپنا لے اور شیبا کی طرح کسی مسلمان سے اپنا دل نہ ہارے لیکن الپا مسلمان پارس پر اپنا سب کچھ ہار چکی ہے۔ اگر وہ مسلمانوں کی حمایت کرنا شروع کر دے اور کسی اسلامی ملک کے خلاف سازش میں شریک ہونے سے انکار کر دے تو کیا ہوگا۔"

جنرل کی سوچ نے کہا "میں اسی تشویش میں ہوں کہ کیا ہوگا۔ ہمیں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی مل گئی ہے۔ ہم اسے کسی مسلمان کی گود میں جانے نہیں دیں گے۔ اسے واپس لانے کی تمام تر تدبیریں ناکام ہوں گی تو اسے بھی شیبا کی طرح موت کی تاریکی میں دھکیل دیں گے مگر دشمنوں کو اس کی ٹیلی پیتھی سے فائدہ اٹھانے نہیں دیں گے۔"

الپا دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اگر جنرل کے دماغ میں ایک لمحہ بھی رہتی تو نفرت اور غصے سے پھٹ پڑتی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا تھا۔ صدمہ سے آنسو بہنے لگے تھے۔ وہ عزت اور اعلیٰ مرتبے کی بلندی سے ذلت کی پستی میں گر گئی تھی۔ اس سے بڑی ذلت اور کیا ہو سکتی تھی ... انسان نہیں جانور سمجھا جارہا تھا۔ جانور بار برداری کے قابل رہے، کوئی فائدہ نہ پہنچائے تو مالک اسے بیچ دیتا ہے یا مار دیتا ہے۔ وہ جنہیں حب الوطنی کے جذبے سے بہت ... چاہتی تھی، وہ اسے محض ایک جانور سمجھ رہے تھے۔

میں نے پارس سے کہہ دیا تھا وہ فوراً الپا کے پاس پہنچے ... کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو رہا ہے۔ وہ صدمہ سے ٹوٹ رہی ہے، اسے سہارے کی ضرورت ہے۔

... جنرل کو معاف نہیں کرے گی۔ اس کے اعتماد کو ... نے فیصلہ کیا وہ جنرل کے دل کو ٹھیس پہنچائی گئی ہے، وہ اس کے دماغ میں اور اس ... زلزلے پیدا کرے گی۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "میں آج تک غصے اور غرور میں غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط سمجھتی رہی۔ ابھی انتقام کی جوش میں جنرل کو نقصان پہنچا کر کیا ملے گا۔ ابھی میں غصے میں ہوں، صدمات سے چور ہوں، کوئی صحیح کام نہیں کر سکوں گی۔"

وہ بستر پر گر پڑی۔ اس کا جی چاہتا تھا کوئی ہمدرد اور غم گسار ہو۔ اسے محبت سے اپنے بازوؤں میں چھپا لے۔ وہ تڑپ کر پارس کے دماغ میں پہنچی پھر بولی "پارس! میں ڈوب رہی ہوں۔ جلدی آؤ پارس! میں رو رہی ہوں۔"

وہ بولا "دروازہ کھولو گی تو آؤں گا۔ میں ابھی دستک دینے ہی والا تھا۔"

وہ اچھل کر بستر سے نکل کر دوڑتی ہوئی آئی۔ دروازہ کھولا، پھر پارس کو دیکھتے ہی، ہی، ہی...

میں بہو رانی کے دماغ سے نکل آیا۔

○☆○

ہمارے لئے راستے ہموار ہو رہے تھے۔ مشکلیں آسان ہو رہی تھیں۔ سونیا کو امید تھی کہ وہ جلد ہی خیال خوانی کرنے والوں کو ٹریپ کرنے کے بعد اس ملک سے واپس چلی جائے گی۔

کامیابی یوں بھی ہو رہی تھی کہ ادھر الپا اپنے جنرل کے دماغ کو پڑھ کر دوست اور دشمن کی تمیز کر رہی تھی۔ ادھر سلمان آدھی رات کے بعد جنرل کے دماغ میں بڑی آسانی سے پہنچ گیا۔ جنرل نے رات کے گیارہ بجے خواب آور دوا کی زیادہ خوراک استعمال کی تھی۔ ایک گھنٹے کے اندر سو گیا تھا۔ سلمان وہاں پہنچا تو اس کا دماغ ایک کتاب کی طرح کھلا ہوا تھا۔

سلمان نے پہلے تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول بنایا۔ پھر پوچھا "تم سپر ماسٹر ارے رے کے خلاف سخت رویہ کیوں اختیار کر رہے ہو؟"

جنرل نے جواب دیا "مجھے رپورٹ ملی ہے کہ سپر ماسٹر ارے رے بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر ہمارے لئے کام نہیں کرتا بلکہ ہمارے درمیان سُپر ماسٹر بن کر بابا صاحب کے ادارے کو فائدہ پہنچاتا ہے۔"

سلمان نے پوچھا "تمہیں یہ رپورٹ کس نے دی ہے؟"

"میں نہیں جانتا، رات کو سونے سے پہلے ایک ٹیلی فون کال آئی ہے۔ ایک آواز کہتی ہے، وہ سپر ماسٹر ارے رے نہیں، سلمان واسطی ہے۔ عیسائی نہیں، مسلمان ہے۔ اس کی تصدیق کرو۔ جتنی جلدی ہو سکے تصدیق کرو۔"

"تم اس کال کا جواب کیا دیتے ہو؟"

"میں کہتا ہوں۔ یہ ہم سب جانتے ہیں کہ بابا صاحب کے ادارے میں سپر ماسٹر ارے رے کا نام سلمان واسطی ہے۔ لیکن اس نے اسلام قبول نہیں کیا ہے۔ ادارے والوں کو مسلمان بن کر دھوکا دے رہا ہے لیکن اس آواز نے مشورہ دیا تھا کہ میں اپنے سپر ماسٹر ارے رے کو کسی طرح آزماؤں۔"

"تم نے اسے کس طرح آزمایا ہے؟"

جنرل نے کہا "سپر ماسٹر ارے رے نے مشورہ دیا تھا کہ ہم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مختلف سینٹروں میں نہ رکھیں، جزیرہ کونو کی فوجی چھاؤنی میں بھیج دیں۔ ایک تو دشمنوں کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ انہیں کہاں منتقل کیا گیا ہے۔ دوسرے کوئی اس جزیرے میں قدم نہیں رکھ سکے گا۔ آج اس جزیرے کے چاروں طرف بحری فوج ہے۔ لیکن میں نے ایک چالاکی کی ہے۔ جزیرہ کونو میں بظاہر بارہ افراد کو بھیجا ہے لیکن ان میں سے صرف چار جوان ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

"باقی آٹھ کہاں ہیں؟"

"کرنل نے اپنی بیٹی جورا جوری کی ضمانت لی ہے۔ اس لئے وہ باپ کے پاس ہے۔ کلی میتھو کرنل کا ہونے والا داماد ہے، میں اس پر زیادہ بھروسا نہیں کرتا ہوں۔ وہ بالٹی مور میں ہے۔ باقی چھ میرے وفادار ہیں۔ میرے لئے بڑی خاموشی سے خیال خوانی کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک مارٹن رسل ہے۔"

مارٹن رسل کا دماغ ہماری مٹھی میں آچکا تھا۔ جورا جوری اور کلی میتھو کو ہم نے بہت پہلے ٹریپ کیا تھا۔ ہم جب چاہتے ان سے کام لے سکتے تھے۔

جنرل نے کہا "میرے وفاداروں میں دوسرا پال ہوپ کن ہے، علی تیمور نے اس کی بہن ڈیلی ہوپ کن کے ذریعے اسے پھانسنے کی کوشش کی تھی لیکن پال ہوپ کن سچا امریکی ہے۔ اس نے علی تیمور کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ تیسری وفادار خلیفا ہے چوتھے کا نام ٹیٹو سنتانا ہے اور پانچواں ڈی بورین ہے۔"

"تم نے پانچ کا ذکر کیا ہے، ایک اور کون ہے؟"

"وہ میری ایک بھتیجی ہے، اس کا نام مرینا ہے۔"

"ان سب کے مکمل ایڈریس بتاؤ۔"

وہ بتانے لگا۔ سلمان نام اور پتے نوٹ کرتا رہا۔ پھر اس نے پوچھا "تمہاری بھتیجی مرینا کا پتا کیا ہے؟"

وہ لاپتا ہے۔

"تم میرے معمول ہو، مجھ سے جھوٹ نہیں بولو گے۔ بتاؤ وہ لاپتا کیسے ہو گئی؟"

اس نے جواب دیا "جب سونیا اور علی تیمور کی طرف سے خطرات بڑھنے لگے تو مجھے اپنی بھتیجی کی فکر ہوئی۔ وہ بہت چالاک ہے۔ اس نے کہا کہ میں اسے کہیں روپوش ہو جانے دوں اور یہ ظاہر کروں کہ دشمن نے مرینا کو بھی اغوا کر لیا ہے۔ اس طرح وہ چھپ کر مجھ سے رابطہ کرتی رہے گی اور دشمنوں کا

سراغ لگائے گی۔ میں نے کبھی نہیں پوچھا کہ وہ کہاں زندگی گزار رہی ہے۔ اس نے بھی مجھے کچھ نہیں بتایا ہے۔ یہی اطمینان کافی ہے کہ وہ بخیریت اور محفوظ ہے۔"

سلمان نے کہا "آئندہ وہ رابطہ کرے تو اس کا پتا معلوم کرو

جنرل نے فرمانبرداری سے کہا "میں مریتا سے اس کا موجودہ پتا پوچھوں گا۔"

"تم اپنے دماغ میں میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کروگے اور مجھ پر کسی قسم کا شبہ نہیں کروگے۔"

اس نے کہا "میں تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کروں گا اور تم پر کسی قسم کا شبہ نہیں کروں گا۔"

سلمان نے کہا "کیا تم اس کی آواز کی نقل سنا سکتے ہو جو فون پر میرے خلاف بولتی رہتی ہے؟"

"بولنے والی عورت ہے اور میں عورت کی آواز کی نقالی نہیں کرسکوں گا۔"

اتنا ہی کہہ دینا کافی تھا کہ بولنے والی عورت ہے۔ سلمان کے تصور میں راحیلہ آگئی۔ وہ سونیا کے پاس آیا۔ وہ جزیرے کے لئے سبزیاں لانے آئی ہوئی تھی۔ وہ بولا "سسٹر! اچھا ہوا آپ سبزیاں لانے کے بہانے جزیرے سے نکل آئی ہیں۔ ہم خطرے کو جتنا ٹالنا چاہتے ہیں اتنا ہی بڑھتا جاتا ہے۔"

"بات کیا ہے؟"

اس نے کہا "مسٹر وولف نے مارٹن رسل کو اپنے قابو میں کرلیا ہے میں جنرل پر عمل کرچکا ہوں۔ یوں دیکھا جائے تو سپر ماسٹر کی سیٹ میرے لئے پکی ہوگئی ہے لیکن راحیلہ اچانک میرے لئے مصیبت بن رہی ہے۔"

"کیا اسے تمہارے سپر ماسٹر ہونے کا علم ہوگیا ہے؟"

"شاید اسے معلوم ہوگیا ہے۔ جنرل نے معمول بن کر بتایا ہے کہ رات کو سونے سے پہلے فون پر ایک عورت بولتی ہے کہ سپر ماسٹر مسلمان ہے اور بابا صاحب کے ادارے کا وفادار ہے اسی لئے آج کل جنرل کا رویہ میرے خلاف ہوگیا تھا۔"

"تمہیں شبہ ہے کہ راحیلہ فون کرتی ہے، یقین نہیں ہے۔ پہلے راحیلہ سے رابطہ کرو، اس سے باتیں کرو۔"

"میں نے یہی سوچا تھا پھر خیال آیا پہلے اپنی پوزیشن مضبوط کرلینا چاہئے۔ مجھے اور سلطانہ کو کم از کم ایک دن کے لئے اس ملک سے نکل جانا چاہئے ورنہ راحیلہ جب جنرل تک پہنچ سکتی ہے تو دوسرے حکام تک پہنچ کر ہمارا راستہ روک سکتی ہے۔"

"یہ بہتر ہے۔ سلطانہ کو یہاں سے نکلنے کو کہو۔ لیلیٰ نے جزیرے کے چوتھے ٹیلی پیتھی جاننے والے جوان جوڈی نارمن کو بھی ٹریپ کرلیا ہے۔ باقی جوانوں کو بعد میں دیکھا جائے گا۔"

"سسٹر! آپ نے اپنا کام مکمل کرلیا ہے۔ جزیرے [illegible] صرف چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں جو آپ کے قابو [illegible] آگئے ہیں۔ باقی آٹھ ڈمی ہیں، جنرل نے مجھے دھوکا دیا تھا [illegible] میں ان آٹھوں کے نام اور پتے نوٹ کرچکا ہوں۔"

"ایسا ہے تو ثانی اور علی کو بھی یہاں سے جانے کو کہو [illegible] حلیہ بدل کر کل تک چلی جاؤں گی۔"

وہ سونیا سے باتیں کرنے کے بعد سلطانہ کے پاس آیا [illegible] ورڈز ادا کئے، اسے جنرل سے حاصل ہونے والی معلومات [illegible] بتائیں پھر کہا "جنرل تنویمی نیند سے بیدار ہوگا تو میری مرضی کے مطابق ہم دونوں پر سے پابندیاں ختم کرادے۔ ہم کل [illegible] کسی فلائٹ سے یہ ملک چھوڑ دیں گے۔"

وہ بولی "جنرل پوری طرح قابو میں آگیا ہے۔ تم بدستور [illegible] ماسٹر رہ سکتے ہو۔ راحیلہ سے بات کرو، ہوسکتا ہے، وہ دشمنی [illegible] کررہی ہو۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو، لیکن یہ ملک چھوڑنے کے بعد [illegible] ہی میں راحیلہ سے رابطہ کروں گا۔ ورنہ وہ دوسرے ذرائع [illegible] ہم پر پابندیاں عائد کرادے گی۔ ابھی اسے خوش فہمی میں رہنے [illegible] دو کہ جنرل اس کی فون کال پر عمل کررہا ہے اور میرا محاسبہ کر[illegible] والا ہے۔"

"ٹھیک ہے، میں روانگی کی تیاری کرتی ہوں۔"

"پہلے نیند پوری کرلو، صبح ہونے والی ہے۔"

"میں ابھی ثانی اور علی کے پاس سے آئی ہوں، تھک [illegible] ہوں۔ دو گھنٹے سونے کے بعد سفر کی تیاری کروں گی۔"

سلمان نے دماغی طور پر حاضر ہو کر وہ فہرست دیکھی [illegible] میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام اور پتے لکھے ہوئے [illegible] ایک خیال خوانی کرنے والا مونٹریال میں رہتا تھا۔ ثانی اور [illegible] بھی اسی شہر میں تھے۔ اس نے علی کے دماغ میں دستک دی [illegible] ورڈز ادا کئے۔ وہ سو رہا تھا۔ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ سلمان نے کہا [illegible] ہونے والی ہے، نیویارک میں چار بج کر بیس منٹ ہوئے [illegible] اس وقت ہر شخص گہری نیند میں ہوتا ہے۔"

علی نے پوچھا "انکل! کیا یہ کہہ کر آپ مجھے جگا[illegible] معذرت کریں گے؟"

"نہیں بیٹے! میں جانتا ہوں تم اور پارس سپاہی ہو [illegible] اپنے قابو میں رکھتے ہو۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس [illegible] دشمن بھی گہری نیند میں ہوگا۔ وہ اسی شہر میں ہے۔ [illegible]"

سلمان نے پتا بتا کر کہا "اس کا نام ڈی بورین ہے۔ [illegible] پیتھی جانتا ہے، جنرل کا وفادار اور خاص ماتحت ہے۔"

"میں ابھی جا رہا ہوں۔"

"پہلے اچھی طرح معلوم کرلو، اس نے اپنی حفاظت [illegible] لئے خاص انتظامات کئے ہوں گے۔"

"آپ اطمینان رکھیں۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ یہ جانتا تھا کہ اس کی بیٹی سونیا ثانی علی کو پسند کرتی ہے۔ علی جیسا خشک مزاج لڑکا بھی اس سے متاثر ہے۔ دونوں شانہ بشانہ خطرات سے کھیلتے آرہے تھے۔ ابھی علی کے دماغ میں گفتگو کرنے کے دوران ثانی کہیں نظر نہیں آئی تھی یعنی دونوں ایک بیڈ روم میں نہیں تھے۔ سمجھ دار تھے، بڑی شرافت سے محبت کر رہے تھے۔ آخر وہ بابا فرید واسطی کی نواسی تھی۔ فطرتاً شرم و حیا کا پاس رکھتی تھی۔ وہ کچھ بھی تھی مگر اپنی حقیقت نہیں جانتی تھی۔ اسے اتنا معلوم تھا کہ سونیا نے ایک ماں کی طرح اس کی پرورش کی ہے۔ جب اسے بابا صاحب کے ادارے میں داخل کیا گیا تو وہ لاوارث تھی اسے باپ کے طور پر سلمان واسطی کا نام دیا گیا تھا۔

بظاہر اس کے ساتھ ناانصافی ہوئی تھی۔ وہ اپنے نانا جان کے ادارے میں اور باپ کی موجودگی میں لاوارث تھی۔ لیکن اس کی بہتری کے لئے ایسا کیا گیا تھا۔ راحیلہ کو ہر طرح سے یقین دلایا گیا تھا کہ اس نے ایک مردہ بچے کو جنم دیا ہے۔ اس کی کوئی بیٹی اور بابا صاحب کی کوئی نواسی نہیں ہے۔ اگر راحیلہ کو معلوم ہوجاتا تو وہ اپنی بیٹی کو چھین لینے کی ہر ممکن کوشش کرتی۔ یہ ان کے لئے شیطانی ہدایات تھیں۔ راحیلہ کو اس کی ماں سارائی لے گئی اور سارائی کو اس کی ماں نے چھین لیا تھا۔ کالا جادو کرنے والیوں کا یہ سلسلہ چلا آرہا تھا اور اس سلسلے کی موجودہ کڑی سونیا ثانی تھی۔

علی تیمور تیزی سے لباس تبدیل کر رہا تھا۔ ثانی دوسرے کمرے میں سو رہی تھی۔ وہ اسے آرام کرنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔ اس لئے اسے اطلاع دیے بغیر جا رہا تھا۔ اس نے جوتے پہننے کے بعد نیا شناختی کارڈ جیب میں رکھا۔ سلمان نے دونوں کے لئے نئے حلیے میں شناختی کارڈ اور دیگر ضروری کاغذات بنوادیے تھے۔ وہ دبے قدموں کمرے سے باہر آیا کوریڈور میں پہنچ کر ایک کھڑکی کا پردہ ہٹا کر دیکھا۔ وہ بستر پر سو رہی تھی۔ علی تیمور دیر تک اسے بے اختیار دیکھتا رہ گیا۔ وہ تو ایسے بھی دل میں اتر گئی تھی۔ نیند کی حالت میں اس کا حسن اور بھی سحر زدہ کر رہا تھا۔

وہ حقیقت پسند تھا، عشق و محبت کو خیالی معاملات سمجھتا تھا اور کہتا تھا، خیالوں کی دنیا میں رہنے والے کا عمل رک جاتا ہے۔ وہ کوئی عملی کام کرتے کرتے تصور میں کھو جاتا ہے۔ اس نے ثانی کے دیدار سے چونک کر سوچا "مجھے کیا ہوگیا تھا۔ میں تو ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے ڈی بورین کو شکار کرنے جا رہا تھا۔ راستے میں عشق آگیا۔ آہ! اسی لئے میں محبت سے کتراتا رہتا تھا۔ مگر یہ اپنے بس کی بات نہیں ہوتی۔ جب ہوتی ہے تو بے اختیار ہوتی ہے۔ میں نے اور ثانی نے دانستہ محبت نہیں کی ہے۔ ہم آپ ہی آپ ایک دوسرے کے اسیر ہوگئے ہیں۔

وہ کھڑکی کے پاس سے پلٹ گیا۔ اس بنگلے سے باہر جانے لگا۔ اس نے محسوس کیا کوئی غیر معمولی بات ہو رہی ہے۔ وہ رکنا چاہتا ہے مگر جا رہا ہے۔ ایک خیال آیا شاید یہ عشق کی حماقت ہے۔ ثانی بے حد حسین لگ رہی ہے۔ اس کے قریب رہنے کو جی چاہتا ہے۔

وہ سوچتا ہوا باہر آگیا۔ بنگلے کے احاطے میں رینٹڈ کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ کار اسٹارٹ کرکے ثانی کو نیند سے جگانا نہیں چاہتا تھا۔ وہاں سے چلتا ہوا احاطے سے نکل کر اسٹریٹ پر چلنے لگا۔ آگے مین روڈ پر اسے ٹیکسی مل سکتی تھی۔

وہ ڈی بورین کو شکار کرنے جا رہا تھا۔ ادھر ڈی بورین بنگلے کے پیچھے پہنچ گیا تھا۔ وہ ثانی اور علی کو شکار کرنے آیا تھا۔ جب سے وہ دونوں مونٹریال پہنچے تھے تب سے بورین ان کی تاک میں تھا۔ جنرل کے خاص جاسوس ثانی اور علی کے ہاتھوں مارے گئے تھے اور وہ دور ہی دور سے تماشا دیکھتے ہوئے تسلیم کر رہا تھا کہ دونوں زبردست ہیں۔ ان کا سامنا کرنے کی حماقت نہیں کرنا چاہئے۔ وہ تدبیر سوچتا رہا پھر اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ انہیں دھوکے سے ٹریپ کرنا چاہئے۔

اب وہ انہیں دھوکے سے بے بس کرنے آیا تھا۔ اس کے شانے سے ایک چھوٹا سا گیس سلنڈر لٹک رہا تھا۔ اس میں بیہوش کرنے والی گیس تھی۔ یہ گیس اسپرے کرنے کے لئے بورین نے صبح چار بجے کا وقت مقرر کیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس وقت دونوں گہری نیند میں ہوں گے۔ ان کے بیدار ہونے اور سنبھلنے سے پہلے گیس ان کے نتھنوں میں جائے گی پھر وہ اٹھنے کے قابل نہیں رہیں گے۔

اس نے بنگلے کے چاروں طرف گھوم کر دیکھا، کھڑکیاں اور دروازے بند تھے۔ یہ اچھا ہی تھا۔ اس طرح گیس باہر نہیں جاسکتی تھی۔ وہ ایک چکر لگانے کے بعد سامنے دروازے پر آیا۔ ایک منٹ پہلے اسے علی تیمور باہر سے بند کرکے گیا تھا۔ اس نے دروازے کو لاک نہیں کیا تھا، صرف چٹخنی لگادی تھی جسے بورین آسانی سے کھول سکتا تھا۔ وہ اندر جانے سے پہلے گردن سے لٹکے ہوئے گیس ماسک کو پہننے لگا۔

علی چلتے چلتے رک گیا۔ اسے ثانی کو چھوڑتے وقت جو ایک غیر معمولی سی بات محسوس ہو رہی تھی وہ بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ اب سمجھ میں آگئی۔ ثانی جو کمبل اوڑھ کر سو رہی تھی اس کے اندر سے ایک پاؤں جھلک رہا تھا۔ اس پیر میں ایک جوتا تھا۔ وہ جوتے پہن کر سو رہی تھی۔

علی نے جوتے کی ایک جھلک دیکھی تھی۔ پھر ثانی کے خوابیدہ حسن میں کھو گیا تھا۔ وہاں سے واپسی پر لاشعور کچھ کہہ رہا تھا اور وہ اسے عشق کی حماقت سمجھ رہا تھا۔ بہرحال وہ راستے سے پلٹ گیا۔ بنگلے کی طرف آنے لگا۔ ثانی بہت ہی نفاست پسند تھی' ہر کام سلیقے سے کرتی تھی۔ وہ کبھی جوتے پہن کر نہیں سو سکتی تھی۔ علی کا دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ ثانی کسی مشکل میں ہے۔ کسی نے ٹریپ کیا۔ وہ جس حالت میں تھی اسی حالت میں اسے سونے پر مجبور کیا گیا ہے اور اب اس کے خوابیدہ دماغ پر عمل کیا جا رہا ہے۔

وہ تقریباً دوڑتا ہوا بنگلے کے احاطے میں پہنچا۔ کچھ فاصلے سے وہ دروازہ کھلا ہوا نظر آیا جسے وہ ابھی باہر سے چٹخنی لگا کر گیا تھا۔ اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں پھر پنجوں کے بل چلتا ہوا دروازے کے پاس آیا۔ اندر اسے ہلکی سے آواز سنائی دی۔ وہ محتاط انداز میں دبے پاؤں کوریڈور میں پہنچا۔ کوئی ثانی کے بیڈ کی وہ کھڑکی بند کر رہا تھا جہاں سے علی نے اس کے خوابیدہ حسن کو دیکھا تھا۔ اس بیڈ روم کا دروازہ کھلا تھا جبکہ وہ تھوڑی دیر پہلے بند تھا۔

علی آہستہ آہستہ قدم رکھتا ہوا دروازے کے پاس آیا۔ بورین کا ارادہ تھا' کھڑکی بند کرنے کے بعد دروازے کے پاس آئے گا پھر گیس اسپرے کرکے باہر نکل کر دروازہ بھی بند کر دے گا۔ وہ گیس ماسک پہنے ہوئے تھا مگر جیسے ہی دروازے پر آیا اسکی کمر پر ایک لات پڑی۔ اچانک حملے کے باعث ہاتھ سے گیس سلنڈر چھوٹ کر قالین پر چلا گیا۔ وہ آگے جاکر اوندھے منہ گرا پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اتنی دیر میں علی نے پیچھے سے گردن دبوچ لی۔ ایک ہاتھ سے چہرے پر چڑھے ہوئے گیس ماسک کو کھولنے لگا۔ بورین اپنی گردن چھڑانے اور گیس ماسک کو کھولنے سے باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جدوجہد کے دوران علی نے کہا "اٹھو آنکھیں کھولو' تمہارے کمرے میں اتنی آوازیں ہو رہی ہیں اور تم ...."

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ بورین نے علی کے پیٹ میں کہنی ماری تھی۔ علی اس کے چہرے سے گیس ماسک کھینچتا ہوا پیچھے چلا گیا۔ پھر بولا "اس ماسک کے بغیر تم گیس اسپرے نہیں کر سکو گے۔"

ایسا کہتے وقت وہ ثانی کو دیکھ رہا تھا اور حیران ہو رہا تھا۔ وہ غافل پڑی ہوئی تھی جبکہ وہ نیند کی حالت میں بھی جاگتا ہوا ذہن رکھتی تھی۔ کوئی غیر معمولی بات ہو تو دماغ اسے چونکا دیتا تھا۔ اس کی یہ غفلت دیکھ کر یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ اسکی کسی کمزوری سے کوئی فائدہ اٹھا کر ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن اس پر عمل کر رہا ہے۔

بورین اس کی گہری نیند سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اس نے سوچا "ثانی بے ہوش ہو جائے گی تو وہ اس کے دماغ میں جائے گا۔ اس نے قالین پر پڑے ہوئے گیس سلنڈر کی طرف چھلانگ لگائی۔ وہاں پہنچا مگر اسے جھک کر اٹھانے سے پہلے ہی منہ پر ایک لات پڑی۔ وہ چیختا ہوا دوسری طرف الٹ گیا۔

علی کو ثانی کی فکر تھی۔ اس کے پاس پہنچنے کے لئے دشمن کو بے بس کرنا ضروری تھا۔ دشمن بھی اچھا خاصا فائٹر لگتا تھا۔ اب وہ وہاں سے کسی طرح بھاگنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے لئے راستہ بنانے کی غرض سے کمرے کی محدود فضا میں چھلانگ لگائی۔ وہ فلائنگ کک مارنا چاہتا تھا' علی نے اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے ایک چکر دیتے ہوئے دیوار پر دے مارا۔ اس کے حلق سے ایسی چیخیں نکلیں جیسے ذبح کیا جا رہا ہو۔ پھر علی نے اس کے ایک بازو کو موڑ کر ایسا داؤ لگایا کہ ہڈی ٹوٹ گئی۔ وہ فرش پر تڑپتے ہوئے چیخنے لگا۔ علی سلنڈر کو اٹھا کر ثانی کے پاس آیا۔ پھر اسے جھنجوڑ کر آواز دی "ثانی! اٹھو ثانی!"

وہ خواب دیکھ رہی تھی۔ پچھلی تین راتوں سے وہی ایک خواب دیکھتی آ رہی تھی۔ پہلی دو راتوں کو وہ لاحول پڑھتے ہوئے بیدار ہو گئی تھی۔ اس نے سوچا' علی کے سامنے اس خواب کا ذکر کرے گی۔ پھر سوچا علی ایسے بے تکے خواب کا مذاق اڑانے لگا۔ امریکا جیسے انتہائی ترقی یافتہ ملک میں رہتے ہوئے کالے جادو کا ذکر مضحکہ خیز لگتا ہے۔

لیکن آج تیسری رات بھی وہی ایک خواب نظر آ رہا تھا۔ شیطان کا ایک بڑا سا مجسمہ تھا۔ اس کے سامنے شعلے بھڑک رہے تھے۔ ان شعلوں اور شیطان کے درمیان ایک حسین عورت منتر پڑھ رہی تھی اور اپنی زلفیں بکھرائے بے ڈھنگے پن سے رقص کر رہی تھی۔ ثانی نے خود کو ان شعلوں کے قریب دیکھا۔ وہ پوچھ رہی تھی "کون ہو؟ تم کون ہو؟ میں تین راتوں سے یہاں کیوں آ رہی ہوں؟"

"ہاہاہا۔ تو آئی ہے۔ آج نہیں جا سکے گی۔ بول' تو ثانی ہے؟"

"ہاں میں ثانی ہوں۔"

"بول' تو ثانیہ سلمان ہے؟"

"ہاں میرا پورا نام ثانیہ سلمان ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ میرے کمرے میں کچھ گڑبڑ ہو رہی ہے۔ مجھے جانا چاہئے۔"

"تو نہیں جائے گی' میں نے بڑی مدتوں کے بعد تجھے پایا ہے۔ میری نانی میری ماں کو لے گئی تھی۔ میری ماں مجھے لے آئی۔ میں تجھے لے آؤں گی' ہاہاہا۔"

"میں جاؤں گی' میرا علی مجھے آوازیں دے رہا ہے۔ تم مجھے روکنے والی کون ہوتی ہو؟"

"میں۔ ہاہاہا" اس نے منتر پڑھ کر پھونک ماری' شعلے اور زیادہ بھڑکنے لگے۔

وہ رقص کرتے ہوئے بولی "ہاہاہا' میں ہوں تیری ماں۔ ماما حلیہ...."

اسی وقت علی نے اسے جھنجوڑ کر آواز دی "اٹھو ثانی!"

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ علی نے پوچھا "تمہیں کیا ہو گیا ہے' کیا تم بیہوشی کی نیند سوتی ہو؟"

وہ چپ تھی۔ اس نے پوچھا "خواب دیکھ رہی تھیں؟"

وہ خلا میں تکتی ہوئی سحر زدہ سی ہو کر بولی "ماما حلیہ!"

علی تیمور نے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے سونیا ثانی کو دیکھا۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ سحر زدہ ہو گئی ہے۔ اس کے چہرے کی گلابی رنگت پھیکی پڑ گئی تھی۔ دیدے پھیل گئے تھے اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر خلا میں تک رہی تھی۔ علی تیمور نے پوچھا "تم ہوش و حواس میں ہو؟"

وہ سامنے نظریں اٹھائے ایک ٹک دیکھے جا رہی تھی۔ علی نے اسے جھنجوڑ کر آواز دی تو وہ چونک گئی پھر اسے دیکھتے ہوئے بولی "ماما حلیہ!"

"یہ ماما حلیہ کیا ہے؟"

وہ یکبارگی چیخ مار کر علی سے لپٹ گئی "نہیں جاؤں گی' میں نہیں جاؤں گی علی! میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں' مجھے پکڑ لو۔"

علی نے اسے دونوں بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ اسے دل کی دھڑکنوں سے لگاتے ہوئے بولا "تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم ایسی کمزور تو نہیں ہو کہ خواب دیکھ کر یوں سہم جاؤ۔"

"میں تین راتوں سے وہی ایک خواب دیکھ رہی ہوں۔ اسی ایک عورت کو دیکھ رہی ہوں۔ وہ کہتی ہے کہ وہ میری ماں ہے۔ ماما حلیہ۔"

"تمہاری ماں؟"

"ہاں۔ وہ بہت خوبصورت ہے مگر شیطانی حرکتیں کر رہی تھی۔ ایک شیطان کے بہت بڑے مجسمے کے سامنے ناچ رہی تھی۔ وہ بڑا ہی بھیانک ماحول تھا۔ وہ شیطان کے سامنے ناچتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ اس کی نانی اس کی ماں کو لے گئی تھی اس کی ماں اسے لے آئی تھی اور وہ مجھے لے جائے گی۔"

علی نے کہا "یہ عجیب سی باتیں ہیں' میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔"

"میں بھی سمجھ نہیں پا رہی ہوں۔ مگر یہ محسوس کر رہی ہوں کہ تمہارے بازوؤں میں آنے سے پہلے میرا دل اس عورت کی طرف کھنچا جا رہا تھا جو خود کو ماما حلیہ کہتی ہے۔"

"دل اس کی طرف کھنچا جاتا ہے جسے ہم پسند کرتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں۔"

"میں بھلا اسے دل سے کیسے چاہوں گی۔ میں صرف تین راتوں سے اسے دیکھ رہی ہوں' یہ شیطانی عمل ہے۔ وہ اپنے منتروں سے اور کالے جادو سے مجھے کھینچ رہی ہے۔"

"ایسی باتیں مضحکہ خیز لگتی ہیں لیکن میں تمہاری باتوں کو جھٹلا نہیں سکتا' کیا ایسا پہلے کبھی ہوا ہے؟"

"کبھی نہیں۔ میں کالے جادو کو صرف اس حد تک مانتی ہوں کہ کلام پاک میں جادو کا ذکر ہے۔ میں نے تین راتوں تک ایک ہی خواب میں ایک ہی عورت کو دیکھا ہے۔ میں اسے خواب سمجھ کر بھلا دیتی لیکن میں صاف طور سے دیکھ رہی تھی کہ کسی انجانی شیطانی قوت نے مجھے جکڑ لیا تھا۔ میں اس بھیانک ماحول سے واپس آنا چاہتی تھی۔ میں نے وہاں تمہاری آواز بھی سنی تھی۔ تم مجھے نیند سے جگا رہے تھے مگر میں آنکھیں نہیں کھول سکتی تھی۔ آخر یہ جادو ہوا نا؟ آنکھیں کھولنے کے بعد میں نے تھوڑی دیر تک اس عورت میں کشش محسوس کی ہے تم مجھے یوں نہ پکڑتے تو شاید پھر میری آنکھیں بند ہو جاتیں اور میں ماما حلیہ کے پاس پہنچ جاتی۔"

"کیا تمہیں پتا تھا کہ تم جوتے پہن کر سو گئی تھیں؟"

"آں؟" وہ چونک کر علی سے الگ ہو گئی۔ اپنے جوتوں کو دیکھ کر سوچنے لگی' پھر بولی "مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے۔ تم تین بجے تک میرے پاس تھے۔ جب کمرے میں چلے گئے تو کیا ہوا؟ میں کیسے سو گئی؟ جوتے بھی نہیں اتارے اور یہ کون ہے؟"

ڈی بورین فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔ اب وہ ذرا جنبش کر رہا تھا۔ ٹوٹے ہوئے بازو کو حرکت دیتے ہی چیخ پڑا۔ آنکھیں کھول کر دیکھنے لگا' علی نے کہا "یہ گیس سلنڈر لے کر آیا تھا' تمہیں بے ہوش کرنا چاہتا تھا۔ اب یہ بتائے گا کہ کون ہے اور یہاں کیوں مرنے آیا ہے؟"

وہ کراہتے ہوئے بولا "پلیز مجھے فوراً اسپتال پہنچاؤ۔"

"تمہیں تو بہت دور تک پہنچائیں گے' پہلے ہمیں نقصان پہنچانے کا مقصد بتاؤ؟"

"میں مقصد نہیں جانتا' میں محض ایک آلہ کار ہوں۔"

"ہم تھوڑی دیر کے لئے یقین کر لیں گے۔ لیکن جب ہمارا خیال خوانی کرنے والا تمہارے دماغ میں پہنچے گا اور تمہارا جھوٹ ظاہر ہو گا تو سوچ لو تمہارا کیا بنے گا۔"

وہ پریشان ہو گیا' تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا "میں سچ بولوں گا' تمہارا وفادار بن کر رہوں گا۔ سپر ماسٹر پر لعنت بھیج دوں گا۔"

وہ درد کی شدت سے تڑپنے لگا۔ علی نے کہا "آگے بولو۔"

وہ تکلیف سے تھرتھراتے ہوئے بولا "انسان بنو' میں مرنے والا ہوں۔"

ثانی نے کہا "تھوڑی دیر پہلے تمہارے ہاتھوں میں مرنے والی تھی۔"

"بائی گاڈ' میں تمہیں قتل کرنے نہیں آیا تھا' تمہارے دماغ کو کمزور بنا کر تمہیں اپنی معمولہ بنانا چاہتا تھا۔"

"تو گویا تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟"

"ہاں، جانتا ہوں۔ یہ باتیں بعد میں ہو سکتی ہیں کم از کم ایمبولینس کے لئے تو فون کرو۔ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں۔"

"اگر میں خدا کا واسطہ دیتی تو تم مجھے معاف کر کے چلے جاتے؟"

"میں غلطی پر تھا۔"

"ہم تمہیں معاف کرنے کی غلطی نہیں کرنا چاہتے۔"

"آہ! آہ! مجھے اپنے کئے کی سزا مل چکی ہے۔"

"پہلے معلوم تو ہو کہ تم کون ہو۔ تمہارے جرائم کی فہرست دیکھ کر ہم سزا کا تعین کریں گے۔"

وہ تکلیف سے تڑپتے ہوئے بولا "ذلیل! کمینو! ظالمو! میں مر رہا ہوں۔"

"بازو کی ہڈی ٹوٹنے سے کوئی نہیں مرتا۔"

وہ چیخ کر بولا "تم لوگ مجھے اسپتال کیوں نہیں پہنچاتے؟"

علی نے کہا "یہاں کینیڈا میں ہمارا ایک دشمن خیال خوانی کرنے والا ہے' اس کا نام ہی بورین ہے۔ تھوڑی دیر پہلے میں اسے ٹریپ کرنے جا رہا تھا مگر راستے سے واپس آ گیا۔ ہمارا خدا ہم پر مہربان ہے۔ جسے میں ٹریپ کرنے جا رہا تھا وہ میرے سامنے ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ تم ہی ڈی بورین ہو۔"

"ہاں' میں بورین ہوں۔ تمہارے سامنے ظاہر ہو گیا ہوں' اب تو طبی امداد پہنچا دو؟"

اسی وقت سلمان نے علی کے پاس آکر گڈ ورڈز ادا کئے۔ علی نے کہا "سامنے شکار پڑا ہے۔ آپ اس کی آواز سنیں۔"

اس نے بورین سے کہا "کوئی گیت سناؤ۔"

وہ غصے اور تکلیف سے بھڑک گیا۔ بے تحاشا گالیاں دینے لگا۔ پھر اچانک اس کی زبان دانتوں کے درمیان آ گئی۔ ایک کے بعد دوسری تکلیف نے اس کے ہوش اڑا دیئے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ سلمان نے کہا "میرے بچوں کو گالیاں دینے والی زبان کٹ کر الگ بھی ہو سکتی ہے۔"

وہ نڈھال ہو چکا تھا' اس کی سوچ نے کہا "مار ڈالو۔ مجھ کو مار ڈالو۔ میں یہ اذیتیں برداشت نہیں کر سکوں گا۔ تم جو کوئی بھی ہو مجھے مار ڈالو۔"

"تمہاری یہ خواہش پوری ہو گی۔ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے متعلق بتاؤ جنہیں تم جانتے ہو؟"

"میں نہیں بتاؤں گا تو تم مجھے مار ڈالو گے' اور میں یہی چاہتا ہوں۔"

"میں زندہ رکھوں گا' ٹھہر ٹھہر کر اذیتیں پہنچاتا رہوں گا۔ تم موت کی بھیک مانگو گے' میں تمہارے چور خیالات پڑھتا رہوں گا۔"

وہ شکست خوردہ انداز میں بولا "میں تقریباً مر چکا ہوں' مرتے وقت جھوٹ نہیں بولوں گا۔ تم مجھے ایک بار طبی امداد پہنچا کر آزماؤ' میں تمام عمر تمہارا غلام رہوں گا۔ مجھ پر تنویمی عمل کر کے مجھے اپنا تابعدار بنا لو۔"

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ سلمان اس کے چور خ پڑھ رہا تھا اور سمجھ رہا تھا کہ اس پر رفتہ رفتہ بے ہوشی ہو رہی ہے۔ اس نے علی سے کہا "ایمبولینس کے لئے فون ان سے کہو۔ فلاں اسٹریٹ میں ایک شخص زخمی پڑا ہے فوری طبی امداد کی ضرورت ہے۔ تم اس اسٹریٹ میں ا کر آجاؤ۔"

علی نے کہا "آپ ابھی ہمارے پاس آئیں گے؟"

"ہاں جلدی آؤں گا' ذرا اطمینان کر لوں کہ بورین دونوں کے بارے میں کچھ نہیں بتائے گا۔"

علی نے بورین کے پاس آکر دیکھا۔ وہ پھر بے ہوش اس نے ریسیور اٹھا کر ایمبولینس کے لئے فون کیا۔ انہیں اسٹریٹ میں ایک زخمی کے متعلق اطلاع دے کر ریسیور ر پھر بورین کو اٹھا کر کاندھے پر لاد کر لے جاتے ہوئے بولا "ابھی تو یہ بے ہوش ہے' اپنے اور ہمارے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکے گا۔ اس کے ہوش میں آنے تک آپ ثانی جائیں' یہ بہت پریشان ہے۔"

وہ بورین کو لاد کر باہر آیا۔ ثانی نے کار کا پچھلا درو اسے پچھلی سیٹ پر ڈال کر وہ اگلی سیٹ پر آ گئے۔ علی اسٹارٹ کر کے گاڑی آگے بڑھا دی پھر کہا "انکل سلمان پاس آ رہے ہیں۔"

سلمان نے اس کے دماغ میں آکر کہا "ہیلو بیٹی! کیسی

وہ بولی "انکل! آپ نے مجھے باپ کا نام دیا ہے۔ کے حوالے سے ثانیہ سلمان کہلاتی ہوں۔ کبھی کبھی دل نکلتی ہے۔ کاش میرے ماں باپ کا کوئی نام و نشان ہوتا۔"

"میری بچی! دل چھوٹا کیوں کرتی ہو۔ میں تمہارا با

"آپ کا نام مجھ پر قرض ہے اور قرض دینے نہیں ہوتا۔"

سلمان کے دل میں ایک درد اٹھا۔ اس نے پوچھ اتنی جذباتی کیوں ہو رہی ہو؟"

"آج چھپا ہوا درد جاگ گیا ہے۔ آج ایک عور کو میری ماں کہا ہے۔"

وہ ایک دم سے چونک گیا' جلدی سے بولا "کس کہا ہے؟ کون ہے وہ؟ تم سے کہاں ملی تھی؟"

"میں اسے تین راتوں سے خواب میں دیکھ رہی

سلمان نے اطمینان کا سانس لے کر کہا "تم نے دیا تھا۔ میں خوش ہو گیا تھا کہ ماں سے ملاقات ہو گئی بے حد ذہین ہو کر خواب کی بات کر رہی ہو۔"

"مگر انکل! تین راتوں سے ایک ہی خواب دیکھ خواب میں وہی ایک شیطان کا مجسمہ ہوتا ہے۔ وہی

منتر پڑھتی ہے اور ناچتی ہوئی کہتی ہے 'میں ہوں ماما حیلہ۔'"

سلمان کا اطمینان ختم ہوگیا' ایک دم سے پریشانی بڑھ گئی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا راحیلہ کالے عمل کے ذریعے بیٹی تک پہنچ جائے گی اور اس سے خوابوں میں ملاقات کرے گی۔ یہ فکر اور پریشانی ایسی تھی کہ وہ دور تک سوچتا چلا گیا۔ ثانی نے پوچھا۔ "آپ خاموش کیوں ہوگئے؟ میں سمجھ رہی تھی کہ آپ میرے خواب کو مضحکہ خیز سمجھیں گے۔"

"نہیں بیٹے! میں سنجیدگی سے سوچ رہا ہوں۔ تم بچی ہو' سنجیدہ ہو' ذہین ہو۔ ہم میں سے کوئی تمہاری بات کو نہیں جھٹلائے گا۔ میں تمہارے خواب کے متعلق ابھی سسٹر سے بات کر کے آتا ہوں۔"

اس نے سونیا کے پاس آکر کہا "سسٹر! ہماری توقع کے خلاف راحیلہ نے بیٹی کو ڈھونڈ نکالا ہے۔"

سونیا نے حیرانی سے پوچھا "کیسے؟"

"وہ تین راتوں سے ثانی کے خواب میں آرہی ہے اور اس کی ماں ہونے کا دعویٰ کررہی ہے۔"

"ہماری ثانی کا ردِ عمل کیا ہے؟"

"ماں بیٹی کا رشتہ جذباتی ہوتا ہے۔ وہ پریشان ہے مگر گہری وابستگی سے خواب میں آنے والی عورت کے متعلق سوچ رہی ہے۔"

"سلمان! اسے اور علی کو سمجھاؤ' جتنی جلدی ممکن ہو' وہ پیرس چلے جائیں۔ ثانی کو ان حالات میں جناب علی اسد اللہ تبریزی صاحب کی خدمت میں ہونا چاہئے۔"

وہ بولا "ہم نے ثانی سے اور دنیا والوں سے راحیلہ کی بات محض اس لئے چھپائی تھی کہ اس کے ننھیال والے ا راحیلہ کی طرح اسے بھی کسی فریب سے نہ لے جائیں۔ لیکن راحیلہ کو حقیقت معلوم ہوگئی ہے اور ثانی اب بچی نہیں رہی' ماشاء اللہ ذہانت کی عمدہ مثال قائم کررہی ہے۔ اب اسے اپنے بارے میں سب کچھ معلوم ہوجانا چاہئے۔"

"ہاں' اب ثانی اور علی وغیرہ کو حقیقت معلوم ہوجانا چاہئے۔"

سلمان نے اس سے باتوں کے دوران دیکھا وہ طیارے میں سفر کررہی تھی۔ اس نے کہا "میں بھی پیرس جارہی ہوں تم اور سلطانہ وہاں سے کب تک نکلو گے؟"

"جنرل تنویمی نیند میں ہے۔ صبح اٹھ کر ہم پر سے پابندیاں ختم کرے گا۔ ہم شام سے پہلے ہی یہ ملک چھوڑ دیں گے۔"

"علی اور ثانی کو بھی وہاں سے روانہ کرو۔"

وہ ثانی کے پاس آکر بولا "سسٹر کو بھی تمہارا خواب سن کر تشویش ہورہی ہے۔ انہوں نے پوچھا ہے 'تم کس حد تک اس خواب سے اثر لے رہی ہو؟'"

"میں نے محسوس کیا تھا اس شیطانی ماحول میں 'میں جکڑ گئی تھی۔ اگر علی جھنجوڑ کرنہ جگاتے تو نہ جانے میرے ساتھ کیا ہوتا رہتا۔ میں نے زندگی میں پہلی بار خود کو بے بس پایا تھا۔"

"تم آج ہی علی کے ساتھ پیرس جاؤ اور جناب علی اسد اللہ صاحب کے حجرے میں حاضری دو۔"

"گویا آپ کالے جادو کو تسلیم کررہے ہیں اور مجھے محترم بزرگ کی روحانی پناہ میں رہنے کی ہدایت کررہے ہیں؟"

"ہاں' اس خواب سے تمہاری زندگی کا گہرا تعلق ہے۔ تم سفر کی تیاری کرو میں ابھی آکر ماما حیلہ کے بارے میں بتاؤں گا۔"

"کیا آپ خواب والی اس عورت کو جانتے ہیں؟"

"بہت اچھی طرح۔ ذرا صبر کرو' تمہیں سب کچھ معلوم ہوجائے گا۔ جتنی جلدی ہوسکے پیرس پہنچنے کی کوشش کرو۔"

وہ چلا گیا' ثانی نے علی سے کہا "انکل نے تجسس میں مبتلا کردیا ہے۔"

وہ دونوں ڈی بورین کو فورٹینتھ اسٹریٹ میں چھوڑ آئے تھے علی نے پوچھا "کیا تجسس؟ کیا اسی خواب کے سلسلے میں؟"

"ہاں' وہ خواب والی ماما حیلہ کو جانتے ہیں۔"

"یعنی تم نے سچا خواب دیکھا ہے؟"

"ہاں' شاید میرے لئے خطرہ ہے۔ انہوں نے ہم دونوں کو آج ہی پیرس جانے کے لئے کہا ہے۔ وہ چاہتے ہیں میں جناب علی اسد اللہ صاحب کی خدمت میں رہوں' اس طرح کالے جادو کا اثر نہیں ہوگا۔"

"ثانی! تم فولادی قوتِ ارادی رکھتی ہو۔ سنا ہے بابا فرید واسطی مرحوم اور جناب شیخ الفارس مرحوم کی دعائیں اور خاص عنایات تمہارے ساتھ ہیں پھر تم پر کالے علم کا اثر کیوں ہورہا ہے؟"

"سمجھ میں نہیں آتا' میں خواب میں بے بس کیوں ہوگئی تھی۔ جب سے تم نے جھنجوڑ کر جگایا ہے تب سے میں نارمل ہوں لیکن ماما حیلہ کے لئے ایک انجانی کشش محسوس کررہی ہوں۔"

"شاید یہی جادو ہے۔ تمہیں اپنی قوت ارادی کو کام میں لاکر اس اثر سے نکل جانا چاہئے۔"

"میں پوری کوشش کررہی ہوں۔"

دونوں سفر کے لئے تیار ہوگئے' نئے حلیے میں نئے پاسپورٹ کے ذریعے ٹکٹ حاصل کئے پھر اسی شام پیرس کے لئے روانہ ہوگئے۔ ثانی بڑی بے چینی سے سلمان کا انتظار کررہی تھی۔ علی نے سفر کے دوران کہا "میں تمہار؟ بے چینی کو سمجھتا ہوں۔ انکل کہیں بہت زیادہ مصروف ہوگئے ہیں ورنہ وہ وعدے کے مطابق اب تک آجاتے۔"

"میں بہت تھکن محسوس کررہی ہوں۔"

"ظاہر ہے پچھلی رات کو نیند پوری نہیں ہوئی۔ تم شاید ایک یا آدھے گھنٹے کے لئے سوئی تھیں۔ پھر شیطانی چکر نے تمہیں پریشان کردیا ہے۔ تم آرام سے سوجاؤ۔"

"تم بھی تو تمام رات جاگتے رہے ہو۔"

"میں بھی سوجاؤں گا۔ پہلے تم آنکھیں بند کرکے دماغ کو ہدایات دو۔"

اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ دماغ کو ہدایات دینے لگی۔ طیارہ اپنی منزل کی طرف پرواز کررہا تھا۔ دونوں نے سوچا طیارے میں بے کھٹکے نیند پوری کی جاسکتی ہے۔ انکل آئیں گے تو خود ہی آنکھ کھل جائے گی۔ سلمان واقعی بے حد مصروف ہوگیا تھا۔ وہ ڈی بورین کو یونہی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ یا تو دشمن ٹیلی پیتھی والے کو ختم کردینا تھا یا تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا تابعدار بنا کر رکھنا تھا۔

وہ اس مقصد کے لئے پھر ایک بار اس کے دماغ میں آیا۔ وہ ہوش میں آگیا تھا۔ ایک ڈاکٹر اس کے بازو کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کا ایکسرے دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ایک گھنٹے بعد پلاسٹر چڑھایا جائے گا۔ سلمان کو اس کے چور خیالات پڑھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ وہ ثانی کے بیڈ روم میں بے ہوش ہوگیا تھا۔ اب اس کے دماغ کو چپ چاپ پڑھا جاسکتا تھا۔ اس نے بورین کو مخاطب نہیں کیا اور اچھا ہی کیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی بورین کے دماغ میں کسی کی آواز سنائی دی۔ کوئی کہہ رہا تھا "آخر تم شکار ہو ہی گئے۔"

بورین نے چونک کر سوچ کے ذریعے کہا "مسٹر پال! میری مدد کرو میں بہت مصیبت میں ہوں۔ علی تیمور نے میرے بازو کی ہڈی توڑ دی ہے۔"

"میں نے اس سے مقابلہ کرنے سے منع کیا تھا۔"

"میں پہلے گیس سائلنسر کے ذریعے دونوں کو بے ہوش کرنا چاہتا تھا مگر علی اچانک ہی مصیبت بن کر آگیا۔"

"اب تم سانس نہیں روک سکتے' کوئی دشمن تمہارے دماغ میں آیا ہوگا۔"

سلمان نے اسے کہنے پر مجبور کیا "نہیں' ابھی تک کوئی نہیں آیا ہے۔"

"تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔"

"پال ہوپ کن! میرے زخمی ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تم سے کمتر ہوں۔ مجھے جھوٹا کہنے سے بہتر ہے میرے چور خیالات پڑھ لو۔"

وہ خاموش ہوگیا۔ بورین کی سوچ میں کہنے لگا "اگر پال میرے خیالات پڑھ لے گا تو جھوٹ کھل جائے گا۔"

سلمان نے بورین کی سوچ میں کہا "کوئی جھوٹ ہوگا تو کھلے گا۔ میں تو بازو کی ہڈی ٹوٹنے سے بے ہوش ہوگیا تھا اب ہوش میں آیا ہوں میں نے پال کے سوا دوسری کسی پرائی سوچ کی لہر کو نہیں سنا ہے۔ لعنت ہے پال پر' مجھے جھوٹا کہہ رہا ہے۔"

پال نے کہا "مجھ پر لعنت نہ بھیجو غصہ تھوک دو۔ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا اور تم مجھ پر شبہ کرتے تو میں ناراض نہ ہوتا کیونکہ یہ ہماری ڈیوٹی ہے۔"

"کام کی بات کرو۔"

پال نے ہنستے ہوئے کہا "تم ابھی تک غصہ میں ہو' یہ تو سوچو جب علی اپنے کسی خیال خوانی کرنے والے کو بتائے گا کہ ڈی بورین نامی ایک دشمن زخمی ہوگیا ہے تو کوئی تمہارے دماغ میں ضرور آئے گا۔"

"میں نے علی کو بتایا ہے کہ میں ایک معمولی آلۂ کار ہوں اسے یقین ہوگیا ہے اسی لئے وہ مجھے بے ہوش چھوڑ کر چلا گیا ہے۔"

"وہ دونوں بہت چالاک ہیں' اب اس بنگلے میں نہیں ہوں گے۔"

"ان کے بھاگ جانے کا مطلب ہے میں غیر اہم سمجھا گیا ہوں۔ اگر ان کی نظروں میں اہمیت ہوتی تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑتے۔"

"ٹھیک ہے پھر بھی تمہاری حفاظت لازمی ہے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کم ہوتے جارہے ہیں۔ تمہیں بھی کوئی نقصان پہنچے گا تو جنرل صاحب کو صدمہ ہوگا۔"

"اس لئے کہتا ہوں میری مدد کرو' میرے لئے کچھ کرو۔"

"میں تنویمی عمل کے ذریعے تمہارے دماغ کو لاک کردوں گا پھر کوئی دشمن تمہارے اندر نہیں آئے گا۔"

"نہیں' یہ عمل کرنے کے بعد تم میرے دماغ پر حکومت کرو گے۔"

"میں نہیں کرونگا مگر دشمن ضرور حکومت کریں گے۔ ان کی غلامی اچھی لگے گی؟"

"میں کسی کی غلامی نہیں کروں گا۔"

"تمہاری مرضی سے کچھ نہیں ہوگا۔ اس کا فیصلہ جنرل صاحب کریں گے۔ میں انہیں تمہاری حالت بتانے جارہا ہوں۔"

"ٹھہرو' پہلے میری بات سن لو۔"

پال کی طرف سے خاموشی رہی شاید وہ جاچکا تھا۔ سلمان نے جنرل کے اندر آکر دیکھا وہ تنویمی نیند سے بیدار ہوچکا تھا' غسل کرنے کے بعد لباس بدل رہا تھا۔ پال ہوپ کن سلمان سے پہلے پہنچا ہوا تھا اور ڈی بورین کے بارے میں بتا رہا تھا ابھی پال کے واپس آنے میں دیر تھی سلمان پھر بورین کے پاس آکر بولا۔ "کیا تمہاری سمجھ میں آرہا ہے کہ میں نے پال کو تمہارے چور خیالات پڑھنے سے روکا تھا؟"

"ہاں' میں نے دیکھا ہے پال میرا جھوٹ نہیں پکڑ سکا۔ تم میری مدد کیوں کررہے ہو؟"

"ٹھیک ہے نہیں کروں گا۔ پال آکر تنویمی عمل کے ذریعے تمہیں غلام بنالے گا۔"

وہ جلدی سے بولا "نہیں نہیں' میں غلام بننا نہیں چاہتا۔

پلیز مجھے اس کے عمل سے بچاؤ۔"

"یہ اطمینان رکھو وہ ابھی عمل نہیں کر سکے گا تھوڑی دیر بعد تمہارے بازو پر پلاسٹر چڑھایا جائے گا۔ تم پتا نہیں کتنے گھنٹے بے ہوش رہو گے بہرحال آج شام کو یا رات کو تم پر عمل ہو سکے گا ورنہ پال کسی وقت بھی اچانک آکر ہماری چال سمجھ لے گا۔ میں جا رہا ہوں۔ تم مجبوراً اور لاچار بن کر پال کی خوشامد کرتے رہو۔"

وہ پھر جنرل کے دماغ میں پہنچا۔ وہاں پال سے گفتگو جاری تھی۔ وہ جنرل سے پوچھ رہا تھا "ڈی بورین کے دماغ کو لاک کرنا ضروری ہے یا نہیں؟"

جنرل نے کہا "علی اور سونیا ثانی اسے غیر اہم سمجھ کر چھوڑ گئے ہیں۔ اگر انہیں ذرا بھی شبہ ہوتا کہ بورین ٹیلی پیتھی جانتا ہے تو وہ اسے زندہ نہ چھوڑتے' تم اس پر تنویمی عمل نہ کرو۔"

پال نے پوچھا "سلطانہ اور ماسٹرارے رے کے متعلق کیا حکم ہے؟"

جنرل نے سلمان کی مرضی کے مطابق کہا "ان پر سے پابندیاں ختم کر رہا ہوں۔ تم چاہو تو خفیہ طور پر ان کی نگرانی کر سکتے ہو۔"

"ماسٹرارے رے واشنگٹن میں ہے اور سلطانہ نیویارک میں' آپ مجھے بتائیں مجھے دونوں میں سے کس پر نظر رکھنی چاہئے؟"

"سلطانہ کی نگرانی ہو رہی ہے۔ تم سپر ماسٹر پر نظر رکھو۔"

اسی وقت سلمان نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے جنرل سے رابطہ ہوتے ہی اس نے کہا "[illegible] ارے رے۔"

"تم نے دماغی رابطہ کیوں نہیں کیا؟"

"میں نے سوچا' صبح سویرے دماغ میں آؤں گا تو آپ ناگواری محسوس کریں گے۔"

"درست کہتے ہو' کچھ بوجھ سا لگتا ہے۔ کوئی ضروری کام ہے؟"

"میں سلطانہ کے ساتھ پیرس جا رہا ہوں' وہاں شادی کا ارادہ ہے۔"

"بڑا نیک ارادہ ہے۔ ضرور شادی کے لئے جاؤ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو' کہیں بھی جا کر یہاں کی ذمے داریاں پوری کر سکتے ہو۔"

سلمان نے شکریہ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ جنرل کے دماغ میں آگیا' وہاں پال کہہ رہا تھا "سر! آپ دونوں کو یہاں سے جانے کی اجازت دے رہے ہیں۔ کم از کم سلطانہ کو یہاں روکنا چاہئے۔"

جنرل نے سلمان کی مرضی کے مطابق کہا "میں نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی اجازت دی ہے۔ وہ سلطانہ کے ساتھ رہے گا تو تم بیک وقت دونوں پر نظر رکھو گے۔"

"سر جو عورت سلمان کے خلاف رپورٹ دیتی ہے آپ اس کی آواز مجھے کب سنائیں گے؟"

"میرے خفیہ ایکسچینج نے فون کے ذریعے آواز ریکارڈ کی ہے اسے سن لو۔"

جنرل نے ریکارڈر کے پاس آکر اس میں ایک کیسٹ لگایا پھر اسے آن کیا تھوڑی دیر بعد راحیلہ کی آواز ابھرنے لگی وہ کہہ رہی تھی "جنرل' پچھتاؤ گے بہت پچھتاؤ گے۔ میں تم سے کہتی ہوں ماسٹرارے رے عیسائی نہیں کٹر مسلمان ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کے لئے تمہارے خلاف کام کر رہا ہے۔ یقین نہ ہو تو اسے کسی معاملے میں آزماؤ۔"

جنرل نے ریکارڈر آف کر دیا' پال نے کہا "میں اس عورت کے دماغ میں جا رہا ہوں ابھی واپس آکر رپورٹ دوں گا۔"

وہ گیا پھر دو منٹ کے اندر واپس آکر بولا "وہ سانس روک لیتی ہے۔ میں نے کہا جنرل صاحب کا پیغام لایا ہوں' وہ بولی میں نے جنرل کو سچی بات بتائی ہے۔ وہ یقین کرے یا نہ کرے مجھے پروا نہیں ہے۔ آئندہ میرے اندر نہ آنا۔ اتنا کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ میرے بار بار جانے کے باوجود اس نے دماغ میں نہیں آنے دیا۔"

جنرل پریشان ہو کر بڑبڑایا "آخر یہ عورت کون ہے؟"

"وہ ماسٹرارے رے کی کوئی دشمن ہے۔ اس کی بات سچ ہو سکتی ہے۔"

"ہم نے کئی طرح سے اسے آزمایا ہے' سپر ماسٹر میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔"

"کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ سلطانہ کو تحفظ دینے کے لئے بابا صاحب کے ادارے میں جا رہا ہو۔"

"میں تمہارے شبے کو غلط نہیں کہوں گا۔ تم بھی اس کے پیچھے جاؤ۔"

وہ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد جنرل نے اپنے دماغ کو خیال خوانی کی لہروں سے خالی محسوس کیا وہ بہت مضبوط اور حساس دماغ کا مالک تھا' پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا تھا۔ صرف تنویمی عمل کے باعث سلمان کو محسوس نہیں کر رہا تھا۔

وہ ایک ٹرانسمیٹر کو آپریٹ کرنے لگا۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی وہ ایک اور خیال خوانی کرنے والے کو اپنے دماغ میں بلانے والا ہے۔ اس خیال خوانی کرنے والے کا نام ٹیٹو سنتانا ہے اور وہ واشنگٹن میں رہتا ہے۔

پچھلے دنوں جنرل نے سلمان کو یہ کہہ کر دھوکا دیا تھا کہ وہ بارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو جزیرہ کونو کی فوجی چھاؤنی میں بھیج رہا ہے جبکہ اس نے ٹیلی پیتھی جاننے والے میتھو اور جوراجوری کو کرنل لے کر دیا تھا۔ صرف چار جوانوں کو جزیرے میں بھیجا تھا باقی چھ خیال خوانی کرنے والوں کو خاص اپنے لئے وقف کیا تھا۔ ان میں سے ایک مارٹن رسل ہے جس کا دماغ ہمارے قبضے میں تھا' دوسرا ڈی بورین اسپتال میں پڑا ہوا تھا تیسرا پال ہوپ کن تھا جو سلمان اور سلطانہ کی نگرانی کر رہا تھا' چوتھی شلیا تھی جسے جنرل نے استنبول بھیجا تھا تاکہ سلطانہ کے بارے میں مکمل چھان

بین کرے' پانچویں اس کی بھتیجی مرینا تھی جو روپوش رہ کر پتا نہیں کیا کر رہی تھی اور چھ نمبر پر ٹیٹو سنتانا تھا ٹرانسمیٹر پر جنرل نے اس سے کہا "میرے پاس آؤ۔"

اتنا کہہ کر اس نے ٹرانسمیٹر کو آف کر دیا۔ سنتانا نے دماغ میں آکر کہا "یس سر! فرمایئے۔"

جنرل نے کہا "ڈی بورین زخمی ہے۔ علی نے اس کے بازو کی ہڈی توڑ دی ہے بازو پر پلاسٹر چڑھایا جا رہا ہے۔"

"سر! آپ نے بورین کو منع کیا تھا کہ وہ علی سے کبھی مقابلہ نہ کرے۔"

"اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔ وہ دوسرے منصوبے پر عمل کرنے گیا تھا مگر مقابلے کی نوبت آگئی۔ علی کو پتا نہیں ہے کہ بورین ٹیلی پیتھی جانتا ہے اسی لئے وہ اسے زندہ چھوڑ گیا ہے۔ پال کہتا ہے بورین کے دماغ کو لاک کرنا چاہئے۔"

"وہ ٹھیک کہتا ہے۔ سونیا علی اور پارس کی چالیں سمجھ میں آنے والی نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ کسی خاص مقصد کے تحت بورین کو زندہ چھوڑ گیا ہو۔ اس پر عمل کرنا چاہئے۔"

جنرل نے کہا "مجھے پال پر بھروسا نہیں ہے۔ وہ بورین پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا محکوم بنا لے گا۔ میں پال کو اتنے زیادہ اختیارات نہیں دوں گا' تم بورین کے دماغ میں رہو مجھے خدشہ ہے کہ پال چوری چھپے بورین کو اپنا محکوم بنانے اس کے دماغ میں جائے گا۔ اگر وہ ایسا کرے تو تم اس کے عمل کو ناکام بناؤ گے۔"

"یس سر! میں ابھی اس کے دماغ میں جا رہا ہوں۔"

وہ گیا پھر واپس آکر بولا "سر! بورین بے ہوش ہے' میں ایک گھنٹے بعد اس کے پاس جاؤں گا۔"

سلمان جنرل کے دماغ سے آگیا پھر ٹرانسمیٹر کے ذریعہ نائب سپر ماسٹر سے بولا "میں نیویارک سے آج ہی پیرس جاؤں گا وہاں سے روانہ ہونے والی کسی بھی فرسٹ فلائٹ میں دو سیٹیں ریزرو کراؤ۔ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سے کہو فلائنگ کلب پہنچے میں نیویارک جاؤں گا۔"

اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا پھر سونیا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ثانی اور علی کینیڈا سے روانہ ہو گئے ہیں۔ میں نے ثانی سے کہا تھا اسے ماماحیلہ یعنی راحیلہ کے بارے میں بہت کچھ بتاؤں گا لیکن دوسرے معاملات میں مصروف ہو گیا ہوں' یہاں سے روانگی کی تیاریاں بھی کر رہا ہوں۔ جزیرے میں جن چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہم نے اپنے قابو میں کیا ہے انہیں بھی وہاں سے نکالنا ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ ثانی کو راحیلہ کے متعلق بتائیں۔ پتا نہیں اس کا ردعمل کیا ہو گا۔ آپ اس کے سامنے موجود رہیں گی تو وہ ماں کے لئے زیادہ جذباتی نہیں ہو گی۔"

"ٹھیک ہے' میں اسے ائرپورٹ لینے جاؤں گی' تم اپنا کام کرو۔"

سلمان دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک بیٹی کو خیالوں میں دیکھ کر مسکراتا رہا پھر ہیلی کاپٹر کے ذریعے نیویارک سلطانہ کے پاس آگیا۔ وہ دونوں شام کی فلائٹ سے روانہ ہوئے۔ طیارے میں سوار ہونے کے بعد اس نے سلطانہ سے کہا "میرے دماغ میں رہو میں جنرل کے پاس جا رہا ہوں۔"

وہ دونوں سیٹ بیلٹ باندھنے کے بعد خیال خوانی میں مصروف ہو گئے۔ سلمان جنرل کے دماغ میں ایک منصوبہ پکانے لگا۔ اس کے مطابق جنرل سوچنے لگا میری بھتیجی مرینا سے کبھی دھوکا نہیں ہو سکتا۔ وہ جہاں بھی ہے ہماری بہتری کے لئے کام کر رہی ہو گی۔ اس کے علاوہ میرے پانچ خیال خوانی کرنے والے ہیں پانچوں میرے وفادار ہیں' اب جزیرہ کونو میں جو چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں' انہیں دوسری جگہ منتقل کر کے ان سے بھی کام لینا چاہئے۔"

جنرل نے قائل ہو کر سوچا "اس طرح وہ چار جوان بھی ٹیلی پیتھی کے میدان میں عملی تجربات حاصل کریں گے۔ انہیں سختی سے تاکید کی جائے گی کہ وہ سرعام کبھی خیال خوانی کا مظاہرہ نہ کریں ورنہ دشمنوں کی نظر میں آجائیں گے۔"

اس نے ٹیلیفون کے ذریعے کرنل سے رابطہ کیا پھر مسکرا کر پوچھا "ہیلو کرنل! کیسے ہو؟"

کرنل نے کہا "فائن تھینک یو۔ کیسے یاد کیا؟"

"کچھ ضروری گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"ابھی آرہا ہوں۔"

ان کے بنگلے ایک ہی ہیڈکوارٹر میں تھے۔ کرنل اپنے بنگلے سے نکل کر جنرل کے بنگلے میں آیا پھر مصافحہ کرتے ہوئے بولا "تم سپر ماسٹر کے ہوتے ہوئے مجھ سے ضروری گفتگو کرنا چاہتے ہو خیریت تو ہے؟"

جنرل نے کہا "سپر ماسٹر پیرس جا رہا ہے یوں بھی میں ہر معاملے میں سپر ماسٹر کو شریک کرنا نہیں چاہتا؟"

وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا "مجھے خوشی ہے کہ مجھے کسی معاملے میں شریک کر رہے ہو۔"

"کرنل! تمہیں شکایت ہے کہ میں نے بارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دوسری جگہ منتقل کرتے وقت تمہیں رازدار نہیں بنایا اور سپر ماسٹر کو راز میں شریک کیا۔ تمہاری اطلاع کے لئے عرض کروں کہ میں نے سپر ماسٹر کو خوش فہمی میں مبتلا رکھا تھا۔ اس جزیرے میں صرف چار خیال خوانی کرنے والوں کو بھیجا تھا چھ خیال خوانی کرنے والے صرف میرے علم میں رہے اور باقی دو تمہارے پاس ہیں۔"

کرنل نے فخر سے کہا "دیکھ لو جوراجوری اور کی میتھو میرے پاس کس طرح محفوظ ہیں۔ میں نے سونیا اور اس کے ساتھیوں کو ان کی ہوا بھی نہ لگنے دی ہے۔"

"میں مانتا ہوں وہ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے پاس بالکل محفوظ ہیں۔ اب میں ان چاروں کو بھی جزیرے سے نکالنا چاہتا ہوں۔"

"تمہاری پلاننگ کیا ہے؟"

"ہمارے چند خیال خوانی کرنے والوں کو ملک سے باہر رہنا چاہئے اس طرح کہ کوئی ان کی اصلیت نہ پہچان سکے۔"

"کیا ہم ان پر اعتماد کرسکتے ہیں کہ ان سے غلطیاں نہیں ہوں گی اور وہ ظاہر نہیں ہوں گے؟"

"انہیں قابو میں رکھنے کے لئے میری یا تمہاری موجودگی لازمی ہے۔ میں ملک نہیں چھوڑ سکتا تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اپنی فیملی کے ساتھ لندن میں رہائش اختیار کرو۔ جوراجوری کو بھی لے جاؤ، جزیرے سے ان چاروں کو بھی بھیج دیا جائے گا۔ دشمن یہی سمجھیں گے کہ ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے ہی ملک میں ہیں وہ یہیں سر کھپاتے رہیں گے۔"

"پلاننگ بہت اچھی ہے۔ سچ پوچھو تو میں اپنی بیٹی کے لئے فکرمند رہتا ہوں۔ وہ چڑیل سونیا پتا نہیں ہمارے ملک کے کس شہر میں چھپی ہوئی ہے۔ میں چاہوں گا کہ بیٹی کو پہلی فلائٹ سے کہیں دور لے جاؤں اور لندن تو نہایت مناسب جگہ ہے، میں جانے کو تیار ہوں۔"

وہ دونوں طے کرنے لگے کہ آج رات کو یا کل صبح کسی فلائٹ سے چاروں کو فرضی ناموں سے لندن روانہ کیا جائے گا اور کرنل بھی ان کے ساتھ ہی جائے گا۔

سلطانہ اور سلمان دماغی طور پر حاضر ہوگئے پھر وہ گھڑی دیکھتے ہوئے بولا "بورن ہوش میں آچکا ہوگا۔ ذرا اس کے پاس بھی چلو۔"

سلطانہ نے بورن کی آواز و لہجہ نہیں سنا تھا اس لئے وہ سلمان کے دماغ میں آئی پھر اس کے ساتھ بورن کے کمزور دماغ میں پہنچ گئی۔ دماغ اس لئے کمزور تھا کہ وہ بے ہوشی کے بعد ابھی ہوش میں آیا تھا اس کے بازو کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑ کر پلاستر چڑھا دیا گیا تھا۔ ایک نرس گلاس میں دودھ دے رہی تھی اور ایک کیپسول دیتے ہوئے کہہ رہی تھی "اسے دودھ کے ساتھ نگل جاؤ۔ یہ طاقت کے لئے ہے۔ تم تھوڑی دیر میں توانائی محسوس کرو گے۔"

وہ کیپسول نگل کر دودھ پینے کے بعد بستر کے سرہانے لگ کر بیٹھنا چاہتا تھا اسی وقت پال کی آواز آئی "تمہیں بیٹھنا نہیں لیٹنا چاہئے۔"

وہ بولا "نہیں میں بیٹھنا چاہتا ہوں۔"

انکار کرنے کے باوجود وہ لیٹ گیا، پال نے اسے جبراً لٹا دیا تھا۔ بورن نے کہا "پال یہ اچھی بات نہیں ہے۔ تم میری دماغی کمزوری سے فائدہ اٹھا رہے ہو۔"

"دنیا کا ہر شہ زور کمزور سے فائدہ اٹھاتا ہے۔"

"تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"تنویمی عمل کروں گا، خوشی سے راضی ہو جاؤ۔ ورنہ کمزور دماغ خود ہی میری مٹھی میں آجائے گا۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "کیا جنرل نے مجھ پر عمل کرنے کو کہا ہے؟"

"نہیں، وہ کہتا ہے تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے تمہیں آزاد رکھا جائے لیکن میں اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ تم میرے تابعدار رہو گے تو میرے پاس ٹیلی پیتھی کی ڈبل طاقت ہو جائے گی۔"

"تم فوج کے سب سے اعلیٰ افسر کی حکم عدولی کر رہے ہو۔"

"جنرل کو کبھی پتا نہیں چلے گا کہ تم میری مٹھی میں رہتے ہو، تنویمی عمل کے بعد تم بظاہر اس کا حکم مانتے رہو گے لیکن درپردہ میرا کام کرتے رہو گے۔"

وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے بورن کو سلانے لگا۔ وہ سونا نہیں چاہتا تھا لیکن مجبور تھا۔ محسوس کر رہا تھا کہ آپ ہی آپ آنکھیں بند ہو رہی ہیں پھر وہ تھوڑی دیر بعد سو گیا۔ پال اس کے خوابیدہ دماغ کو ٹرانس میں لانے لگا، اسے اپنا معمول بنانے کے بعد اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کرنے لگا کہ وہ پال کا تابعدار بن کر رہے گا اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔ باقی دوسری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرے گا اور کسی پر ظاہر نہیں کرے گا کہ وہ پال کا معمول اور تابعدار بن چکا ہے۔

جب پال کو یقین ہوگیا کہ عمل مکمل ہو چکا ہے تو وہ اسے چھ گھنٹے تک تنویمی نیند سوتے رہنے کا حکم دے کر چلا گیا، اس کے جانے کے بعد سلطانہ نے دماغی طور پر حاضر ہو کر سلمان سے پوچھا "تم نے تنویمی عمل کیوں ہونے دیا؟"

وہ عمل پال کے نقطۂ نظر سے ہوا ہے کیونکہ بورن معمول بن کر بول رہا تھا لیکن حقیقتاً وہ معمول نہیں تھا، کسی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔"

"کس نے؟"

"پتا نہیں، وہ جو کوئی بھی ہے ابھی ظاہر ہو جائے گا۔"

وہ دونوں پھر بورن کے دماغ میں آئے۔ وہاں پہلے تھوڑی دیر تک سناٹا رہا پھر نیوسنتانا کی آواز ابھری وہ کہہ رہا تھا "بورن تم خواب میں مجھے دیکھ رہے ہو؟ میں ہوں نیوسنتانا۔ وہ الو کا پٹھو پال سمجھ رہا تھا کہ اس کا عمل کامیاب ہو رہا ہے جبکہ میں نے تمہارے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔"

بورن کی خوابیدہ سوچ نے کہا "میں تمہارا احسان مند ہوں تم نے ایک ذلیل شخص کا غلام بننے سے بچا لیا۔"

"میں آئندہ بھی تمہیں بچاتا رہوں گا تم میرے معمول بن جاؤ۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟ اس کی چھری سے بچا کر اپنی چھری

لانا چاہتے ہو!"

"قربانی کے بکرے کو کہیں نہ کہیں گردن کٹوانا پڑتی ہے۔ جنرل نے کہا تھا اگر پال تم پر عمل کرلے تو میں اسے کامیاب نہ ہونے دوں۔ میں نے اسے ناکام بنا دیا ہے لیکن یہ سنہری موقع ہاتھ سے جانے نہیں دوں گا۔ تم میرے تابعدار بن جاؤ گے تو میرے پاس ٹیلی پیتھی کی ڈبل طاقت ہو جائے گی۔"

نیوسنتانا اس پر عمل کرنے لگا۔ سلمان نے بورن کے دماغ کو اپنے قبضہ میں لینا چاہا پتا چلا وہ پہلے ہی کسی کے قبضہ میں ہے وہ حاضر ہو کر سلطانہ سے بولا "عجب تماشا ہو رہا ہے۔ اب نیوسنتانا تنویمی عمل کر رہا ہے لیکن بورن کا دماغ پھر کسی کے قبضہ میں ہے۔"

سلطانہ نے پوچھا "کیا پال واپس آکر نیوسنتانا کو ناکام بنا رہا ہے؟"

"پتا نہیں۔ ہو سکتا ہے، پال واپس آگیا ہو۔ آؤ ذرا دیکھتے ہیں۔"

وہ بورن کے اندر آکر دیکھنے لگے سنتانا بڑے اطمینان سے عمل کر رہا تھا۔ جب وہ عمل پورا ہوگیا تو وہ بھی مطمئن ہو کر بورن کو تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ کر چلا گیا۔ سلطانہ اور سلمان خاموشی سے انتظار کر رہے تھے۔ جس نے بھی بورن کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا وہ ضرور کچھ بولنے والا تھا۔

آخر وہ بولنے لگی "ہیلو بورن! نہ تم سو رہے ہو نہ کسی کے عمل سے سحرزدہ ہو۔ میں تمہیں بچانے آئی تھی، جب پال تم پر عمل کرنے لگا تو میں نے محسوس کیا تمہارا دماغ کسی دوسرے کے قبضے میں ہے بعد میں پتا چلا، نیوسنتانا نے اپنے مطلب کے لئے تمہیں پال سے بچایا تھا بہرحال میں نے نیوسنتانا کے عمل کو بھی ناکام بنا دیا ہے۔"

بورن نے خوش ہو کر کہا "میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔ تم کون ہو؟"

"میں مردوں کو غلام بنانے والی ملکہ ہوں۔ تمہیں غلام بنانے آئی ہوں۔"

"یہ... یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"وہی جو تم سن رہے ہو۔ مجھے مرد ذات سے نفرت ہے۔ میں بیس برس کی ہوں جنرل کی بھتیجی سے ایک برس چھوٹی ہوں مگر جنرل نے مجھے داشتہ بنا لیا۔ میں راضی نہیں تھی لیکن وہ مجھ پر بری طرح مرمٹا تھا۔ اس نے مجھے ٹیلی پیتھی سکھانے کا وعدہ کیا میں نے سوچا مردوں کی اس دنیا میں کسی ہتھیار کے بغیر جہاں جاؤں گی دلی جاؤں گی۔ ٹیلی پیتھی سیکھنے کے بعد اس بڈھے سے بھی نمٹ لوں گی لہٰذا میں نے خود کو داؤ پر لگا کر ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرلیا۔"

سلمان نے بورن کی زبان سے کہا "جنرل نے تم سے زبردستی نہیں کی۔ تم سے ٹیلی پیتھی کے عوض سودا کیا، تم سودے پر راضی ہوگئیں۔ تمہیں اپنے آپ سے بھی نفرت کرنا چاہئے۔ شرافت سے

تالی دونوں ہاتھ سے بجائی گئی ہے۔"

وہ غصے سے بولی "بکواس مت کرو، اس بڈھے نے کسی سودے بازی کے بغیر اپنی بھتیجی کو یہ علم سکھایا، کیا مجھے بھی بیٹی سمجھ کر نہیں سکھا سکتا تھا؟"

"اس نے بیٹی نہیں سمجھا مگر تم تو شریف زادی بن کر ٹیلی پیتھی سے انکار کر سکتی تھیں۔"

"انکار کردیتی تو آج شہ زور نہ بن پاتی۔ تم پر تنویمی عمل کرنے کے بعد میرے پاس ٹیلی پیتھی کی ڈبل طاقت ہو جائے گی۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے اسے سلانے لگی۔ سلمان نے اپنی جگہ حاضر ہو کر سلطانہ سے کہا "ہم اس کے عمل میں رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔"

"کیا بورن کو اس کے قبضے میں دے دو گے۔ آخر یہ عورت کون ہے؟"

"اس کا نام شلپا ہے۔ تم اس کی آواز اور لہجے کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو۔ یہ بورن کے دماغ کو لاک کرے گی اور اسے حکم دے گی کہ وہ صرف شلپا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔"

سلطانہ نے کہا "میں سمجھ گئی میں جب چاہوں گی شلپا کی آواز اور لہجے میں بورن کے اندر پہنچ سکوں گی اس طرح ہمیں شلپا کی سرگرمیوں کا بھی علم ہوتا رہے گا۔"

"ارے واہ، تم تو بڑی سمجھ دار ہوگئی ہو۔"

"تمہاری صحبت سے پہلے بھی سمجھ دار تھی۔"

"مجھ جیسے شریف آدمی کو دیوانہ بنانے میں سمجھ داری کا کتنا دخل ہے؟"

"جی نہیں صاحب! آپ خود ہی دیوانے ہوئے ہیں۔ کسی نہ کسی کام کے بہانے دماغ میں آجاتے تھے پھر پیچھا نہیں چھوڑتے تھے، میں آخر کہاں تک بھاگتی! اسی میں بہتری سمجھی کہ ہار مان جاؤں۔"

"ہاں ویسے ایک بات ہے، عورت محبت میں ہار کر بھی مرد سے جیت جاتی ہے۔"

"یہ تمہارا خیال ہے ورنہ میں بری طرح ہار گئی ہوں۔ میں راحیلہ کی موجودگی میں تمہیں کبھی جیت نہ سکوں گی۔"

سلمان نے سر جھکا لیا، سلطانہ نے پوچھا "تم راحیلہ کے بارے میں کوئی نئی بات سنانے والے تھے۔"

"ہاں، اسے معلوم ہوگیا ہے ثانی اس کی بیٹی ہے۔"

"کیا واقعی! مگر کیسے؟"

"خدا جانتا ہے اسے کیسے پتا چل گیا، وہ اس عرصے میں اپنی ماں اور نانی کی طرح خطرناک وچ لیڈی بن گئی ہے۔"

"اوہ! یہ کتنے افسوس اور صدمے کی بات ہے۔ بابا فرید واسطی جیسے معزز اور محترم بزرگ کی بیٹی شیطان کی بندی بن گئی

ہے۔؟"

"یہی سوچ کر مجھے شرمندگی ہوتی ہے کہ میں راحیلہ کو گمراہی سے نہ بچا سکا۔"

"تم تقدیر سے لڑ نہیں سکتے تھے۔"

"اپنی شریک حیات کے ساتھ شیطانی ماحول میں جا سکتا تھا شیطانی قوتوں سے لڑ سکتا تھا۔ لڑتے لڑتے مر جاتا یا راحیلہ کو واپس لے آتا۔"

"تمہیں بابا صاحب نے منع کیا تھا۔ انہوں نے کچھ سوچ کر ہی منع کیا تھا مجھے یہ بتاؤ وہ ثانی سے کیا کہتی ہے؟"

"ابھی میں نے راحیلہ سے رابطہ نہیں کیا ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ مجھے اس کے اور ثانی کے رابطے کا علم نہیں ہے۔ میں نے سوچا ہے کہ ثانی پہلے ادارے کے روحانی ماحول میں پہنچ جائے پھر میں شیطانی ماحول میں جا کر راحیلہ سے بات کروں گا۔"

وہ سلطانہ کو بتانے لگا کہ وہ کس طرح بیٹی کے خوابوں میں آ کر خود کو متعارف کرا رہی ہے اور کہتی ہے جس طرح سارائی کو اس کی ماں لے گئی تھی پھر سارائی اپنی بیٹی راحیلہ کو لے گئی تھی اسی طرح راحیلہ اپنی بیٹی ثانی کو لے جائے گی۔

ہاں' لے جائے گی۔ مگر کیسے لے جائے گی۔

٭٭○٭٭

طیارہ بحر اوقیانوس پر پرواز کر رہا تھا۔ ثانی اور علی اپنی اپنی سیٹ پر سو رہے تھے۔ انسان کے لئے سونا ضروری ہے۔ تھکے ہوئے انسان کے لئے تو بے حد ضروری ہے لیکن ثانی خواہ کتنی ہی تھکن سے چور ہوتی' اسے سونا نہیں چاہئے تھا۔ بزرگوں کا قول ہے کہ شیطان غفلت میں ہی مارتا ہے۔ وہ پھر نیند کی حالت میں سحر زدہ ہو رہی تھی۔

اس نے خواب میں دھواں دھواں سا ماحول دیکھا۔ جب وہ دھواں چھٹنے لگا تو اس کے پیچھے شیطان کا بڑا سا مجسمہ نظر آنے لگا۔ ماما حیلہ کے منتر پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ کوئی چیز آگ میں پھینکتے جا رہے تھے جس کے باعث شعلے بھڑکنے لگتے تھے ماما حیلہ نے پیتل کی ایک گھنٹی اٹھا کر شیطان کے سامنے بجائی پھر قہقہے لگانے کے بعد پلٹ کر بولی "میری بیٹی تو نے دوبارہ سونے میں اتنی دیر کیوں لگائی؟ کیا میرے پاس نہیں آنا چاہتی تھی؟ کیا تجھے اپنی ماں سے محبت نہیں ہے؟"

ثانی حیران حیران سی ماں کو دیکھ رہی تھی اس بار وہ خواب میں اکیلی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ علی تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ ماما حیلہ نے پوچھا "بیٹی! یہ تیرے ساتھ کون ہے؟"

"یہ میرا علی ہے۔"

"کون علی؟"

"میری جان' میری زندگی' میری کل کائنات۔"

"میں سمجھ گئی تو اسے میرا داماد بنانا چاہتی ہے۔ تو نے سنا ہوگا چڑیل سب کو کھاتی ہے' داماد کو کبھی نہیں کھاتی۔ اسے تو جان سے زیادہ چاہتی ہے۔ میں بھی اسے چاہتی ہوں مگر آج میں تنہائی میں تجھ سے باتیں کروں گی۔ اسے واپس جانے دے۔"

"یہ میری جان کے ساتھ ہے نہیں جائے گا۔"

"میں ابھی اسے بھگا دوں گی۔ یہ دیکھ......"

وہ منتر پڑھنے لگی۔ آگ کی طرف پھونک مارنے لگی۔ پھونکنے سے شعلے لپک کر ثانی اور علی کے ہاتھوں کی طرف آتے تھے تاکہ دونوں کے ہاتھ الگ ہو جائیں لیکن وہ جیسے ہمیشہ کے لئے چپک گئے تھے۔ ایک دوسرے سے چھوٹ نہیں رہے تھے۔

راحیلہ نے ناکام ہونے کے بعد آواز دی "ماما سارائی! میرا جادو ناکام ہو رہا ہے۔ بھڑکتے ہوئے شعلے انہیں الگ نہیں کر رہے ہیں' میری مدد کرو۔"

شیطان کے مجسمے کے پیچھے سے ایک بوڑھی عورت آئی اس نے ثانی سے کہا "بیٹی میں تیری نانی ہوں۔ تو پہلی بار سکیے آئی ہے۔ اپنی ماں اور نانی کی بات مان لے اس چھوکرے کا ہاتھ چھوڑ دے۔ تیری شادی اسی سے ہوگی مگر آج اسے جانے دے۔"

ثانی نے کہا "مجھے بڑی حسرت تھی کہ میری کوئی ماں ہوتی' کوئی نانی ہوتی مگر ماں اور نانی ایسی ہوتی ہیں تو میں ایسے رشتے پر لعنت بھیجتی ہوں۔"

"کوئی بات نہیں بیٹی' شیطان اور چڑیلوں پر تو لعنت بھیجی ہی جاتی ہے۔ لعنت ہمارے لئے گالی نہیں ہے۔"

اس کی نانی منتر پڑھ کر پھونکنے لگی اس کی پھونک سے آندھی چلی تھی۔ وہ آندھی دونوں کے ہاتھوں کے پاس آئی تھی مگر ہاتھ جوں کے توں ملے ہوئے تھے کسی طرح الگ نہیں ہو رہے تھے پھر شیطان کے مجسمے کے پیچھے سے ایک نہایت بوڑھی عورت سامنے آئی۔ اس کے سر اور بھوؤں کے بال سفید ہو گئے تھے وہ لاٹھی ٹیکتی ہوئی سامنے آ کر بولی "ثانی میں تیری نانی کی ماں ہوں یعنی تیری ماں کی نانی ہوں۔ میں سمجھ گئی ہوں کہ تمہارے ہاتھ الگ کیوں نہیں ہو رہے ہیں۔"

سارائی نے پوچھا "ماما! یہ الگ کیوں نہیں ہو رہے ہیں؟"

وہ بولی "یہ دونوں طیارے میں ایک دوسرے کے بالکل قریب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ثانی نے اپنے سیٹ بیلٹ کو علی کی سیٹ بیلٹ سے ملا کر باندھا ہوا ہے۔ اس طرح یہ دونوں ایک دوسرے سے بندھے ہوئے سفر کر رہے ہیں' جب تک دونوں کی سیٹ بیلٹ نہیں کھلیں گی' تب تک ان کے ہاتھ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے۔ انہیں الگ کرنے کے لئے ہمیں سیٹ بیلٹ کھولنے کا منتر پڑھنا ہوگا۔"

راحیلہ نے کہا "میں علی کو نیند سے جگاتی ہوں' یہ طیارے میں بیدار ہو کر سیٹ بیلٹ کھولے گا۔"

بوڑھی نانی نے کہا "یہ نہیں کھولے گا۔ اس پر منتر اثر نہیں کرے گا یہ نوری ہے۔"

سارائی نے کہا "ہم ثانی کو تھوڑی دیر کے لئے جگائیں گے۔ یہ بیلٹ کھولنے کے بعد پھر سوئے گی اور یہاں چلی آئے گی۔"

راحیلہ منتر پڑھنے لگی۔ ثانی علی کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کیں پھر جب آنکھ کھلی تو وہ طیارے کی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ آہستہ آہستہ سیٹ بیلٹ کی طرف جا رہے تھے۔ اسے خواب میں معلوم ہو گیا تھا کہ بیلٹ کھولے گی تو علی سے دور ہو جائے گی۔ وہ شیطانی ماحول میں علی کا ہاتھ تھام کر رہنا چاہتی تھی۔ سیٹ بیلٹ کو کھولنا نہیں چاہتی تھی لیکن محسوس کر رہی تھی کہ وہ بے اختیار بیلٹ کھولتی جا رہی ہے۔

علی نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو وہ چونک گئی۔ اپنا ہاتھ چھڑانے لگی۔ اس نے پوچھا "مجھ سے ہاتھ کیوں چھڑا رہی ہو؟"

"میں بیلٹ کھولوں گی' ہاتھ چھوڑ دو۔"

"میں تمہیں بیلٹ کھولنے نہیں دوں گا۔"

"پلیز مجھے نہ روکو۔ میرے اندر کچھ ہو رہا ہے۔"

"تمہارے اندر جو ہو رہا ہے اسے سمجھنے کی کوشش کرو۔ تم سحر زدہ ہو۔"

"میں بالکل نارمل ہوں۔ بیلٹ کھول کر ٹوائلٹ جانا چاہتی ہوں۔"

"یہ محض بہانہ ہے۔ میں تمہاری ماں اور ماں کی ماں اور ماں کی ماں سے کہہ رہا ہوں۔ اگر بیلٹ کھل گیا تو میں تمہیں سونے نہیں دوں گا نیند آئے گی تو تھپڑ مار مار کر جگاتا رہوں گا۔"

وہ بولی "تم حد سے بڑھ رہے ہو۔ میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ میں تمہارے ساتھ نہیں بیٹھوں گی دوسری سیٹ پر جاؤں گی۔"

"رشتہ نبھانے کا یہی وقت ہے' میں ادارے میں پہنچنے تک تمہیں آزاد نہیں چھوڑوں گا۔"

اس نے سوچتی نظروں سے پریشان ہو کر علی کو دیکھا پھر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں ایک منٹ کے اندر ہی سو گئی۔ اس نے پھر خود کو اسی شیطانی ماحول میں پایا' وہاں اس نے علی کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ راحیلہ کی بوڑھی نانی نے انگاروں جیسی آنکھوں سے علی کو گھورتے ہوئے کہا "تیری شامت آئی ہے' ثانی تجھے ایسے ہی ٹھکرائے گی جیسے حیلہ نے سلمان کو اور سارائی نے فرید واسطی کو ٹھکرایا تھا۔"

علی نے کہا "تمہاری ناپاک زبان سے ہمارے بزرگوں کا نام اچھا نہیں لگتا۔ تمہارا جادو ہم جوانوں پر نہیں چل رہا ہے' پہلے ہم سے نمٹ لو پھر بزرگوں تک چلی جانا۔"

...ئی نے کہا "ہونہہ! بڑا نام کمانے والے بزرگ خاک میں مل گئے ہیں۔ ابھی تم نے ہمارا کالا جادو دیکھا ہی کہاں ہے۔ میں چاہتی تھی اپنی نواسی کو یہاں بلا کر کچھ کالا عمل سکھا دوں مگر تو اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا ہے۔"

"تم تینوں عورتیں ثانی کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو؟"

"یہ ہماری اولاد ہے۔ میری بیٹی سارائی ہے۔ سارائی کی بیٹی حیلہ اور حیلہ کی بیٹی ثانی ہے۔"

ثانی اور علی نے ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھا پھر علی نے پوچھا "ثانی کی ولدیت بتا سکتی ہو؟"

"ہاں' اس کا باپ سلمان واسطی ہے۔"

"انکل سلمان نے باپ کے طور پر اپنا نام دیا ہے مگر وہ باپ نہیں ہیں' ان کی تو شادی بھی نہیں ہوئی۔"

"ہو چکی ہے۔ میں اس کی بیوی اور ثانی کی ماں ہوں' وہ ثانی کا باپ ہے۔"

"اگر یہ سچ ہے تو پھر پیرس آؤ۔ بیٹی اپنی ماں سے ضرور ملے گی لیکن انسانی طور طریقوں سے ملے گی' یہ شیطانی ہتھکنڈے چھوڑ دو۔"

"تم ثانی کا ہاتھ چھوڑ دو' سیٹ بیلٹ کھول دو۔"

"میں کہہ چکا ہوں ماں ہو تو ماں بن کر آؤ چڑیل بن کر نہیں۔"

بوڑھی نانی نے کہا "یہ ایسے نہیں مانے گا۔ سارائی اور حیلہ' تم دونوں میرے ساتھ منتر پڑھو۔ اب ہماری بیٹی خواب میں نہیں حقیقت میں آئے گی۔"

وہ تینوں منتر پڑھنے لگے۔ وہاں کچھ اور لوگ کالا عمل کرنے آ گئے تھے۔ شیطان کے مجسمے کے سامنے بھڑکتے ہوئے الاؤ کے اطراف رقص کر رہے تھے کالا عمل کرنے والے کوئی بڑا مقصد حاصل کرنے کے لئے شیطانی مجسمے کے سامنے ایک انسانی جان کی قربانی دیتے ہیں۔ ان تینوں عورتوں نے ثانی کو حاصل کرنے کے لئے ایک جوان لڑکی کو پیش کیا۔ کچھ لوگ ایک لڑکی کو پکڑ کر لا رہے تھے۔ وہ خوف کے مارے چیخ رہی تھی' رو رہی تھی ثانی نے کہا "یہ کیا ظلم کر رہی ہو؟ اس لڑکی کو چھوڑ دو۔"

سارائی نے کہا "شیطان کو بھینٹ دینے کے لئے جو لڑکی وقف ہو چکی ہے اس کی بلی ضرور دی جائے گی۔"

ثانی اور علی نے آگے بڑھ کر ان پر حملہ کیا جو لڑکی کو جبراً لا رہے تھے۔ ان سے تھوڑی دیر تک جنگ ہوتی رہی' وہ ایک ایک ہاتھ سے لڑ رہے تھے کیونکہ دوسرے ہاتھوں سے ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے تھے۔ کالا عمل کرنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔ انہوں نے ثانی اور علی کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا مکھیوں کی طرح چمٹ گئے تھے۔ ایسے ہی وقت اس بیچاری لڑکی کو شیطان کے قدموں میں قربان کر دیا گیا۔ اس کا خون اچھل کر شیطان کے چہرے پر آیا تو شیطانی قہقہے گونجنے لگے۔ تیز ہوائیں چلنے لگیں اس کے ساتھ ہی بادل گرج رہے تھے اور بجلیاں کڑک رہی تھیں۔ بجلیوں کی کڑک دار آواز سے ثانی کی

آنکھ کھل گئی اس نے اور علی نے دیکھا کہ طیارے کی کھڑکی کے باہر بارش ہو رہی تھی اور رہ رہ کر بجلیاں کڑک رہی تھیں۔
طیارے میں اناؤنسر کہہ رہی تھی "اٹینشن پلیز! اچانک موسم کی خرابی کے باعث طیارے کی پرواز ناہموار ہو رہی ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ سیٹ بیلٹ باندھ کر رکھیں ہم جلد ہی اس طوفانی خطے سے نکل جائیں گے۔"
سب نے سیٹ بیلٹ باندھ لئے تھے۔ کھڑکی کے باہر رات کی تاریکی تھی۔ کھڑکی کے شیشوں سے پتا چل رہا تھا بارش ہو رہی ہے۔ کبھی کبھی چمکتی ہوئی بجلیاں بھی دکھائی دیتی تھیں۔ اس طوفانی بارش کے پس منظر میں ثانی کو شیطانی قہقہے سنائی دے رہے تھے۔ وہ حیرانی سے بولی "کیا تم قہقہے سن رہے ہو؟"
علی نے کہا "ہم نے آنکھیں بند کر کے جو شیطانی قہقہے سنے تھے وہی ہماری سماعت میں رہ گئے ہیں۔"
"تمہارا کیا خیال ہے، یہ طوفان کالے جادو کے ذریعے لایا گیا ہے؟"
"بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن ان دنوں بحر اوقیانوس میں طوفان آتے رہتے ہیں تم اپنی حالت بتاؤ۔"
"میرا دل ماما حیلہ کی طرف کھنچا جاتا ہے اسے پھر دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ تم کہو گے یہ جادو ہے مگر کیا تم نے غور کیا ہے ماما حیلہ مجھ سے مشابہت رکھتی ہے کیا وہ میری طرح نہیں ہے؟"
"ہاں، تم سے بڑی حد تک مشابہت ہے لیکن ہو سکتا ہے یہ قدرتی نہ ہو، وہ جادو کے ذریعے ہم شکل بن رہی ہو۔"
اس کی بات ختم ہوتے ہی جہاز ایک جھٹکے سے نیچے گیا مسافر چیخنے چلانے لگے پرواز پھر ہموار ہو گئی لیکن عورتوں اور بچوں میں کھلبلی مچ گئی تھی۔ وہ رو رہے تھے، مرد حضرات پریشان تھے اسپیکر کے ذریعے کہا جا رہا تھا "آپ حوصلہ رکھیں، سیٹ بیلٹ نہ کھولیں۔ اپنی سیٹ پہ بیٹھے رہیں، ہمارا طیارہ جلد ہی اس طوفان سے نکل جائے گا۔"
مسافر سمجھ رہے تھے یہ طفل تسلیاں ہیں۔ طیارہ بری طرح طوفان میں گھر گیا تھا۔ چیخنے چلانے والی عورتیں خاموش ہو گئی تھیں۔ تقریباً سب ہی کو چپ لگ گئی تھی، وہ گم صم بیٹھے ہوئے دل ہی دل میں خدا کو یاد کر رہے تھے اور اپنی سلامتی کے لئے دعائیں مانگ رہے تھے۔
نہ طوفان تھم رہا تھا اور نہ ہی پرواز کرنے والے جہاز کو کوئی ٹھکانا مل رہا تھا۔ یہ بات مسافر نہیں جانتے تھے کہ طیارہ اپنے روٹ سے بھٹک گیا ہے۔ پائلٹ نے یہ بات چھپائی تھی اگر مسافروں کو معلوم ہو جاتا تو طیارے کے اندر ماتم شروع ہو جاتا! ایسے وقت کچھ لوگ جنون میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور پاگلوں جیسی حرکتیں کرتے ہیں۔ دوسرے مسافر اور زیادہ پریشان ہو جاتے ہیں اس لئے حقیقت چھپائی گئی تھی۔
طیارے کی اندھی پرواز جاری تھی ثانی نے علی سے کہا۔
"مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے مسافروں پر یہ مصیبت میری وجہ سے آ رہی ہے۔"
علی نے پوچھا "تم ایسا کیوں سوچ رہی ہو؟"
"اس لئے کہ میرے اندر کوئی خوف اور بے چینی نہیں ہے۔ ایک طرح کا یقین ہے کہ میں یہاں سے سیدھی ماما حیلہ کے پاس جا رہی ہوں۔"
"مجھے یقین تو نہیں ہے کہ یہ شیطانی طوفان ہے۔ اگر ایسا ہے تو تمہاری ماں اور نانی مسافروں اور معصوم بچوں پر ظلم کر رہی ہیں۔ ان کے کالے عمل کے نتیجے میں یہ طیارہ تباہ ہو سکتا ہے۔ جب تمام لوگ مر جائیں گے، تم بھی فنا ہو جاؤ گی تو ماما حیلہ کو کیا حاصل ہو گا؟"
ثانی نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ ماما حیلہ سے یہ سوال کرنا چاہتی تھی۔ اس کا خیال تھا وہ آنکھیں بند کئے پھر اسی شیطانی ماحول میں پہنچ جائے گی لیکن دیر تک آنکھیں بند رکھنے کے بعد بھی نہ نیند آئی اور نہ وہ ماما حیلہ کے پاس پہنچ سکی۔ اس نے آنکھیں کھول کر کہا "ہمیں ماما حیلہ سے طیارے کی سلامتی کے لئے کہنا چاہئے۔"
"وہ طیارے کی سلامتی کے عوض تمہارا مطالبہ کرے گی۔"
"میں چلی جاؤں گی مگر آنکھیں بند کرنے سے اب وہ نظر نہیں آ رہی ہے۔"
"یہاں ایسی افراتفری ہے کہ تم دماغ کو ہدایت دے کر نہیں سو سکو گی شاید گہری نیند میں ڈوبنے کے بعد وہ نظر آ جائے۔"
ثانی نے آزمائش کے طور پر آنکھیں بند کیں گہری نیند میں ڈوبنے کے لئے دماغ کو ہدایات دیں اسی وقت جہاز کو زبردست جھٹکا لگا اس کی آنکھ کھل گئی۔ مسافر پھر چیخنے لگے تھے تھوڑی دیر بعد اناؤنسر نے کہا "پلیز خاموش رہیں، حوصلہ رکھیں رونے چیخنے اور چلانے سے طوفان نہیں ٹلے گا۔ ہم آپ کو ایک خوشخبری سنا رہے ہیں ماریطانیہ کے ایک ہوائی اڈے سے رابطہ ہو گیا ہے ہمارا طیارہ جلد ہی وہاں اتر جائے گا۔"
اس خبر سے ڈھارس بندھ رہی تھی کہ طیارہ کہیں اترنے والا ہے۔ وہ طیارہ لندن اور پیرس جانے والا تھا۔ وہاں سب لندن اور پیرس کے مسافر تھے کسی نے یہ تشویش ظاہر نہیں کی کہ وہ انگلینڈ جانے کے بجائے افریقہ کے ایک مغربی ملک میں پہنچ رہے ہیں۔ فی الحال یہ اطمینان تھا کہ وہ اس طوفان میں کہیں خیریت سے پہنچ جائیں گے۔
تمام مسافر بے چینی سے انتظار کر رہے تھے کہ انہیں طیارے کے اترنے کی اطلاع دی جائے گی لیکن انتظار ختم نہیں ہو رہا تھا۔ وقت گزرتا جا رہا تھا۔ سب اپنی کلائیوں پر بندھی ہوئی گھڑیوں کو بار بار دیکھ رہے تھے۔ آخر طویل اور تھکا دینے والے انتظار کے بعد انہیں محسوس ہوا کہ طیارے کے پہیے زمین سے لگ رہے ہیں۔ جب وہ طیارہ زمین پر دوڑنے لگا تو اناؤنسر نے کہا۔
"تھینکس گاڈ! ہم سلامتی سے زمین پر پہنچ گئے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ غیر متوقع حالات سے نمٹنے کے لئے خود میں حوصلہ پیدا کریں۔ صبر و تحمل سے طیارے میں بیٹھے رہیں کیونکہ ہم ایک انجانے ویران علاقے میں ہیں۔"
سنتے ہی سب ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ بولنے لگے۔ ایک شخص نے اٹھ کر چیختے ہوئے کہا "تم نے کہا تھا ہم ماریطانیہ کے ایک ائرپورٹ پر اترنے والے ہیں پھر ہم کسی ویران علاقے میں کیسے پہنچ گئے؟"
دوسرے مسافر اس کی تائید میں بولنے لگے۔ اسپیکر سے آواز آئی "پلیز خاموش رہیں، میری باتوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ کسی کنٹرول ٹاور سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ طیارہ اپنے روٹ سے بھٹک گیا تھا۔ یہ بات پرواز کے دوران بتائی جاتی تو کمزور دل کے مسافر یہ صدمہ برداشت نہ کرتے۔ شدید طوفان میں طیارے کو کہیں اتارنا ایک اہم مسئلہ تھا۔ اسی طرح آپ کی سلامتی ممکن تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس ریگستانی علاقے میں ایک پختہ کولتار کی سڑک نظر آ گئی۔ ہم نے یہاں طیارہ اتار دیا ہے۔ آپ اطمینان اور حوصلہ رکھیں۔ طوفان کے تھم جانے کے بعد ہمارے لئے امدادی طیارہ ضرور آئے گا۔"
رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ طوفان کے تھمنے کے کوئی آثار نہیں نظر آ رہے تھے اور صبح سے پہلے امداد پہنچنے کی توقع نہیں تھی۔ مسافروں کا دل بہلانے کے لئے موسیقی شروع کی گئی۔ ہوسٹس اور اسٹیورڈ کھانے پینے کی چیزیں فراہم کرنے لگے۔ عورتوں کے چہروں پر رونق آ گئی تھی۔ بچے ہنسنے مسکرانے لگے تھے۔ اب یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ طیارے کو جو حادثہ پیش آنے کا خطرہ تھا وہ ٹل گیا تھا اور اب کوئی خطرہ سامنے نہیں آئے گا۔
مگر آ گیا۔ طیارے کی ہنستی بستی فضا میں ایک عورت نے زور کی چیخ ماری۔ سب اسے چونک کر دیکھنے لگے، ابھی اس سے چیخنے کی وجہ معلوم کرنے ہی والے تھے کہ طیارے کے دوسرے حصے سے دوسری عورت چیخ کر کھڑی ہو گئی۔ ایک اور حصے سے ایک مسافر نے اٹھ کر چیخ ماری، اب یہ معاملہ تشویش ناک ہو گیا تھا۔ ایک کے بعد ایک مسافر چیخ کر کھڑا ہو رہا تھا۔ ثانی اور علی حیرت سے ایک ایک کو دیکھ رہے تھے۔
پھر ایک اسٹیورڈ نے بلند آواز سے پوچھا "آخر کیا بات ہے؟ آپ لوگ اس طرح کیوں چیخ رہے ہیں؟"
سب سے پہلے چیخنے والی عورت نے کہا "ہم پر یہ مصیبت ایک لڑکی کی وجہ سے آئی ہے۔"
دوسری عورت نے ثانی کی طرف انگلی اٹھا کر کہا "ہاں، وہ ہے لڑکی۔"
تیسرے چیخنے والے مسافر نے کہا "اس لڑکی کو طیارے سے باہر نکالو۔"
اسٹیورڈ نے حیرانی سے پوچھا "آپ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ یہ بھی آپ کی طرح ایک مسافر لڑکی ہے۔ یہ طوفان نہیں لائی۔ اس نے طیارے کو نہیں بھٹکایا پھر اس کے خلاف کیوں بول رہے ہیں آپ لوگ؟"
اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک مسافر نے آگے بڑھ کر اسے ایک طمانچہ مارا پھر کہا "تم اسٹیورڈ ہو۔ ہماری بات ماننا تمہارا فرض ہے۔ اس لڑکی کو یہاں سے نکال دو۔"
ایک ایک مسافر اپنی جگہ سے اٹھ کر یہی کہنے لگا۔ پھر ایک نے ثانی کو غرا کر دیکھتے ہوئے پوچھا "تم جاؤ گی یا ہم تمہیں اٹھا کر باہر پھینک دیں؟"
ثانی نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اسٹیورڈ سے کہا "دروازہ کھولو، میں جاؤں گی۔"
علی نے اٹھ کر کہا "میں سمجھ رہا ہوں ایسا کیوں ہو رہا ہے، تم نہیں جاؤ گی۔ میں ان مسافروں سے نمٹ لوں گا۔"
دو تگڑے مسافر اسے مارنے کے لئے دوڑتے ہوئے آئے۔ علی نے ان کی اچھی طرح پٹائی کر دی۔ اسی وقت کھڑکیوں کے شیشوں پر پتھر آ کر لگنے لگے۔ مسافروں نے سہم کر کہا "باہر سے پتھر برسائے جا رہے ہیں۔ یہ شیشے ٹوٹ جائیں گے۔"
پھر ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے تڑا تڑ گولیاں برسائی جا رہی ہوں۔ طیارے کے قریب بم کے دھماکے ہونے لگے۔ کھڑکیوں سے یہ منظر دکھائی دے رہا تھا۔ شعلے نکل رہے تھے، دھواں پھیل رہا تھا۔ علی نے سر اٹھا کر بلند آواز سے کہا "رک جاؤ، بند کرو یہ دھمکیاں۔ ثانی باہر آ رہی ہے ثانی باہر آ رہی ہے۔"
یہ باتیں فضا میں گونجتے ہی سناٹا چھا گیا۔ گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور بم کے دھماکے رک گئے۔ کھڑکیوں کے باہر پھر اندھیرا چھا گیا تھا۔ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا اسٹیورڈ نے ثانی کے پاس آ کر پوچھا "مس! یہ کیا معاملہ ہے؟"
علی نے کہا "ہم سمجھا نہیں سکیں گے۔ آپ دروازہ کھول دیں۔"
جہاز کا عملہ مجبور تھا، مسافر بھی انہیں دروازہ کھولنے پر مجبور کر رہے تھے آخر وہ کھل گیا۔ باہر حد نظر تک اندھیرا تھا۔ طوفان تھم گیا تھا۔ طیارے کے دروازے اور زمین کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ نیچے اترنے کے لئے سیڑھی کی ضرورت تھی۔ ثانی اور علی دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اور پھر ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا اس کے بعد ایک ساتھ چھلانگ لگا دی۔ زمین پر پاؤں پڑتے ہی قلابازی کھائی پھر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔
تمام مسافر دروازے اور کھڑکیوں سے جھانک کر انہیں دیکھ

رہے تھے۔ طیارے سے باہر جانے والی روشنی میں وہ تھوڑی دیر تک نظر آئے پھر آگے جاتے ہوئے تاریکی میں گم ہو گئے۔ اسٹیورڈ نے دروازے کو بند کرتے ہوئے پائلٹ سے کہا "بڑے افسوس کی بات ہے۔ ہم نے دو مسافروں کو بے یارو مددگار چھوڑ دیا ہے۔"

ایک مسافر نے کہا "یہ تو دیکھو اس لڑکی کے باہر جاتے ہی طوفان تھم گیا ہے۔"

ایک عورت نے کہا "ہمارے منہ سے آپ ہی آپ یہ بات نکل رہی تھی کہ اس لڑکی کی وجہ سے ہم پر یہ مصیبت آئی ہے۔"

"اب نہ طوفان ہے نہ کوئی پتھر اور گولیاں برسا رہا ہے۔"

"ہمیں یہاں سے چلنا چاہئے طیارہ اب سلامتی سے پرواز کرے گا۔"

پائلٹ طیارے کے اگلے حصے کی طرف جاتے ہوئے بولا۔ "میں کسی قریبی ائرپورٹ تک جاؤں گا۔ وہاں سے ان دو مسافروں کے لئے امدادی ٹیم روانہ کراؤں گا۔"

وہ اپنی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ ائرفون کو کانوں سے لگا کر وائرلیس سیٹ کو آپریٹ کیا تو حیران رہ گیا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے تک بے کار تھا اس کے ذریعے کسی کنٹرول ٹاور سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ اب وائرلیس سے آواز آرہی تھی "ہیلو ہیلو کنٹرول ٹاور الون عبدالمالک' ہیلو ہیلو کنٹرول ٹاور الون عبدالمالک....."

پائلٹ نے اپنے طیارے کے متعلق بتاتے ہوئے کہا "ہم طوفان میں بھٹک کر ادھر آگئے ہیں۔ طیارے میں دو سو اسی مسافر ہیں۔ ہمیں گائیڈ کرو۔"

اسے راہنمائی حاصل ہونے لگی۔ پتا چلا ان کا طیارہ ماریطانیہ اور مراکش کے جنوب مغربی صحرا کے درمیان ایک پختہ سڑک پر ہے۔ وہاں سے چار سو میل پرواز کر کے ماریطانیہ کے ایک شہر الون عبدالمالک ائرپورٹ تک پہنچ سکتا ہے۔

پائلٹ نے طیارے کی اطلاع کی آمد دے کر وائرلیس سیٹ آف کیا پھر دل میں کہا "عجیب بات ہے' ان دو مسافروں کے جاتے ہی تمام مشکلیں آسان ہو رہی ہیں۔ منزل تک پہنچنے کے لئے راستہ بھی مل رہا ہے۔ آخر وہ بے چارے کون تھے؟"

وہ بے چارے اسی سڑک پر دور چلتے جا رہے تھے۔ بہت دور جا کر انہوں نے دیکھا طیارہ اسٹارٹ ہو گیا تھا۔ سڑک پر دوڑتا جا رہا تھا۔ پھر وہ دوڑتے ہوئے فضا میں بلند ہو گیا۔ وہ دونوں طیارے کے سرخ بتیوں کو جلتے بجھتے اور دور ہوتے دیکھ رہے تھے۔ ان کی نگاہیں کہہ رہی تھیں "اے جانے والو! تمہیں منزل مبارک ہو۔ ہم تو راستے کے گرد بن گئے ہیں۔"

طیارے کی جلتی بجھتی روشنی دور آسمان میں اوجھل ہو گئی۔ وہ پلٹ کر جانے لگے علی نے کہا "تم سحر زدہ ہونے کے بعد میری بات نہیں مانتی ہو۔ پلیز اپنے اندر قوت ارادی کو اور مضبوط کرو' یہ عہد کرتی رہو کہ شر سے لڑائی ہو تو خیر کو نہیں بھولو گی۔ میرا ساتھ نہیں چھوڑو گی۔"

وہ چلتے چلتے اس کے بازو سے لگ گئی پھر بولی "میری جان تمہارے لئے ہے۔ میں تمہارے قدموں سے ایک پل کے لئے بھی الگ نہیں ہونا چاہوں گی۔ لیکن میں نے محسوس کیا ہے' ماما حیلہ کے سامنے میرا دل دماغ کام نہیں کرتا ہے۔ میری قوتِ ارادی کمزور پڑنے لگتی ہے۔ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ میں کالے جادو سے مسحور نہ ہو سکوں۔"

"ہم سونیا ماما کی طرح یہ انگوٹھی پہنے رہتے ہیں۔ تم نے بھی پہنی ہے۔ جب تم دیکھو کہ ماما حیلہ تم پر حاوی ہو رہی ہے تو اس انگوٹھی کی سوئی اس کے جسم میں کہیں بھی انجکٹ کر دینا۔ وہ اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو کر منتر نہیں پڑھ سکے گی۔"

"ایسے دو چار نسخے میرے پاس ہیں۔ میں انہیں ضرور آزماؤں گی لیکن اس میں کہاں تک صداقت ہے کہ وہ میری ماں ہے؟"

"کوئی تو بات ہو گی ثانی! وہ بڑے یقین سے انکل سلمان کو اپنا شوہر اور تمہارا باپ کہہ رہی تھی۔"

"انکل سلمان نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ میرے پاس آکر ماما حیلہ کے بارے میں بہت کچھ بتائیں گے۔ میں سوچتی ہوں کہ کیا وہ یہی کچھ بتانے والے تھے۔ آخر وہ میرے پاس کیوں نہیں آئے۔ اگر وہ مصروف تھے تو سلطانہ آنٹی کو بھیج سکتے ہیں۔"

"ہمارے بزرگوں کے ساتھ بھی کچھ ہو رہا ہو گا۔"

"یہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"تم اپنے میکے اور میں ہونے والی سسرال۔"

وہ ہنستی ہوئی اس کے بازوؤں میں آگئی۔ تب پتا چلا پہلی جیسی تاریکی نہیں ہے۔ جذبے روشن ہیں۔ آسمان پر ستارے مسکرا رہے تھے اور زمین نے پیار کرنے والوں کو اپنی ہتھیلی پر اٹھا رکھا تھا۔ علی نے اس کی قربت سے سرشار ہو کر پوچھا "تم اب تک کہاں تھیں؟"

"میں پیدا ہو رہی تھی۔ پل رہی تھی۔ پروان چڑھ رہی تھی۔ کاتبِ تقدیر جانتا تھا کہ میری رگ رگ میں لہو نہیں علی دوڑتا ہے۔ اس لئے مجھے علی کے نام پر پیدا کیا ہے اور علی کے لئے جوان کیا ہے اور ایک دن علی کا نام لیتے لیتے موت آئے گی۔"

وہ محبت میں مدہوش ہو رہے تھے۔ اپنے آس پاس کی دنیا بھول چکے تھے۔ یہ پریشانی نہیں تھی کہ قافلے نے ساتھ چھوڑا ہے' وہ کسی اجنبی ملک میں ہیں۔ دشمن عورتوں کی سازشیں ہیں' کوئی بات نہیں' شیطان کا بلاوا ہے تو کیا ہوا۔ محبت صرف جنت میں نہیں ہوتی' شیطان کی پیٹ میں بھی گھس کر ہوتی ہے' شیطانی منتروں میں بھی گھس کر ہوتی رہے گی۔ محبت کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ ہر جگہ ہوتی ہے۔ سیاہ زلفوں میں ہو تو گلاب کی طرح بجلی ہے۔ گندے کیچڑ میں ہو تو کنول کا حسن بن جاتی ہے۔

وہ چونک گئے۔ گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ آواز قریب آرہی تھی۔ انہوں نے دیکھا دور تاریکی سے ایک گھوڑا نمودار ہو رہا تھا۔ اس پر زین کسی ہوئی تھی۔ مگر کوئی سوار نہیں تھا۔ وہ گھوڑا ثانی کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ وہ بولی "یہ میری سواری کے لئے آیا ہے میں جا رہی ہوں۔"

وہ گھوڑے کی طرف بڑھی' علی نے ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا "دیکھو' سمجھو' تم اپنی قوت ارادی کو بھول رہی ہو۔"

وہ چونک کر بولی "آں' ہاں میں نہیں جاؤں گی۔"

اسی وقت گھوڑا ہنہناتا ہوا اگلی دو ٹانگیں اٹھا کر علی کی طرف لپکا۔ علی اچھل کر پیچھے گیا۔ گھوڑے نے پھر آگے بڑھ کر حملہ کیا۔ وہ اس کے حملوں سے بچتے ہوئے لگام کو پکڑنا چاہتا تھا تاکہ لگام کے ذریعے اسے قابو میں رکھے لیکن گھوڑا اپنے قریب آنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ اسے لاتیں مارنے کے لئے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ علی بچاؤ کرتا ہوا پیچھے ہٹتا جا رہا تھا۔ اسی طرح وہ ثانی سے دور چلے آئے تھے۔ پھر اچانک ہی گھوڑا پلٹ کر دوڑتا ہوا ثانی کے پاس آیا۔ وہ اچھل کر اس پر سوار ہو گئی لگام کو ہاتھ میں لے لیا۔ علی آوازیں دیتا ہوا اس کی طرف لپکا "ثانی! رک جاؤ۔ ہوش میں آؤ۔ سمجھنے کی کوشش کرو تم سحر زدہ ہو رہی ہو۔"

گھوڑا تیز رفتاری سے اسے لے جا رہا تھا' وہ ثانی کو پکارتا ہوا دوڑ لگا رہا تھا۔ اس نے دوڑ میں بھی تیز رفتاری کا ریکارڈ قائم کیا تھا۔ لیکن وہ گھوڑا تو شیطانی رفتار سے بھاگ رہا تھا۔ اس کے برابر پہنچنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ دوڑتے دوڑتے ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔

آہ! کوئی مجبوری سی مجبوری تھی۔ ہر انسانی کوشش رائیگاں جا رہی تھی۔ ادھر ثانی اپنے اختیار میں نہیں تھی۔ ماں کے ہتھکنڈوں کے سامنے بے بس ہو جاتی تھی۔ وہ ٹھوکر کھا کر اوندھے منہ گرا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا گھوڑا دوڑتا ہوا تاریکی میں گم ہو رہا تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر مایوسی نہیں تھی۔ وہ فولادی ارادوں کا مالک تھا پھر دوڑ لگانے لگا۔ اس نے جیبی ٹارچ نکال کر روشن کرتے ہوئے دل میں کہا "یہ چڑیلیں جادو کر سکتی ہیں' عقل سے کام نہیں لے سکتیں۔ کمبختوں نے یہ نہیں سوچا کہ اس صحرائی زمین پر گھوڑا اپنے چاروں پاؤں کے نشانات چھوڑ کر جائے گا۔"

وہ ٹارچ کی روشنی میں تیزی سے دوڑتا جا رہا تھا۔

☆○☆

الپا ہوش و حواس میں تھی لیکن ہوش مندی سے سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ حالات بڑی تیزی سے تبدیل ہوئے تھے۔ سب سے پہلے یہ دلی اور دماغی صدمہ پہنچا تھا کہ جسے یہودی پارس سمجھ کر اپنا سب کچھ لٹا چکی ہے' وہ مسلمان ہے۔

ایک مسلمان سے ہار کر یوں لگا جیسے اندر سے بالکل خالی ہو گئی ہو' اس کے غرور کو بڑی ٹھیس پہنچی تھی۔ وہ پارس سے فریب کھا کر غصے سے تلملاتی رہی اور محبت سے روتی رہی۔ وہ غصہ کر کے اپنی زندگی سے دور کر سکتی تھی مگر دل سے نہیں نکال سکتی تھی۔

اس نے سوچا فرہاد نے شیبا کو بھی اسی طرح پھنسایا ہو گا۔ یہ مسلمان بڑے مکار ہوتے ہیں۔ ایسے خیال قائم کرتے وقت وہ بھول گئی کہ وہ خود مکاری سے ٹیلی پیتھی سیکھ کر امریکی حکام کو دھوکا دے کر اسرائیل آگئی تھی اور اس کی نظروں میں یہ بھی مکاری نہیں تھی کہ وہ لوگ ڈمی پارس بنا کر فرہاد کی فیملی کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ دھوکے اور چالبازی میں بازی کسی کے بھی ہاتھ آسکتی ہے۔ وہ خود اپنی مرضی سے یہودی پارس کا فریب کھاتی آرہی تھی۔

اس نے فیصلہ کیا کہ اعلیٰ حکام کو دھوکا نہیں دے گی۔ شیبا کی طرح ایک مسلمان کی محبت میں گرفتار ہو کر اپنی قوم کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اس فیصلے کے مطابق اس نے جنرل کو بتا دیا کہ وہ سب اصل پارس کو ڈمی سمجھ کر دھوکا کھاتے آرہے ہیں اور الپا کا دماغ رسونتی کے قبضے میں آگیا ہے۔

یوں اسرائیلی حکام کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا تھا۔ شیبا کے بعد خوش قسمتی سے ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا یہودی قوم کو ملی تھی اسے بھی مسلمانوں نے پھانس لیا تھا۔ الپا نے سوچا وہ پارس سے دکھاوے کی محبت کرے گی اور اسے کسی طرح پھانس کر تل ابیب لے جائے گی۔ وہ ایک ہوٹل میں تھی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے پارس کو بلایا' اس نے کہا "جب تک تم جنرل کے چور خیالات پڑھ کر میری ماں شیبا کی بے گناہی اور مظلومیت کا یقین نہیں کرو گی' میں تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔"

وہ پارس کو اپنے قریب لانے کے لئے مجبوراً جنرل کے چور خیالات پڑھنے لگی تو اس پر ایسے حقائق کا انکشاف ہوا جن کے متعلق وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ سب سے دل توڑنے والا انکشاف یہ تھا کہ جنرل اسے شیبا کی طرح بے موت مارنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ اس کے چور خیالات نے چغلی کھائی کہ الپا کو پارس سے نجات نہیں ملے گی۔ وہ شیبا کی طرح مسلمانوں کی حمایت کرے گی تو اسے گولی مار دی جائے گی۔

جنرل جسے بیٹی کہتا تھا اس کی موت کا فیصلہ دل میں کر چکا تھا۔ الپا کو اپنی حیثیت دو کوڑی کی لگی۔ وہ کام آتی رہے تو بیٹی ہے' کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے اور نجات حاصل نہ کر سکے تو سزائے موت پانے والی دشمن ہے۔

پھر یہ انکشاف ہوا کہ شیبا کی تنہائیوں میں فرہاد کی ایک ڈمی

کو بھیجا جاتا تھا۔ جب شیبا کو پتا چلا کہ اپنے ہی یہودی اکابرین کی سازش سے اس کی عزت لوٹی گئی ہے تو وہ حیا والی زندہ نہ رہ سکی۔ اس نے خود کشی کرلی۔

الپا کی سمجھ میں آگیا کہ اسرائیل واپس نہ جائے گی تو اس کی عزت بھی محفوظ نہیں رہے گی۔ اس پر پہلے کی طرح بھروسا نہیں کیا جائے گا۔ یہ کتنی ذلالت تھی کہ جہاں شیبا کی عزت لوٹی گئی تھی وہی شاہی محل الپا کو رہائش کے لئے دیا گیا تھا۔

ان تمام حقائق نے اسے باغی بنا دیا۔ صاف سمجھ میں آگیا کہ شیبا فرہاد سے اور اس کے بیٹے پارس سے بے انتہا محبت کیوں کرتی تھی۔ آج تقدیر نے اسی پارس سے الپا کو محبت کرنا سکھا دیا تھا۔

وہ بڑی دیر تک بھٹکتی رہی تھی۔ تھالی کے بینگن کی طرح کبھی اپنے یہودیوں کی طرف جاتی تھی کبھی مسلمان پارس کے لئے اپنے دل کی دھڑکنوں کو سنبھال نہیں پاتی تھی۔ آخر جنرل کے چور خیالات نے اسے اچھی طرح سمجھا دیا کہ وہ اسرائیل جائے گی اور اسی شاہی محل میں رہے گی تو ایک دن شیبا کی طرح ماری جائے گی۔ اسے پارس کی پیار بھری پناہ میں رہنا چاہئے۔

اس نے پارس کو اپنے پاس بلایا۔ اس کے لئے نیا لباس پہنا۔ خوب سنگھار کیا۔ اسے اتنا پیار دیا' اتنا ٹوٹ کر پیار کیا کہ پارس بھی حیران رہ گیا۔ اس نے پوچھا "آج تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

وہ بولی "آج مجھے نئی زندگی مل رہی ہے۔ پہلے میں تمہیں آنکھوں سے دیکھتی تھی آج عقل سے دیکھ رہی ہوں۔ میں نے اپنے اندر کی مغرور عورت کو مار ڈالا ہے۔ تم جنرل کے چور خیالات پڑھنے کو نہ کہتے تو مجھے کبھی عقل نہ آتی۔ میں سمجھ گئی ہوں کہ شیبا ممی پر کتنا ظلم ہوا تھا۔ یہی ظلم مجھ پر بھی ہو سکتا ہے' میں کبھی اسرائیل نہیں جاؤں گی۔"

"چلو اچھا ہوا کہ تم نے اس حد تک اپنوں کو سمجھ لیا۔ اب تم ہمارا ظرف اور ہماری شرافت دیکھو گی۔ ہم کبھی تمہاری قوم کے خلاف تمہیں نہیں بھڑکائیں گے۔ اگر ان کی طرف سے ہمارے خلاف سازش ہوگی یا کوئی زیادتی ہوگی تو اس کا فیصلہ تم پر چھوڑ دیں گے۔ اگر تمہاری قوم کو ہم سے کوئی شکایت ہوگی اور وہ جائز ہوگی تو ہم اس کی تلافی کریں گے۔ تم جیسا چاہو گی ویسا ہی ہوگا۔"

"پارس! تم بہت اچھے دیانت دار ہو۔ مگر میں بری اور بیوقوف ہوں' مجھ سے ایک حماقت ہو گئی ہے؟"

"کیسی حماقت؟"

"میں نے جنرل کو تمہارے خلاف رپورٹ دی ہے۔ اسے بتا دیا ہے کہ تم ڈمی نہیں اصل ہو۔ اور میرے دماغ پر ماما رسونتی نے قبضہ جما لیا ہے۔"

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ میں نے پوچھا "کیا ناراض ہو گئے؟"

"نہیں تم بہت اچھی اور سچی ہو۔ تم نے غلطی کی مگر سچائی سے اعتراف کرلیا۔"

"ہماری تنظیم میں چالباز غنڈے اور خطرناک قاتل ہیں وہ تم پر حملہ کریں گے۔"

"فکر نہ کرو' میں پیدائش کے دن سے ہی سازشوں کا شکار ہوتا رہا ہوں۔ تم دیکھتی آرہی ہو کہ... دشمنوں سے ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے۔ آئندہ بھی ہوگا' کوئی نئی بات نہیں ہے۔"

"نئی بات ہے۔ پہلے کسی کو تمہاری ضرورت نہیں ہوگی۔ اب مجھے ضرورت ہے۔ تمہاری جان میری جان ہے۔ تمہیں کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گی۔ میرے پاس ٹیلی پیتھی کی صلاحیت ہے مگر تمہاری عقل کے بغیر میں دشمنوں سے تنہا نہیں نمٹ سکوں گی۔"

"ایک عورت یہی کہتی تھی کہ اس کے شوہر کو کچھ ہو گیا تو وہ زندہ نہیں رہے گی۔ آج وہ چوتھے خاوند کے پہلو میں بھی یہی کہتی ہے۔"

"جاؤ میں تم سے نہیں بولتی۔"

وہ منہ پھیرنے لگی۔ پارس نے قریب کھینچ کر کہا "تم نہ بولو اپنے بدن کو بولتے رہنے دو۔"

"بڑے مطلبی ہو۔"

"مطلبی کا مطلب ہے اپنی ضرورت کو طلب کرنے والا۔ اور عورت ہمیشہ طلب کرنے والوں کو ہی دل میں طلب کرتی ہے۔ لیکن منہ سے انکار کرتی ہے۔ دیکھو تم انکار کرنے والی ہو۔"

وہ ہنسنے لگی' کمرا بھی اس کی ہنسی سے گونجنے لگا۔ کبھی دھیمی سرگوشیوں سے گنگنانے لگا۔ جوانی کے دن ایسے ہی ہوتے ہیں۔ دن کو بھی رات ہو جاتی ہے اور رات کو بھی سورج نکل آتا ہے جسے صرف جوانی کی آنکھ ہی دیکھ سکتی ہے۔

وہ دیر تک خود کو بھولتے رہے اور دور تک دوسرے ڈھونڈتے رہے پھر پارس نے کہا "ہمیں صرف مسرتوں میں گم نہیں رہنا چاہئے۔ یہ معلوم کرو کہ وہ مجھے گھیرنے اور پکڑنے کے لئے کیا کر رہے ہیں؟"

وہ بولی "استنبول میں جو یہودی تنظیم ہے اس کا سربراہ تمہارے خلاف کچھ کر رہا ہوگا۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ سربراہ کے پاس گئی پھر اس کے خیالات پڑھ کر آگئی پارس سے بولی "اس تنظیم کے سربراہ کو ایک خفیہ اسرائیلی تنظیم کی طرف سے ہدایات دی گئی ہیں کہ کوئی پارس کا سامنا نہ کرے۔ بڑی ہوشیاری سے چھپ کر الپا اور پارس پر نظر رکھی جائے۔"

پارس نے پوچھا "تم خفیہ اسرائیلی تنظیم کے بارے میں کیا جانتی ہو؟"

"شاید تم مجھ پر بھروسا نہ کرو اور تمہیں یقین نہ آئے میں نے پہلی بار اس خفیہ تنظیم کا نام سنا ہے۔"

"مجھے یقین ہے' یہ خیال دل سے نکال دو کہ میں تم پر بھروسا نہیں کرتا ہوں۔"

"کیا تم مجھ پر اندھا اعتماد کرتے ہو؟"

"ہاں۔ جھوٹ کسی کا بھی ہو' مجھ سے زیادہ دیر چھپا نہیں رہتا۔ آئندہ تم کبھی دھوکا دو گی تو میرا اعتماد کمزور پڑ جائے گا۔"

وہ گلے کا ہار بن کر قسمیں کھانے لگی کہ ہمیشہ اس کا اعتماد قائم رکھے گی۔ پھر وہ چونک کر بولی "اوہ یاد آیا' جب میں جنرل کے چور خیالات پڑھ رہی تھی تو اس نے کسی گولڈن برین کا ذکر کیا تھا۔ اس نے میرا اور تمہارا معاملہ گولڈن برین کے حوالے کیا ہے۔ اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ میرے دماغ سے تمہاری ماما رسونتی کو نکال دیں گے۔"

"الپا! سب سے پہلے یہ یقین کرلو کہ ماما تمہارے دماغ میں نہیں ہیں اور نہ ہی آئندہ آئیں گی۔ تم ہر طرح سے آزاد ہو۔"

"مجھے تمہاری بات کا یقین ہے۔ ویسے وہ آئیں گی تب بھی شکایت نہیں کروں گی کیونکہ اب میرے اندر کھوٹ نہیں ہے۔ پہلے میں تمہارے خلاف سوچتی تھی اس لئے چاہتی تھی کہ میرے چور خیالات کوئی نہ پڑھے۔"

"بہرحال ابھی تم جنرل کے چور خیالات پڑھو اور گولڈن برین کے متعلق معلومات حاصل کرو۔"

وہ جنرل کے پاس آئی۔ وہ اپنے بنگلے کے لان میں بیٹھا فوج کے دو اعلیٰ افسروں سے باتیں کر رہا تھا۔ الپا اس کے دماغ کے تہ خانے سے معلومات حاصل کرتی رہی پھر اس نے پارس کے پاس آکر کہا "اسرائیل کی ایک خفیہ تنظیم میں پانچ افراد ایسے ہیں جو گولڈن برین کہلاتے ہیں۔ مکاری اور شاطرانہ چالوں میں شیطان کے بھی کان کاٹتے ہیں۔ ان کے منصوبوں پر عمل کرتے ہوئے اسرائیلی حکام امریکا جیسی سپر پاور سے جائز اور ناجائز مطالبات منواتے رہتے ہیں۔ وہ پانچوں یوگا کے ماہر ہیں۔ میں ان کے دماغوں میں نہیں جا سکوں گی۔ انہوں نے جنرل سے کہہ دیا ہے کہ وہ الپا اور پارس کے سلسلے میں جو کچھ بھی کریں گے اس کی رپورٹ کسی کو بھی نہیں دیں گے۔ ورنہ پارس کے خیال خوانی کرنے والے کسی وقت بھی جنرل اور دوسرے اعلیٰ حکام کے اندر آکر معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔"

"یعنی وہ ہمارے خلاف جو کچھ بھی کریں گے ہمیں اس کا علم کسی بھی ذریعے سے نہیں ہوگا۔"

"ہاں۔ گولڈن برین نے بڑے سخت انتظامات کئے ہیں۔ ان کے بے شمار ماتحت کئی ممالک کے کئی شہروں میں باقاعدہ رہائش اختیار کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے عبرانی زبان میں رابطہ رکھتے ہیں۔ اول تو ان عبرانی زبان بولنے والے ماتحتوں تک پہنچنا دشوار ہے۔ اگر پہنچ بھی گئے تو پانچ گولڈن برین تک کبھی نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"میں پہنچنے کی تدبیر کرتا ہوں۔ تم یہ بتاؤ استنبول میں یہودی تنظیم کا سربراہ ہمارے بارے میں کیا جانتا ہے؟"

"یہی کہ ہم اس ہوٹل میں ہیں۔ یہ اطلاع وہ خفیہ تنظیم کے ایجنٹ کو دے چکا ہے۔"

"پوری بات کرو الپا! ایجنٹ کو کس ذریعے سے اطلاع دی؟"

"میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے گئی پھر واپس آکر بولی "ٹیلی فون کے ذریعے۔ یہ ٹیلی فون نمبر نوٹ کرو۔"

پارس نے نمبر نوٹ کیا پھر کہا "میرے دماغ میں رہو جو فون پر بولے اسے پکڑلو۔"

اس نے ریسیور اٹھا کے نمبر ڈائل کئے پھر رابطہ قائم ہونے کے بعد فرانسیسی زبان میں بولا "کیا تم یہ زبان سمجھتے ہو؟"

ریسیور اٹھانے والے نے پوچھا "مسٹر! تم کون ہو اور کیا بول رہے ہو؟"

پارس نے الپا کو دیکھ کر اشارے سے پوچھا "کام ہو گیا؟"

وہ دماغ میں تھی' بولی "ہاں' ریسیور رکھ دو۔"

وہ بولنے والے کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے سامنے بیٹھے ہوئے ایک شخص نے پوچھا "کس کا فون ہے؟"

وہ ریسیور رکھ کر بولا "پتا نہیں' میرا خیال ہے فرانسیسی زبان میں کچھ بول رہا تھا۔ میری زبان نہیں سمجھ سکا۔ لائن کاٹ دی۔"

وہ عبرانی بولنے والے کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی "باس نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ جلد ہی ایسے فون آئیں گے جو رانگ نمبر ہوں گے یا کوئی الٹی سیدھی باتیں کرنے والے ہوں گے۔ اس طرح خیال خوانی کرنے والا دشمن ٹیلی فون کے ذریعے دماغ میں پہنچے گا۔"

الپا پہنچ ہی گئی تھی اس کے دماغ کو کرید رہی تھی۔ پھر پارس کے پاس آکر بولی "تمہارا دماغ کتنی تیزی سے کام کرتا ہے تم نے خفیہ تنظیم کے ایک ایجنٹ تک مجھے پہنچا دیا ہے۔ یہ ایجنٹ اپنی تنظیم کے سربراہوں کو گولڈن برین کی حیثیت سے نہیں جانتا ہے۔ میں اس طرح سمجھ رہی ہوں کہ ایسے تمام ایجنٹوں کو عبرانی بولنے کی تاکید کی گئی ہے۔"

"کوئی خاص بات معلوم ہوئی؟"

"ہاں بہت ہی خاص بات ہے۔ پچھلی رات جو چال میں تمہارے خلاف چلنے والی تھی' وہی چال یہ چلنے والے ہیں۔ ہوٹل کے کچن میں ان کا ایک خاص آدمی انتظار کر رہا ہے کہ ہم لنچ کا آرڈر دیں گے یا ڈائننگ ہال میں چلے جائیں گے تو کھانے پینے کی چیزوں میں اعصاب کمزور کرنے والی دوا ہمیں کھلائی جائے گی۔"

"تمہیں کیوں کھلائی جائے گی؟"

"ان کا خیال ہے کہ میں اسرائیل واپس جانے سے انکار کر سکتی ہوں لہٰذا کسی حیل و حجت کے بغیر وہ تمہارے ساتھ مجھے

بھی اغوا کر کے تل ابیب پہنچانا چاہتے ہیں۔"

"تم یہ معلوم کرو۔ دوا کتنے پاور کی ہے۔ اس کا رد عمل کیا ہوتا ہے اور کتنی دیر رہتا ہے۔"

وہ چلی گئی، پارس نے ریسیور اٹھا کر مجھ سے رابطہ کیا۔ مجھے اپنے حالات بتائے۔ میں نے پوچھا "کیا خیال ہے، شکار ہونا چاہتے ہو؟"

"جی ہاں خود کو ان کے حوالے کرنے سے گولڈن برین کے اور دو چار ایجنٹ سامنے آجائیں گے۔"

"ٹھیک ہے لنچ کا آرڈر دو میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔"

اس نے گفتگو کے دوران ایک مخصوص اشارہ کیا میں ریسیور رکھ کے اس کے دماغ میں آگیا۔ وہ الپا سے کہہ رہا تھا "لنچ کا آرڈر دو۔ فون پر روم سروس کا انچارج بولے تو تم اس کے ذریعے اس شخص تک پہنچ سکتی ہو جو ہمارے کھانے میں کوئی دوا ملانے والا ہے۔"

وہ لنچ کا آرڈر دینے کے لئے فون کرنے لگی۔ پارس نے سوچ کے ذریعے کہا "آپ آنٹی کو بلائیں۔ یہاں تمام ایجنٹ عبرانی بولتے ہیں۔ آپ ان کے دماغوں میں نہیں جاسکیں گے۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو کر اپنے کمرے سے نکلا۔ ہوٹل سے باہر آکر کار میں بیٹھ گیا۔ پھر لیلیٰ کے پاس آکر بولا "پھول کھلتے ہیں"

وہ سر جھکا کر بولی "آپ مجھ سے دور کسی ویرانے میں جانے والے تھے۔ ہم سب سے رابطہ ختم کر رہے تھے۔ اب کیوں آئے ہیں؟"

"میں کئی بار آچکا ہوں۔ ایک بار تم بے ہوش تھیں۔ دوسری تیسری بار ہوش میں رہنے کے باوجود تم نے مجھے محسوس نہیں کیا۔"

"بے ہوشی کے باعث دماغ کمزور ہوگیا تھا۔"

"تم نے ایک نادان بچی جیسی حرکت کی تھی۔"

"میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آپ کو دور جانے سے کیسے روکوں؟"

"یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم مجھے اس قدر چاہتی ہو اور یہ تمہاری بدنصیبی ہے کہ میں اپنے مقدر کے حوالے سے ہرجائی ہوں۔"

اس نے بتادیا تھا کہ میرا زائچہ اور میرے ستارے بتاتے ہیں میں کبھی ایک گھر اور ایک عورت کے سائے میں نہیں رہوں گا۔ ہرجائی بن کر رہنا میرے مقدر میں ہے۔ میں نے پوچھا تھا۔ "جب وہ جانتی ہے کہ میں ایک دن اس سے بھی دور چلا جاؤں گا تو میری زندگی میں کیوں آرہی ہے؟"

اس نے جواب دیا تھا، یہ بھی مقدر کا کھیل ہے۔ اس کے ستارے کہتے ہیں کہ میں ہی اس کی زندگی کا پہلا اور آخری مرد ہوں۔ مقدر کا یہ فرمان اس لئے بھی درست معلوم ہوتا ہے کہ میں موت کے منہ سے واپس آگیا۔ چونکہ اس کی زندگی میں داخل نہیں ہوا تھا اس لئے تقدیر کا تمام لکھا ہوا پورا کرنے سے پہلے مر نہیں سکتا تھا۔ اس بے چاری نے مجھ سے دور رہ کر اچھی خاصی عمر گزار دی تھی اور اب تقدیر سے لڑتے لڑتے تھک گئی تھی۔

مجھے اس پر ترس آرہا تھا۔ میں اس کی زندگی برباد نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے اس سے بہت دور جانے کا فیصلہ کیا تھا لیکن اس فیصلے پر بھی عمل نہیں ہوسکا تھا۔ لیلیٰ نے بے ہوشی کا انجکشن خود کو لگایا تھا اور قسم کھائی تھی کہ میں اس کو چھوڑ کر جاؤں گا تو اسی طرح وقفہ وقفہ سے بے ہوشی یا نشے کا انجکشن لیتی رہے گی اور رفتہ رفتہ جان دیتی رہے گی۔

اب وہ خوش تھی۔ اس نے میرا فیصلہ بدل دیا تھا اور میں سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ ایسی محبت کرنے والی ہستی کو ایک دن چھوڑ دوں گا۔ کیوں چھوڑ دوں گا؟ آخر ہم تقدیر سے کیوں نہیں لڑسکتے؟ کیا اپنی کوششوں سے تقدیر کو کسی حد تک بدل نہیں سکتے؟

میں نے کہا "لیلیٰ! ہاتھ کی لکیریں بدل جاتی ہیں۔ ہم دونوں مل کر کوشش کریں گے کہ میرے اندر کا ہرجائی فنا ہو جائے۔"

"میں آپ کے ساتھ آخری سانس تک رہنے کے لئے دن رات خدا سے دعائیں مانگتی رہوں گی۔"

"میں ابھی کار ڈرائیو کر رہا ہوں۔ تم میرے پاس آؤ، ضروری باتیں ہیں۔"

میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کار اسٹارٹ کی۔ وہ میرے پاس آگئی۔ میں نے اسے پارس اور الپا کے حالات بتائے۔ اس نے سننے کے بعد کہا "میں آپ کی آواز اور لہجہ بنا کر الپا کے پاس جارہی ہوں، وہاں سے کسی ایجنٹ کے پاس پہنچوں گی۔"

وہ الپا کے پاس گئی الپا پارس سے کہہ رہی تھی "تمہارے کہنے سے میں نے لنچ کا آرڈر دیا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں آرہی ہیں۔ کچن میں جو ایجنٹ ہے اس کی سوچ کہہ رہی ہے کہ سوپ میں دوا ملائی گئی ہے۔ مگر میں تو کسی کھانے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گی۔ کیا پتا کھانے میں بھی کچھ ملا ہو۔"

الپا کی سوچ سے پتا چلا کہ ایجنٹ جو دوا دے رہا ہے اس کے اثر سے صرف کمزوری پیدا ہوگی۔ اس کمزوری کے باعث خیال خوانی نہیں کرسکے گی اور پارس کسی سے مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔

لیلیٰ نے الپا کے دماغ میں سوچ پیدا کی "یہ لوگ ہمیں یہاں سے کس طرح لے جائیں گے؟ یہ معلوم کرنا چاہئے کہ اسرائیل تک لے جانے کے ذرائع کیا ہیں؟"

الپا نے اس سوچ کے مطابق عبرانی زبان اور لہجہ اختیار کیا پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ لیکن اس کے زیادہ کرید نہ سکی۔ کیونکہ ہوٹل کا ملازم کمرے میں کھانا لے آیا تھا۔ وہ ایجنٹ کے پاس سے آئی۔ لیلیٰ اس کے سامان لے کر معلومات حاصل کرنے لگی۔

دماغ میں رہ کر ملازم بڑی سی ٹرالی میں کھانا لایا تھا۔ پارس نے اسے بھاری ٹپ دے کر رخصت کردیا۔ دروازے کو اندر سے بند کرلیا پھر الپا سے کہا "آؤ شروع ہوجاؤ۔"

وہ پیچھے ہٹ کر بولی "کیا دماغ چل گیا ہے؟"

وہ جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکال کر اس میں سے دو ننھی گولیاں نکال کر بولا "یہ اعصابی کمزوری کا توڑ ہے۔ ایک گولی نگل لو۔"

اس نے ایک گولی اس کی ہتھیلی پر رکھی۔ دوسری خود نگل لی پھر ٹھاٹ سے کھانے کے لئے بیٹھ گیا۔ ہر ڈش میں سے تھوڑا تھوڑا آئٹم لے کر کھانے لگا۔ وہ پریشان ہو کر دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد بولی "کھانا کیسا لگ رہا ہے؟"

"اچھا لگ رہا ہے۔ جی چاہتا ہے تمہیں بھی کھالوں۔"

"یہ تم خطرہ مول لے رہے ہو۔ اگر تمہیں کچھ ہوگیا تو میں دشمنوں سے تنہا نہیں نمٹ سکوں گی۔ کیا ایک وقت بھوکے نہیں رہ سکتے؟"

"رہ سکتا ہوں لیکن دو باتیں ہیں۔ ایک تو ان کے آلۂ کار یہ یقین کریں کہ ہم نے کم از کم آدھا کھانا کھایا ہے یا نہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ میں نہ کھا کر تمام کھانے کو کموڈ میں نہیں ڈال سکتا۔ یہ اناج کی بے حرمتی ہے، خدا ناراض ہوتا ہے۔"

"کیا تم خدا سے ڈرتے ہو؟"

"کیا ڈرنا نہیں چاہئے؟"

"ہاں اس طرح غلط کاموں سے بڑی حد تک بچا جاسکتا ہے۔"

وہ اس کے پاس بیٹھ گئی پھر گولی نگل کر بولی "جانتے ہو میں یہ کھانا کیوں کھا رہی ہوں؟"

"جانتا ہوں۔ اسے کھا کر میں کمزور ہوجاؤں گا تو تم بھی کمزور ہوجاؤ گی، تم میرے ساتھ جینا اور میرے ساتھ مرنا چاہتی ہو۔"

وہ خوش ہو کر اس کے گال کو چوم کر بولی "تم کمال کے آدمی ہو۔ ٹیلی پیتھی نہیں جانتے مگر اپنی الپا کا دل پڑھ لیتے ہو۔"

وہ بھی کھانے لگی۔ لیلیٰ نے میرے پاس آکر کہا "آپ کا بیٹا زبردست ماہر نفسیات ہے۔"

میں نے پوچھا "کیا کر رہا ہے؟"

"وہ الپا کی باتوں سے، حرکتوں سے، اس کے مزاج سے اور اس کے چہرے سے اندازہ کرلیتا ہے کہ وہ جو کچھ کرتی ہے اس کے محرکات کیا ہوتے ہیں۔"

میں ہنسنے لگا۔ وہ بولی "بیٹے کی تعریفیں سن کر بہت خوش ہوتے ہیں۔"

"ہاں لیلیٰ بہت خوشی ہوتی ہے۔ جب سوچتا ہوں کہ تمام عمر کی جدوجہد کے بعد کیا پایا تو جواب میں پارس اور علی تیمور کے چہرے مسکراتے ہیں۔ والدین کا سب سے بڑا سرمایہ ہونہار اولاد ہوتی ہے۔"

"مجھے بھی پارس پر بڑا پیار آتا ہے مگر اس کے پاس جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔"

"کمبخت شیطان ہے۔ مجھے بھی نہیں بخشتا۔ اچھا بتاؤ کیا معلوم ہوا؟"

"وہ لوگ الپا اور پارس کو ہوٹل سے ایک مکان میں لے جائیں گے جو بندرگاہ کے قریب ہے۔ وہاں ان کی ایک لانچ ہے۔ اندھیرا ہوتے ہی وہ انہیں مکان سے نکال کر لانچ میں لے جائیں گے۔ آگے سمندر میں پہنچنے کے بعد ایک ہیلی کاپٹر آئے گا۔ دونوں کو اس ہیلی کاپٹر میں پہنچایا جائے گا پھر انہیں تل ابیب لے جانا آسان ہوجائے گا۔"

"وہ لوگ ہوٹل سے کسی بڑی گاڑی میں انہیں لے جائیں گے؟"

"ہاں، ہوٹل کے احاطے میں ایک سفید رنگ کی ویگن ہے۔"

لیلیٰ نے اس کا نمبر بتایا۔ میں نے کہا "تم ایجنٹ کے پاس رہ کر دیکھو کون سے مکان میں انہیں پہنچایا جائے گا۔ میں سفید ویگن کا تعاقب کروں گا۔"

لیلیٰ ایجنٹ کے پاس چلی گئی وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ لفٹ کے ذریعے تیسرے فلور کے کوریڈور میں آیا تھا۔ پھر وہاں سے چلتا ہوا الپا کے کمرے تک آیا۔ دروازے پر دستک دی اندر سے جواب نہیں ملا۔ اس نے ہینڈل کو ذرا دبایا تو دروازہ کھل گیا۔ انہوں نے اندر آکے دیکھا کھانے کی کچھ پلیٹیں قالین پر گری ہوئی تھیں۔ الپا نڈھال سی ہو کر پلنگ پر پڑی ہوئی تھی پارس صوفے سے ٹیک لگائے ہوئے آدھا قالین پر گرا ہوا تھا۔ دروازہ کھلنے پر وہ بڑی تکلیف سے اٹھ کر قالین پر بیٹھتے ہوئے بولا "ہو... ہوٹل والے کہاں ہیں؟ کھانے میں..."

وہ آگے نہ کہہ سکا۔ یوں ہانپنے لگا جیسے بولتے بولتے کمزوری غالب آگئی ہو۔ ایجنٹ کے ساتھ آنے والے کھانے کی پلیٹوں کو دیکھ رہے تھے پھر انہوں نے ٹوائلٹ میں جاکر دیکھا وہ بالکل صاف ستھرا تھا۔ وہاں کھانے پینے کی کوئی چیز گری ہوئی نظر نہیں آئی۔ یوں بھی انہیں خوش فہمی تھی کہ الپا اور پارس کو اغوا کی سازش کا علم کسی طرح نہیں ہوسکتا تھا۔ الپا بستر پر پڑی بڑی نقاہت سے ایجنٹ کو دیکھ کر کہہ رہی تھی "پلیز ہیلپ! ہم.... ہمیں طبی امداد...."

وہ بھی بات پوری نہ کرسکی بری طرح ہانپنے لگی۔ ایجنٹ نے ایک جیب سے ریوالور نکالا دوسری جیب سے ایک کاغذ۔ پھر وہ کاغذ کھول کر پہلے الپا کو پھر پارس کو دکھایا۔ اس میں لکھا تھا۔

'میرے دو آدمی تم دونوں کو سہارا دے کر لے چلیں گے، ہوٹل میں کوئی پوچھے تو کہہ دینا، ہم تمہارے دوست ہیں۔ تم دونوں طبی

امداد حاصل کرنے جارہے ہو۔ ہمارے خلاف کوئی چالاکی دکھاؤ گے تو دونوں کو گولی ماردی جائے گی۔"

الپا نے سہم کر ریوالور کو دیکھا پھر پارس کو مدد کے لئے دیکھا۔ پارس بے بسی کا اظہار کررہا تھا۔ ریوالور والے نے الپا کو سہارا دے کر کھڑا کیا پھر ریوالور جیب میں رکھ لیا۔ اس کے دونوں ماتحتوں نے پارس کو سہارا دے کر آگے بڑھایا اس طرح وہ کمرے سے نکل کر کوریڈور میں آئے پھر لفٹ کے ذریعے نیچے پہنچے۔ وہاں انہوں نے پارس کے بازو کو الپا کے بازو میں ڈالا پھر انہیں آگے بڑھایا۔ وہ ایک دوسرے کے سہارے دشمنوں کے آگے آگے چلنے لگے۔ ان کا انداز یوں تھا جیسے دو محبت کرنے والے ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈالے نشے میں ڈگمگاتے جارہے ہوں۔ دشمن سمجھ رہے تھے کہ وہ کمزوری سے ڈگمگا رہے ہیں۔

باہر سفید ویگن کھڑی ہوئی تھی۔ اس کا درمیانی دروازہ کھول دیا گیا۔ وہ دونوں اس میں بیٹھ گئے۔ اغوا کرنے والے آگے اور پیچھے والی سیٹوں پر آگئے تھے۔ جیسے ہی گاڑی آگے بڑھنے لگی ایجنٹ نے ایک پٹی پارس کی اور دوسری الپا کی آنکھوں میں باندھ دی۔ الپا اس ایجنٹ کے دماغ کو پڑھ رہی تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے خفیہ اڈے تک جانے والے راستے کو پہچانیں اسی لئے آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی تھی۔

میں ان سے کافی فاصلے پر رہ کر تعاقب کررہا تھا تاکہ میری گاڑی ان کی نظروں میں نہ آئے۔ ہمارے درمیان بہت سی گاڑیاں گزرتی جارہی تھیں۔ کبھی سفید ویگن نظروں سے اوجھل ہوتی تو میں لیلیٰ کے پاس جاکر راستہ معلوم کرلیتا تھا۔ پھر دوسرے راستے سے گھوم کر انہیں جاتے ہوئے دیکھ لیتا تھا۔ اسی طرح تقریباً دو گھنٹے تک تعاقب جاری رہا۔

بندرگاہ کے قریب ایک گودام کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ سفید ویگن کے اندر جاتے ہی اس کا سلائڈنگ دروازہ ایک طرف سرکتے ہوئے بند ہوگیا۔ اس کے بعد ان کی آنکھوں سے پٹیاں کھول دی گئیں۔ الپا اور لیلیٰ ابھی تک ایک ہی ایجنٹ کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھیں۔ باقی ماتحت گونگے بنے ہوئے تھے۔ اس گودام کے اندر دوسرا ایجنٹ بھی موجود تھا اس نے کہا "الپا عربی زبان نہیں جانتی ہے اس لئے ہمیں اسی زبان میں گفتگو کرنی چاہئے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ دوا ان کے حلق سے اتر گئی ہے؟"

"مجھے پورا یقین ہے۔ میں پچھلے دو گھنٹے سے ان کے ساتھ ہوں۔ تم خود ان کی حالت دیکھ لو۔ میں نے چکن سوپ میں خود ہی دوا ملائی تھی۔"

"ہمارا عامل ابھی معلوم کرلے گا کہ ان پر دوا کا کتنا اثر ہوا ہے؟"

چند ماتحت ان دونوں کو دو سستے قسم کے پلنگ پر لے آئے۔ انہیں وہاں لٹادیا۔ الپا اگرچہ عربی نہیں جانتی تھی لیکن ایجنٹ کے چور خیالات سے مفہوم سمجھ رہی تھی۔ گولڈن برین کا حکم تھا کہ الپا اور پارس کو قابو میں کرنے کے بعد ان کے کمزور دماغ کو تنویمی عمل کے ذریعے ہمیشہ کے لئے اپنی مٹھی میں کرلیا جائے۔

الپا کو یہ معلوم ہوا تو وہ پریشان ہوگئی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے پارس سے کہا "یہ لوگ تنویمی عمل کے ذریعے ہمیں تابعدار بنانا چاہتے ہیں۔ کیا تم اس عامل کے معمول بن جانا پسند کروگے؟"

"ہرگز نہیں۔"

"تو پھر کچھ کرو' آخر ہم کب تک جان بوجھ کر قیدی بنے رہیں گے؟"

"تم خواہ مخواہ پریشان ہورہی ہو۔ عامل آئے تو بدستور کمزوری ظاہر کرتی رہنا۔ ظاہر ہے وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہوگا۔ سامنے آکر ہپناٹزم کے ماہروں کی طرح عمل کرے گا۔ تم اس کی تسلی کے لئے معمولہ بن جانا۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل پر راضی ہوجانا۔ عمل کے آخر میں دماغ کو ہدایت دے کر تنویمی نیند سوجانا میں بھی یہی کروں گا۔"

"لیکن ہم کب تک قید میں رہیں گے؟"

"ہم قیدی نہیں ہیں۔ تم پریشان کیوں ہوجاتی ہو؟ ہمیں یہاں انتظار کرنا چاہئے' ہوسکتا ہے کوئی گولڈن برین ہمارے سامنے آجائے۔"

میں نے رسونتی کے لہجے میں پارس سے کہا "بیٹے! میں تمہاری ماں بول رہی ہوں۔ تمہارے دماغ سے الپا کی باتیں بھی سن رہی ہوں۔ تم دونوں جے مورگن کو بھول رہے ہو۔ کوئی گولڈن برین اسے عمل کے لئے تمہارے دماغوں میں بھیج سکتا ہے۔"

الپا نے کہا "میں نے جے مورگن کو اپنا معمول بنا رکھا ہے وہ میرے دماغ میں نہیں آئے گا۔"

میں نے کہا "بیٹی! تم بھول رہی ہو' پاسکل بوبا نے تمہارے چور خیالات پڑھے تھے۔ اسے معلوم ہوا ہوگا کہ تم نے جے مورگن کو اپنا معمول بنا رکھا ہے۔ وہ تمہاری سوچ کے لہجے میں مورگن کے اندر گیا ہوگا اور پھر اس نے تمہارے تنویمی عمل کا توڑ کیا ہوگا۔"

"میں ابھی جاکر معلوم کرتی ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ جے مورگن کے پاس پہنچتے ہی اس نے سانس روک لی۔ ادھر پارس کے پاس آکر بولی "ماما نے ٹھیک کہا ہے' وہ میرے عمل کے اثر سے نکل گیا ہے۔"

میں نے کہا "بیٹی! ایسے وقت پورے ہوش و حواس میں رہ کر ذہانت کو کام میں لایا کرو۔ تم جے مورگن کے سانس روکنے کے باوجود اس کے اندر جاسکتی ہو۔"

"اوہ ماما! میں کیسے جاسکتی ہوں؟"

"موٹی سی عقل سے سمجھنے والی بات ہے۔ پاسکل بوبا نے تمہارے لہجے میں مورگن کے اندر جاکر پھر اس پر تنویمی عمل کیا ہوگا اور تمہارے لہجے کی جگہ اپنے لہجے کو اس کے دماغ میں نقش کیا ہوگا۔ ابھی تم خاموشی سے پاسکل کی سوچ کے لہجے میں جاؤ وہ تمہیں محسوس نہیں کرسکے گا۔"

الپا نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ پاسکل کی آواز اور لہجہ بناتے ہی جے مورگن کے دماغ میں جگہ مل گئی۔ اس وقت وہ تل ابیب کے فوجی ہیڈ کوارٹر میں نظربند تھا۔ جنرل اس سے کہہ رہا تھا "ہم تمہاری حفاظت کے لئے تمہیں یہاں لائے ہیں۔ الپا دشمنوں کے جال میں پھنس گئی ہے' کیا تم اسے واپس لانے میں ہماری مدد کروگے؟"

مورگن نے کہا "میں اپنے ملک کا سچا اور وفادار یہودی ہوں' آپ حکم کریں مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

مورگن کے چور خیالات کہہ رہے تھے اسے اپنی اصلیت کا پتا چل گیا ہے۔ الپا نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے یہودی اور اسرائیلی حکومت کا وفادار بنایا تھا لیکن پاسکل نے اس عمل کا توڑ کیا تو مورگن کو یاد آگیا کہ وہ عیسائی ہے' امریکی ہے اور الپا کے فریب میں آکر اپنے وطن امریکا سے دور ہوگیا۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اسرائیلی حکومت کو بظاہر وفادار رہ کر نقصان پہنچائے گا۔

ادھر جنرل نے خوش ہوکر کہا "مورگن' تم واقعی سچے یہودی ہو۔ ابھی ٹرانسمیٹر کے ذریعے اطلاع ملی ہے کہ الپا اور پارس کا دماغ کمزور ہوگیا ہے۔ تم ان کے اندر جاکر ان پر تنویمی عمل کرکے انہیں اسرائیل آنے پر مجبور کرسکتے ہو۔"

اس نے کہا "میں ابھی جاکر عمل کرسکتا ہوں' کیا خیال خوانی کرنے کی اجازت ہے۔"

ادھر میں نے الپا سے کہا "بیٹی حالات کا تقاضا یہ ہے کہ تم اپنا دماغ تھوڑی دیر کے لئے میرے قبضے میں دے دو۔ مورگن آرہا ہے۔ میں اسے تاثر دوں گی کہ تمہارا دماغ کمزور ہے' مجھ سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

وہ بولی "آپ میری بھی ماں ہیں' میرے پاس آجائیں۔"

میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے بے حس بنایا جس کے نتیجے میں مورگن آسانی سے اس کے اندر آگیا اس نے کہا۔ "ہیلو الپا! تم نے مجھے پہچانا؟"

وہ پریشانی ظاہر کرتی ہوئی بولی "اوہ مورگن! تم ہو؟ چلو اچھے وقت پر آئے ہو۔ کچھ انجانے دشمنوں نے میرے دماغ کو کمزور بنا دیا ہے' مجھ پر تنویمی عمل کرنا چاہتے ہیں' مجھے ان کی معمولہ بننے سے بچالو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "مجھ سے دشمنی کرکے دوستی کی توقع کررہی ہو۔ میں عیسائی ہوں' تم نے دھوکے سے میرے دماغ کو کمزور بنا کر تنویمی عمل کے ذریعے مجھے یہودی بنا دیا۔ مگر تمہارا طلسم ٹوٹ چکا ہے۔ تمہارا جنرل سمجھتا ہے کہ میں ابھی تک اسرائیلی حکومت کا وفادار یہودی ہوں۔ اب تم دونوں کو پتا چلے گا کہ جیسے دوسرے کے لئے گڑھا کھودتے ہی خود اس میں گر پڑے ہو۔"

وہ بے بسی ظاہر کرتی ہوئی بولی "کیا تم مجھے تنویمی عمل کے ذریعے اپنی معمولہ اور تابعدار بناؤ گے؟"

"میں کیا کروں گا' یہ تمہیں تھوڑی دیر بعد پتا چلے گا۔"

"میری بات سنو مورگن! پلیز میری بات سنو۔"

لیکن وہ جاچکا تھا۔ میں نے الپا اور لیلیٰ نے پاسکل کی سوچ میں ایک ساتھ مورگن کے اندر چھلانگ لگائی میرا خیال درست نکلا۔ وہ کمبخت پاسکل کے پاس پہنچا ہوا تھا اور اسے الپا کی دماغی کمزوری کے بارے میں بتا رہا تھا۔ وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا کیونکہ پاسکل نے اسے اپنا تابعدار بنا رکھا تھا۔

بیچارہ جے مورگن گھر کا رہا تھا' نہ گھاٹ کا۔ الپا نے اسے امریکا سے لاکر یہودی بنایا تھا اب پاسکل نے اسے ماسک مین کا وفادار بنا دیا تھا۔

پاسکل نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا "شاباش مورگن! تم نے بہت اہم اطلاع دی ہے۔ تم جنرل کے سامنے خاموش بیٹھے رہو اور یہی تاثر دو کہ الپا اور پارس پر عمل کررہے ہو۔ ادھر میں ان پر عمل کروں گا۔"

مورگن نے پوچھا "کیا تم الپا اور پارس کو اسرائیل نہ آنے دوگے؟"

"انہیں اسرائیل جانے دوں گا تاکہ تمہاری خیال خوانی کا بھرم رہے وہ دونوں بھی یہودیوں کے درمیان رہ کر ہمارے وفادار رہیں گے۔"

میں' لیلیٰ اور الپا مورگن کے دماغ سے آگئے۔ پاسکل کے دماغ میں نہیں جاسکتے تھے۔ میں نے لیلیٰ کے پاس آکر کہا "تم رسونتی کی حیثیت سے الپا کے پاس رہو' میں پارس کے پاس رہوں گا پتا نہیں پاسکل پہلے کس کے دماغ میں تنویمی عمل کے لئے آئے گا۔"

پھر میں نے پارس کے پاس آکر اسے مورگن اور پاسکل کے متعلق بتایا۔ بڑا لمبا چکر چل رہا تھا' ایک الجھی ہوئی بازی شروع ہوگئی تھی۔ ہم گولڈن برین تک پہنچنا چاہتے تھے اس لئے الپا اور پارس اعصابی کمزوریوں میں خود کو مبتلا ظاہر کررہے تھے گولڈن برین جے مورگن کے ذریعے ان دونوں کو اسرائیلی حکومت کا وفادار بنانا چاہتے تھے اور جے مورگن نے ان کا معاملہ پاسکل بوبا کے سپرد کردیا تھا۔

میں چاہتا تو یہ بازی یہیں ختم کردیتا لیکن جب یہ پتا چلا کہ پاسکل الپا کو ماسک مین کی وفادار بنانا چاہتا ہے تو مجھے پھر ایک بار ماسک مین کے خفیہ معاملات تک پہنچنے کا موقع ملنے والا تھا۔ اس کے ایک خفیہ معاملے کا گہرا تعلق ہم سے تھا اور وہ معاملہ تھا جوجو کا... انہوں نے جوجو کا برین تبدیل کرنے کے بعد اس کا نام

تبدیل کیا تھا۔ پھر وہ فرضی نام بھی تبدیل کر کے پتا نہیں اسے کس نام سے مخاطب کرتے تھے' اس کی آواز اور لہجہ بھی بدل دیا تھا۔ اسے اتنی رازداری سے چھپا کر رکھا تھا کہ ہم اب تک اپنی جوجو کو تلاش نہیں کر پائے تھے۔

اگر ہم ادھر توجہ دیتے تو شاید اب تک جوجو کا دوسرا روپ معلوم کر چکے ہوتے لیکن ہم دیگر خیال خوانی کرنے والوں کو ٹریپ کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ سونیا نے کہا تھا ہم کچھ عرصہ انتظار کریں گے۔ جوجو دماغی آپریشن کے بعد طویل عرصہ تک بستر پر رہے گی۔ پھر ماسک مین جب کبھی اس سے کام لینا شروع کرے گا تو وہ ہم سے چھپی نہیں رہے گی۔

میں نے پارس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے بے حس بنا دیا تھا۔ وہ گودام کے ایک بستر پر پڑا جیسے دماغی اور جسمانی کمزوری میں مبتلا تھا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے ایک بہت ہی رس بھری آواز سنائی دی کوئی کہہ رہی تھی "ہیلو پارس! سنا ہے تم بہت زبردست ہو' بلا کے مکار ہو۔ میں پانچ منٹ سے تمہارے چور خیالات پڑھ رہی ہوں فی الحال مکاری کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔ جتنی تعریف سنی تھی اس کے برعکس چوہے نظر آ رہے ہو۔"

پارس کی کمزور سوچ نے پوچھا "تم کون ہو؟"

"میرا کوئی نام نہیں ہے' کوئی پہچان نہیں ہے۔ آج سے تم ساری زندگی صرف میری آواز سنتے رہو گے اور ایک غلام کی طرح میرے احکامات کی تعمیل کرتے رہو گے۔"

"میں تمام خیال خوانی کرنے والیوں کی آواز پہچانتا ہوں' تم سب سے مختلف ہو۔ میں پہلی بار یہ آواز سن رہا ہوں' صرف اتنا بتا دو تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے؟"

"تمہیں اپنے کسی سوال کا جواب نہیں ملے گا۔ دیکھو اب تم سو رہے ہو' تمہاری آنکھیں بند ہو رہی ہیں۔"

وہ تنویمی عمل شروع کر چکی تھی۔ میں نے سمجھ لیا تھا کہ وہ ہماری جوجو ہے۔ اس کی سوچ کو' اس کی آواز اور لہجہ کو اس کے نام اور اس کی زندگی کو بدل دیا گیا ہے۔ وہ اپنی پچھلی زندگی بھول چکی ہے اور یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ ابھی اپنے ہی شوہر پر تنویمی عمل کر رہی ہے۔

پاسکل بوبا اُدھر الپا پر عمل کر رہا ہو گا۔ میں پارس کو چھوڑ کر الپا کے پاس نہیں جا سکتا تھا مگر یقین تھا کہ میری طرح لیلیٰ اسے سنبھال رہی ہو گی۔

بعد میں پتا چلا وہاں دوسرا کھیل شروع ہو گیا ہے۔ ہوا یہ کہ سلطانہ نے لیلیٰ کے پاس آ کر کہا تھا "مسز سونیا بلا رہی ہیں۔"

لیلیٰ نے سونیا کے پاس جا کر کہا "میں بہت مصروف ہوں ذرا بھی دیر ہو گئی تو پاسکل الپا کے دماغ میں آ جائے گا اور ہماری چال ناکام ہو جائے گی۔"

اس نے سونیا کو مختصراً حالات بتائے۔ سونیا نے کہا "تم بے شک الپا کے دماغ پر قبضہ جما کر رہو لیکن اسے پاسکل کی معمولہ

بن جانے دو۔"

"مسز! آپ کیا کہہ رہی ہیں؟"

"جو کہہ رہی ہوں اس پر فوری عمل کرو۔"

لیلیٰ وہاں سے الپا کے دماغ میں آئی۔ اس پر قبضہ جما کر رکھا کہ میرے پاس آ کر سونیا کی ہدایت سنائے گی لیکن وہ میرے پاس نہ آ سکی۔ الپا کے دماغ میں پاسکل کی آواز سنائی دے رہی تھی' وہ تنویمی عمل شروع کر رہا تھا۔ ایسی حالت میں وہ الپا کو چھوڑ آتی تو پاسکل کو معلوم ہو جاتا کہ الپا کا دماغ کمزور نہیں ہے۔

یوں لیلیٰ نے اس کے دماغ کو کمزور بنائے رکھا۔ پاسکل کامیابی سے عمل کرتا گیا' اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بناتا گیا۔ الپا کو پتا نہیں چلا کہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ اس نے اپنی دانست میں اپنا دماغ رسونتی کے قبضے میں دیا تھا اور خود اپنے آپ سے غافل ہو گئی تھی۔

میں اپنے بیٹے اور بہو کے پاس مصروف تھا۔ ہمیں آپریشن کے ذریعے معلوم ہو گیا تھا کہ دماغی آپریشن کے بعد وہ بچگانہ ذہن والی جوجو نہیں رہی تھی' بہت ہی سنجیدہ اور ذہین لڑکی بن گئی تھی۔ میں ابھی اس کا بدلہ ہوا لہجہ سن رہا تھا۔ اس کی آواز جتنی شیریں تھی لہجے میں اتنی ہی سختی تھی۔ اس کی باتوں سے اس کی مستقل مزاجی اور قوتِ ارادی کا پتا چلتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ میں ابھی ذرا بھی چوکتا تو وہ میرے اور پارس کے فراڈ کو پکڑ لیتی برسوں سے ہماری دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کی بچگانہ سوچ ختم کرے اور اسے پارس کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کا شعور دے۔ اب ہماری دعا قبول ہو گئی تھی۔ کوئی بات نہیں کہ اس کی آواز اور لہجہ بدلا ہوا تھا' وہ خود بدل گئی تھی' ہمیں اجنبی سمجھتی تھی کہ ایک عرصہ بعد ہم باپ بیٹے نے اسے اپنے بہت قریب پایا تھا۔

جب وہ عمل مکمل کر کے پارس کو تنویمی نیند سلا کر چلی گئی تو اس نے پوچھا "پاپا! آپ نے اسے پہچانا؟"

"بیٹے' وہ ہماری جان ہے کیسے نہیں پہچانوں گا۔ یوں بھی ماسک مین کے پاس پاسکل کے علاوہ ایک جوجو ہی خیال خوانی کرنے والی ہے۔"

"میری تنویمی نیند کا وقت ہوتے ہی وہ اپنے عمل کا نتیجہ دیکھنے آئے گی۔ اگر میں نے سانس روک لی تو ہماری چالاکی ظاہر ہو جائے گی۔"

"اپنے آپ کو میرے حوالے کر دو میں تم پر عمل کروں گا۔"

"آپ میرے دماغ میں یہ بات نقش کر دیں گے کہ میں [illegible] کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کروں گا۔"

"جوجو نہیں روز میری' اس نے ابھی تنویمی عمل کرتے وقت اپنا نام روز میری بتایا تھا۔"

"یہ نام بھی بہت پیارا ہے' میں آپ کی موجودگی میں ٹھنڈی آہیں نہیں بھر سکتا۔"

"بکواس نہ کرو۔ آنکھیں بند کر کے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دو۔"

اس نے میری ہدایات پر عمل کیا۔ میں نے اپنا عمل کرتے ہوئے یہ باتیں اس کے دماغ میں نقش کیں کہ وہ روز میری کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا' سانس نہیں روکے گا لیکن لاشعور کو سمجھا دے گا کہ وہ آ گئی ہے۔ اس کے آتے ہی تمام اہم راز دماغ کے خفیہ خانے میں منتقل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد میں اسے تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ کر لیلیٰ کے [illegible] اس نے کہا "میں مسز کے پاس گئی تھی' آپ ایک بات بتائیں۔ کسی موقع پر آپ مجھے ایک حکم دیں اور مسز اس حکم کے خلاف دوسرا حکم دے تو مجھے کس کے حکم پر عمل کرنا چاہئے؟"

"تم حکم کا لفظ کیوں استعمال کر رہی ہو؟ کیا میں نے یا سونیا نے کبھی حاکم بن کر فرمان جاری کیا ہے۔"

"مسز تو بہت اچھی ہیں محبت کرنے والی بڑی بہن کی طرح پیش آتی ہیں لیکن آپ کی ہر بات میرے لئے حکم کا درجہ رکھتی ہے۔"

"یہ تمہارے احساسات اور جذبات ہیں' ویسے سونیا اگر کبھی میرے مشورے کے خلاف کوئی مشورہ دیا کرے تو اس پر عمل کیا کرو۔ اس کے پاس خداداد ذہن ہے' وہ برق رفتاری سے جتنی دور دیکھتی ہے ہم وہاں تک نہیں دیکھ پاتے۔"

"آپ نے میرے سر سے ایک بڑا بوجھ ہٹا دیا ہے۔ میں نے مسز کے مشورے کے مطابق پاسکل بوبا کو کامیابی سے تنویمی عمل کا موقع دیا ہے۔ الپا اس کی تابعدار بن چکی ہو گی۔"

"آؤ ہم سونیا کے پاس چلتے ہیں۔"

ہم نے اس کے پاس آ کر گڈ ورڈز ادا کئے پھر میں نے پوچھا۔ "تم نے الپا کو پاسکل کا تابعدار بنا دیا ہے؟"

"کیا عمل ہو چکا ہے؟"

لیلیٰ نے کہا "جی ہاں۔"

سونیا نے پوچھا "فرہاد! تمہیں کیا پریشانی ہے؟"

"پریشانی یہ ہے کہ تمہاری چال سمجھ میں نہیں آتی۔"

"یعنی بڑھاپا طاری ہو گیا ہے' عقل کام نہیں کرتی؟"

"الٹی بات کر رہی ہو' جوانی پلٹ آئی ہے' میرے خیالوں میں اور آس پاس جہاں تک نظر جاتی ہے پھول ہی پھول کھل رہے ہیں۔ تمہیں یاد ہو گا جوانی میں عقل کم اور جذبات زیادہ ہوتے ہیں اس لئے عقل کا کام تمہارے حوالے کر دیا ہے۔"

"اپنی نالائقی کو نہ چھپاؤ۔ آئندہ تم پاسکل کی آواز اور لہجے میں الپا کے پاس جایا کرو گے تو وہ تمہیں محسوس نہیں کرے گی۔ اس طرح پاسکل اسے معمولہ بنا کر جو بھی کام لے گا تمہیں اس کی خبر ہوتی رہے گی۔"

"واہ کیا شیطانی دماغ پایا ہے' الپا جیسا اہم مہرہ دشمنوں کے حوالے کر دیا مگر اسے اپنے پاس بھی رکھا ہے۔"

لیلیٰ نے کہا "مسز! آپ کے پاس آ کر پتا چل رہا ہے' آپ طیارے میں سفر کر رہی ہیں۔ کہاں جا رہی ہیں؟"

اس نے جواب دیا "ثانی اور علی پیرس آ رہے تھے ان کا طیارہ طوفان میں بھٹک کر ماریطانیہ کے شمالی صحرا میں پہنچ گیا تھا طیارہ واپس آ گیا ہے۔ وہ دونوں نہیں آئے ہیں۔ سلمان نے ایک جگہ کی نشاندہی کی ہے میں وہاں جا رہی ہوں۔"

ہم سونیا کے دماغ سے واپس آ گئے۔ میں ایک جگہ بندرگاہ والی سڑک کے کنارے اپنی کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لوگ الپا اور پارس کو گودام میں لیجا کر اپنی دانست میں تنویمی عمل کرا چکے تھے۔ ہمارا کام بھی ہو چکا تھا۔ اب ان کی تنویمی نیند کے بعد معلوم ہونے والا تھا کہ پاسکل اور جوجو کیا چاہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں ادھر گولڈن برین کے ایجنٹ بھی الپا اور پارس کو اسرائیل پہنچانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

لیلیٰ نے پوچھا "میں جاؤں؟"

"میں ہمیشہ آنے کو کہوں گا۔ جانے کو کس دل سے کہوں۔"

"میں زیادہ رہوں گی تو بیزار ہو کر کہہ دیں گے۔"

"ہرگز نہیں۔ کوئی مسرتوں کو اپنے گھر سے رخصت نہیں کرتا مگر ہاں تم بہت دیر سے مصروف ہو میں تمہیں آرام کرنے کو نہ کہوں تو یہ زیادتی ہو گی۔"

"اچھا دو گھنٹے بعد آؤں؟"

"میں بے چینی سے انتظار کروں گا۔"

وہ خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔ میں نے ایک ہوٹل میں آ کر کھانے پینے میں وقت گزارا۔ گولڈن برین کے ایجنٹ کے دماغ میں جا کر معلوم کیا' اس کی سوچ سے پتا چلا الپا اور پارس ابھی تک سو رہے ہیں' گولڈن برین نے حکم دیا ہے کہ دونوں کو رات نو بجے تک لانچ میں پہنچا دیا جائے۔ میں نے گھڑی دیکھی سات بج رہے تھے۔ اندھیرا ہو چکا تھا۔ ابھی دو گھنٹے انتظار کرنا تھا' میں ایک گھنٹے بعد الپا کے دماغ میں جانا چاہتا تھا' لیلیٰ نے آ کر کہا "مجھے آنے میں دیر ہو گئی میں نے سوچا تھا کہ پاپا! آنے سے پہلے الپا کی خبر لوں' وہاں پاسکل کے لہجے میں گئی تو وہ موجود تھا' الپا اس کی معمولہ بن کر اسے بتا رہی تھی کہ وہ گولڈن برین کے ایجنٹوں کی قید میں ہے۔"

"اس نے یہ بھی بتایا ہو گا کہ وہ اور پارس اعصابی کمزوری میں مبتلا نہیں ہوئے تھے اور انہوں نے دوا ملا ہوا سوپ نہیں پیا تھا۔"

"دونوں نے سوپ پیا تھا اس لئے الپا نے سوپ پینے کی بات بتائی ہے۔ پاسکل کو یقین ہو گیا ہے کہ اسی وجہ سے تنویمی عمل کامیاب رہا ہے۔"

"اب وہ کیا چاہتا ہے؟"

"وہ گولڈن برین کے ایجنٹوں کو اغوا کے سلسلے میں ناکام بنانا چاہتا ہے۔ الپا کو حکم دے رہا تھا کہ ایک دوسرا ہیلی کاپٹر آئے گا اور اسے رومانیہ لے جائے گا۔"

"اس کا مطلب ہے ماسک مین کے اور گولڈن برین کے آدمیوں میں ٹکراؤ ہو گا۔"

"شاید گولڈن برین کے تمام آدمیوں سے ٹکراؤ نہ ہو کیونکہ ماسک مین کا ہیلی کاپٹر ایک گھنٹا پہلے آنے والا ہے۔ آپ ذرا غور کریں ان کے جھگڑے میں ہمارے پارس کو نقصان نہ پہنچے۔"

"ہم ذرا یہ دیکھیں کہ جوجو پارس کے پاس آکر کیا کہتی ہے۔"

لیلیٰ میرے دماغ میں تھی' میں نے پارس کے پاس پہنچ کر کہا۔ "میں تمہاری ماما رسونتی بول رہی ہوں۔"

اس نے کہا "ماما! آپ بعد میں آئیں۔ میں الپا سے ضروری باتیں کروں گا۔ میں سمجھ گیا اس کے دماغ میں جوجو ہے میں نے واپس آکر جوجو کا موجودہ لہجہ اختیار کیا پھر اس کے دماغ میں گیا وہ اور جوجو مجھے محسوس نہ کرسکے۔ جوجو پوچھ رہی تھی "کیا الپا سے تمہارے اتنے گہرے تعلقات ہیں کہ تم ماں کو دماغ سے نکال دیتے ہو؟"

وہ بولا "میں نے ایسا پہلی بار کیا ہے۔ تمہاری موجودگی کو چھپانے کے لئے مجھے یہی بات سجھائی دی تھی۔"

"تم جانتے ہو میں کون ہوں؟"

"میں نہیں جانتا' پتا نہیں کیوں تمہاری آواز سے متاثر ہوں۔ جی چاہتا ہے تمہاری ایک آواز پر جان قربان کردوں۔"

"کیا میرے لئے الپا کو چھوڑ سکتے ہو؟"

"چھوڑ دوں گا مگر میرا دل دُکھے گا۔"

"میں اپنے تابعدار کا دل نہیں دُکھاؤں گی تمہارے لئے ایک ہیلی کاپٹر آئے گا اس میں الپا بھی تمہارے ساتھ جائے گی۔"

"تم مجھے کہاں لے جانا چاہتی ہو؟"

"مجھ سے سوال نہ کرو۔"

"میں تمہیں پہلے بتا دیتا ہوں کہ ہیلی کاپٹر مجھے نہ لے جاسکے گا۔"

"ایسی کیا بات ہے؟"

"ہماری سونیا مما ہم دونوں بھائیوں کو اجازت کے بغیر سسرال جانے نہیں دیتیں۔"

"میں نے سونیا کہ مکمل ہسٹری پڑھی ہے' اس کی ویڈیو رپورٹ بھی دیکھی ہے۔ بیشک وہ بہت چالاک بہت خطرناک ہے مگر مجھ سے ٹکرانا مہنگا پڑے گا۔"

پارس نے پوچھا "بے بی! تمہاری عمر کیا ہے؟"

"مجھ سے اس انداز میں گفتگو نہ کرو ورنہ دماغ میں زلزلہ آجائے گا۔"

"میں تو تمہاری بھلائی کی بات کر رہا ہوں تم زلزلے کو دعوت کیوں دے رہی ہو۔"

"اگر میں سونیا کا غرور خاک میں ملا دوں تو؟"

"تو میں تم سے شادی کرلوں گا۔"

"یو شٹ اپ! میں ایک گھنٹا بعد آؤں گی۔ پھر جیسا کہوں گی تم ویسا ہی کرتے رہو گے۔"

"میں نے کبھی لڑکیوں کا دل نہیں دکھایا ہے' وہ جیسا کہتی ہیں ویسا ہی کرتا ہوں۔"

"میں نے تمہاری بھی ہسٹری پڑھی ہے... تمہیں اس لئے برداشت کر رہی ہوں کہ تم پیدائشی ڈھیٹ اور بے شرم ہو۔"

وہ چلی گئی میں بھی دماغی طور پر حاضر ہوگیا لیلیٰ نے کہا "پارس اس کا معمول نہیں ہے ہم اسے کہیں جانے سے روک دیں گے لیکن الپا کا کیا بنے گا؟"

"ہم اسے جانے دیں گے اور کوشش کریں گے کہ وہ ماسک مین کا اعتماد حاصل کرتی رہے۔ ہم نے پارس کو ابھی تک الپا کے متعلق کچھ نہیں بتایا ہے۔"

میں پھر پارس کے پاس آیا' کوڈ ورڈز ادا کئے۔ اس نے کہا "پاپا آپ سمجھ گئے ہوں گے میں نے آپ کو دماغ سے جانے کے لئے کیوں کہا تھا؟"

"ہاں' سمجھ گیا تھا دوسری بار جوجو کے موجودہ لہجے میں آیا تو تم دونوں مجھے محسوس نہ کرسکے۔"

"چلیں اچھا ہے' آپ نے سن لیا کہ وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے مجھے اور الپا کو کہیں پہنچانا چاہتی ہے۔"

"میں نے تمام باتیں سنی ہیں۔ تم نہیں جاؤ گے لیکن الپا جائے گی۔"

"کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں' ہم نے الپا کو پاسکل کی معمولہ اور تابعدار بنا دیا ہے آئندہ میں اس کے دماغ میں جاکر معلوم کرتا رہوں گا کہ ماسک مین اس سے کیا کام لے رہا ہے' کیا اس کے جانے سے تمہیں افسوس ہوگا؟"

"میں کوئی عاشق نہیں ہوں۔ الپا بہت اچھی ہے اور جب تک ہمارے لئے اچھی رہے گی ہم دشمنوں کے ملک میں بھی اس کے لئے جان کی بازی لگاتے رہیں گے۔ اس سے کبھی ملتا رہوں گا کبھی بچھڑتا رہوں گا لیکن اسے شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔"

"ماسک مین کے آدمی تم دونوں کو لے جانے آئیں گے۔ تم جوجو کی مرضی کے مطابق ان کے ساتھ جاؤ گے۔ تمہیں ان سے چھڑا کر لے آنا میرا کام ہے۔"

"او کے پاپا!"

میں دماغی طور پر حاضر ہو کر گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا اس گودام کے قریب آیا جہاں الپا اور پارس کو قید کیا گیا تھا۔ لیلیٰ پاسکل کا لہجہ اختیار کر کے الپا کے پاس آگئی۔ اس کی سوچ میں سائیں کی عامل کے حکم کے مطابق ہیلی کاپٹر میں جاؤں گی کیا پارس سے جدا ہو جاؤں گی؟"

اس سوچ کے تحت اس نے پارس کو دیکھ کر کہا "اگر میں کہیں جاؤں گی تو تم بھی میرے ساتھ جاؤ گے نا؟"

وہ پارس کے بستر پر آگئی۔ پارس نے پوچھا "تم کہاں جاؤ گی؟"

"پتا نہیں' ایک ہیلی کاپٹر میرے لئے آئے گا۔"

وہ بولا "پھر تو عجیب سی بات ہے میرے لئے بھی ایک ہیلی کاپٹر آئے گا۔"

"میں تمہارے ہیلی کاپٹر میں جاؤں گی۔"

"روز میری یہی کہہ رہی تھی' تم میرے ساتھ جاؤ گی۔"

"یہ روز میری کون ہے؟"

"پتا نہیں کون ہے۔ میں نے پہلی بار اپنے اندر اس کی آواز سنی ہے۔ وہ آتی ہے تو میں سانس نہیں روک سکتا۔"

"میرے اندر پاسکل آتا ہے.... میں پہلے پاسکل سے کتنی نفرت کرتی تھی۔ مگر اس کا دماغ میں آنا اچھا لگتا ہے اس کی ہر بات میرے لئے قابل قبول ہوتی ہے۔"

"کیا وہ مجھ سے زیادہ اچھا لگتا ہے؟"

"تم سے اچھا کوئی ہو نہیں سکتا۔ میرا دل میری دنیا سب تمہارے لئے ہے لیکن پاسکل ایک باس کی حیثیت سے اچھا لگتا ہے اس کی ہر بات ماننے کو جی چاہتا ہے۔ تم بتاؤ کیا روز میری مجھ سے زیادہ حسین ہے؟"

"میں نے اسے دیکھا نہیں ہے۔ صرف اس کی آواز سنی ہے۔ ویسے میری آنکھیں کہتی ہیں کہ تم سے زیادہ حسین کوئی نظر نہیں آتی ہے۔"

اس نے خوش ہو کر اپنا سر اس کے شانے پر رکھ دیا اسے پاسکل کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا "تیار رہو ہمارے آدمی پہنچ رہے ہیں۔ تمہیں ساتھ لے جائیں گے۔"

وہ بولی "میں پارس کے ساتھ جاؤں گی۔"

"ہاں یہ بھی تمہارے ساتھ جائے گا۔"

ادھر جوجو پارس سے کہہ رہی تھی "ہمارے آدمیوں سے تعاون کرو وہ تم دونوں کو ایک لانچ میں پرنس آئی لینڈ لے جائیں گے وہاں ایک ہیلی کاپٹر تمہارے لئے موجود رہے گا۔"

"اچھی بات ہے آنٹی!"

"اے! تم مجھے آنٹی کیوں کہہ رہے ہو۔"

"تم نے مجھے اپنی عمر نہیں بتائی ہے اس لئے تمہیں کیا کہوں۔"

"کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے اپنا کام کرتے رہو۔"

"بولو کیا کروں؟"

"گودام کا دروازہ اندر سے بند ہے اسے کھولو۔"

اس نے الپا سے سرگوشی میں کہا "ایجنٹ کے دماغ سے کام لو سے دروازہ کھولنے پر مجبور نہ کرو۔"

وہ ایجنٹ کے پاس گئی لیلیٰ دوسرے ایجنٹ کے دماغ میں آگئی ایک نے الپا کی مرضی کے مطابق آگے بڑھ کر دروازہ کھولا دوسرے ماتحت نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ لیلیٰ اسے قابو میں رکھے ہوئے تھی۔ گودام کا گیٹ کھلتے ہی کچھ لوگ اندر آئے آگے دو افراد کے پاس ریوالور تھے۔ ان میں سامنے لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے دونوں ماتحتوں اور ان کے آلۂ کاروں کو گولیاں ماردیں پھر ایک نے الپا اور پارس سے کہا "کم آن ہری اپ۔"

وہ دونوں بستر سے اٹھ کر تیزی سے چلتے ہوئے گودام سے باہر آئے مسلح افراد نے ان کے لئے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ پارس جلدی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک مسلح شخص سے ٹکرا گیا۔ اس شخص نے کہا مسٹر! گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے آرام سے چلو۔"

اس طرح پارس نے مجھے ایک شخص کی آواز سنائی! اس سے پہلے ایک اور شخص نے انہیں جلدی چلنے کے لئے کہا تھا۔ اس طرح لیلیٰ کو اس کے دماغ میں جگہ مل گئی تھی وہ اپنی بڑی سی گاڑی میں بندرگاہ کے ایک دور افتادہ حصے کی طرف جارہے تھے۔

ہمیں اس لانچ کا نام معلوم ہوگیا جس میں وہ پرنس آئی لینڈ جانے والے تھے۔ میں ان سے پہلے اس لانچ میں پہنچ گیا اس کا مالک خود پائلٹ تھا اس کے ساتھ ایک اسٹیورڈ تھا۔ ماسک مین کے آدمیوں نے اس لانچ کو کرائے پر حاصل کیا تھا میں نے اس کے مالک سے مصافحہ کرتے ہوئے پوچھا "کیا مجھے پرنس آئی لینڈ پہنچا سکتے ہو؟"

اس نے کہا "سوری' یہ لانچ ریزرو ہوچکی ہے۔"

میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا اس نے میری مرضی کے مطابق اسٹیورڈ سے کہا "میں اس اجنبی مسافر کو اپنا بھائی بنا کر لے جاؤں گا میرا خیال ہے لانچ ریزرو کرانے والوں کو اعتراض نہیں ہوگا۔"

اسٹیورڈ نے کہا "آپ مالک ہیں اصولاً کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔"

میں نے کہا "تم مجھے بھائی نہیں ایک اور اسٹیورڈ ظاہر کرو. اس طرح وہ لوگ مجھے غلام سمجھ کر برداشت کرلیں گے۔"

میں نے دو سو ڈالر جیب سے نکال کر دیے۔ لانچ کا مالک خوش ہو کر میرے شانے تھپکتے ہوئے بولا "کسی کا باپ بھی تمہیں لانچ سے جانے کو نہیں کہے گا۔"

اسی وقت ان کی گاڑی ساحل پر آکر رکی۔ اس میں سے الپا اور پارس مسلح آدمیوں کے ساتھ باہر آئے پھر لانچ میں پہنچے۔ وہ تعداد میں پانچ تھے ان میں سے ایک نے مجھے دیکھ کر پوچھا "یہ کون ہے؟"

"یہ بھی اسٹیورڈ ہے۔"

"مگر تم نے تو کہا تھا تمہارا ایک ہی ملازم ساتھ جائے گا۔"

"میں کچھ بیمار ہوں اس لئے دوسرے کو ساتھ لے جارہا ہوں۔ بائی دی وے' تمہیں اعتراض کیوں ہے؟ تم نے کہا تھا تمہارے ساتھ کوئی غیر قانونی سامان نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو ہر اجنبی پولیس والا نظر آتا ہے۔ میرا یہ ملازم تمہیں کیا دکھائی دے رہا ہے؟"

ایک نے ریوالور دکھاتے ہوئے کہا "ہم پولیس والوں کو بھی گولی مار سکتے ہیں۔ لیکن اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہمارا یہ سفر واقعی غیر قانونی نہیں ہے اب دیر نہ کرو' چلو۔"

میں نے اور اسٹیورڈ نے لنگر اٹھایا۔ مالک نے پائلٹ کی

حیثیت سے لانچ کو اسٹارٹ کیا پھر ہم کھلے سمندر میں جانے لگے۔
میں اور لیلیٰ دو افراد کے دماغوں میں پہلے ہی پہنچ گئے تھے لانچ میں آکر میں نے تیسرے شخص کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ پریشان ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ پھر عرشہ کی ریلنگ کے پاس آکر اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا۔ اس کے ذریعے کسی سے کچھ بولنے لگا۔

وہ ماسک مین سے یا استنبول کے باس سے کہہ رہا ہوگا کہ کوئی اس کے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔ وہ خطرے کا سگنل دے رہا ہوگا۔
جب اس نے ٹرانسمیٹر کو آف کیا تو میں جوجو کا لہجہ اختیار کر کے پارس کے دماغ میں پہنچا' جوجو وہاں پہلے سے موجود تھی اور پارس سے پوچھ رہی تھی "کیا تمہاری ماں کو معلوم ہو چکا ہے کہ میں تمہیں کہیں لے جا رہی ہوں؟"

"وہ میرے دماغ میں آتی جاتی رہتی ہیں وہ سب کچھ جانتی ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے پوچھ رہی تھیں کیا میں ذہنی طور پر کسی کا غلام بن گیا ہوں۔ میں نے انکار کیا مگر وہ میری بات پر بھروسا نہیں کر رہی ہیں۔"

"تمہاری ماں میرے ایک آدمی کے دماغ میں آنا چاہتی تھی۔ اسے منع کرو میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کروں گی۔"

"جو تمہیں پسند نہیں ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے لیکن یہ سب کچھ سونیا مما کی طرف سے ہو رہا ہے۔ میرا ان سے رابطہ نہیں ہے ورنہ کہہ دیتا کہ اپنی خوشی سے روز میری کے پاس جا رہا ہوں۔"

"کیا سونیا تمہارے لئے ہیلی کاپٹر لے کر آئے گی؟"

"مما اتنی سی بات کے لئے خود نہیں آئیں اور نہ ہی اپنے ہیلی کاپٹر کا ایندھن ضائع کرائیں گی۔"

"تم سمجھتے ہوگے کہ وہ کیا کرے گی؟"

"وہ کس موقع پر کیا کر گزرتی ہیں یہ میرا باپ بھی نہیں سمجھ پاتا۔"

"تم لوگوں کا ایک اور خیال خوانی کرنے والا برائن وولف کہاں ہے؟"

"وہ صاحب نیا رومانس فرما رہے ہیں۔"

"سیدھی طرح بتاؤ۔"

"سیدھی سی بات کہہ رہا ہوں۔ اگر تم ان کے دماغ میں کبھی پہنچو گی تو ایک ہی صدا سنائی دے گی ہائے لیلیٰ' ہائے لیلیٰ۔"

میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ اگرچہ وہ میرے متعلق ایسی باتیں کر رہا تھا لیکن میں اس کا طریقِ کار سمجھ رہا تھا۔ وہ دراصل جوجو کو باتوں میں الجھا رہا تھا مجھے کچھ کر گزرنے کا موقع دے رہا تھا۔ میں نے لیلیٰ سے کہا "پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جماؤ اور لانچ کا رخ مغرب کی سمت کرو۔"

وہ چلی گئی۔ ہم دو مسلح دشمنوں کے اندر پہنچ سکتے تھے تیسرا سانس روک لیتا تھا۔ میں نے چوتھے دشمن کے دماغ میں پہنچنا چاہا اس نے بھی سانس روک لی! اپنے ساتھی سے بولا "کوئی میرے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔"

میں قریب ہی کھڑا لانچ کے رسّے کو لپیٹ کر بنڈل باندھ رہا تھا۔ وہ دونوں مجھے گھور کر دیکھ رہے تھے۔ میں پانچویں شخص کے دماغ میں گیا اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ میں نے اس کی زبان سے کہا "یارو! میرے دماغ میں بھی کوئی آ رہا ہے۔"

ایک نے پوچھا "تم نے کیسے سمجھ لیا؟ تم نے تو کہا تھا کہ یوگا کے ماہر نہیں ہو!"

وہ ریوالور نکال کر نشانے پر رکھتے ہوئے بولا "تم لوگ یوگا کے ماہر ہو کر کون سا اپنا بچاؤ کر لوگے؟ اس وقت تم دونوں نشانے پر ہو ذرا بھی حرکت کرو گے تو وہ خیال خوانی کرنے والا تمہیں گولی مار دے گا۔ میں کچھ نہیں کروں گا سمجھ گئے نا؟"

وہ دونوں ہکا بکا سے رہ گئے تھے۔ ایک نے بڑی آہستگی سے اپنا ہاتھ ریوالور کی طرف لیجانا چاہا میرے معمول نے اس کے ہاتھ میں گولی ماری۔ وہ ہاتھ تھام کر چیخنے لگا۔ میں نے دونوں کے پاس آکر ان کی جیب سے ریوالور نکال کر اپنے معمول سے بھی ریوالور لیا پھر ان سب کو سمندر میں پھینک دیا اس کے بعد کہا۔
"اب ہم نہتے ہیں۔ مردوں کی طرح اپنی قسمت کا فیصلہ کریں گے۔"

ان سب نے ایک ساتھ مجھ پر چھلانگ لگائی۔ چھلانگ میں نے بھی لگائی' ایک کو فلائنگ کک ماری' باقی دو ایک ساتھ چھلانگ لگانے کے باعث خود ہی آپس میں ٹکرا گئے۔ میں نے موقع پا کر لیلیٰ سے کہا "لانچ کے نچلے حصے میں دو مسلح افراد ہیں انہیں سمندر میں پھینک دو۔"

میں صرف چند سیکنڈ کے لئے لیلیٰ کے پاس گیا تھا' واپس آتے ہی منہ پر ایک گھونسا پڑا۔ اس سے پہلے کہ سنبھلتا دوسرا گھونسا پیٹ میں لگا۔ میں تکلیف سے جھکا تو تیسرے نے میرے منہ پر ٹھوکر ماری۔ میں لڑکھڑاتا ہوا پیچھے جا کر ریلنگ سے ٹکرایا وہ ریلنگ نہ ہوتی تو سیدھا سمندر میں چلا جاتا۔ وہاں ٹکراتے ہی ایک دشمن نے مجھ پر چھلانگ لگائی میں نے فوراً بیٹھ کر اسے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کے اوپر سے پھینکا۔ اس کے حلق سے چیخ نکلی وہ نیچے سمندر میں گیا پانی اچھل کر عرشے تک آیا باقی دونوں میری طرف آ رہے تھے ایک کا پاؤں عرشے پر آنے والے پانی سے پھسل گیا۔ میں نے اسے ٹانگ سے پکڑ کر کھینچا پھر اسے بھی ایک گول چکر دے کر سمندر میں پہنچا دیا۔ تیسرا رک گیا۔ پیچھے ہٹتے ہوئے بولا "کون ہو تم؟"

میں اس کی طرف بڑھنے لگا' وہ پیچھے ہٹ کر بولا "صرف ایک بات کا جواب دو' کیا ہمارے دوست بن سکتے ہو؟"

"تم دوست بنانا نہیں چاہتے میری آواز اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سنانا چاہتے ہو تو میں سنا رہا ہوں۔"

اسی وقت پرائی سوچ کی لہر محسوس ہوئی میں نے سانس روک لی' مگر چیخنے لگا جیسے میرے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا گیا ہو۔ پیچھے ہٹ رہا تھا قہقہہ لگاتے ہوئے آگے بڑھا "اب کیسے بچو گے

خیال خوانی کرنے والوں سے ٹکرا رہے تھے۔ اب تو میں ہارے تمہیں سمندر میں......"

میں نے اچانک کراٹے کا ایک ہاتھ مارا۔ وہ لڑکھڑایا' دوسرے ہاتھ میں چکرا گیا' گرنا ہی چاہتا تھا کہ میں نے اسے اٹھا کر سمندر میں گرا دیا پھر لیلیٰ کے پاس جا کر معلوم کیا لانچ کے نچلے حصے میں بھی کوئی دشمن نہیں رہا تھا۔ وہ بولی "میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ہم اتنی آسانی سے بازی جیت لیں گے۔"

میں نے کہا "ابھی بازی ختم نہیں ہوئی ہے' میں نے جوجو کی موجودہ ذہانت کے متعلق جو سنا ہے اس کے مطابق وہ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑے گی' ابھی اس کے ہاتھ میں کئی مہرے ہیں۔"

میری بات ختم ہوتے ہی اچانک میرے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی میں ایک دم سے چکرا کر گر گیا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ میں نے سنبھلنے کی کوشش کی' ڈوبتی ہوئی نظروں سے دیکھا لانچ کے اسٹیورڈ نے ایک موٹی سی لوہے کی سلاخ سے میرے سر پر ضرب لگائی تھی۔ اسے مجھ سے کوئی دشمنی نہیں تھی' جوجو نے اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے اپنا آلۂ کار بنایا تھا۔

وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ اس نے اسٹیورڈ کو دوسری بار حملے کے لئے مجبور کیا۔ پہلی ضرب اتنی شدید تھی کہ میں تمامتر کوشش کے باوجود اپنے پیروں پر کھڑا رہنے کی کوشش میں ناکام ہو رہا تھا۔ اسے دوسرے حملے سے نہیں روک سکتا تھا۔ اس نے لوہے کی سلاخ کو دونوں ہاتھوں سے اٹھایا۔ میرا سر پھر نشانے پر تھا۔ ایسی ہی بے بسی کے لمحات میں اس کی کمر پر لات پڑی۔ وہ ڈگمگاتا ہوا میرے قدموں میں آکر گرا۔ پارس نے اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اٹھایا پھر پے در پے گھونسے مارتے ہوئے کہنے لگا "نکل جاؤ۔ اس کے دماغ سے نکل جاؤ' یہ بے چارہ لانچ میں ملازم ہے۔ میں اسے سمندر میں پھینکنا نہیں چاہتا لیکن تم اسے آلۂ کار بنائے رکھو گی تو مجبوراً اسے ختم کرنا ہوگا۔"

جوجو نے اس کے دماغ میں آکر کہا "پارس! میں حکم دیتی ہوں اسٹیورڈ کو چھوڑ دو۔ ورنہ میں تمہارے دماغ پر قبضہ جما کر تمہارے ہاتھوں سے اسے ہلاک کروں گی۔ میں سمجھ گئی ہوں یہ خیال خوانی کرنے والا برائن وولف ہے۔"

"یہ سمجھ گئی ہو تو یہ بھی سمجھ لو کہ ہم مسٹر وولف کو باپ کی طرح چاہتے ہیں۔ تم نے ان پر حملہ کرانے کی بہت بڑی غلطی کی ہے۔ کاش تمہیں یاد ہوتا کہ تم روز میری نہیں ہو۔ تمہارا نام جوجو ہے تم میری شریکِ حیات ہو۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"جسے تم بکواس سمجھ رہی ہو وہ تمہاری زندگی کی سچائی ہے۔ تم میری زندگی ہو۔ میری جان ہو۔ اسی لئے میں نے تمہیں اپنے دماغ میں آنے کی اجازت دی۔ اگر تم غیر ہوتیں تو میرے دماغ میں تو کیا میری زندگی میں بھی نہیں آسکتی تھیں۔"

"بہت ڈینگیں مار رہے ہو۔ تمہیں سزا دینی ہی ہوگی۔"

وہ دماغی جھٹکا پہنچانا چاہتی تھی۔ پارس نے سانس روک لی۔ وہ دماغ سے نکل کر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ سوچنے لگی یہ کیا ہو گیا۔ میں نے اچھی طرح تنویمی عمل کیا تھا۔ اسے اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا پھر وہ میری خیال خوانی کے شکنجے سے آزاد کیسے ہو گیا؟

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹہلنے لگی۔ ٹہلتے ہوئے غور کرنے لگی کہ اس سے کہاں غلطی ہوئی ہے؟ اور اس نے کب دھوکا کھایا ہے؟

وہ وارسا کے ایک خوبصورت سے سرکاری بنگلے میں تھی۔ پچھلی شام ماسکو سے یہاں آئی تھی۔ یہاں الپا اور پارس کو بلا کر انہیں اپنے ساتھ ماسکو لے جانا چاہتی تھی لیکن پہلی بار فرہاد کے ایک بیٹے سے سامنا کرتے ہی ناکامی ہو رہی تھی۔

اس نے ماسکو کے ایک ٹریننگ سینٹر میں ذہانت اور حاضر دماغی کے کتنے ہی امتحانات پاس کئے تھے' چھ ماہ تک پولینڈ' ہنگری اور رومانیہ جا کر سراغرسانی کے بڑے بڑے کارنامے انجام دیے تھے کتنے ہی پیچیدہ مسائل کو اپنی ذہانت سے سلجھایا تھا۔ ماسک مین اور فوج کے اعلیٰ افسران کی متفقہ رائے تھی کہ اب اسے وسیع دنیا میں بھیجا جائے۔ وہ سپر ماسٹر کے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ٹریپ کرے۔ اس طرح فرہاد کی فیملی سے بھی ٹکراؤ ہوگا تو اس کی ذہانت اور چمکے گی۔

ماسک مین نے اس سے کہا تھا "روز میری! کوئی ضروری نہیں کہ تمہیں ہر معاملے میں کامیابی ہو۔ اب تک تم نے صرف کامیابیاں حاصل کی ہیں جبکہ ناکامی بھی ضروری ہے ورنہ تم خوش فہمی اور غرور میں مبتلا ہو جاؤ گی۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "ہم نے فیصلہ کیا ہے تم کسی خیال خوانی کرنے والے کو ٹریپ کر کے لاؤ گی۔ تم ہمارے ملک سے باہر پہلے مرحلے میں اس انداز سے کام کرو گی کہ روز میری کا نام اور شخصیت کسی پر ظاہر نہ ہو۔ تم پاسکل بوبا کو سامنے رکھ کر اپنے منصوبے پر عمل کرو گی تو تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی اور تم پس منظر میں رہ کر دشمنوں کو اچھی طرح سمجھ پاؤ گی۔"

اسے پہلے مرحلے پر بتایا گیا کہ الپا نامی ایک یہودی لڑکی ٹیلی پیتھی سیکھنے کے بعد تل ابیب آگئی ہے۔ اسے وہاں سے اغوا کرو۔ اس سلسلے میں ضروری معلومات فراہم کی گئیں۔ جوجو نے اطمینان سے بیٹھ کر ایک منصوبہ بنایا۔ تل ابیب میں ماسک مین کے ایجنٹوں سے رابطہ کیا۔ خیال خوانی کے ذریعے انہیں ٹریننگ دی کہ انہیں کس طرح کس وقت پاسکل بوبا کے ایک ایک حکم کی تعمیل کرنی ہوگی۔

تمام اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران اس کی پلاننگ کو سمجھ رہے تھے اور یقین سے کہہ رہے تھے کہ کامیابی ہوگی اور ایسا ہی ہوا تھا۔ پاسکل بوبا نے اس کے منصوبے پر عمل کرتے ہوئے کامیابی سے الپا کو اغوا کیا تھا۔ لیکن ایسے ہی وقت جوجو کو دماغی

تکلیف شروع ہوگئی۔ جب سے برین کا آپریشن ہوا تھا تب سے کبھی کبھی ایسی تکلیف ہوتی تھی۔ بڑے بڑے بین الاقوامی شہرت رکھنے والے تجربہ کار ڈاکٹر اس کا معائنہ اور علاج کرتے تھے۔ ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ تھا کہ اسے دو دن تک مکمل آرام کرنا چاہئے۔ میڈیکل ایڈوائز کے مطابق اسے الپا کے کیس سے الگ کر دیا گیا۔ ان کا خیال تھا کہ پاسکل کامیابی سے الپا کو سرحد پار کرا دیکا ہے۔ اب لبنان سے اسے لے کر آنا کچھ دشوار نہیں ہوگا۔ لیکن پاسکل کی بدقسمتی تھی کہ کچھ اس سے کام بگڑ گیا کچھ پارس نے کام بگاڑ دیا پھر بھی اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران نے جوجو کی ذہانت اور طریق کار کا اعتراف کیا تھا۔

پھر جوجو نے ڈاکٹروں کے مشورے کے مطابق دو دن تک آرام کیا۔ اس نے ماسک مین سے کہا "میرے منصوبے کے مطابق بے مورگن ہماری مٹھی میں ہے۔ اسرائیلی حکام الپا سے محروم ہونے کے بعد بے مورگن سے کوئی اہم کام لیں گے۔ میں اس کے دماغ میں رہ کر معلوم کروں گی کہ وہ الپا کو اسرائیل لانے کے لئے کیا کرتے ہیں۔"

اس نے یہی کیا' بے مورگن سے پتا چل گیا کہ الپا اور پارس کس طرح بندرگاہ کے گودام میں لائے جائیں گے۔ اس بار جوجو نے کہا میں خود عملی میدان میں پیش پیش رہوں گی۔ پاسکل الپا پر تنویمی عمل کرے گا اور میں پارس کو اپنا تابعدار بناؤں گی۔"

ماسک مین نے کہا "مجھے تمہاری کامیابی کا یقین ہے مگر اب اس بات کی تصدیق ہوگئی ہے کہ وہ ڈمی پارس نہیں ہے۔ اصلی ہے۔ اور تم اصلی کا پورا ریکارڈ پڑھ چکی ہو' ویڈیو فلموں میں اس کی حرکتیں دیکھ چکی ہو۔ ایک نصیحت کرتا ہوں 'اسے تر نوالہ نہ سمجھنا اس پر غالب آجاؤ' کامیابی کا مکمل یقین ہوجائے تب بھی ہر پہلو سے غور کرتی رہنا کہ کہیں کوئی تمہاری کمزوری تو نہیں رہ گئی ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہیں مار کر قبر میں سلا دو تو وہاں سے بھی اٹھ کر چلے آتے ہیں۔"

اب وہ سرکاری بنگلے کے بیڈ روم میں ٹہل رہی تھی اور سوچ رہی تھی "واقعی میں نے پارس کو تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کی قبر میں سلا دیا تھا وہ وہاں سے اٹھ کر میرا منہ چڑا رہا ہے۔ میں جیتی ہوئی بازی ہارنے والی ہوں۔ کیا میں سچ مچ ہار جاؤں گی' اپنی غیر معمولی ذہانت کا ثبوت نہیں دے سکوں گی؟"

یوں دیکھا جائے تو وہ ہار چکی تھی۔ پارس خیال خوانی کی مٹھی میں سے پھسل گیا تھا۔ اب وہ جتنی بار بھی پکڑی جائے گی' وہ پھسلتا جائے گا۔ اس نے آئینے کے سامنے آکر خود کو دیکھا۔ اس کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ اب بچکانہ ذہن رکھنے والی جوجو نہیں ہے بلکہ ضدی' ذہین اور شکست نہ تسلیم کرنے والی لڑکی ہے۔ اور وہ شکست کو فتح میں بدل کر رہے گی۔

وہ آئینے کے سامنے فرش پر پالتھی مار کر بیٹھ گئی۔ اس نے یوگا کے ایک آسن میں سانس روک لی۔ ایک منٹ' دو منٹ' دس منٹ تک سانس رکی رہی۔ پھر بارہ منٹ گزر گئے وہ سانس کے بغیر ایک لاش کی طرح بیٹھی رہی۔ پھر پندرھویں منٹ پر آہستہ آہستہ سانس چھوڑنے اور سانس لینے لگی۔ وہ دیر سے پھیلا ہوئے سامنے اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی۔ سوچ رہی تھی اور دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ مسکرانے لگی۔

اسی وقت پاسکل بوبا نے آکر کو دروازہ کھٹکھٹا کر کہا "ماسک مین اور فوج کے اعلیٰ افسران تمہیں طلب کر رہے ہیں۔"

"تم چلو میں آرہی ہوں۔"

اس کے جاتے ہی وہ بھی فوج کے ایک افسر کے دماغ میں پہنچ کر بولی "میں حاضر ہوں اور کیپٹن میخائل کی زبان سے بول رہی ہوں۔"

ماسک مین نے پوچھا "روز میری! ناکامی کیسے ہوئی؟"

وہ بولی "کس نے کہا ہے کہ ناکامی ہوئی ہے؟"

پاسکل بوبا نے ایک فوجی افسر کی زبان سے کہا "میں پاسکل بوبا اپنی آنکھوں سے لانچ میں اپنے تمام آدمیوں کو مرتے دیکھ چکا ہوں۔ پارس اور الپا کے پاس صرف ایک برائن وولف رہ گیا ہے اس کا راستہ روکنے کے لئے ہمارا کوئی آدمی وہاں نہیں ہے۔ الپا اور پارس ہمارے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں۔"

جوجو نے کہا "میدان جنگ میں تمام سپاہی مرجائیں تب بھی چالاکی سے جنگ جیتی جاسکتی ہے۔ آپ پاسکل سے پوچھیں ہمارے تمام آدمیوں کے مرتے ہی وہ یہاں کیوں واپس آگیا؟"

"میں یہاں رپورٹ دینے آیا تھا۔"

"میں الپا کیس کی انچارج ہوں۔ تم میری اجازت کے بغیر کیوں آئے؟"

"کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں نہ آتا تو ہم اپنے آدمیوں کے مرنے کے بعد بھی کامیاب ہوجاتے؟"

"کامیاب ہوجاتے نہیں' ہوگئے ہیں۔ تم یہ بھول گئے کہ ہم اپنے آدمیوں سے محروم ہوکر کسی دوسرے کو آلۂ کار بنا سکتے ہیں۔ میں نے لانچ کے اسٹیورڈ کو آلۂ کار بنا کر برائن وولف کو بیہوش کردیا ہے۔ اس لانچ میں اب بھی بازی ہمارے ہاتھ آسکتی ہے۔"

ماسک مین نے کہا "بیشک! تم نے برائن وولف کو زخمی اور بے ہوش کرکے بازی پلٹ دی ہے۔ اب بتاؤ' وہ خیال خوانی کرنے والی الپا یہاں کیسے آئے گی؟"

"میں ابھی بتاتی ہوں۔ پہلے پاسکل سے درخواست کرتی ہوں کہ ہمارا جو ہیلی کاپٹر پرنسس آئی لینڈ میں ہے' اس کے پائلٹ کے پاس جائے اور ہیلی کاپٹر کو لانچ کی طرف لائے۔ میں الپا کو اس میں سوار کراؤں گی۔"

"میں جا رہا ہوں۔"

پاسکل چلا گیا۔ جوجو نے کہا "ماسک مین نے مجھے نصیحت کی تھی کہ فرہاد کے فیملی ممبر بہت خطرناک ہیں۔ ان سے دور رہنا چاہئے۔ میں نے اس پر تنویمی عمل کرنے کے بعد سوچا ہے کہ یہ دھوکا بھی ہو سکتا ہے۔ اگر ہم اسے یہاں قیدی بنا کر لائیں گے تو کسی دن انکشاف ہوگا کہ وہ میرا معمول نہیں تھا۔ ہمیں دھوکا دے رہا تھا۔ اس لئے میں پارس کو یہاں نہیں لاؤں گی۔ پہلے اسے مختلف مراحل میں آزماؤں گی۔ اگر اس کا دماغ سچ مچ میری مٹھی میں ہوگا تو وہ مجھ سے بچ کر کہیں نہیں جائے گا۔"

سب نے تائید کی کہ یہ احتیاط لازمی ہے۔ پارس کو روس سے باہر رکھ کر مختلف معاملات میں اسے آزمایا جائے۔ فی الحال الپا اہم ہے 'اسے جلد از جلد یہاں آنا چاہئے۔ جوجو نے کہا۔ "میں جا رہی ہوں' اسے ضرور لے کر آؤں گی۔"

وہ پارس کے دماغ میں پہلے ایک بار خاموشی سے آچکی تھی اس نے اپنے تنویمی عمل کے ردعمل کو دیکھا تھا۔ پارس نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا تھا۔ اس بار وہ چپکے سے آئی تو اس نے کہا "تم پھر آگئیں؟"

وہ حیران رہ گئی' یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ پہلی بار پارس کے چور خیالات نے کیوں نہیں بتایا کہ وہ اسے محسوس کرلیتا ہے؟ اس کا مطلب ہے یہ بہت گہرا ہے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ کی جتنی گہرائی میں اترتی تھی' اس کا دماغ اس سے بھی گہرا ہے جہاں تک وہ پہنچ نہیں پائی تھی۔

اس وقت پارس میرے سر کے زخم کو صاف کرکے مرہم پٹی کر رہا تھا۔ وہ بولی "میں نادم ہوکر آئی ہوں' میں نہیں جانتی تھی کہ تم ایک بیٹے کی طرح مسٹر وولف کو چاہتے ہو؟"

"میں حیران ہوں کہ تم میرے جذباتی رشتے کو نقصان پہنچا کر کیوں نادم ہو۔ تمہارا تو کوئی نقصان نہیں ہوا ہے۔"

"میرے نقصان کی بات نہ کرو۔ اتنی بڑی دنیا میں شاید ہی کوئی لڑکی میری طرح نقصان اٹھا رہی ہوگی۔"

"میں ابھی سانس روک کر تمہیں بھگانے والا تھا لیکن اس بات نے تجسس پیدا کردیا ہے کہ تم کس قسم کا کوئی نقصان اٹھا رہی ہو' کیا تم وضاحت سے کہو گی؟"

"کیا کہوں' جب دماغی آپریشن کے بعد ہوش آیا تو میں سوچنے لگی' میں کون ہوں؟ کہاں سے آئی ہوں؟ میرا نام اور شناخت کیا ہے؟ سابقہ ماسک مین اور ڈاکٹروں نے بتایا میں روسی لڑکی ہوں' میرا نام مولینا ہے لیکن ایک اجنبی میرے دماغ میں آتا تھا اپنا نام آرمرپتا تا تھا۔"

پارس نے کہا "وہ اجنبی نہیں تمہارا سگا بھائی ہے۔ ایک باپ بن کر اس نے تمہاری پرورش کی تھی۔"

"ہاں' وہ بھی یہی کہتا تھا کہ میرا بھائی ہے۔ میرا نام جوجو ہے اور میں پارس کی شریکِ حیات ہوں۔ میں نے یہ باتیں یادداشت کے طور پر ایک چھوٹی سی ڈائری میں لکھ کر اسے چھپا دیا تھا۔ جب ماسک مین کو معلوم ہوا کہ آرمر میرے دماغ میں آتا ہے تو اس نے پھر میرا دماغی آپریشن کرایا۔ میرا لب و لہجہ بدل دیا۔ میں آرمر کی تمام باتیں بھول گئی۔ ایک رات اچانک وہ ڈائری میرے ہاتھ لگی۔ اس میں لکھا تھا کہ دوسری صبح میرا آپریشن ہوگا۔ میرا لہجہ اور میری شخصیت بدل جائے گی۔ پھر میں اس ڈائری کی تمام باتیں بھول جاؤں گی۔"

پارس نے پوچھا "تم نے کیسے یقین کرلیا کہ وہ تمہاری ہی ڈائری ہے جبکہ تم پچھلی تمام باتیں بھول چکی تھیں؟"

"طرز تحریر پہلے جیسا تھا۔ میں نے ایک کاغذ پر کچھ لکھا پھر اس تحریر کا موازنہ ڈائری کی تحریر سے کیا تو دونوں کی تحریریں بالکل ایک سی تھیں۔ پھر آج تم نے مجھے جوجو کہا۔ مجھے اپنی شریکِ حیات بنایا تو پھر ایک بار ڈائری کی تمام باتیں یاد آگئیں۔"

"خدا کرے' تمہاری یادداشت واپس آجائے۔"

وہ بولی "یہ ممکن نہیں ہے۔ میرا برین تبدیل ہوچکا ہے۔ یادداشت واپس نہیں آئے گی۔ میں جو کچھ بھی سمجھوں گی اپنی ذہانت سے اور پچھلے ثبوت کی موجودگی سے جیسا کہ میں نے ڈائری سے اس حقیقت کو سمجھا کہ میرا دماغی آپریشن کیا گیا ہے۔ میری آواز' لہجہ اور شخصیت کو تبدیل کیا گیا ہے۔ جب ایسا کیا گیا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ماسک مین مجھ سے اور میرے عزیزوں سے میری پچھلی زندگی چھپا رہا ہے۔"

"تم بڑی ذہانت سے سوچ رہی ہو' جوجو! تمہیں دانشمندی سے گفتگو کرتے دیکھ کر مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے' میں بیان نہیں کرسکتا۔ مجھے بتاؤ تم کس نتیجے پر پہنچ رہی ہو؟"

"ابھی میں تذبذب میں ہوں' ماسکو میں میرے والدین ہیں مجھے بہت چاہتے ہیں۔"

"یہ تمہارے والدین کہاں سے آگئے؟"

"میں اسی الجھن میں ہوں۔ ڈائری سے پتا چلتا ہے میرے والدین میرے بچپن ہی میں مرگئے تھے۔ آرمر بھائی نے مجھے بیٹی بنا کر پالا ہے۔ اور ماسکو میں میرا گھر' میرے والدین' میری سوسائٹی' میرے تمام شناسا یہی کہتے ہیں کہ میں ایک روسی لڑکی ہوں' میں اتنی جلدی کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتی۔ تمہارے پاس اس لئے آئی ہوں کہ تم مجھ سے تعاون کرو گے۔ میں ماسکو میں رہوں گی اور تم سے ملتی رہوں گی تو دونوں طرف کے رشتوں کو اور ان کے جھوٹ سچ کر سمجھتی رہوں گی۔"

"تم واقعی ذہانت سے سوچ رہی ہو۔ ایسے طریق کار سے تمہیں جھوٹ اور سچ کا پتا چلتا رہے گا۔"

وہ ذرا جذباتی انداز میں بولی "پارس! کیا تم الپا سے محبت کرتے ہو؟"

"میں اسے ایک حد تک چاہتا ہوں۔ اس چاہت کے پیچھے کچھ مقاصد بھی ہیں لیکن تم سے کسی مقصد' کسی لالچ کے بغیر محبت ہے۔ بچپن سے لے کر اب تک تم میری پہلی اور آخری محبت ہو۔"

"کیا میرے لئے الپا کو چھوڑ سکتے ہو؟"

"میں ساری دنیا کو چھوڑ سکتا ہوں۔"

"مجھے کچھ دنوں کے لئے الپا کی ضرورت ہے۔ میں وعدہ کرتی ہوں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"تم نے کیسے سوچ لیا کہ میں الپا کو تمہارے حوالے کردوں گا۔"

"مجھے تمہاری محبت پر اتنا اعتماد ہے۔ تم چاہتے ہو کہ میں دوست اور دشمنوں کے سلسلے میں صحیح فیصلہ کروں اس لئے مجھے ماسک مین وغیرہ کا اعتماد حاصل کرنا ہوگا۔ میں پہلی بار ملک سے باہر اس مہم پر آئی ہوں۔ ناکام ہوکر جاؤں گی تو وہ مجھے ملک سے باہر نہیں جانے دیں گے۔ پھر میں تم سے ملاقات کے لئے کہیں نہ آسکوں گی۔"

"تم الپا کو لے جاکر یہ ثابت کرنا چاہتی ہو کہ ہمارے مقابلے میں کامیاب رہی ہو؟"

"ہاں، مجھے یہ ثابت کرنا ہوگا۔ ورنہ شکست کے بعد میں ماسکو سے باہر نہیں آسکوں گی۔"

"وہ لوگ جانتے ہیں کہ تم نے مجھ پر تنویمی عمل کیا ہے۔ مجھے لے جانا چاہتی ہو؟"

"نہیں میں تمہیں قیدی بنانا پسند نہیں کروں گی۔ میں نے انہیں سمجھادیا ہے کہ تم بہت چالاک ہو۔ تمہیں الپا کے ساتھ لایا جائے گا تو برائن وولف اور رسونتی پھر کام بگاڑ دیں گے، وہ اس پر راضی ہوگئے ہیں کہ میں پہلے الپا کو لے آؤں۔"

دور ہیلی کاپٹر کی آواز آرہی تھی۔ وہ بولی "شاید یہی ہمارا ہیلی کاپٹر ہے۔ پلیز میری بات مان لو۔"

اسی وقت الپا کی آواز سنائی دی۔ وہ بہت دیر سے پارس کے اندر رہ کر ان کی باتیں سن رہی تھی۔ کہنے لگی "ہرگز نہیں میں اپنے پارس کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی پارس مجھے سچ بتاؤ کیا یہ تمہاری شریکِ حیات ہے؟"

"میں بڑے فخر سے کہہ رہا ہوں کہ یہ جوجو ہے اور میری شریکِ حیات ہے۔"

"پھر تم نے میری زندگی کیوں برباد کی؟"

"تم نے اپنی زندگی میں، اپنی تنہائیوں میں مجھے بلایا میں آگیا۔ تم نے پہل کی میں نے دھوکا نہیں دیا۔ اب بھی تمہیں چاہتا ہوں۔ یہ بات اپنی شریکِ حیات کے سامنے کہہ رہا ہوں۔"

"تو پھر یہ بھی کہہ دو کہ میں اس کے ساتھ نہیں جاؤں گی، ہیلی کاپٹر واپس کردے۔"

پارس کے لئے فیصلہ کرنا مشکل ہوگیا۔ وہ جوجو کو اس کی مکمل یادداشت کے ساتھ اپنی زندگی میں واپس لانا چاہتا تھا اور الپا سے بھی کام لینا چاہتا تھا۔ اسے ناراض نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے کہا "الپا کیا تمہیں پتا ہے کہ تم پاسکل کی تابعدار بن چکی ہو۔ میں تمہیں روکنا چاہوں گا تب بھی تم نہیں رکو گی۔ بے اختیار اس کے ساتھ چلی جاؤ گی۔"

"ہاں میں اس کے ساتھ جاؤں گی اور ابھی جارہی ہوں۔"

جوجو نے ہنستے ہوئے کہا "میں نے ابھی پاسکل کو بلاکر کہا ہے کہ وہ الپا کے دماغ میں قبضہ جماکر رکھے۔ اس لئے وہ مزید بحث کے بغیر چلی گئی ہے۔ تم اسے لے جانے کی اجازت دے رہے ہو نا؟"

"تم نے ایک مدت کے بعد کچھ مانگا ہے میں انکار نہیں کروں گا۔ وعدہ کرو پھر آؤ گی۔"

"روز آؤں گی۔ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی تم بیزار ہوجاؤ گے۔"

"آزمالینا میں اپنی جوجو سے کبھی بھی بیزار نہیں ہوں گا۔"

ہیلی کاپٹر لانچ کے اوپر پرواز کررہا تھا۔ اس میں سے ایک رسّے کی سیڑھی لٹک رہی تھی۔ الپا پاسکل کے زیر اثر رہ کر سیڑھی چڑھتی ہوئی ہیلی کاپٹر میں چلی گئی۔ سیڑھی اوپر کھینچ لی گئی دروازہ بند کردیا گیا پھر وہ پرواز کرتا ہوا دور چلا گیا۔

"تم نے میری بات مان کر دوستی کا پہلا ثبوت دیا ہے۔ میں بھی دوستی کا ثبوت اسی طرح دوں گی کہ اپنی پچھلی زندگی کے متعلق معلومات حاصل کرتی رہوں گی۔ کل صبح پھر آؤں گی اب اجازت دو۔"

"جاؤ اور ماسک مین کو اپنی کامیابی کی خوشخبری سناکر ان کا اعتماد حاصل کرو۔ میں چاہتا ہوں تمہیں روس سے باہر نکل کر ایسی کامیابیاں حاصل ہوتی رہیں اور اس طرح ہماری ملاقات بھی ہوتی رہے۔"

"میں الپا کیس کے سلسلے میں پہلی بار روس سے باہر آئی ہوں، پولینڈ کے شہر وارسا میں ہوں۔ آج سے تم نے میرے لئے اور زیادہ راہیں ہموار کردی ہیں پھر آؤں گی۔"

وہ پارس کے دماغ سے نکل کر ایک فوجی کیپٹن کے دماغ میں پہنچی وہاں ماسک مین اور فوجی افسران اس کے منتظر تھے۔ اس نے کہا "میں روز میری کیپٹن میتاکل کی زبان سے بول رہی ہوں۔"

سب سیدھے ہوکر بیٹھ گئے۔ اس نے کہا "آپ سب کو بہت بڑی کامیابی مبارک ہو الپا یہاں آرہی ہے۔"

سب خوش ہوکر تالیاں بجانے لگے۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "تم مبارک باد کی حقدار ہو، تمہاری ذہانت سے ہم نے پہلی بار فرہاد کی فیملی کے مقابلے میں کامیابی حاصل کی ہے۔"

ماسک مین نے کہا "اور کامیابی کوئی معمولی نہیں ہے ہمارے ملک میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کا اضافہ ہورہا ہے۔"

جوجو نے کہا "جب تک الپا یہاں نہ پہنچے گی مجھے اطمینان نہیں ہوگا۔ میں اس کے پاس جارہی ہوں اسے یہاں پہنچا کر دم لوں گی۔"

وہ دماغی طور پر اپنے بیڈ روم میں حاضر ہوگئی ابھی تک آئینے کے سامنے فرش پر پلتھی مارے بیٹھے ہوئے تھی۔ وہاں سے اٹھ کے اس نے انگڑائی لیتے ہوئے خود کو آئینے میں دیکھا ابھی سمجھ میں نہیں آیا کہ ایسی کون سی مسرتیں اندر بھر گئی ہیں جو انگڑائی کی صورت میں باہر نکل رہی ہیں فی الحال یہی سمجھ میں آیا کہ وہ بہت بڑی کامیابی کے باعث خوش ہورہی ہے۔

وہ بستر پر آکر گر پڑی چاروں شانے چت ہوکر چھت کو تکنے لگی اسے یاد آرہا تھا کہ اس نے پارس کو پہلی بار ویڈیو فلم رپورٹ میں دیکھا تھا اور اسے دیکھنے سے پہلے اس کا پورا ریکارڈ پڑھا تھا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ ایک نوجوان بے پناہ صلاحیتوں کا مالک ہے اور سونیا کی طرح مکاریوں سے دشمنوں پر غالب آجاتا ہے۔ اس کی ہسٹری پڑھنے کے بعد ویڈیو رپورٹ اسکرین پر دیکھی، اسے چلتے پھرتے دوڑتے، اچھلتے کودتے، فضا میں قلابازیاں کھاتے، رسّے پر چلتے اور ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی کے ذریعے رسّے سے لٹکنے اور بازی گری کے تماشے دکھاتے ہوئے دیکھا۔ یہ کمال کی انتہا تھی کہ وہ ایک چھوٹی سی انگلی پر جسم کا سارا بوجھ اٹھاتا تھا۔

جوجو کو ایسے ہی بہت سے حیرت انگیز کمالات یاد آرہے تھے اور آج تو پارس نے اسے بھی چکرا دیا تھا۔ اسے اپنا معمول اور تابعدار بنانے کی خوش فہمی ختم کردی تھی۔ وہ بہت خوش تھی کہ ایک ناقابلِ تسخیر نوجوان کو تسخیر کرلیا ہے۔ وہ مرد ہی کیا جو زیر ہوجائے، اس نے چونک کر تکیے کو ایک طرف پھینک دیا جیسے وہ زبردستی اوپر آگیا ہو۔ اسے یاد نہیں آرہا تھا کہ کب کسی کو سوچتے سوچتے اس نے تکیے کو اپنی بانہوں میں بلالیا تھا۔

وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ہوش مندی سے سوچنے پر سمجھ میں آیا کہ وہ بے خیالی میں پارس کو اپنے لئے مانگ رہی تھی، وہ اٹھ کر پنجوں کے بل اچھلنے لگی ایسے احمقانہ خیالات دل سے نکالنے لگی۔ وہ اپنی دانست میں پارس کو الّو بناکر الپا کو لارہی تھی۔ یہ درست ہے کہ وہ اپنی پچھلی زندگی کے بارے میں سچی باتیں معلوم کرنا چاہتی تھی۔ یہ بھی سمجھ رہی تھی کہ ماسک مین اور فوجی افسران اس کی حقیقت اسے نہیں بتارہے تھے۔ دوسری طرف وہ آرمرا اور پارس کی باتوں پر بھی یقین نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ یہ ماسک مین کی مخالف پارٹی کے لوگ تھے، ایک لڑکی کو بہکانے کے لئے یہ بھی جھوٹ کہہ سکتے تھے اس لئے جوجو نے صرف الپا کو حاصل کرنے کے لئے پارس سے لگاوٹ کا اظہار کیا تھا، اس سے دل لگانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اب یہ خطرہ پیدا ہوگیا تھا کہ دل لگایا نہیں جاتا خود ہی لگ جاتا ہے۔

وہ دیر تک پنجوں کے بل اچھلتی رہی اور پسینہ پسینہ ہوتی رہی یہ بات اب بھی اس کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ پسینہ اسے نہیں آرہا ہے، محبت کو آرہا ہے۔

☆○☆

ہم پیرس آگئے۔ میرے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ میں نے زندگی میں بڑے بڑے زخم کھائے ہیں، یہ سر کا زخم کچھ بھی نہ تھا لیکن خواہ مخواہ تکلیف کا اظہار کررہا تھا تاکہ لیلیٰ میری تکلیف سے بے چین ہوکر آجائے۔ وہ پیرس میں تھی، کیسے نہ آتی اس نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "آپ بستر سے نہ اٹھیں، تکلیف بڑھ جائے گی آرام کریں۔"

میں نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا "پارس اپنے کالج میں جانے والا ہے۔ یہاں میں تنہا رہ جاؤں گا۔ سوچتا ہوں کس طرح بستر سے اٹھ کر باتھ روم جاؤں گا، کافی کیسے تیار کروں گا، کھانا ہوٹل سے منگواؤں گا مگر وہ میز پر آتے آتے ٹھنڈا ہوجائے گا۔"

"آپ کسی بات کی فکر نہ کریں، میں ابھی آتی ہوں۔ آپ کے سارے کام ہوجائیں گے۔"

وہ دماغ سے چلی گئی اب میری نگاہوں کے سامنے آنے والی تھی۔ میں مسکرانے لگا۔ پتا نہیں وہ کیسی ہوگی۔ میں پہلی بار اسے دیکھنے والا تھا اور دیکھنے سے پہلے خوشی سے مسکرا رہا تھا۔ جی چاہتا تھا اس کے دماغ میں جاکر دیکھوں وہ میرے پاس آنے کی کیسی تیاریاں کررہی ہے مگر وہ ایسے وقت دماغ میں جانے سے شرما جاتی، ویسے سر کے زخم کے باعث میں ابھی خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں تھا بس اندازہ کررہا تھا کہ وہ خوب بن سنور کر آئے گی۔

میرا اندازہ غلط نکلا۔ جب وہ سامنے آئی تو میں اسے حیرانی سے دیکھتا رہ گیا۔ اس نے معمولی سا لباس پہنا تھا، چہرے پر کوئی میک اپ نہیں تھا کوئی سنگھار نہیں تھا۔ اس نے بدن کی آرائش کے لئے کوئی زیور نہیں پہنا تھا۔ اس کی زلفیں بکھری ہوئی تھیں، وہ کوئی مقابلۂ حسن میں جانے والی عورت نہیں تھی۔ اس کے سینے میں محبت کرنے والا دل تھا وہ جس حالت میں تھی اسی حالت میں دوڑتی چلی آئی تھی۔ وہ اپنے مرد کی نظروں سے حسن و شباب کی سند لینے نہیں آئی تھی محض خدمت کے جذبے سے آئی تھی۔

میری زندگی میں کتنی محبت کرنے والی عورتیں آئیں، ایک میں ہی ناشکرا ہوں۔ میں نے سب ہی کی قدر کی لیکن کسی کے ساتھ عمر نہیں گزاری۔ اس بار میں نے عہد کیا کہ میں مقدر سے، اپنے ستاروں سے اور اپنے ہاتھ کی لکیروں سے لڑتا رہوں گا مگر لیلیٰ کا ہاتھ کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے آتے ہی گھر کی صفائی شروع کی میں نے کہا "یہاں ٹیلی فون لاؤ، میں کسی افسر کو فون کرتا ہوں، یہاں ملازموں کی لائن لگ جائے گی۔"

"میں بچپن سے اپنا کام خود کرتی آئی ہوں۔ جب تک میں یہاں ہوں یہاں کوئی ملازم نہیں آئے گا۔"

پھر اس نے کچن کا کام سنبھال لیا، پہلے ایک پیالی کافی بناکر لے آئی۔ اسی وقت دروازے پر کسی نے دستک دی، لیلیٰ نے جاکر دیکھا پارس کھڑا ہوا تھا۔ لیلیٰ نے مسکرا کر کہا "میں نے تمہاری تصویر دیکھی ہے، تم پارس ہو۔"

وہ اندر آکر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولا "میں نے کبھی آپ کی تصویر نہیں دیکھی مگر یقین سے کہتا ہوں آپ میری لیلیٰ آنٹی ہیں۔"

وہ ہنسنے لگی، پارس نے جھک کر پیار کیا۔ پھر بلند آواز سے کہا

"پاپا! میں نے آنٹی کو پیار کیا ہے' یہ تو میرے تصور سے بھی زیادہ سویٹ ہیں۔"

لیلیٰ شرما کر جانے لگی۔ پارس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا پھر کہا "میں پاپا کے لئے کچھ ضروری سامان لینے گیا تھا وہ سامان برآمدے میں رکھا ہے۔"

اس نے جیب سے چابیاں نکال کر کہا "اگر آپ کی ساس ہوتی تو یہ فرض ادا کرتی' اب میں ہی کہہ رہا ہوں۔ بہو یہ گھر کی چابیاں سنبھال لو اب یہ کاٹیج اور میرا بچہ تمہارے حوالے ہے۔"

یہ کہتے ہی اس نے چابیاں لیلیٰ کی ہتھیلی پر رکھیں پھر وہاں سے پلٹ کر تیزی سے باہر چلا گیا۔ لیلیٰ اسے دیکھتی اور سوچتی رہ گئی کہ کمبخت کیا کہہ گیا ہے۔

وہ کمبخت کار اسٹارٹ کر کے جا رہا تھا لیلیٰ نے اس کے دماغ میں کوڈ ورڈز ادا کئے پھر کہا "تم شرارتوں سے باز نہیں آؤ گے' تمہاری ان حرکتوں کی وجہ سے میں ضروری کام بھول جاتی ہوں۔"

"یعنی آپ کا دماغ حاضر نہیں رہتا۔ خیال کسی طرف لگا رہتا ہے؟"

"میں تم سے ہار مانتی ہوں' باتیں نہ بناؤ کام کی بات سنو۔ سسٹر نے جزیرہ کونو میں جن چار خیال خوانی کرنے والوں کو ٹریپ کیا تھا انہیں لندن پہنچا دیا گیا ہے۔ ان چاروں کی نگرانی کے لئے کرنل وال برگ اپنی بیٹی جورا جوری اور ہونے والے داماد رکی میتھو کے ساتھ لندن میں ہے۔ سسٹر نے سلمان کے ذریعے کہلایا تھا کہ مجھے اور تمہارے پاپا کو وہاں جا کر رہنا چاہئے۔ میں نے تنویمی عمل کے ذریعے ان خیال خوانی کرنے والے جوانوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے۔ تم ان سے دوستی کر کے انہیں ہمارے ادارے کا وفادار بناؤ گے۔ تمہارے پاپا زخمی ہیں جیسے ہی زخم بھرے گا میں ان کے ساتھ لندن آ کر اپنا کام سنبھال لوں گی' کیا تم لندن جا رہے ہو؟"

"جانا ہی ہو گا تھیٹر کسی کے رنگ میں بھنگ ڈالنا گناہ سمجھتا ہوں۔"

"توبہ ہے! تم سے تو خدا ہی سمجھے' میں جا رہی ہوں۔"

وہ اس کے دماغ سے چلی گئی۔ پارس اسی شام لندن چلا گیا اب یہ شہر میدانِ جنگ بننے والا تھا کیونکہ ایک محاذ کرنل وال برگ کا تھا جو اپنے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو وہاں اس لئے لایا تھا کہ کسی دشمن کو ان کی منتقلی کا علم نہ ہو گا لیکن وہاں تین محاذ اور کھل رہے تھے ایک تو پارس پہنچ گیا تھا دوسرے پاسکل نے الپا کے چور خیالات پڑھ کر کرائنا فیشر کے متعلق معلوم کیا تھا جس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے محبوب کا نام جوڈی نارمن تھا۔

پاسکل نے ایک عامل کی حیثیت سے الپا کو حکم دیا کہ وہ کرائنا فیشر کے دماغ میں جائے پھر وہ بھی الپا کے ذریعے کرائنا فیشر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھ کر پتا چلا وہ جوڈی نارمن کے ساتھ لندن میں ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والا

جوڈی نارمن آزادی سے کسی شہر میں رہائش اختیار کرے' اس سے زیادہ اچھی خبر اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ ماسک مین نے روز سے کہا "روز میری! ہمیں تمہاری ذہانت اور صلاحیتوں پر پورا بھروسا ہے' تم لندن جا کر جوڈی نارمن کو ٹریپ کرو۔"

روز کو لندن جانے کی خوشی ہوتی کیونکہ وہ روس کے باہر وسیع دنیا کو دیکھنا چاہتی تھی لیکن یہ سوچ کھٹک گئی کہ پارس قریب ہی فرانس میں ہے۔ اسے بھی جوڈی نارمن کی بھنک ملے گی اور وہ لندن آئے گا تو کہیں نہ کہیں سامنا ہو گا اور وہ سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پتا نہیں کیوں دل گھبراتا تھا' وہ سامنا کرنے کے خیال سے پریشان ہو جاتی تھی۔ کسی دلی یا جذباتی لگاؤ سے انکار تھا اس کا دعویٰ تھا کہ وہ ایسی حماقت کبھی نہیں کرے گی' ایسا دعویٰ کرنے کے باعث اسے اپنی گھبراہٹ سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

اس نے ماسک مین سے کہا "میں اپنے طریقِ کار کے مطابق ابھی لندن نہیں جاؤں گی۔ آپ اپنے جاسوس روانہ کریں' میں ان کے دماغوں میں رہ کر جوڈی نارمن کو ٹریپ کروں گی' اگر کبھی جانا ضروری ہو گا تو چلی جاؤں گی۔"

ماسک مین نے اپنے جاسوس روانہ کر دیے تھے۔ اس کے بعد ایک اور پارٹی تھی جو لندن میں اپنا محاذ بنا چکی تھی اور وہ تھی شلپا۔

شلپا کا ذکر ہو چکا ہے۔ وہ جنرل کی داشتہ تھی اور داشتہ بننے پر اس لئے آمادہ ہوئی کہ جنرل نے اسے نراز نارمر شین سے گزارنے کا انتظام کر دیا تھا۔ وہ دل ہی دل میں جنرل سے نفرت کرتی تھی بظاہر محبت کی مٹھاس پیش کر کے اندر ہی اندر اس کی جڑیں کاٹ رہی تھی۔ ملک کے اہم راز معلوم کرتی رہتی تھی۔ اس نے ایسی معلومات حاصل کر کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے ڈی بورین کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تھا۔

پھر اس نے جنرل کو پیار سے بہلا پھسلا کر معلوم کیا کہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے کرنل کی نگرانی میں لندن بھیجے جا رہے ہیں۔ اس نے جنرل سے دو ہفتے کی چھٹی لی' اسے بتایا کہ وہ اپنی ایک بہن سے ملنے جرمنی جا رہی ہے پھر وہ لندن پہنچ گئی۔ سلمان اس کی مصروفیات کو سمجھ رہا تھا۔ جنرل کے دماغ میں چھپے سے جانے کے بعد بہت سی معلومات حاصل ہو جاتی تھیں۔

چھ خیال خوانی کرنے والوں نے مختلف علاقوں میں رہائش اختیار کی تھی۔ شلپا کو ان کے ٹھکانوں کا علم نہیں تھا' وہ صرف کرنل وال برگ کا پتا جانتی تھی اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ کرنل اور اس کی بیٹی جورا جوری کو پھانس کر دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک پہنچے گی۔

اس نے لندن کے ایک پرانے طرز کے ہوٹل میں قیام کیا تھا۔ وہاں سے کرنل کی رہائش گاہ چند قدم کے فاصلے پر تھی۔ اس نے بنگلے کے احاطے میں جورا جوری اور رکی میتھو کو دیکھا تھا۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دوسرے کو پہچانتے تھے کیونکہ

ایک دوسرے کے سینٹروں میں تبادلے ہوتے رہتے تھے' اس نے خود کو چھپانے کے لئے میک اپ کے ذریعے چہرے کو تبدیل کیا تھا۔ پہلے اس نے سوچا تھا' بوڑھی عورت کے میک اپ میں رہے مگر دل نے یہ بات نہیں مانی۔ وہ حسین اور نوجوان تھی۔ بڑھاپا پسند نہیں تھا۔ جنرل جیسے بوڑھے کو برداشت کر لیتی تھی یہی بہت تھا۔ وہ آئینہ دیکھ کر کڑھتی تھی کہ اتنی شاندار جوانی کو کسی نوجوان کے عشق میں دھوم مچانا تھا۔ مگر ایک بوڑھے نے اسے وہم سے گرا دیا تھا۔ اب وہ نئی زندگی شروع کرنے کے لئے سوچ رہی تھی۔ رفتہ رفتہ خیال خوانی کرنے والوں کو ٹریپ کر کے ایک ناقابلِ شکست فوج بنانا چاہتی تھی۔ عشق کے معاملے میں دھوم نہ مچا سکی' بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ملکہ بن کر تہلکہ مچانا چاہتی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ جورا جوری اور رکی میتھو کی منگنی ہو گئی ہے لیکن جورا جوری شادی نہیں کرنا چاہتی۔ وہ آزاد رہ کر ٹیلی پیتھی کی دنیا میں شہرت حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے رکی میتھو سے بیزار رہتی تھی۔ رکی اس کا دیوانہ تھا۔ اسے حاصل کرنے کے لئے کرنل کی خوشامد کرتا رہتا تھا۔ شلپا نے منصوبہ بنایا کہ پہلے رکی میتھو کو پھانسے گی۔ اس کا خیال تھا جب وہ ایک لڑکی کا دیوانہ ہے تو میرا بھی دیوانہ ہو سکتا ہے' میں بھی حسین اور جوان ہوں۔

ایک صبح وہ کرنل سے بولی "میں تنہا تفریح کے لئے جاؤں گی۔" رکی نے کہا "میں بھی چلوں گا۔ تم اکیلی بھٹک جاؤ گی۔"

وہ بولی "تم بھی یہاں اجنبی ہو' تم بھی بھٹک سکتے ہو۔ کیا ضروری ہے کہ سائے کی طرح میرے ساتھ رہو۔"

وہ تنہا چلی گئی۔ کرنل نے رکی سے کہا "تم کیسے ڈھیلے مرد ہو' میری بیٹی کا دل نہیں جیت سکتے؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا انکل! مجھے کیا کرنا چاہئے' جورا جوری تو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتی ہے۔"

"رکی! میں تم سے مایوس ہو رہا ہوں۔ اگر تم نے ایک ہفتہ کے اندر جورا جوری کو شادی کے لئے راضی نہ کیا تو میں منگنی توڑ دوں گا۔ میرے فیصلے کے بعد تمہیں جورا جوری کے قریب جانے کا بھی موقع نہیں ملے گا۔"

وہ پریشان ہو کر بنگلے سے باہر آیا۔ فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے سوچنے لگا "اگر جورا جوری سے شادی نہ ہوئی تو بڑی انسلٹ ہو گی۔ اعلیٰ حکام' فوجی افسران اور اعلیٰ سوسائٹی کے معزز افراد ہماری منگنی اور شادی کی بات جانتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ جورا جوری اعلانیہ شادی سے انکار کرے' اسے منا لینا چاہئے یا اس سے پہلے خود شادی سے انکار کر دینا چاہئے۔"

وہ چلتے چلتے رک گیا۔ ایک کار اس کے قریب آ کر رک گئی تھی۔ شلپا نے کھڑکی سے سر نکال کر مسکراتے ہوئے کہا "ہائے! تم تنہا کہیں جا رہے ہو۔ اتفاق سے میں بھی تنہا ہوں۔ آ جاؤ' میری کار میں اور میرے دل میں بہت جگہ ہے۔"

وہ دوسری طرف گھوم کر آیا پھر اس کی دوسری طرف والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ کار آگے بڑھاتے ہوئے بولی "تم گہری سوچ میں سر جھکائے جا رہے تھے۔ کیا بہت پریشان ہو؟"

"آدمی جب تک سانس لیتا رہتا ہے پریشانیاں آتی جاتی رہتی ہیں۔"

"فلسفہ نہ بولو۔ پریشانی بتاؤ۔"

"یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔"

"نوجوانی میں ذاتی معاملہ محبت کا ہوا کرتا ہے۔"

"ٹھیک سمجھ رہی ہو۔"

"کیا دل ٹوٹ گیا ہے؟"

"تعجب ہے' تم نے کیسے سمجھ لیا؟"

"تمہارے چہرے پر بارہ بج رہے ہیں' صاف سمجھ میں آ رہا ہے کہ محبت کی بازی ہار رہے ہو۔"

"کیا تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو؟"

"تمہارے لئے ٹیلی پیتھی جاننا ضروری نہیں ہے۔ تمہیں محبت سے زیادہ اپنی عزت پیاری ہے۔ یہ میں تمہارے چہرے اور گفتگو سے سمجھ رہی ہوں کہ تم بہت بڑے عزت دار گھرانے سے تعلق رکھتے ہو۔ اگر کسی لڑکی نے تمہیں ٹھکرا دیا تو سوسائٹی میں بڑی سبکی ہو گی۔"

وہ بولا "تم بہت اچھی ہو۔ میرے دل کی باتیں کر کے ایک انجانا سا بوجھ کم کر رہی ہو۔"

وہ بولی "دراصل ایسے وقت ایک ہمدرد اور محبت کرنے والے کی ضرورت ہوتی ہے۔ میری ہمدردی تمہیں اچھی لگ رہی ہے۔ کیا میری محبت اچھی لگے گی؟"

رکی نے اسے چونک کر دیکھا۔ بیشک وہ حسین تھی' نوجوان تھی۔ وہ اونچی سوسائٹی میں اس کا ہاتھ پکڑ کر فخر سے کہہ سکتا تھا کہ یہ میری ہے۔ لیکن وہ اتنی جلدی اپنی پٹری نہیں بدل سکتا تھا۔ اس کا پاگل پن کہتا تھا کہ جورا جوری جلد ہی اس کے بازوؤں میں آ جائے گی۔

شلپا نے کہا "تم یہ سوچو گے کہ اس لڑکی کی وجہ سے سوسائٹی میں تمہاری عزت بنی رہے گی تو یہ شرم کی بات ہے کیونکہ مرد خود اپنی عزت بناتا اور بگاڑتا ہے۔"

"تمہاری باتیں دل کو لگتی ہیں۔ پلیز یہ بتاؤ' مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"تم اس لڑکی کو کب سے چاہتے ہو؟"

"ویسے تو وہ مجھے اسکول لائف سے اچھی لگتی تھی۔ لیکن منگنی کے بعد اس کے لئے شدید چاہت پیدا ہو گئی۔"

"یعنی محبت منگنی کے بعد ہوئی ہے؟"

"ہاں' یہی کوئی ایک برس پہلے۔"

"جو لڑکی ایک برس کے تین سو پینسٹھ دنوں میں تمہاری نہ ہوئی' وہ اب کیا تمہاری ہو گی؟ ذرا عقل سے کام لو۔ اس سے

پہلے کہ وہ تمہاری محبت کو ٹھکرائے اور سوسائٹی میں تمہاری عزت کا خیال نہ کرکے منگنی توڑنے کا اعلان کرے' تم اسے ٹھکرا کر فوراً ہی کسی دوسری لڑکی سے شادی کا اعلان کردو۔ اس طرح اس کی سبکی ہوگی اور تمہاری عزت رہ جائے گی۔"

"مجھے ایسا ہی کوئی قدم اٹھانا چاہئے لیکن مجھے ایک ہفتے کے اندر کسی لڑکی کو پسند کرنا ہوگا اور یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ وہ مجھے پسند کرے گی یا نہیں؟"

"تم اتنے خوبرو اور اسمارٹ ہو کہ لڑکیاں تم پر مرتی ہوں گی اور تمہیں خبر نہیں ہوتی۔ میں یہ مسئلہ حل کردوں گی۔ آج رات کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ؟"

"مجھے خوشی ہوگی۔ تم کہاں رہتی ہو؟"

"ہوٹل ویسٹ بیوری۔ روم نمبر ٹو تھری ون۔"

"یہ ہوٹل تو نیو بانڈ اسٹریٹ میں ہے۔ ہمارا بنگلا اسی طرف ہے۔ میں ضرور آؤں گا۔ بس مجھے یہاں اتار دو۔"

شلپا نے گاڑی روک کردی۔ دونوں نے مسکرا کر رخصتی کا مصافحہ کیا۔ اس کے جانے کے بعد مکی میتھو نے سر کھجاتے ہوئے سوچا "میں یہاں کیوں اتر گیا؟"

دراصل میں نے اسے اتارا تھا۔ وہ میرا معمول تھا۔ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکتا تھا۔ وہ میری مرضی کے مطابق ایک ٹیکسی میں بیٹھ گیا پھر ڈرائیور کو بے فیز اسٹریٹ چلنے کے لئے کہا۔ وہاں ایک ہوٹل میں پارس اس کا منتظر تھا۔ مکی اس کمرے میں پہنچا تو اسے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ کیونکہ پارس اس کا ہم شکل بن کر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حیران ہو کر بولا "تم کون ہو؟"

پارس نے کہا "میرا نام مکی میتھو ہے۔"

"مکی میتھو میں ہوں۔"

"نہیں۔ تم پارس ہو۔ یہ میرا میک اپ مین میرے پاسپورٹ کی مطابق تمہیں پارس بنائے گا۔ تم شام کی فلائٹ سے پیرس جاؤ گے۔"

وہ اعتراض کرنا چاہتا تھا۔ میں نے حکم دیا "بحث نہ کرو میں تمہارا عامل ہوں' اپنا حلیہ بدلو۔ اسی ہوٹل میں رہو شام کی فلائٹ میں تمہاری سیٹ ہوچکی ہے۔ میں پیرس کے ائرپورٹ پر تمہارا انتظار کروں گا۔"

وہ سحرزدہ ہو کر میرے حکم کی تعمیل کرنے لگا۔ میں نے اور لیلیٰ نے پارس کو مکی کی ایک ایک عادت اور گفتگو کرنے کا انداز بتا دیا تھا۔ وہ مکی کو وہاں چھوڑ کر ہوٹل سے باہر آگیا۔

ہم نے اسے بتادیا تھا کہ جورا جوری کہاں ہے۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر پرنس البرٹ روڈ پہنچا پھر وہاں سے ریجنٹ پارک آگیا۔ وہ پارک حدِ نظر سے بھی آگے تک پھیلا ہوا تھا۔ وہاں کسی کو تلاش کرنا آسان نہیں تھا لیکن میں اسے جورا جوری تک پہنچا کر اس کے دماغ سے چلا آیا۔

وہ ایک مصنوعی جھیل کی ریلنگ سے لگی' پانی میں تیرتی ہوئی بطخوں کو دیکھ رہی تھی۔ پارس نے دور سے ایک چھوٹا سا پتھر بطخیں پانی پر دوڑنے بھاگنے لگیں۔ جورا جوری نے غصے پلٹ کر پتھر پھینکنے والے کو دیکھا پھر مکی کو دیکھ کر حیرانی سے بو تمہیں کیسے پتا چلا' میں یہاں ہوں؟"

"دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ دو دھڑکتے ہوئے دل دوسرے کے لئے مقناطیسی کشش رکھتے ہیں۔ وہ کشش مجھے لے آئی ہے۔"

"مگر میرا دل تمہارے لئے نہیں دھڑکتا ہے۔ یہ بات کتنی بار کہوں؟"

"ایک بار اور کہہ دو۔"

"میں تم محبت نہیں کرتی ہوں۔"

"اور ایک بار کہہ دو۔"

"مجھے تم سے محبت نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ نہیں ہے۔"

"تمہاری زبان سے انکار کتنا اچھا لگتا ہے۔ ہونے وال کا اس سے بڑا احسان کیا ہوسکتا ہے کہ وہ ہونے سے پہلے کردے۔"

"اب تو تمہیں یقین ہوگیا ہے؟"

"نہیں ہوا۔ جب تم انکار کرتی ہو تو یوں لگتا ہے مجھے کر پچھتا رہی ہو۔"

"تم میرا پیچھا کس طرح چھوڑو گے؟"

"تم میری محبت کو آزما کر دیکھو' میں تمہارے لئے بازی لگا سکتا ہوں۔"

اس نے بیزار ہو کر جھیل کی طرف دیکھا پھر پوچھا " میں چھلانگ لگا سکتے ہو؟"

"یہ کون سی بڑی بات ہے۔"

"بڑی بات یہ ہوگی کہ تمہیں تیرنا نہیں ہوگا۔ پانی پاؤں مارے بغیر تم دوسرے کنارے تک جاؤ گے۔"

"یہ تو مجھے مار ڈالنے کی پلاننگ ہے؟"

"بس! ہوا نکل گئی محبت کے غبارے سے؟"

"چیلنج نہ کرو۔ میں محبت کی خاطر پانی پر ہاتھ پاؤں مار دوسرے کنارے جاؤں گا' تم زبان دو کہ میں دوسرے کنا زندہ نکل آؤں تو شادی کروگی۔"

"ہاں' تم زندہ رہے تو تم سے شادی کروں گی۔"

وہ ریلنگ پر چڑھ گیا جورا جوری نے ہنستے ہوئے کہا " پاگل نہیں ہو۔ ایسی احمقانہ شرط پر چھلانگ نہیں لگاؤ گے۔"

اس نے چھلانگ لگادی۔ وہ پہلے تو حیران ہوتی پھر لگی کیونکہ چھلانگ لگانا کوئی بڑی بات نہیں تھی لیکن ہاتھ چلائے بغیر وہ پانی میں ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکتا تھا نے دیکھا وہ پانی پر اوندھا ہوگیا تھا اس نے اپنے وعدے کے ہاتھ پاؤں نہیں ہلائے جس کے نتیجے میں ڈوبتا چلا گیا۔

وہ بلند آواز سے بولی "کتنی دیر تک ڈوبے رہو گے

پاؤں مارنے ہوں گے یا واپس آنا ہوگا۔"

اسے کوئی جواب نہ ملا۔ پانچ منٹ پھر دس منٹ گزر گئے اسے معلوم تھا کمی میتھو دس منٹ تک سانس روک لیتا ہے لیکن پندرہ بیس منٹ گزرنے لگے۔ وہ گھبرا کر دیکھ رہی تھی۔ جھیل کی سطح برابر ہوگئی تھی۔ وہ دور دور تک کہیں ابھرتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ آوازیں دینے لگی "کمی! کمی! تم کہاں ہو کمی! واپس آجاؤ میں اپنی شرط واپس لیتی ہوں۔"

جب وہ پانی سے ابھر نہیں رہا تو جواب کیسے دیتا۔ وہاں لوگوں کی بھیڑ لگ گئی تھی۔ وہ انہیں بتا رہی تھی کہ ایک نوجوان ڈوب گیا ہے۔ کتنے ہی آدمی دفتر کی طرف دوڑتے ہوئے گئے تاکہ پارک کی انتظامیہ کو اطلاع دیں۔ اس نے اپنے باپ کرنل کے دماغ میں پہنچ کر کوڈ ورڈز ادا کئے پھر کہا "ڈیڈی! وہ ڈوب گیا ہے۔"

"کون ڈوب گیا ہے؟ پوری بات کرو۔"

"وہ.... کمی میتھو نے جھیل میں چھلانگ لگادی تھی۔"

"اسے تیرنا آتا ہے۔"

"ہاں مگر میں نے شرط لگائی تھی کہ وہ ہاتھ پاؤں مارے بغیر دوسرے کنارے پہنچ جائے گا تو میں اس سے شادی کروں گی۔"

"نو نان سنس! تم نے ایک احمقانہ شرط لگائی اور وہ احمق اس پر عمل کرتے ہوئے ڈوب گیا۔ یہ کیا بکواس ہے؟"

"یہ بکواس نہیں ڈیڈی! یہاں جھیل کے کنارے بھیڑ لگ گئی ہے۔ انتظامیہ کے لوگ آگئے ہیں۔ منی موٹر بوٹس میں بیٹھ کر جال پھینکنے جارہے ہیں۔ دو غوطہ خوروں نے بھی چھلانگ لگائی ہے۔ اب کیا ہوگا ڈیڈی؟"

"تمہارا سر ہوگا۔ اگر وہ جھیل سے واپس نہ نکلا تو تمہاری حماقت کے باعث ہم ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے سے محروم ہوجائیں گے۔"

وہ روتے ہوئے بولی "جہنم میں جائے ٹیلی پیتھی۔ وہ جیسا بھی تھا، احمق تھا، میں اس کی قدر نہیں کرتی تھی۔ اس کے باوجود وہ ایک اچھا اور سچا انسان تھا۔ میری وجہ سے اس کی جان جائے گی تو میرا ضمیر مجھے بہت رلائے گا۔"

"دیکھو بیٹی! آنسو پونچھو۔ عقل سے کام لو۔ کسی کے سامنے اعتراف نہ کرو کہ تم نے کوئی احمقانہ شرط لگائی تھی اور وہ دیوانہ کود پڑا تھا۔ اگر وہ مرچکا ہے تو اس کا الزام تم پر نہیں آنا چاہئے۔ ورنہ جنرل کا اعتماد مجھ پر سے اٹھ جائے گا۔"

وہ آنسو پونچھتے ہوئے دور تک جھیل کو دیکھ رہی تھی۔ جھیل کا دوسرا سرا نظر نہیں آرہا تھا کیونکہ وہ دوسری طرف مڑگئی تھی۔ موڑ کے دوسری طرف دو موٹر بوٹس اور تین غوطہ خور گئے تھے۔ اُدھر نظروں کے سامنے بھی دو موٹر بوٹ والے بہت بڑے جال کے دو سرے پکڑے ہوئے جارہے تھے۔ جال پانی میں ڈوبا ہوا تھا اور یقین تھا کہ کمی کی لاش جال میں پھنس کر باہر آجائے گی۔

تقریباً دو گھنٹے کی محنت کے بعد جال میں مچھلیاں کیکڑے اور مینڈک آئے مگر کمی نہیں آیا۔ جھیل کی دوسری طرف سے غوطہ خوروں نے آکر کہا "مس! یہاں کوئی نہیں ڈوبا ہے۔ تم ہی شور مچارہی تھیں۔"

وہ قسمیں کھا کر بولی "میرا ساتھی ڈوب گیا ہے۔"

کئی عورتوں اور مردوں نے تائید کی۔ انہوں نے بھی پار... جھیل میں چھلانگ لگاتے دیکھا تھا۔ سب حیران تھے کہ لاش... نہیں ہوئی تھی۔ ایک بوڑھی نے کہا "ارے یہ آدم خور... ہے۔ سال میں ایک بار ضرور کوئی ڈوبتا ہے پھر ڈوبنے وا... لاش کسی کو نہیں ملتی۔"

پارک کے ایک انچارج افسر نے ناگواری سے کہا "... آپ یہاں آنے والوں کو دہشت زدہ کررہی ہیں۔ ہمارے... اور جھیل کو بدنام کررہی ہیں۔"

ایک عورت نے کہا "تمہارے لئے بدنامی ہے، ہمارے... وحشت ہے۔ اگر ہمیں خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے اور اس... سے لاش غائب نہیں ہوتی ہے تو پھر اس بیچارے کی لاش نکا...

وہاں بحث شروع ہوگئی تھی۔ انتظامیہ کے لوگ کہہ... تھے کوئی نہیں ڈوبا اور چشم دید گواہ کہہ رہے تھے کہ ایک... ڈوب چکا ہے۔ پولیس افسران نے وہاں آکر اپنے سامنے... ڈالنے کو کہا۔ غوطہ خور پھر گئے۔ یوں صبح سے دوپہر ہونے... جھیل کی گہرائی میں جاکر دو غوطہ خور ایک انسانی ہڈیوں کا... ڈھانچا اٹھا کر لائے۔ اسے دیکھتے ہی عورتیں چیخنے لگیں۔ ا... رپورٹر اور فوٹو گرافر پہنچ گئے تھے۔ دوسرے دن کے اخبا... کے لئے دھماکا خیز تصویریں اور خبریں تیار ہونے لگیں... جوری گم صم ہوکر دیدے پھیلائے ڈھانچے کو دیکھ رہی... سوچ رہی تھی "کیا آبی مخلوقات نے اتنی جلدی سار... کھالیا اور ڈھانچا چھوڑ دیا؟"

اس نے خیال خوانی کے ذریعے یہ سوال کرنل سے... ڈانٹ کر بولا "تمہارا دماغ چل گیا ہے کمی یہاں میرے پا... ہوا ہے۔ چلی آؤ۔"

"کیا؟" اس نے حیرت سے چیخ کر ڈھانچے کی طرف... دوڑتی ہوئی پارکنگ ایریا کی طرف جانے لگی۔ اسے یقین... آرہا تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے کمی (پارس) کو ڈوبتے... دیکھا تھا۔ پھر اسے کہیں سے ابھرتے نہیں دیکھا تھا۔ ان حا... میں یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی روح اپنا ڈھانچا جھیل میں... کرنل کے پاس چلی گئی ہو۔

جب وہ بنگلے پر پہنچی تو کمی ایک صوفے پر بیٹھا کافی... اس نے حیرانی سے پوچھا "تم زندہ ہو؟"

"ہاں، میں شادی کی شرط جیت گیا ہوں۔"

"بکواس مت کرو۔ تم جھیل کے دوسرے کنار... گئے تھے۔"

"گیا تھا۔ تم نے کہا تھا پانی پر ہاتھ پاؤں نہ مارنا۔ کے اندر ہاتھ پاؤں چلاتا ہوا گیا تھا۔ تمہیں دوسرے کنارے پر آکر دیکھنا چاہئے تھا۔"

"میں وہاں ڈھونڈ رہی تھی۔ تم تو آسکتے تھے۔"

"لوگوں کے سامنے کیسے آتا۔ پتلون پھٹ گئی تھی۔ ایک ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر چھپ کر یہاں تک آیا ہوں۔"

کرنل نے ہنستے ہوئے کہا "یہ آدھا ننگا آیا تھا۔ کچھ بھی ہو اس نے شرط جیت لی ہے۔ اب شادی ضرور ہوگی۔"

"اوہ نو ڈیڈی! وہ احمقانہ شرط تھی۔"

"احمقانہ نہیں، خطرناک تھی۔ کوئی احمق ہوتا تو ڈوب جاتا۔ یہ اپنی ذہانت سے پار ہوکر آیا ہے۔ میں اصولوں کا پابند ہوں۔ اب تم انکار نہیں کروگی شادی کروگی۔ ضرور کروگی۔"

وہ غصے سے پاؤں پٹختی ہوئی بیڈ روم میں چلی گئی۔ کرنل ایک تو اپنے اصولوں پر سختی سے عمل کرتا تھا۔ دوسرے وہ چاہتا تھا کہ بیٹی کی طرح داماد بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہو، اس طرح فوج سے ریٹائر ہونے کے بعد بھی ملک میں اس کی دھاک جمی رہے گی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھتے بولا "کمی! میں ذرا باہر جارہا ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے میری بیٹی کو جیت لیا ہے۔ میری دیرینہ خواہش پوری ہوگئی۔ میرے خاندان میں ٹیلی پیتھی جاننے والے کا اضافہ ہوگا۔"

"جی ہاں انکل! میں بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ کرنے آیا ہوں۔"

وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے بولا "تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ آپ کے ہاں میرا اضافہ ہوگا تو میرے ہاں جورا جوری کا اضافہ ہوجائے گا۔"

"بیشک، بیشک" وہ مسکراتا ہوا باہر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جورا جوری نے اپنی خوابگاہ کا دروازہ کھول کر پوچھا "ڈیڈی کہاں ہیں؟"

"وہ ہمیں شادی کی ریہرسل کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔"

"وہ جلدی تو نہیں آئیں گے؟"

"تم کہو تو انہیں آنے کے قابل ہی نہ چھوڑوں۔"

"کیا بکتے ہو، ادھر آؤ۔"

"مسکرا کر بلاؤ۔"

وہ جبراً مسکراتے ہوئے بولی "آؤ میری جان کے دشمن!"

وہ خوابگاہ میں آگیا، وہ بستر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "بیٹھو۔"

وہ شرمانے لگا۔ اس نے حیرانی سے پوچھا "کیا ہوا؟"

اس نے شرماتے ہوئے پوچھا "بستر پر کیوں بلا رہی ہو؟"

"او گاڈ! تم آج سے پہلے ایسے نہ تھے۔ میں محسوس کررہی ہوں، تمہارا انداز کچھ بدل گیا ہے۔"

"جھیل سے ڈوب کر نکلنے کے بعد میں بھی یہی محسوس کررہا ہوں۔ کوہ قاف کے دامن میں ایک جھیل ہے۔ جس میں عورت ڈوبے تو مرد بن کر ابھرتی ہے۔ میں ابھر کر کچھ زیادہ ہی جوانمرد بن گیا ہوں۔"

"کیا تم مجھے بولنے کا موقع دوگے۔ میں نے یہاں تمہیں منہ دیکھنے کے لئے نہیں بلایا ہے۔"

"کیا بتی بجھا دوگی؟"

"منہ نہ دیکھنے کا یہی مطلب نہیں ہوتا۔ میں چاہتی ہوں ہمارے درمیان سمجھوتا ہوجائے۔ تم میری بات مان لو شادی نہ کرو تو ڈیڈی ضد نہیں کریں گے۔"

"میں نے شادی کرنے کے لئے جھیل میں چھلانگ لگائی ہے۔"

وہ گھونسا دکھا کر بولی "میں اپنی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت کے ساتھ آزادانہ زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ شوہر اور بچے درد سر ہوتے ہیں۔ میں اپنے سر میں یہ درد کبھی پیدا نہیں کروں گی۔"

"کاش! تمہاری ماں نے بھی یہی سوچا ہوتا۔"

"مذاق نہ اڑاؤ۔ میری بات کو سمجھو، میں ڈیڈی کی عزت کرتی ہوں اس لئے ان کا رعب برداشت کرلیتی ہوں۔ مگر شادی نہیں کروں گی۔ یہ بغاوت کرنے کے لئے مجھے ماں باپ کو چھوڑ کر جانا ہوگا۔ اگر تم انکار کردو تو بیٹی اپنے والدین سے الگ نہیں ہوگی۔"

"والدین ایک سے نہ سہی دوسرے سے شادی کراتے ہیں مگر بیٹی کی شادی ضرور کراتے ہیں۔ میرے انکار کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تم شادی کرلو یا بغاوت کرلو۔ تمہارے پاس ٹیلی پیتھی کا زبردست ہتھیار ہے۔ ماں باپ کا لحاظ کیوں کرتی ہو، لڑکیاں گھر سے بھاگنے کے بعد معافیاں مانگتی ہیں تو والدین اپنی عزت کی خاطر معاف کردیتے ہیں۔ ماں باپ بیٹیوں کے ہاتھوں بلیک میل ہوتے ہیں۔ تم بھی یہی کرو۔"

"مجھے طعنے نہ دو۔"

وہ اٹھ کر بولا "میں جارہا ہوں۔ آج ایک رات یہاں رہوں گا۔ اگر تم نے کمی میتھو سے شادی کا فیصلہ نہ کیا تو میں تمہیں بازاری لڑکی سمجھ کر سلوک کروں گا۔ کیونکہ عورت اپنی مرضی کے مطابق مرد بدلتے رہنے کے لئے آزادانہ زندگی گزارتی ہے۔"

وہ وہاں سے چلا آیا۔ میں نے صبح اسے بتایا تھا کہ جوڈی نارمن اپنی محبوبہ کرائنا فیشر کے ساتھ کہاں رہتا ہے۔ پارس نے کہا تھا وہ چار بجے تک وہاں جائے گا۔ میں نے چار بجے اس سے رابطہ کیا پھر بتایا "کرائنا پکاڈلی مارکیٹ میں ہے وہاں پہنچو۔ میں گائیڈ کررہا ہوں۔"

وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر پکاڈلی پہنچا۔ میں نے اسے فوراً فور آتری اینڈ ڈھیلر کی بہت بڑی دکان میں پہنچا دیا۔ کرائنا وہاں اپنے لئے لباس پسند کررہی تھی۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اپنا پرس ایک جگہ بے خیالی میں چھوڑ دیا۔ آگے بڑھ کر دوسری جگہ کپڑے پسند کرنے لگی۔ میں چاہتا تھا، پارس وہ پرس لے کر اسے واپس کرے۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے گیا۔ اس سے پہلے ہی شلپا نے آکر اسے اٹھالیا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ

مسکرا کر بولی "ہیلو تم کہاں ہو؟ کیا کر رہے ہو؟"

پارس نے جواباً مسکرا کر کہا "وہی جو تم کر رہی ہو۔ یہ پرس اس حسینہ کا ہے، جو آئینے کے سامنے ایک ریڈی میڈ لباس اٹھائے دیکھ رہی ہے۔"

شلپا نے کہا "میں جانتی ہوں، اور اسے واپس کرنے جا رہی ہوں۔"

وہ ادھر جانے لگی، میں نے کہا "بیٹے! یہ شلپا ہے۔ اس نے ملی کو آج رات کے کھانے پر اپنے ہوٹل میں بلایا ہے اور تم ملی ہو۔"

اسے معلوم تھا کہ ملی اور شلپا کے درمیان کس قسم کی گفتگو ہو چکی ہے۔ وہ شلپا کے قریب آیا۔ کرائنا پرس لے کر شلپا کا شکریہ ادا کر رہی تھی اور وہ کہہ رہی تھی۔

"شکریہ بعد میں ادا کرنا پہلے اپنا پرس چیک کرو۔ سارا سامان اور رقم وغیرہ محفوظ ہے یا نہیں؟"

"تم نے اتنی ایمانداری سے پرس واپس کیا ہے کیا میں شبہ کروں گی۔"

"شبے کی بات نہیں ہے۔ یہ پرس ایک جگہ رکھا ہوا تھا۔ شاید کسی لفنگے نے خالی کر دیا ہو۔"

وہ جلدی سے پرس کھول کر چیک کرنے لگی۔ شلپا نے پارس سے کہا "ہماری ملاقات اچھے وقت پر ہوئی۔ تمہاری کوئی مصروفیت نہ ہو تو ہم یہاں سے ہوٹل جائیں گے۔"

"میں تمہارے ساتھ ضرور چلوں گا۔ تم بہت ایماندار ہو اس پرس میں ہزاروں پونڈز ہیں اور تم نے اسے واپس کر دیا۔"

کرائنا نے مطمئن ہو کر پرس بند کرتے ہوئے کہا "آج کے دور میں کسی ایماندار سے ملاقات نہیں ہوتی۔ تم سے مل کر خوشی ہو رہی ہے۔ میرے ساتھ چائے پینا پسند کرو گی؟"

شلپا نے کہا "مجھے تمہارے ساتھ وقت گزار کر خوشی ہوگی مگر میں اپنے اس دوست ملی کو وقت دے چکی ہوں۔ پھر کبھی تم سے ملوں گی۔"

وہ پارس کے بازو میں بازو ڈال کر باہر آگئی۔ انہوں نے دو گھوڑوں کی ایک وکٹوریہ گاڑی کو روکا پھر اس میں بیٹھ کر جانے لگے۔ شلپا نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا "تم کچھ زیادہ گہرے نہیں ہو؟"

پارس نے پوچھا "تمہاری اس بات کا مطلب کیا ہے؟"

"یہی کہ تم اس حسینہ کو پھانسنے کے لئے اس کا پرس اٹھا رہے تھے۔"

"میں تمہیں اپنے حالات بتا چکا ہوں۔ ایک حسینہ مجھے ٹھکرا رہی ہے۔ ایسے میں کسی دوسری کو پھانسنے کی حماقت نہیں کروں۔ دراصل تمہارے مشوروں نے مجھ میں حوصلہ پیدا کیا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ منگنی توڑنے کا اعلان کرے میں کسی دوسری لڑکی سے شادی کا اعلان کروں گا۔ لیکن..."

"کیوں رک گئے؟ لیکن کے بعد کہو۔"

"اس کے بعد یہ کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولی "یہ ہماری دوسری ملاقات ہے، سوچ سمجھ [illegible] فیصلہ کرو۔"

"میں نے سوچ لیا ہے... سمجھ لیا ہے۔ تم پہلی ہی ملاقا[illegible] میں میرے دل و دماغ پر چھا گئی ہو۔ پلیز ہاں کہہ دو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "ہاں، تم نے بھی مجھے پہلی نظر میں چ[illegible] لیا ہے۔"

وہ ہنستے بولتے اور تفریح میں وقت گزارتے رہے۔ [illegible] کھانے کے وقت وہ اپنے ہوٹل میں آئی۔ اس نے کھانے [illegible] آرڈر دیا پھر اس کے ساتھ اپنے کمرے میں آگئی۔ وہاں اس [illegible] پیار و محبت کی باتیں کرتی رہی۔ ملازم کمرے میں آیا پھر کھانا تمام سامان رکھ کر چلا گیا۔ وہ کھانے لگے۔ پارس کی حد [illegible] کھانے کے بعد اپنا سر پکڑ کر پریشان ہو کر بولا "میری طبیعت [illegible] گھبرا رہی ہے۔ کمزوری محسوس ہو رہی ہے، پتا نہیں یہ کھانا [illegible] ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی "کھانا بہت لذیذ ہے۔ یہ ابھی میری [illegible] بدل دے گا۔"

وہ نڈھال سا ہو کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر [illegible] تمہاری بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔ میری طبیعت خراب [illegible] ہے۔ اور تم مسکرا رہی ہو۔"

"میں نے ایک دوا کے ذریعے تمہیں کمزور بنایا ہے۔ میتھو تم جو چہرہ دیکھ رہے ہو، یہ اصلی نہیں ہے۔ اصلی [illegible] پہچانتے ہو۔ میں شلپا ہوں۔ ہم ایک ہی ٹریننگ سینٹر میں [illegible] ہیں۔"

پارس نے تعجب کا اظہار کیا "تم شلپا ہو۔ لیکن مجھ [illegible] دشمنی ہے؟"

"مجھے دنیا کے ہر مرد سے دشمنی ہے۔ میں تم سب کو [illegible] بناؤں گی۔ میں نے دکان میں جس حسینہ کا پرس واپس کیا تھا [illegible] کے محبوب کا نام جوڈی نارمن ہے۔ وہ بھی ٹیلی پیتھی جانتا [illegible] میں اس کی محبوبہ کے دماغ میں رہ کر اسے بھی اعصابی کمزو[illegible] دوا کھلاؤں گی۔ اس پر بھی تنویمی عمل کر کے اسے اپنا [illegible] بناؤں گی۔"

"تم کون سا کمال کرو گی۔ عورت تو ہپناٹزم اور ٹیلی [illegible] بغیر مرد کو تابعدار بنا لیتی ہے۔"

"اتنی کمزوری میں بھی چہک رہے ہو۔"

وہ قریب آئی پھر ہاتھ بڑھا کر بولی "آؤ میں سہارا دے [illegible] پر پہنچا دوں۔"

وہ ہاتھ تھام کر اٹھتے ہوئے بولا "کیا تم مجھے بستر پر [illegible] یہ کتنی شرم کی بات ہے۔"

سوہ ہاتھ ملا کر اپنی انگوٹھی کے ذریعے شلپا کے جسم [illegible]

انجکٹ کرنا چاہتا تھا، اس سے پہلے ہی اچانک کمرے کا دروازہ کھلا۔ تین افراد اندر آئے، ایک نے ریوالور نکال کر کہا "خبردار! شور نہ مچانا۔ ورنہ دونوں کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دوں گا۔"

پارس نے کہا "میں تو پہلے ہی ٹھنڈا ہو چکا ہوں۔ دیکھ لو شلپا، اگر تم نے مجھے یہ کھانا کھلا کر کمزور نہ بنایا ہوتا تو میں تمہاری حفاظت کے لئے لڑتا۔ اب تمہارا کیا بنے گا؟"

وہ پریشان ہو گئی۔ اس نے ریوالور والے سے کہا "تم لوگ کون ہو؟ اگر لوٹنے کے خیال سے آئے ہو تو یہاں سے جو چاہو اٹھا کر لے جاؤ۔"

اچانک اسے خیال آیا کہ وہ دہشت زدہ ہو کر خیال خوانی کا ہتھیار استعمال کرنا بھول گئی ہے۔ ریوالور والے نے کہا "ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ اپنے دماغ کے دروازے کھلے رکھو۔ ورنہ ہم تمہیں زخمی کریں گے۔"

شلپا نے خیال خوانی کی چھلانگ لگائی پھر ریوالور والے کے دماغ میں پہنچتے پہنچتے واپس ہو گئی۔ اس نے سانس روک لی تھی۔

اسی وقت پارس نے جوجو کو محسوس کیا پھر پوچھا "اچھا تو یہ ریوالور والے تمہارے آدمی ہیں۔"

"ہاں، تم بھی دوسرے لہجے میں بول رہے تھے۔"

"میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے ملی میتھو کے روپ میں ہوں۔"

"یعنی تم شلپا کو پھانسنے آئے ہو۔"

"میں ایسے گندے کام نہیں کرتا۔"

"سنجیدگی سے بات کرو، تم خواہ مخواہ اعصابی کمزوری ظاہر کر رہے ہو۔ مجھے بتاؤ کس طرح شلپا کو ٹریپ کرنا چاہتے تھے؟"

"یہ میرا معاملہ ہے، اپنے آدمیوں کو واپس جانے کے لئے کہہ دو۔"

"نہیں پارس! مجھے ماسک مین کے ملک میں کامیابیوں کے جھنڈے گاڑنے ہیں۔ تم یہاں سے چلے جاؤ۔"

"میں نے الپا کو تمہارے حوالے کیا۔ اس کے بعد کامیابی کا جو بھی جھنڈا ہوگا اسے ہم دونوں مل کر گاڑیں گے۔ تم میرے پاس چلی آؤ۔"

"میں کہہ چکی ہوں کہ جب تک پچھلی زندگی یاد نہیں آئے گی میں کشمکش میں رہوں گی۔ جب تک یہ ثابت نہیں ہوگا کہ میرا تعلق کس سے ہے، ماسک مین کے ملک سے یا تم لوگوں سے؟ اس وقت تک میں کسی پر بھروسا نہیں کروں گی۔"

"جب بھروسا ہو جائے تو شلپا کو لے جانا۔ ابھی یہاں سے جاؤ۔"

"پارس! تمہاری شامت آگئی ہے۔ میرے ایک اشارے پر گولی چل جائے گی۔ میں اتنی آسانی سے حاصل ہونے والی شلپا کو نہیں چھوڑوں گی۔"

[illegible] ریوالور لئے کھڑے ہوئے تھے۔ کمرا چھوٹا تھا۔ اپنی [illegible]

لئے ایک دوسرے کے قریب تھے۔ پارس نے اچانک ہی جھک کر سینٹر ٹیبل کو اٹھا لیا۔ انہوں نے پھرتی سے فائرنگ کی۔ گولیاں کچھ میز پر لگیں اور کچھ ادھر ادھر ہوئیں۔ پھر وہ میز ان پر آگئی۔ تینوں اسے سنبھالتے ہوئے نیچے گرے پھر جتنی دیر میں سنبھل کر اٹھتے اتنے دیر میں ایک کا ریوالور پارس کے ہاتھ میں آگیا، اس نے دو فائر کئے۔ دو ریوالور والے زخمی ہوئے۔ اپنا ریوالور استعمال کرنے کے قابل نہیں رہے۔ پارس نے ان کے ریوالور بھی لے لئے۔ شلپا اپنے بچاؤ کے لئے پلنگ کے نیچے گھس گئی تھی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ پارس نے ریسیور اٹھایا۔ ہوٹل کا منیجر پوچھ رہا تھا "اس کمرے میں فائرنگ ہو رہی ہے۔ پورے ہوٹل میں بھگدڑ مچ گئی ہے۔ پولیس والے آنا ہی چاہتے ہیں۔ جلدی بتاؤ، کمرے میں کیا ہو رہا ہے۔"

"میں جلدی بتا رہا ہوں۔ ادھر جلدی نہ آنا ورنہ گولی لگے گی۔ میں تھوڑی دیر بعد بلاؤں گا۔"

اس نے ریسیور رکھ کر شلپا سے پوچھا "کیا نیچے ہی سو گئی ہو؟"

وہ رینگتی ہوئی باہر آئی۔ پھر ان تینوں کو دیکھ کر بولی "ان بدمعاشوں کو گولی مار دو۔"

"گولی ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آنکھ مارو یہ مر جائیں گے۔"

"اوہ ملی! تم کتنے دلیر ہو، میں تم پر سب کچھ لٹا دوں گی۔"

وہ دونوں بانہیں پھیلا کر پارس کی طرف بڑھنے لگی۔ اسی وقت جوجو نے اپنے آلۂ کار کی زبان سے تڑک کر کہا "خبردار! میرے شوہر کے قریب نہ جانا۔"

شلپا نے اس آلۂ کار کو حیرانی سے دیکھ کر پوچھا "شوہر؟"

"ہاں یہ میرے سرتاج ہیں۔ مجھے فخر ہے کہ میں ایسے باکمال نوجوان کی شریک حیات ہوں۔"

شلپا نے کہا "اوہ! اب سمجھی۔ یہ تم جوجو ہو۔ اب تک اس بے چارے کو ٹھکراتی رہیں۔ شادی سے انکار کرتی رہیں اور اب جھوٹے فخر سے شوہر کہہ رہی ہو۔"

"تم کس جوجو کی بات کر رہی ہو؟ میں کوئی اور ہوں اور یہ وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہی ہو۔ یہ پارس ہے فرہاد علی تیمور کا بیٹا۔"

شلپا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پارس کو دیکھنے لگی "کیا تم پارس ہو؟"

اس نے کہا "جب میری بیوی کہہ رہی ہے تو یہ سچ ہی ہونا چاہئے۔"

"کیا یہ خیال خوانی کے ذریعے جوجو بول رہی ہے؟"

"ہاں۔ افسوس میری گھر والی کے سامنے تم اپنا سب کچھ نہیں لٹا سکو گی۔"

"یہ جھوٹ ہے، یہ جوجو نہیں ہو سکتی۔ یہ تو دشمن بن کر آئی ہے اس کے آدمیوں نے تم پر گولیاں چلائی تھیں۔"

"کوئی بات نہیں، میاں بیوی کے درمیان جھگڑے ہوتے ہی رہتے ہیں۔ بیوی اپنے میکے سے ریوالور والوں کو بلا کر لائے تو برا نہیں منانا چاہئے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ مجھے یقین نہیں آرہا ہے! تم پارس نہیں ہو۔"

وہ بولا "ہم تنہائی میں باتیں کریں گے۔"

وہ خوش ہو کر بولی "ہاں، ٹھیک ہے۔ ان بدمعاشوں کو یہاں سے بھگاؤ۔"

"باہر پولیس والے انتظار کر رہے ہیں۔"

پارس نے تینوں ریوالور خالی کئے پھر ان تینوں کو خالی ریوالور دیتے ہوئے شلپا سے کہا "انہیں خیال خوانی کے ذریعے دوڑا کر ہوٹل کے کاؤنٹر پر پہنچاؤ اور ان سے اقبالِ جرم کراؤ۔ پولیس افسر سے کہنا تم اپنا بیان بعد میں دو گی۔"

شلپا اس کی ہدایت پر عمل کرنے لگی۔ وہ تینوں کمرے سے نکل کر کاؤنٹر کی طرف بھاگنے لگے۔ جوجو نے پارس کے پاس آکر کہا "مجھے معاف کردو۔"

"تمہارے لئے جان دے سکتا ہوں۔ معافی کیا چیز ہے۔"

"تم بہت اچھے ہو۔ یقین کرو میں اپنے آدمیوں کو واپس بلانا چاہتی تھی مگر تم نے اچانک ان پر حملہ کردیا۔ اگر ذرا انتظار کرلیتے تو۔۔۔"

"تو تم مجھے گولیوں سے زخمی کراتیں پھر میرے کمزور دماغ پر تنویمی عمل کرتیں۔"

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔"

"مطلب کی بات کرو۔"

"تم ناراض ہو۔ بات کیا کروں؟"

"تو نہ کرو۔ جاؤ یہاں سے۔"

"میں روتی رہوں گی تو تمہیں اچھا لگے گا؟"

یہ کہتے ہی وہ رونے لگی۔ وہ پریشان ہونے لگا۔ دل میں عجیب سی بے چینی پیدا ہوئی۔ جب تک وہ بابا صاحب کے ادارے میں رہی، کوئی اسے کبھی رونے نہیں دیتا تھا۔ اس کی ہر ضد پوری کی جاتی تھی۔ اور وہ اکثر اپنی ضد پارس سے منواتی تھی۔ وہ اس کی آنکھ میں آنسو آنے سے پہلے اس کی بات مان لیتا تھا۔ آج اس نے سخت لہجے میں کہا "چپ ہو جاؤ۔ مگرمچھ کے آنسو نہ بہاؤ۔"

وہ روتے روتے بولی "کیا پہلے بھی تم مگرمچھ کے آنسو کہتے تھے، کیا تم اپنی جوجو کو روتے ہوئے دیکھ سکتے تھے؟"

"مجھے پریشان نہ کرو۔ ورنہ سانس روک لوں گا۔"

"روک لو۔ میں اپنی جگہ اکیلی بیٹھ کر روتی رہوں گی۔"

"تمہیں شرم نہیں آتی۔ اپنی کامیابی کے وقت دشمن بن جاتی ہو، ناکامی ہو تو میرے پاس آکر روتی ہو۔"

"میں دشمن بننے سے پہلے مرجاؤں گی۔ بڑے خود کو تیس مار خان سمجھتے ہو۔ میرے آدمیوں پر حملہ کرنے سے پہلے دیکھ تو لیتے کہ میں کیا کرنے والی تھی۔ اگر میں بہت مکار ہوں تب بھی میری مکاری کا تقاضا یہی ہوگا کہ تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں کیونکہ تم سے مجھے فائدہ پہنچتا رہے گا۔ جب میں تم سے لڑ جھگڑ کر اور آنسو بہا کر بات منوا سکتی ہوں تو تم پر گولی چلانے کی دشمنی کیوں کروں گی۔"

وہ روتی جارہی تھی اور ٹھوس دلائل کے ساتھ بولتی جارہی تھی۔ پارس نے سانس روک لی وہ دماغ سے نکل گئی۔ شلپا نے کہا "وہ تینوں گرفتار کرلئے گئے ہیں۔ بیان دے رہے ہیں کہ ہمیں ریوالور دکھا کر لوٹنے آئے تھے۔ میں ان کے متعلق بعد میں بتاؤں گی۔ پہلے اپنی باتیں کرو۔ کیا تم واقعی پارس ہو؟"

"میں ایکس وائی زیڈ بھی ہو سکتا ہوں۔ تمہارے لئے کیا فرق پڑتا ہے؟"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "ہاں تم کوئی بھی ہو، مجھے اپنے مشن کے لئے تمہارے ہی جیسے دلیر مرد کی ضرورت ہے۔"

پارس نے اسے دھکا دے کر بستر پر گراتے ہوئے کہا "دور رہ کر باتیں کرو۔"

اسی وقت میں نے آکر بیٹے کو مخاطب کیا۔ اس نے کہا "میں شلپا کو کمزور بنا رہا ہوں۔"

اس نے آگے بڑھ کر شلپا کے بازو پر ہاتھ رکھا۔ وہ سمجھی وہ منانے آیا ہے مگر دوسرے ہی لمحے میں اسے کمزوری کا احساس ہوا۔ بازو میں ہلکی سی چبھن ہوئی تھی۔ اس کے بعد دل گھبرانے لگا تھا۔ میں نے کہا "ہیلو شلپا!"

اس نے دونوں ہاتھوں میں سر کو تھام لیا۔ گھبرا کر بولی "نہیں، میرے اندر کوئی نہیں آسکتا۔"

"آگیا، میں آگیا ہوں۔ تمہارے لئے اتنا ہی کہہ سکتا ہوں، آخر گرے زمیں پر اونچی اڑان والے۔"

پارس نے ہوٹل کے منیجر کو فون کرکے کہا "میری بیوی اعصابی مریض ہے۔ فائرنگ کے باعث اس پر برا اثر پڑا ہے۔ پولیس افسر سے کہہ دیں کہ یہاں آکر بیان لے اور ملازم صاف کرادیں۔"

اس نے ریسیور رکھ کر مجھ سے کہا "جوجو نے پریشان کیا ہے، یہاں سے روتی ہوئی گئی ہے۔ آپ ذرا دیکھیں وہ سچ مچ رو رہی ہے یا مجھ سے مکاری کررہی ہے۔"

میں نے جوجو کے نئے لہجے کو یاد کیا۔ پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ رو رہی تھی، اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا۔ لیکن سانس نہیں روکی، اس کی سوچ کہہ رہی تھی "کوئی آتا ہے تو آجائے۔ دشمن میرے دماغ میں زلزلے پیدا کرکے مجھے مار ڈالے میں مرجاؤں گی۔ اس نے مجھے کیوں رلایا؟"

وہ فرش پر بیٹھی پاؤں پھیلا کر رو رہی تھی۔ میں جانتا تھا کیونکہ رونے اور ضد کرنے کا وہی پرانا انداز اس پر غالب آگیا تھا۔ حیرانی اس لئے تھی کہ دماغی آپریشن کے بعد وہ بالکل تبدیل ہوگئی تھی۔ بچگانہ پن کی جگہ سنجیدگی اور ذہانت پیدا ہوگئی تھی۔ اسے پچھلی کوئی بات یاد نہیں تھی۔ مگر پارس کی بے رخی نے اسے رلا دیا تھا۔ قدرت نے عورت کو ایک معما بنایا ہے۔ بین الاقوامی شہرت یافتہ سرجنوں نے اس کے دماغ کو انتہائی مہارت سے تبدیل کیا تھا۔ وہ بھی شاید یہ معما حل نہیں کرسکتے تھے کہ دماغ کے تاریک ترین گوشے میں چھپے ہوئے محبوب کی بے رخی نے اسے کیسے رلا دیا ہے؟

میں نے محبت سے پچکارتے ہوئے پوچھا "میری بیٹی کیوں رو رہی ہے؟"

وہ جواب میں پاؤں رگڑنے لگی، میں نے پوچھا "پارس نے رلایا ہے؟"

وہ ہاں کے انداز میں سر ہلانے لگی۔ میں نے پوچھا "تم کیا چاہتی ہو؟"

وہ روتے ہوئے بولی "میں جو چاہتی ہوں، اس سے بولوں گی، تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔ وہ بڑا پارس بنتا ہے۔ میں اس کو ماروں گی۔"

"اچھا میں اسے بتا کر آتا ہوں کہ تم رو رہی ہو۔"

میں نے سونیا کے پاس آکر کہا "میں قدرت کا نہ سمجھ میں آنے والا تماشا دیکھ کر آرہا ہوں۔ دنیا کے تجربے کار ڈاکٹروں نے دماغی آپریشن کے ذریعے جوجو کو بے حد ذہین لڑکی بنایا ہے لیکن وہ پارس کی بے رخی پر ننھی سی بچی کی طرح رو رہی ہے۔"

سونیا نے پوچھا "پارس کو کیا ہوگیا ہے؟ وہ اسے کبھی نہیں رلاتا تھا۔"

"جوجو بڑا مطالبہ کررہی ہے جسے وہ پورا کرنا نہیں چاہتا۔"

"جوجو کے سامنے کسی بھی مطالبے کی اہمیت نہیں ہے۔ وہ ہماری جان ہے۔ پتا نہیں قدرت کو کیا منظور ہے۔ اس کی بچگانہ عادت ذہن کی تاریکی سے ابھر آئی ہے۔ یہ بات ہمارے حق میں ہے۔ پارس سے کہو اسے اب نہ رلائے۔"

میں نے پارس کے پاس آکر کہا "نالائق! وہ ابھی تک رو رہی ہے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ تم سے ہی چپ ہوگی۔"

"پاپا! وہ شلپا کا مطالبہ کررہی ہے۔"

"کوئی بات نہیں، اس کی بات مان لو۔"

"آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"یہ صرف میں نہیں، تمہاری مما بھی کہہ رہی ہیں۔"

"تعجب ہے! اس کی بچگانہ ضد پوری کرنے کے لئے ہم مالک مین کے ہاتھ مضبوط کریں۔"

"ہم سے ایسی حماقت نہیں ہوگی۔ شلپا کو اس کی معمولہ بننے دو۔ ہم جوجو کا لہجہ اختیار کرکے شلپا کے دماغ میں پہنچا کریں گے۔ میں جوجو کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔"

میں اس کے پاس آیا، وہ ابھی تک رو رہی تھی۔ یہ اس کی عادت تھی۔ ہم جانتے تھے کہ اسے پارس ہی چپ کراتا ہے۔ میں نے کہا "بیٹے! میں نے پارس کو خوب ڈانٹا ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ وہ تمہاری بات مان لے گا۔"

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی۔ مگر روتی ہوئی دماغ میں پہنچی۔ وہ اپنے سر پکڑ کر بولا "تمہارے یہ آنسو کوڈ ورڈز ہیں۔ میں نے پہچان لیا ہے، تم آئی ہو۔ تمہیں یہ کیسے یاد آیا کہ تمہارے آنسو میری کمزوری بن جاتے ہیں۔ تمہیں ماضی یاد ہے مگر تم فراڈ کررہی ہو۔"

"مجھے فراڈ کہو گے تو چلی جاؤں گی پھر زمین پر بیٹھ کر رونے لگوں گی۔"

"زیادہ دھمکیاں نہ دو۔ مطلب کی بات کرو۔"

"میں مطلبی نہیں ہوں۔"

"اچھا کام کی بات کرو۔"

"تم بہت اچھے ہو، شلپا کے دماغ کو کمزور کردو۔"

"کردیا ہے۔"

"سچ کہہ رہے ہو؟"

"اس کے پاس جا کر دیکھ لو۔"

"میں جاؤں گی۔ اس پر تنویمی عمل کروں گی تو تم بدمعاشی نہیں کرو گے نا؟"

"یہ بدمعاشی کیا ہوتی ہے؟"

"کچھ نہیں، میں جارہی ہوں۔"

اس وقت تک ہوٹل کا منیجر اور پولیس والے آگئے تھے۔ شلپا سے سوالات کررہے تھے۔ پارس نے کہا "تھوڑی دیر بعد تنویمی عمل کرو۔ ابھی پولیس کی کارروائی مکمل ہونے دو۔"

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔ آج وہ تیسری خیال خوانی کرنے والی کو اپنے قابو میں کرنے والی تھی۔ پہلا جے مورگن تھا دوسری الپا تھی اور اب تیسری شلپا ہاتھ آرہی تھی۔

وہ آرام سے صوفے پر بیٹھ کر شلپا کے دماغ پر تنویمی عمل کرنا چاہتی تھی۔ فرش پر سے اٹھتے وقت وہ چونک گئی۔ اسے اتنی دیر بعد یاد آیا کہ وہ فرش پر بیٹھی ہوئی تھی مگر کیوں بیٹھی ہوئی تھی؟ کب آکر بیٹھی تھی؟

تب تھوڑی دیر پہلے بے خودی میں رونے والی حرکتیں یاد آنے لگیں۔ وہ حیرانی سے سوچنے لگی "مجھے کیا ہوگیا تھا؟ میں اپنے آپ سے اتنی بے خبر تھی کہ رو رہی تھی اور مجھے اپنے آنسوؤں کا پتا نہ تھا؟"

وہ سوچ رہی تھی! اسے اب ایک ایک بات یاد آرہی تھی کہ وہ ضدی بچی کی طرح رو رو کر اپنی بات منوا رہی تھی اور شدید حیرانی کی بات یہ تھی کہ پارس نے اس کے آنسو پونچھنے کے لئے اس کی وہ بات مان لی جس میں اس بے چارے کا سراسر نقصان

تھا اور اس کے دشمنوں کا فائدہ۔

یوں تو وہ غیر شعوری طور پر پارس کی طرف مائل تھی لیکن اس واقعے نے اس ذہین لڑکی کو جھنجھوڑ دیا کہ اس کے اندر یہ بات کیسے آئی کہ اسے رونا اور مچلنا چاہئے۔ اس کے اندر یہ اعتماد کیسے پیدا ہوا کہ پارس اس کے آنسو برداشت نہیں کرے گا۔ اس کا مطلب ہے' پارس آج سے نہیں برسوں سے اس کا دیوانہ ہے اور ماضی میں بھی وہ اس دیوانے سے اپنی ہر بات رو رو کر منواتی رہی ہے۔

دماغ میں کوئی بڑی سی گرہ تھی جو کھل نہیں رہی تھی لیکن ذہانت سے یہ سمجھ میں آگیا تھا کہ اس کا اور پارس کا گہرا اور کبھی نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہے۔

اپنی پچھلی زندگی کو اور پوری زندگی کو سمجھ لینا ضروری نہیں تھا۔ ایک محبت کو ہی سمجھ لینا کافی تھا۔ محبت کے مدرسے میں رفتہ رفتہ آگہی کے دروازے کھلتے جاتے ہیں۔ وہ فرش سے اٹھ کر صوفے پر آگئی تھی۔ اب شلپا پر تنویمی عمل کرنے کے لئے سوچ رہی تھی۔

اس سے پہلے پاسکل نے الپا پر عمل کر کے اسے اپنی معمولہ بنایا تھا۔ پھر اسے اپنا تابعدار بنا کر ماسکو پہنچا دیا گیا تھا۔ ماسک مین نے کہا تھا "الپا کے دماغ پر پاسکل کا قبضہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر کوئی برا وقت آئے گا اور کوئی دشمن پاسکل کے دماغ پر قبضہ جمائے گا تو وہ دشمن اس کے ذریعے الپا کو بھی اپنے قابو میں کر لے گا۔"

لہٰذا فیصلہ کیا گیا کہ دماغی آپریشن کے ذریعے الپا کو روس کا وفادار بنایا جائے اور اس کی آواز اور لہجہ بدل دیا جائے۔ اس طرح کوئی اسے ٹریپ نہیں کر سکے گا۔ ماسک مین ہر طرح مطمئن رہنا چاہتا تھا اور جوجو کی طرح الپا کو بھی صرف اپنے ملک کی وفادار بنا کر رکھنا چاہتا تھا۔ اس کے لئے الپا کو معائنے کے لئے ڈاکٹروں کے پاس بھیج دیا گیا تھا۔

جوجو آرام سے صوفے پر ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ شلپا پر تنویمی عمل کرنے کے بعد ماسک مین کو یہ خوشخبری سنانا چاہتی تھی۔ وہاں کے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران کی نظروں میں جوجو کا اعلیٰ مرتبہ تھا۔ کوئی کیسا ہی حاکم ہو' کتنا ہی بڑا افسر ہو' وہ جوجو کو دیکھتے ہی احتراماً اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ شلپا کو قابو میں کرنے کے بعد اس کی اور زیادہ واہ واہ ہونے والی تھی۔ اس کامیابی کی خوشی میں بہت بڑا جشن منایا جانے والا تھا۔ اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اس جشن میں پارس کو شریک کرے۔ اسے بتائے کہ اسے کتنی عزت اور شہرت حاصل ہو رہی ہے۔

ایسا سوچتے وقت یاد آیا کہ یہ سب کچھ پارس سے محبت کے نتیجے میں ہو رہا ہے۔ ایک سنجیدہ سا خیال پیدا ہوا۔ محبت کے نتیجے میں پارس کو کیا ملا؟

اس سوال کا جواب ظاہر تھا' اسے کچھ نہیں ملا۔ اس کی جوجو بھی نہیں ملی۔ الٹا نقصان ہوا۔ وہ الپا اور شلپا کو اپنے قا میں رکھ کر ٹیلی پیتھی کا فاتح بن سکتا تھا۔ ماسک مین کی دشمنی سے محفوظ رہ سکتا تھا۔ لیکن وہ محبت کے نتیجے میں خطرات کو دعو دے چکا تھا۔ ماسک مین جب چاہتا اسی الپا اور اسی شلپا کے ذریعے پارس کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔

تب اس نے دل کی گہرائیوں سے سوچا "میں اپنے دیوا کو لوٹ رہی ہوں۔ وہ محبت دیتا جا رہا تھا' میں عداوت کے را پر اسے لے جا رہی ہوں۔ ایک دن وہ ماسک مین کے شکنجے م آجائے گا۔ کیا میں اسے دشمن کے رحم و کرم پر چھوڑ دوں؟"

دل نے کہا "نہیں۔ وہ میرا کچھ نہ کچھ لگتا ہے۔ میرے آنسو دیکھ کر خطرات میں کود پڑتا ہے۔ کیا میرا ضمیر گوارا کرے کہ میں اس کے خلاف ماسک مین کے ہاتھ مضبوط کروں۔"

ضمیر کبھی گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ اگر اسے یقین ہو جاتا کہ پیدائشی طور پر روسی ہے تو اپنے ملک اور اپنی قوم کے لئے پا کو جہنم میں جھونک دیتی۔ لیکن دماغی آپریشن کے بعد آر مر بار اس کے پاس آکر سمجھایا تھا کہ وہ اس کا بھائی ہے اور پا اس کا شوہر ہے۔ آر مرکی یہ باتیں اس کے دماغ میں نقش ہو ہیں۔ ایسے میں پارس سے رابطہ ہو گیا تھا اور وہ بڑی حد تک کے دل و دماغ پر چھا رہا تھا۔

ان حالات میں وہ ماسک مین کی وفادار بھی تھی اور پار محبوبہ بھی۔ کوئی ایسا راستہ اختیار کرنا چاہتی تھی کہ ماسک سے وفاداری بھی قائم رہے اور پارس کو نقصان بھی نہ پہنچے۔ ایسا ممکن نہیں تھا۔

وہ تھوڑی دیر سوچتے رہنے کے بعد پارس کے پاس آئی بولی "میں کچھ دیر پہلے تمہارے پاس رو رہی تھی؟"

"گھنٹوں روتے رہنے کے بعد بھی پوچھ رہی ہو۔"

"کیا میرے رونے سے تمہیں کچھ ہوتا ہے؟"

"میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ تم میری جان ہو۔ تمہا آنکھ میں آنسو آتے ہی میری جان نکل جاتی ہے۔"

"تم ایسی باتیں کرتے ہو تو مجھے اچھا لگتا ہے۔ مگر میں الجھن میں ہوں۔"

"مجھ سے بولو' شاید میں تمہاری الجھن دور کر سکوں۔"

"میں چاہتی ہوں الپا اور شلپا سے تمہیں کوئی نقصا پہنچے۔"

"وہ ماسک مین کی تابعدار رہوں گی تو مجھے نقصان پہ رہے گا۔"

"تم ماسک مین سے دوستی کر لو۔"

"جن کی دوستی میرے پاپا سے بھی کبھی نہ ہو سکی میری دوستی کیسے ہوگی' ہمارے اور ان کے خیالات اور میں زمین آسمان کا فرق ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں کہ باپ سے دوستی نہ ہوئی ہو تو

بھی نہ ہو سکے۔"

"میری ایک بات کا جواب دو۔ کوئی کسی کی بیٹی، بیوی یا بہن کو اغوا کر کے لے جائے تو تم اسے دوست بناؤ گی؟"

"ہرگز نہیں۔ میں تو اس کے دماغ میں زلزلے پیدا کردوں گی۔"

"ماسک مین نے پاسکل کے ذریعے میری شریکِ حیات جوجو کو اغوا کرایا پھر دماغی آپریشن کے ذریعے اس کا ذہن تبدیل کردیا۔ اس کی یادداشت سے پچھلی زندگی مٹادی۔ اسے اپنا وفادار اور اپنے شوہر کا دشمن بنادیا۔ کیا مجھے اس سے دوستی کرنی چاہیے؟"

جوجو کے دماغ میں آندھیاں سی چلنے لگیں۔ پارس کی کوئی بات دل کو لگ رہی تھی۔ وہ کون سی بات تھی؟ پھر فوراً ہی سمجھ میں آگیا کہ وہ دماغی آپریشن والی بات ہے۔۔ الپا کا بھی دماغی آپریشن کرکے اسے اس ملک کا وفادار اور پارس کا دشمن بنایا جارہا ہے۔ جبکہ وہ پارس کی دوست تھی۔ اسی طرح میں پارس کی بیوی تھی۔ آپریشن کے ذریعے مجھے بیوی سے دشمن بنایا گیا اور اس ملک سے وفاداری دماغ میں بھردی گئی۔ جس طرح ہم الپا کو اغوا کر کے لائے ہیں اسی طرح پاسکل مجھے بھی اغوا کر کے لے گیا تھا۔ یہ سلسلہ پہلے سے چل رہا ہے اور یہ سلسلہ میرے اور الپا کے بعد شلپا تک بھی جاری رہے گا۔ میں شلپا کو ماسکو پہنچاؤں گی تو اس کا بھی دماغی آپریشن کیا جائے گا۔۔

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی "یہ دماغی آپریشن تو نہیں شیطانی عمل ہے۔ یہ لوگ ہمارا ملک اور ہماری قومیت بدل دیتے ہیں۔ ہماری وفاداریاں اور محبتیں بدل دیتے ہیں حتیٰ کہ ماں باپ بدل دیتے ہیں۔ شرمناک بات یہ ہے کہ میں اپنے شوہر کو بھلائے رکھوں اور یہاں کسی دوسرے سے شادی کرنا چاہوں تو یہ لوگ پھر بھی میرے شوہر کے متعلق کچھ بھی نہیں بتائیں گے۔ کسی دوسرے سے میری شادی ہونے کا شرمناک تماشا ہنس ہنس کر دیکھیں گے۔"

وہ گھبرا کر پھر پارس کے پاس آئی اور بولی "میں بہت پریشان ہوں۔"

"میں تمہاری ساری پریشانیاں اپنے سر لے لوں گا۔ بولو کیا بات ہے؟"

"میں بڑی کشمکش میں ہوں۔ ماسک مین پر مجھے بھروسا نہیں ہے۔ دل نہیں مانتا کہ میں ایک روسی لڑکی ہوں۔ یہ دل تمہاری طرف کھنچا جاتا ہے۔ مگر عقل کہتی ہے مجھے سوچ سمجھ کر کسی نتیجے پر پہنچنا چاہئے۔"

"تمہاری عقل درست کہتی ہے۔ مجھے اور ماسک مین کو خوب ذہانت سے پرکھتی رہو۔ اس کے بعد معقول نتیجہ خود سامنے آئے گا۔"

"تب تک بہت دیر ہو جائے گی۔ اگر ماسک مین غلط ثابت ہوگا تو میرے ہاتھوں سے الپا اور شلپا اس کے پاس پہنچ چکی ہوں گی۔ تب مجھے افسوس ہوگا کہ میں نے ایک غلط آدمی کے ہاتھ مضبوط کئے ہیں۔"

"ہاں اس وقت پچھتاوا ہوگا۔ ویسے میرے ایک مشورے پر عمل کرو، تمہاری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔"

"میں ضرور عمل کروں گی۔"

"تم کچھ عرصے کے لئے غیر جانب دار ہو جاؤ۔ نہ میرا ساتھ دو اور نہ ہی ماسک مین کے لئے کام کرو۔ ہم سے دور رہ کر اپنے طریق کار پر عمل کرو۔"

"ہاں، غیر جانب دار رہنے سے دل کو اطمینان رہے گا کہ میری ذات سے کسی کو نقصان نہیں پہنچ رہا ہے۔ لیکن میں الپا کو ان کے حوالے کرکے تمہیں نقصان پہنچا چکی ہوں۔"

"اس کی فکر نہ کرو۔ میری ماما اب بھی الپا کو ٹریپ کرکے لے آئیں گی۔"

"نہیں لاسکیں گی۔ میری طرح الپا کا ابھی برین واش کیا جارہا ہے۔ اس کا نام، اس شخصیت، آواز اور لہجہ سب کچھ بدلا جائے گا۔"

"اوہ! ہم نے سوچا نہیں تھا کہ الپا کو وہ اس حد تک تبدیل کریں گے۔ تم ذرا دیکھو، الپا کے دماغ میں جاؤ۔ یا کسی طرح معلوم کرو کہ اس کا دماغی آپریشن کب ہوگا؟"

"میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ چلی گئی پھر پندرہ منٹ بعد آکر بولی "مجھے الپا کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔ میں نے پاسکل سے پوچھا، اس نے لاعلمی ظاہر کی۔ اسے بھی نہیں بتایا گیا ہے کہ الپا کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ پھر میں اس ڈاکٹر کے پاس گئی جو مجھے اٹینڈ کرتا رہتا ہے۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ ایک عامل کے ذریعے الپا کو ہپناٹائز کیا گیا ہے۔ اس کے دماغ سے اس کی آواز اور لہجے کو بھلا دیا گیا ہے۔ کل اس کا آپریشن کیا جائے گا۔"

پارس نے کہا "فی الحال وہ ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ اس لئے پچھتا کر وقت ضائع نہ کرو۔ یہ فیصلہ کرو کہ شلپا کے ساتھ کیا کرو گی؟"

"میں اسے ماسک مین کے حوالے نہیں کروں گی۔ میں نے ابھی اس پر تنویمی عمل نہیں کیا ہے۔ تم اسے واپس لے لو۔"

"میں اپنی جوجو کو کوئی چیز دے کر واپس نہیں لیتا۔ تم کام کرو۔ شلپا پر عمل کرکے اس کا دماغ اپنے قابو میں کرلو اور ماسک مین کو رپورٹ دو کہ شلپا ابھی تک ہاتھ نہیں آئی، اسے قابو میں کرنے کے لئے تم لندن جاؤ گی۔"

"ہاں یہ اچھی ترکیب ہے۔ مجھے لندن جانے کی اجازت ملے گی تو میں روس سے باہر نکل کر اپنا کوئی ٹھکانا بناؤں گی۔ وہاں رہ کر اپنے طریقِ کار کے مطابق اپنی زندگی کے سچ اور جھوٹ کو پہچانوں گی۔"

"تو پھر بسم اللہ کہہ کر پہلا قدم اٹھاؤ اور شلپا کو میرے لئے قابو کرو۔"

"یہ بسم اللہ کیا ہوتا ہے؟"

"اس کا مطلب ہے تم اللہ کا نام لے کر ایک کام شروع کررہی ہو۔ جب تم سچ اور جھوٹ کو پہچاننے لگو گی تو تمہیں یاد آئے گا کہ مجھ سے شادی سے پہلے تم نے اسلام قبول کیا تھا۔ تم مسلمان ہو اور کوئی کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ کہتی آئی ہو۔"

وہ پارس کے پاس سے آگئی۔ پھر شلپا کے دماغ میں گئی۔ وہ بستر پر پڑی ہوئی تھی۔ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کررہی تھی۔ جوجو کو اگرچہ یاد نہیں تھا کہ وہ مسلمان ہے۔۔ تاہم وہ پارس کی باتوں سے متاثر ہو جاتی تھی۔ اس نے ایک طویل عرصے کے بعد دل میں بسم اللہ کہا پھر ٹیلی پیتھی کے ذریعے شلپا کو تھپک کر سلادیا۔ اس کے بعد اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔

کوئی ایک گھنٹے بعد اس نے ماسک مین سے رابطہ کیا۔ موجودہ ماسک مین یوگا کا ماہر تھا اس لئے کوڈ ورڈز کی ادائیگی کے بعد دماغ میں آنے کی اجازت دیتا تھا۔ اس نے کہا "ہیلو روز میری! خوش خبری سناؤ۔"

وہ بولی "سر! خوشخبری اتنی آسانی سے کانوں تک نہیں پہنچتی، بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔"

"کیا ناکامی ہو رہی ہے؟"

"فی الحال ناکامی ہوئی ہے۔ اور یہ آپ کے تین ناکارہ آدمیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔"

"پوری رپورٹ سناؤ۔"

"سر شلپا بہت چالاک عورت ہے۔ وہ اپنے کسی عاشق کے ساتھ ہوٹل کے کمرے میں تھی۔ آپ کے آدمیوں نے سمجھا انہیں ریوالور دکھا کر قابو میں کرلیں گے لیکن شلپا کا عاشق بہت زبردست فائٹر ثابت ہوا۔ اس نے ریوالور کی پروا نہیں کی اور تینوں کی اچھی طرح پٹائی کرکے۔۔ انہیں پولیس کے حوالے کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شلپا کو ریوالور سے زخمی نہ کرسکے۔ اگر اس کا دماغ کمزور ہو جاتا تو میں اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیتی۔"

"شلپا کہاں ہے؟"

"میں نہیں جانتی۔ اس کے دماغ میں پہنچنے کا موقع ملے گا تو اس کا سراغ ملے گا۔ اب آپ بتائیں کیا ایسے ناکارہ لوگوں سے کام لے کر کامیابی ہو سکتی ہے؟"

"روز میری! میں نے تم سے کہا تھا خود لندن جاؤ اور اپنے طور پر قابل افراد کا انتخاب کرکے ان سے کام لو۔"

"بے شک مجھے آپ کے حکم پر پہلے ہی عمل کرنا چاہئے تھا۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔ شلپا اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی لندن میں ہوں گے، آپ مجھے آج ہی روانہ ہونے کی اجازت دیں۔"

"چھ گھنٹے بعد ایک فلائٹ ہے۔ اس میں تمہاری سیٹ ہو جائے گی۔ لیکن روانگی سے پہلے اچھی طرح تمہاری چیکنگ ہوگی۔"

"کیسی چیکنگ؟ میں سمجھی نہیں۔"

"سونیا اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بہت گھاگ ہیں۔ وہ ہمارے تمہارے دماغوں میں گھسے رہتے ہیں اور ہمیں پتا نہیں چلتا۔ ہو سکتا ہے کوئی تمہارے دماغ میں کسی طرح آکر چھپ گیا ہو۔ اس لئے ہم اپنی تسلی کریں گے۔ ایک عامل تمہیں ہپناٹائز کرے گا اور تمہارے اندر چھپے ہوئے چور خیالات پڑھے گا اور دشمن کا سراغ لگائے گا۔"

یہ ایک نئی پریشانی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ملک سے باہر جاتے وقت اس کے دماغ کو بھی اندر سے ٹٹولا جائے گا۔ پہلی بار اس کے اندر چور خیالات پیدا ہوئے تھے کہ وہ لندن جانے کے بہانے روس سے باہر نکل کر کسی دوسرے ملک میں اپنا ٹھکانا بنائے گی اور جب تک گزری ہوئی زندگی کے صحیح واقعات سامنے نہیں آئیں گے وہ ماسک مین کے لئے کام نہیں کرے گی۔

اب یہ باتیں تنویمی عمل کرنے والا شخص ماسک مین کو بتادے گا۔ اس نے پارس کے پاس آکر اپنی پریشانی بتائی، وہ بولا۔ "تمہاری ہر پریشانی کا علاج ہے، تم میری ماما کو اپنے دماغ میں آنے دو۔ وہ تنویمی عمل کو ناکام بنادیں گی۔"

"مجھے کسی بھی طرح اس مصیبت سے بچاؤ۔ اپنی ماما کو بلاؤ۔"

"تم پندرہ منٹ کے بعد آؤ یا وہ تمہارے پاس آئیں گی اور یہ کوڈ ورڈز ادا کریں گی۔ میں پارس کی ماں اور جوجو کی ساس ہوں۔"

"میں یہ کوڈ ورڈز یاد رکھوں گی۔"

وہ چلی گئی، پارس نے ریسیور اٹھا کر ہاٹ لائن پر فرانس کے ایک ملٹری آفیسر سے کہا "مسٹر وولف کو فوراً میرے پاس بھیج دیں۔"

اس نے ریسیور رکھا۔ پانچ منٹ کے بعد ہی میں نے اس کے پاس آکر پوچھا "کیا بات ہے بیٹے؟"

اس نے جوجو کے تمام حالات بتائے، میں نے کہا "یہ ہماری زبردست کامیابی ہے کہ جوجو کسی حد تک تم سے متاثر ہے اور تمہاری ہدایات پر عمل کررہی ہے۔ میں لیلیٰ کو جوجو کے دماغ میں پہنچا رہا ہوں۔ وہ خود کو ماما کہہ کر اس کے پاس رہے گی اور دشمن کے تنویمی عمل کو ناکام بنائے گی۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہوا۔ لیلیٰ میرے پاس تھی۔ ہم تین دن سے ایک ساتھ ایک کاٹیج میں تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ ایک شریف زادی تھی۔ یونہی میرے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی۔ ہم نے سونیا، سلطانہ اور سلمان کو اطلاع دے کر سادگی سے نکاح پڑھوالیا تھا۔ اب وہ میری شریکِ حیات تھی۔

میں نے اسے جوجو کے متعلق تفصیل سے بتایا۔ ہم نے مشورہ کیا کہ کس طرح اس عمل سے اپنی بیٹی کو بچانا چاہئے۔ پھر لیلیٰ میرے دماغ میں آئی، میں جوجو کا موجودہ لہجہ یاد کرکے اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اسے سانس روکنا چاہئے تھا اور لیلیٰ کو کوڈ ورڈز

ادا کرنا تھا۔ مگر اس کی نوبت نہیں آئی۔ پتا چلا کہ ایک انجکشن کے ذریعے تھوڑا کمزور بنایا گیا ہے تاکہ وہ کسی دشواری کے بغیر تنویمی عمل کرنے والے کی معمولہ بن جائے۔

وہ اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ ایک عامل بستر کے سرے پر کھڑا اسے کہہ رہا تھا "تم اپنے ملک اور قوم کی وفادار ہو۔ اس وفاداری کا تقاضا ہے کہ اپنے دل اور دماغ میری طرف مائل رکھو اور راضی خوشی ٹرانس میں آجاؤ تاکہ میں تمہارے اندر چھپے ہوئے کسی دشمن کو نکال سکوں اور کمزور خیالات کو ختم کرسکوں۔"

جوجو اس کی معمولہ بن جانے کے خیال سے پریشان ہو رہی تھی۔

لیلیٰ نے کہا "بیٹی! میں پارس کی ماما اور تمہاری ساس ہوں۔ فکر نہ کرو۔ تمہیں کوئی تسخیر نہیں کرسکے گا۔"

وہ مطمئن ہو کر عامل سے بولی "میں ٹرانس میں آنے کے لئے ذہنی طور پر بالکل تیار ہوں۔"

ادھر وہ مطمئن ہو کر اس پر عمل کرنے لگا۔ ہمارا خیال تھا کہ وہ اسے معمولہ بنا کر صرف اس کے چور خیالات اس کی زبان سے اگلوائے گا لیکن وہ باقاعدہ اسے معمولہ اور تابعدار بنا رہا تھا۔ پہلے تو پوچھتا رہا کہ وہ چپکے چپکے ماسک مین اور پاسکل بوبا کے خلاف کیا سوچتی ہے؟ اور ان سے کون کون سی باتیں چھپاتی ہے؟

جوجو نے لیلیٰ کی مدد سے کہا "میں ماسک مین کو اپنا بزرگ اور رہنما سمجھتی ہوں اور پاسکل بوبا کو ایک بہن کی طرح چاہتی ہوں۔ میں ان کے خلاف کبھی کوئی غلط بات دل میں نہیں لاسکتی۔"

اس کے بعد عامل نے اس کے دماغ میں یہ باتیں اچھی طرح نقش کیں کہ وہ آخری سانس تک اپنے ملک و قوم کی وفادار رہے گی۔ بیرونی ممالک میں کیسے ہی حالات کیوں نہ ہوں، وہ ایک ہفتے کے اندر ماسکو واپس آجائے گی۔ کوئی اسے بہکانے کی کوشش کرے یا وہ کسی سے متاثر ہونے لگے تو فوراً ماسک مین اور پاسکل بوبا کو اپنے اندر کی تمام باتیں بتائے گی۔

عامل نے اسے ہر پہلو سے پابند بنانے کے بعد اپنا عمل ختم کردیا۔ اسے تنویمی نیند سونے کا حکم دے کر چلا گیا۔ میں نے لیلیٰ سے کہہ دیا کہ عمل شروع ہونے کے بعد وہ جوجو کے دماغ میں اپنی آواز نہ سنائے۔ ہوسکتا تھا کہ ماسک مین جاسوسی کے لئے پاسکل بوبا کو چپ چاپ دماغ میں یہ دیکھنے کے لئے بھیجتا کہ وہ سچ مچ معمولہ بن رہی ہے یا نہیں؟

ہم دونوں دماغی طور پر حاضر ہوگئے۔ میں نے لیلیٰ سے کہا۔ "اب مجھے جوجو کے دماغ پر عمل کرکے اسے اپنے کنٹرول میں رکھنا چاہئے۔"

لیلیٰ نے پوچھا "یہ کیا کافی نہیں کہ وہ اب پارس سے متاثر ہے؟"

"ہاں اس کی ہدایات پر بھی عمل کرتی ہے۔ لیکن اب وہ تنہا آزاد زندگی گزارنے والی ہے۔ اس نے دنیا کے سرد گرم کو دنیا کی کمینگی اور مکاریوں کو دیکھا نہیں ہے۔ اسے کہیں بھی ٹھوکر لگ سکتی ہے۔ میں کسی روک ٹوک کے بغیر اپنی بیٹی کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔"

"اس کی حفاظت کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ آپ ابھی اس کے پاس جائیں۔"

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر جوجو کے دماغ میں پہنچتے ہی چونک گیا۔ وہاں پاسکل بوبا ہنس رہا تھا اور بول رہا تھا "ابھی میرے ایک خاص جاسوس نے بتایا ہے کہ تم پر تنویمی عمل کیا جارہا ہے۔ مجھے ماسک مین کے اس کمینے پن پر غصہ آتا ہے۔ ہماری وفاداری کے باوجود ہم سے بہت سی باتیں چھپاتا ہے۔ اس نے الپا کو بھی مجھ سے چھپا دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ میں اس کے دماغ پر حکومت نہ کروں۔ اب وہ تمہارے دماغ پر حکومت کرنے سے مجھے کیسے روکے گا؟"

وہ نیند میں تھی۔ اور کچھ بول نہیں سکتی تھی۔ پاسکل اسے تنویمی نیند میں سمجھا رہا تھا۔ پھر وہ اس پر عمل کرنے لگا۔ وہ سب احمقوں کی جنت میں رہتے تھے اور اپنی حماقت سے ایک کے بعد ایک جنت بناتے تھے۔ پھر بعد میں اس کے بگڑنے کا تماشا دیکھتے تھے۔ پاسکل اپنے ملک سے غداری نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جوجو کی برتری برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ جب بھی وہ اس کے مقابلے میں کامیابی حاصل کرتی تھی یہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہوجاتا تھا۔ اعلیٰ حکام کی نظروں میں بھی کمتر ہوجاتا۔ اب اس نے سوچا تھا کہ پہلے وہ جوجو کو معمولہ بنائے گا پھر اس کے دماغ میں چھپ کر اس کی ذہانت اور پلاننگ کو سمجھ کر اس سے پہلے عمل کرے گا اور اس کے مقابلے میں کامیابی حاصل کرے گا اور اس سے ایسی حرکتیں کرائے گا کہ جوجو روسی اکابرین کی نظروں سے گر جائے گی۔

اس نے اپنی دانست میں کچھ اس قسم کی باتیں جوجو کے دماغ میں ذہن نشین کرائیں۔ پھر اسے تنویمی نیند سلانے کا حکم دے کر چلا گیا۔ یہ کانٹا نکل جانے کے بعد میں نے جوجو پر عمل کیا۔ یہ بیٹی کی حفاظت کے لیے باپ کا مقدس عمل تھا۔ پھر میں مطمئن ہو کر واپس آگیا۔

جوجو تین گھنٹے تک سوتی رہی پھر بیدار ہوگئی۔ دو گھنٹے بعد اسکی فلائٹ تھی۔ اس نے غسل کرکے لباس تبدیل کرنے کے بعد لیلیٰ کو مخاطب کیا۔ پہلے تو لیلیٰ نے سانس روکی پھر دوبارہ آنے پر پوچھا "کون ہے؟"

وہ بولی "میں ہوں ماما! آپ نے میرے پاس آکر کہا تھا کہ آپ پارس کی ماما اور میری ساس ہیں۔"

"اچھا ہماری بیٹی جوجو ہے۔ کیا نیند پوری ہوگئی؟"

"جی ہاں، آپ کا شکریہ ادا کرنے آئی ہوں۔"

"شکریہ کیسا؟ مائیں اپنی بیٹیوں کی حفاظت کرتی ہی ہیں۔ تمہیں ایک بات بتادوں، اس عامل کے جانے کے بعد جیسے کہ

نہیں، پاسکل بھی تم پر عمل کرنے آیا تھا۔ اب اپنے تنویمی عمل کا عمل معلوم کرنے ضرور آئے گا۔"

"اچھا تو وہ بھی پر نکال چکا ہے۔ اسے آنے دیں میں نمٹ لوں گی۔"

"بیٹی! جب بھی ضرورت ہو فوراً میرے پاس آجاؤ۔ کوڈ ورڈز کے طور پر تم یہ بولو گی 'میں پارس کی جان ہوں اور آپ میری ساس ہیں۔'"

وہ ہنستی ہوئی واپس آگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی اس نے پرائی سوچ کی لہر محسوس کی۔ پہلی بار اس نے سانس روکی۔ دوسری بار پاسکل کا لہجہ پہچان کر بولی "اوہ پاسکل! تم ہو؟ پتا نہیں کیوں، جب سے سو کر اٹھی ہوں تب سے تمہارا ہی خیال آرہا ہے۔ میری حالت عجیب سی ہے دل تمہاری طرف کھنچا جارہا ہے۔"

وہ خوش ہو کر بولا "یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم میری طرف مائل ہو رہی ہو۔ لیکن میرے آتے ہی تم نے سانس روک لی تھی!"

"کیا مجھے سانس نہیں روکنا چاہئے تھا؟"

"ہاں۔ مگر میرا خیال ہے عمل کرنے میں کوئی خامی رہ گئی ہے۔"

"میں نے دیکھا ہے تم اکثر معاملات میں بدحواس ہوجاتے ہو۔ آج میں محبت سے سوچ رہی ہوں تو تمہاری بدحواسی پر بھی پیار آرہا ہے۔ سچ بتاؤ، تم نے کیسا عمل کیا تھا؟"

"اب تم سے کیا چھپاؤں، میرا ہر عمل تمہارے دماغ میں نقش ہوگیا ہے۔ صرف یہ اہم بات رہ گئی کہ تم میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گی۔ یہ بات نقش کرتے وقت کوئی بھول ہوگئی تھی۔"

"اچھا ہوا بھول گئی۔ اب تمہارے بارے میں میرے جو شرمیلے خیالات ہوں گے انہیں تم نہیں پڑھ سکو گے۔"

"کوئی بات نہیں۔ آج رات جب تم سو جاؤ گی تو میں تمہیں معمولہ بنا کر یہ بات نقش کردوں گا۔"

"تم بڑے وہ ہو۔ اب عمل کرو گے تو میں ناراض ہوجاؤں گی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "تمہیں پتا ہی نہیں چلے گا اور میں اپنا کام کر جاؤں گا۔"

"اچھا رہنے دو۔ ابھی تو میں اپنے اختیار میں ہوں، جاؤ یہاں سے۔"

اس نے سانس روکی وہ باہر چلا گیا۔ جوجو نے دل میں کہا۔ "میں تمہیں ایسی احمقانہ چالاکی کی سزا ضرور دوں گی۔"

وہ مقررہ وقت پر طیارے میں سوار ہوگئی۔ فی الحال اسے لندن ہی جانا تھا۔ وہاں جا کر وہ کوئی نیا ٹھکانا بنانے کے متعلق سوچنے والی تھی۔ لندن میں ماسک مین کے ایجنٹوں نے جوجو کی رہائش کا انتظام کیا تھا اور اس کے استقبال کے لئے ائرپورٹ آئے تھے۔ اب وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکتی تھی اس لئے [illegible] نے یہ سب کچھ معلوم کرلیا تھا اور پارس کو بتادیا تھا،

وہ ایک اجنبی جوان کے روپ میں وہاں موجود تھا۔

ماسک مین کے ایجنٹ اسے تصویر سے پہچان سکتے تھے۔ پارس نے اس کی تصویر نہیں دیکھی تھی۔ اس کا رنگ روپ بدل چکا تھا۔ پارس اسے دل و جان سے چاہنے کے باوجود پہچان نہیں سکتا تھا۔ جب وہ لگیج ہال سے ٹرالی لے کر نکلی تو میں نے بتایا۔ ”دیکھو بیٹے! وہ ہے میری پیاری سی بہو۔“

میں اس کے دماغ سے نکل کر بہو کے دماغ میں آگیا۔ کیونکہ بیٹے کے جذبات پڑھنا تہذیب کے خلاف تھا۔ ویسے وہ اپنی جوجو کو نئے روپ اور نئے انداز میں دیکھ کر خوش ہوگیا تھا۔ پہلے وہ لوگوں کی بھیڑ میں بچوں جیسی حرکتیں کرتی تھی۔ اب اس کے چہرے سے سنجیدگی اور سراپا سے رعب و دبدبہ ظاہر ہو رہا تھا۔ اچھی صحت مند تھی۔ جسمانی ساخت ایسی تھی کہ بیس برس سے کم عمر کی لڑکی دکھائی دیتی تھی۔ ایسی حسین ایسی بھرپور لڑکی جسے دیکھنے والے عمر کا حساب کرنا بھول جاتے۔ پارس تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو بھول گیا تھا۔

پھر وہ چونک کر آگے بڑھا۔ ایک شخص جوجو کا راستہ روک کر کچھ کہہ رہا تھا۔ پارس نے ان کے قریب سے گزرتے ہوئے سنا۔ جوجو اس سے کہہ رہی تھی ”میں کیسے یقین کروں کہ تم میرے خادم ہو؟“

”میں یوگا کا ماہر نہیں ہوں آپ میرے خیالات پڑھ سکتی ہیں۔“

وہ بولی ”تم ضرورت سے زیادہ ہی احمق ہو‘ کیا میں لوگوں کی بھیڑ میں چلتے پھرتے خیالات پڑھوں؟ چلو بتاؤ میں کس طرح خیالات پڑھوں؟“

”جیسا کہ آپ ٹیلی پیتھی کے ذریعے پڑھتی ہیں۔“

”ٹیلی پیتھی؟“ وہ حیرت سے چیخ کر بولی ”کیا تم مجھے ٹیلی پیتھی جاننے والی سمجھ رہے ہو؟ کیا پاگل خانے سے آئے ہو؟“

وہ پریشان ہوگیا پھر جیب سے جوجو کی تصویر نکال کر اسے دکھاتے ہوئے بولا ”مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ اس فلائٹ سے آرہی ہیں اور خیال خوانی کے ذریعے مجھے پہچان کر بھروسا کریں گی۔“

جوجو نے اپنی تصویر لے کر کہا ”تم گدھے ہو۔ پہلے ہی یہ تصویر دکھا دیتے تو اتنا وقت ضائع نہ ہوتا۔ میں کسی ایرے غیرے کے کہنے سے خیال خوانی نہیں کرتی ہوں۔“

”سوری مس روز میری! مجھ سے غلطی ہوگئی۔“

وہ اس کے ساتھ ایک کار میں بیٹھنے لگی۔ پارس اپنی کار میں آگیا۔ جب وہ گاڑیاں آگے پیچھے چلنے لگیں‘ جوجو نے پارس کے دماغ پر دستک دی ”تم کار چلا رہے ہو۔ ایسے وقت مجھے تمہارے دماغ میں نہیں رہنا چاہئے۔“

”آئی ہو تو نہ جاؤ۔ میں تمہاری گاڑی کے پیچھے ہوں میک اپ ذریعے چہرہ بدلا ہوا ہے تاکہ تمہارے یعنی ماسک مین کے ایجنٹ مجھے پہچان نہ سکیں۔“

”کیا تم میری جاسوسی کرتے رہوگے؟“

”ہرگز نہیں۔ چھپ کر تمہاری مصروفیات معلوم کرنے کا ارادہ ہوتا تو ابھی تمہیں نہ بتاتا کہ میں اصلی چہرہ چھپائے تمہارے پیچھے آرہا ہوں۔ میں صرف دشمنوں سے چھپ رہا ہوں۔ تم نئی جگہ آئی ہو۔ تمہاری حفاظت کرنا میرا فرض ہے۔ ویسے تم جب بھی ناگواری محسوس کروگی‘ میں تم سے دور ہو جاؤں گا۔“

”تم بہت اچھے ہو‘ میں کبھی ناگواری محسوس نہیں کروں گی لیکن تمہارے ہی مشورے کے بغیر کسی کی نظروں میں آئے بغیر کہیں تنہا رہنا چاہتی ہوں۔“

”آج میرے مشورے پر عمل نہ کرو۔ ماسک مین کے ایک ہی آدمی نے تم سے ملاقات کی ہے۔ تمہیں ہوٹل کی طرف لے جا رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے باقی لوگ چھپ کر تمہارا تعاقب کر رہے ہیں۔“

”ٹھیک ہے‘ میں ان کے ریزرو کئے ہوئے ہوٹل میں رہوں گی پھر موقع دیکھ کر وہاں سے چلی جاؤں گی۔“

میں اس کے دماغ میں موجود رہا۔ کوئی ضروری نہیں تھا کہ موقع کا انتظار کیا جائے۔ موقع نکالا بھی جاتا ہے۔ وہ ہوٹل میں آئی وہاں چار خاص ماتحتوں سے ملاقات کی جن میں سے ایک یوگا کا ماہر تھا۔ اس نے کہا ”مس روز میری! ماسک مین کا حکم ہے میں آپ کا پرسنل باڈی گارڈ بن کر رہوں۔“

وہ بولی ”میں اپنے طور پر فیصلہ کروں گی کہ میرے ساتھ کون رہے گا فی الحال مجھے تنہا چھوڑ دو۔“

وہ اسے بظاہر تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔ لیکن ہوٹل کے اندر اور باہر موجود رہے۔ میں ان کے اندر موجود تھا۔ وہ جہاں جہاں سے اس کی نگرانی کر رہے تھے وہ تمام مقامات میری نظروں میں تھے۔ ان کے ذریعے میں نے اس یوگا کے ماہر باڈی گارڈ پر نگاہ رکھی۔ جوجو سات بجے تفریح کے لئے نکلی تو اس باڈی گارڈ نے اس کا تعاقب کیا۔ میں نے پارس سے کہا ”اس باڈی گارڈ کو راستے سے ہٹا دو۔ میں جوجو کو اس کی نظروں سے دور لے جاؤں گا۔“

جوجو نے ایک کلب میں پہنچ کر پارس سے رابطہ کیا‘ پوچھا ”کیا میری کوئی نگرانی کر رہا ہے؟“

”ہاں ایک شخص ہے۔ اس نے ہوٹل میں تم سے ملاقات کی تھی۔“

”میں ہوٹل میں آنے والے تمام افراد کے دماغوں میں جا رہی ہوں۔ ان میں سے کوئی میرے پیچھے نہیں ہے۔ تم جس شخص کا ذکر کر رہے ہو‘ وہ یوگا کا ماہر ہے اور ماسک مین کا آدمی ہے۔ کیا اس سے پیچھا چھڑاؤ گے؟“

”تم دوسرا ٹھکانا بنانے کا ارادہ کرو تو میں چٹکی بجا کر اس سے پیچھا چھڑا دوں گا اور میرا یہ شریفانہ وعدہ ہے تمہارا تعاقب میں بھی نہیں کروں گا۔“

”آئی لو یو پارس! میں آدھے گھنٹے بعد اس کلب سے نکلوں گی۔“

”بے فکر رہو‘ جہاں جانا چاہو جاؤ۔“

میں نے پارس کے پاس آکر کہا ”ماسک مین کے اس خاص آدمی کو صرف زخمی کرو۔ ہم پاسکل بوبا کے خلاف چکر چلائیں گے۔“

اسے زخمی کرنا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ پارس اس سے مقابلہ کرکے ایسا کر سکتا تھا لیکن خواہ مخواہ وقت ضائع ہوتا۔ اس نے سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور سے کلب کے پارکنگ ایریا میں اس پر گولی چلائی۔ میں اس کے اندر پہنچ گیا۔ گولی اس کے بازو کی ہڈی کو نقصان پہنچاتی ہوئی گزر گئی تھی۔ میں نے کہا ”میں پاسکل بول رہا ہوں۔ روز میری کا پیچھا نہ کرو مرہم پٹی کے لئے جاؤ۔“

وہ حیرانی سے بولا ”مسٹر پاسکل! میں ماسک مین کے حکم پر عمل کر رہا ہوں۔“

”آج سے تم میرے حکم کی تعمیل کروگے۔“

”تمہارے ارادے کیا ہیں؟“

”میں روز میری کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا چکا ہوں‘ اسے ایک خفیہ اڈے پر پہنچانے جا رہا ہوں۔ واپس آکر تم پر بھی تنویمی عمل کروں گا۔ تم بہت کام کے آدمی ہو۔ میرے معمول بن کر بہت کام آؤگے۔“

”ہرگز نہیں۔ میں ماسک مین سے غداری نہیں کروں گا۔ تم بہت بڑی غلطی کر رہے ہو۔ ٹیلی پیتھی جاننے کے غرور میں....“

میں نے بات کاٹ کر کہا ”بکواس مت کرو‘ کسی ڈاکٹر کے پاس جاؤ۔ تمہارے جانے کے بعد میں یہاں سے روز میری کو لے جاؤں گا۔“

”میں زخم کی تکلیف برداشت کروں گا لیکن روز میری کا تعاقب کروں گا۔“

میں نے اسے دماغی جھٹکا پہنچایا۔ وہ چیخ مار کر اپنی کار کے اندر تڑپنے لگا۔ کچھ لوگ اس کی چیخیں سن کر دوڑتے ہوئے آرہے تھے میں نے دوسری بار زلزلہ پیدا کیا تو وہ برداشت نہ کر سکا۔ بیہوش ہوگیا۔

میں نے جوجو کے پاس آکر دیکھا۔ وہ کلب سے نکل گئی تھی اب کسی ایسے اسٹور کی طرف جا رہی تھی جہاں سے میک اپ کا ضروری سامان خرید سکے۔ میں نے اسے ایک بہت بڑی دکان میں پہنچا دیا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ آج رات کسی ہوٹل میں رہے گی پھر دوسرے دن کوئی بنگلا کرائے پر حاصل کرے گی۔ پہلے اس نے سوچا تھا کہ لندن چلی جائے گی۔ کسی دوسرے ملک کے چھوٹے سے چھوٹے شہر میں رہے گی۔ لیکن اب دل کہہ رہا تھا یہاں پارس ہے‘ میں اس سے چھپ کر رہوں گی مگر اس کے قریب رہوں گی۔

دوائی ضروریات کا تمام سامان خرید کر ایک ہوٹل میں آگئی پھر اپنے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کرکے میک اپ کرنے بیٹھ گئی۔ اسے میک اپ کرنا آگیا تھا مگر مہارت حاصل نہیں ہوئی تھی۔ میں چپ چاپ اس کی مدد کرتا رہا۔ ایک گھنٹے کی محنت سے اس نے چہرہ تبدیل کرلیا۔ آئینے میں ہر زاویے سے خود کو دیکھا۔ پھر مطمئن ہوکر صوفے پر بیٹھ گئی۔

اسی وقت پاسکل نے اسے مخاطب کیا‘ وہ بولی ”ماسک مین کے پاس چلو‘ وہیں باتیں ہوں گی۔“

”میں حکم دیتا ہوں۔ ابھی صرف مجھ سے باتیں کروگی۔“

”تمہارے باپ نے بھی کبھی حکم دیا تھا۔ گٹ آؤٹ یو فول۔“

اس نے سانس روکی۔ اسے باہر بھگایا۔ پھر ماسک مین کے دماغ میں دستک دی۔ اس نے پوچھا ”کیا لندن پہنچ کر کام شروع کردیا ہے؟“

”جی نہیں۔ میں ابھی آپ کی خوش فہمی ختم کرنے آئی ہوں۔“

”تمہاری اس بات کا مطلب کیا ہے؟“

”یہی کہ اب میں تمہاری نہیں‘ پاسکل بوبا کی وفادار ہوں۔“

”کیا بک رہی ہو؟“

”ابھی یہ باتیں بکواس لگ رہی ہیں۔ لیکن میں کشمکش میں ہوں‘ آپ سے وفاداری کرنا چاہتی ہوں۔ مگر پاسکل نے مجھے اپنی معمولہ بنالیا ہے۔“

”کیا سچ کہہ رہی ہو؟“

”جی ہاں‘ آپ کا عامل جب مجھ پر عمل کر رہا تھا تو پاسکل نے میرے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔ میں عامل کو اس کی اس غداری سے آگاہ نہ کرسکی۔ عامل کے جانے کے بعد اس نے مجھ پر تنویمی عمل کیا تھا۔ میں اس کی تابعدار بن گئی ہوں۔ لیکن اس کے عمل میں کوئی ایسی خرابی رہ گئی ہے جس کے باعث میں تابعدار ہونے کے باوجود اسے ناپسند کرتی ہوں۔ ابھی وہ میرے پاس آیا تھا۔ میں نے اسے بھگا دیا ہے مگر میرا دماغ دکھ رہا ہے میرے اندر کوئی چیخ چیخ کر کہتا ہے۔ پاسکل کو واپس بلاؤں اور اس کی تابعداری کروں‘ پلیز مجھے کسی طرح اس عذاب سے نکالیں۔ پاسکل کو مجبور کردیں کہ وہ میرا پیچھا چھوڑ دے۔“

”ذرا ایک منٹ‘ میں ابھی اسے بلاتا ہوں۔“

ماسک مین نے ریسیور اٹھا کر اپنے نائب کو حکم دیا ”پاسکل بوبا کو ابھی فوجی چھاؤنی میں گرفتار کرکے لاؤ اور فوج کے اعلیٰ افسران کو فوراً حاضر ہونے کی اطلاع دو۔“

پھر اس نے ریسیور رکھ کر پوچھا ”روز میری! تم ابھی کہاں ہو؟“

”میں اس جگہ کی نشاندہی نہیں کرسکتی۔ پہلی بار اس شہر میں آئی ہوں۔ ویسے یہ جگہ شہر سے باہر ہے۔ بہت دور دو چار مکانات نظر آرہے ہیں۔“

”میں فوجی ہیڈ کوارٹر جا رہا ہوں‘ تم پندرہ منٹ بعد رابطہ کرو۔“

”اگر پاسکل نے میرے دماغ میں آکر کوئی زیادتی کی تو میں آپ کے پاس نہیں آسکوں گی۔“

"فکر نہ کرو۔ میں اس حرام خور کو خیال خوانی کے قابل نہیں رہنے دوں گا۔ جب تک اس کی غداری کھل کر سامنے نہیں آئے گی اس کا دماغ کمزور بنا کر رکھوں گا۔"

جوجو دماغی طور پر حاضر ہو کر مسکرانے لگی۔ مجھے خوشی ہو رہی تھی کہ اب اسے گہری چال چلنے والی مکاری آگئی ہے۔ وہ پندرہ منٹ کے بعد ماسک مین کے پاس آئی۔ فوجی ہیڈ کوارٹر میں تمام اعلیٰ افسران موجود تھے۔ پاسکل بوبا دو مسلح فوجیوں کے درمیان ایک ملزم کی حیثیت سے کھڑا ہوا تھا۔ ماسک مین نے پوچھا "پاسکل تم اپنی گرفتاری کی وجہ سمجھ گئے ہو گے۔ بہتر ہے اپنی زبان سے اعلیٰ افسران کو بتاؤ۔"

وہ بولا "میں اپنی گرفتاری پر حیران ہوں۔ کیونکہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔"

"کیا تم نے روزمیری پر تنویمی عمل نہیں کیا؟"

وہ ایک دم سے چونک گیا۔ پھر سنبھل کر بولا "نہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ میں بھلا اس پر تنویمی عمل کس طرح کر سکتا ہوں۔ وہ سانس روک لیتی ہے۔ دماغ میں آنے نہیں دیتی۔"

"میں آخری موقع دیتا ہوں۔ سچ بولو ورنہ میں بڑی آسانی سے سچ اگلوالوں گا۔"

"میں سچا ہوں۔ آپ لوگ جس طرح چاہیں اپنا اطمینان کر لیں۔"

ماسک مین نے حکم دیا "یہاں تمام افسران کے سامنے ایک بیڈ لایا جائے، ہمارا عامل اس پر پاسکل کو لٹا کر تنویمی عمل کرے گا اور اس کے چور خیالات ہم پر آشکار کرے گا۔"

پاسکل کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ وہ گھبرا کر بولا "میں احتجاج کرتا ہوں۔ یہ مجھ جیسے ملک اور قوم کے وفادار کے ساتھ زیادتی ہے۔ آپ جیسے اعلیٰ افسران کو ماسک مین کا محاسبہ کرنا چاہئے۔ یہ کسی خاص وجہ سے میرے ساتھ دشمنی کر رہا ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر پاسکل! یہ کوئی دشمنی نہیں ہے بلکہ تمہاری سچائی کا ثبوت پیش کرنے کے لئے تنویمی عمل لازمی ہے۔"

دوسرے افسر نے پوچھا "تم سچے ہو تو گھبراتے کیوں ہو؟"

وہ سمجھ رہا تھا اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے عامل اسے معمول بنائے گا تو وہ بے خبری میں سچ بولتا جائے گا۔ یہ ظاہر ہو جائے گا کہ اس نے تنویمی عمل کے ذریعے جوجو کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا ہے۔

ایک تو یہ پریشانی تھی کہ جوجو پر تنویمی عمل کامیاب ہوا ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہ اس کی آمد پر سانس روک لیتی تھی۔ آخری بار اسے ناگواری سے بھگا دیا تھا۔ وہ پھر ایک بار اس کے پاس جا کر تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ وہ کس حد تک معمولہ بن گئی ہے۔ کیونکہ جوجو اس کی طرف مائل ہونے والی باتیں بھی کر چکی تھی۔

تمام افسران کے سامنے ایک ٹرالی بیڈ لایا گیا۔ دو مسلح فوجی پاسکل کو ادھر لے جانے لگے۔ وہ جدوجہد کر کے خود کو چھڑاتے ہوئے بولا "مجھ پر عمل نہ کراؤ میں اعتراف کرتا ہوں۔ میں نے روزمیری پر تنویمی عمل کیا ہے۔"

تھوڑی دیر کے لئے خاموشی چھا گئی پھر ماسک مین نے کہا "یہ پوچھنا بے کار ہے کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ ظاہر ہے تمہارے اندر ملک و قوم کی وفاداری کے جراثیم ختم ہو چکے ہیں۔"

وہ چیخ چیخ کر کہنے لگا "میں وفادار ہوں، آج بھی اپنے ملک و قوم کا وفادار ہوں اور مرتے دم تک رہوں گا۔ میں نے صرف حاسدانہ جذبوں سے روزمیری کو اپنا تابعدار بنایا ہے تاکہ وہ میرے مقابلے میں زیادہ کامیابیاں حاصل نہ کرے۔"

"اسے کامیابیوں سے روکنے کا مطلب ہے کہ تم ملک کو نقصان پہنچا رہے ہو۔ غداری اور کیسے ہوتی ہے؟"

"میں نے یہ نہیں سوچا تھا لیکن میں وفادار ہوں۔"

"نادان سپاہی کی وفاداری دشمنوں کو فائدہ پہنچاتی ہے [illegible] نے روزمیری کو کہاں لے جا کر چھپایا ہے؟"

"میں نے کہیں نہیں چھپایا ہے۔"

جوجو نے ایک فوجی افسر کے زبان سے کہا "یہ بہت سی باتیں چھپا رہا ہے، آپ سب سے پہلے یہ معلوم کریں کہ یہ میرے [illegible] سے اپنا عمل کب ختم کرے گا؟"

ماسک مین نے کہا "یہ ابھی تمہارے دماغ میں جائے گا [illegible] اپنے عمل کا توڑ کرے گا۔"

جوجو نے کہا "نو سر! ابھی اس کا عمل ادھورا ہے۔ اس [illegible] میں شکایت کرنے آگئی ہوں۔ یہ دوبارہ آکر اپنے سابقہ [illegible] پختہ کر سکتا ہے۔"

تمام افسران نے تائید کی۔ بیشک پاسکل اب قابل [illegible] نہیں رہا۔ لیکن سوال یہ تھا کہ روزمیری کو کسی خفیہ اڈے [illegible] نکال کر کس طرح ہوٹل میں پہنچایا جائے۔ جوجو نے کہا "ایک [illegible] راستہ ہے۔ آپ پاسکل پر تنویمی عمل کرائیں۔ عامل یہ بات [illegible] کے دماغ میں نقش کرے گا کہ یہ روزمیری پر کیے گئے عمل کا توڑ کرے [illegible] اور اس سلسلے میں ہم میں سے کسی کو دھوکا نہیں دے گا۔"

یہ مشورہ قابلِ قبول تھا۔ اس پر فوراً عمل کیا گیا۔ پاسکل [illegible] چیخنے چلانے کے باوجود اسے اعصابی کمزوری کا انجکشن لگا [illegible] وہ بے دست و پا ہو کر بستر پر پڑا رہ گیا۔ میں خاموشی سے [illegible] دیکھ رہا تھا۔ میرے ذہن میں بہت کچھ تھا کہ ان حالا[illegible] دشمنوں کو کس طرح شہ دینی چاہئے۔ لیکن جوجو پہلی بار [illegible] ذہانت کے ساتھ میرے سامنے آئی تھی اور عملی مید[illegible] اپنی بھرپور صلاحیتوں کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ میں دیکھنا چاہتا [illegible] حالات میں وہ کیا تماشا کرے گی۔

تب میں نے دیکھا وہ پاسکل کے دماغ میں آکر [illegible]

دیکھو، تم کہاں پڑے ہو۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں کل میں پڑی ہوئی تھی۔ میرے سامنے عامل تھا جب وہ چلا گیا تو تم میرے دماغ میں آئے تھے اور میں تمہیں نکال نہیں پائی تھی۔ اب تمہارے سامنے وہی عامل آئے گا۔"

"نہیں روزمیری! مجھے بچالو۔ میں تمہارا احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔ اگر تم مجھے بچالو تو میں تمہاری زندگی کا ایک اہم راز تمہیں بتاؤں گا۔"

"میں تمہارے دماغ کے تہ خانے میں پہنچ کر ابھی وہ راز معلوم کر لوں گی، مجھ پر احسان کرنے اور میرے کسی کام آنے کا وقت گزر چکا ہے۔"

یہ کہتے ہوئے وہ اس کے چھپے ہوئے خیالات پڑھنے لگی۔ اندر جو خیالات ہوتے ہیں ان میں کوئی کھوٹ نہیں ہوتا۔ وہ جھوٹ ہوتے ہیں تو جھوٹ ظاہر کرتے ہیں۔ سچ ہوتے ہیں تو پھر آسمانی کتابوں کی طرح سچ ہی بیان کرتے ہیں۔ جوجو نے جو خیالات پڑھے ان سے اب وہ انکار نہیں کر سکتی تھی۔ پاسکل کے چور خیالات کہہ رہے تھے۔

"تمہارا اصل نام جوجو ہے۔ جوجو ہے۔ جوجو ہے۔۔۔

"تم مسلمان ہو، مسلمان ہو، مسلمان ہو۔۔۔۔

"تم پارس کی شریکِ حیات ہو۔ شریکِ حیات ہو، ہو، ہو۔۔۔"

تمام تماشے ایک طرف اور سچائی کی معراج ایک طرف۔ جوجو سب کچھ بھول گئی۔ دماغی طور پر حاضر ہوتے ہی اچھل کر کھڑی ہو گئی، چیخ کر بولی "پارس۔۔۔"

•••

سونیا نے طیارے سے باہر زینے کی بلندی پر آکر دیکھا۔ سامنے ائرپورٹ کی عمارت پر لکھا ہوا تھا "الون عبدالمالک ائرپورٹ"۔

یہ وہی ائرپورٹ تھا، جہاں طوفان میں بھٹکنے والا طیارہ پہنچا تھا اور یہاں تمام مسافروں کو بہ خیریت پہنچانے کے لئے جہاز کے عملے نے ثانی اور علی کو ایک ویرانے میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا۔

وہ طیارہ ایک ڈیڈ رن وے پر کھڑا ہوا تھا۔ اس کے مسافر ائرپورٹ کے ایک بڑے ویٹنگ ہال میں بیٹھے اور لیٹے ہوئے تھے، وہ طیارہ پرواز کے قابل تھا لیکن سہمے ہوئے مسافر اسے آسیب زدہ طیارہ کہہ رہے تھے اور دوبارہ اس میں سوار ہو کر اپنی منزل کی طرف جانے سے انکار کر رہے تھے۔ ایسی صورت میں دوسرا طیارہ نیویارک سے بھیجنے کی بات چیت جاری تھی مسافروں نے ایک رات ائرپورٹ پر گزاری تھی، اب شام تک طیارے کی آمد کا یقین دلایا گیا تھا۔

اس طیارے کی آمد سے پہلے سونیا وہاں آگئی تھی سلمان اور سلطانہ نے بار بار خیال خوانی کر کے تصدیق کر لی تھی کہ وہ ثانی اور علی کے دماغوں میں پہنچ نہیں پا رہے ہیں۔ وہ دونوں زندہ ہیں مگر ان کے دماغ سوچ سے خالی ہیں اور خیال خوانی کرنے والوں کی سوچ ان کے دماغوں میں گونج کر رہ جاتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ دونوں مسلسل سکتے کے عالم میں ہیں یا انہیں کوما میں رکھا گیا ہے۔

سونیا ایک چارٹرڈ طیارے میں آئی تھی۔ ماریطانیہ کی حکومت نے وہاں اس کے لئے ہیلی کاپٹر کا انتظام کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ائرپورٹ پر ایک نیگرو افسر نے اس کا استقبال کیا۔ اس کے ساتھ مسلح سپاہی اور دوسرے افسر تھے۔ اس نے سونیا سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "آپ سے مل کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔ مجھے یہاں کی انٹیلی جنس میں چیف کہتے ہیں۔"

پولیس کے دوسرے افسران سے بھی تعارف ہوا۔ وہ بولی۔ "میں ان مسافروں سے ملنا چاہتی ہوں جو آسیب زدہ طیارے میں سفر کر رہے تھے۔"

افسران اسے ویٹنگ ہال میں لے آئے۔ سونیا دو چار مسافروں سے سوالات کرنے لگی۔ سب کا جواب ایک جیسا تھا کہ جب تک ثانی اور علی طیارے میں رہے باہر طوفان جاری رہا۔ ایک جگہ اترنے کے بعد باہر سے طیارے پر پتھر برسائے گئے لیکن کھڑکی سے باہر دیکھنے والوں کا بیان تھا کہ پتھر پھینکنے والے نظر نہیں آرہے تھے۔

کئی مسافروں نے کہا "ہم نے خود بخود مس ثانیہ سلمان اور علی تیمور کو الزام دینا شروع کر دیا کہ ان کی وجہ سے طیارے پر آفت آ رہی ہے۔ اگر یہ باہر چلے جائیں تو ہم محفوظ رہیں گے۔ ہم نے محسوس کیا کہ یہ باتیں بے اختیار بولتے جا رہے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کے باہر جانے کے بعد پتھراؤ ختم ہو گیا، طوفان تھم گیا۔"

پائلٹ نے بیان دیا کہ وائرلیس میں جو خرابی پیدا ہو گئی تھی وہ خود بخود درست ہو گئی تھی اور وہ کنٹرول ٹاور سے رابطہ قائم کر کے تمام مسافروں کو بخیریت الون عبدالمالک کے اس چھوٹے سے شہر میں لے آیا تھا۔

انٹیلی جنس کے چیف نے اس کے ساتھ وی آئی پی روم میں آ کر کہا "اگرچہ یہ باتیں ناقابلِ یقین ہیں لیکن ہم افریقہ کے لوگ اس پر یقین رکھتے ہیں۔ کالا جادو صدیوں سے ہماری قدیم تہذیب کا ایک حصہ ہے۔ آج ہم مہذب کہلاتے ہیں پھر بھی جادو کو مانتے ہیں۔"

سونیا نے کہا "بے شک ہماری دنیا میں جادو ہے اور ہم پر اس کے اثرات ہوتے ہیں۔ آپ کو ان جادوگروں کے اڈوں کا علم ہو گا جو اس ملک میں رہتے ہیں؟"

"جی ہاں، کچھ لوگوں کو جانتا ہوں۔ آپ آرام کریں پھر چلیں گے۔"

"میں کام کے وقت آرام نہیں کرتی۔ آپ مجھے ان جادوگروں سے ملائیں۔"

وہ کچھ پریشان ہو کر بولا "مجھے تھوڑا سا وقت دیجئے۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس قبیلے کا سردار آپ سے ملنا چاہے گا یا نہیں۔"

"آپ معلوم نہ کریں۔ میں اس کی مرضی کے خلاف اس سے ملوں گی۔ اچانک جا کر اس سے ملاقات کروں گی۔"

"میڈم وہ میرا دشمن بن جائے گا۔"

"جہاں جان کا خطرہ ہو وہاں ڈیوٹی سے بھاگ جاتے ہو؟"

وہ جھینپ کر بولا "جی یہ بات نہیں ہے۔ میں مجرموں سے لڑنے اور قانون کی خاطر جان دینے سے نہیں ڈرتا لیکن یہ جادوگر سامنے آ کر مقابلہ نہیں کرتے۔ کوئی ایسا کالا عمل کرتے ہیں کہ ہم یا ہمارے بچے ایڑیاں رگڑ کر مر سکتے ہیں۔ ان کے خلاف جرم کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہوتا۔"

"تم ان کے متعلق جو کچھ جانتے ہو بیان کرو۔"

وہ تھوڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا پھر بولا "امریکا کے جنوب مشرق میں ایک جزیرہ ہیٹی ہے۔ وہاں ایک نہایت ظالم ڈکٹیٹر تھا جس کا نام زانکوئس پاپا ڈوک تھا۔ یہ اپنی طرز کا واحد حکمران ہے جس نے کالے جادو کی قوت سے جزیرے کے لاکھوں افراد پر [illegible] حکمرانی کی۔ جب امریکی حکومت کو پتا چلا کہ وہاں شیطان کی پوجا ہوتی ہے اور انسانی جانوں کی قربانی دی جاتی ہے تو امریکی فوج نے اس پر حملہ کر دیا۔ زانکوئس پاپا ڈوک کا ایک شاگرد شان پاپا ڈوک اس جزیرے سے فرار ہو کر ملک ملک گھومتا ہوا ماریطانیہ کے ایک علاقے نطافیہ میں آ گیا۔"

سونیا نے کہا "اچھا تو مجھے نطافیہ جانا ہو گا۔ یہ کہاں ہے؟"

"ہمارے ملک کے جنوب میں، یہاں سے تقریباً آٹھ سو میل کے فاصلے پر ہے مگر وہ بہت خطرناک علاقہ ہے۔"

"کالے جادو کی وجہ سے خطرناک ہے؟"

"جی ہاں نطافیہ ایک خوبصورت شہر ہے۔ وہاں ہمارے جیسے کالے باشندے کم اور گوری چمڑی والے انگریز زیادہ ہیں۔ وہاں میں کئی بار جا چکا ہوں اور جو کچھ میں نے وہاں دیکھا اس پر آپ یقین نہیں کریں گی۔ اس شہر میں میری ایک بہن رہتی تھی۔ ایک رات اس نے خون کی قے کی پھر مر گئی۔ ہم نے آخری تمام [illegible] کے بعد اسے دفن کر دیا لیکن ....." وہ اپنی جگہ بے چینی سے پہلو بدل کر بولا "لیکن وہ اپنی موت کے دو دن بعد یعنی تیسری رات کو ہمارے گھر آئی۔ ہم سب حیران رہ گئے۔ میری بیوی اور بچے اسے دیکھ کر دہشت سے چیخنے لگے۔ اس نے کہا 'خاموش ہو جاؤ، میں نقصان پہنچانے نہیں آئی ہوں، تم لوگوں نے مجھے خالی تابوت میں ڈال کر دفن کر دیا۔ تمہیں میری ضرورت کی چیزوں کو رکھنا چاہئے تھا۔ کوئی بات نہیں، میں اپنا ضروری سامان لینے آئی ہوں۔'

"اس نے اٹیچی کیس میں اپنے پسندیدہ کپڑے اور اپنے استعمال کی دوسری چیزیں رکھیں ہم پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ ہم نے جسے دو دن پہلے اپنی آنکھوں کے سامنے دفن کر دیا تھا وہ زندہ ہو کر چلی آئی تھی۔"

سونیا نے پوچھا "کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہو کر آئی تھی؟"

"جی ہاں میڈم! یہ جادو کی ایک قسم ہے۔ اسے ووڈو کہتے ہیں۔ ووڈو کے کالے علم کے ذریعے مرنے والوں کی ارواح کو طلب کیا جاتا ہے پھر ان کے مردہ جسموں میں ارواح کو پہنچا کر زندہ کیا جاتا ہے۔ اسے زومبی کہتے ہیں یعنی "زندہ مردہ" وہ زندہ ہوتا ہے مگر مردہ رہتا ہے، صرف اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کر کے واپس اپنے تابوت میں جا کر ابدی نیند سو جاتا ہے۔"

"میں کالے جادو کو ایک حد تک مانتی ہوں لیکن زومبیا کو تسلیم نہیں کرتی۔ ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ مرنے والے صرف قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے، اس سے پہلے جادوگر مردے کو زندہ نہیں کر سکتا۔"

"لیکن میڈم! میں نے، میری بیوی اور بچوں نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا، وہ میری بہن تھی۔ میں اسے پہچاننے میں غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی آواز، اس کا لہجہ بالکل ویسا ہی تھا۔ اس نے جاتے وقت کہا تھا 'میرا باقی سامان ویسے ہی رہنے دو، کبھی قبر میں دل گھبرائے گا تو اپنے کمرے میں آ جایا کروں گی۔' یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔"

"تمہیں اس کے پیچھے جانا چاہئے تھا۔"

"میں نے اٹھنا چاہا تھا، میری بیوی اور بچوں نے مجھے پکڑ لیا۔ سب ہی دہشت زدہ تھے، پھر یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ شہر نطافیہ میں ایسے کئی زندہ مردے دیکھے گئے ہیں۔"

"تم نے اور دوسرے شہریوں نے انہیں آنکھوں سے دیکھا ہے اس لئے میں بحث نہیں کروں گی۔ نطافیہ یہاں سے دور نہیں ہے۔ ہیلی کاپٹر کا بندوبست کرو۔ میں خود جا کر ایسے مُردوں سے ملاقات کروں گی۔"

وہ اٹھ کر جانا چاہتا تھا۔ وہ بولی "شیطان کی پوجا کرنا اور اس پر انسان کا خون چڑھانا خلافِ قانون ہے۔ تمہاری حکومت شان پاپا ڈوک کو گرفتار کیوں نہیں کرتی؟"

"اس کے خلاف کسی جرم کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ جو افسر ثبوت فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے بیوی بچے طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہیں اور یہ پتا نہیں چلتا کہ انہیں کس طرح اذیتیں پہنچ رہی ہیں۔"

"پھر تو تمہیں میرے ساتھ نہیں جانا چاہئے۔"

"میں شرمندہ ہوں۔ ویسے آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو گی مہیا کر دی جائے گی۔ ہیلی کاپٹر شہر سے دس میل دور آپ کو اتار دے گا۔ پائلٹ بھی خوفزدہ ہے، وہ آپ کے ساتھ شہر میں نہیں جائے گا۔"

"اب اس بات پر بھی شرمندہ نہ ہونا۔ جاؤ شاباش۔"

وہ چلا گیا۔ سونیا سوچنے لگی کہ ثانی اور علی کس حال میں ہوں گے۔ سلطانہ اور سلمان کی رپورٹ کے مطابق وہ دونوں کوما میں تھے۔ انہیں کسی دوا کے ذریعے طویل سکتے کے عالم میں پہنچایا گیا ہو گا کیونکہ وہ دونوں ایسی مضبوط قوتِ ارادی کے مالک تھے کہ جادو سے اثر نہیں لے سکتے تھے۔ انہیں قابو میں کرنے کے لئے جادو کے علاوہ دوسرے ہتھکنڈے آزمائے گئے ہوں گے۔ اسے یقین تھا کہ وہ نطافیہ میں دونوں کو ڈھونڈ نکالے گی۔

وہ ایک گھنٹے بعد ہیلی کاپٹر میں سفر کر رہی تھی۔ نیچے حدِ نظر تک ریگستان نظر آ رہا تھا۔ کہیں کہیں انسانی آبادی دکھائی دیتی تھی۔ شام کے چار بجے ہیلی کاپٹر ایک چھوٹی سی بستی کے قریب اتر گیا۔ ادھر سے ایک پختہ سڑک گزرتی تھی جو شہر نطافیہ کی سمت جاتی تھی۔ وہ ہیلی کاپٹر اسے وہاں چھوڑ کر چلا گیا۔ بستی کے کالے پیلے بچے، عورتیں اور مرد اسے دور سے دیکھ رہے تھے اور ایک دوسرے سے اپنی زبان میں کچھ بول رہے تھے۔ پائلٹ نے بتایا تھا کہ اس راستے سے گاڑیاں گزرتی رہتی ہیں۔ اسے لفٹ مل جائے گی یا اس سڑک پر چلنے والی کسی بس میں وہ شہر تک پہنچ سکے گی۔

اس نے دور تک نظریں دوڑائیں، کسی گاڑی کی اڑتی ہوئی گرد بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ اپنا بیگ شانے سے لٹکا کر چل پڑی۔ وہ کسی گاڑی سے راستہ چلتے ہوئے لفٹ مانگ سکتی تھی۔ اس کی پشت پر ضروری سامان کا کٹ بندھا ہوا تھا۔ وزن کچھ زیادہ تھا۔ دس میل تک جانا تھا، ویسے وزن ہو یا مصیبت، اس نے کسی معاملے میں کبھی کم و بیش کا حساب نہیں کیا تھا۔

اس سے کہا گیا تھا کہ اس سڑک پر گاڑیاں چلتی ہیں لیکن دو گھنٹے تک چلتے رہنے کے بعد بھی ایک گاڑی تو کیا ایک گدھا تک نظر نہیں آیا تھا۔ اب سورج ڈوبنے والا تھا اور تھوڑی دیر میں رات کی تاریکی پھیلنے والی تھی۔ وہ جدّوجہد سے بھری زندگی گزارنے والی عورت تھی۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آتی جاتی رہتی تھی۔ دس میل کا فاصلہ طے کرنے میں زیادہ وقت نہ لگتا لیکن وقت لگ رہا تھا۔ راستہ طویل ہوتا جا رہا تھا اور شہر کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ اس سلسلے میں دو ہی باتیں ہو سکتی تھیں، ایک تو یہ کہ اسے غلط فاصلہ بتایا گیا تھا، شہر دس میل سے بہت زیادہ دور تھا یا کوئی کالا عمل ہو رہا تھا جس کے نتیجے میں راستہ آگے، اور آگے بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

سورج کی روشنی اب برائے نام رہ گئی تھی۔ ہر طرف اندھیرا چھا رہا تھا اور یہ بات لازم تھی کہ جب سورج بالکل ہی ڈوب جائے گا تو رات قبر کے اندھیرے سے بھی زیادہ کالی ہو گی اور آگے راستہ سجھائی نہیں دے گا۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ شیطانی شرارتیں شروع ہو گئی ہیں۔

آخر ایک گاڑی کی آواز سنائی دی۔ وہ چلتے چلتے رک گئی۔ اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ ڈوبتے ہوئے دن کے دھندلکے میں ایک کار چلی آ رہی تھی۔ سونیا نے لفٹ کے لئے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ کار تیزی سے آ رہی تھی، قدرتی طور پر اس کے دماغ میں پہلے سے گھنٹی بجنے لگی تھی۔ وہ چپ چاپ کھڑی رہی پھر کار کے قریب آتے ہی وہ اچھل کر دور چلی گئی۔ اگر کھڑی رہتی تو کار اسے کچلتی ہوئی چلی جاتی۔

وہ کار اپنی تیزی میں سڑک کے کنارے ریت پر گئی پھر گھوم کر سڑک پر آنے کے بعد رک گئی۔ سونیا اطمینان سے چلتی ہوئی قریب آئی، پہلے اس نے اگلی سیٹ کو دیکھا، وہاں کوئی نہیں تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ بھی خالی تھی یعنی وہ کار بغیر ڈرائیور کے چلتی ہوئی آئی تھی۔

پھر پچھلی سیٹ پر وہ دکھائی دیا جس کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ پیچھے ثانی اور علی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے ساکت بیٹھے تھے۔ ان کی پلکیں تک نہیں جھپک رہی تھیں، وہ خاموشی سے سامنے تک رہے تھے۔ سونیا نے ایک ذرا حیرت کا اظہار نہیں کیا۔

کھڑکی کی طرف جھک کر پوچھا "کون ہو تم دونوں؟ کیا اس طرح گاڑی چلائی جاتی ہے؟"

وہ دونوں چپ تھے۔ لاش کی طرح نظر آ رہے تھے۔ سونیا نے کہا "اوہ میں نے خیال نہیں کیا تھا' اگلی سیٹ پر تو کوئی نہیں ہے گاڑی کون چلا رہا تھا؟"

اسے پھر جواب نہیں ملا۔ یہ سچ ہے کہ کالا جادو کرنے والوں کے پاس شیطانی علم ہوتا ہے مگر عقل نہیں ہوتی۔ اسی بے عقلی کا نمونہ اس کہانی سے ملتا ہے کہ ایک شخص نے بوتل کھولی تو اس میں سے بھوت نکلا اور اس شخص کو کچا کھا جانے کی دھمکی دینے لگا۔ اس شخص نے کہا 'یقین نہیں آتا کہ اتنا بڑا اور بھاری بھوت اتنی چھوٹی سی بوتل میں سما سکتا ہے۔ بھوت اسے یقین دلانے کے لئے دوبارہ بوتل میں گیا' اس شخص نے بوتل بند کر دی۔ سونیا نے اگلی سیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کار کی چابی نکال کر چھپا لی۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ جادو کرنے والے کہاں تک دیکھتے اور سمجھتے ہیں۔

اس نے پوچھا "کیا مجھے لفٹ مل سکتی ہے؟"

وہ دونوں بدستور ساکت بیٹھے ہوئے تھے جیسے زومبی ہوں' زندہ مردے' سونیا نے کہا "میں سمجھ گئی لفٹ نہیں ملے گی۔ کوئی بات نہیں' میں پیدل جا رہی ہوں۔"

وہ جانے لگی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد علی کی آواز آئی۔ "اے رک جاؤ۔"

سونیا نے دور سے پلٹ کر پوچھا "کیا مجھ پر گاڑی نہیں چڑھاؤ گے۔"

وہ کار کی ... سیٹ سے باہر آ کر بولا "تم چالاکی دکھا رہی ہو' چابی کہاں ہے؟"

"پہلے یہ بتاؤ بغیر ڈرائیور کے گاڑی کیسے چل رہی تھی؟"

"میں چلا رہا تھا' گاڑی کے رکتے ہی پچھلی سیٹ پر چلا گیا۔"

"کیوں پیچھے چلے گئے تھے؟" وہ قریب آ کر بولی۔

"تاکہ تم گاڑی چلاؤ۔"

"میں دو اجنبیوں کے آگے بیٹھ کر ڈرائیو نہیں کروں گی۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہیں مما! میں آپ کا بیٹا علی ہوں اور وہ ثانی ہے" سونیا نے چونک کر اسے اور ثانی کو دیکھا۔ ثانی نے بھی باہر آ کر اسے دیکھا پھر پوچھا "آپ ہمیں پہچاننے سے انکار کیوں کر رہی ہیں؟"

وہ قریب آ کر راز داری سے بولی "تم دونوں سچ مچ علی اور ثانی ہو؟"

"ہاں' مگر ابھی ہم مردہ ہیں یعنی زومبی ہیں۔"

علی نے کہا "میری ساس کہہ رہی تھی جب تک سونیا نہیں آئے گی وہ ہمیں مردہ بنا کر رکھے گی۔"

سونیا نے دونوں کی ٹھوڑی کو چھو کر کہا "آہ' کتنے پیارے بچوں کو مردہ بنا دیا ہے! اسی لئے تو لوگ ساس سے نفرت کرتے ہیں۔ چلو میں ابھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔"

وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آئی۔ دونوں پچھلی سیٹ پر چلے گئے' اس نے چابی سے کار اسٹارٹ کی مگر انجن خاموش رہا۔ دراصل وہ اسٹارٹ نہیں کر رہی تھی' انہیں چکر دے رہی تھی پھر اس نے کہا "علی! ذرا اتر کر دھکا لگاؤ۔"

وہ اتر کر دھکا لگانے لگا۔ سونیا نے پلٹ کر پوچھا "کیا تم ثانی نہیں ہو؟"

"میں بالکل ثانی ہوں۔"

"لیکن وہ تو علی سے ایک پل کے لئے الگ نہیں ہوتی تھی' اگر کسی کام سے باہر جاتا تو ثانی بھی جاتی تھی' وہ بیچارہ تنہا دھکا لگا رہا ہے اور تم......"

بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ کار سے نکل کر پیچھے دھکا لگانے اور خود کو علی کی ثانی ثابت کرنے لگی۔ سونیا نے پھرتی سے گاڑی اسٹارٹ کی پھر اس سے پہلے کہ وہ دوڑ کر پچھلی سیٹ کی طرف آتے' اس نے تیزی سے گاڑی آگے بڑھا دی۔ وہ چیخنے لگے "اے رک جاؤ' ہم کہتے ہیں رک جاؤ' ہم زومبی ہیں' زندہ مردہ' تم ہم سے پیچھا نہیں چھڑا سکو گی۔"

یہی تو وہ دیکھنا چاہتی تھی اگر وہ مردہ ہیں اور ووڈو علم کے ذریعے دونوں کی روحیں واپس دنیا میں بلائی گئی ہیں تو وہ پیچھے نہیں رہیں گی' چلتی کار میں بھی آ کر بیٹھ جائیں گی۔

ایسا نہیں ہوا وہ دونوں پیچھے رہ گئے سونیا تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتی ہوئی آگے جاتی رہی۔ کار کی ہیڈ لائٹس میں دور تک راستہ دکھائی دے رہا تھا اسی وقت سلمان نے مخاطب کیا "ہیلو سسٹر! میں شرمندہ ہوں' آپ کے پاس آنے میں دیر ہو گئی۔"

"کوئی بات نہیں' سلطانہ کو آنا چاہئے تھا۔"

"وہ بات یہ ہے کہ.... کہ ادارے میں ہمارا نکاح پڑھایا جا رہا تھا' وہ دلہن بنی ہوئی ہے میں نے سوچا دلہن کے پاس جانے سے پہلے آپ کو اطلاع دے دوں اور خیریت معلوم کر لوں۔"

"میں خیریت سے ہوں۔ آج تم دونوں کو چھٹی کرنی چاہئے۔"

"چھٹی ضروری نہیں ہے۔ آپ ایسی جگہ پہنچ گئی ہیں جہاں آپ کی ذہانت کے علاوہ ہماری ٹیلی پیتھی بھی ضروری ہے۔"

"تم لیلیٰ اور روڈلف کو میرے پاس بھیج دو۔"

"ٹھیک ہے' ثانی میری بیٹی ہے' جب تک اس کی مکمل خیریت معلوم نہیں ہو گی' میں سکون سے نہیں رہ سکوں گا' دو گھنٹے بعد ضرور آؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ لیلیٰ نے سونیا کے پاس آ کر کہا "سلمان نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔"

سونیا نے کہا "مجھے بتایا گیا تھا کہ ثانی اور علی طویل نیند کے عالم میں ہیں۔ کوئی خیال خوانی کرنے والا ان پر اثر انداز نہیں

ہو سکتا۔ تھوڑی دیر پہلے ثانی اور علی سے میری ملاقات ہوئی' وہ خود کو' زندہ مردہ' کہہ رہے تھے۔ میرا خیال ہے پہلے ان کے دماغ کو کسی طرح کمزور بنایا گیا پھر انہیں سحر زدہ کیا گیا ہے' وہ جادو کے زیر اثر خود کو ذومبی کہہ رہے ہیں۔ میں تمہارے ذریعے اس خیال کی تصدیق کرسکتی ہوں' ذرا ان کے پاس جاؤ۔"

وہ گئی پھر ایک منٹ کے اندر واپس آکر بولی "سسٹر! وہ دونوں کسی ویرانے میں ہیں' چاروں طرف تاریکی ہے اور وہ سڑک پر چل رہے ہیں۔ آپ کا اندازہ درست ہے' وہ خود کو ذومبی یا' زندہ مردہ' سمجھ رہے ہیں۔"

سونیا نے گاڑی روکی پھر واپس جانے لگی' اس نے لیلیٰ سے کہا "یہ ہمارا ایمان ہے کہ مردے زندہ نہیں ہوتے' وہ صرف قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے پھر بھی میں نے آزمائش کے طور پر ان سے کار کو دھکا لگانے کو کہا تو وہ سچ مچ دھکا لگانے لگے جبکہ ووڈو کے زیر اثر ذومبی کو صرف اپنے آقا کا حکم ماننا چاہئے۔"

لیلیٰ نے کہا "سسٹر! ووڈو کے ذریعے قبروں سے اٹھنے والے مردے صرف کہانیوں میں ہوتے ہیں۔ آپ جہاں جارہی ہیں' کیا وہاں کالا عمل کرنے والے لوگ ہیں؟"

"ہاں۔ شان پاپا ڈوک نامی ایک شخص نے شیطانی عمل کے ذریعے وحشت پھیلا رکھی ہے۔ ابھی میں نے تھوڑا چکر چلا کر یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ برائے نام جادوگر ہے۔ جادو کے علاوہ کچھ دوسرے علوم بھی جانتا ہے اور بہت زیادہ چالاک بنتا ہے۔"

"ثانی اور علی سحر زدہ ہیں' آپ انہیں کار میں بٹھائیں گی تو وہ آپ کے لئے مصیبت بن جائیں گے۔"

"اسی لئے تمہیں بلایا ہے۔ فرہاد کو بھی بلاؤ۔ تم دونوں ان کے دماغوں میں رہو گے۔ وہ میرے خلاف کچھ کرنا چاہیں گے تو فرہاد سمجھ لے گا کہ ایسے وقت کیا کرنا چاہئے۔"

"میں جارہی ہوں ہم ثانی اور علی کے اندر رہیں گے۔"

لیلیٰ نے مجھے ان کے بارے میں بتایا پھر میں علی کے پاس اور وہ ثانی کے پاس آگئی۔ سونیا نے ان کے قریب گاڑی روک دی' وہ ان سے کہہ رہی تھی "سوری' مجھے بعد میں خیال آیا کہ مُردوں کو زندہ ہونے کے بعد چلنے پھرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ آؤ کار میں بیٹھ جاؤ۔"

وہ دونوں پچھلی سیٹ پر آگئے۔ سونیا کار کو واپس موڑ کر خلافیہ کی سمت جانے لگی علی نے کہا "اگر تم واپس نہ آتیں تو ہم تم سے پہلے شہر پہنچ جاتے۔"

"تو پھر پیدل کیوں آرہے تھے؟"

"ہم قبر کی تاریکی میں رہتے ہیں' ہمیں یہاں بھی چاروں طرف کی تاریکی اچھی لگ رہی تھی لہٰذا ہم ٹہل رہے تھے پھر ہماری روحوں کو طلب کرنے والا آقا ہم سے کہہ چکا تھا کہ گاڑی لے جانے والی واپس آئے گی' دیکھ لو تم واپس آکر ہمیں لے جارہی ہو۔"

"تمہارا آقا کون ہے؟"

"وہ اس دور کا سب سے بڑا جادوگر ہے۔ بڑے بڑے ساحر اعظم اس کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ تم بھی اس کی کنیز بن جاؤ گی' تمہارا جادو اس پر اثر انداز نہیں ہوسکے گا۔"

"میں جادو نہیں جانتی ہوں۔"

ثانی نے کہا "جانتی ہو۔ تم نے جادو سے کار کی چابی اپنے ہاتھ میں کرلی تھی۔"

"وہ ہاتھ کی صفائی تھی۔"

میں نے سونیا کے پاس آکر کہا "یہ شان پاپا ڈوک شاید ٹیلی پیتھی جانتا ہے یا کسی شیطانی عمل سے کہیں بیٹھا بول رہا ہے' اپنی مرضی کے مطابق ثانی اور علی بولتے جارہے ہیں۔"

وہ بولی "میرا بھی یہی خیال ہے۔ وہ بڑا چالباز ہے' اپنی چالوں سے لوگوں کو دہشت زدہ کئے رکھتا ہے۔"

میں پھر علی کے پاس آیا' ادھر ثانی ٹھیک سونیا کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی۔ سونیا کی طرح ایک انگوٹھی پہنے ہوئے تھی جس میں ایک ننھی سی سوئی پوشیدہ تھی۔ مخصوص طریقے سے آپریٹ کرتے ہی باہر نکل آتی تھی پھر شکار کے جسم میں پیوست ہوکر اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کردیتی تھی۔

اس وقت وہ ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن میں سوئی پیوست کرنا چاہتی تھی۔ لیلیٰ نے جھٹکے سے ہاتھ ہٹا دیا پھر سونیا کے پاس آکر بولی "ہوشیار رہیں' یہ انگوٹھی کے ذریعے اعصابی کمزوری کی دوا آپ کے بدن میں انجکٹ کرنا چاہتی ہے۔"

ثانی دوسری بار پھرا انجکٹ کرنا چاہتی تھی۔ سونیا نے یکبارگی بریک لگائے' ثانی خود کو سنبھال نہ سکی الٹ کر آدھی سامنے والی سیٹ کی طرف آئی اور آدھی پیچھے رہ گئی۔ علی اسے سہارا دے کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے بولا "یہ کوئی گاڑی روکنے کا طریقہ ہے؟"

"میں اسی طرح گاڑی چلاتی ہوں' خطرہ ہو تو اچانک روکتی ہوں' خطرہ ٹل جائے تو اچانک اسٹارٹ کرتی ہوں۔" اس نے ایک جھٹکے سے گاڑی آگے بڑھائی وہ دونوں پھر دو سیٹوں کے درمیان گرتے گرتے سنبھل گئے۔ ثانی نے کہا "تم ہماری محافظ نہیں ہو۔ اگر ہوتیں تو سلامتی سے ہمیں قبرستان پہنچا دیتیں۔"

"کیا تم دونوں قبرستان جاؤ گے؟"

"ہاں ہم اپنی اپنی قبروں میں جاکر آرام کریں گے۔ وہ دیکھو شہر کی بتیاں دکھائی دے رہی ہیں۔ وہاں داخل ہونے سے پہلے ایک قبرستان آئے گا' ہم وہاں اتر جائیں گے۔"

"کیا مجھے اپنے آقا سے نہیں ملاؤ گے؟ میں نے اس کا چرچا سنا ہے' یہاں کے حکمران بھی اس سے خوفزدہ رہتے ہیں۔"

"ہم کسی کو کسی سے نہیں ملاتے' وہ خود ہی تمہیں مردہ بنانے کے بعد تمہاری روح کو اپنے پاس بلا لے گا' گاڑی روکو۔"

سونیا نے گاڑی روک دی۔ قریب ہی ایک قبرستان نظر آرہا تھا۔ وہ پچھلا دروازہ کھول کر جانے لگے جب وہ ذرا دور چلے گئے تو میں نے سونیا سے کہا "ان کی فکر نہ کرو' میں ان کے ساتھ رہوں گا۔ تم شہر میں جاؤ' ہم دیکھیں گے کہ دشمن ہمیں شہر میں ملتے ہیں یا ویرانے میں۔"

وہ ڈرائیو کرتی ہوئی آگے چلی گئی۔ میں علی کے پاس آگیا' وہ دونوں تاریکی میں چلتے ہوئے قبرستان کے علاقے میں داخل ہوئے۔ سامنے کچھ نظر نہیں آرہا تھا مگر وہ یوں چل رہے تھے جیسے برسوں کا جانا پہچانا راستہ ہو جبکہ ان دونوں نے وہاں ابھی چوبیس گھنٹے بھی نہیں گزارے تھے' وہ ساحر شان پاپا ڈوک اپنے کالے عمل سے انہیں لے جارہا تھا۔

وہ دونوں قبرستان کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے ایک ٹوٹی ہوئی قبر کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے دماغوں میں یہ بات آرہی تھی کہ کسی طرح قدم اٹھا کر کدھر سے بچتے ہوئے کہاں قدم رکھنا ہے' وہ اسی ہدایت کے مطابق ٹوٹی ہوئی قبر میں پاؤں ڈال کر ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر کھڑے ہوگئے۔ چند سیکنڈ کے بعد وہ کھڑے ہی کھڑے نیچے قبر کی مٹی میں دھنسنے لگے۔

اندر گہری تاریکی تھی۔ میں اور لیلیٰ ان کے دماغوں میں محسوس کررہے تھے جیسے وہ کسی نادیدہ لفٹ میں نیچے جارہے ہوں' نیچے فاصلہ زیادہ نہیں تھا اگر وہ کھلی جگہ ہوتی تو چھلانگ لگا کر بھی پہنچا جاسکتا تھا' وہ پلک جھپکتے ہی پہنچ گئے۔

گہری تاریکی میں ایک موم بتی روشن تھی وہ دونوں اُدھر جانے لگے' اس مختصر روشنی میں لکڑی کا مضبوط دروازہ دکھائی دے رہا تھا' ان کے قریب پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف وسیع میدان اور کھنڈرات نظر آرہے تھے۔ وہاں ایک شخص نکیلی کیلوں پر لیٹا ہوا منتروں کا جاپ کررہا تھا' ایک عورت وہاں بھڑکتی ہوئی آگ پر دوڑتی ہوئی جاتی تھی پھر دوڑتی ہوئی واپس آتی تھی' وہ بھی منتر پڑھتی جارہی تھی' کوئی سر کے بل زمین پر الٹا کھڑا تھا' کوئی ایک ٹانگ پر سیدھا کھڑا تھا' کوئی اپنے جسم کو توڑ مروڑ کر اذیت میں مبتلا تھا۔ یہ تمام لوگ منتروں کا جاپ کررہے تھے' کالے جادو کا علم سیکھ رہے تھے۔

ان میں راحیلہ بھی تھی۔ وہ ثانی کو دیکھ کر دونوں بانہیں پھیلا کر آگے بڑھتی ہوئی بولی "میری بیٹی! میری جان' تھک گئی ہوگی۔ میں یہاں سے دیکھ رہی تھی' اس ذلیل سونیا نے تمہیں دور تک پیدل چلایا تھا۔ دھوکا دے کر کار سے اتار دیا تھا۔ اسے آنے دو' میں اسے جادو سے گدھی بنا دوں گی۔"

اس نے ثانی کو گلے لگالیا۔ بیٹی خاموش تھی' سحر زدہ تھی۔ ایک طرف دیدے پھیلائے دیکھ رہی تھی۔ جدھر دیکھ رہی تھی اُدھر ایک قد آور پہلوان جیسا شخص کھڑا ہوا تھا اس نے بھاری بھر کم فوجی بوٹ اور ایک پتلون پہنی ہوئی تھی' اس کا اوپری بدن ننگا تھا۔ سینہ چٹان کی طرح پھیلا ہوا تھا' بازوؤں کی مچھلیاں ابھری ہوئی تھیں۔ وہ سر سے پاؤں تک الٹے توے کی طرح کالا تھا۔ سیاہ چہرے پر سفید دیدے یوں لگ رہے تھے جیسے تاریکی سے شیطان جھانک رہا ہو۔ چہرے پر ایسی سفاکی تھی جیسے وہ انسانی لہو پیتا ہوا' اسے دیکھ کر سب نے سر جھکا لیا۔ صرف راحیلہ' ثانی اور علی سر اٹھائے کھڑے تھے۔

اس نے گرجدار آواز سے پکارا "سارائی!"

راحیلہ کی ماں سارائی ایک طرف سے آئی پھر اس کے سامنے سر جھکا کر بولی "یس پاپا ڈوک! میں تیری کنیز ہوں۔"

شان پاپا ڈوک نے کہا "تم راحیلہ کے ساتھ شہر میں جاؤ۔ سونیا ہوٹل ڈوڈا میں گئی ہے' اس کے چاروں طرف ایسا جال پھیلا دو کہ وہ اِدھر کا رخ نہ کرسکے۔ میں نے اس کے یہاں آنے کا انداز دیکھا ہے' وہ بہت چالاک ہے' اس نے مجھے بھی دھوکا دیا ہے۔"

سارائی نے کہا "پاپا ڈوک سے گستاخی کرنے والے زندہ نہیں رہتے۔ تم نے اسے زندہ کیوں چھوڑ دیا؟"

"اس عورت نے مجھے دوسری جگہ الجھا دیا ہے۔ یہاں میرے سامنے دو ایسے دشمن ہیں جنہیں میں دیکھ نہیں سکتا' وہ ثانی اور علی کے اندر چھپے ہوئے ہیں۔"

میں نے علی کے اندر سوچ کے ذریعے کہا "پاپا ڈوک!"

اُدھر وہ بولتے بولتے چپ ہوگیا' میں نے کہا "تم ایک عام سے جادوگر ہوسکتے ہو مگر تمہارا اس شیطانی کامیابی کا راز ٹیلی پیتھی ہے' تم نے کالے عمل کے ذریعے اپنے دماغ کو علی اور ثانی کے دماغوں سے منسلک کیا ہے' اِدھر میں سوچ کے ذریعے بول رہا ہوں اُدھر تم سن رہے ہو۔"

وہ سوچ کے ذریعے بولا "تم کون ہو؟ اس جوان جوڑے سے تمہارا کیا تعلق ہے؟"

"میں ثانی کا باپ ہوں۔"

"یہ جھوٹ ہے' اس لڑکی کا باپ سلمان واسطی ہے۔"

"واہ' میری بیٹی کو پرائی بیٹی بنا رہے ہو۔ تمہارے الٹے سیدھے جادو نے تمہیں جو سمجھایا تم سمجھ گئے۔ یہ حقیقت راحیلہ اور اس کی ماں سارائی بھی جانتی ہے کہ سلمان سے راحیلہ کو ایک اولاد ہوئی تھی' جو پیدائش کے وقت ہی مرگئی۔ ثانی میری اور سونیا کی بیٹی ہے۔"

راحیلہ نے کہا "نہیں یہ میری بیٹی ہے۔ سونیا نے مجھے دھوکا دیا تھا' بچے کو بدل دیا تھا۔ اپنا مردہ بچہ میرے پاس ڈال دیا تھا اور میری زندہ بچی اٹھا کرلے گئی تھی۔ میں اس کمینی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

میں نے پاپا ڈوک سے پوچھا "ہم سوچ کے ذریعے باتیں

کر رہے ہیں پھر یہ باتیں راحیلہ نے کیسے سن لیں؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا "میں اپنے تمام شاگردوں کے اندر لہو کی طرح دوڑتا ہوں۔ سوچ کے ذریعے ایک سے بولتا ہوں تو اسے سب سنتے ہیں۔"

میں نے کہا "مجھے اس سے دلچسپی نہیں ہے کہ تم کتنے باکمال ہو۔ میں چاہتا ہوں تم لوگ اپنی غلط فہمی دور کرو اور میری بیٹی مجھے واپس کر دو۔"

وہ بولا "جس کا دماغ ایک بار میرے قابو میں آجائے وہ میرا محکوم اور تابعدار بن جاتا ہے پھر اسے مرنے کے بعد بھی نجات نہیں ملتی۔ میں اس کی روح کو جب چاہتا ہوں اپنے پاس بلا لیتا ہوں۔"

میں نے کہا "تم زبردست چالباز ہو' ثانی اور علی کو بھی زومبی ظاہر کر رہے تھے' اگر میں خیال خوانی نہ جانتا اور ان کے دماغوں میں نہ آتا تو انہیں "زندہ مردے" سمجھ کر دھوکا کھا جاتا۔"

"اب زیادہ دیر یہاں نہ رہ سکو گے۔ میں ان دونوں کو پھر کوما میں پہنچا دوں گا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ یہ دونوں بے دست و پا نہ رہیں تو ان کے اندر سے چلے جاؤ۔"

"میں اپنے بچوں کو چلتے پھرتے دیکھنا چاہتا ہوں اس لئے جا رہا ہوں۔"

میں نے لیلیٰ سے کہا "آؤ سونیا کے پاس چلیں۔"

ہم نے سونیا کے پاس آکر اسے طلسم کدے کے حالات بتائے۔ اس نے پوچھا "اب کیا کرو گے؟"

"میں اور لیلیٰ دو افراد کو آلۂ کار بنا کر وہاں لے جائیں گے۔ اس طلسم کدے کے کسی آدمی کو آلۂ کار نہیں بنایا جا سکتا۔ وہ کمبخت پاپا ڈوک اپنے تمام چیلوں کے دماغوں میں گھسا رہتا ہے۔"

سونیا نے کہا "تم بھی کسی کے دماغ میں رہتے ہو تو کیا یہ معلوم کر لیتے ہو کہ کوئی دوسرا اسی دماغ میں گھسا ہوا ہے؟"

"نہیں' جب تک وہ دوسرا شخص نہ بولے اس کا پتا نہیں چلتا۔"

"اسی طرح تم اور لیلیٰ خاموش رہتے تو پاپا ڈوک کو پتا نہ چلتا۔"

لیلیٰ نے کہا "ہم نے اپنی آواز نہیں سنائی تھی۔"

سونیا نے کہا "تم بھول رہی ہو۔ ثانی کار میں میرے پیچھے بیٹھی انگوٹھی کی دوا مجھ میں انجکٹ کرنا چاہتی تھی۔ تمہارے اطلاع دیتے ہی میں نے کار کو اچانک بریک لگائے کیا اس طرح پاپا ڈوک نے نہیں سمجھا ہو گا کہ مجھے خیال خوانی کے ذریعے خطرے سے آگاہ کیا گیا اور خیال خوانی کرنے والے ثانی اور علی کے اندر موجود ہیں؟"

ہم وہ واقعہ بھول گئے تھے۔ اب سمجھ میں آگیا کہ پاپا ڈوک کو ہماری موجودگی کا علم کیسے ہوا تھا۔ سونیا ہوٹل کے کمرے میں تھی۔ دروازے پر دستک سن کر اٹھ گئی۔ آگے بڑھ کر اسے کھولا۔ سامنے سارائی اور راحیلہ کھڑی ہوئی تھیں۔ سونیا پہچان کر بھی انجان بن گئی اور سوچ کے ذریعے مجھ سے بولی "جیسے ہی میرا ہاتھ راحیلہ کے بدن پر جائے تم اس کے دماغ میں چلے جانا' وہ سانس نہیں روک سکے گی۔"

راحیلہ نے اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "مجھے پہچانو' میں وہی ہوں جو تقریباً بیس برس پہلے سوئٹزر لینڈ میں ملی تھی۔ اُن دنوں میں ماں بننے والی تھی۔ تم بھی ماں بن رہی تھیں پھر ایک دن پتا چلا میری بچی پیدا ہوتے ہی مر گئی ہے۔ میں بے ہوش تھی ورنہ تمہارا فراڈ پکڑ لیتی۔ تم اپنی مردہ بچی میرے پاس چھوڑ کر زندہ بچی اٹھا کر لے گئی تھیں۔"

سونیا نے کہا "اندر آؤ' میں نے پہچان لیا ہے۔ میں یہاں اپنی بیٹی اور ہونے والے داماد کو لینے آئی ہوں تم سے امید کرتی ہوں کہ جھگڑا نہیں کرو گی' انصاف کرو گی۔ میری اور ثانی کی صورتیں دیکھ لو' ہم ماں بیٹی میں ایک ذرا فرق نظر نہیں آئے گا۔ قدرت نے یہ ثبوت فراہم کیا ہے۔ کیا تم قدرت کو بھول کر جادوئی علم کی بات مانو گی؟"

راحیلہ کی ماں نے کہا "ہاں جادو بہت بڑی طاقت ہے۔ یہ قدرت میں بھی ہلچل پیدا کر دیتا ہے۔ قدرتی موسموں کو بدل دیتا ہے۔ تم نے دیکھا ہے کہ پاپا ڈوک جادو سے طوفان لایا اور طیارے کو اس ملک میں پہنچا دیا۔"

سونیا نے پوچھا "کیا پاپا ڈوک میری بیٹی کی صورت بدل کر اسے تمہاری بیٹی کا ہمشکل بنا سکتا ہے؟"

"اسے ہمشکل بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ پاپا ڈوک کا جادو سچا ہے۔ اس کے جادو نے بتایا ہے کہ ثانی حیلہ کی بیٹی اور میری نواسی ہے۔"

سونیا نے راحیلہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر محبت سے کہا "آؤ بیٹھو۔"

پھر اس نے راحیلہ کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہی انگوٹھی کی دوا انجکٹ کر دی۔ میں نے فوراً ہی اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے سنبھال لیا' اسے کمزوری ظاہر کرنے کا موقع نہیں دیا۔ سونیا نے سارائی کو باتوں میں لگایا۔ میں راحیلہ کو صوفے پر بیٹھا کر اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔

اس کی سوچ نے کہا "پاپا ڈوک یہاں سونیا کی آمد کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا۔ شہرالون عبدالمالک سے انٹیلی جنس کے چیف نے خفیہ طور پر اطلاع دی تھی کہ سونیا کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے نطافیہ سے پندرہ میل دور ایک بستی کے قریب اتارا جائے گا۔"

اس طرح یہ معلوم ہو گیا کہ شان پاپا نے جادو سے نہیں

چالاکی سے سونیا کے آنے کا وقت معلوم کیا تھا پھر ثانی اور علی کو سحر زدہ کر کے ایک کار میں اُدھر سے گزرنے کو کہا تاکہ ان کے ذریعے وہ سونیا کی باتیں سن کر اس کے متعلق زیادہ سے زیادہ جان سکے۔

وہ بڑی مکاری سے چالیں چلتا تھا۔ اس نے مجھ سے بھی فراڈ کیا تھا اور میں اس کے چکر میں آگیا تھا۔ اس طلسم کدے میں جب سوچ کے ذریعے گفتگو ہو رہی تھی تو راحیلہ زبان سے بول پڑی تھی۔ میں نے پاپا ڈوک سے پوچھا تھا۔ ہماری سوچ کی گفتگو راحیلہ نے کیسے سن لی؟ اس نے فخر سے ہنستے ہوئے کہا تھا کہ وہ بیک وقت اپنے تمام چیلوں کے دماغوں میں موجود رہتا ہے' اس وقت راحیلہ اور دوسرے تمام چیلے ہماری خیال خوانی کو سن رہے ہیں۔

اب راحیلہ کے چور خیال نے بتایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ پاپا ڈوک نے مجھ سے بات کرتے وقت چپکے سے راحیلہ کے دماغ میں جا کر بتایا تھا کہ میں ثانی کا باپ ہونے کا دعویٰ کر رہا ہوں تب راحیلہ زبان سے بول پڑی تھی۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ پاپا ڈوک اپنے تمام چیلوں کے دماغوں میں بیک وقت نہیں رہتا ہے اور نہ ہی وہ ہمیں دوبارہ ثانی اور علی کے دماغوں میں محسوس کر سکتا ہے۔ اب ہمارے لئے کچھ آسانیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ ہم پھر طلسم کدے میں جا سکتے تھے۔

میں نے راحیلہ کے دماغ کو اور کریدنا شروع کیا۔ پتا چلا راحیلہ ایک موذی مرض میں مبتلا ہے' وہ اکثر ناقابلِ برداشت تکلیف میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس کی ماں سارائی اسے لے کر شان پاپا ڈوک کی رہائش گاہ میں جاتی ہے۔ پاپا ڈوک اس پر کچھ عمل کرتا ہے جس کے نتیجے میں اسے آرام آجاتا ہے۔

میں نے پاپا ڈوک کی رہائش گاہ کے متعلق معلوم کیا۔ اس کی سوچ وہاں کا پتا اور ٹیلیفون نمبر بتانے لگی۔ اس کی رہائش گاہ کے اطراف درجنوں مسلح گارڈز کا پہرا رہتا تھا اور اندر حسین عورتوں کا میلہ لگا رہتا تھا۔ کوئی غیر ضروری آدمی رہائش گاہ کے احاطے میں قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ یوں بھی شہر کے لوگ اس کے نام سے سہم جاتے تھے۔ اس کی رہائش گاہ کے قریب سے گزرنے کی کوئی ہمت نہیں کرتا تھا۔

میں نے اس کی کمزوریاں معلوم کیں۔ پتا چلا وہ اپنی کمزوری نہیں چھوڑتا ہے یا کسی کے علم میں آنے نہیں دیتا ہے۔ بہت ہی مستقل مزاج ہے۔ ہر کام وقت پر کرتا ہے۔ اس کے ہاں جو حسین عورتیں ہوتی ہیں' وہ عیاشی کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ شیطان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انہیں قربانی دینے کے لئے پالتا ہے۔ ان عورتوں کو اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ ان میں سے ایک غائب ہوتی ہے تو دوسری کوئی نئی آجاتی ہے۔

اُدھر سارائی سونیا سے کہہ رہی تھی "اگر تم کنواری ہوتیں تو یہاں سے زندہ نہ جاتیں۔ شیطان کے سامنے تمہاری بلی دی جاتی۔ اپنی خیریت چاہتی ہو تو چپ چاپ واپس چلی جاؤ۔"

"پاپا ڈوک سے پوچھو' وہ میرے سامنے کیوں نہیں آتا ہے؟ مجھے یہاں سے جانے کو کیوں کہہ رہا ہے؟"

"وہ تمہاری جیسی چھوٹی عورتوں کے مُنہ نہیں لگتا۔"

سونیا نے مسکرا کر کہا "اپنے ووڈو کے دیوتا سے پوچھو تو وہ بتائے گا' پاپا ڈوک کا وقت پورا ہو رہا ہے۔"

"بکواس مت کرو' وہ کبھی نہیں مرے گا۔ جب اس کا جسم بوڑھا ہو جائے گا تو وہ پرانا جسم چھوڑ کر کسی جوان جسم میں چلا جائے گا۔"

"اس کا باپ بھی کبھی یہ عمل نہیں کر سکے گا۔ موت برحق ہے۔ اس دنیا کے ہر جاندار اور ہر شے کو فنا ہونا ہے۔ باقی رہنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔"

وہ غصے سے سونیا کو گھورتی ہوئی منتر پڑھنے لگی۔ سونیا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلام پاک کی ایک آیت پڑھنے لگی۔ چند لمحوں کے بعد ہی سارائی کو چپ لگ گئی۔ وہ منتر بھول گئی تھی۔ اس نے پھر سے منتر پڑھنا شروع کیا پھر بھول گئی' وہ اپنے پرس میں ایک سفوف لے کر آئی تھی۔ پورا منتر پڑھنے کے بعد اس سفوف کو سونیا پر چھڑکتی تو وہ آگ کے شعلوں میں گھر جاتی لیکن منتر پورا نہیں ہو رہا تھا اور اس کے بغیر سفوف کام نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے دو چار بار کوشش کی پھر سمجھ گئی کہ سونیا سے نظریں ملا کر نہیں پڑھ سکے گی۔ اس لئے دوسری طرف گھوم کر پڑھنے لگی۔ اچھی طرح یاد کرتے ہوئے پورا منتر پڑھنے کے بعد اس نے پرس میں ہاتھ ڈالا تو پتا چلا سفوف کی پڑیا نہیں ہے' وہ پرس کو پوری طرح کھول کر ڈھونڈنے لگی۔ اسے یاد تھا کہ اس نے چلتے وقت وہ پڑیا پرس میں رکھی تھی مگر اب نظر نہیں آ رہی تھی۔

اس نے جھنجلا کر پرس کو پھینک دیا۔ غرا کر سونیا کو دیکھا پھر اس پر حملہ کرنے کے لئے دونوں ہاتھ بڑھاتی ہوئی آئی۔ اس کی تمام انگلیوں کے ناخن لانبے اور نکیلے تھے۔ ان ناخنوں سے وہ بوٹیاں نوچ سکتی تھی۔ سونیا نے اس کی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر کہا "سارائی! تو آئندہ ان ہاتھوں سے جادوئی عمل کرنے کے قابل نہیں رہے گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے ایک جھٹکا دیا۔ سارائی چیخنے لگی۔ اس کی انگلیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ وہ دونوں ہاتھ لٹکائے اِدھر اُدھر دوڑ رہی تھی۔ پاپا ڈوک کو پکار رہی تھی پھر اس نے راحیلہ کے سامنے رک کر تکلیف سے کراہتے ہوئے پوچھا "حیلہ! تو کیسی بیٹی ہے۔ یہ عورت تیری ماں کو نقصان پہنچا رہی ہے اور تُو خاموش بیٹھی ہے۔"

وہ بدستور خاموش تھی۔ کیونکہ میں اس کے اندر موجود تھا۔ اسی وقت لیلیٰ نے آکر مجھ سے کہا "آپ میرے پاس آئیں۔"

میں اس کے دماغ میں پہنچا۔ وہ بولی "ابھی میں ثانی اور علی کے پاس گئی تھی۔ وہ دونوں طلسم کدے میں تھے۔ پاپا ڈوک کو ان کے دماغوں میں میری موجودگی کا علم نہیں ہوا۔ وہ شیطان کے مجسمے کے سامنے سانس روک کر پالتی مارے بیٹھا کوئی عمل کررہا ہے۔"

میں راحیلہ کے دماغ سے نکل کر لیلیٰ کے پاس گیا تھا۔ اس لئے راحیلہ اب چونک کر اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی اور پوچھ رہی تھی "ماما! کیا ہوا؟ تم کیوں کراہ رہی ہو؟"

سونیا نے کہا "میں نے اسے کالا عمل کرنے کے قابل نہیں چھوڑا ہے۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں توڑ دی ہیں۔ میں تمہیں بھی نقصان پہنچا سکتی ہوں مگر تم ایک عظیم بزرگ کی صاحبزادی ہو۔ میری کوشش یہی ہوگی کہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے بغیر شیطانی ماحول سے نکال کر لے جاؤں۔"

"میں نہیں جاؤں گی۔ اپنی ماں اور اپنی بیٹی کے ساتھ یہیں رہوں گی۔"

"میں جہاں چاہوں گی تم وہاں رہو گی۔ تمہارا پاپا ڈوک میرا راستہ نہیں روک سکے گا۔ تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکے گا۔ تمہاری ماں اسے پکار رہی ہے، تم بھی پکار کر آزمالو۔"

"تم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے، میں کمزور ہوگئی ہوں۔ یہاں سے اٹھنے کی ہمت نہیں ہورہی ہے۔ کیا تم بھی جادو جانتی ہو؟"

"میں جادو پر لعنت بھیجتی ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ جو ہورہا ہے وہ خدا کی مرضی سے ہورہا ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی زلزلہ سا محسوس ہوا۔ یہ زلزلہ چند سیکنڈ تک رہا۔ کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ کمرے کی چیزیں الٹ پلٹ گئیں۔ سارائی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "یہ زلزلہ تیرے خدا کی مرضی سے نہیں ہمارے پاپا ڈوک کی جادوئی قوت سے آرہا ہے۔"

میں نے کہا "سونیا باہر آجاؤ، کھلی جگہ رہو۔ پاپا ڈوک شیطان کے مجسمے کے سامنے سانس روک کے کوئی عمل کررہا ہے۔"

سونیا نے اٹھ کر راحیلہ کو سہارا دے کر اٹھایا، وہ اٹھتے ہوئے بولی "مجھے چھوڑ دو، میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔"

وہ اسے جبراً اپنے ساتھ لے جاتے ہوئے بولی "احمق نہ بنو، اگر یہ زلزلہ پاپا ڈوک کے شیطانی عمل سے آیا ہے تو اس نے یہ نہیں سوچا کہ میرے ساتھ تم بھی مرجاؤ گی۔ اسے تم میں سے کسی کی پروا نہیں ہے۔ وہ مجھے کسی طرح مار کر اپنی موت کو ٹالنا چاہتا ہے۔"

ہوٹل میں زلزلے کے باعث بھگدڑ مچ گئی تھی۔ سب لوگ جان بچانے کے لئے بھاگتے ہوئے باہر چلے گئے تھے۔ سونیا نے باہر آکر دیکھا۔ شہر میں حدِ نظر تک کہیں بھی زلزلے کی تباہی کے آثار نہیں تھے۔ ہر طرف حسبِ معمول رونق تھی۔ صرف ہوٹل کسی حد تک تباہ ہوگیا تھا۔ ہوٹل کا مالک اور منیجر سارائی کے سامنے گھٹنے ٹیک کر کہہ رہے تھے "ماما سارائی! تمہیں ہوٹل میں دیکھ کر ہم سمجھ گئے تھے کہ ہماری شامت آگئی ہے۔ ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو معاف کردو۔ ہم پاپا ڈوک کی خدمت میں نذرانہ پیش کردیں گے۔"

سارائی نے ٹوٹے ہوئے ہاتھ سے سونیا کی طرف اشارہ کرکے کہا "اس چڑیل نے میرے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں توڑ دی ہیں۔ اسے مارو۔ اسے شہر میں کہیں پناہ نہ لینے دو۔ جو لوگ اسے شہر سے باہر نکال دیں گے پاپا ڈوک ان پر مہربان ہوجائے گا۔ انہیں مالا مال کردے گا۔"

ماما سارائی اس علاقے میں پاپا ڈوک کی دستِ راست سمجھی جاتی تھی۔ اس کے ہر حکم پر عمل کرنا لازمی ہوتا تھا۔ یہ حکم سنتے ہی ہوٹل کے مالک نے ریوالور نکال کر سونیا کو نشانے پر رکھتے ہوئے کہا "تم ابھی ہمارے سامنے دوڑتی ہوئی شہر سے باہر جاؤ۔ ہم سب تمہارے پیچھے دوڑتے رہیں گے۔ تم جہاں رکو گی وہیں تمہیں گولی ماردیں گے۔"

یہ کہتے ہی وہ خود دوڑتا ہوا آگے گیا۔ پھر پلٹ کر اپنے ملازموں سے بولا "میرے پیچھے آؤ، ہم شہر سے باہر جائیں گے، چلو دوڑو۔"

وہ دوڑتے ہوئے جانے لگا۔ اس کے ملازم بھی پیچھے دوڑنے لگے۔ سارائی نے چیخ کر کہا "گدھے کے بچے! اس چڑیل کو شہر سے نکالنے کی دھمکی دے کر خود کیوں جارہے ہو۔ واپس آؤ، اسے پکڑ کر لے جاؤ۔"

وہ واپس نہیں آئے۔ میں انہیں دوڑاتا ہوا لے گیا۔ وہاں جو لوگ تماشا دیکھ رہے تھے ان سے سونیا نے کہا "لوگو! آج تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ سارائی اور پاپا ڈوک کا جادو الٹا ہوجایا کرے گا۔ یہ ہوٹل والے مجھے شہر سے نکالنا چاہتے تھے، دیکھ لو وہ خود نکل رہے ہیں۔"

سارائی نے چیخ کر کہا "اس کی باتوں میں نہ آؤ، ہمارا جادو کبھی الٹا نہیں ہوگا۔ میں حکم دیتی ہوں اسے گولی ماردو۔"

ایک شخص نے جیب سے ریوالور نکال کر کہا "ماما سارائی! حکم سر آنکھوں پر۔ میں اسے گولی مارتا ہوں۔"

لیلیٰ نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ اس نے ٹھائیں ٹھائیں کی آواز کے ساتھ دو گولیاں چلائیں۔ سارائی چیخیں مارتی ہوئی اچھل کر زمین پر گر پڑی۔ دو گولیاں اس کی دو ٹانگوں میں لگی تھیں۔ سونیا نے کہا "تم پہلے ہاتھوں سے گئی تھیں اب ٹانگوں سے بھی گئیں۔ لوگو! اب عقل سے کام لو۔ آنکھیں کھولو۔ جادو الٹ گیا ہے۔ جادو کرنے والی بے بسی سے بے دست و پا ہو کر خاک میں تڑپ رہی ہے۔ گولی چلانے والے! تو اپنی سلامتی چاہتا ہے تو ریوالور خالی کرکے پھینک دے ورنہ تیسری گولی تیرے ہی پیٹ میں اتر جائے گی۔"

اس بار راحیلہ نے آگے بڑھ کر کہا "اس کی باتوں میں نہ آؤ، میں تمہارے سامنے منتر پڑھتی ہوں۔ تمہاری گولی ٹھیک اس عورت کو لگے گی۔"

وہ بلند آواز سے منتر پڑھنے لگی۔ اس شخص نے سونیا کا نشانہ لیا۔ پھر اگلے ہی لمحے ریوالور کو گھما کر اپنے پیٹ میں گولی مار لی۔ سونیا کی پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔ تیسری گولی اس شخص کے پیٹ میں گئی۔ لوگ سہم کر پیچھے ہٹنے لگے۔ راحیلہ پکار رہی تھی "پاپا ڈوک! ہماری مدد کرو۔ ہم یہاں خوار ہورہے ہیں۔ ہماری عزت رکھ لو۔"

سونیا اس کا بازو پکڑ کر ایک طرف جاتے ہوئے بولی "آج خدا کے سوا کوئی تمہارے کام نہیں آئے گا۔ یہ ثابت کرنے کے لئے میں خود تمہیں پاپا ڈوک کے پاس لے چلتی ہوں۔ چلو۔"

وہ اسے کھینچتی ہوئی ایک کار کے پاس لائی۔ کار والا بھاگ کر دور چلا گیا۔ اب لوگوں کو یقین ہورہا تھا کہ سونیا بھی زبردست ہے۔ اس نے راحیلہ کو اگلی سیٹ پر بٹھایا پھر گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آنے لگی، راحیلہ نے سوچا کار سے نکل بھاگے۔ وہ اپنی ماں کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی تھی لیکن لیلیٰ نے اس کے دماغ میں رہ کر اسے اپنی جگہ سے اٹھنے نہیں دیا۔

سونیا کار ڈرائیو کرتی ہوئی پاپا ڈوک کی رہائش گاہ کی طرف جانے لگی۔ ایسے ہی وقت سلطانہ اور سلمان بھی آگئے۔ لیلیٰ نے وہاں کی تمام روداد انہیں سنائی۔ سلمان نے کہا "تم راحیلہ کے پاس رہو، ہم ثانی اور علی کے پاس جارہے ہیں۔"

وہ دونوں ثانی اور علی کے پاس آئے۔ اس سے پہلے سلمان نے مجھے مخاطب کیا۔ میں نے کہا "علی کے پاس رہ کر دیکھو، تمہیں پاپا ڈوک نظر آئے گا۔ میں اس کے کالے عمل میں مداخلت کرنے جارہا ہوں۔"

شان پاپا ڈوک شیطان کے مجسمے کے سامنے بیٹھا منتر پڑھ رہا تھا۔ میں اس کے دماغ میں پہنچا تو اس نے سانس روک لی منتر ادھورا رہ گیا۔ اس نے پلٹ کر ثانی اور علی کو دیکھا پھر مجسمے کی طرف منہ کرکے پڑھنے لگا۔ میں پھر اس کے دماغ میں آیا تو وہ گرج کر بولا "کس کی شامت آئی ہے؟"

میں نے قہقہہ لگایا، اس نے سانس روک لی۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ پھر ثانی اور علی کو دیکھتے ہوئے بولا "میں ان دونوں کو جلا کر بھسم کردوں گا۔ اگر ان کی سلامتی چاہتے ہو تو چلے جاؤ، اب میرے دماغ میں نہ آنا۔"

وہ چیلنج کرنے اور دھمکیاں دینے کے بعد پھر شیطان کی طرف منہ کرکے بیٹھ گیا۔ میں نے سلمان سے کہا "یہ جب بھی پڑھنا شروع کرے تم اس کے دماغ میں جاتے رہو۔ میں علی کے پاس رہوں گا۔"

وہ پڑھنے لگا پھر اچانک رک گیا۔ سلمان اس کے اندر گیا تھا۔ وہ پھر اٹھ کر کھڑا ہوگیا، شیطان کے قدموں میں رکھی ہوئی تلوار اٹھا کر بولا "میں تمہاری چالاکی سمجھ رہا ہوں۔ تم چاہتے ہو میں منتر نہ پڑھوں، اس کے بغیر میں جادو نہیں کرسکوں گا مگر تم نے یہ نہیں سوچا کہ میرے ہاتھ پاؤں سلامت ہیں۔ میں اس تلوار سے ان دونوں کی گردنیں اڑا سکتا ہوں۔"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی علی نے فضا میں چھلانگ لگائی اور اس کے سینے پر لات ماری۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے جاکر شیطان کے مجسمے سے ٹکرا گیا۔ علی نے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں سے ایک جلتی ہوئی لکڑی نکال کر کہا "آج تو پہلی بار منتر نہیں پڑھ سکے گا اور جسمانی قوت سے مقابلہ نہیں کرسکے گا۔ تیرے اندر شیطان کی قوت ہے تو میرے اندر باپ کی طاقت ہے۔ تو میرے نہیں میرے باپ کے مقابل ہے۔"

علی نے جلتی ہوئی لکڑی اس کے منہ پر ماری۔ پاپا ڈوک نے اسے تلوار سے روکا، لکڑی دو ٹکڑے ہوگئی۔ علی اچھل کر پھر آگ کے پاس آیا، اس بار اس نے دو جلتی ہوئی لکڑیاں اٹھائیں پہلے ایک کو پھینکا جیسے ہی وہ تلوار سے روکنے لگا اس نے دوسری لکڑی منہ پر پھینکی، وہ آگ سے بچتے بچتے لڑکھڑا کر گرنے لگا اسی وقت علی نے اس کے ہاتھ پر ایک جچی تلی کک ماری، تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر اوپر گئی پھر نیچے آنے سے پہلے علی نے اچھل کر اسے کیچ کرلیا۔

تلوار ہاتھ سے نکلتے ہی وہ اٹھ کر بھاگنے لگا۔ یہ بعد میں پتا چلا کہ وہ بزدل نہیں تھا، بڑا جیدار تھا۔ وہ دو پہلوانوں کو بازوؤں میں دبوچ کر مار ڈالتا تھا، مقابلے کے دوران کسی ہتھیار کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ اس وقت بھی وہ تلوار سے ڈر کر نہیں بلکہ کالے علم کی ہدایت کے مطابق بھاگ رہا تھا۔

اس کے علم نے اسے بتادیا تھا کہ آج کی رات بہت بھاری ہے۔ آج رات جو عورت تنہا شہر میں داخل ہوگی وہ اس پر تباہی لائے گی۔ اگر وہ عورت کا سامنا نہ کرے تو قضا ٹل جائے گی لیکن تباہی لازمی ہوگی۔ وہ تباہی کے لئے تیار تھا، مرنے کے لئے تیار نہیں تھا اس لئے بھاگتا ہوا شیطان کے مجسمے کے پیچھے چلا گیا۔

علی تلوار ہاتھ میں بلند کئے مجسمے کے پیچھے آیا تو وہ دکھائی نہیں دیا۔ بظاہر یوں لگ رہا تھا جیسے جادو سے غائب ہوگیا ہو لیکن اس کے جادو میں وہ دم نہیں تھا جس سے ہیبت طاری ہوجاتی ہے پھر سلمان اسے منتر پڑھنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ اگر وہ غائب ہونے کا کوئی جادو جانتا تب بھی اسے غائب ہونے کے لئے منتر پڑھنے کی مہلت نہ ملتی۔

سلمان نے علی کے پاس آکر کہا "ابھی میں اس کے اندر گیا تھا اس کے سانس روکنے تک پتا چلا کہ وہ شیطان کے مجسمے کے اندر ہے۔"

یہ سن کر میں اس کے دماغ میں پہنچا پھر اس کے سانس روکنے تک پتا چلا وہ ایک سرنگ میں سر جھکائے گزر رہا ہے۔ علی نے مجسمے کے پچھلے حصے کو اوپر سے نیچے تک ٹٹول کر دیکھا کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جس کے ذریعے چور دروازہ کھولا جاتا۔ اتنے میں لیلیٰ نے آکر بتایا کہ سونیا نے پاپا ڈوک کی رہائش گاہ کو تباہ کردیا ہے۔

اس کی رہائش گاہ کے اطراف سخت پہرا رہتا تھا لیکن پہرے داروں نے سونیا کے ساتھ راحیلہ کو دیکھ کر راستہ نہیں روکا تھا۔ سونیا نے اندر پہنچ کر پہلے وہاں کے مسلح افراد کو ختم کیا پھر اسلحہ خانے سے ہینڈ گرینیڈ وغیرہ نکال کر تباہی مچا دی۔ اب وہ تہ خانے کے راستے ادھر آرہی تھی۔

لیلیٰ کا بیان ختم ہوا تو مجسمے کے پچھلے حصے میں اچانک چور دروازہ نمودار ہوا۔ وہ ایک طرف سرک رہا تھا ہم نے ثانی اور علی کے ذریعے دیکھا۔ دروازے پر سونیا راحیلہ کے ساتھ کھڑی تھی اس نے شیطان کے مجسمے کو دیکھا پھر کہا "لعنت ہے مجھ پر کہ شیطان کے اندر ہوں تو کبھی اس راستے سے نہ

میں نے علی کی زبان سے کہا "شان پاپا ڈوک اسی راستے سے فرار ہوا ہے۔"

"اسے جانے دو۔ میں یہاں آنے سے پہلے جناب علی اسد اللہ تبریزی کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی۔ انہوں نے فرمایا تھا ثانی اور علی کو سحرزدہ کرنے والا میرے سامنے نہیں آئے گا' وہ اپنی سلامتی کے لئے منہ چھپا کر بھاگے گا۔ ثانی اور علی پر سے اس کا طلسم توڑنے کے لئے شیطان کے بت کو توڑ دینا اور یہ علی توڑے گا۔"

سونیا نے علی کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا "تم سحرزدہ ہو لیکن میرا ہاتھ تمہارے شانے پر ہے۔ تمہارا ہاتھ شیطان پر پڑنا چاہئے' توڑ دو اس بت کو۔"

علی نے تلوار کا ایک ہاتھ مارا' بت کا ایک بازو کٹ کر گر پڑا۔ ثانی نے ایک چیخ مار کر آس پاس دیکھا۔ اسے جیسے ہوش آگیا تھا اس نے سونیا کو دیکھا پھر دوڑتی ہوئی آکر اس سے لپٹ گئی۔ علی بھی پورے ہوش و حواس میں آگیا تھا۔ تلوار کی ضربیں لگا رہا تھا۔ بت ٹکڑے ہو کر گر رہا تھا جب اس بت کی گردن کٹ گئی تو راحیلہ فرش پر گر کر بے ہوش ہوگئی۔ سونیا نے جھک کر اسے دیکھا پھر دونوں بازوؤں میں اسے اٹھا کر بولی "خدا کرے اس پر بھی جو سحر طاری ہے وہ ختم ہو جائے۔"

پاپا ڈوک کے جتنے چیلے وہاں کالا علم سیکھ رہے تھے سب سہم کر ایک جگہ بیٹھ گئے تھے وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر دھیمی آواز میں رحم کی بھیک مانگ رہے تھے۔ علی نے کہا "معاف کرنے والا خدا ہے۔ توبہ کرو اور شیطانی عمل چھوڑ دو۔"

اس نے راحیلہ کو سونیا سے لے کر کہا "ہمیں پاپا ڈوک کی رہائش گاہ میں جا کر یہاں سے روانگی کے انتظامات کرنے چاہئیں۔"

سونیا نے کہا "میں یہاں کے اعلیٰ افسران کو فون پر بتا چکی ہوں۔ انہیں پاپا ڈوک کی تباہی کا یقین نہیں آرہا تھا' اب یہ بھی یقین نہیں آئے گا کہ وہ جان بچا کر کہیں بھاگ گیا ہے۔"

بت کے ٹوٹنے کے بعد تہ خانے کا چور راستہ صاف ظاہر ہوگیا تھا۔ وہ تینوں راحیلہ کو اٹھا کر تہ خانے سے گزرتے ہوئے رہائش گاہ کے ایک حصے میں پہنچے۔ راحیلہ کو ایک پلنگ پر لٹایا وہاں پولیس والے بھی آگئے تھے۔ ایک افسر نے علی سے پوچھا "تم لوگ کون ہو؟ اور مسز راحیلہ کو کہاں سے لائے ہو؟"

وہاں دوسرا افسر بھی آگیا۔ علی نے انہیں بتایا کہ کس طرح طلسم کدے کو تباہ کیا گیا ہے اور شان پاپا ڈوک یہاں سے بھاگ گیا ہے۔ ایک افسر نے ناگواری سے کہا "نوجوان! اپنی جوانی پر رحم کھاؤ تم اور پاپا ڈوک کو بھاگنے پر مجبور کرو گے؟ وہ تمہیں ایک چٹکی میں مسل دے گا۔ اس کی شان میں گستاخی نہ کرو' اس سے معافی مانگو۔"

علی نے کہا "تمہارے جیسے بزدل پولیس والوں نے ایک بدترین مجرم کو بے تاج بادشاہ بنا رکھا تھا۔ تم لوگوں کو شرم آنی چاہئے۔"

دوسرے افسر نے کہا "تم ہمیں شرم دلا رہے ہو؟ ہم تمہیں ابھی......"

وہ حملہ کرنے آگے بڑھا' میں نے اسے منہ کے بل گرا دیا۔ اس نے جلدی سے اٹھ کر اپنے ساتھی افسر کے منہ پر گھونسا مارا۔ علی مار کھانے والے کے دماغ میں گیا' اس نے مارنے والے کی پٹائی کردی وہ کہہ رہا تھا "بھئی میں نے تمہیں یہ گستاخ جوان سمجھ کر مارا تھا۔"

میں نے مارنے والے کے دماغ کو آزاد چھوڑا' وہ حیرانی سے بولا "ارے میں بھی تمہیں گستاخ نوجوان سمجھ کر مار رہا تھا۔"

سونیا نے کہا "تم لوگ اسی طرح ایک دوسرے کو مارتے رہو گے۔ اپنی خیریت چاہتے ہو تو یقین کرلو کہ یہاں سے پاپا ڈوک کا طلسم ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے۔"

وہ کشمکش میں تھے۔ میں نے دونوں کو تھوڑی اور سزا دی تو انہوں نے اپنے کانوں کو پکڑ کر معافی مانگی۔ سونیا کے حکم کے مطابق دارالسلطنت کے اعلیٰ حکام اور افسروں کو فون کرکے بتایا کہ پاپا ڈوک بھاگ گیا ہے۔ میڈم سونیا اور ان کے عزیزوں کے لئے فوراً ہیلی کاپٹر بھیجا جائے۔

ہمیں وہاں سے سونیا وغیرہ کی روانگی کا انتظار کرنا تھا۔ ابھی کتنی دیر ہوتی' میں نے لیلیٰ کے پاس آکر کہا "اپنی بہن سے کہو اپنے میاں کے ساتھ دماغی طور پر سہاگ کی سیج پر حاضر ہو جائے۔ آج ان کی پہلی رات ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی "توبہ ہے' کچھ تو شرم کریں۔ میں بہن سے یہ بات نہیں کہہ سکتی۔"

"کیا میں کہوں؟"

"آپ سلمان سے کہہ سکتے ہیں' دو مرد آپس میں بڑی ....
بے شرمی سے باتیں کرلیتے ہیں۔"

"واہ' ایک تو تمہاری بہن کی بھلائی کی بات کروں' اوپر سے بے شرم کہلاؤں؟"

"میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں' آپ جائیں۔"

میں نے سلمان کے دماغ میں آکر پوچھا "کیا بوڑھے ہوگئے ہو؟"

"اس سوال کا مطلب کیا ہوا؟"

"یہی کہ بوڑھا دولہا جوان دلہن کے جذبات کو بھول جاتا ہے۔"

وہ جھینپ کر بولا "ایسی بات نہیں ہے فرہاد بھائی۔"

میں نے چونک کر پوچھا "فرہاد بھائی؟"

"جی ہاں' آج نکاح کے بعد سلطانہ نے آپ کی حقیقت بتا دی ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ یہ راز میری زبان پر نہیں آئے گا۔"

"بھئی تم دونوں بوڑھے ہو' کیا نکاح کے بعد فرہاد کی داستان سنی اور سنائی جاتی ہے یا ....یا ....یا ....."

"بس آگے عقل آگئی' میں سلطانہ کو لے جا رہا ہوں۔"

میں نے لیلیٰ کے پاس آکر کہا "سلمان اپنی دلہن کو یہاں سے لے جا رہا ہے۔ کیا میں پوچھوں کہاں جا رہا ہے؟"

لیلیٰ منہ چھپا کر شرمانے مسکرانے لگی۔ میں نے کہا "ہائے یہ ادا جان لے رہی ہے' جی چاہتا ہے دماغی طور پر حاضر ہو جاؤں۔"

"جی نہیں' ابھی ہمیں فرض ادا کرنا ہے۔ ثانی' علی اور مسٹر کو ہماری ضرورت ہے۔"

سونیا ایک کمرے میں بیٹھی ثانی کو اس کی پیدائش اور والدین کے متعلق بتا رہی تھی اور کہہ رہی تھی "ہمیں کچھ باتیں مصلحتاً خون کے رشتوں سے بھی چھپانا ہوتی ہیں سلمان واسطی اور راحیلہ کے متعلق کوئی نہیں جانتا تھا کہ بابا فرید واسطی مرحوم سے ان کا قریبی گہرا تعلق ہے۔ تم سے بھی یہ بات چھپائی گئی کہ تم اتنے عظیم اور محترم عالم دین کی نواسی ہو۔"

ثانی نے خوش ہو کر کہا "مجھے شکایت نہیں ہے۔ میری بھلائی کے لئے میری ماں اور نانی سے مجھے چھپائے رکھنے کے لئے مجھ سے بھی حقیقت کو چھپانا لازمی تھا۔ میرے لئے اس سے بڑی خوشی اور کیا ہو سکتی ہے کہ میں لاوارث نہیں ہوں بلکہ ایک عظیم عالم دین کی نواسی اور ایک قابل باپ کی بیٹی ہوں۔ میں پیرس پہنچ کر سب سے پہلے اپنے والد اور نئی والدہ سے ملوں گی۔"

"تم نہیں ملو گی۔"

ایک آواز نے انہیں چونکا دیا۔ سونیا' علی اور ثانی نے

چونک کر راحیلہ کو دیکھا' وہ بستر پر آنکھیں بند کئے لیٹی ہوئی تھی۔ نیم بے ہوشی کی حالت میں اس کے لب ہل رہے تھے اور اس کے مُنہ سے کسی دوسری عورت کی بوڑھی سی لرزتی ہوئی آواز آرہی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی "ثانی! تم نہیں ملو گی' میں حیلہ کی نانی اور سارائی کی ماں ہوں۔ میری نواسی حیلہ نے سلمان سے دور ہو کر بھی کسی اور سے شادی نہیں کی' اس نے تمہارے باپ کے انتظار میں اپنی جوانی گزار دی۔ یہ مرد بڑے ہرجائی ہوتے ہیں۔ تمہارے باپ نے دوسری شادی کرلی۔ تم اپنی ماں کی سوکن سے نہیں ملو گی۔ میں ملنے نہیں دوں گی اور حیلہ کی سوکن کو سکون سے جینے نہیں دوں گی۔"

سونیا نے کہا "خبیث بڑھیا! تو نے بابا فرید واسطی مرحوم کو نقصان پہنچانا چاہا۔ سارائی کو ان کی زوجیت میں نہیں رہنے دیا۔ پہلے سارائی کو بلایا پھر راحیلہ کو سحرزدہ کرکے اسے شیطانی چکر میں پھنسا دیا' اب ثانی کے پیچھے پڑ گئی ہے۔ کیا تجھے اپنے گرو گھنٹال پاپا ڈوک کا انجام معلوم نہیں ہے' وہ ہم سے مُنہ چھپا کر بھاگ گیا ہے۔ ہم نے ثانی اور علی کو اس کے سحر سے آزاد کرالیا ہے۔"

"ہاں' انہیں اس لئے آزاد کرالیا کہ ان دونوں کو جادو کے ذریعے شیطان کے پُتلے سے منسوب کردیا گیا تھا وہ پتلا ٹوٹنے کے باعث ان پر سے سحر ختم ہوگیا لیکن تم لوگوں کو یہ نہیں معلوم ہے کہ حیلہ کو جادو کے ذریعے کس پتلے سے منسوب کیا گیا ہے اور وہ شیطان کا پُتلا ہم نے کہاں رکھا ہے۔ جب تک وہ پتلا سلامت رہے گا حیلہ پر سے سحر ختم نہیں ہوگا۔ تم لاکھ کوشش کرلو' حیلہ ہماری ہی رہے گی اور بہت جلد اپنی سوکن کو موت کے گھاٹ اتارے گی۔"

راحیلہ کے ہونٹ ساکت ہوگئے اب اس بوڑھی چڑیل کی آواز نہیں آرہی تھی۔ ہمارے لئے یہ پریشانی بڑھ گئی تھی کہ ثانی اور علی کی طرح راحیلہ بھی کسی شیطانی مجسمے سے جادوئی طور پر منسلک کردی گئی ہے۔ جب تک وہ مجسمہ نہیں ٹوٹے گا ہم اسے پاپا ڈوک کے طلسم سے نجات نہیں دلا سکیں گے۔

تھوڑی دیر بعد راحیلہ نے آنکھیں کھول دیں سونیا کو دیکھ کر بولی "تم کیوں ہمارے پیچھے پڑی ہو۔ میری زچگی کے وقت بھی تم نے مجھے دھوکا دیا اور میری زندہ بیٹی مجھ سے چھین کرلے گئیں۔ کیا تم انصاف کرتی ہو؟ کیا یہ انصاف ہے کہ تم نے بیٹی چھین لی اور ایک سوکن نے شوہر کو چھین لیا۔ کیا تمہیں میری مظلومیت کا احساس ہے؟"

"مجھے احساس ہے اس لئے تمہیں شیطان کے اس دوزخ سے نکال کرلے جارہی ہوں۔ ہماری بن کر ہمارے ساتھ رہو گی تو یہ بیٹی بھی تمہاری ہوگی اور شوہر بھی تمہارا ہی رہے گا۔"

"جھوٹے دلاسے نہ دو۔ وہ پرایا ہوچکا ہے اب میرا نہیں ہوسکے گا۔"

"راحیلہ' تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ ہم سب تم سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ سلمان تمہیں بابا صاحب کی طرف سے عطا کیا ہوا سب سے بڑا انعام سمجھتا ہے۔ تمہاری محبت اس کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے' وہ تمہیں دل کی گہرائیوں سے چاہتا ہے۔"

"چاہتا ہے تو اسے کہو کہ نئی دلہن کو ٹھکرا کر میرے پاس آئے۔"

"تم دونوں سلمان کی دو آنکھیں ہو' دو ہاتھ ہو۔ وہ کسی ایک آنکھ کو پھوڑ نہیں سکتا' کسی ایک ہاتھ کو توڑ نہیں سکتا۔"

"صاف بات یہ ہے کہ میں کسی سوکن کو برداشت نہیں کروں گی۔"

"صاف بات یہ ہے کہ پاپا ڈوک کا جادو تمہارے سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ مجھے بتاؤ شیطان کا وہ پتلا کہاں ہے جس کے سامنے تم سحرزدہ ہوجاتی ہو؟"

"میں کسی خاص پتلے کے متعلق کچھ نہیں جانتی ہوں۔"

میں نے اس کے خیالات پڑھے وہ درست کہہ رہی تھی۔ وہ جادو کے ذریعے جس پتلے سے منسوب کی گئی تھی اس کے متعلق کچھ نہیں جانتی تھی۔ میں اس کی نانی یعنی سارائی کی ماں کے دماغ میں آیا۔ پہلے وہ سانس روک لیا کرتی تھی مگر اب وہ نوے برس کی بڑھیا بھی کمزور ہوگئی تھی میری آمد پر وہ خاموش رہی۔ میں نے اس کے خیالات پڑھے پتا چلا بڑھاپے اور بیماری کے باعث وہ بستر سے اٹھنے کے قابل نہیں ہے۔ دماغ کمزور ہوگیا ہے۔ اب اسے منتر بھی یاد نہیں رہتے' وہ تھوڑی دیر پہلے اپنی نواسی راحیلہ کی زبان سے نہیں بول رہی تھی۔ نہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی تھی۔ یہ خیالات پڑھ کر سمجھ میں آگیا کہ شان پاپا ڈوک اس کی آواز اور لہجے میں راحیلہ کی زبان سے بول رہا تھا۔

میں نے سونیا سے کہا "پاپا ڈوک نہ تمہارے سامنے آنا چاہتا ہے نہ اپنی آواز سنانا چاہتا ہے۔ وہ تھوڑی دیر پہلے راحیلہ کی نانی کی آواز بنا کر تم سے باتیں کررہا تھا۔"

وہ بولی "ہم نے طلسم کدے کو تباہ کرکے پاپا ڈوک کو نظر انداز کردیا۔ ہم مطمئن ہوگئے تھے کہ ثانی اور راحیلہ کو حاصل کرلیا ہے مگر اب راحیلہ کو اس کے طلسم سے آزاد کرانے کے لئے اسے تلاش کرنا ہوگا۔ جلد سے جلد معلوم کرنا ہوگا کہ راحیلہ کو جس شیطانی پُتلے سے منسوب کیا گیا ہے وہ کہاں ہے؟ اسے توڑنا ضروری ہے۔"

وہاں کے اعلیٰ افسران ہیلی کاپٹر کے ذریعے آگئے۔ انہوں نے سونیا اور ثانی سے ملاقات کی' تہ خانے میں جاکر طلسم کدے کو دیکھا' ان میں انٹیلی جنس کا چیف بھی تھا۔ سونیا نے کہا "چیف! تم قانون کے محافظ نہیں ہو' پاپا ڈوک کے دلال ہو۔"

"میڈم! آپ میری انسلٹ کررہی ہیں۔"

"تمہاری انسلٹ ضروری ہے۔ یہ وردی اتارو۔"

دوسرے افسر نے پوچھا "میڈم' کیا بات ہے؟"

"اس نے خفیہ طور سے پاپا ڈوک کو اطلاع دی تھی کہ میں فلاں ہیلی کاپٹر سے فلاں وقت فلاں جگہ پہنچائی جارہی ہوں۔"

میں اس بے ایمان چیف کے اندر پہنچا ہوا تھا' وہ سونیا کے عائد کردہ الزام سے انکار کررہا تھا۔ میں نے اقرار کرایا' اس نے کہا "ہاں میں پاپا ڈوک کا خاص آدمی ہوں۔ اس نے کہا تھا کہ آج رات جو عورت الون عبدالمالک شہر سے نطافیہ آئے گی وہ اس کے لئے تباہیاں لائے گی لہٰذا جو بھی ادھر آئے میں اس کے بارے میں اسے اطلاع دوں اور میں نے اطلاع دے دی۔"

سونیا نے پوچھا "کیا وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے تم سے باتیں کرتا تھا؟"

"ہاں' وہ میرے دماغ میں آتا رہتا ہے۔"

"اس نے یہاں سے فرار ہوتے وقت تم سے رابطہ کیا ہوگا؟"

"ن... نہیں" وہ انکار کرنا چاہتا تھا۔ میرے اقرار کرانے پر بولا "ہاں' اس نے ہائی وے پر ایک ہیلی کاپٹر بھیجنے کا حکم دیا تھا۔ میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی ہے۔"

"وہ ہیلی کاپٹر کہاں تک کے لئے چارٹرڈ کیا گیا ہے؟"

"مراکش کے شہر رباط تک۔"

"کیا رباط میں کوئی طلسم کدہ ہے؟"

"میں اپنے ملک سے باہر کی کوئی بات نہیں جانتا ہوں۔ پاپا ڈوک مجھے صرف اسی ملک کے لئے استعمال کرتا تھا۔"

"چیف! تم نے اسے میری آمد کی اطلاع دے کر گویا میری موت کا سامان کیا تھا' اب تمہیں موت کی سزا ملے گی۔"

وہ ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگا' اپنے چھوٹے بچوں کا واسطہ دینے لگا۔ سونیا نے کہا "وردی اتار دو' ملازمت چھوڑ دو' میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔"

رہائش گاہ کے پیچھے ایک وسیع میدان میں ہیلی کاپٹر تھا۔ ثانی' علی' سونیا اور راحیلہ اس میں سوار ہوگئے۔ راحیلہ جانا نہیں چاہتی تھی اسے جبراً لے جایا جارہا تھا۔ وہ اسے پاپا ڈوک کے سحر سے نجات دلانے کے لئے مراکش کے شہر رباط کی طرف سفر کررہے تھے۔ میں نے سفر کے آغاز میں راحیلہ کو نیند کی آغوش میں پہنچا دیا تاکہ پاپا ڈوک اس کے اندر آکر خطرات کو اپنی طرف بڑھتا ہوا نہ دیکھ پائے۔

○☆○

انسان ذہانت سے پہلے خود کو پہچانتا ہے پھر خدا کو پہچانتا ہے۔ جوجو خود کو بھولی ہوئی تھی اس لئے خدا بھی یاد نہیں تھا۔ وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں روز میری نامی عیسائی سمجھتی رہی مگر بھلا ہو سابقہ ماسک مین کا جس نے دماغی آپریشن کے ذریعے اسے ذہین بنا دیا تھا' اسی ذہانت نے اسے اپنی اور خدا کی پہچان کرائی تھی۔

ساری دنیا اس سے کہتی کہ تم جوجو ہو' تم مسلمان ہو' تم پارس کی شریکِ حیات ہو' وہ کبھی یقین نہ کرتی۔ سارے لوگ جھوٹ بول سکتے تھے لیکن لوگوں کا دماغ جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔ کسی کے اندر چھپی ہوئی سچائی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے نہیں چھپتی۔ جب پاسکل بوبا کے چور خیالات نے کہا "تم جوجو ہو' تم مسلمان ہو' تم پارس کی شریکِ حیات ہو" تو جھوٹ اور فریب کے تمام پردے چاک ہوگئے۔ اس کے بعد اپنی پچھلی زندگی کی حقیقت پر یقین کرنے کے لئے کسی ثبوت' کسی گواہ کی ضرورت نہیں رہی۔ حقیقت معلوم ہوتے ہی وہ تڑپ گئی۔ پاسکل بوبا کو بھول گئی' ماسک مین کو بھول گئی۔ روز میری کو بھول گئی۔ جوجو بن کر بے اختیار چیخ اٹھی "پارس! پارس! پارس!"

اسے آواز دیتے وقت وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی تھی۔ اس نے آس پاس دیکھا تو ہوش آیا کہ پارس قریب نہیں ہے اور وہ ایک ہوٹل کے کمرے میں کھڑی ہوئی ہے۔ یہاں سے اس کی آواز پارس تک نہیں جائے گی البتہ خیال خوانی کی لہر جائے گی۔

وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔ پارس کو تصور میں دیکھنے لگی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اچانک زندگی کا راستہ بدل جائے گا اور ہر راستے کا ہم سفر صرف پارس ہوگا۔

پہلے تو اس نے بے اختیار اسے پکارا تھا' اب سوچ رہی تھی اس کا سامنا کرنے سے پہلے بدلے ہوئے حالات کو سمجھ لے اور اپنے دھڑکتے ہوئے دل کو سنبھال لے۔ وہ دوڑتی ہوئی آئینے کے سامنے آئی' اِدھر اُدھر سے لباس کو درست کیا' بالوں کو برش کیا' چہرے کو بار بار دیکھا اور آئینے سے پوچھا "کیا وہ بھی مجھے بار بار دیکھے گا؟"

پھر وہ مسکراتی ہوئی اس کے پاس پہنچ گئی۔ وہ بولا "تمہارے آنے سے پہلے خوشبو کا ایک جھونکا آتا ہے اور کہتا ہے میری جان آرہی ہے۔"

"تم مجھے کتنا چاہتے ہو؟"

"اتنا چاہتا ہوں کہ تمہیں سوچتے سوچتے خود کو بھول جاتا ہوں۔"

"میں ایک خوشخبری سنانے آئی ہوں۔ ابھی پاسکل بوبا دماغی کمزوری میں مبتلا ہے۔ میں اس کے دماغ سے اپنے بارے میں..."

پارس نے بات کاٹ کر پوچھا "کیا وہ تمہیں دماغ میں آنے دیتا ہے؟"

"ہاں کہہ تو رہی ہوں' اس کے اعصاب کمزور ہوچکے ہیں۔ میں یہ کہہ رہی تھی کہ....."

وہ پھر بات کاٹ کر بولا "تم بعد میں سب کچھ کہہ سکتی ہو۔ یہ بہترین موقع ہاتھ سے نہ جانے دو۔ پاسکل پر تنویمی عمل کرو۔"

وہ خوشخبری سنانا چاہتی تھی' اپنا دھڑکتا ہوا دل پیش کرنے والی تھی مگر وہ اسے دوسرے موضوع پر لے آیا تھا۔ بیشک اس کی

خوشی اہم ہوتی ہے‘ بچھڑے ہوئے دلوں کے ملاپ کے وقت دنیا بھلا دی جاتی ہے لیکن پارس کے یاد دلانے پر یاد آیا کہ پاسکل کو اپنا معمول اور تابعدار بنانا ضروری ہے۔ یہ وقت گزر جائے گا تو عامل پاسکل کو اپنے قابو میں کرلے گا۔

وہ اپنے ہوٹل کا نام اور کمرا نمبر بتا کر بولی ”تم ابھی آجاؤ۔ تمہارے آنے تک میں پاسکل پر عمل کرتی رہوں گی۔“

پھر وہ پاسکل کے پاس آئی‘ وہ ٹرالی بیڈ پر آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔ اس کے پاس ایک عامل کھڑا ہوا عمل کررہا تھا‘ وہ ٹرانس میں آگیا تھا اور عامل کے حکم کے مطابق کہہ رہا تھا ”میں تمہارا معمول ہوں اور تمہارے تمام احکامات کی تعمیل کروں گا۔“

عامل نے پوچھا ”تم نے روز میری پر تنویمی عمل کیا تھا؟“

اس نے غفلت میں جواب دیا ”ہاں میں نے روز میری پر تنویمی عمل کیا تھا۔“

”کیوں کیا تھا؟“

”وہ خیال خوانی میں مجھ سے آگے جارہی تھی‘ میری انسلٹ کررہی تھی۔ پہلے تو میں نے اسے ختم کردینا چاہا پھر سوچا موقع کی تاک میں رہنا چاہئے‘ وہ کبھی کمزور ہوگی تو میں اسے اپنا تابعدار بنالوں گا۔ کل تم اس پر عمل کررہے تھے۔ میں نے تمہارے عمل کو ناکام بنا دیا۔ تمہارے جانے کے بعد اسے اپنی معمولہ بنالیا۔“

”میں تمہیں حکم دیتا ہوں روز میری پر اپنے تنویمی عمل کا توڑ کرو‘ اس کے دماغ کو آزاد کردو۔“

”میں اس کے دماغ کو آزاد کردوں گا‘ وہ میری معمولہ نہیں رہے گی۔“

”میں حکم دیتا ہوں آئندہ تم اپنے ملک اور اپنی قوم کے مفاد کے خلاف کوئی کام نہیں کروگے۔ اپنے اعلیٰ حکام اور اعلیٰ افسران کے اعتماد کو دھوکا نہیں دوگے۔“

اس نے وعدہ کیا‘ آئندہ وہ ملک و قوم کے مفاد کے خلاف کوئی کام نہیں کرے گا۔ اعلیٰ حکام اور افسران کے اعتماد کو دھوکا نہیں دے گا پھر اس سے پوچھا گیا کہ اس نے لندن میں روز میری کو کہاں چھپا رکھا ہے؟

اس نے چھپایا نہیں تھا۔ جوجو خود ہی چھپی ہوئی تھی۔ اس نے پاسکل کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے بولنے پر مجبور کیا ”میں نے لندن شہر میں ہی سٹی روڈ کے پاس اولڈ اسٹریٹ کے ایک بنگلے میں اسے قید کیا ہے۔ بظاہر وہ آزاد ہے مگر میری اجازت کے بغیر اس بنگلے سے باہر نہیں جائے گی۔“

عامل نے کہا ”تم تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد روز میری پر تنویمی عمل کا توڑ کروگے اور اسے واپس اپنے لوگوں کے پاس ہوٹل میں پہنچاؤ گے۔“

عامل نے یہ حکم دے کر اپنا عمل ختم کیا پھر اسے تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ دو افراد اس کے ٹرالی بیڈ کو ایک کمرے میں لے گئے وہاں جوجو نے اس پر عمل کرکے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا پھر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔

تھوڑی دیر بعد دستک سنائی دی۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا سامنے پارس کھڑا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں‘ وہ پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتی رہ گئی۔ اس نے پوچھا ”کیا اندر آجاؤں؟“

وہ کچھ نہ بولی... ایک قدم پیچھے ہٹ گئی‘ وہ قدم بڑھا کر اندر آیا تو وہ اور ایک قدم پیچھے ہوگئی مگر نگاہیں اسی پر جمی رہیں۔ اس نے دروازہ بند کرکے پوچھا ”کیا تم نے میک اپ کیا ہے؟ میں نے ائرپورٹ پر تمہارا کوئی اور چہرہ دیکھا تھا۔“

وہ بولی ”مجھے بتاؤ جوجو کا چہرہ کیسا تھا؟“

”جیسا بھی تھا میں اس کے چہرے سے نہیں اس کی شخصیت سے‘ اس کی اداؤں سے اور اس کے محبت بھرے دل سے پیار کرتا تھا‘ پیار کرتا ہوں اور پیار کرتا رہوں گا۔“

جوجو کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ پارس حیرانی سے بولا ”تم رو رہی ہو؟“

وہ چیخ مار کر پارس کہتی ہوئی دوڑ کر اس سے لپٹ گئی اور رو کر کہنے لگی ”میں تمہاری جوجو ہوں۔ میں نے پاسکل کے چور خیالات سے معلوم کرلیا ہے کہ میں تمہاری شریکِ حیات ہوں۔ تم میرا دل میری دنیا سب کچھ ہو۔ میں تمہارے بغیر کچھ نہیں ہوں۔“

وہ خوب رو رہی تھی اور خوب بول رہی تھی اور رو رو کر بول بول کر برسوں کی جدائی کا غبار نکال رہی تھی۔ اس کی زندگی پہلے کیا تھی؟ کیسے گزرتی تھی؟ یہ اسے اب بھی معلوم نہیں تھا بس اتنی ہی معلومات کافی تھیں کہ اس کی زندگی کا مالک کل بھی پارس تھا آج بھی پارس ہے۔

پارس نے جوجو کو ایک ننھی سی بچی کی طرح سمیٹ لیا تھا۔ اس کے آنسوؤں کو چوم رہا تھا‘ اسے سہلا رہا تھا‘ بہلا رہا تھا‘ اسے تھپک رہا تھا‘ بہک رہا تھا۔ ایسی دلہن شاید ہی کسی کی ہو جو نکاح کے برسوں بعد پہلی تنہائی میں آئی ہو۔

ایسی تنہائی کبھی ختم ہونا نہیں چاہتی‘ ایسی تنہائی پر ساری دنیا کی رونقیں قربان کردی جاتی ہیں۔ ایک اس کے سوا سب کچھ بھلا دیا جاتا ہے اس ہوٹل کے آرام دہ کمرے میں دن سے رات ہوگئی رات سے دن ہوگیا۔ ان کی محبوبانہ مصروفیات کی ایک یہ بھی تھی کہ پارس اس کی پچھلی زندگی کا ایک ایک دلچسپ واقعہ سناتا جارہا تھا اور وہ دلچسپی سے سنتی جارہی تھی۔

اس دوران میں نے اسے مخاطب کرکے پوچھا ”بیٹے! کہاں ہو؟“

”میں وہاں ہوں جہاں مجھے میری خبر نہیں ہے پاپا! بہت بڑی خوشخبری ہے۔ جوجو نے اپنی حقیقت تسلیم کرلی ہے‘ مجھے جیون ساتھی تسلیم کرلیا ہے۔“

"بیٹے! ہمارا خدا ہم پر مہربان ہے' اسے پیرس لے آؤ۔"
"پاپا! میں پیرس اور گھر کا راستہ بھول گیا ہوں فی الحال مجھے بھول جانے دیں' اللہ آپ کو پوتے پوتیاں دے گا۔"

میں ہنستا ہوا اس کے دماغ سے چلا گیا' وہ دونوں اس کمرے سے نکلنا بھول گئے تھے۔ جوجو نے اسی کمرے میں وقت گزارنے کے دوران ماسک مین سے رابطہ قائم کیا۔ اس نے پوچھا "روز میری! تم کہاں ہو؟"

اس وقت فوج کے اعلیٰ افسران کی میٹنگ جاری تھی۔ وہاں ماسک مین اور پاسکل بوبا موجود تھے اور پاسکل کی اس بات پر یقین نہیں کر رہے تھے کہ اس نے روز میری کو اغوا کر کے کسی دوسری جگہ نہیں چھپایا تھا۔ اس نے تنویمی عمل کے دوران بتایا تھا کہ روز میری کو سٹی روڈ کے پاس اولڈ اسٹریٹ کے بنگلے میں قید کیا گیا ہے۔ ماسک مین کے جاسوس وہاں تلاش کر کے آگئے تھے۔ جوجو وہاں ہوتی تو انہیں ملتی۔

پھر پاسکل سے کہا گیا کہ وہ روز میری کے دماغ میں جائے اُدھر جوجو نے تنویمی عمل کے دوران اسے حکم دیا تھا کہ وہ اس کے دماغ میں نہیں آئے گا لہٰذا وہ یہی بیان دے رہا تھا کہ اس کی سوچ کی لہروں کو روز میری کا دماغ نہیں مل رہا ہے اور بے چارے کی اس بات کو بھی کوئی تسلیم نہیں کر رہا تھا۔

ایسے ہی وقت جوجو نے آکر ماسک مین کو مخاطب کیا تو وہ بولا۔ "روز میری تم کہاں ہو؟ ہم دونوں سے تمہیں تلاش کر رہے ہیں۔"

وہ بولی "اور میں برسوں سے خود کو تلاش کر رہی تھی۔ کیا اب بھی آپ لوگ نہیں بتائیں گے کہ میں کون ہوں؟ میرا اصلی نام کیا ہے؟ میں کس کی بیٹی' کس کی بہن اور کس کی بیوی ہوں؟"

ماسک مین نے پوچھا "تم کیسی باتیں کر رہی ہو؟ کیا دشمن تمہیں بہکا رہے ہیں؟ یا انہوں نے تمہارے دماغ پر قبضہ جما لیا ہے؟"

"دماغ پر تو آپ لوگوں نے قبضہ جمایا ہوا تھا۔ آج میں جسمانی اور ذہنی طور پر آزاد ہوں۔ اس آزادی کا ثبوت یہ ہے کہ میں نے اپنی پچھلی زندگی کو سمجھ لیا ہے۔ میں نے جو سمجھا ہے اسے آپ غلط کہیں گے۔ اس سے پہلے کہ میں اپنی غلطی اور سچائی ثابت کروں آپ دیانتداری سے بتا دیں کہ میں کون ہوں اور میرا ماضی کیا ہے؟"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "روز میری! تم ہماری قوم میں سے ہو۔ باپ دادا کے زمانے سے تمہارے خاندان کا ہر فرد اس ملک کا وفادار رہا ہے۔ تم بھی آج تک وفادار رہی ہو اور آئندہ بھی تمہیں اس ملک کے خلاف بھول کر بھی نہیں سوچنا چاہئے۔ تم ہماری ترقی اور سیاسی قوت کی بنیاد ہو۔ فار گاڈ سیک' ہمیں حقیقت بتاؤ کہ تم مخالفانہ انداز میں کیوں سوچ رہی ہو؟"

جوجو نے کہا "میں ماسک مین کا جواب سننا چاہتی ہوں۔"

وہ کھنکار کر گلا صاف کرتے ہوئے بولا "اس سے بڑی بدنصیبی کیا ہوگی کہ پہلے پاسکل بوبا نے ہماری مخالفت میں سوچا اور ہمیں فریب دے کر تمہیں اپنا تابعدار بنایا اب تم ہماری مخالفت میں سوچ رہی ہو۔ ذرا سوچو ہم نے تمہیں اس سپر پاور کہلانے والے ملک کی ملکہ بنا کر رکھا' تمہارے کارناموں کو دیکھ کر ہم تمہاری تاج پوشی کرنے والے تھے۔"

"آپ مجھے سبز باغ نہ دکھائیں میری باتوں کا ٹو دی پوائنٹ جواب دیں۔"

"میرا جواب سننے سے پہلے میری ایک بات مان لو۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر کم از کم ایک گھنٹے کے لئے اپنے اندر سے تمام مخالفانہ خیالات نکال دو اور صرف ہماری بن کر سوچو۔ ہم نے تمہارے لئے کیا نہیں کیا؟ کبھی تمہارے پاؤں میں کانٹا بھی چبھنے نہیں دیا۔ تمہیں بے انتہا محبتیں دیں۔ تمہیں اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کیا اور دماغی آپریشن کے ذریعے تمہارے اندر ایسی ذہانت پیدا کی جس کی مثال مشکل سے ملے گی۔"

"مجھے ایک گھنٹے تک سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان تمام مہربانیوں اور محبتوں کو تسلیم کرتی ہوں۔ آپ صرف ایک بات کا جواب دیں۔ میرا اصلی ماضی کیا ہے؟"

"ہمارا جواب وہی ہے' تم ہماری ہو۔ تمہاری یہ بے مثال ذہانت کب کام آئے گی؟ تمہیں خود ہی سمجھنا چاہئے کہ ہم جھوٹے ہو سکتے ہیں' ہمارے دشمن اور تمہیں بہکانے والے جھوٹے ہو سکتے ہیں مگر تمہاری ذہانت کبھی تمہیں دھوکا نہیں دے گی۔ تم اپنی عقل سے خود ہی پچھلی زندگی کا سراغ لگاؤ اور کسی کے بہکانے میں نہ آؤ۔"

"میرا آپریشن اس طرح کیا گیا ہے کہ میں اپنی پچھلی زندگی کبھی یاد نہیں کر سکوں گی لیکن ذہانت سے معلوم کرنے کا ایک معقول طریقہ ہے۔"

"وہ طریقہ کیا ہے؟"

"آپ کی زبان جھوٹ بول سکتی ہے مگر آپ کے چھپے ہوئے خیالات کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے۔ کیا آپ لوگ مجھے اپنے دماغوں میں آنے کی اجازت دیں گے؟"

ماسک مین اور اعلیٰ افسران پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے پھر ماسک مین نے کہا "یقیناً تمہیں بری طرح ہمارے خلاف بھڑکایا گیا ہے۔ تم شاید بھول رہی ہو جن دنوں تم ٹریننگ حاصل کر رہی تھیں' ہم نے یہ بات اچھی طرح سمجھا دی تھی کہ اپنے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے دماغوں میں کبھی نہ جانا کیونکہ ہم اپنے اہم ملکی رازوں کے امین ہوتے ہیں۔ تمہاری وفاداریوں اور ذمے داریوں کی ایک حد ہے' اس حد سے آگے بڑھو گی تو ملک کی سلامتی اور وقار کو ٹھیس پہنچاؤ گی۔ کیا تمہیں یاد ہے؟"

"مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ میں اپنے ملک کی سلامتی اور وقار کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ آپ لوگوں کے دماغوں میں آکر صرف اپنی پچھلی زندگی کے چند سوالات کے جواب معلوم کروں گی اور وہاں سے نکل آؤں گی۔"

"نہیں روز میری! یہ مطالبہ اصولوں کے خلاف ہے۔"

"میں اپنی حقیقت ہر حال میں معلوم کروں گی۔ آپ مجھے سیدھی طرح دماغوں میں آنے دیں ورنہ میں دوسرا راستہ بھی اختیار کر سکتی ہوں۔"

"تم ہماری ہو کر ہمیں دھمکی دے رہی ہو؟"

دوسرے افسر نے کہا "روز میری! پلیز عقل سے کام لو' ہمارے پاس آؤ ہم تمہیں مطمئن کریں گے۔"

"میں تمہارے ہی پاس آرہی ہوں' خیال خوانی کے ذریعے۔"

ماسک مین نے کہا "اس کا مطلب ہے ہم سانس روک کر بیٹھ جائیں۔"

"میں ہر حال میں تمہارے ہی دماغ سے سچائی معلوم کروں گی۔"

وہ جس افسر کے دماغ میں رہ کر باتیں کر رہی تھی اس کے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر بولی "تم سانس روکو میں آرہی ہوں۔"

وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا پھر میز کے نیچے چھپنا چاہتا تھا مگر گولی چل گئی۔ وہ چیخ مار کر اپنا زخمی بازو تھام کر لڑکھڑایا۔ جوجو اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "ہیلو ماسک مین! میں آگئی ہوں' کیا اب بھی حقیقت چھپاؤ گے؟"

وہ زمین پر گر پڑا تھا۔ فوجی جوان اسے اٹھا کر میز پر لٹا رہے تھے۔ وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے ایک افسر سے کہہ رہا تھا "وہ میرے دماغ میں آگئی ہے' اسے خیال خوانی سے روکو۔"

"ہم اسے کس طرح روک سکتے ہیں؟"

وہ جھنجلا کر بولا "کیا گھاس کھا گئے ہو؟ مجھے فوراً بے ہوش کر دو وہ میرے اندر سے کچھ نہیں معلوم کر سکے گی۔"

جوجو نے سوچ کے ذریعے کہا "بے ہوشی کا شوق ہے تو ضرور بیہوش ہو جاؤ تمہارے چور خیالات مجھے مختصر سا جواب دے چکے ہیں' وہ کہتے ہیں میرا نام جوجو ہے اور پارس میرا شوہر ہے۔"

"یہ جھوٹ ہے پارس تمہارا کوئی نہیں ہے۔ تمہارا نام جوجو نہیں ہے' تم نے میرے دماغ کو کمزور بنایا ہے اور کمزور دماغ کبھی سچ نہیں بولتا۔"

"ٹیلی پیتھی کی دنیا نرالی ہے۔ یہاں کمزور دماغ ہمیشہ سچ کا بول بالا رکھتے ہیں۔"

جس افسر نے اسے گولی ماری تھی اس سے ریوالور چھین لیا گیا تھا۔ جوجو نے دوسرے افسر کے ہولسٹر سے ریوالور نکلوا کر کہا "میرے اس معمول سے ریوالور نہ چھیننا ورنہ میں تمہارے کرنل کو گولی مار دوں گی۔ کوئی اس ہال سے باہر نہ جائے یہ میری پہلی اور آخری وارننگ ہے۔"

کرنل سہم کر اپنی جگہ کھڑا رہ گیا تھا اور حکم دے رہا تھا کہ جس افسر کے ہاتھ میں ریوالور ہے اس کے قریب کوئی نہ جائے۔ مس روز میری جو کہہ رہی ہیں اس پر عمل کیا جائے۔ جوجو نے کہا۔ "میرا نام روز میری نہیں ہے جوجو ہے اور کرنل تم یہ بات اچھی طرح جانتے ہو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں بھی زخمی کر کے تمہارے چور خیالات پڑھوں؟ بہتر ہے تم اپنی زبان سے میری حقیقت بیان کرو۔"

وہ بلند آواز سے بولا "تمہارا نام روز میری نہیں جینی عرف جوجو ہے تم عیسائی نہیں مسلمان ہو اور تم پارس کی شریک حیات اور فرہاد علی تیمور کی بہو ہو۔"

جوجو نے ریوالور کا رخ جنرل کی طرف کیا وہ بھی جلدی جلدی یہی بولنے لگا وہ بولی "مجھے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ میں پارس کی شریکِ حیات جوجو ہوں۔ صرف تم جھوٹوں کی زبان سے سچ اگلوانا چاہتی تھی۔ تم لوگوں نے اپنی غرض کے لئے مجھے ذہین بنایا تھا۔ میں نے ذہانت سے تمہاری خود غرضی کو سمجھ لیا' اب میں جا رہی ہوں۔"

وہ وہاں سے واپس نہیں آئی افسر کے دماغ میں خاموش رہی۔ فوج کے اعلیٰ افسران اسے مخاطب کر رہے تھے' اس سے کہہ رہے تھے "نہ جاؤ ہماری بھی سن لو' ٹھیک ہے کہ ہم نے تمہاری اصلیت تم سے چھپائی لیکن یہ بھی دیکھو کہ تم کند ذہن تھیں' یہ موجودہ ذہانت ہم نے عطا کی ہے۔ ہم تم سے محبت کرتے ہیں۔ تمہارا یہ اخلاقی فرض ہے کہ تم اس ملک سے وفاداری کرو اور ہمارے کام آتی رہو۔"

ایک لحاظ سے یہ درست تھا کہ انہوں نے دماغی آپریشن میں کثیر رقم خرچ کی تھی' بڑا وقت ضائع کیا تھا' اس پر بڑی محنت کی تھی۔ اسے ہیرے کی طرح تراش کر بہت اہم' بہت قیمتی بنا دیا تھا' ان کا یہ احسان تھا لیکن اپنا نام' اپنی ذات برادری' اپنے لہو کے رشتے' اپنا مذہب اور اپنا خدا بھلا کر اگر احسان کیا جائے تو وہ درحقیقت بدترین دشمنی ہوتی ہے۔

وہ تھوڑی دیر تک طرح طرح سے محبت جتاتے رہے جب یقین ہو گیا کہ وہ چلی گئی ہے تو جھنجلا گئے۔ بہت بری طرح مات ہو رہی تھی' وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جوجو جیسی اہم خیال خوانی کرنے والی یوں اچانک ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔

وہ پاسکل کو گالیاں دے رہے تھے۔ ان کا خیال تھا' اس نے جوجو کو اپنی معمولہ بنانے کی ناکام کوشش کی' اس کی ناکامی کے باعث سونیا کے کسی خیال خوانی کرنے والے نے جوجو کو ٹریپ کر لیا اس طرح وہ پھر اپنوں میں پہنچ گئی ہے۔

انہوں نے پاسکل کو ہتھکڑی پہنا دی تھی اور کہہ رہے تھے کہ اب اس کا دماغی آپریشن کرایا جائے گا تاکہ یہ فریب اور دغا بازی

بھول جائے اور لہجہ بھی بدل جائے۔ جوجو نے اگر مکاری سے اسے معمول بنانے کی کوشش کی ہو تو اسے ناکامی ہو۔

کرنل نے کہا "جوجو گئی لیکن الپا کو ہمارے حوالے کر گئی ہم اس کی ذہانت سے آئندہ بھی فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ اس نے جے مورگن پر بھی عمل کیا تھا۔ اس کے جانے سے جے مورگن بھی ہمارے ہاتھ سے جا چکا ہے۔"

جنرل نے کہا "نقصان کا ماتم کرتے رہنے سے جوجو واپس نہیں آئے گی۔ ہمارے پاس دماغی آپریشن کے تجربات ہیں، ان تجربات سے پاسکل کو جوجو کی طرح ذہین بنایا جائے گا۔"

کرنل نے کہا "جوجو ابھی لندن میں ہی ہوگی اگر وہ پارس کے ساتھ ہے تو وہاں سے پیرس جائے گی۔ ہمارے ایجنٹوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اسے تلاش کریں اور اسے بابا صاحب کے ادارے میں واپس نہ جانے دیں۔ اسے اِدھر کی رکھیں نہ اُدھر کی وہ جہاں بھی نظر آئے اسے گولی ماردیں۔"

جوجو نے اپنے معمول افسر کی زبان سے کہا "کرنل میں سن رہی ہوں۔"

وہ ایک دم گھبرا گیا، جوجو نے پوچھا "وہ گولی جو تمہارے حکم سے میری طرف آنے والی تھی اس کا رخ اپنی طرف دیکھ رہے ہو۔ دیکھو موت اپنا راستہ کتنی جلدی بدل دیتی ہے۔"

"نن .... نہیں تم مجھے نہیں مار سکتیں۔ تم پر ہمارے احسانات ہیں۔"

"احسان نہ جتاؤ، تم میری سسرال کی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کو گولی مارنا چاہتے تھے تاکہ پارس کے پاس ایک خیال خوانی کرنے والی کم ہو جائے۔ میں اس کے جواب میں تمہارے خیال خوانی کرنے والوں کی تعداد کم کر دیتی ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے معمول کے ذریعے پاسکل پر گولی چلائی، وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر ڈگمگانے لگا۔ سب چیخ اٹھے "رک جاؤ ایسا نہ کرو ہمارے پاس تو دو ہی رہ گئے ہیں۔ پلیز اسے چھوڑ دو۔"

وہ بولی "ہماری دنیا میں خیال خوانی کرنے والے بہت ہو گئے ہیں۔ ان میں جو شیطان ہیں انہیں ختم ہو جانا چاہئے۔"

اس نے دوسری گولی چلائی پاسکل گرتے گرتے اچھلا پھر ایسا گرا کہ کبھی اٹھ نہ سکا۔ وہاں بھگدڑ مچ گئی تھی سب ہال سے باہر دوڑتے جا رہے تھے۔ جوجو دماغی طور پر پارس کے پاس حاضر ہو گئی اس سے بولی "میں نے پاسکل بوبا کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔"

"کیا ایسا کرنا ضروری تھا؟"

"ہاں، وہ چاہتے تھے تمہارے پاس خیال خوانی کرنے والی نہ رہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "لہٰذا تم نے ان کا خیال خوانی کرنے والا کم کر دیا۔"

وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر بولی "میں خیال خوانی میں مصروف تھی، تم تنہا رہ گئے تھے۔"

"میں تنہا نہیں تھا۔ تم ایک خاموش تصویر کی طرح میرے پہلو میں تھیں۔ تم مجھے نہیں دیکھ رہی تھیں۔ میں دیکھ رہا تھا۔ تمہارا ہاتھ میرے سینے پر ساکت رہا، میرا ہاتھ تمہاری زلفوں سے کھیلتا رہا تم خیال خوانی میں نگر نگر تھیں، میں تمہاری ہستی میں نفس نفس تھا۔ مجھے حسن کی خیرات دونوں ہاتھوں سے ملنی چاہئے تھی مگر ایک ایک چٹکی حسن مل رہا تھا اب تو حاتم طائی کی بیٹی بن جاؤ۔"

وہ ہنس پڑی اس کی مترنم ہنسی کمرے کی محدود فضا میں گنگنانے لگی، وہ کمرا کبھی خاموش ہوتا تھا کبھی سرگوشیوں سے بھر جاتا تھا۔ بڑی دیر بعد جوجو نے کہا "ہم باہر جائیں گے۔"

"ضرور جائیں گے۔ میں تمہیں ساری دنیا کی سیر کراؤں گا۔"

"اچھا ساری دنیا کی سیر کرنے میں کتنے دن لگیں گے؟"

"صرف دیکھنا ہی ہے تو اسی کمرے میں ویڈیو فلم کے ذریعے صبح سے شام تک تمام دنیا کی سیر کرلیں گے لیکن دنیا کو دیکھنے، پرکھنے اور سمجھنے میں عمر گزر جائے گی۔"

"آج سے ہم دنیا دیکھتے دیکھتے عمر گزاریں گے۔"

"یہ ہمارا خاندانی دھندا ہے۔ پاپا نے کبھی گھر نہیں بنایا، ایک گھر سے دوسرے گھر، ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک بھٹکتے رہے ہیں یہی ان کی اولاد کے نصیب میں لکھا ہے۔ تقدیر ہمیں دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دوڑاتی رہتی ہے۔"

وہ چونک کر بولی "اوہ گاڈ! میں شلپا کو بھول گئی تھی۔ مجھے اس پر تنویمی عمل کا نتیجہ معلوم کرنا چاہئے۔"

پارس نے کہا "اسی طرح چکر چلتا رہتا ہے۔ اگر شلپا لندن چھوڑ کر فرینکفرٹ گئی ہوگی، اس کے حالات ہمیں بھی وہاں جانے پر مجبور کر دیں گے۔ ہم اسی طرح دنیا کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں۔"

وہ شلپا کے پاس گئی پھر واپس آکر بولی "زیادہ نہ بولا کرو، وہ بیچاری تو ابھی اسی شہر میں ہے۔"

"اسے بیچاری نہ کہو... پکی بدمعاش ہے۔ مجھے اپنا معمول بنانے کا زبردست منصوبہ بنا چکی تھی۔"

"اگر ظالم بھی چھری تلے آکر تڑپتا رہے تو بیچارہ لگتا ہے۔"

پارس نے سرد آہ بھر کر کہا "بیچارہ ماسک مین تمہارے بغیر تڑپ رہا ہوگا۔"

وہ ہنستی ہوئی شلپا کے پاس آگئی۔ شلپا پریشان تھی۔ میں نے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا تھا۔ وہ ایک ہوٹل کے بیڈ پر تھی۔ جب جوجو نے اس پر تنویمی عمل شروع کیا تو میں وہاں سے چلا آیا تھا۔ وہ تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد سوچتی رہی کہ بکی میتھو کہاں چلا گیا ہے؟ کیونکہ میں بکی کے روپ میں ہی اس سے ملا تھا وہ بکی کو پھانس کر اس پر عمل کر کے اسے ڈی بورین کی طرح اپنا تابعدار بنانا چاہتی تھی۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ بکی کے بھیس میں چھپا ہوا ہوں۔

اب وہ سوچ رہی تھی کہ میں اسے کمزوری کی حالت میں چھوڑ کر کہاں چلا گیا ہوں۔ کیا ایسی حالت میں کسی نے اس پر عمل کیا ہے؟ کیا بکی اسے اپنی معمولہ بنا کر چلا گیا ہے؟ یہی اندیشہ دل میں تھا اور وہ پریشان ہو رہی تھی۔

اگر کوئی اندر چھپا ہوا ہو اور سمجھ میں نہ آتا ہو تو وہ نادیدہ ناقابل برداشت بوجھ بن جاتا ہے۔ شلپا نے بکی کے لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے دماغ پر دستک دی۔ اس نے پوچھا "کون ہے؟"

"میں شلپا ہوں۔ تم مجھے ہوٹل میں چھوڑ کر کیوں چلے گئے؟"

"تمہیں ہوٹل میں چھوڑ کر؟ نہیں، تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے میں تو تمہیں جانتا بھی نہیں ہوں پھر یہ کہ تم سوچ کے ذریعے گفتگو کر رہی ہو، کون ہو تم؟"

"میں اپنا نام بتا چکی ہوں کیا ٹریننگ سینٹر میں ہماری ملاقات نہیں ہوئی تھی؟"

"ہاں، یاد آیا۔ شلپا نام کی ایک لڑکی مجھ سے مل چکی ہے لیکن یہ غلط ہے کہ میں تمہارے ساتھ کسی ہوٹل میں گیا تھا۔"

وہ بکی کے دماغ سے واپس آگئی۔ اسے اچانک یاد آیا کہ ہوٹل کے کمرے میں جوجو کے ماتحت حملہ کرنے آئے تھے اور جوجو اس بکی میتھو کو پارس کہہ رہی تھی یعنی وہ درست کہہ رہی تھی۔ پارس بکی بن کر شلپا کے پاس آیا تھا۔ یہ یاد آتے ہی اس کی گھبراہٹ بڑھ گئی، وہ سوچنے لگی "کیا میں سونیا کے کسی خیال خوانی کرنے والے کی گرفت میں آگئی ہوں؟ کیا پارس اسی لئے یہاں آیا تھا؟"

اس اندیشے نے اسے دو دنوں تک بے چین رکھا۔ وہ ہر لمحہ اپنے دماغ میں کسی عامل کے آنے کا انتظار کرتی رہی لیکن کوئی نہیں آیا۔ جوجو نے اس پر عمل کیا تھا اور جوجو کو اس کے پاس آنے کی فرصت نہیں تھی۔ وہ پارس کی محبت میں خود کو بھلا چکی تھی۔

جب دو دن گزر گئے تو اسے اطمینان ہونے لگا کہ کسی نے اسے اپنی معمولہ نہیں بنایا ہے۔ ان دو دنوں میں کوئی بات اس کے مزاج کے خلاف نہیں ہوئی تھی کسی نے اس کے اندر رہ کر اپنی مرضی کے مطابق اس سے کوئی کام نہیں کرایا تھا۔ اس کے بعد اس نے سوچا "میں خوامخواہ اندیشوں میں رہی۔ میرے دو دن ضائع ہو گئے اب تک میں کسی نئے خیال خوانی کرنے والے کو پھانس لیتی۔"

ایک عذاب سے نجات پانے کے بعد وہ خوش ہو کر باتھ روم میں گئی، غسل کر کے تازہ دم ہوئی، لباس پہنتے ہوئے اور میک اپ کرتے ہوئے سوچتی رہی "اب کرائنا فشر کے ذریعے اس کے محبوب جوڈی نارمن کو پھانسنا چاہئے۔"

جوجو نے پارس سے کہا "شلپا ہوٹل سے باہر جا رہی ہے، اب کسی جوڈی نارمن کو پھانسنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔"

"لیلیٰ آنٹی نے ہماری ممّا کے ذریعے پہلے ہی ان تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے جوانوں کو ٹریپ کر لیا ہے۔"

"تو پھر انہیں کرنل کی نگرانی میں کیوں چھوڑ دیا ہے؟"

پارس نے کہا "ہم تمام خیال خوانی کرنے والوں کو کسی پنجرے میں بند نہیں کرنا چاہتے اپنا غلام بھی نہیں بنانا چاہتے۔ پاپا اور ممّا نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ فی الحال آزاد رہیں گے۔ ان میں سے جو مثبت سوچ رکھتا ہوگا اسے تمام انسانوں کی بھلائی کرنے کے لئے آزاد ہی رکھا جائے گا، جو منفی سوچ رکھتا ہوگا اور تخریبی کارروائی کے لئے اقدام کرے گا اسے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے گا۔"

جوجو نے کہا "جوڈی نارمن کے دماغ پر لیلیٰ آنٹی کا قبضہ ہے۔ میں شلپا کو روک دوں؟"

"شلپا اپنی تنظیم بنانا چاہتی ہے یعنی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ تم اس کے ذریعے نیک کام کراؤ۔ وہ جہاں بھی غلط کام کرنے جائے اس سے صحیح کام کراتی رہو۔"

وہ جانا چاہتی تھی، پارس نے کہا "سنو! تم مختلف خیال خوانی کرنے والوں کے پاس جاؤ گی تو ان کے چور خیالات یہی بتائیں گے کہ وہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ایک ایک کر کے پھانسنا اور شلپا کی طرح اپنی ایک فوج بنانا چاہتے ہیں۔ اقتدار کی ہوس، حکمرانی کا شوق انسان کو انسانیت کی سطح سے گرا دیتا ہے۔ اس وقت ہماری مٹھی میں درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں لیکن پاپا اور ممّا کبھی فوج بنانے کے لئے نہیں سوچتے۔ وہ چاہتے ہیں خیال خوانی کرنے والے مذہب اور قومیت سے بالاتر ہو کر انسانوں کی بھلائی کے لئے کام کرتے رہیں۔"

وہ بولی "پارس! یہ محض خوش خیالی ہے۔ اس دنیا میں نیکی اور شرافت کی عمر بہت مختصر ہوتی ہے، تم دو دنوں سے مجھے میری پچھلی زندگی کے حالات بتا رہے ہو۔ اپنے والدین کی تعریف میں بہت کچھ کہتے رہے ہو۔ تمہارے والدین اور ممّا تعمیری مقاصد کے لئے ساری عمر بڑے ممالک سے لڑتے رہے، مجرموں سے ٹکراتے رہے، جان جوکھم میں ڈالتے رہے۔ کیا اتنی طویل جدوجہد کے بعد بڑی طاقتوں کی شیطنت ختم ہو گئی؟"

پارس نے کہا "ختم نہیں ہوئی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہار مان لی جائے۔"

"بیشک ہار نہیں ماننا چاہئے مگر جیتنے کے لئے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور تم ٹیلی پیتھی کی تمام طاقتوں کو یکجا کرنے کے بجائے منتشر کر دینا چاہتے ہو۔ کسی کو آزاد کرنا اور کسی کو ہلاک کر دینا چاہتے ہو۔ یہ تو سپر طاقتوں کو اور زیادہ طاقتور بنانے

والی بات ہے۔"

پارس نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ وہ بولی۔ "میری صرف ایک بات پر اچھی طرح غور کر کے جواب دو، جس شرافت کے پیچھے طاقت نہیں ہوتی اس شرافت کو لوگ مانتے تو ہیں مگر اپناتے نہیں ہیں۔ کیا ہمیں اپنی شرافت اور تعمیری خیالات کو منوانے کے لئے اپنی ایک طاقت نہیں بنانا چاہئے؟"

پارس اسے تعریفی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ بولی "کیا ہوا؟"

پارس نے اپنی طرف اسے کھینچ لیا، اپنے بازوؤں میں بھر کر کہا "تم تو کمال ذہانت سے سوچتی اور بولتی ہو، تمہاری اس بات میں بہت وزن ہے کہ خالی شرافت غریبوں اور کمزوروں کے ہاں ہوتی ہے۔ اگر کوئی طاقتور تھوڑی سی شرافت دکھائے تو اس کی پوری خاندانی شرافت کے ڈنکے بجنے لگتے ہیں۔ میں تمہاری یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے نیک مقاصد کے پیچھے زیادہ سے زیادہ طاقت کی ضرورت ہے۔"

"اور وہ زیادہ سے زیادہ طاقت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ٹیم بنا کر حاصل کی جا سکتی ہے۔"

وہ سوچ میں پڑ گیا، جوجو نے پوچھا "کیا سوچ رہے ہو؟"

"بابا صاحب کے ادارے میں بڑی سختی ہے۔ ہمارے شکار کئے ہوئے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو وہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ مثبت خیال رکھنے والوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ جہاں چاہیں گے رہائش اختیار کریں گے۔ جب بھی انہیں ہماری ضرورت ہوگی تو ہم ان کی مدد کرتے رہیں گے۔ اس طرح دوستانہ ماحول میں وہ کبھی ہمارے بھی کام آتے رہیں گے۔"

جوجو نے کہا "یہ نیکی اور محبت کے جذبات ہیں مگر طاقت کو برقرار رکھنے کے لئے تھوڑی سی چالاکی اور حکمتِ عملی کی ضرورت ہوتی ہے۔ شیر کو سرکس میں تماشا بنا کر دولت کمانے کے لئے اسے ہمیشہ آہنی پنجرے میں بند رکھنا پڑتا ہے۔ کیونکہ شیر کی بے پناہ طاقت درندگی پیدا کرتی ہے اور انسان کی بے پناہ طاقت اسے فرعون بناتی ہے۔ جانور ہو یا انسان اسے لگام دینا، اسے اپنے قابو میں رکھنا لازمی ہوتا ہے۔ ورنہ موقع ملے تو شیر اپنے رنگ ماسٹر کو کچا چبا جاتا ہے اور بیٹا اپنے باپ کو ہلاک کر دیتا ہے اس لئے طاقت کو کنٹرول میں رکھنا چاہئے۔ ٹیلی پیتھی کی طاقت والوں کو آزاد نہیں چھوڑنا چاہئے۔"

"میری جان، تم تو کفن پھاڑ کر ذہانت کی باتیں کرنے لگی ہو۔ میں اپنی جان کے ساتھ ہوں۔ بولو، کیا سوچ رہی ہو اور کیا کرنا چاہتی ہو؟"

"جو لوگ ٹیلی پیتھی جاننے کے غرور میں مجرمانہ انداز میں زندگی گزارنا چاہتے ہیں ہم ان کے دماغوں پر قبضہ جما کر رکھیں گے۔ پاپا اور مما جنہیں آزاد چھوڑنا چاہتے ہیں ان کی ہم نگرانی کرتے رہیں گے۔ وہ غلط ہاتھوں میں پڑنے والے ہوں گے تو ہم انہیں اپنے قابو میں لے آئیں گے۔"

"یہ معقول باتیں ہیں۔ اس پر ہمیں آج ہی سے عمل کرنا چاہئے۔"

"آج ہی سے نہیں، ابھی سے۔ جے مورگن اسرائیلی ہے لیکن اس کا دماغ میرے قابو میں رہتا ہے۔ الپا ماسکو میں ہے لیکن وہ اسے آپریشن کے ذریعے تبدیل کرنے والے ہیں۔ شلپا میری مٹھی میں ہے۔ شلپا نے ڈی بورین کو ٹریپ کیا تھا۔ اب بورین بھی میرے احکامات کی تعمیل کرے گا۔ اس طرح تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے پاس ہیں۔"

"تم نے چند دنوں میں خاصی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔"

"شلپا ابھی جوڈی نارمن کو ٹریپ کرنے جا رہی ہے۔"

"اس کا دماغ لیلیٰ آنٹی کے قابو میں ہے۔ تم آنٹی سے اس سلسلے میں باتیں کرو، پھر ان کی آواز اور لہجہ اختیار کر کے جوڈی نارمن کے دماغ میں جاؤ گی تو وہ تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔"

وہ لیلیٰ کے پاس آئی۔ لیلیٰ نے مجھ سے کہا "ہماری بیٹی جوجو آئی ہے۔"

میں نے کہا "بیٹے! میرے دماغ میں آؤ۔ اور بتاؤ کیا چاہتی ہو؟"

"میں جو چاہوں گی کیا وہ صرف آپ سے مانگنا ہوگا۔ میں آنٹی سے نہیں مانگ سکتی؟"

"کیوں نہیں، یہ تمہاری آنٹی ہی نہیں ماں بھی ہیں۔"

لیلیٰ نے کہا "اگر ایسی کوئی بات ہے جسے اپنے پاپا کے سامنے بولنا مناسب نہیں ہے تو میرے دماغ میں رہ کر بولو۔"

اس نے ہم دونوں سے اسی موضوع پر گفتگو کی۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو آزاد چھوڑنے پر اعتراض کیا۔ انہیں اپنے قابو میں رکھنے کے ٹھوس دلائل پیش کئے، میں نے کہا "میری بیٹی! جب اپنے طور پر اپنی ذہانت سے کام کرنا چاہتی ہے تو ہم کبھی اعتراض نہیں کریں گے۔ تم ہم سے اور پارس سے مشورے لیتی رہا کرو اور اپنے اقدامات سے آگاہ کرتی رہا کرو۔"

اس نے بتایا کہ شلپا، جوڈی نارمن کو ٹریپ کرنے جا رہی ہے۔ لیلیٰ نے کہا "فکر نہ کرو، وہ میری مٹھی میں ہے۔ تم میری آواز اور لہجے میں جب چاہو اس سے اپنے احکامات کی تعمیل کرا سکتی ہو۔"

"تھینک یو آنٹی۔"

وہ ہم سے رخصت ہو کر شلپا کے پاس گئی۔ شلپا نے خیال خوانی کے ذریعے کرائنا کے دل میں یہ خواہش پیدا کی تھی کہ وہ اپنے محبوب جوڈی نارمن کے ساتھ دریائے ٹیمز کے کنارے آئے۔ وہاں بڑا رومانٹک ماحول ہوتا ہے۔ کرائنا، جوڈی کے ساتھ ادھر جا رہی تھی۔ شلپا بھی ہوٹل سے نکل کر جانے لگی۔ جوجو پہلے کرائنا کے پاس گئی اس کے ذریعے جوڈی نارمن کی باتیں سنتی رہی۔ پھر لیلیٰ کی سوچ اختیار کر کے جوڈی نارمن کے دماغ میں گئی تو اس نے محسوس نہیں کیا اپنی محبوبہ سے باتیں کرتا رہا۔ اس کی باتوں سے پتا چل رہا تھا کہ وہ سلجھے ہوئے ذہن کا آدمی ہے اور کرائنا کو دل و جان سے چاہتا ہے۔ کرائنا نے پوچھا "ہم لندن میں کب تک رہیں گے؟"

اس نے جواب دیا "ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اہم معاملات سے نمٹنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ لیکن وہ معاملات ہمیں بتائے نہیں گئے ہیں اس لئے اتنی آزادی سے گھومنے پھرنے کا موقع مل رہا ہے۔ کام شروع ہوگا تو میں چار دیواری تک محدود ہو جاؤں گا۔"

"وہ کیوں؟"

"اس لئے کہ میں ایک جگہ بیٹھ کر دنیا کے کسی بھی حصے میں پہنچ جاتا ہوں۔ خیال خوانی کے ذریعے اپنا کام کرتا رہتا ہوں۔ پھر باہر نکل کر چلتے پھرتے خیال خوانی ہو نہیں سکتی۔"

"مجھے بڑا ڈر لگتا ہے، کوئی دشمن تم پر حملہ کر کے نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

"میرا تعلق فوج سے ہے۔ لڑنا مرنا میرا کام ہے۔ شادی کرنے سے پہلے اچھی طرح سوچ لو کہیں پچھتانا نہ پڑے۔"

وہ بولی "شادی سوچ کر کی جاتی ہے محبت سوچ سمجھ کر نہیں ہوتی۔ میں تو خود بخود تمہاری ہو چکی ہوں۔ اب شادی کرنے کو کیا رہ گیا ہے۔ یہ ایک رسم ہے یہ بھی پوری ہو جائے گی۔"

جوجو نے پارس سے کہا "وہ دونوں ایک دوسرے کو بہت چاہتے ہیں۔"

"کس کی بات کر رہی ہو؟"

"کرائنا اور جوڈی نارمن بہت اچھے ہیں۔ دراصل جن کے دلوں میں محبت ہوتی ہے ان کے خیالات ہمیشہ اچھے ہوتے ہیں۔ میں ان دونوں کو شلپا سے ملنے نہیں دوں گی۔"

اس نے سوچا کہ شلپا نے ان دونوں کو اپر ٹیمز اسٹریٹ کی طرف بلایا ہے۔ وہ انہیں لوئر ٹیمز کی طرف لے جائے۔ اس خیال سے وہ جوڈی نارمن کے دماغ میں آئی پھر چونک گئی۔ ذرا سی دیر میں کچھ سے کچھ ہو گیا تھا۔ جوڈی نارمن بیہوش تھا۔ کرائنا ڈرائیو کر رہی تھی مگر سہمی ہوئی تھی! اس کی گردن سے ریوالور کی نال لگی ہوئی تھی۔

وہ پارس سے بولی "گڑبڑ ہو گئی۔ جوڈی نارمن بیہوش پڑا ہے اور کسی نے کرائنا کو گن پوائنٹ پر رکھا ہے۔ میں پھر خیال خوانی کر رہی ہوں، تمہیں زبان سے بتاتی رہوں گی۔"

وہ پھر کرائنا کے پاس آئی۔ اب اس کی کار رک گئی تھی، ریوالور والا اسے دوسری کار میں بیٹھا رہا تھا۔ اور جس کار میں جوڈی نارمن بیہوش پڑا تھا وہ کار دوسری سمت لے جائی جا رہی تھی۔ ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا گیا تھا۔

جوجو یہ باتیں پارس کو بتا رہی تھی۔ وہ بولی "جوڈی نارمن کو کون لے جا رہا ہے؟ کہاں لے جا رہا ہے؟ یہ ابھی ہوش میں

آنے کے بعد معلوم ہوگا۔ تم یہ دیکھو اگر شلپا کہیں قریب ہو تو اغوا کرنے والوں کے پیچھے اسے لگادو۔"

وہ شلپا کے دماغ میں آئی۔ پتا چلا وہ پہلے ہی کرائنا کے دماغ میں موجود تھی۔ کوئی بہت پہلے سے پچھلی سیٹ اور اگلی سیٹ کے درمیان چھپا ہوا تھا۔ اس نے وہاں سے کرائنا کی گردن پر ریوالور کی نال رکھتے ہوئے کہا "جوڈی نارمن! اپنی محبوبہ کی زندگی چاہتے ہو تو کوئی حرکت نہ کرنا' اپنی آنکھیں بند کرو۔"

جوڈی نے آنکھیں بند کیں۔ اس کے بعد کسی نے اس کے منہ اور ناک پر رومال رکھا۔ رومال میں بیہوشی کی دوا تھی۔ شلپا نے فوراً ہی ریوالور والے کے دماغ میں پہنچنا چاہا' اس نے سانس روک لی۔ پھر شلپا نے کرائنا کے دماغ میں آکر دیکھا تو جوڈی بیہوش ہوچکا تھا۔ اس کے قریب رہنے کا ذریعہ صرف کرائنا تھی۔ بعد میں انہوں نے اسے بھی جوڈی سے الگ کردیا۔

شلپا ان سے زیادہ دور نہیں تھی۔ اس نے کرائنا کے ذریعے اس کار کی نمبر پلیٹ دیکھی پھر ادھر اپنی کار دوڑائی۔ جوجو نے شلپا کے دماغ سے معلومات حاصل کرکے پارس کو کار کا رنگ اور نمبر پلیٹ بتائی۔ پارس جیب سے ٹرانسمٹر نکال کر بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے افراد سے رابطہ کرتا گیا اور انہیں اس کار کو ڈھونڈ نکالنے کی ہدایت کرتا رہا۔ اس کے بعد جوجو نے پوچھا "اسے کس نے اغوا کیا ہوگا؟"

پارس نے پوچھا "کیا ماسک مین جوڈی نارمن کو ٹیلی پیتھی جاننے والے کی حیثیت سے جانتا ہے؟"

جوجو نے کہا "ماسک مین کے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی جو فہرست ہے اس میں جوڈی نارمن کا نام نہیں ہے۔"

"تو پھر یہ ماسک مین کی نہیں یہودی تنظیم والوں کی حرکت ہوئی' تم جے مورگن کے پاس جاکر معلوم کرو۔"

وہ جے مورگن کے پاس گئی۔ اگر جوڈی نارمن کا اغوا اسرائیلی حکام کے حکم کے مطابق ہوتا تو جے مورگن وہاں بیٹھ کر خیال خوانی کے ذریعے لندن کی یہودی تنظیم سے رابطہ کرتا۔ لیکن وہ جوڈی نارمن کے سلسلے میں بے خبر تھا۔ پارس نے کہا "تم پاپا کو فوراً یہ بات بتاؤ۔"

اس نے میرے پاس آکر مجھے بتایا' میں نے لیلیٰ' سلطانہ اور سلمان کو اس کے اغوا کے متعلق بتایا۔ سلمان نے کہا "جب یہ واردات ماسک مین یا یہودی تنظیم کے لوگوں نے نہیں کی ہے تو پھر کوئی خیال خوانی والا ایسا کررہا ہے۔ جنرل کا ایک خاص ماتحت ٹیٹو سنتانا ایک بار ڈی بورین پر تنویمی عمل کرنا چاہتا تھا' میں نے اسے ناکام بنادیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اسی نے جوڈی نارمن کو اغوا کیا ہے۔"

میں نے کہا "تین خیال خوانی کرنے والے ایسے ہیں جنہیں ہم ٹریپ نہ کرسکے۔ ایک ہے پال ہوپ کن' دوسرا ہے ٹیٹو سنتانا اور تیسری ہے جنرل کی بھتیجی مرینا' ان تینوں میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنی ٹیلی پیتھی کی قوت میں اضافہ کرنے کے لئے ایسا کررہا ہے۔"

سلمان نے کہا "ہم پال ہوپ کن کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ ملک اور قوم کا پکا وفادار ہے۔ وہ ایسی حرکت نہیں کرے گا اور جو جنرل کی بھتیجی مرینا ہے وہ جنرل کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ٹریپ نہیں کرے گی۔ البتہ ٹیٹو سنتانا پر شبہ کیا جاسکتا ہے۔"

لیلیٰ نے پوچھا "جنرل کی بھتیجی مرینا کہاں ہے؟ اس کا کوئی پتا ٹھکانا ہے؟"

سلمان نے کہا "میں نے جنرل پر تنویمی عمل کرنے کے دوران مرینا کے متعلق پوچھا تھا۔ جنرل نے ایک معمول کی حیثیت سے بتایا کہ وہ گمنامی کی زندگی گزارتی ہے۔ اس نے جنرل کو بھی اپنا پتا ٹھکانا نہیں بتایا ہے۔"

میں نے کہا "ہمیں مرینا کے متعلق معلومات حاصل کرنی چاہئے۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جو گمنام اور پُراسرار بن کر رہتے ہیں وہ کبھی اللہ کی عبادت نہیں کرتے بلکہ چپ چاپ کسی کی نظروں میں آئے بغیر مجرمانہ منصوبوں پر عمل کرتے رہتے ہیں۔"

سلطانہ نے کہا "ہم اس قدر مصروف رہتے ہیں کہ مرینا کی طرف دھیان دینے کا وقت ہی نہیں ملا۔"

میں نے کہا "میں سلمان سے کہوں گا کہ وہ تمہیں زیادہ مصروف نہ رکھے۔"

وہ ایک دم سے جھینپ کر بولی "آپ کو شرم نہیں آتی؟"

سلمان نے کہا "فرہاد بھائی! آپ چھیڑنے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے۔ سلطانہ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ہم سسٹر کے معاملے میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ شان پاپا ڈوک کا تعاقب کرتی ہوئی رباط گئی تھیں۔ وہ کمبخت وہاں سے بھی جاچکا ہے۔ اتنا پتا چلا ہے کہ وہ مصر کی طرف گیا ہے۔ چوبیس گھنٹے گزر چکے ہیں۔ اس کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔ اگر وہ مصر سے اسرائیل گیا ہوگا تو سسٹر پیرس آجائیں گی کیونکہ راحیلہ ساتھ ہے۔ اسے اسرائیل لے جانا مناسب نہیں ہے۔"

میں نے کہا "سلطانہ کو سونیا کے پاس جانے دو۔ میں بھی آتا جاتا رہوں گا۔ تم جنرل کے پاس جاؤ' مرینا تک پہنچنے کا کوئی راستہ نکالو۔"

وہ چپکے سے جنرل کے دماغ میں آیا۔ وہ پریشان ہوکر ٹہل رہا تھا۔ پال ہوپ کن اور ٹیٹو سنتانا اس کے دماغ میں تھے۔ پال پوچھ رہا تھا "یہ سب کچھ اچانک کیسے ہوگیا؟"

جنرل نے کہا "یہ ہماری بدنصیبی ہے یا ہماری نااہلی ہے؟ لندن میں چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے گئے تھے۔ وہ چھ کے چھ غائب ہوگئے۔ کرنل کی بیٹی جوراجوری بھی نہیں رہی۔ کرنل نے مجھے فیکس کے ذریعے اطلاع دی اور آخر میں لکھ دیا کہ وہ خودکشی کر رہا ہے۔ کیا اس کے خودکشی کرنے سے ہمارا نقصان پورا ہو جائے گا۔ جاؤ اور مجھے آکر بتاؤ وہ زندہ ہے یا مرچکا ہے۔"

اس کے دماغ میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر ٹیٹو سنتانا نے آکر کہا "افسوس' کرنل اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ اس نے یقیناً خودکشی کی ہے۔"

جنرل ایک صوفے پر گر پڑا۔ اتنا زبردست نقصان برداشت کرنے کے لئے حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لندن میں چھ خیال خوانی کرنے والے تھے۔ ان میں سے کینی پال اور رکی میتھو کو ہم نے پیرس پہنچا دیا تھا۔ باقی چار تھے۔ وارنر ہیگ' جان گاڈ وِن' جوڈی نارمن اور جوراجوری' یہ چاروں اچانک غائب ہوگئے تھے۔ جنرل کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ انہیں اغوا کیا گیا تھا یا وہ خود ہی کہیں جاکر چھپ گئے تھے۔

وہ صوفے میں دھنسا ہوا دونوں ہاتھ پھیلا کر کہہ رہا تھا۔ "اب ہمارے پاس کیا رہ گیا ہے؟ کون رہ گیا ہے؟ ایک پال ہوپ کن تم ہو' دوسرا ٹیٹو سنتانا ہے اور تیسرا مارٹن رسل ہے۔"

پال نے کہا "سر! ڈی بورین بھی ہے۔"

"وہ بھی شاید نہیں ہے۔ اس نے بھی کل سے رابطہ نہیں کیا ہے۔ مارٹن رسل اس کے پاس گیا تھا۔ اس نے سانس روک لی۔ شاید وہ بھی غدار بن چکا ہے۔"

ٹیٹو سنتانا نے کہا "سر! ہمارے سپر ماسٹر ارے رے بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں' آپ کو مایوس نہیں ہونا چاہئے۔"

"میں سپر ماسٹر کے سلسلے میں بہت الجھا ہوا ہوں۔ اس پر بھروسا نہیں کرنا چاہتا مگر خواہ مخواہ ہر معاملے میں بھروسا کرلیتا ہوں۔"

پال نے کہا "میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ سلطانہ اور سپر ماسٹر کو یہاں سے نہ جانے دیں۔ اب دیکھیں' وہ پیرس میں عیش کررہے ہیں۔ سنا ہے شادی کرچکے ہیں۔"

"جو چلے گئے انہیں جانے دو۔ تم لوگ موجود ہو' اپنی باتیں کرو۔ مارٹن کو بلاؤ۔"

پال نے خیال خوانی کے ذریعے مارٹن رسل کو جنرل کے دماغ میں حاضر ہونے کے لئے کہا' وہ حاضر ہوگیا۔ جنرل نے کہا۔ "تم تینوں کو کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہئے۔ تمہارے سامنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا انجام ہے۔ دشمنوں نے ایک ایک کرکے سب کو ٹریپ کرلیا۔ تم جانتے ہو کہ ان کے اطراف کتنے سخت پہرے بٹھائے گئے۔ تم تینوں نے اپنے طور پر اپنی حفاظت اور سلامتی کے انتظامات کئے ہیں۔ پھر بھی کچھ ہوسکتا ہے۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہارا جنرل نہیں رہوں گا۔ اپنے عہدے سے استعفا دے دوں گا۔"

"سر! آپ ایسا نہ کریں۔ ہم آپ کے خادم ہیں' آپ ہی کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہاں' میں نااہل ثابت ہوچکا ہوں۔ پچھلے چھ ماہ سے میرے طریقۂ کار پر عمل ہوتا رہا۔ میرے احکامات کی تعمیل ہوتی رہی۔ جس کے نتیجہ میں ہمارا ملک بارہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محروم ہوگیا۔ مجھے فوراً استعفا دینا چاہئے اور تم لوگوں کو میری نہیں ملک اور قوم کی خدمت کرنی چاہئے۔ ابھی میرے پاس سے جاتے ہی اپنے نام اور اپنا ٹھکانا بدل لو۔ بالکل گمنام رہ کر دشمنوں سے انتقام لو۔ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو واپس لاؤ' یہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ میری نیک خواہشات تمہارے ساتھ ہیں۔ اب جاؤ۔"

"سر! ہماری ایک بات مان لیں۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"آپ استعفا نہ دے کر ہمیں ایک ماہ کی مہلت دیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں' ہم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں کو واپس لاکر آپ کا سر اونچا کریں گے۔"

"انہیں واپس لانا تمہاری ڈیوٹی ہے۔ اگر میں تمہاری بات نہ مانوں تو کیا تم اپنی ڈیوٹی چھوڑ دو گے؟"

"نو سر! ڈیوٹی از ڈیوٹی۔"

"تو پھر جاؤ' مجھے تنہا چھوڑ دو۔"

وہ چلے گئے۔ جنرل تھوڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا۔ پھر وہ اٹھ کر میز کے پاس آیا' بیٹھ کر اس نے ایک استعفا لکھا پھر ایک کاغذ پر یہ تحریر لکھی "میں نے خود کو نااہل سمجھ کر استعفا دیا ہے لیکن صرف عہدہ چھوڑ دینے سے شرمندگی پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ میں ندامت سے زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ اس لئے خود کو گولی مار کر مر رہا ہوں۔ میری ہلاکت کا الزام کسی پر نہ آئے۔ میں پورے ہوش و حواس میں رہ کر اپنی جان دے رہا ہوں۔"

اس نے تحریر کو میز پر رکھا پھر دراز سے ریوالور نکال لیا۔ اس میں گولیوں سے بھرا ہوا میگزین لوڈ کرکے اس کی نال اپنی کنپٹی سے لگائی۔ انگلی کو ٹریگر پر لایا پھر اسے دبایا۔ لیکن دبا نہ سکا۔ پتا چلا' انگلی اس کا حکم نہیں مان رہی ہے' ٹریگر نہیں دبا رہی ہے۔ اس نے دوبارہ کوشش کی۔ پھر سوالیہ نظروں سے ریوالور کو دیکھا۔ تب اسے دماغ کے اندر اپنی بھتیجی مرینا کی آواز سنائی دی۔ "نو انکل نیور' ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ میرے جیتے جی آپ شرمندہ نہیں ہوں گے۔"

"بیٹی! تم نے اتنے دنوں بعد مجھے یاد کیا ہے؟"

"میں ایسی بے مروت نہیں ہوں۔ صبح و شام آپ کی خیریت معلوم کرتی رہتی ہوں۔"

"کیا میں تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا ہوں؟"

"جی ہاں' ایک رات میں نے آپ کے دماغ میں یہ بات نقش کردی تھی کہ آپ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کریں گے۔ آپ میری اس حرکت سے ناراض ہوں گے لیکن میں ایسا نہ کرتی تو آپ ابھی خودکشی کرچکے ہوتے۔"

"کیا تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ سونیا نے ہمیں کتنا نقصان پہنچایا ہے؟"

"جی ہاں۔ نقصان صرف سونیا سے نہیں دوسروں سے بھی پہنچ رہا ہے۔ پرنس ڈیگر اپنی مرضی سے گیا تھا۔ الپا اور جے مورگن کو بھی سونیا نے ٹریپ نہیں کیا۔ میں روپوش رہ کر تمام تماشے دیکھ رہی ہوں۔ لندن سے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی سونیا نے اغوا نہیں کیا ہے۔"

"تو پھر یہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کہاں ہیں؟ کن لوگوں نے انہیں ٹریپ کیا ہے؟"

"یہ میں پھر کبھی بتاؤں گی' بلکہ انہیں واپس لاؤں گی۔ آپ وعدہ کریں کہ اپنی بیٹی کے لئے زندہ رہیں گے۔"

"میں اعلیٰ حکام اور فوج کے سینئر افسران سے نظریں نہیں ملا سکوں گا۔"

"انکل! کچھ عرصہ کی شرمندگی برداشت کرلیں۔ آپ نے استعفا لکھ دیا ہے' یہاں سے کسی کو اطلاع دیے بغیر روپوش ہوجائیں۔ دوسروں کو اپنے طور پر رائے قائم کرنے دیں کہ آپ خودکشی کر چکے ہیں۔ جب میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو واپس لاؤں گی تو آپ دوبارہ منظرِ عام پر آجائیں گے۔"

"بیٹی! میں تمہارے پاس آؤں گا۔ تمہارے پاس چھپ کر رہوں گا۔"

"نہیں انکل! آج تک میری سلامتی اور کامیابی کا راز یہی ہے کہ میں بالکل تنہا رہتی ہوں۔ کسی ملا[illegible] پر بھی بھروسا نہیں کرتی۔ کوئی بھی دشمن آپ کا تعاقب کرتے ہوئے مجھ تک پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے ہم ایک دوسرے سے دور رہیں گے۔ آپ ابھی یہاں سے چلیں۔"

وہ میز کے پاس سے اٹھ کر کمرے سے باہر جانے لگا۔ سلمان نے میرے پاس آکر یہ روداد سنائی پھر کہا "میں نے پہلی بار مرینا کی آواز سنی ہے۔ اس کی آواز اور لہجے کی پختگی بتاتی ہے کہ وہ مضبوط قوتِ ارادی رکھنے والی چالاک لڑکی ہے۔"

میں نے کہا "میرا دل کہتا ہے کہ مرینا کوئی زبردست بازی کھیل رہی ہے۔ مجھے اس کی آواز سنا سکتے ہو؟"

"وہ ابھی جنرل کے دماغ میں ہوگی۔"

میں سلمان کی آواز اور لہجہ اختیار کرکے جنرل کے دماغ میں آیا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ وہاں مرینا کہہ رہی تھی۔ "آپ اپنی دولت اور جائداد کی فکر نہ کریں۔ گھر سے کوئی ضرورت کی چیز نہ لیں بس یہ شہر چھوڑ دیں۔ میں اپنے علم کے ذریعے آپ کو تمام چیزیں فراہم کردوں گی۔"

میں سمجھ گیا کمبخت بڑی تیز طرار ہوگی۔ میں نے جنرل کی سوچ میں کہا "میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اپنے گھر سے اور اپنے شہر سے خالی ہاتھ جانا ہوگا۔ وہ بھی ایسے کہ کوئی مجھے نہ پہچانے۔ ایسی دربدری کے وقت تم ہی میرے ساتھ ہو بیٹی! تم مجھے کتنا چاہتی ہو؟"

"اپنے آپ سے جتنی محبت کرتی ہوں اتنی ہی آپ سے کرتی ہوں' میں آپ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑوں گی۔"

میں نے جنرل کے ذریعے کہا "میں یہاں اپنی کار چھوڑ رہا ہوں' ٹرین سے جاؤں گا تم کب تک میرے ساتھ رہو گی؟"

"آپ میری فکر نہ کریں' میں آپ کو کسی خفیہ ٹھکانے تک پہنچاؤں گی۔ وہاں آپ عارضی میک اپ کے ذریعے چہرے پر تھوڑی سی تبدیلی کریں گے۔ اس کے بعد کوئی آپ کو نہیں پہچانے گا۔ پھر آپ یہاں سے میامی جائیں گے۔"

وہ کار سے اتر کر کاؤنٹر پر آیا وہاں سے لوکل ٹرین کا ٹکٹ لیا پھر پلیٹ فارم پر آتے ہی گر پڑا۔ میں نے اسے گرایا تھا۔ مرینا اسے سنبھالتے ہوئے بولی "کیا ہوا انکل؟"

"کچھ نہیں' میرے سینے میں تکلیف ہو رہی ہے۔ آہ! یہ بڑھاپا اور یہ تنہائی' تم مجھے مرجانے دیتیں تو اچھا ہوتا۔"

"آپ ایسی باتیں نہ کریں۔"

وہ ڈگمگاتے ہوئے ایک کمپارٹمنٹ میں آکر بیٹھ گیا پھر بولا۔ "میرا دل گھبرا رہا ہے۔ کیا تم تھوڑی دیر کے لئے نہیں آسکتیں؟"

"میں تو آپ کے پاس ہوں۔"

"بیٹی میں تمہیں آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں' تمہارا ہاتھ پکڑ کر چلنا چاہتا ہوں۔ تم چہرہ بدل کر آسکتی ہو؟ بیٹی آجاؤ' میں بہت پریشان ہوں۔"

"اچھی بات ہے' میں اگلے اسٹیشن پر آؤں گی۔ کوئی بھی آپ کے دماغ میں آئے تو اسے واپس کردیں۔"

"میں کسی کو نہیں آنے دوں گا۔ سانس روک لوں گا۔"

میں نے سلمان سے کہا "فوراً اپنے ادارے کے آدمیوں کو لوکل ٹرین کے اگلے اسٹیشن کی طرف روانہ کرو۔"

وہ بھی جنرل کے اندر رہ کر یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ اس نے کہا "فرہاد بھائی! آپ تو کمال کرتے ہیں۔ آپ نے دیکھتے ہی دیکھتے مرینا تک پہنچنے کا راستہ بنالیا ہے۔"

وہ چلا گیا۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے جاسوس اور ایجنٹ ہر ملک کے ہر شہر میں موجود تھے۔ سلمان کا حکم سنتے ہی اگلے کسی اسٹیشن پر آسکتے تھے۔ میں پھر جنرل کے پاس آیا۔ وہ سکون سے بیٹھا ہوا تھا۔ ٹرین اپنی مخصوص رفتار سے چل رہی تھی۔ مرینا نے پوچھا "انکل! آپ آرام محسوس کر رہے ہیں؟"

میں نے جنرل کی سوچ میں کہا "ہاں بیٹی! تم نے آنے کو کہا تو مجھے سکون آگیا ہے۔ مگر تم ابھی تک میرے دماغ میں ہو۔ اگلے اسٹیشن پر کیسے آؤ گی؟ تمہیں تو میک اپ میں آنا چاہئے۔"

"میں ہمیشہ میک اپ میں رہتی ہوں۔ ابھی آجاؤں گی تو آپ بھی نہیں پہچان سکیں گے۔ اچھا میں جا رہی ہوں۔ آپ خود کو تنہا نہ سمجھیں بس میں آرہی ہوں۔"

وہ شاید چلی گئی یا بدستور دماغ میں چھپی رہی ہوگی۔ میں وہاں خاموش رہا' تھوڑی دیر بعد پھر سینے کی تکلیف کا احساس دلایا' اسے آہستہ آہستہ کراہتے ہوئے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرتے رہنے پر مجبور کیا۔ وہ اگلے اسٹیشن پر نہیں آئی۔ دماغ میں آکر بولی "میں دوسرے اسٹیشن پر آؤں گی' ابھی چاروں طرف کا جائزہ لے رہی ہوں۔"

ٹرین آگے بڑھ گئی۔ دوسرے اسٹیشن کی طرف جانے لگی۔ سلمان نے کہا "ہمارے آدمی پہنچ گئے ہیں۔ دو جنرل کے کمپارٹمنٹ میں ہیں۔ دو اگلے اسٹیشن پر پہنچیں گے۔"

میں نے کہا "انہیں سمجھاؤ کمزوری کی دوا مرینا کے جسم میں انجکٹ کی جائے گی۔ اگر وہ قابو میں نہ آئے تو سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور سے زخمی کیا جائے۔ پھر اس کا دماغ بھی ہمارے قبضے میں آجائے گا۔"

اگلا اسٹیشن آگیا۔ ٹرین کے رکتے ہی خود کار دروازہ کھل گیا۔ کچھ مسافر ٹرین سے اتر گئے کچھ سوار ہوئے ان میں ایک جوان اور قبول صورت لڑکی بھی تھی اس نے کمپارٹمنٹ میں آکر دور تک نظریں دوڑائیں پھر جنرل کو دیکھ کر اطمینان سے چلتی ہوئی آکر اس کے قریب بیٹھ گئی۔ آہستگی سے بولی "آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

جنرل نے اسے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر آہستگی سے پوچھا "بیٹی یہ تم ہو؟"

"جی ہاں' میرا نام نہ لیں اور مجھے بیٹی نہ کہیں۔"

"اوہ اس مصیبت اور تنہائی کے وقت تم نے میرے پاس آکر اپنی انتہائی محبت کا ثبوت دیا ہے۔"

"آپ نے مجھے ٹیلی پیتھی کا علم دے کر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اس احسان کے سامنے میری محبت کچھ بھی نہیں ہے۔"

وہ بھیس بدل کر آئی تھی لیکن اپنی آواز اور لہجے میں بول رہی تھی۔ بہت دھیمی آواز میں بول رہی تھی۔ کوئی بات جنرل کو سنائی نہ دیتی تو وہ چپ ہو جاتی تھی پھر اس کے دماغ میں آکر بولنے لگتی تھی۔ جب ہم نے ہر طرح سے یقین کرلیا کہ شکار ہمارے ہاتھ سے نہیں نکلے گا تو سلمان کا ایک آدمی حکم پاتے ہی اپنی جگہ سے اٹھا' تیزی سے چلتا ہوا مرینا کے پاس آیا پھر اس نے ایک ننھی سی سرنج کی سوئی اس کی گردن میں چبھوئی۔ اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی' اس کے چہرے سے پریشانی اور حیرانی ظاہر ہوئی۔ پھر اس کی آنکھیں بند ہوگئیں۔ اس کا سر جنرل کی طرف ڈھلک گیا۔ وہ اسے سنبھالتے ہوئے بولا "کیا ہوا بیٹی؟"

وہ کمزوری میں مبتلا ہوگئی تھی۔ میں نے اور سلمان نے اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ مگر یا حیرت! اس نے سانس روک لی سلمان نے پوچھا "فرہاد بھائی' یہ کیا ہوا؟"

میں جنرل کے دماغ میں آیا۔ وہاں مرینا قہقہے لگا رہی تھی اور کہہ رہی تھی "مجھے پھانسنے کے لئے بڑا زبردست چکر چلایا گیا تھا لیکن میں لوہے کا چنا ہوں۔ مجھے چبانے والے کے دانت ٹوٹ جائیں گے۔"

جنرل نے پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے' تم میرے پاس آتے ہی ایک مریضہ کی طرح کمزور ہوگئی ہو۔ کیا ابھی جو اجنبی ہمارے قریب آیا تھا اس نے کوئی شرارت کی ہے؟"

"ہاں' اس نے مجھے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرنا چاہا لیکن میں تو اپنی خفیہ پناہ گاہ میں ہوں۔ میں نے آپ کی تسلی کے لئے ایک اجنبی لڑکی کو آلۂ کار اور اپنی معمولہ بنا کر آپ کے پاس بھیجا تھا۔ دشمن نے اسے مرینا سمجھ لیا۔ ذرا اس اجنبی سے معلوم کریں وہ کون ہے اور کس کے لئے کام کر رہا ہے؟"

میں نے کہا "سلمان! یہ تو ہماری توقع سے زیادہ چالاک نکلی' ہمیں الو بنادیا۔"

اس نے پوچھا "عورت کے ہاتھوں الو بنتے ہوئے کیسا لگتا ہے۔"

"اچھا لگتا ہے مرد کو جو برتری کا غرور ہے' وہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ عورت بھی ذہانت اور حکمتِ عملی میں مرد سے کم نہیں ہے۔ بعض حالات میں مرد سے بھی آگے نکل جاتی ہے۔"

"مرینا ایسی ہی تیز طرار ہے تو آئندہ اس سے ٹکرانے میں مزہ آئے گا۔"

"مرینا سے ٹکراؤ گے؟ اچھا ٹھہرو ابھی سلطانہ سے کہتا ہوں۔"

"ارے نہیں' میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ....."

میں نے بات کاٹ کر کہا "وضاحت نہ کرو۔ میں سمجھ گیا تم بیوی سے ڈرتے ہو۔"

"اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے؟"

"یعنی نہیں ڈرتے۔ سلطانہ تمہارے پاس ہے' ذرا زبان سے بولو کہ بیوی سے نہیں ڈرتے ہو۔"

"آپ میاں بیوی کو لڑانا چاہتے ہیں؟"

"بیوی سے وہ لڑتے ہیں جو ڈرتے نہیں ہیں۔"

"کیا آپ لیلیٰ سے لڑتے ہیں؟"

"کوئی اپنی جان سے لڑتا نہیں' اس پر مرتا ہے۔"

"ارے یہی تو میں کہنا چاہتا تھا۔"

"یعنی میرے نقشِ قدم پر چلنا چاہتے ہو؟"

"آپ جیسے تجربہ کار بڑے بھائی کے نقشِ قدم پر چلنا میرے لئے فخر کی بات ہوگی۔"

"میرے لئے بھی یہ خوشی کی بات ہے کہ تمہارے جیسا ایک جانشین ہوگا اور میرے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ایک کے بعد دوسری شادیاں کرتا جائے گا۔ کیا میں یہ خوشخبری سلطانہ کو سنادوں؟"

"اللہ آپ سے بچائے۔ مجھے معاف کریں میں جارہا ہوں۔"

میں ہنسنے لگا۔ وہ چلا گیا لیلیٰ نے باتھ روم سے نکل کر پوچھا۔ "یہ تنہا کس بات پر ہنسی آرہی ہے؟"

"تمہارے بہنوئی کو چھیڑ رہا تھا۔ خیر، تم ایک کام کرو۔ لندن میں جوراجوری، جوڈی نارمن، وارزہیگ اور جان گاڈوی اغوا کئے گئے تھے۔ چاروں ہی بے ہوش تھے، اب ہوش میں آگئے ہوں گے، ذرا معلوم کرو۔"

"میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

اس نے سب سے پہلے جوراجوری کا تصور کیا، اس کی آواز اور لہجے کو یاد کیا پھر میرا لہجہ اختیار کرکے اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ کیونکہ جوراجوری کو میں نے اپنا معمولہ بنایا تھا، وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی تھی۔ فی الوقت وہ لیلیٰ کو بھی محسوس نہیں کرتی کیونکہ طویل بیہوشی کے بعد ہوش میں آئی تھی، دماغ کمزور تھا ایسے وقت کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس کے پاس آسکتا تھا۔

اس کے چاروں طرف گہری تاریکی تھی۔ ایسی تاریکی کہ ہاتھوں کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ وہ خود کو کسی آرام دہ بستر پر محسوس کررہی تھی۔ ہوش میں آنے کے بعد وہ بڑی دیر تک خاموش پڑی رہی تھی۔ انتظار کرتی رہی تھی کہ اندھیرا ہے تو اجالا ہوگا۔ کوئی شمع لے کر، مشعل یا ٹارچ لے کر آئے گا یا سوئچ آن کرے گا۔ لیکن کوئی نہیں آیا۔

اس نے آواز دی "کوئی ہے؟ کوئی ہے؟ میں کہاں ہوں؟ یہ کون سی جگہ ہے میرے پاس آؤ۔ مجھے بتاؤ، میں کہاں ہوں؟"

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ کہیں سے کوئی آہٹ بھی سنائی نہیں دی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی لیکن بستر سے نیچے پاؤں رکھتے ہوئے ڈر لگ رہا تھا، پتا نہیں وہ کیسی جگہ ہے۔ نیچے پختہ فرش ہے یا سانپ بچھو ہیں؟ اندھیرے میں نادیدہ ہاتھ اپنی طرف بڑھتے ہوئے لگ رہے تھے۔ وہ بڑے حوصلے سے سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔

پھر اس نے خیال خوانی کی کوشش کی لیکن ابھی دماغی توانائی بحال نہیں ہوئی تھی۔ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے کہیں سے مدد حاصل نہیں کرسکتی تھی۔ اگر خیال خوانی کرکے کسی کے پاس پہنچ بھی جاتی تو اسے مدد کے لئے کہاں بلاتی۔ وہ اس جگہ کی ایک ذرا سی بھی نشاندہی نہیں کرسکتی تھی۔ تاریکی نے اسے کچھ دیکھنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

لیلیٰ نے اس کی سوچ میں کہا "آہ! میں اس مصیبت میں کیسے پھنس گئی؟"

وہ سوچنے لگی "میری شامت آگئی تھی۔ میں اپنی مرضی کے خلاف کسی سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ڈیڈی زبردستی کر رہے تھے میں نے سوچا فی الحال ڈیڈی کو چھوڑ کر روپوش ہوجاؤں تاکہ انہیں غلطی کا احساس ہو اور وہ تسلیم کرلیں کہ جوان اولاد سے اپنی ضد نہیں منوانی چاہئے۔"

وہ تاریکی میں گھورتی ہوئی سوچ رہی تھی "میں نے ڈیڈی کے نام ایک خط لکھا کہ میں اپنی پسند کے ایک فرینڈ کے ساتھ جارہی ہوں۔ جب آپ مجھے معاف کردیں گے تو واپس آجاؤں گی۔ یہ خط لکھ کر میں رہائش گاہ سے نکل گئی۔ ایسٹ بورن کے ساحلی علاقے میں ایک بوڑھی بیوہ کا کاٹیج ہے۔ میں نے پے اِنگ گیسٹ کی حیثیت سے اچھی خاصی رقم اسے دی۔ پھر وہاں ایک کمرے میں رہائش اختیار کرلی۔ میں خود کو آزاد سمجھ رہی تھی اور نئے طور سے زندگی گزارنے کے متعلق سوچ رہی تھی۔ رات کو میں بڑی بے فکری سے سوگئی۔ پتا نہیں کتنی دیر تک سوتی رہی۔ اچانک آنکھ کھلی تو پتا چلا دو آدمیوں نے مجھے جکڑ لیا ہے۔ ایک نے میرے جسم کو قابو میں کیا تھا، دوسرے نے میری ناک اور منہ پر رومال رکھ دیا تھا۔ اس رومال میں بیہوشی کی دوا تھی۔ میں تھوڑی سی جدوجہد کے بعد ڈھیلی پڑگئی۔ ایک دم سے غافل ہوگئی۔ اب اس تاریکی میں پتا چل رہا ہے کہ مجھے بیہوشی کی حالت میں اٹھا کر یہاں لایا گیا ہے۔"

وہ سوچ رہی تھی اور لیلیٰ مجھے اس کے حالات بتاتی جارہی تھی۔ پھر اس نے کہا "اسے اغوا کرنے والے جانتے ہیں کہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے دماغ میں آسکتا ہے اور اسے وہاں سے لے جاسکتا ہے۔ اسی لئے اندھیرے میں رکھا گیا ہے۔"

میں نے کہا "مجھے کافی پلاؤ میں اس معاملے کو دیکھتا ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولی "آپ ضرور کچھ کر گزریں گے۔ مارٹن رسل ایک بار سلطانہ کو ٹریپ کرنے والا تھا، آپ نے اس کی چال الٹ دی۔ اسے ہی ٹریپ کرلیا۔ پھر سلمان کو جنرل کے دماغ میں پہنچنے کا راستہ بتا دیا۔ آپ اچانک ایسی پلاننگ کس طرح کرلیتے ہیں؟"

"میرے پاس آؤ بتاؤں گا۔"

"جی نہیں، آپ سے دور ہی کی دوستی بھلی۔"

وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ میں جوراجوری کے پاس آیا۔ مجھے پال ہوپ کن کی آواز سنائی دی۔ وہ اس سے کہہ رہا تھا "ذرا سوچو، جس ملک کے اعلیٰ حکام نے ہمیں ٹیلی پیتھی کا علم دیا، وہ کتنا نقصان اٹھا رہے ہیں۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک ایک کرکے دشمنوں کی گرفت میں جارہے ہیں۔ تم ایک محبِ وطن کرنل کی بیٹی ہو۔ کیا تم اپنے ملک سے غداری کروگی۔ کیا اپنی قوم کو چھوڑ کر دشمنوں کے لئے کام کروگی؟"

"میں اپنی مرضی سے یہاں نہیں آئی ہوں۔ مجھے بیہوشی کی حالت میں اغوا کیا گیا ہے۔ میں اپنے ملک اور قوم کی وفادار ہوں۔ مجھے یہاں سے کسی طرح نکالو۔ میں نیویارک واپس جانا چاہتی ہوں۔"

"میں تمہیں یہاں سے نکال لے جانے کی پوری کوشش کروں گا۔ جس نے بھی تمہیں یہاں پہنچایا ہے وہ ہمیشہ تمہیں تاریکی میں قید نہیں رکھے گا۔ تمہارے پاس پہنچنے کا کوئی نشان ضرور ملے گا۔"

"میرا دل گھبرا رہا ہے۔ میں آخر کب تک یہاں رہوں گی؟"

"دل کے گھبرانے سے زنداں کے دروازے نہیں کھلتے۔ حوصلے سے وقت کا انتظار کرو۔ کیا تم نے اپنے ڈیڈی سے رابطہ کیا تھا؟"

"میں خیال خوانی کے قابل نہیں ہوں۔ وہ خیریت سے ہیں؟"

"وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔"

"نہیں، یہ جھوٹ ہے۔"

"جب دماغی توانائی بحال ہوجائے تو تصدیق کرلینا۔ تم یہاں زندگی کے اندھیروں میں ہو۔ تمہارے ڈیڈی موت کے اندھیرے میں گم ہوچکے ہیں۔ تمہاری حماقت نے انہیں خودکشی پر مجبور کر دیا تھا۔"

اس نے سر جھکا لیا۔ باپ کو یاد کرنے لگی پھر اس نے پوچھا۔ "کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ پال ہوپ کن جاچکا تھا۔ وہ رونے لگی۔ عام حالت میں شاید وہ ایسے نہ روتی لیکن باپ کی موت اور اپنی بے بسی دونوں مل جل کر رلا رہی تھیں۔ پھر وہ روتے روتے چپ ہوگئی۔ اندھیرے میں کچھ سنائی دیا تھا۔ اس نے کان لگا کر سنا کوئی کراہ رہا تھا۔ وقفے وقفے سے دوبار صاف طور پر کراہنے کی آواز سنائی دی پھر خاموشی چھاگئی۔

اس نے پوچھا "کون ہے؟ یہاں کون ہے؟ میری بات کا جواب دو۔ ابھی میں نے آواز سنی ہے۔"

چند لمحوں کے بعد ایک سرد آہ سنائی دی "مم.... میں کہاں ہوں؟"

میں نے آواز پہچان لی۔ وہ جوڈی نارمن تھا۔ ہوش میں آچکا تھا۔ اسے بھی جوراجوری کے قریب کہیں لا کر ڈالا گیا تھا۔ لیلا بولی "تمہاری کمزور آواز سے اور باتوں سے معلوم ہوتا ہے، تم بھی قیدی بنا کر لائے گئے ہو۔"

جوڈی نارمن نے پوچھا "کیا تم بھی قیدی ہو؟"

"ہاں، جب سے ہوش میں آئی ہوں تاریکی دیکھ رہی ہوں۔ مجھے نہیں چل رہا ہے کہ یہ کوئی کمرا ہے یا کال کوٹھری ہے۔"

میں نے جوڈی کے پاس آکر دیکھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہہ رہا تھا "کال کوٹھری میں آرام دہ بستر تو نہیں ہوتا۔ میں ایک بستر پر ہوں اور تم؟"

"میں بھی بستر پر ہوں۔ تمہاری آواز سن کر حوصلہ ہو رہا ہے۔ کیا تم میرے پاس آؤگے؟"

"میں کوشش کرتا ہوں" وہ سرہانے کی طرف ٹٹولتا ہوا ایک دیوار کے پاس آیا۔ لیلیٰ کافی لے آئی تھی۔ میں نے کافی کی پیالی لیتے ہوئے کہا "اسی جگہ تاریکی میں جوڈی نارمن بھی ہے۔ تم جوراجوری کے پاس جاؤ۔"

میں کافی کی ایک چسکی لے کر جوڈی کے پاس آیا۔ وہ راستہ ٹٹول کر جہاں سے گزر رہا تھا وہاں کے بارے میں بتا رہا تھا کہ یہ دیوار ہے، یہ بیڈ سائیڈ کا حصہ اور سائیڈ ٹیبل ہے اور یہ بستر ہے۔

وہ بولی "میں تمہاری آواز بالکل قریب سے سن رہی ہوں، تم میرے بستر تک آگئے ہو۔ دیکھو تم اچھے آدمی ہونا؟"

"میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ میں اپنی کرائنا سے بہت محبت کرتا ہوں۔ آہ، نہ جانے وہ کہاں ہوگی؟ کس حال میں ہوگی؟"

"کیا تم انہیں جانتے ہو جنہوں نے تمہیں قید کیا ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔ میری کسی سے دشمنی نہیں ہے۔ ہاں سونیا نامی ایک خطرناک عورت ہے۔ شاید اس نے مجھے یہاں پہنچایا ہے۔"

"سونیا کو تو میں بھی جانتی ہوں۔ اس سے چھپتی پھرتی ہوں۔"

"پھر تو تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔"

"ہاں، میں سمجھ گئی۔ تم بھی جانتے ہو اور سونیا نے اسی لئے ہمیں قیدی بنایا ہے۔"

"آہ! اس ٹیلی پیتھی نے ہمارا سکون برباد کردیا ہے۔"

"کیا تم اپنی کرائنا سے رابطہ کرسکتے ہو؟"

جوڈی نارمن نے کوشش کی پھر سر پکڑ کر کہا "میری دماغی توانائی بحال نہیں ہوئی ہے۔ کیا تم اس قابل ہو؟"

"پتا نہیں کتنی دیر ہوئی میں نے خیال خوانی کی کوشش کی تھی۔ یہاں تو وقت کا اندازہ نہیں ہو رہا ہے۔"

جوڈی نے کہا "میرے پاس ریڈیم ڈائل کی گھڑی تھی، کسی نے اتار لی تاکہ اندھیرے میں وقت نہ دیکھ سکوں۔"

وہ خیال خوانی کی کوشش کرتی رہی۔ پھر بولی "اتنی جلدی ممکن نہیں ہے۔ ہمیں دماغی توانائی کے لئے اچھی طرح کھانا پینا چاہئے۔"

"پتا نہیں یہاں کھانے کو ملے گا یا نہیں۔ کاش یہاں ٹیلیفون ہوتا۔"

ایک منٹ کے اندر ہی ٹیلیفون کی گھنٹی سنائی دی۔ وہ دونوں یوں سہمے ہوئے انداز میں چونک گئے جیسے تاریکی میں چوری کرتے ہوئے پکڑ لئے گئے ہوں۔ پھر وہ اٹھ کر بولا "ٹیلیفون کی آواز تمہارے سرہانے سے آرہی ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد اس نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ دوسری طرف سے آواز آئی "یہاں سب کچھ ہے صرف روشنی کی محتاجی

ہے۔"

جوڈی نے پوچھا "تم کون ہو؟ ہمارے پاس آؤ۔"

"میں تمہارے ہی پاس ہوں۔ تمہاری ہر ضرورت پوری کرتا رہوں گا۔ ٹیلیفون سے کچھ فاصلے پر کھانے پینے کا سامان ہے۔"

"میری منگیتر کرائنا کہاں ہے؟"

"میں کسی کرائنا کو نہیں جانتا۔"

"تم جھوٹ بولتے ہو۔ مجھے بیہوش کرتے وقت وہ میرے ساتھ تھی۔"

"میں وہاں نہیں تھا جہاں سے تمہیں لایا گیا ہے۔ اگر تمہارے ساتھ کوئی تھی تو میں اس کے متعلق معلوم کروں گا۔"

"کس سے معلوم کرو گے؟ مجھے یہاں کون لایا ہے؟ کیوں لایا ہے؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے بار بار مخاطب کیا۔ کئی بار کریڈل پر ہاتھ مارا۔ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا تھا۔ وہ کرائنا کے ساتھ جہاں قیام کر رہا تھا وہاں کے نمبر ڈائل کر کے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے نمبر ڈائل کرنے کے لیے ایک انگلی بڑھائی لیکن وہاں کوئی بٹن نہیں تھا۔ وہ فون صرف باتیں سنانے کے لئے تھا۔ ان کی سننے کے لئے نہیں تھا۔

اس نے جھنجلا کر ریسیور کو کریڈل پر پٹخ دیا۔ جوراجوری نے پوچھا "کیا ہوا؟"

اس نے کہا "ہم اس اندھیرے سے باہر کی دنیا نہیں دیکھ سکیں گے۔ فون پر ڈائلنگ سسٹم نہیں ہے۔ تاریکی نے اندھا اور ٹیلی فون نے گونگا بنا دیا ہے۔"

وہ بولی "ہم پر یہ ظلم کیوں ہو رہا ہے؟"

"ظلم بھی ہے مہربانی بھی۔ رہنے کو ایک کمرا اور آرام دہ بستر دیا گیا ہے۔ یہاں کھانے پینے کا بھی سامان ہے۔"

"مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کافی وقت گزر چکا ہے۔"

وہ اندھیرے میں راستہ ٹٹولتے ہوئے کھانے کی طرف بڑھنے لگے۔ میں نے کافی پی لی تھی' پیالی میز پر رکھتے ہوئے کہا "انہیں سوچ سمجھ کر تاریکی میں رکھا گیا ہے۔"

لیلیٰ نے کہا "لیکن یوں کب تک رکھا جائے گا؟"

"ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ انہیں اغوا کرنے والے کا مقصد کیا ہے۔ ویسے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اغوا کرنے والے کو ان کے ٹیلی پیتھی کے علم کی ضرورت ہے۔ اپنی یہ ضرورت پوری کرنے کے لئے وہ انہیں ساری زندگی تاریکی میں رکھ سکتا ہے۔"

"یہ ظلم ناقابلِ برداشت ہوگا۔ اغوا کرنے والے کو سوچنا چاہئے کہ جوراجوری اور جوڈی نارمن کے کمزور دماغوں میں کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا آسکتا ہے۔ ان پر تنویمی عمل کر کے انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا سکتا ہے۔"

میں نے کہا "وہ دونوں ہمارے معمول اور تابعدار ہیں۔ ہم ان کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ کیا انہیں اندھیرے سے نکال سکے ہیں؟ کیا اس خفیہ اڈے تک پہنچ کر ان کے کسی کام آسکتے ہیں؟"

"میں جانتی ہوں ہم یا کوئی بھی انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا کر نہ ان سے کوئی کام لے سکے گا نہ ان کے کام آسکے گا۔ لیکن وہ اغوا کرنے والا ان سے کیا فائدہ اٹھائے گا؟ انہیں اس طرح قید کر کے وہ کیا حاصل کر رہا ہے؟"

یہی تو دیکھنا ہے کہ وہ کون ہے' ان سے کیا چاہتا ہے اور انہیں کب تک یوں اندھیرے میں رکھ سکتا ہے۔"

"یہ دونوں ابھی اسی حال میں رہیں گے۔ ہمیں [illegible] ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خبر لینی چاہئے۔"

لندن میں جوراجوری اور جوڈی نارمن کے علاوہ وارزہیگ اور جان گاؤدی کو بھی اغوا کیا گیا تھا۔ یہ دونوں اس اندھیرے کمرے میں نہیں تھے' کسی دوسری جگہ ہو سکتے تھے۔ ان دونوں پر لیلیٰ نے تنویمی عمل کیا تھا۔ میں لیلیٰ کے دماغ میں آیا' وہ جان گاؤدی کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ بیہوش تھا۔ اب ہوش میں آرہا ہے۔ ہم اس کے ذریعے ہیلی کاپٹر کے گردش کرتے ہوئے پنکھے کی آواز سن رہے تھے۔ وہ ہوش میں آنے کے دوران آنکھیں کھولنے والا تھا' ہم نے اسے سہارا دیا۔ وہ آنکھیں کھول کر دیکھنے لگا۔ ہیلی کاپٹر کا اندرونی حصہ دکھائی دے رہا تھا۔ لیلیٰ نے اس کے اندر سوچ پیدا کی "میں کہاں ہوں اور یہاں کیسے آگیا؟"

وہ ذہن پر زور ڈال کر سوچنے لگا "میں نے اور وارزہیگ نے بڑی رازداری سے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ ہم رفتہ رفتہ ٹیلی پیتھی کی بہت بڑی قوت بن جائیں گے۔ اس کے لئے ہمیں ایک خفیہ اڈا بنانا ہوگا۔ کسی ایسی جگہ کا انتخاب کرنا ہوگا جہاں ہمارا کوئی دشمن آسانی سے نہ پہنچ سکے۔"

اس کی سوچ کہہ رہی تھی جب اسے اور وارزہیگ کو جزیرہ کونو میں رکھا گیا تھا تب ہی دونوں نے پلاننگ شروع کی تھی۔ وارزہیگ نے بتایا تھا کہ ترکی کے جنوب اور اسرائیل کے مغرب میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جو ایک بہت بڑے دولتمند کی ملکیت ہے۔ وہ دونوں اس جزیرے میں پناہ لے سکتے ہیں۔ وہاں روپوش رہ کر اس جزیرے کے مالک کو ٹریپ کر کے وہاں کے مالک اور مختار بن سکتے ہیں۔

امریکا سے وہ جزیرہ بہت دور تھا لیکن تقدیر نے ان کا ساتھ دیا۔ کرنل انہیں لندن لے آیا۔ اس طرح انہوں نے آدھے سے زیادہ فاصلہ طے کر لیا۔ لندن میں انہیں گھومنے پھرنے کی آزادی حاصل ہوئی۔ دونوں خیال خوانی کے ذریعے کوئی شکار تلاش کرنے لگے۔

آخر تلاش کرتے کرتے جان گاؤدی ایک بہت بڑے [illegible] کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے وارزہیگ سے کہا "میں ایک بہت بڑے رئیس کی کھوپڑی میں پہنچ گیا ہوں۔ وہ بظاہر ایک معزز دولتمند ہے' اپنے ایک ذاتی طیارے میں سفر کرتا ہے اور اس طیارے میں بڑی ہنرمندی سے مال چھپا کر لے جاتا ہے۔ وہ طیارہ آج شام چھ بجے یہاں سے روانہ ہوگا۔ ہم اسے آسانی سے اپنا معمول بنا کر جا سکتے ہیں۔"

وارزہیگ نے کہا "ہمارا منصوبہ یہ ہے کہ ہم ایک ساتھ اس جزیرے میں نہیں جائیں گے۔ دو مختلف راہوں سے جانے کا فائدہ یہ ہے کہ کوئی ہمیں ایک ساتھ ٹریپ نہیں کر سکے گا۔ اگر ایک پھنسے گا تو دوسرا اسے مصیبت سے نکلنے میں مدد کرے گا۔"

"میں مانتا ہوں تم بڑی ذہانت سے سوچتے ہو لیکن ایک طیارے کے مالک کو اپنا تابعدار بنا کر جزیرے تک جانے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہمیں ایک ساتھ یہاں سے چلنا چاہئے۔ اگر میں پہلے لندن سے غائب ہو جاؤں گا تو کرنل تم پر پابندیاں عائد کر دے گا۔"

"میں بھی آج ہی تمہارے ساتھ نکلوں گا لیکن تمہارے ساتھ اس طیارے میں نہیں جاؤں گا۔ میں خوش فہمی سے یہ کبھی نہیں سوچتا کہ منصوبے کے خلاف عمل کرنے سے میرا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ نقصان ہونے کے بعد غلط حکمتِ عملی کا دھیان آتا ہے۔ لہٰذا تم طیارے سے جاؤ' میں بھی جلد ہی جزیرے میں پہنچوں گا۔"

وہ دونوں لندن کی رہائش گاہ سے ایک ساتھ نکلے تھے۔ پھر راستے میں بچھڑ گئے۔ جان گاؤدی لندن انٹرنیشنل کے پلیٹ فارم نمبر پندرہ میں آیا۔ طیارہ پرواز کے لئے تیار تھا۔ اس کے مالک کے دماغ پر جان گاؤدی کا قبضہ تھا۔ اس نے گاؤدی کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اسے اپنے ساتھ طیارے میں لے گیا۔ پھر اس کے پائلٹ اور عملے کے لوگوں سے کہا "یہ میرے دوست ہیں' آج سے انہیں طیارے کا مالک سمجھو۔ یہ جہاں چاہیں طیارے کی پرواز ملتوی کرا سکتے ہیں۔"

وہاں سے طیارے نے پرواز کی۔ اس کے مالک نے شراب کی بوتل کھول کر کہا "آؤ کچھ شغل ہو جائے۔"

گاؤدی نے کہا "میں شراب نہیں پیتا۔ ایک اسپورٹس مین کی زندگی گزارتا ہوں۔"

اس نے شراب سے انکار کر دیا تھا۔ اگر لنچ کے وقت کھانے سے بھی انکار کر دیتا تو اپنے آپ سے غافل نہ ہوتا۔ پتا نہیں کھانے یا پینے کی چیز میں کیا تھا جس کے اثر سے وہ بیہوش

ہو گیا تھا۔

یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ایسا کس نے کیا تھا۔ طیارے کا مالک اس کی مٹھی میں تھا۔ عملے کے لوگوں کے بھی دماغوں کو وہ پڑھ چکا تھا۔ ان میں کوئی دشمن نہیں تھا۔ پھر اسے کس نے بیہوش کیا تھا اور یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آئی کہ بیہوشی سے پہلے وہ طیارے میں تھا اور اب ہوش میں آنے کے بعد خود کو ہیلی کاپٹر میں پا رہا تھا۔

میں نے لیلیٰ سے کہا "یہ خوب چکر چل رہا ہے۔ ادھر جوراجوری اور جوڈی نارمن تاریکی میں ہیں، ہم ان کا ٹھکانا معلوم نہیں کر سکتے۔ ادھر جان گاوڈی نے جسے شکار کیا تھا، اس کا خود شکار بن گیا ہے۔"

لیلیٰ نے کہا "گاوڈی کا ٹھکانا جلد ہی معلوم ہو جائے گا کیونکہ طیارے کا مالک یہودی ہے اور وہ اسرائیل جا رہا تھا۔"

"لیکن گاوڈی اب طیارے میں نہیں ہیلی کاپٹر میں ہے۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اسے ایسی جگہ پہنچایا جا رہا ہے، جہاں طیارہ نہیں اتر سکتا ہیلی کاپٹر ہی جا سکتا ہے۔"

"ایک آدھ گھنٹے میں معلوم ہو جائے گا کہ اسے کہاں پہنچایا گیا ہے۔ آؤ، تب تک وارزہیگ کے حالات معلوم کریں۔"

ہم اس کے دماغ میں پہنچے۔ وارزہیگ شکاگو کی ایک لیبارٹری میں پروفیسر تھا۔ خوبرو اور پرکشش شخصیت کا مالک تھا۔ ہم نے دیکھا وہ انقرہ کے ایک ہیلی پورٹ پر ایک حسینہ کے ساتھ کسٹم کی چیکنگ سے گزر رہا تھا۔ ہم خاموشی سے اس کے خیالات پڑھنے لگے۔ اس کی سوچ نے بتایا ابھی وہ جس حسینہ کے ساتھ ہے اس کی تصویر لندن کے ایک میگزین میں دیکھی تھی۔ تصویر کی آنکھوں میں جھانکتے جھانکتے اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔

پتا چلا وہ پیرس کی سب سے مہنگی ماڈل گرل ہے۔ پیرس، لندن، انقرہ اور قاہرہ کے کتنے ہی رئیسِ اعظم اس کی راہ میں آنکھیں بچھاتے ہیں۔ وہ کتنے ہی شہروں میں ایک ایک رات گزارتی تھی اور ہزاروں لاکھوں ڈالر اپنے اکاؤنٹ میں پہنچاتی تھی۔

وہ شاپنگ کے لئے لندن آئی تھی اور ایک اشتہاری فلم کے لئے انقرہ اور قاہرہ جانے والی تھی۔ وارزہیگ نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے اپنی طرف مائل کر لیا۔ وہ اس کے لئے ایسی دیوانی ہوئی کہ پھر اس سے جدا ہونا گوارہ نہ کیا۔ محبوبانہ انداز میں ضد کی کہ اسے اپنے ساتھ قاہرہ لے جائے گی۔ وارزجس جزیرے میں پہنچنا چاہتا تھا۔ وہ قاہرہ سے زیادہ دور نہیں تھا۔ اس لئے وہ اب اس حسینہ کے ساتھ دکھائی دے رہا تھا۔

وہ دونوں ہیلی کاپٹر میں تھے اور بلندی پر پرواز کر رہے تھے۔ وہ ہیلی کاپٹر قاہرہ کے ایک رئیس نے حسینہ کے لئے بھیجا تھا۔ وارز پائلٹ اور کوپائلٹ کے دماغوں کو پڑھنا چاہتا تھا۔ اس نے پائلٹ سے پوچھا "کیا تم قاہرہ کے رہنے والے ہو؟"

اس نے جواب نہیں دیا، وارز نے پوچھا "کیا تم گونگے بہرے ہو؟"

کوپائلٹ نے کہا "جی ہاں جناب! ہمارا پائلٹ گونگا بہرا ہے۔"

وارز نے کہا "یہ بکواس ہے۔ کبھی کسی گونگے بہرے کو جہاز اڑانے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔"

یہ کہتے ہی وہ کوپائلٹ کے دماغ میں آیا لیکن اس نے فوراً سانس روک لی پھر مسکرا کر بولا "کیا تم میرے اندر آنا چاہتے ہو؟"

وارز نے پوچھا "تم کون ہو؟ اور میرے متعلق کیا جانتے ہو؟"

"میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ میرے مالک نے کہا تھا کہ کوئی میرے دماغ میں بولنا چاہے تو میں سانس روک لوں اور اپنے پائلٹ کو منہ سے آواز نہ نکالنے دوں۔"

"... کون ہے؟"

حسینہ نے کہا "ہم قاہرہ میں جس کے مہمان ہوں گے وہی اس کا مالک ہے مگر تم لوگوں کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہی ہیں۔ یہ دماغ میں بولنے والی بات کا مطلب کیا ہوا؟"

"یہی کہ آپ کے یہ وارز صاحب ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

حسینہ نے وارز سے پوچھا "کیا واقعی؟"

وارز کو پوری طرح خطرے کا یقین ہو رہا تھا۔ اس نے حسینہ کو جواب نہیں دیا۔ پائلٹ سے کہا "ہیلی کاپٹر کو فوراً نیچے اتارو۔"

کوپائلٹ نے کہا "نیچے سمندر ہے۔"

وارز نے اس کے منہ پر ایک الٹا ہاتھ رسید کیا۔ پھر پیچھے سے پائلٹ کی گردن دبوچ کر کہا "مجھے اپنی آواز سناؤ اور ہیلی کاپٹر کو واپس لے چلو۔"

ہیلی کاپٹر بری طرح ڈگمگانے لگا تھا۔ حسینہ خوفزدہ ہو کر چیخ رہی تھی۔ کوپائلٹ کہہ رہا تھا "اگر تم نے پائلٹ کی گردن نہ چھوڑی تو ہم سب سمندر میں ڈوب جائیں گے۔ تم اس کی زبان نہیں کھلوا سکو گے۔ کیونکہ اس کے دماغ میں تمہاری طرح ٹیلی پیتھی جاننے والا ایک شخص موجود ہے جو اسے بولنے سے روک رہا ہے۔"

حسینہ نے وارزہیگ کو واپس اپنی سیٹ پر بیٹھنے کے لئے مجبور کیا۔ پائلٹ نے اس سے نجات پاتے ہی ہیلی کاپٹر کی ناہموار پرواز کو سنبھال لیا۔ پھر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "تم میری آواز سننا چاہتے ہو مگر یہ میری نہیں میرے عامل کی آواز ہے۔ تم اور کوئی حماقت نہ کرنا۔ اس بار میں تم سب کو سمندر کی تہ میں پہنچا دوں گا۔ تم زمین پر صحیح و سلامت اترنا چاہتے ہو تو آرام سے بیٹھے رہو۔"

میں نے اور لیلیٰ نے دماغی طور پر حاضر ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ ہم نے پہچان لیا تھا۔ پائلٹ کی زبان سے بولنے والا پاپا ڈوک تھا۔

میں نے کہا "یہ شیطان تو کوئی لمبا کھیل کھیل رہا ہے۔"

لیلیٰ نے کہا "شیطان اسے کہتے ہیں جو چھپا نہیں رہتا۔ بے شک وارز کا اس طرح پھنس جانا، ہمارے حق میں بہتر ہے۔ پاپا ڈوک ہماری نظروں میں رہے گا۔ ہم یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے کہ راحیلہ کو کس شیطانی چلے سے منسوب کیا گیا ہے۔"

"ہاں اس بیچاری کو جلد از جلد شیطانی عمل سے نجات دلانا چاہئے۔ خدا کرے ہم اس چلے تک پہنچ جائیں۔"

"وارز کے ذریعے پاپا ڈوک کو چھیڑو۔ معلوم کرو، وہ کہاں پہنچا ہوا ہے؟"

ہم پھر وارز کے پاس آگئے۔ جو ہم پوچھنا چاہتے تھے وہ وارز خود تجسس کے باعث پوچھ رہا تھا "تم کون ہو؟"

اسے جواب ملا "میں کوئی بھی ہو سکتا ہوں۔ مجھے جان کر کیا کرو گے؟"

"مجھے یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ تمہیں مجھ سے کیا دشمنی ہے؟"

پاپا ڈوک نے کہا "ایک نیام میں دو تلواریں نہیں رہتیں۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اپنی دنیا میں دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کا وجود برداشت نہیں کرتا۔ تم خوش نصیب ہو کہ میں نے اب تک تمہیں زندہ رکھا ہے۔"

"انسان اور تلوار میں یہی فرق ہے۔ انسان انسان سے ٹکرانے کے باوجود اسے اپنی دنیا میں زندہ رہنے دیتا ہے۔ اگر میں تمہاری ٹیلی پیتھی کی قوت میں اضافہ کر سکتا ہوں تو پھر مجھ سے دشمنی نہ کرو۔ میری دوستی کو ایک بار آزما کر دیکھو۔"

"بیشک، میں ضرور آزماؤں گا۔ پہلی آزمائش یہ ہے کہ اپنے دماغ میں مجھے آنے دو۔"

"میں اپنے دوست کو خوش آمدید کہتا ہوں۔"

پاپا ڈوک اس کے دماغ میں آیا۔ وہ سانس روکتے روکتے بولا۔ "سوری، مجھے سانس روکنے کی عادت ہے اس لئے میں ایسا کر رہا تھا۔ اب بتاؤ دوست تم کون ہو؟"

"مجھے شان پاپا ڈوک کہتے ہیں۔ میں صرف ٹیلی پیتھی ہی نہیں کالا علم بھی جانتا ہوں۔ میں سونیا کا جانی دشمن ہوں۔ میرا علم کہتا ہے کہ میری موت سونیا یا فرہاد کے ہاتھوں ہوگی۔ فرہاد تو مر چکا ہے۔ میں اپنے علم کے مطابق ایسے شخص کی تلاش میں ہوں جو سونیا کی موت کا سبب بنے گا۔ میں ایسے لوگوں کو جمع کر رہا ہوں۔ تمہارا بھی زائچہ بنا کر دیکھوں گا۔ اگر تم ہی وہ سونیا کو قتل کرنے والے ثابت ہوئے تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا ورنہ تم غلامی کی زنجیریں توڑ کر کبھی نہیں نکل سکو گے۔"

"تم مجھے سونیا کے قریب پہنچا دو میں تمہارے زائچہ بنانے سے پہلے ہی اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گا، کیونکہ وہ صرف تمہاری نہیں میری بھی دشمن ہے، امریکا سے ہمارے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔"

"اور تم اب تک اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔"

"ہم اپنے اعلیٰ حکام کی عائد کردہ پابندیوں میں تھے۔ میں وہ پابندیاں توڑ کر آیا ہوں۔"

"قفس سے نکلتے ہی میرے جال میں پھنس گئے۔ میں نہ پھانستا تو سونیا کے آدمی تمہیں گھیر لیتے۔ تم لوگوں نے ٹریننگ سینٹر میں بہت کچھ سیکھا ہے لیکن زندگی کے عملی میدان میں اس سے بھی زیادہ سیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔"

"میں کچھ کر گزرنے کے لئے میدان میں آیا ہوں۔"

"تو پھر کر گزرو، میرے شکنجے سے نکل کر ثابت کرو کہ تم آزاد رہ کر دشمنوں سے نمٹنا جانتے ہو۔"

"اچھی بات ہے۔ اب تم میرے دماغ میں سے جاؤ۔"

اس نے سانس روکی، پاپا ڈوک کے ساتھ ہم بھی اس کے اندر سے نکل آئے۔ ایک منٹ کے بعد گئے تو وہ سانس لے رہا تھا اور ہمیں محسوس نہیں کر رہا تھا۔ وہ اس ایک منٹ میں فیصلہ کر چکا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ اس میں شبہ نہیں تھا کہ وہ بے حد چالاک اور حالات کی نبض ٹٹولنے والا تھا۔ اس نے پہلے اناڑی پن سے پائلٹ پر حملہ کر کے اپنے دشمنوں کو یہ تاثر دیا تھا کہ وہ بے بس اور مجبور ہے۔ اسے بچ نکلنے کی کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔

یوں دیکھا جائے تو وہ پرواز کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر میں تنہا اور بے بس تھا۔ نیچے دور تک سمندر نظر آرہا تھا۔ ایک شخص یوگا کا ماہر تھا اور دوسرے کے دماغ میں پاپا ڈوک موجود تھا۔ وہ اپنی خیال خوانی کے ذریعے کامیاب نہیں ہو سکتا تھا لیکن اس نے اچانک ہی پستول نکال کر پہلے کوپائلٹ کو پھر پائلٹ کو گولی مار دی۔ سیٹ بیلٹ جلدی سے کھول کر پیچھے سے پائلٹ کو دھکا دیا اور اسے ہیلی کاپٹر سے باہر پھینک دیا۔ پاپا ڈوک ایسے میں صرف حسینہ کو آلۂ کار بنا سکتا تھا۔ میں نے لیلیٰ سے کہا "حسینہ کے دماغ پر قبضہ جمائے رکھو۔ وارز کو بچ نکلنے کا موقع ملنا چاہئے۔"

وارز پائلٹ کی سیٹ پر آگیا تھا اور ہیلی کاپٹر کا راستہ بدلتے ہوئے کہہ رہا تھا "پاپا ڈوک! اب یہی ایک عورت آلۂ کار بننے کو رہ گئی ہے لیکن جیسے ہی تم اس کے ذریعے حملہ کرو گے میں اسے بھی گولی مار دوں گا۔"

پاپا ڈوک نے حسینہ کی زبان سے کہا "تم نے میرے شکنجے سے نکل کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ آزاد رہ کر دشمنوں سے نمٹ سکتے ہو۔ اب میں تم سے دوستی کروں گا۔"

"یہ دوستی ابھی نہیں ہوگی۔ پہلے اس حسینہ کو آلۂ کار بناؤ مجھے باتوں میں نہ لگاؤ۔ دیر کرو گے تو یہ بھی ختم ہو جائے گی۔"

"تم ضرورت سے زیادہ چالاک ہو۔ تم نے اس حسینہ کو پتا نہیں کیسے روک رکھا ہے۔ میں اس کے ذریعے حملے کرنے کی کوشش کر چکا ہوں لیکن یہ ٹس سے مس نہیں ہو رہی ہے، اپنی جگہ یوں بیٹھی ہوئی ہے جیسے ہپناٹائز کی گئی ہو۔"

"باتیں نہ بناؤ۔ میں نے اس پر عمل نہیں کیا ہے۔ تم نے کسی خاص مقصد کے لئے اسے روک رکھا ہے۔"

دونوں ایک دوسرے پر شبہ کر رہے تھے جبکہ لیلیٰ نے اس حسینہ کو روک رکھا تھا۔ وارنر نے ن بار سوچا کہ اسے بھی گولی مار دے لیکن میں نے اسے قابو میں رکھا تھا۔ ہم اس حسینہ کے ذریعے پاپا ڈوک تک پہنچنے کی فکر میں تھے۔ وارنر جس جزیرے میں جانے کا منصوبہ بنا چکا تھا وہ جزیرہ اسی سمندر میں تھا۔ وہ ادھر جانا چاہتا تھا۔ میں اس حسینہ کے پاس آکر اسے سلانے لگا۔ پاپا ڈوک نے کہا "یہ تم کیوں سو رہی ہو؟ جاگتی رہو۔ میں دیکھنا چاہوں گا کہ یہ وارنر کہاں جا رہا ہے؟"

لیکن وہ سو رہی تھی۔ میری اور لیلیٰ کی موجودگی میں وہ اس پر جبر نہیں کر سکتا تھا اور یہ سمجھ نہیں سکتا تھا کہ وہ اس کے قابو میں کیوں نہیں آرہی ہے۔ بہرحال وہ آنکھیں بند کر چکی تھی۔ پاپا ڈوک دیکھ نہیں سکتا تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر کہاں جا رہا ہے۔

تھوڑی دیر بعد وارنر اس جزیرے پر پہنچ گیا۔ اس نے سوچا تھا اب حسینہ کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کے ذریعے ہیلی کاپٹر کو پرواز کرائے گا۔ پھر اسے حسینہ سمیت سمندر میں ڈبو دے گا تاکہ پاپا ڈوک حسینہ کو آلۂ کار بنا کر جزیرے میں اس کے ٹھکانے کا پتا معلوم نہ کرے۔

اس نے حسینہ کو نیند سے جگایا۔ بیچاری کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے ہیلی کاپٹر میں پائلٹ اور کو پائلٹ کو مرتے دیکھا تھا۔ وہ چیخنا چلانا چاہتی تھی لیکن کبھی غائب دماغ ہو جاتی تھی، کبھی پورے شعور سے ہیلی کاپٹر کا منظر دیکھنے لگتی تھی۔ کبھی سو جاتی تھی کبھی خود ہی بیدار ہو جاتی تھی۔ وارنر نے اس کے دماغ میں رہ کر اس سے ہیلی کاپٹر کو اڑوایا۔ بہت دور سمندر میں لیجانے کے بعد اسے گرانا چاہتا تھا لیکن ایسا نہ کر سکا۔ ہم نے حسینہ کے دماغ سے اس کی گرفت ڈھیلی کر دی۔ لیلیٰ نے اسے قابو میں رکھا۔ میں حسینہ کے دماغ میں رہ کر اسے ہیلی کاپٹر کو کنٹرول کرنا سکھاتا رہا۔

اس نے پہلے کبھی یہ کام نہیں کیا تھا۔ وہ گھبرا رہی تھی۔ بار بار نیچے جھانک کر سمندر کو دیکھ رہی تھی۔ ایسے وقت پاپا ڈوک کی آواز سنائی دی۔ وہ حیرانی سے پوچھ رہا تھا "تم ہیلی کاپٹر اڑا رہی ہو جبکہ تمہاری سوچ کہہ رہی ہے کہ تم نے کبھی یہ کام نہیں کیا ہے۔"

وہ رونے لگی، کہنے لگی "میں پاگل ہو جاؤں گی۔ میرے اندر کوئی بولتا ہے، پہلے بھی بول رہا تھا۔ اگر یہ ٹیلی پیتھی ہے تو میرے دماغ میں کون ہے؟"

پاپا ڈوک نے کہا "میں تمہارا دوست ہوں۔ تھوڑی دیر پہلے میں ہی تمہارے ذریعے وارنر سے باتیں کر رہا تھا۔ وارنر کہاں ہے؟"

"پتا نہیں، وہ کہاں ہے؟ میں تو سو رہی تھی اچانک جاگنے کے بعد بے اختیار یہ ہیلی کاپٹر اڑانے لگی۔"

"تم ہیلی کاپٹر کہاں سے لا رہی ہو؟"

میں نے اس کی زبان سے جھوٹ کہا "ایک بہت بڑا بحری جہاز تھا۔ اس کے عرشے پر سے پرواز کرتی آئی ہوں۔"

"بحری جہاز کی طرف واپس چلو۔"

"میں نہیں جانتی اسے واپس کیسے موڑنا چاہئے۔"

"میں تمہیں گائیڈ کرتا ہوں۔"

وہ اس کی راہنمائی کے مطابق عمل کرنے لگی لیکن میں نے واپس جانے نہیں دیا۔ گھما پھرا کر دوسری طرف لے گیا۔ پاپا ڈوک کو نہ کوئی بحری جہاز نظر آیا اور نہ ہی جزیرہ دکھائی دیا۔ ایک گھنٹے بعد خشکی کا حصہ نظر آنے لگا۔ وہ جھنجلا کر بولا "یہ تم کہاں آگئی ہو؟ بحری جہاز کہاں ہے؟"

"میں کیا بتاؤں وہ کہاں ہے۔ مجھے جلدی سے نیچے اتارو۔"

"پرواز کرتی رہو، کوئی آبادی نظر آئے تو وہاں گر پڑنا۔ میں جا رہا ہوں۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ شاید چلا گیا تھا۔ میں نے اس ہیلی کاپٹر کو ایک جگہ سلامتی سے اتار دیا۔ پھر لیلیٰ کے پاس آیا۔ اس نے کہا "پاپا ڈوک دوبارہ وارنر کے پاس آیا۔ وارنر نے سانس روک کر اسے بھگا دیا۔"

"وہ معلوم کرنے کے لئے بے چین ہے کہ وارنر نے کہاں پناہ لی ہے۔"

"یہ کیسے معلوم ہو گا کہ پاپا ڈوک نے کہاں پناہ لی ہے؟"

"کوئی چال سوچنا ہو گی۔ تم وارنر کے پاس آتی جاتی رہو۔ میں جان گاڈوی کا حال معلوم کرتا ہوں۔"

ہم نے پچھلی بار گاڈوی کو ہیلی کاپٹر میں دیکھا تھا۔ اب اس کے دماغ میں جا کر معلوم ہوا کہ وہ ایک چھوٹی سی پہاڑی کی چوٹی پر ہے۔ اس بلندی سے چاروں طرف سمندر نظر آرہا تھا۔ سمندر سے دور بہت دور کسی ملک کا ساحل تھا۔ ساحل کے دھندلکے میں اونچی اونچی عمارتیں دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ ہیلی کاپٹر والوں نے اسے پہاڑ کی چوٹی پر اتار دیا تھا۔ اس کے لئے کھانے پینے اور اوڑھنے بچھانے کا کچھ سامان چھوڑ گئے تھے۔ جانے سے پہلے ایک شخص نے کہا "تم اسرائیل کی سمندری حد میں ہو۔ وہ سامنے شہر تل ابیب نظر آرہا ہے۔ تمہارے چاروں طرف سمندر ہے۔ تم اسے کشتی کے بغیر عبور نہیں کر سکو گے۔ اس پہاڑی پر نہ تمہیں کوئی انسان ملے گا، ضرورت کی کوئی چیز ملے گی۔ ضرورت کی چیزیں ہم پہنچایا کریں گے۔"

یہ کہنے کے بعد وہ سب چلے گئے تھے۔ وہ چیختا رہا، انہیں واپس بلاتا رہا لیکن وہ واپس نہیں آئے۔ وہ تھک ہار کر بیٹھ گیا۔ میں نے لیلیٰ کے پاس آکر بتایا کہ جان گاڈوی پر کیا گزر رہی ہے اور اسے کہاں پہنچایا گیا ہے۔ وہ بولی "اسے سمندر کے بیچ اس لئے رکھا گیا ہے کہ دشمن اسے ٹریپ نہ کر سکیں۔ اگر اس کے دماغ میں پہنچیں تو اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں۔"

میں نے کہا "بالکل جورا جوری اور جوڈی نارمن والا کیس ہے۔ انہیں تاریکی میں رکھا گیا ہے تاکہ ان کی ٹیلی پیتھی سے کوئی فائدہ نہ اٹھائے اور گاڈوی کو پہاڑ کی چوٹی پر چھوڑ دیا ہے، وہاں بھی کسی کا پہنچنا دشوار ہے۔"

"دشمنوں نے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہم سے دور رکھنے کے لئے نئے حربے نکالے ہیں۔ ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کی شامت آگئی ہے۔"

میں پھر گاڈوی کے پاس آیا۔ سورج آسمان کے مغربی کنارے پر تھا۔ تھوڑی دیر میں تاریکی پھیلنے والی تھی۔ اس تاریکی میں اسے پہاڑ کی چوٹی پر رہنا تھا جس طرح وہ سامان کے ساتھ اسے پھینک گئے تھے، اس سے اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے رات وہاں گزارنی ہو گی۔ وہ غصے میں چیخنے لگا۔ گالیاں بکنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اچانک ہی چپ ہو گیا۔ اس کے دماغ میں آواز ابھری "کیا گالیاں دینے سے نجات مل جائے گی؟"

اس نے خلا میں تکتے ہوئے پوچھا "کون ہو تم؟"

پھر آواز ابھری "مجھے شان پاپا ڈوک کہتے ہیں۔ میں صرف ٹیلی پیتھی ہی نہیں کالا علم بھی جانتا ہوں۔"

"کیا تم نے مجھے یہاں پہنچایا ہے؟"

"ہاں، تم پر مہربانی کی ہے۔"

"یہ مہربانی ہے۔ میں اس ویران پہاڑی پر تنہا ہوں۔ رات ہونے والی ہے۔"

"اگر تمہیں یہاں نہ لایا جاتا تو سونیا تمہارا کام تمام کر چکی ہوتی۔ اب وہ یا اس کا کوئی آدمی اس سمندر میں نہیں آسکے گا۔ تل ابیب کے ساحل پر طاقتور دوربینیں لگی ہوئی ہیں، وہاں سے تمہیں دن رات دیکھا جائے گا۔"

اس نے گھبرا کر پوچھا "دن رات کا مطلب کیا ہوا؟ کیا میں اسی پہاڑی پر رہوں گا؟"

"یہ تمہارے لئے سب سے محفوظ پناہ گاہ ہے۔"

"مجھے یہاں قید کر کے تمہیں کیا حاصل ہو گا؟"

"اگر مجھے کچھ حاصل نہ ہوا تو دشمنوں کو بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔"

"یہ مجھ پر ظلم ہے۔ مجھے دوست بناؤ میں تمہارے کام آؤں گا۔"

"اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ دوست بن کر دھوکا نہیں دو گے؟"

"تم کیسی ضمانت چاہتے ہو؟"

"اپنا دماغ میرے حوالے کر دو۔ میں تنویمی عمل کے ذریعے تمہیں اپنا وفادار بنا لوں گا۔"

"نہیں تم مجھے غلام بنا کر رکھنا چاہتے ہو۔"

"تمہارے انکار کے باوجود میں تمہاری نیند کے وقت دماغ میں آؤں گا۔ تمہارا کمزور دماغ نہ مجھے محسوس کرے گا نہ عمل سے روکے گا۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "تم مجھ سے دشمنی کیوں کر رہے ہو؟"

"دوستی کر رہا ہوں، میرے بعد کوئی تمہارے دماغ کو ٹریپ نہیں کر سکے گا۔ تم ہمیشہ میرے پاس محفوظ رہو گے۔"

"بکواس کر رہے ہو۔ مجھے یہودیوں کا غلام بنانا چاہتے ہو۔"

"کیوں چلا رہے ہو؟ تمہاری آواز پہاڑی پر گونج رہی ہے۔"

اس نے گونجنے کی بات پر ایک گالی دی، پھر کہا "میں اس ویرانے میں تنہا نہیں رہوں گا۔"

"میں تمہارے لئے کنیزیں بھیج دوں گا۔"

وہ جھنجلا کر بولا "اپنی بیٹی کو بھیج دو۔ یہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی نئی نسل پیدا ہو گی۔"

"تمہارے کہنے سے پہلے یہ آئیڈیا میرے دماغ میں آیا تھا۔ میں نے اپنی بیٹی کو روانہ کر دیا ہے۔ ہیلی کاپٹر کی آواز سنو، وہ آرہی ہے۔"

اب رات کی تاریکی چھا گئی تھی۔ دور سے ایک ہیلی کاپٹر کی سرخ روشنی جلتی بجھتی آرہی تھی۔ وہ گڑگڑا کر بولا "میں ہمیشہ تمہارا وفادار رہوں گا۔ مجھے اس ہیلی کاپٹر میں لے چلو۔"

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ شاید پاپا ڈوک چلا گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر دور ایک جگہ اتر گیا۔ وہ دوڑتے ہوئے اُدھر جانے لگا۔ پنکھا اُسی تیزی سے گردش کر رہا تھا۔ ہوا کی تیزی سے قریب جانا دشوار ہو رہا تھا۔ وہ کسی طرح طوفانی ہوا کا مقابلہ کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اسی وقت تڑا تڑ فائرنگ کی آواز ابھری۔ کئی گولیاں اس کے قدموں کے آس پاس کی مٹی اکھاڑتی ہوئی گزر گئیں۔ وہ سہم کر واپس بھاگتا ہوا ایک بڑے پتھر کے پیچھے چلا آیا۔ وہاں سے دیکھا، ہیلی کاپٹر کے پاس چند مسلح فوجی تھے وہ ہیلی کاپٹر سے سامان اتار رہے تھے۔

اس نے پتھر کے پیچھے سے نکل کر آواز دی "دوستو! میری بات سنو، میں....."

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی تڑا تڑ گولیاں چلیں۔ وہ اچھل کر پتھر کے پیچھے چھپتے ہوئے گالیاں دینے لگا۔ گردش کرتے ہوئے پنکھے کا شور اتنا تھا کہ اس کی آواز نہیں پہنچ سکتی تھی۔ وہ اس کی آواز سن کر نہیں، اسے دیکھ کر گولیاں چلاتے تھے۔ پھر وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ سلائیڈنگ دروازہ بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ فضا میں بلند ہو کر تل ابیب کی سمت

جانے لگا۔

وہ پتھر کے پیچھے سے نکل کر دوڑتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے انہیں گالیاں دینے لگا "سوّر کے بچو! کمینو! کتو! میری ٹیلی پیتھی سے ڈرتے ہو۔ اپنی آواز نہیں سنائی' فائرنگ کی آواز سنا کر بھاگ رہے ہو۔ ایک بار مجھے اپنی آواز سناؤ' میں پورے اسرائیل کو تباہ کردوں گا۔"

وہ بول رہا تھا' چیخ رہا تھا' گالیاں دے رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر دور جا کر نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ پہاڑ کی چوٹی پر صرف اس کی اپنی آواز گونج رہی تھی۔ پھر اسے ایک سریلی سی آواز سنائی دی۔ "کب تک چیختے رہو گے۔ میرا دل گھبرا رہا ہے' بس بھی کرو۔"

اس نے چونک کر دیکھا۔ جو سامان فوجی چھوڑ گئے تھے ان کے درمیان کوئی بیٹھی ہوئی تھی۔ صاف نظر نہیں آرہی تھی۔ مگر ستاروں کی روشنی میں بدن کی گوری رنگت جھلک رہی تھی۔ اس نے پوچھا "کون ہو تم؟"

"پاپا ڈوک کی بیٹی ہوں۔"

جان گاڈری نے اس کے دماغ میں جانا چاہا لیکن ابھی دماغی توانائی بحال نہیں ہوئی تھی۔ اس کے اندر پاپا ڈوک نے کہا "تم نے میری بیٹی کی فرمائش کی' میں نے پوری کردی۔ اب اس کے خیالات پڑھ کر کیا کرو گے؟"

"کیا یہ واقعی تمہاری بیٹی ہے؟"

"تمہیں یقین کیسے آئے گا؟"

"اگر یہ سچ ہے تو تم نہایت ہی بے حیا اور بے غیرت ہو۔ بیٹی کو میرے پاس بھیجنے سے پہلے تمہیں ڈوب مرنا چاہئے۔"

"سوچے سمجھے بغیر اپنے سر کو بے غیرت نہ کہو۔ تم کیا سمجھتے ہو اس تنہائی اور ویرانے میں تم اسے ہاتھ لگا سکو گے؟"

"تو پھر اسے کس لئے یہاں بھیجا ہے؟"

"یہ اکثر کہتی تھی کہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے شادی کرے گی' پھر تم نے بھی میری بیٹی کی آرزو کی..."

"میں نے غصے میں تمہاری بیٹی کا مطالبہ کیا تھا۔"

"چلو کوئی بات نہیں۔ پہلے تم اسے اچھی طرح دیکھ لو۔ یہ حسین ہے' ذہین ہے' ہر طرح تمہارے قابل ہے۔ انکار کرو گے تو ابھی ہیلی کاپٹر میں واپس چلی جائے گی۔ پسند کرو گے تو آج رات میں تم پر تنویمی عمل کرنے کے بعد اس سے تمہاری شادی کرادوں گا۔"

"اس ویرانے میں ہمارے مذہبی پیشوا کے بغیر شادی کیسے ہوگی؟"

"ہزاروں میل دور ٹیلیفون کے ایک طرف لڑکی اور مذہبی پیشوا ہوتے ہیں۔ ٹیلیفون کے دوسری طرف لڑکا ہوتا ہے تو شادی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تل ابیب میں شادی کرانے والے ہوں گے۔ تم دونوں یہاں رہو گے اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے شادی کرادی جائے گی۔"

وہ حیرانی سے بولا "ٹیلی پیتھی کے ذریعے شادی؟ یہ ... بات سن رہا ہوں۔"

"حیران ہونے میں وقت ضائع نہ کرو۔ لڑکی پسند کرو۔"

اس نے لڑکی کو دیکھا۔ وہ بے شک و شبہ حسین تھی' ... تھی' دل کو اچھی لگ سکتی تھی لیکن یہ دل لگانے کا کون سا ... تھا۔ اس نے کبھی نہیں سنا تھا کہ کسی نے سمندر کے بیچ پہاڑ کی چوٹی پر شادی کی ہو۔ اسے اپنی دماغی اور جسمانی آزادی کی ... تھی۔ جبکہ وہ کھلی فضا میں بھی اسیر تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولا "میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ تم دشمن بن کر مجھے قید کررہے ہو اور بیٹی دے کر داماد بنا رہے ہو۔ خدا کے لئے مجھے انسانی آبادی ... لے چلو۔ میں تمہاری بیٹی کو قبول کرلوں گا۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے دو تین بار مخاطب کیا۔ لڑکی نے کہا "تم عجیب آدمی ہو' مجھے مخاطب کرنے کے بجائے میرے باپ کو پکار رہے ہو۔ تمہیں تکلیف کیا ہے؟"

"تکلیف؟ اس ویرانے میں تکلیف پوچھ رہی ہو؟ کیا یہاں انسان رہتے ہیں؟"

"بہت ہی بدذوق ہو۔ وہ جگہ کبھی ویران نہیں رہتی جہاں عورت پہنچ جائے۔ جہاں جہاں زمین ہے' وہاں وہاں قدم رکھ... تاریخ سے پوچھو' جواب ملے گا... یہ پوری دنیا ویران تھی۔ اسے عورت نے ہی آباد کیا ہے۔"

"میں یہاں نہیں رہوں گا۔"

"یہاں نہ رہنے کی معقول وجہ پیش کرو تو تمہاری بات مان... جائے گی۔"

"یہاں ہم صرف دو ہیں' مجھے انسانی آبادی میں رہنا ... ہے۔"

"انسانی آبادی میں تمہاری موت ہے۔ دشمن گھات لگا... بیٹھے ہیں۔ تمام بڑے ممالک' سپر طاقتیں اور خطرناک ... تمہاری تاک میں ہیں۔ جو تمہیں حاصل نہیں کرسکے گا ... تمہیں مار ڈالے گا۔ کیا تم زندہ رہنا نہیں چاہتے؟"

"میں دشمنوں سے لڑتے ہوئے زندہ رہنا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر لڑو۔ میرے باپ کو بھی دشمن سمجھو' اس سے ... ہوئے یہاں سے چلے جاؤ۔ ثابت کردو کہ تم آزاد ... حفاظت آپ کرسکتے ہو۔"

"میں یہاں سے کیسے جاؤں؟ چاروں طرف سمندر ہے..."

"ٹیلی پیتھی جاننے والے کو کوئی بھی قید کرے گا تو ... کرے گا کہ کوئی دوسرا اُس تک نہ پہنچے۔ کوئی تمہیں ... پنجرے میں یا پھولوں کی زنجیروں میں نہیں رکھے گا۔ اگر ... ایسی گرفتاریوں سے جان چھڑانے کی صلاحیتیں نہیں ... میرے اور میرے باپ کے ہو کر رہ جاؤ۔ تمہیں ہر ...

حاصل ہوگا۔ تمہیں ہر طرح کا عیش و آرام ملے گا۔ تمہاری ہر خواہش پلک جھپکتے ہی پوری ہو جایا کرے گی۔"

وہ شکست خوردہ انداز میں ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی "ہمت ہارو گے تو زندگی ہار جاؤ گے۔ آؤ اٹھو' خیمہ لگاؤ۔ یہ ہماری پہلی خانہ آبادی ہوگی۔"

میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر لیلیٰ کا ہاتھ پکڑ لیا پھر کہا "آؤ ہم بھی خیمہ لگائیں۔"

وہ سمجھ نہ سکی کیونکہ اب تک وارنر کے پاس تھی۔ میں نے جان گاوُدی کے حالات بتائے۔ اس نے کہا "پھر تو ہم میں سے کسی ایک کو گاوُدی کے پاس رہنا ہوگا ورنہ پاپا ڈوک اس پر عمل کرکے اسے اپنا تابعدار بنا لے گا۔"

"میں اس کے پاس آتا جاتا رہوں گا۔"

"آپ کا کیا خیال ہے۔ اس پہاڑی پر گاوُدی تک کوئی پہنچ نہیں پائے گا؟"

"انہوں نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی اسے وہاں چھوڑا ہے۔ اس کے پاس صرف ایک حسینہ ہے۔ کوئی مسلح گارڈ نہیں ہے۔ سمندر کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ غوطہ خور اس پہاڑی کے دامن میں پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ پہاڑی کے چاروں طرف بجلی کے نادیدہ تار ہوں گے اور ایسے جاسوسی آلات ہوں گے جو کسی تیسرے کی موجودگی ظاہر کریں گے۔"

"یعنی انہوں نے گاوُدی تک پہنچنا ناممکن بنا دیا ہے؟"

"فی الحال تو یہی سمجھ میں آرہا ہے' تم وارنر کے متعلق بتاؤ۔"

وہ بتانے لگی۔ وارنر جس جزیرے میں گیا تھا' وہ لبنان کے قریب تھا۔ جزیرے کا نام پوٹویا تھا۔ انقرہ کا ایک ارب پتی دولتمند وہاں کا مالک تھا مگر لبنان میں ہونے والی خانہ جنگی سے پریشان رہتا تھا۔ مخالف گروپ کے جاسوس اور تخریب کار آئے دن جزیرے میں آتے رہتے تھے۔ ان کا آپس میں تصادم ہوتا تھا۔ فائرنگ اور بموں کے دھماکوں کے باعث سکون برباد ہو گیا تھا۔ یہودیوں نے جزیرہ پوٹویا کو خریدنے کے لئے بھاری قیمت لگائی تھی لیکن وہ اسے فروخت کرنے سے انکار کرتا تھا جس کے نتیجے میں یہودی اس کا سکون برباد کرتے رہتے تھے۔

جزیرے کے کچھ لوگوں نے ایک ہیلی کاپٹر کو کہیں اترتے دیکھا تھا۔ وہ کافی تعداد میں معلوم کرنے آئے کہ وہ کس کا ہیلی کاپٹر ہے اور وہاں کون آیا ہے؟ جزیرے کے مسلح سپاہی بھی آئے تھے۔ وارنر ایک جگہ چھپ گیا تھا۔ لوگ واپس جانے والے ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر یہ رائے قائم کر رہے تھے کہ وہ کسی فنی خرابی کے باعث اترا ہوگا۔ پھر خرابی دور ہوتے ہی چلا گیا۔ وارنر اس بھیڑ میں آکر لوگوں میں مل گیا تھا۔ وہاں کی آبادی بہت کم تھی۔ وہ وہاں ایک اجنبی کی حیثیت سے پہچانا جا سکتا تھا۔ اس نے خود کو چھپانے کے لئے ایک پولیس افسر کے دماغ میں جگہ بنائی۔ اس کے ذریعے وہاں کے اعلیٰ افسر کے اندر پہنچا۔ اس اعلیٰ افسر نے جزیرے کے مالک یار بختیار سے فون پر بات کی۔ اسے بتایا کہ ہیلی کاپٹر فوراً واپس چلا گیا ہے۔ اس میں تخریب کار نہیں آئے تھے۔

یار بختیار نے کہا "یہاں جو بھی آیا تھا' وہ غیر قانونی طور پر آیا تھا اس کا محاسبہ ہونا چاہئے تھا۔"

"جناب! وہ ہمارے پہنچنے سے پہلے چلا گیا تھا۔"

وارنر بڑی خاموشی سے یار بختیار کے دماغ میں پہنچ گیا۔ یار بختیار نے اس کی مرضی کے مطابق کنیزوں کو خوابگاہ سے باہر جانے کا حکم دیا پھر ان کے جانے کے بعد دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ بستر پر آکر لیٹ گیا۔ اس کے بعد آنکھیں بند کرکے رفتہ رفتہ نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

لیلیٰ کے بیان کے مطابق اب وہ تنویمی نیند سو رہا تھا اور بیدار ہونے کے بعد وارنر کے اشاروں پر چلنے والا تھا۔ میں نے کہا "وارنر اور گاوُدی ہم سے بہت دور ہیں۔ لیکن جوراجوری اور جوڈی نارمن ہمارے قریب ہیں۔ ہمیں لندن جانا چاہئے۔"

اس نے پوچھا "وہ دونوں تاریکی میں قیدی بنے ہوئے ہیں۔ آپ نے کیسے جان لیا کہ وہ لندن میں ہیں؟"

"یہ تو موٹی سی عقل میں بھی سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ وہ دونوں لندن میں اغوا کئے گئے۔ اغوا کرنے والے انہیں بحری یا فضائی راستے سے نہیں لے گئے۔ انہوں نے کار یا ٹرین میں بھی لمبا سفر نہیں کیا۔ للٰہذا وہ لندن یا اس کے آس پاس کہیں ہیں۔"

"ہاں' ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ انہیں کس نے اغوا کیا ہے۔"

"اندازے سے بہت کچھ سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن وارنر اور گاوُدی کے معاملے میں ہمارے اندازے کے بالکل خلاف بات ہوئی ہے۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ پاپا ڈوک اسرائیل جاکر پناہ لے گا اور یہودیوں کے لئے دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کرے گا۔"

"پاپا ڈوک ہماری مسز سے بہت سہما ہوا ہے۔ وہ سمجھتا ہے مسز سونیا اسرائیل نہیں آئیں گی اسی لئے وہاں سے دھاندلیاں کر رہا ہے۔"

لیلیٰ کا خیال درست تھا۔ اسرائیلی حکام نے پاپا ڈوک کو سمجھایا ہوگا کہ سونیا کئی برس پہلے آئی تھی۔ اب ادھر کا رخ نہیں کرتی ہے۔ اگر کبھی آئے گی تو اسرائیلی انٹیلی جنس والے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیں گے۔ میں نے پوچھا "لیلیٰ! تم کبھی اسرائیل گئی ہو؟"

"کوئی چھ برس پہلے ایک ہفتہ کے لئے گئی تھی۔"

"کیا پھر چلو گی؟"

"جہاں آپ جائیں گے' وہاں ضرور جاؤں گی۔ لیکن ابھی لندن کا پروگرام بناتے بناتے اسرائیل کا خیال کیسے آگیا؟"

"مجھے پاپا ڈوک کی ایک بات یاد آگئی۔ اس نے کہا تھا کہ اس کے علم کے مطابق سونیا یا فرہاد اس کی موت کا سبب بنیں گے۔ وہ صرف سونیا سے سہما ہوا ہے کیونکہ مجھے مردہ سمجھتا ہے۔ اسرائیل میں سونیا کے لئے سختیاں ہیں۔ میرے لئے نہیں ہیں۔ میں تمہارے ساتھ ایک نئے روپ میں جا سکتا ہوں۔"

"میری خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ نگر نگر کی سیر کروں۔ لیکن وہاں یہودی بن کر جانے میں مزہ آئے گا۔"

"تم عبرانی فرفر بولتی ہو۔ میں یہ زبان نہیں جانتا۔"

"میں آپ پر عمل کروں گی۔ یہ زبان آپ کے دماغ میں نقش کردوں گی۔"

"پھر یہ طے ہو گیا کہ ہم جا رہے ہیں۔"

اسے میرے ساتھ بہت دور جانا تھا' وہ میرے پاس آگئی۔ بازوؤں کی قید میں آکر میرے سینے پر دھڑکنے لگی۔

○☆○

ثانی اور علی بابا صاحب کے ادارے میں آگئے تھے۔ سونیا راحیلہ کو پیرس لے آئی تھی۔ راحیلہ بیمار رہتی تھی۔ کبھی کبھی اس پر دورہ پڑتا تھا اور وہ اٹھ کر بھاگنے لگتی تھی۔ سونیا نے اس کی دیکھ بھال کے لئے چار خدمت کرنے والی عورتیں رکھی تھیں۔ کاٹیج کے باہر مسلح گارڈز کا پہرا رہتا تھا۔ اس کا علاج ہو رہا تھا۔ لیکن ڈاکٹروں کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دورہ کیوں پڑتا ہے۔ میڈیکل رپورٹ کے مطابق جسم اور دماغ صحت مند تھا۔ کسی بیماری کا سراغ نہیں ملتا تھا۔ اس کا علاج کرنے والے ڈاکٹر کسی جادوئی اثر کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔

سونیا نے پہلے اسے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچانا چاہا۔ لیکن جناب علی اسد اللہ تبریزی نے فرمایا "بیٹی! راحیلہ کو یہاں سے دور رکھو۔ اس ادارے میں قدم رکھنے کے لئے پاکیزگی شرط ہے۔ جبکہ راحیلہ پر کسی ناپاک آسیب کا سایہ ہے۔ پاپا ڈوک نے اسے سحرزدہ کرنے کے لئے اس پر انسانی خون کے لئے چھینٹے دیئے ہیں۔ اسے پیرس کی رہائش گاہ میں رہنے دو۔ وہیں اس کا علاج کراؤ۔ ہم اس کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔"

سونیا اسے سمجھاتی تھی "دیکھو راحیلہ! تمہاری ماں اور نانی نے تمہیں کس قدر کمتر بنا دیا ہے۔ وہ ادارہ تمہارے محترم والد نے قائم کیا تھا اور آج تمہارا داخلہ وہاں ممنوع ہے۔ حضرت بابا فرید واسطی کا نام سن کر مسلمان اور کافر سب ہی احتراماً سر جھکا لیتے ہیں اور ان کی بیٹی کو کوئی نہیں پوچھتا۔ یہ عبرت حاصل کرنے کا مقام ہے۔"

راحیلہ مجبوری ظاہر کرتی تھی "میں کیا کروں؟ مجھے کوئی نہیں پوچھتا ہے۔ تم نے بھی مجھے گھر کا رہنے دیا نہ گھاٹ کا۔ تم یہ کیوں نہیں سمجھتیں کہ ادھر کوئی نہیں پوچھتا' میرے میکے میں تو مجھے سر پر بٹھایا جاتا ہے۔ مجھے وہاں کیوں نہیں جانے دیتیں؟ مجھے میری ماں کے پاس جانے دو۔ تم لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں بیکار کر دیئے ہیں۔ وہ اپاہج ہو گئی ہیں۔ انہیں میری ضرورت ہے' مجھے اور میری بیٹی کو جانے دو۔"

"وہاں جانے کا خیال دل سے نکال دو۔ میں پاپا ڈوک کا طلسم توڑ کر دکھاؤں گی۔"

"کیا تم مجھے اپنا سمجھتی ہو؟"

"کیا تمہاری سمجھ میں نہیں آیا کہ ہم نے تمہارے لئے تمہارے گرد گھنتال سے ٹکر لی۔ آئندہ دیکھو گی کہ تمہیں اس کے سحر سے نجات دلانے کے لئے میں اسے کتے کی موت ماروں گی۔"

"میں مانتی ہوں تم میرے لئے بہت کچھ کر رہی ہو' مجھے بہت چاہتی ہو لیکن میں تو بہت بری ہوں۔ بہت بدصورت ہوں۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہو۔ خدا نے تمہیں بے پناہ حسن دیا ہے۔ ایک تو تم حسین اور پرکشش ہو' دوسرے بابا صاحب کی بیٹی ہو۔ تم پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔"

"تو پھر سلمان نے مجھ سے منہ کیوں پھیر لیا؟ کیا مجھے شوہر کی محبت کا حق حاصل نہیں ہے؟ وہ کمینی سوکن میرا حق چھینتی رہے گی۔"

"سلطانہ کو گالی نہ دو۔ اپنی زبان کو اپنے دل کی طرح صاف رکھنا چاہیے۔ سلمان تمہیں دل و جان سے چاہتا ہے۔ تمہارے لئے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتا ہے لیکن وہ حالات سے مجبور ہے' یہاں نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو دوڑا چلا آتا۔ وہ بہت سی ذمے داریوں میں الجھا ہوا ہے۔ کیا وہ خیال خوانی کے ذریعے تم سے باتیں نہیں کرتا ہے۔"

"باتیں مجھ سے کرتا ہے مگر سلطانہ کو گلے سے لگائے پھرتا ہے۔"

"سلطانہ کی نگرانی اور حفاظت اس کی ذمے داری ہے۔ وہ اسے یہاں چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔ تمہاری ماں اور پاپا ڈوک نے تم پر ایسا سحر کیا ہے کہ تم سلطانہ پر قاتلانہ حملہ ضرور کرو گی۔"

وہ چپ رہی۔ منہ پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ سونیا نے پوچھا "تم یہ اعتراف نہیں کرو گی کہ پاپا ڈوک تمہارے دماغ میں آتا ہے۔"

"نہیں آتا ہے۔"

"آتا ہے۔ ابھی میرے خیال خوانی کرنے والے نے بتایا ہے۔"

اس نے چونک کر سونیا کو دیکھا۔ سونیا نے کہا "کیا یہ بھی بتاؤں کہ وہ تم سے کیا کہہ رہا تھا؟"

وہ پریشان ہو کر بولی "ہاں مگر۔۔۔ مگر میں نے انکار کیا ہے' اس سے صاف کہہ دیا ہے کہ مسز سونیا کے کھانے پینے میں زہر نہیں

ملاؤں گی۔ سسٹر سے میری دشمنی نہیں ہے۔ میں تو سلطانہ کو قتل کروں گی۔"

"جب تمہارے دماغ سے اس کمبخت کا سحر ٹوٹے گا' سلطانہ سے بھی تمہاری دشمنی نہیں رہے گی۔ کیا تمہیں ایسا کوئی شیطانی پتلا یاد ہے جس کے سامنے تم پر انسانی خون کے چھینٹے دیئے گئے ہوں؟"

"مجھے ایسا کوئی پتلا یاد نہیں ہے۔"

"اچھا رات ہوگئی ہے سوجاؤ۔"

سونیا نے اسے لٹایا۔ اس پر کمبل ڈالا۔ پھر جھک کر اس کی پیشانی کو بوسہ دے کر جانے لگی۔ اس نے آواز دی "سسٹر!"

سونیا نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ بولی "آپ مجھے اتنا پیار کیوں کرتی ہیں؟"

"میں تمہیں جتنا بھی پیار کروں پھر بھی اس پیار کا صلہ نہیں دے سکتی جو بابا فرید واسطی مرحوم مجھ سے کرتے رہے ہیں اب سوجاؤ۔ میں نے تمہیں کلمہ یاد کرایا تھا' اسے پڑھ کر آنکھیں بند کرلو۔"

وہ بھول گئی تھی۔ سونیا نے اسے پڑھایا۔ وہ پڑھنے کے بعد بولی "میرے خواب میں پاپا ڈوک آئے گا تو کہہ دوں گی' تمہاری کوئی تدبیر کام نہیں آئے گی۔ سسٹر کو تمہاری تمام باتیں معلوم ہوجاتی ہیں۔"

"ہاں اس سے کہہ دینا۔ اب سوجاؤ۔"

اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ سونیا خواب گاہ سے باہر آگئی پھر اپنی خواب گاہ میں پہنچ کر اس نے فون کا ریسیور اٹھایا اور سلمان کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ سلطانہ اور سلمان پیرس ہی میں تھے۔ سونیا نے راحیلہ سے غلط کہا تھا کہ وہ یہاں نہیں ہیں۔ راحیلہ سے سچ کہا جاتا تو یہ باتیں پاپا ڈوک اس کے دماغ سے معلوم کرلیتا۔ پھر وہ اسے نیند کی حالت میں چلاتا ہوا سلطانہ کے پاس قتل کے لئے پہنچادیتا۔

وہ ہر رات نیند میں چلتی تھی۔ دروازے کھول کر مختلف کمروں سے گزرتے ہوئے سونیا کی خواب گاہ تک آتی تھی۔ لیکن وہ دروازہ بند ملتا تھا۔ پھر وہ باہر نکل جاتی تھی۔ مسلح پہریدار اسے واپس کمرے میں پہنچادیتے تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ پاپا ڈوک کے حکم پر عمل کرتے ہوئے نیند کی حالت میں سونیا کو قتل کرنے آتی تھی۔ پھر دروازے بند ہونے کے باعث رخ بدل کر اپنی سوکن سے دشمنی کے لئے باہر نکلتی تھی۔ اگر اسے آزاد چھوڑ دیا جاتا تو نہ جانے وہ کہاں بھٹک جاتی۔ کیونکہ اسے سلطانہ اور سلمان کی رہائش گاہ کا علم نہیں تھا۔

آج سونیا اور سلمان نے فیصلہ کیا تھا کہ راحیلہ کو باہر جانے کی کھلی چھٹی دی جائے اور اس کا تعاقب کرکے دیکھا جائے کہ وہ کہاں جاتی ہے۔ سونیا نے رابطہ قائم ہوتے ہی سلمان کی آواز سن کر کہا "میں ہوں سونیا۔"

پھر اس نے ریسیور رکھ دیا۔ دوسرے ہی لمحے سلمان نے اس کے دماغ میں آکر پوچھا "کیا وہ سوگئی؟"

"ابھی آنکھیں بند کی ہیں' چپ چاپ بالر دیکھو۔ وہ شیطان کچھ گڑبڑ کررہا ہوگا۔"

وہ چلا گیا۔ سونیا نے لباس تبدیل کیا' جوتے پہنے' ضرورت کا کچھ سامان لیا پھر خواب گاہ کی بتیاں بجھا کر باہر سے دروازہ بند کردیا۔ دبے قدموں چلتی ہوئی کاٹیج سے باہر آئی۔ پھر مسلح پہریدار کو بلاکر کہا "آج راحیلہ کو نہ روکنا۔ وہ جہاں جانا چاہے اسے جانے دینا۔ اس کے سامنے نہ آنا۔ تم میں سے ایک پہریدار برآمدے میں کمبل اوڑھ کر سوجائے تاکہ معلوم ہو کہ پہریدار سورہے ہیں۔"

وہ انہیں ہدایات دے کر کاٹیج کے احاطے سے باہر آئی۔ ذرا فاصلے پر گلی کے ایک کنارے اس کی کار موجود تھی۔ وہ اسٹیرنگ سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ سلمان نے آکر کہا "وہ سورہی ہے' میں ابھی پھر جاؤں گا۔ آپ سے یہ کہنے آیا ہوں کہ مجھے بھی راحیلہ کا تعاقب کرنا چاہئے۔"

"کیا سلطانہ کو کاٹیج میں تنہا چھوڑ کر آؤ گے؟"

"وہ تنہا تو نہیں رہے گی۔ ہمارے کاٹیج کے اطراف بھی مسلح گارڈز ہیں پھر کوئی خطرہ پیش آئے گا تو وہ خیال خوانی کے ذریعے ہمیں اطلاع دے گی۔"

"اگر ہم میلوں دور رہیں گے تو اس کی اطلاع سے کیا حاصل ہوگا' کس طرح فوراً وہاں پہنچو گے؟ ہوسکتا ہے کہ دشمن ایسی چال چل رہا ہو' ہمیں راحیلہ کے پیچھے لگا کر سلطانہ کی شہ رگ تک پہنچنا چاہتا ہو۔ نہیں میں تمہیں سلطانہ کو چھوڑ کر باہر نکلنے کی اجازت نہیں دوں گی۔"

وہ پھر چلا گیا۔ رات کے بارہ بجنے والے تھے۔ تھوڑی دیر بعد سونیا سیٹ پر سیدھی ہوکر بیٹھ گئی۔ اسے کاٹیج کے برآمدے میں راحیلہ دکھائی دے رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی برآمدے سے اتر کر احاطے کے باہر آرہی تھی۔

سلمان نے آکر کہا "وہ گہری نیند میں ہے۔ خواب میں پاپا ڈوک کو دیکھ رہی ہے۔ میں اس کے دماغ میں رہوں گا۔ سلطانہ آپ کے پاس آرہی ہے۔ وہ آپ کا پیغام مجھ تک پہنچائے گی۔"

راحیلہ احاطے کے باہر آنے کے بعد ایک طرف گھوم کر گلی میں چل رہی تھی۔ چلنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے سحرزدہ ہو یا نیند کی حالت میں کچھ دیکھے سمجھے بغیر جارہی ہو۔ اسے منزل کا پتا ہوتا تو سلمان اس کے دماغ سے معلوم کرلیتا۔ اندازہ یہی تھا کہ وہ سلطانہ کو ہلاک کرنے جارہی ہوگی۔

سلطانہ میرے پاس آگئی' مجھ سے بولی "ابھی سلمان نے بتایا ہے کہ وہ نیند میں چل رہی ہے۔ کیا یہ میرے کاٹیج کی طرف جارہی ہے؟"

"ہم آگے جاکر دیکھیں گے کہ یہ کن راستوں سے گزر رہی ہے۔"

"سسٹر! وہ دور نکل گئی ہے۔ گاڑی اسٹارٹ کریں۔"

"اسے حدِ نظر تک سامنے مین روڈ پر جانے دو۔ وہ گم نہیں ہوگی' سلمان اس کے دماغ میں ہے۔"

وہ بہت دور مین روڈ پر پہنچی۔ اسی وقت ایک کار اس کے قریب آکر رکی۔ پچھلا دروازہ کھلا وہ اندر بیٹھ گئی۔ کار اسٹارٹ ہوکر پھر آگے بڑھ گئی۔ تب سونیا نے اپنی کار اسٹارٹ کی۔ سلطانہ نے حیرانی سے پوچھا "سسٹر! کیا آپ سوچ سکتی تھیں کہ نیند میں چلنے والی کے لیے کہیں سے ایک کار آجائے گی؟"

"میں اس سے بھی زیادہ سوچتی ہوں' اس لئے حیرانی نہیں ہوتی۔"

کار تیز رفتاری سے چلتی ہوئی مین روڈ پر آئی۔ راحیلہ کو لے جانے والی گاڑی آگے جاکر ٹریفک میں گم ہوگئی تھی۔ سلطانہ نے سلمان کو مخاطب کیا' وہ سونیا کے دماغ میں آکر بولا "وہ پچھلی سیٹ پر ہے۔ کوئی شخص کار ڈرائیو کررہا ہے۔ راحیلہ کھلی آنکھوں سے دھندلے مناظر دیکھ رہی ہے۔ ان مناظر کے پیش منظر میں اسے پاپا ڈوک کی بڑی بڑی آنکھیں دکھائی دے رہی ہیں۔"

سونیا نے کہا "تم وہاں رہو۔ کوئی موڑ آئے یا ڈرائیور ڈاج دینا چاہے تو مجھے بتادینا۔"

وہ بڑی مہارت سے ڈرائیو کرتی ہوئی اس کار کے پیچھے آگئی پھر تھوڑا فاصلہ بڑھادیا تاکہ تعاقب کا شبہ نہ ہو۔ ان کے درمیان دوسری گاڑیاں بھی آکر گزر جاتی تھیں۔ وہ تقریباً دو گھنٹے تک آگے پیچھے چلتے رہے۔ پھر اگلی گاڑی ایک بہت اونچی عمارت کے سامنے جاکر رک گئی۔ ڈرائیور نے پچھلا دروازہ کھولا' راحیلہ باہر آئی۔ پھر نیند کی حالت میں چلتی ہوئی عمارت کے اندر چلی گئی۔

دس منٹ بعد سونیا کی کار آکر وہاں رکی۔ وہ کار سے اتر کر تیزی سے چلتی ہوئی عمارت کے اندر آئی۔ سلمان نے کہا۔ "راحیلہ لفٹ کے ذریعے اوپر گئی ہے۔ اس نے چھت پر جانے والا بٹن دبایا ہے۔"

سونیا نے پریشان ہوکر کہا "وہ چھت پر کیوں جارہی ہے؟ اس کے پاس رہو۔ خطرہ ہو تو اس کے دماغ پر قبضہ جماکر واپس لے آنا۔"

وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی لفٹ کے پاس آئی ایک لفٹ اوپر جارہی تھی۔ وہ دوسری لفٹ میں آگئی۔ اسی وقت سلمان نے آکر کہا "سسٹر! غضب ہوگیا۔ کسی نے اسے بیہوش کردیا ہے۔ میں اس کے دماغ میں رہ کر کچھ نہیں کرسکوں گا۔"

وہ لفٹ کا بٹن دبا کر چھت کی طرف جاتے ہوئے بولی "اوہ خدایا! وہ چھت پر کیوں جارہی تھی۔"

اب ایک ایک پل قیمتی تھا۔ پتا نہیں کس مقصد کے لئے اسے بیہوش کیا گیا تھا۔ فی الوقت تو یہی سمجھ میں آرہا تھا کہ پاپا ڈوک نے اس کے دماغ سے ہمارے خیال خوانی کرنے والے کو بھگایا ہے۔ لفٹ اوپر جارہی تھی۔ اس کی مخصوص رفتار کے باوجود یوں لگ رہا تھا جیسے وہ چلتی ہی رہے گی لیکن اوپر نہیں پہنچے گی۔

تمام مشینیں مقررہ وقت کے مطابق اپنا کام پورا کرتی ہیں لفٹ مقررہ وقت پر اوپر پہنچی۔ اس کا دروازہ کھلا۔ ہیلی کاپٹر کے گردش کرتے ہوئے پنکھے کا شور سنائی دے رہا تھا۔ وہ لفٹ سے نکل کر دوڑتی ہوئی زینے پر آئی پھر زینے کے دو دو پائدان پھلانگتی ہوئی چھت پر پہنچی۔ ہیلی کاپٹر چھت پر سے بلند ہورہا تھا۔ اس کے دروازے پر جھکے ہوئے مسلح افراد فائرنگ کررہے تھے۔ سونیا کو گولیوں سے بچنے کے لئے مجبوراً دیوار کی آڑ میں جانا پڑا۔ اس نے بے بسی سے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا دور نکل گیا تھا۔ وہ نیند میں چلنے والی کو لے کر جارہا تھا۔

سلمان نے کہا "سسٹر! یہ کیا ہوگیا؟"

وہ بولی "فوراً جاؤ' فرانس کی فضائیہ کے اعلیٰ افسر کو بتاؤ یہاں کی ایک عمارت کی چھت سے ایک ہیلی کاپٹر پرواز کرتا جارہا ہے۔ ہیلی کاپٹر پر "آئی ایل صفر صفر تیرہ" لکھا ہوا ہے وہ گہرے کلر کا ہے۔ وہ فرانس یا جرمنی پر سے پرواز کرے گا۔ یا پھر بحر اوقیانوس' اسپین اور بحر روم پر سے گزرے گا' اسے گھیر کر پیرس لایا جائے۔"

سلمان چلا گیا۔ سلطانہ نے پوچھا "سسٹر! یہ پاپا ڈوک کے لئے راحیلہ اتنی اہم کیوں ہے؟ اور اس کمبخت کے ذرائع کتنے وسیع ہیں؟ اس کے آلۂ کار پیرس میں ہیں۔ راحیلہ کو پہلے کار میں پھر ہیلی کاپٹر میں لے گئے۔ کیا وہ پاپا ڈوک کا ذاتی ہیلی کاپٹر ہوگا؟"

"یہ ہمیں سمجھنا ہوگا کہ راحیلہ بہت زیادہ اہم کیوں ہے۔ تم متعلقہ افسر سے رابطہ کرکے معلوم کرو ہیلی کاپٹر آئی ایل صفر صفر تیرہ کس کی ملکیت ہے؟"

سلطانہ بھی معلومات حاصل کرنے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد میں نے سونیا کے پاس آکر کہا "میں لیلیٰ کے ساتھ اسرائیل جارہا ہوں۔"

اس نے پوچھا "کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں پاپا ڈوک نے وہاں پناہ لی ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے جان گاڈوی کو ٹریپ کیا ہے۔ وارنر بیگ اس سے کسی طرح بچ کر جزیرہ پوٹوپا چلا گیا ہے۔"

سونیا نے کہا "اوہ گاڈ! اب سمجھ میں آیا' کیوں بے انتہا اخراجات برداشت کرکے اور خطرہ مول لے کر راحیلہ کو اغوا کیا گیا ہے۔"

"کیا راحیلہ تمہارے ہاتھ سے نکل گئی؟"

"ہاں پاپا ڈوک اسرائیل میں پناہ لے کر یہودیوں کے لئے کام کر رہا ہے۔ وہاں کے حکام راحیلہ کو ہماری اور بابا صاحب کے ادارے کی کمزوری بنا کر اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ بابا صاحب کی صاحبزادی ہے اور ہمارے لئے محترم اور محبوب ہے۔"

میں نے کہا "پاپا ڈوک کی ایسی حرکتیں دیکھ کر صاف پتا چلتا ہے کہ تقدیر اپنا لکھا ہوا کیسے پورا کرتی ہے۔ اسے اسرائیل میں پناہ لے کر خاموش اور گمنام رہنا چاہئے تھا لیکن یہودیوں نے انہی شرائط پر اسے پناہ دی ہوگی کہ وہ راحیلہ کو اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو وہاں پہنچائے۔ اس طرح پاپا ڈوک ہماری صورت میں اپنی موت بلا رہا ہے۔"

"اس کے علم نے بتایا ہے کہ وہ میرے ہاتھوں سے ہلاک ہوگا۔"

میں نے کہا "اس نے میرا ذکر نہیں کیا کیونکہ مجھے مردہ سمجھتا ہے ورنہ اس کا مقدر کہتا ہے کہ وہ تمہارے یا میرے ہاتھوں سے مارا جائے گا۔"

"اسی لئے تم اس کی شہ رگ تک پہنچنے جا رہے ہو۔"

"ہاں یہی بات ہے۔"

"کیا تم نے عقل سے کام لینا چھوڑ دیا ہے؟"

"کیوں' آخر بات کیا ہے؟"

"اکثر لوگ علم نجوم کو بالکل سچ مانتے ہیں۔ اگر وہ تمہارے ہاتھوں ہلاک ہوگا تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ اسے جہنم میں پہنچانے والے تم ہی ہو اور تم ہی فرہاد علی تیمور ہو۔"

"سونیا! تم بوڑھی ہو چکی ہو۔ ایک تسبیح لے کر گھر میں بیٹھ جاؤ۔ اب تمہاری عقل اتنی ہی رہ گئی ہے جتنی تم باتیں کر رہی ہو۔ اگر اس کے کالے علم نے اور مقدر نے یہ طے کر لیا ہے کہ وہ میرے ہاتھوں سے مرے گا تو لازماً یہی ہوگا۔ لیکن دنیا کی کسی عدالت میں علم نجوم کے ذریعے کوئی قاتل ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی فرہاد کو ثبوت کے لئے پیش کرے گا۔ ٹھیک ہے کہ دشمنوں کو شبہ ہوگا لیکن شبہ کرنے سے مردہ زندہ نہیں ہو جاتا۔"

وہ بولی "اچھا جاؤ' میں کوشش کروں گی کہ وہ تمہارے ہاتھوں سے قتل نہ ہو۔"

"یعنی تم بھی اسرائیل جاؤ گی؟"

"ہاں تم اسے قتل کرنے جاؤ گے میں اسے بچانے جاؤں گی۔"

"پھر تو عجیب معاملہ ہوگا۔"

اس نے سانس روک لی۔ میں اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ لیلیٰ میرے اندر رہ کر یہ باتیں سنتی رہی تھی۔ اس نے کہا "سسٹر درست کہتی ہیں۔ آپ اس شیطان کو ہلاک کر کے دنیا والوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ میں مانتی ہوں کہ کوئی آپ کو زندہ ثابت نہیں کر سکے گا۔ پھر بھی تمام سپر پاورز اور دوسرے دشمن شبے میں مبتلا رہیں گے اور برائن وولف کے پیچھے فرہاد کو تلاش کرنا [illegible] کر دیں گے۔"

"تم اطمینان رکھو۔ میں تم سے کیا ہوا وعدہ پورا کروں گا۔ [illegible] خود کو ظاہر نہیں ہونے دوں گا۔ اس کے لئے پاپا ڈوک کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ سونیا وہاں جا رہی ہے' اس سے نمٹ لے گی۔ ہم جان گاڈ دی کو وہاں سے نکالیں گے اور وارز کی مصروفیات پر نظر رکھیں گے۔ خوش ہو؟"

وہ خوش ہو گئی۔ محبتیں اور مسرتیں سمیٹنے کے لئے لازمی ہے کہ پہلے اپنی عورت کو خوش کیا جائے۔

○☆○

پتا نہیں چل رہا تھا کہ کب رات ہو رہی ہے اور کب دن نکل رہا ہے۔ جورا جوری اور جوڈی نارمن کے آس پاس بدستور گہری تاریکی تھی ایسے میں کیا پتا چلتا کہ کب دن نکلا اور کب رات ہوئی۔ البتہ نیند آنے لگی تو پتا چلا رات ہو چکی ہے اور اتنی رات گزر چکی ہے کہ اب سونا لازمی ہو گیا ہے۔

وہ بولی "مجھے نیند آ رہی ہے۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے پوچھا "کیا تم سو رہے ہو؟"

وہ سو چکا تھا۔ ورنہ جواب ضرور دیتا۔ جورا جوری اس کے ساتھ نہ معلوم کب سے قید تھی۔ تب سے اس نے جوڈی نارمن کو بے حد شریف اور بے حد قابلِ اعتماد پایا تھا۔ دونوں کا پیٹ بھرا ہوا تھا۔ ایسے میں نیند زیادہ آتی ہے۔ وہ تو سو گیا تھا' یہ جاگ رہی تھی۔ اچھی خاصی سردی تھی اور بستر پر کمبل نہیں تھا۔ اس نے پوچھا "جوڈی! تمہیں سردی نہیں لگ رہی ہے' تم کمبل کے بغیر کیسے سو رہے ہو؟"

وہ ایسی گہری نیند میں تھا جیسے گرم کمرے میں ہو۔ اس نے پوچھا "کیا تمہارے پاس کمبل ہے؟"

وہ اپنے بستر سے اٹھ گئی۔ اندھوں کی طرح دونوں ہاتھوں سے راستہ ٹٹولتی ہوئی اس کے بستر کے پاس آئی۔ اس کا ہاتھ کمبل پر گیا۔ وہ کمبل کھینچ کر بولی "تم اوڑھ کر سو رہے ہو اور میں سردی سے کانپ رہی ہوں۔"

"آں؟" وہ بیدار ہو گیا تھا۔ پوچھ رہا تھا "جورا جوری! [illegible]"

"ہاں' مجھے سردی لگ رہی ہے۔"

"کیا تمہارے پاس کمبل نہیں ہے؟"

"نہیں' یہ کیا بدمعاشی ہے۔ انہوں نے ایک کمبل [illegible] رکھا ہے؟"

جوڈی نارمن نے کمبل کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا [illegible] سردی لگ رہی ہے۔"

"تو میں کہاں جاؤں؟"

"یہاں آ جاؤ' ایک ہی کمبل میں گزارہ کرو۔"

"ہرگز نہیں، ہم باری باری سوئیں گے۔ پہلے میں سوتی ہوں، میرے جاگنے کے بعد تم سو جانا۔"

"انصاف کی بات کرو، میں سو رہا تھا تم نے جگا دیا۔ پہلے مجھے نیند پوری کرنے دو۔"

"لیکن مجھے بھی نیند آ رہی ہے۔"

"دیکھو میں نے اب تک تم سے کوئی زیادتی نہیں کی ہے۔ میں شریف آدمی ہوں۔ آؤ یہاں سو جاؤ۔"

"نہیں! ایسے میں نیند نہیں آئے گی۔"

"پھر تو اچھا ہے تم جاگتی رہو گی۔ جب میری نیند پوری ہو گی تو تم سو جانا۔"

وہ کمبل اوڑھ کر اس کے پیروں کے پاس بیٹھ گئی۔ جوڈی ایک کروٹ سے لیٹ گیا۔ آنکھیں بند کر کے دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ بولی "تم مجھے پیروں سے چھو رہے ہو۔"

اس نے دونوں پاؤں سکیڑ لئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ نیند کی آغوش میں جانے لگا۔ تب کوئی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ وہ پھر آنکھیں کھول کر سننے لگا۔ وہ رو رہی تھی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا پھر بولا "کیوں رو رہی ہو؟"

وہ روتے ہوئے بولی "نیند آ رہی ہے۔"

"نیند آنے سے سوتے ہیں، روتے نہیں ہیں۔"

"کیسے سو سکتی ہوں۔ تم سے ڈر لگتا ہے۔"

"اندھیرے میں تمہارا منہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ ورنہ تھپڑ رسید کر دیتا۔ میں جتنی شرافت سے پیش آ رہا ہوں تم اتنا ہی مجھے بدمعاشی پر مجبور کر رہی ہو۔"

وہ اونچی آواز میں رونے لگی۔ اس نے ڈانٹ کر کہا "بند کرو یہ آواز! کیا تم سمجھتی ہو، تمہاری مدد کے لئے کوئی آئے گا؟ کیا ابھی تک یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ تم یہاں میرے رحم و کرم پر ہو؟ میں تمہاری عزت کی دھجیاں اڑاؤں گا تو کوئی تمہیں بچانے نہیں آئے گا۔"

وہ چپ رہی۔ اس نے کہا "تم شرافت کی زبان سمجھ لو اور میرے ساتھ کمبل اوڑھ کر لیٹ جاؤ۔ میری نیند خراب نہ کرو۔"

وہ اپنی جگہ سمٹی ہوئی بیٹھی رہی۔ تب تاریکی میں جوڈی کے دونوں ہاتھوں نے اسے جکڑ لیا۔ وہ چیخ پڑی۔ اس نے کہا "چیخو، چلاؤ، یہاں تمہارے کام آنے والا یہی ایک بدمعاش ہے۔"

وہ خود کو چھڑانا چاہتی تھی۔ اس نے بستر پر اسے گرا دیا۔ وہ گڑگڑانے لگی "فار گاڈ سیک، مجھے چھوڑ دو۔ مجھے ہاتھ نہ لگاؤ۔"

"صرف اس شرط پر چھوڑوں گا کہ تم یہاں ایک کمبل میں لیٹی رہو گی۔"

"ہاں لیٹی رہوں گی۔ مجھے چھوڑ دو۔ ڈر لگ رہا ہے۔"

"لعنت ہے تم پر۔ میں اتنی سہولتیں میسر ہونے کے باوجود تمہیں پکڑنے کے بعد بھی کچھ نہیں کر رہا ہوں اور تم ڈرتے ہوئے میری مردانگی کو، میری درندگی کو بھڑکا رہی ہو" اس نے چھوڑ دیا۔ اس پر کمبل ڈال کر اس کے پاس لیٹ گیا۔ وہ اپنے آپ میں سمٹنے لگی۔ بڑی مشکل تھی۔ جب ایک کمبل میں آ گئے تو سردی سے بچ رہے تھے تو آنکھیں بند کر کے سو جانا چاہئے تھا۔ نیند اڑ گئی تھی۔ دونوں کو ایک دوسرے کی آنچ لگ رہی تھی۔ اس سے ڈرنے والی ڈرنا بھول گئی تھی اور سوچ میں پڑ گئی تھی۔ ایسا ہی ہوتا ہے؟ کوئی اور ہو تو کمبل میں بھی سردی بڑھ جاتی ہے!

وہ بھی سوچ میں پڑ گیا تھا "یہ کیا ہو رہا ہے؟ میری شرافت سونے لگی ہے اور میں جاگ رہا ہوں۔ جبکہ مجھے سونا چاہئے شرافت کو چوکس رہنا چاہئے۔"

وہ ایک دوسرے کے لئے نادیدہ انسان تھے، دکھائی نہیں دے رہے تھے اس لئے ایک دوسرے کو ڈھونڈنے لگے۔

اس کمرے کے باہر راہداریاں تھیں۔ وہاں بھی گہرا اندھیرا تھا۔ ان راہداریوں کے اِدھر اُدھر مختلف کمرے تھے، وہ تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ایک بڑے ہال سے زینہ اوپر کی طرف گیا تھا۔ وہ بڑا ہال اور زینہ بھی سورج اور بجلی کی روشنی سے محروم تھا۔ کسی دیوار میں ایسا سوراخ نہیں تھا، جہاں سے روشنی اندر آتی لیکن اس زینے کے اوپر ایک چور دروازہ تھا۔ اس دروازے کے دوسری جانب بجلی کی روشنی تھی۔ وہ بہت بڑا شاہی محل جیسی عمارت تھی۔ جس کے تاریک تہ خانے میں وہ دونوں قید کئے گئے تھے۔

اس شاہی محل کی ایک خواب گاہ میں مرینا سوئنگ چیئر پر بیٹھی قہقہے لگا رہی تھی۔ کرسی آگے پیچھے جھولتی جا رہی تھی۔ بظاہر یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ننھی سی بچی کی طرح جھولنے والی کرسی پر بیٹھ کر خوش ہو رہی ہے اور ہنستی جا رہی ہے۔ درحقیقت وہ ابھی جورا جوری اور جوڈی نارمن کے دماغ سے واپس آئی تھی اور ان دونوں کو ایک دوسرے کا مطلوب اور محبوب بنا کر خوش ہو رہی تھی۔

اس نے بہت پہلے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لئے تہ خانے والا شاہی محل خریدا تھا۔ چونکہ جنرل کی بھتیجی تھی اس لئے اندر کی تمام باتیں معلوم ہو جاتی تھیں۔ پہلے اس نے سوچا تھا سینٹروں سے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پکڑ کر لندن کے اڈے میں پہنچانا چاہا تھا لیکن سونیا کی مداخلت کے باعث انتظامات سخت ہو گئے تھے۔ پھر اس نے انکل کو مشورہ دیا ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو لندن بھیجا جائے۔ بعد میں وہاں آ... میں کینی پال اور ملی میتھو اس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اس نے سوچا تھا کہ جورا جوری اور جوڈی نارمن کو لندن میں پہنچانے کے بعد جان گاوڈی اور وارنر ہیگ پر ہاتھ ڈالے

لیکن اس سے پہلے ہی پاپا ڈوک انہیں لے گیا تھا اور وہ سمجھ رہی تھی کہ سونیا اس کے شکار جھپٹ کر لے جا رہی ہے۔

مرینا بلا کی مکار اور معاملہ فہم تھی لیکن وہ تنہا نہیں تھی! اس کے ساتھ اس کا باپ یعنی جنرل کا چھوٹا بھائی الان ڈی فون زا تھا۔

وہ اپنے باپ کے حوالے سے مرینا ڈی فون زا کہلاتی تھی۔ باپ بیٹی اتنی زبردست پلاننگ سے کام کرتے تھے کہ سونیا اور سلمان بھی آج تک مرینا کے سائے تک نہیں پہنچ پائے تھے۔ خود جنرل بھی اس کا ٹھکانا نہیں جانتا تھا۔ حتیٰ کہ باپ بھی اپنی بیٹی سے ملاقات نہیں کرتا تھا اور یہ نہیں جانتا تھا کہ بیٹی نے جورا جوری اور جوڈی نارمن کو کہاں چھپایا ہے۔

وہ باپ اور بھائی سے باہر کا کام لیتی تھی۔ یعنی کسی کو اغوا کرنا یا کوئی اہم چیز ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا... یا دشمنوں سے مقابلہ کرنا ہوتا تو اس کے باپ اور بھائی کرائے کے غنڈوں کے ساتھ یہ سب کچھ کر گزرتے تھے۔

اس کے باپ نے جورا جوری اور جوڈی نارمن کو غنڈوں کی مدد سے اغوا کیا تھا۔ پھر بیٹی کی ہدایات کے مطابق دونوں کو باری باری تنہا ایک کار میں شاہی محل کی طرف لایا تھا لیکن اس طرح لایا تھا کہ خود دماغی طور پر غائب تھا۔ بیٹی نے اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔

جب وہ انہیں تہ خانے میں پہنچا کر باہر آ کر پھر کار میں بیٹھ کر وہاں سے پچیس میل دور چلا گیا تو اُس نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑا تھا۔

باپ شکایت کرتا تھا "بیٹی! اتنی بڑی دنیا میں کم از کم باپ پر تو بھروسا کرنا چاہئے۔"

"سوری ڈیڈی! میں نے بھروسا کرنے والوں کو غلام بنتے یا بے موت مرتے دیکھا ہے۔ میں جو کہتی رہوں اس پر عمل کرتے رہیں۔ ورنہ میں دوسروں کو آلۂ کار بنا کر کام نکال سکتی ہوں۔"

مرینا ڈی فون زا کو علم نفسیات میں کمال حاصل تھا۔ وہ انسانی نفسیات کو اچھی طرح سمجھتی تھی۔ اپنے شکار کی خوب اسٹڈی کرنے کے بعد اس پر نفسیاتی عمل شروع کرتی تھی۔ اس نے جورا جوری اور جوڈی نارمن کی اسٹڈی کر کے سمجھا تھا کہ یہ نرم اور لطیف جذبوں کے حامل ہیں۔ انہیں آہنی سلاخوں کے پیچھے پتھریلی دیواروں کے سائے میں زنجیریں نہیں پہنانا چاہئے۔ انہیں زنجیروں کے بغیر قید کرنے کے لئے اس نے اندھیرے کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا دیں۔ ایک کرائنا سے محبت کرتا تھا، دوسری مرد کے نام سے بھاگتی تھی۔ مگر دونوں کو ایسا مجبور کر دیا کہ وہ کرائنا کو بھول گیا اور اس نے مرد کو اپنی ضرورت بنا لیا۔

مرینا ڈی فون زا کا طریق کار دوسروں سے مختلف اور عجیب تھا۔ اگر وہ چاہتی تو دونوں کے کمزور دماغوں پر تنویمی عمل کر سکتی تھی لیکن بے حد چالاک تھی۔ یہ سمجھتی تھی کہ سونیا کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے پتا نہیں کتنوں پر تنویمی عمل کیا ہے شاید جورا جوری اور جوڈی نارمن پر بھی کیا ہو۔ اگر کیا ہو گا تو بار بار ان کے دماغوں میں آتے ہوں گے اور انہیں تاریکی کی قید سے نکالنے میں ناکام ہوتے ہوں گے۔ اس طرح وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے مخالفین پر بھی نفسیاتی حملے کر رہی تھی۔

سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ ان دونوں کو کب تک اندھیروں میں گم رکھے گی؟ اگر طویل عرصے تک رکھے گی تو اسے خود کیا حاصل ہو گا؟

اس کے اندر کی بات کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا کرنے والی ہے۔ وہ بڑے صبر اور تحمل والی تھی۔ کسی سے کوئی فائدہ اٹھانے کے معاملے میں جلد باز نہیں تھی۔ اس نے صرف ان دونوں کو ہی قید نہیں کیا تھا۔ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے قیدی اور تھے۔ ان میں سے ایک پال ہوپ کن تھا اور دوسرا ٹیٹو سنتانا۔ دونوں کے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ مرینا ان کے دماغوں پر حکمرانی کرتی ہے۔ دونوں اس اسیری سے بے خبر تھے۔

ٹیٹو سنتانا کی شامت آئی تھی کہ اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ مرینا نے ساقی بن کر شراب پلائی پھر اسے نشے میں ایسے لڑھکایا کہ نہ مرینا یاد رہی نہ اسیری۔ تنویمی عمل کے زیرِ اثر جب وہ مرینا کے احکامات کی تعمیل کرتا تو اسے یوں لگتا جیسے وہ خود اپنی مرضی سے ایسا کر رہا ہے۔ یہ کبھی نہیں سمجھ پاتا تھا کہ ایک عورت اس پر حکومت کر رہی ہے۔

پال ہوپ کن ایک مضبوط قوتِ ارادی کا مالک تھا۔ ایک ایسا محبِ وطن جسے کسی قیمت پر بھی خریدا نہیں جا سکتا تھا۔ مرینا نے اسے بڑی مشکل سے ٹریپ کیا تھا۔ وہ کسی کے حسن و شباب سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ ایک بار سرکاری تقریب میں موقع مل گیا۔ وہ شراب نہیں پیتا تھا، جب کھانے سے پہلے مشروب پینے لگا تو مرینا نے اس میں بڑی ہوشیاری سے دوا ملا دی۔ مشروب پینے کے بعد اسے کمزوری کا احساس ہوا۔ ساتھ ہی اندیشہ پیدا ہوا کہیں یہ دشمنوں کی چال تو نہیں ہے؟

وہ فوراً ہی میزبان سے معذرت کر کے محفل سے چلا آیا۔ کار ڈرائیو کرتے ہوئے ڈاکٹر کے پاس جانا چاہتا تھا۔ کمزوری کا فوری طور پر توڑ کرنے کے لئے ڈاکٹر سے دوا لینا چاہتا تھا۔ اسے شبہ تھا کہ ایسی حالت میں کوئی اس کے اندر آ سکتا ہے لیکن وہ اپنے بچاؤ کی کوشش کر کے دیکھ لینا چاہتا تھا۔ اسے امید تھی کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب رہے گا۔

وہ ڈرائیو کرتا ہوا اپنی رہائش گاہ میں آ گیا۔ یہ سمجھ گیا کہ ٹریپ کیا جا رہا ہے۔ اس نے جنرل کو اطلاع دینے کے لئے

ٹیلیفون کی طرف جانا چاہا لیکن نہ جا سکا اپنے بستر پر آکر گر پڑا۔ تھوڑی دیر بعد ہوش نہیں رہا کہ وہ کہاں پڑا ہے اور اس پر کیا گزر رہی ہے۔

ہوش میں آنے کے بعد اسے یاد نہیں رہا کہ اس پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔ اس عمل کے مطابق صرف یہ بات دماغ میں رہی کہ تقریب میں طبیعت کچھ خراب ہوگئی تھی اس لئے وہ گھر آکر سو گیا تھا۔ وہ اور ٹیٹو سنتانا دونوں ہی مطمئن تھے کہ سونیا نے یا کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے انہیں ٹریپ نہیں کیا ہے اور کبھی کسی کی چال میں یا کسی کے جال میں نہیں آئیں گے۔

اس حساب سے مرینا چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی مالک تھی۔ جنرل کے استعفا دینے کے بعد اس نے پال ہوپ کن اور ٹیٹو سنتانا کے دماغوں میں یہ بات نقش کردی تھی کہ انہیں لندن جانا چاہئے۔ ان کے یہاں پہنچنے کے بعد مرینا انہیں بھی تاریک تہ خانے میں کچھ عرصے تک قید کرنے والی تھی۔

اس نے ایک گھنٹے بعد جورا جوری کے دماغ میں جاکر دیکھا وہ جوڈی نارمن کے بازوؤں میں چھپ کر سو رہی تھی۔ مرینا نے دونوں کے دماغ میں باری باری جاکر ان کے خوابیدہ ذہن کو ہدایات دیں کہ وہ آٹھ گھنٹے تک سوتے رہیں گے۔ اس کے بعد اپنے ایک ملازم کے دماغ میں آئی۔ اسے حکم دیا "تہ خانے کا راستہ یاد کرو۔"

وہ آنکھیں بند کرکے یاد کرنے لگا۔ مرینا نے اسے بھی اپنا معمول اور تابعدار بنا رکھا تھا اور اس کے دماغ کو حکم دیا تھا کہ جب وہ کوئی بات یاد کرنے کا حکم دے گی تو اسے وہ بات یاد آئے گی جب بھولنے کا حکم دے گی تو وہ فلاں بات بھول جایا کرے گا۔

وہ ملازم اتنا جانتا تھا کہ لندن کے ایک پرانے شاہی محل کی طرز پر ایک بڑی کوٹھی ہے جہاں وہ ملازم ہے اور اس کی ایک مالکہ ہے۔ وہاں کوئی تیسرا نہیں ہے۔ وہ اپنی مالکہ کو دیکھتا تھا لیکن رہائش گاہ سے باہر جاتے ہی مالکہ کی صورت شکل بھول جاتا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پاتا تھا کہ کیسی زندگی گزار رہا ہے اور وہ زندگی جیسی بھی تھی اس سے وہ خوش تھا۔ کیونکہ بڑے عیش و آرام سے رہتا تھا خوب کھاتا پیتا' اچھا پہنتا اور تفریح کرتا تھا۔

وہ تہ خانے میں ایک ٹارچ اور ایک بلب لے کر آیا۔ پھر اس نے جورا جوری اور جوڈی نارمن کے کمرے میں پہنچ کر بلب کو لگایا۔ سوئچ کو دبایا۔ ایک دن اور ایک رات کے بعد وہ کمرا پوری طرح روشن ہوگیا۔ لیکن وہ دونوں جو روشنی کے لئے ترستے رہے تھے گہری نیند میں تھے۔ ان کے دماغوں کو جو ہدایات دی گئی تھیں ان کے مطابق وہ آٹھ گھنٹے سے پہلے بیدار نہ ہوتے۔ ملازم نے کمرے اور ٹوائلٹ وغیرہ کی صفائی کی۔ وہاں ٹین کے سربمہر ڈبوں میں طرح طرح کے کھانے اور مشروبات تھے۔ ان کے علاوہ اس نے کھانے پینے کا تازہ سامان لاکر فریج میں رکھا۔ دونوں کے لئے ملبوسات اور دوسری ضروری استعمال کی چیزیں رکھیں۔ پھر ٹارچ روشن کرکے سوئچ آف کیا۔ بلب نکال لیا اور کمرے سے باہر آکر دروازے کو لاک کردیا۔ جب وہ تہ خانے کے چور دروازے سے نکل کر ایک کمرے میں پہنچا تو اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ مرینا نے اس کے دماغ کو تہ خانے کا راستہ اور وہاں کی تمام باتیں بھول جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ تہ خانے کو بالکل ہی بھول چکا تھا۔

مرینا کو نیند آرہی تھی۔ وہ رات کے گیارہ بجے سے صبح کے چار بجے تک سونے کی عادی تھی۔ خواہ کتنی ہی مصروفیات ہوتیں' کتنی ہی پریشانیاں اور کتنے ہی خطرات ہوتے' وہ اپنی حفاظت کا سامان کرکے وقت پر سوتی جاگتی اور کھاتی پیتی تھی بالکل فوجی انداز میں زندگی گزارتی تھی۔ وہ اپنے اصولوں کے مطابق اپنے دماغ کو ہدایات دے کر سو گئی۔

اس کی اصول پسندی' معاملہ فہمی' احتیاطی تدابیر اور نفسیاتی طریق کار سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ آزاد اور خود مختار رہ کر کامیاب زندگی گزار سکے گی۔ وہ اپنے وقت کے مطابق صبح چار بجے بیدار ہوگئی۔ اس نے معمول کے مطابق ورزش کی' غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر ناشتا کیا پھر ایک بیگ اٹھا کر کوٹھی سے باہر آگئی۔ احاطے میں کار موجود تھی۔ اسے وہیں چھوڑ دیا۔ وہاں سے پیدل چلتی ہوئی کوئی دو سو گز کے فاصلے پر ایک چھوٹے سے بنگلے میں آئی۔ یہ بھی اس کا ذاتی بنگلا تھا۔ اس نے اپنے قیدیوں کو جہاں رکھا تھا وہاں خود رہنا مناسب نہیں سمجھتی تھی اور یہی اس کی ذہانت اور حکمت عملی تھی۔

اس بنگلے میں آکر اس نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر ایک صوفے پر آرام سے بیٹھ کر ان کے متعلق سوچنے لگی جنہیں اب تک شکار نہیں کرسکی تھی۔ لندن سے جب جان گاڈوی اور وارنر ہیک غائب ہوئے تھے تو اس نے ان کے دماغوں میں پہنچنے کی کوشش کی تھی۔ پتا چلا تھا جان گاڈوی بیہوش ہے اور وارنر ہیک کے پاس جانے سے وہ سانس روک لیتا تھا۔ مرینا نے اس وقت انہیں نظرانداز کیا تھا۔ اب وہ اطمینان سے ان کے حالات معلوم کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے جان گاڈوی کے دماغ میں پہنچ گئی۔

اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ وہ اسرائیل کے مغرب میں سمندر کے بیچ ایک پہاڑی پر ہے' شان پاپا ڈوک نامی ایک شخص ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور وہ کالا جادو جاننے کا بھی دعویٰ کرتا ہے۔ اسی نے جان گاڈوی کو ٹریپ کرکے اس پہاڑی پر پہنچایا ہے۔

ابھی وہ پہاڑی پر خیمہ تان کر اس کے اندر ایک حسین اور نوجوان لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ پاپا ڈوک نے کہا تھا کہ آج رات گاڈوی پر تنویمی عمل کرے گا اور اس لڑکی سے اس کی شادی کرادے گا۔ جبکہ وہ نہ شادی کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی تنویمی عمل کے ذریعے پاپا ڈوک کا غلام بننا چاہتا تھا۔

وہ چپ چاپ اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ ایسے ہی وقت پاپا ڈوک کی آواز سنائی دی۔ وہ جان گاڈوی سے کہہ رہا تھا۔ "میں بار بار تمہارے دماغ میں آکر دیکھ رہا ہوں کہ تم جاگتے رہنے کی قسم کھاچکے ہو۔ تم نے میری بیٹی کے ہاتھ سے کچھ کھانے پینے سے بھی انکار کردیا۔ تمہیں اندیشہ ہے کہ نیند کی دوا کھلا دی جائے گی۔ کیا تم سمجھتے ہو' جاگتے رہنے سے تم پر تنویمی عمل نہیں کرسکوں گا؟"

جان گاڈوی نے کہا "تم بار بار آتے ہو اور میں بار بار کہتا ہوں مجھے ہر طرح دوست بنالو۔ اپنا وفادار بنالو مگر مجھ پر تنویمی عمل نہ کرو۔ میں غلامی سے بچنے کے لئے جاگتا رہوں گا۔"

"تم احمق ہو۔ میں دوسری جگہ مصروف تھا ورنہ بہت پہلے ہی خیال خوانی کے ذریعے تھپک کر سلا دیتا۔ اب دیکھو' میں سلاتا ہوں۔"

وہ انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولا "نہیں نہیں' تم مجھے زبردستی نہیں سلا سکتے..."

وہ بولتے بولتے چپ ہوگیا۔ پاپا ڈوک نے دماغ پر قبضہ جمالیا تھا۔ اب وہ خود دماغی طور پر غائب ہوچکا تھا۔ بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کرچکا تھا۔ مرینا خاموشی سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ گہری نیند میں ڈوب گیا۔ پاپا ڈوک اس پر تنویمی عمل کرنے لگا تھا۔ وہ عمل سے متاثر ہو رہا تھا۔ اس کا معمول اور تابعدار بن رہا تھا جبکہ ایسا نہیں تھا۔ مرینا نے سوچا تھا کہ گاڈوی کے خوابیدہ دماغ کو کنٹرول کرے گی اور اس کی زبان سے عامل پاپا ڈوک کے سوالوں کے جوابات دے گی۔ وہ ایسا کرنا چاہتی تھی تب ہی اس نے محسوس کیا' کوئی اور بھی گاڈوی کے دماغ میں موجود ہے۔ اور وہ اس کی زبان سے پاپا ڈوک کے سوالوں کے جوابات دیتا جارہا ہے۔

ایسا ایک بار ٹیلی پیتھی جاننے والے ڈی بورین کے ساتھ ہوا تھا۔ سلمان نے چاہا تھا کہ اس کے کمزور دماغ پر عمل کرے۔ ایسے ہی وقت اس نے بورین کے دماغ میں ٹیٹو سنتانا کی آواز سنی تھی۔ وہ بھی بورین پر تنویمی عمل کرنے آیا تھا۔ جب وہ عمل کرکے اسے اپنی دانست میں تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ گیا تو پتا چلا بورین کے دماغ میں شلپا بھی موجود تھی۔ اس نے ٹیٹو سنتانا کے عمل کو ناکام بنادیا تھا اور خود اسے اپنا معمول بنا کر گئی تھی۔

یہ واقعہ مرینا کو معلوم تھا کیونکہ وہ ٹیٹو سنتانا بن کر بورین کے پاس گئی تھی اور وہاں ناکامی کے بعد یہ سبق حاصل کیا تھا کہ کسی کے بھی دماغ میں جاکر نہ پہلے بولنا چاہئے نہ کوئی عمل کرنا چاہئے۔ اکثر کوئی نہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا چھپ کر رہتا ہے۔

اور اب جان گاڈوی کے دماغ میں بھی یہی ہو رہا تھا۔ پہلے پاپا ڈوک نے اس پر عمل کیا۔ پھر کوئی دوسرا شخص عمل کر رہا تھا۔ اس نے کہا "جان گاڈوی! میں تمہارا دوست وارنر ہیک بول رہا ہوں۔ اس کمبخت پاپا ڈوک نے مجھے بھی پھانسنے کی پوری کوشش کی تھی مگر میں بچ نکلا ہوں۔ میں نے تمہیں اس کے تنویمی عمل سے بچالیا ہے۔ میں تم پر عمل کرنا نہیں چاہتا تھا۔ سمندر کے بیچ تمہیں معمول بنانا بیکار ہے۔ تم میرے کسی حکم کی تعمیل نہیں کرسکو گے اور نہ ہی یہاں سے جاسکو گے لیکن تمہیں دماغی طور پر توانا بنانے اور پاپا ڈوک کی خیال خوانی سے بچانے کے لئے عمل کر رہا ہوں۔"

وہ عمل کرنے لگا۔ مرینا اسے اپنے قابو میں رکھنا چاہتی تھی اس کے لئے وارنر ہیک کے تنویمی عمل کو ناکام بناتا تھا۔ ایسے ہی وقت پھر اسے محسوس ہوا کہ کوئی اور وہاں موجود ہے اور وہ چپکے چپکے وارنر کے عمل کو ناکام بنا رہا ہے۔ وہ حیران نہیں ہوئی۔ یہ سمجھ گئی کہ سونیا کا کوئی آدمی ایسا کر رہا ہے اور وہ درست سمجھ رہی تھی۔ میں جان گاڈوی کے دماغ میں چھپ کر اس کی زبان سے عامل وارنر کے سوالوں کے جوابات دے رہا تھا اور یقین دلا رہا تھا کہ جان گاڈوی اس کا معمول بن چکا ہے۔ دراصل ہم میں سے کسی نے یہ سوچا تک نہیں تھا کہ جنرل کی بھتیجی مرینا نے ایک بہت لمبا کھیل شروع کردیا ہے۔ وہ بڑی کامیابی سے گمنامی اور خاموشی سے زندگی گزار رہی تھی۔ اس کی طرف کسی کا دھیان نہیں جاتا تھا۔ اور ہم نے اسے نظرانداز کیا ہوا تھا۔

میں نے وارنر کے عمل کو ناکام بنایا لیکن خود عمل نہیں کیا۔ اس کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ لیلیٰ اسے جزیرہ کونو میں ہی اپنا معمول بنا چکی تھی۔ میں اس کے دماغ سے واپس چلا گیا۔ میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ وہاں مرینا ڈی فون زا چھپی ہوئی ہے اسے پتا نہیں تھا کہ میں جاچکا ہوں۔ وہ سمجھ رہی تھی میں تنویمی عمل کروں گا اور ایسی کوئی بات نہیں ہو رہی تھی یہ اس کے لئے حیرانی کی بات ہوسکتی تھی مگر اس نے سمجھ لیا کہ سونیا کے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے بہت پہلے ہی جان گاڈوی کو اپنا معمول بنا لیا ہے اسی لئے ابھی اس پر تنویمی عمل کی ضرورت پیش نہیں آئی ہے۔

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ اس نے بھی گاڈوی پر عمل نہیں کیا۔ اگر کرتی تو آخر میں وہ اسی کا معمول اور تابعدار بن جاتا لیکن وہ دوسروں کو سوچنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی کہ گاڈوی پر کس نے عمل کیا ہے اور عمل کرنے والے کا تعلق کس پارٹی سے ہے؟ پھر یہ کہ اسے فی الحال معمول بنا کر کچھ حاصل نہ ہوتا۔ ابھی وہ اتنے بڑے ذرائع کی مالک نہیں تھی کہ نیلی کاپٹر وغیرہ کے ذریعے اسے بیچ سمندر سے نکال لاتی۔ مگر ہاں عقل استعمال کرسکتی تھی۔ اور عقل کہہ رہی تھی کہ اسے کسی بھی

طرح پاپا ڈوک کے دماغ تک یا اس کی کسی کمزوری تک پہنچنا چاہئے۔

وہ پھر گاڈدی کے دماغ میں آئی۔ وہ گہری نیند میں تھا۔ مرینا انتظار کرتی رہی کہ اس کے دماغ میں کوئی چھپا ہوا ہوگا تو کچھ بولے گا یا اس سے کوئی حرکت کرائے گا لیکن وہ بڑی دیر سے کسی مداخلت کے بغیر نیند پوری کر رہا تھا۔ تب مرینا نے اسے آنکھیں کھولنے پر مجبور کیا۔ خیمے کے اندر مختصر سا ضرورت کا سامان رکھا ہوا تھا۔ دن کی روشنی میں وہ حسینہ اس کے پاس بستر پر سو رہی تھی۔ گاڈدی نے مرینا کی مرضی کے مطابق حسینہ پر زور سے ہاتھ رکھا پھر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ گئی تھی۔ آس پاس دیکھ رہی تھی پھر وہ بولی "تم سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟ اوہ گاڈ، کتنی زور سے ہاتھ مارا ہے!"

مرینا اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے خیالات بتانے لگے اس کا نام نیپا شلوم ہے۔ اسرائیل کے ملٹری ٹریننگ سینٹر میں تربیت حاصل کرنے کے بعد پہلی بار ملک سے باہر سمندر کے بیچ آئی ہے تاکہ جان گاڈدی کو حسن و شباب سے سحرزدہ کرے اور اس پہاڑی پر اسے تنہائی سے گھبرانے اور پریشان نہ ہونے دے۔ نیپا شلوم سے کہا گیا تھا کہ وہ گاڈدی کو اپنا دیوانہ بنانے میں کامیاب ہو جائے گی تو اسے ملٹری انٹیلیجنس میں ایک بڑا عہدہ دیا جائے گا اور اسے یہ پریشانی تھی کہ ناکام ہوگی تو تل ابیب واپس جانا ہوگا۔ اس کی جگہ دوسری لڑکی گاڈدی کا دل بہلانے آئے گی۔

مرینا نے اس کے اندر پاپا ڈوک کے متعلق سوالات پیدا کئے۔ اس کی سوچ جواب دینے لگی "میں اس شیطان کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی ہوں۔ ہمارے ٹریننگ سینٹر سے کئی لڑکیاں اس کے سامنے لائی گئی تھیں اس نے میرا انتخاب کیا تھا پھر مجھ سے کہا تھا کہ میں پہاڑی پر جا کر رہوں گی اور جان گاڈدی کا دل بہلاتی رہوں گی۔ پاپا ڈوک میرے دماغ میں آتا جاتا رہے گا۔"

پھر اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ یوگا کی ماہر ہے۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہے چونکہ پچھلی رات وہ تنہا تھی کوئی اور انسٹرکٹر اسے روکنے والا نہیں تھا اس لئے اس نے شراب پی تھی جس کے نتیجے میں وہ ابھی مرینا کو اپنے اندر محسوس نہیں کر رہی تھی۔

مرینا نے اس پر عمل کیا۔ اس کے دماغ کے ایک حصے کو لاک کر دیا جہاں اس کے ایسے چور خیالات محفوظ رہا کریں گے جنہیں پاپا ڈوک بھی خیال خوانی کے باوجود نہیں پڑھ سکے گا اور نیپا شلوم کبھی مرینا کی آمد کو نہیں سمجھ پائے گی۔ مرینا کا ارادہ تھا کہ وہ نیپا کو ناکام بنا کر تل ابیب واپس جانے پر مجبور کرے گی پھر اس کے ذریعے وہاں کے افسران اور پاپا ڈوک تک پہنچنے کی کوشش کرے گی۔

اس کام سے فارغ ہو کر وہ دماغی طور پر اپنے بنگلے میں حاضر ہو گئی۔ یوں دیکھا جائے تو کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کا دماغ محفوظ نہیں تھا۔ کسی نہ کسی کے دماغ میں کوئی نہ کوئی قبضہ جمانے کے لئے پہنچ جاتا تھا۔ دنیا کی تمام لڑائیاں کھلے میدانوں میں، بازاروں میں، سڑکوں پر، گلیوں میں اور گھروں میں ہوتی ہیں۔ صرف ٹیلی پیتھی کی لڑائی کبھی آنکھوں کے سامنے نہیں ہوتی۔ یہ لڑائی دوسروں کی سمجھ میں نہیں آتی بلکہ جس کے دماغ کے اندر ہوتی ہے وہ بیچارہ بھی کچھ سمجھ نہیں پاتا اور کوئی عامل یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ آج جو اس کا معمول ہے وہ کل بھی اس کا تابعدار رہے گا۔ اس معمول کو ٹریپ کرنے کے لئے کوئی دوسرا عامل دماغ میں پہنچ جاتا تھا۔ وہ پہلے عامل کے عمل کو مٹا کر اپنے احکامات اس کے دماغ میں نقش کر دیتا تھا۔

ہر طرف یہی توڑ جوڑ ہو رہا تھا۔ اسی لئے مرینا نے اپنے تمام شکاروں کو محفوظ رکھنے کے لئے انہیں تاریکی میں قید رکھا تھا۔ اب وہ شلپا کے متعلق سوچ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ اس کے انکل کی داشتہ رہ چکی ہے اور پچھلے کئی دنوں سے اچانک غائب ہو گئی ہے۔ مرینا نے کئی بار اس کے دماغ میں جانا چاہا۔ مگر اس نے سانس روک لی۔ شلپا یہ سمجھنے کا موقع نہیں دیتی تھی کہ وہ امریکا سے نکل کر کس ملک میں قیام کر رہی ہے۔

اس نے پھر ایک بار کوشش کی۔ اس کے دماغ میں پہنچتے ہی بولی "سانس نہ روکنا، مجھے جنرل صاحب نے بھیجا ہے۔ وہ تم سے اہم باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تمہیں اس طرح میرا دماغ میں آنا پسند نہیں ہے تو تم جنرل کے پاس جاؤ۔"

شلپا نے کہا "میں کسی جنرل کو نہیں جانتی" یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ مرینا نے جان بوجھ کر لمبی بات کی تھی تاکہ کچھ دیر دماغ میں رہ کر اس کے آس پاس کے ماحول کو سمجھ سکے۔ اسے پتا چلا کہ وہ ایک کپڑوں کی دکان میں ہے۔ لندن میں "الانس آف ڈیوک اسٹریٹ" کی دکان بہترین اور قیمتی کپڑوں کے لئے مشہور ہے۔ مرینا وہاں کئی بار جا چکی تھی۔ اس نے فوراً ہی دکان کو پہچان لیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ شلپا لندن میں ہوگی۔ اسے اتنے قریب پا کر وہ اٹھ گئی۔ تیزی سے چلتی ہوئی بنگلے کے باہر آئی، کار میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کیا پھر آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد نفٹی سکس ڈیوک اسٹریٹ پہنچ گئی۔

آدھے گھنٹے میں شلپا وہاں سے جا سکتی تھی لیکن مرینا کو یقین تھا کہ وہ عام عورتوں کی طرح کپڑوں کا انتخاب کرنے میں گھنٹوں وقت ضائع کرے گی۔ وہ دکان میں داخل ہو کر دور تک نظریں دوڑانے لگی۔ شلپا نے شکل تبدیل کی ہوئی تھی۔ مرینا اسے صورت سے نہیں پہچان سکتی تھی لیکن عادت سے پہچان لیتی۔ اپنی عادت کے مطابق تھوڑے تھوڑے وقفے سے بائیں مٹھی بند کرتی اور کھولتی تھی۔ یہ عادت بچپن سے تھی۔ جنرل نے مرینا سے اس عادت کا ذکر کیا تھا۔ پھر مرینا نے اسے ایک تقریب میں

دیکھا تھا وہ واقعی وقفے وقفے سے بائیں مٹھی بند کرتی اور کھولتی رہتی تھی۔

وہ دکان میں ایک طرف سے چلتی ہوئی مختلف عورتوں کے ہاتھوں پر نظر ڈالتی جا رہی تھی۔ پھر وہ ایک جگہ رک گئی۔ ایک حسین عورت نے ایک بار اپنی مٹھی بند کر کے کھولی تھی۔ مریٖنا کپڑے پسند کرنے کے بہانے وہاں رک گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے پھر مٹھی بند کر کے کھولی۔ اس بار تصدیق ہو گئی کہ وہ شلپا ہے۔

مرینا وہاں سے دکان کے دوسرے حصے میں آئی۔ وہاں ایک لڑکی کپڑے پسند کر رہی تھی، اس نے لڑکی سے پوچھا "کیا وقت ہوا ہے؟"

وہ مسکرا کر بولی "کیا پہلی بار اس دکان میں آئی ہو؟ یہاں ایک نہیں دو وال کلاک ہیں۔"

مرینا نے دیوار گیر گھڑی کی طرف دیکھا پھر بولی "اوہ گاڈ! مجھے دیر ہو رہی ہے۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی دکان سے باہر آئی پھر اپنی کار میں بیٹھ گئی۔ خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے اس لڑکی کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس پر اچھی طرح قبضہ جمالیا۔ وہ لڑکی چلتی ہوئی شلپا کے پاس آ گئی۔ مرینا ایسے معاملات میں بہت محتاط رہتی تھی۔ کسی سے براہ راست ملاقات نہیں کرتی تھی۔ کسی دشمن سے سامنا کرنے کی ضرورت ہوتی یا اسے ٹریپ کرنا ہوتا تو ایسے مقاصد کے لئے کسی کو آلۂ کار بنا لیتی تھی۔

اس نے لڑکی کے ذریعے قریب ہو کر مخاطب کیا "ہیلو شلپا!"

وہ ایک دم سے چونک گئی۔ لڑکی سے بولی "تم کون ہو؟ مجھے شلپا کہہ کر کیوں مخاطب کر رہی ہو۔ میرا نام جینی فر ہے۔"

مرینا نے لڑکی کے ذریعے مسکرا کر کہا "جینی فر میرا نام ہے اور بہت سی لڑکیوں کا نام ہے۔ مگر تمہارا نام شلپا ہے۔ میک اپ کے ذریعے چہرہ بدلنے سے نام نہیں بدل جاتا، عادت نہیں بدل جاتی۔ ابھی تم بے اختیار اپنی بائیں مٹھی بند کر کے کھولو گی۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "کون ہو تم؟"

"مجھے جنرل نے بھیجا ہے۔"

"اچھا اس کے کسی خیال خوانی کرنے والے نے تمہیں یہاں پہنچایا ہے۔"

"ہاں وہ خیال خوانی کرنے والا تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ میرے ساتھ چلو۔"

"اگر میں نہ چلوں؟"

"تم ہر طرف سے گھری ہوئی ہو۔ میں تو خالی ہاتھ ہوں۔ دوسرے تمہیں گن پوائنٹ پر لے جائیں گے۔"

"اچھی بات ہے چلو۔"

وہ دونوں دکان سے باہر آئیں۔ شلپا نے پوچھا "تمہاری

گاڑی کہاں ہے؟"

"میری گاڑی میں وہ لوگ ہیں جو تمہارا تعاقب کرتے رہیں گے، میں تمہاری گاڑی میں جاؤں گی۔"

"میری گاڑی اسٹریٹ کے کارنر پر ہے، وہاں تک پیدل جانا ہوگا۔"

وہ دونوں فٹ پاتھ پر چلنے لگیں۔ اس راستے کے آخری موڑ پر کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اگلی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔ شلپا نے پوچھا "کہاں چلنا ہے؟"

"جہاں تم رہتی ہو۔"

وہ کار اسٹارٹ کرتے ہوئے بولی "اچھا تو میری رہائش گاہ دیکھنا چاہتی ہو۔"

کار اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔ تھوڑی دور جا کر شلپا نے پوچھا "تمہارے لوگ تعاقب کرتے دکھائی نہیں دے رہے ہیں؟"

"وہ تعاقب ہی کیا جو سمجھ میں آ جائے۔ تمہیں بعد میں پتا چلے گا۔"

خاصی طویل ڈرائیونگ کے بعد وہ کار ایک بنگلے کے احاطے میں آئی۔ دونوں کار سے اتر کر بنگلے کے اندر ایک ڈرائنگ روم میں پہنچیں۔ شلپا نے کہا "اب سچ سچ اگل دو، تم کون ہو؟ یہ بات یقینی ہے کہ تمہارے ساتھ کوئی مرد ساتھی نہیں ہے۔"

"ہاں میں تنہا ہوں اور ابھی تمہیں زخمی کر کے تمہارے دماغ میں پہنچوں گی اور تمہیں اپنی معمولہ اور تابعدار بناؤں گی۔"

شلپا نے ہنستے ہوئے کہا "ایسا کرنے سے پہلے میرا بایاں ہاتھ دیکھو۔ اب یہ مٹھی بار بار بند نہیں ہوتی ہے۔"

اس نے بایاں ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ وہ دیر تک اس ہاتھ کو دیکھتی رہی۔ اسے عادت کے مطابق مٹھی کو بند کرنا اور کھولنا چاہئے تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہو رہا تھا۔ مرینا نے حیرانی سے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

"میری مٹھی بار بار بند نہیں ہوتی ہے اس لئے میں شلپا نہیں ہوں۔ میں تمہیں دکان میں کہہ چکی تھی میرا نام جینی فر ہے۔ جینی فر عرف جوجو۔"

"کون جوجو؟ کیا وہ جسے باسک مین نے اغوا کیا تھا اور جو پارس کی بیوی اور فرہاد کی بہو ہے؟"

"ہاں میں وہی جوجو ہوں۔ مجھے زخمی کر کے میرے دماغ میں پہنچنے کی حسرت رہ جائے گی اور ہمارے پنجرے میں ایک اور خیال خوانی کرنے والی لڑکی کا اضافہ ہو جائے گا۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں شلپا کو ٹریپ کرنا چاہتی ہوں؟"

"میں اس کے دماغ میں آتی جاتی ہوں۔ میں اپنے محبوب کے ساتھ اس کے پیچھے دکان میں آئی تھی۔ اس کے دماغ میں جھانکنے سے پتا چلا جنرل کے کسی خیال خوانی کرنے والے نے اس سے بات کی تھی۔ میں سمجھ گئی، جنرل کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس دکان میں آئے گا۔ شلپا میری معمولہ ہے۔ میں نے اسے دکان سے روانہ کر دیا پھر اس کی طرح بائیں ہاتھ کی مٹھی بند کرنے اور کھولنے لگی۔ یہ تدبیر کام آئی اور تم یہاں پھنسنے چلی آئیں۔"

مرینا نے ہنستے ہوئے کہا "جوجو! واقعی تم چالاک ہو، تم نے بہت مضبوط جال پھینکا تھا مگر افسوس تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ یہ جو تمہارے سامنے کھڑی ہوئی ہے محض ایک آلۂ کار ہے۔ میں اس کا دماغ چھوڑ کر جا رہی ہوں۔"

یہ کہتے ہی مرینا دماغی طور پر اپنی کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر حاضر ہو گئی۔ اس نے فرہاد علی تیمور کی بہو کو زبردست جھانسا دیا تھا اور یہ بہت بڑی بات تھی۔ اس بات پر کوئی بھی ہوتا کھل کر ہنستا۔ وہ بھی ہنس رہی تھی۔

کار کی محدود فضا میں اس کی ہنسی گونج رہی تھی مگر یہ مختصر سی خوشی تھی، اچانک ہی وہ چپ ہو گئی۔ کار کی پچھلی سیٹ سے پارس کی آواز سنائی دی "جو لطیفہ تمہیں ہنسا رہا ہے، وہ مجھے بھی سناؤ۔"

وہ ایک دم اچھل پڑی۔ جیسے پچھلی سیٹ پر بم کا دھماکا ہوا ہو۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا۔ پارس کو دیکھ کر رہے سہے ہوش بھی اڑ گئے۔ اس سے پہلی بار سامنا ہو رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ اس کی تصویریں اور ویڈیو فلمیں دیکھ چکی تھی۔ اس کا ریکارڈ پڑھ چکی تھی اور یہ طے کر چکی تھی کہ پارس اور علی تیمور سے کبھی نہیں ٹکرائے گی۔ اگر ایسا موقع آیا تو کترا کر نکل جائے گی لیکن وہ موت کی طرح اچانک یوں آیا تھا کہ اب کترا کر نکل جانے کا راستہ نہیں رہا تھا۔

ویسے وہ بلا کی ذہین اور حاضر دماغ تھی۔ اس نے فوراً ہی اپنے حواس پر قابو پالیا، مسکرا کر بولی۔

"اوہ گاڈ! تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا، اگر خوف سے دم نکل جاتا تو؟"

"تم ہنس رہی تھیں اور میں نے ہنستے ہنستے کسی کا دم نکلتے نہیں دیکھا۔"

"مگر آج دیکھ لیتے، اگر میں مر جاتی تو؟"

"میں ایسی زبردست حسینہ کی قربت سے محروم ہو جاتا۔ ویسے جو بھی حسینہ میری زندگی میں آتی ہے، وہ حسن کی خیرات دینے سے پہلے نہیں مرتی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "اچھا، مجھ سے حسن کی خیرات مانگ رہے ہو، ایسی باتیں اپنی جوجو کے سامنے کر سکتے ہو؟"

"اوہ، اس کا مطلب ہے تم مجھے پارس کی حیثیت سے پہچانتی ہو اور ابھی خیال خوانی کے ذریعے جوجو کے پاس سے آ رہی ہو۔"

"ہاں، میں جوجو کو شلپا سمجھ کر پیچھا کر رہی تھی۔"

"ذرا اپنا تعارف تو کراؤ۔"

"میں سپر ماسٹر کی خیال خوانی کرنے والی ہوں۔ مجھے دوست یا دشمن، اپنا یا بیگانہ کوئی نہیں جانتا ہے۔ پہلی بار تم مجھے دیکھ رہے ہو۔"

"اچھا تو تم مرینا ہو۔"

"مرینا جنرل کی بھتیجی ہے۔ تم سب اس کے نام سے واقف ہو، میرا نام صرف سپر ماسٹر سلمان واسطی جانتا ہے۔"

"سپر ماسٹر کا نام ماسٹر ارے رے ہے۔"

"یہ نام تھا، اب نہیں ہے، میں اپنے ماسٹر سلمان واسطی کی راز دار اور ایسی ماتحت ہوں جس کا ذکر وہ تم لوگوں کے سامنے نہیں کرتا ہے۔"

"تمہاری یہ بات مجھے ہضم نہیں ہو رہی ہے۔"

"ابھی ہضم کرا دیتی ہوں، سلمان واسطی صاحب سے کہتی ہوں، وہ تمہارے دماغ میں آ کر تصدیق کر دیں۔"

وہ چپ ہو گئی جیسے خیال خوانی کے ذریعے سلمان واسطی کے پاس گئی ہو لیکن وہ اپنے معمول ٹیوسنتانا کے پاس آئی اور اسے حکم دیا کہ سپر ماسٹر ارے رے کا لہجہ اختیار کر کے پارس کے دماغ میں جائے۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ پارس کے دماغ میں آیا پھر مرینا کی مرضی کے مطابق بولا "ہیلو بیٹے! میں بہت مصروف ہوں، صوفیہ کے کہنے پر آیا ہوں۔ میں اپنی اس ماتحت کے بارے میں بعد میں بتاؤں گا۔ اسے جانے دو، یہ میرے معاملات میں مصروف ہے۔"

"یہ شلپا کا پیچھا کیوں کر رہی تھی؟"

"اس لئے کہ شلپا کے پیچھے مرینا ہے، میں نے کہا نا ابھی مصروف ہوں، آدھے گھنٹے بعد تم سے تفصیلی گفتگو کروں گا۔ صوفیہ کو جانے دو۔"

وہ پارس کے دماغ سے چلا گیا۔ پارس نے پوچھا "تمہارا نام صوفیہ ہے؟"

"ماسٹر سلمان نے تمہیں میرا نام بتا ہی دیا جبکہ وہ مجھے ساری دنیا سے چھپاتے ہیں۔"

"میں انکل کے حکم سے جا رہا ہوں۔ مگر تم اتنی چکنی ہو کہ پھسل کر پھر کسی موڑ پر ملوں گا۔"

وہ ہنسنے لگی۔ پارس پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ وہ کار اسٹارٹ کرتے ہوئے بولی "میں جا رہی ہوں۔ ویسے تم مجھے

بہت یاد کرو گے۔"

اس نے کار آگے بڑھائی۔ پھر رفتار بڑھاتے ہوئے ایک موڑ پر نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ بہت دور نکل آنے کے بعد اس نے گاڑی روکی۔ اسے وہیں چھوڑ کر پیدل فٹ پاتھ پر چلنے لگی پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔ اب وہ کار استعمال نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ پارس کی نظروں میں آگئی تھی۔ اس نے ٹیکسی کو اپنے بنگلے سے دور چھوڑ دیا۔ وہاں سے پیدل آئی۔ پھر بنگلے کے اندر پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے عارضی میک اپ اتارا۔ اس کے بعد اطمینان سے بستر پر گر گئی۔

آج وہ بال بال بچی تھی۔ ذرا بھی سنبھلنے میں دیر کرتی اور حاضر دماغی سے کام نہ لیتی تو پارس اسے نگل لیتا۔ اس کے دماغ کو کمزور بنا کر اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے تابعدار بنا لیتا۔

مرینا ایسے وقت اپنی چالاکی اور کامیابی سے بچ نکل آنے پر خوش نہیں ہو رہی تھی بلکہ اس غلطی پر غور کر رہی تھی جو اسے سونیا کے قدموں میں پہنچانے والی تھی۔

اگر وہ شلپا کو ٹریپ کرنے خود نہ جاتی۔ بنگلے میں بیٹھ کر خیال خوانی کرتی یا کسی کو آلۂ کار بنا کر شلپا کو گرفت میں لیتی تو یوں خطرے سے دوچار نہ ہوتی۔ ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کے بعد وہ جب سے میدانِ عمل میں آئی تھی، تب سے یہ اس کی پہلی غلطی تھی۔ اس نے توبہ کی اور یہ عہد کیا کہ آئندہ کسی معاملے میں براہِ راست شریک نہیں ہوگی۔ اور اپنی پناہ گاہ سے باہر نکلنے کے بعد ایک سیکنڈ کے لئے بھی خیال خوانی نہیں کرے گی۔

مرینا دوسرے خیال خوانی کرنے والوں کی طرح اب تک کسی کی گرفت میں نہیں آئی تھی۔ اس کی وجوہات یہ تھیں کہ وہ بڑی مصیبتوں میں بھی بدحواس نہیں ہوتی تھی۔ چشم زدن میں حاضر دماغی سے کام لیتی تھی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اپنا محاسبہ خود کرتی تھی۔ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرتی تھی۔ پھر ان غلطیوں سے پرہیز کرتی تھی۔ اس کے اندر عشق و محبت کے جراثیم نہیں تھے وہ کسی کی شخصیت سے متاثر نہیں ہوتی تھی۔ ٹیٹو سنتانا اس پر عاشق ہوا تھا۔ اس نے اُسے جھانسا دے کر اپنا معمول بنا لیا تھا۔ پارس کی شخصیت، اس کی آواز اور لہجے میں مردانگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس کے باوجود وہ متاثر نہیں ہوئی۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے بعد اس قدر محتاط ہوگئی تھی کہ پھر اسے یاد بھی نہیں کیا۔ کوئی دوسری ہوتی تو اسے دھوکا دے کر آنے کی خوشی میں ضرور خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں جاتی۔ اس کا مذاق اڑانے کے بہانے اس سے میل جول شروع ہو جاتا۔ مرینا کسی بھی بہانے بہکنے والی نہیں تھی۔

پارس اس بنگلے میں آیا جہاں جوجو کے ساتھ قیام تھا۔ جوجو نے کہا "پتا نہیں وہ خیال خوانی کرنے والی کون تھی۔ میں دھوکا کھا گئی۔ اس کی آلۂ کار لڑکی کو جہاں سے لے گئی تھی ویسے تم بتا رہے تھے کسی کار کی پچھلی سیٹ میں چھپتے گئے تھے، وہاں کیا بنا؟"

"کچھ نہیں، وہ انکل سلمان کی ایک خاص خیال خوانی کرنے والی ماتحت تھی۔ میں حیران ہوں کہ انکل نے اسے راز بنا کر کیوں رکھا ہے؟"

"یہ تمہیں انکل سے پوچھنا چاہئے۔"

"پوچھا تھا۔ وہ بہت مصروف تھے انہوں نے آدھے گھنٹے بعد مجھے اس کے متعلق بتانے کا وعدہ کیا ہے۔ ویسے ڈیڑھ گھنٹا گزر چکا ہے۔ میرا خیال ہے ابھی تک وہ مصروف ہیں۔"

"ہو سکتا ہے وہ مصروفیات کے باعث بھول گئے ہوں۔ میں انہیں مخاطب کروں؟"

"ہاں یہ پوچھو کہ ان کی مصروفیات میں ہم کسی کام آسکتے ہیں؟"

جوجو نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر سلمان کے سانس روکنے سے پہلے کوڈ ورڈز ادا کئے۔ اس نے مسکرا کر کہا "میری بیٹی آئی ہے۔ بولو کوئی خاص بات ہے؟"

"پارس کہہ رہا تھا آپ بہت مصروف ہیں۔ کیا ہم کسی کام آسکتے ہیں؟"

"بیٹے! کوئی خاص مصروفیت نہیں ہے۔"

"پھر آپ نے وعدے کے مطابق پارس سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟"

"وعدے کے مطابق؟ میں نے پارس سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔"

جوجو نے پارس سے پوچھا "یہ کیا چکر ہے۔ انکل کہہ رہے ہیں انہوں نے تم سے رابطہ کرنے کا وعدہ نہیں کیا۔"

"انکل سے کہو۔ مجھ سے بات کریں۔"

تھوڑی دیر بعد سلمان نے پارس کے دماغ میں آتے ہی کوڈ ورڈز ادا کئے۔ پارس نے چونک کر پوچھا "انکل! آپ ڈیڑھ گھنٹا پہلے میرے پاس آئے تھے اس وقت کوڈ ورڈز ادا نہیں کئے تھے۔ کیا میں نے دھوکا کھایا ہے؟"

"بیشک، میں تمہارے پاس نہیں آیا تھا۔ تعجب ہے، تم نے آنے والے سے کوڈ ورڈز ادا کرنے کے لئے کیوں نہ کہا؟"

"کبھی آپ اور پاپا مصروفیات کے باعث کوڈ ورڈز ادا نہیں کرتے۔ فوراً ہی کام کی باتیں کہہ کر رخصت ہو جاتے ہیں۔ میں نے سمجھا آج بھی مصروفیات کے باعث ایسا کر رہے ہیں۔"

"ہاں، میں نے ایک آدھ بار ایسا کیا ہے۔ ہماری بے اصولی کے سبب تم دھوکا کھا گئے۔ ویسے معاملہ کیا تھا؟"

پارس نے اس خیال خوانی کرنے والی کی چالبازی سلمان کو بتائی۔ جوجو بھی اس کے دماغ میں رہ کر سن رہی تھی۔ ہنستے ہوئے بولی "شیم شیم، ایک لڑکی سے دھوکا کھا گئے۔ بڑے چالاک بنتے تھے۔"

سلمان نے کہا "نہیں جوجو! شرمندہ پارس کو نہیں، ہمیں ہونا چاہئے۔ آئندہ ہم عجلت میں بھی کوڈ ورڈز ضرور ادا کریں گے۔"

"آپ کا کیا خیال ہے۔ وہ مرینا تھی؟"

"ہاں، وہی ہوگی۔ بے حد چالاک ہے۔ وہی ایک خیال خوانی کرنے والی ایسی ہے جو اب تک ہماری نظروں میں نہیں آئی ہے۔ ایک بار تمہارے پاپا جنزل کے ذریعے اسے ٹریپ کرنا چاہتے تھے۔ میں بھی خیال خوانی کے ذریعے موجود تھا مگر وہ ہم دونوں کو چکر دے گئی۔ دوسری بار تمہیں دھوکا دیا ہے۔ ویسے آئندہ اس سے ٹکرانے میں مزہ آئے گا۔"

"جی ہاں، لیکن آپ کو اس عمر میں ٹکرانا نہیں چاہئے۔"

"اچھا" سلمان نے روانی میں کہا پھر چونک کر بولا "تم شرارت سے باز نہیں آؤ گے۔"

وہ چلا گیا، جوجو نے کہا "بزرگوں کو اس طرح نہیں چھیڑنا چاہئے۔"

"ایک ماہ پہلے انکل نے سلطانہ آنٹی سے اور پاپا نے لیلیٰ آنٹی سے شادی کی ہے۔ یہ تازہ تازہ شادی کرنے والے بزرگ کیسے ہوگئے؟"

وہ ہنسنے لگی پھر بولی "مرینا کیسی تھی؟"

"مجھے اس کی خیریت پوچھنے کا موقع نہیں ملا۔ ویسے وہ بیمار نہیں تھی۔"

"میں اس کی دکھ بیماری کا نہیں پوچھ رہی ہوں۔ میرا سوال سمجھ کر بھی بن رہے ہو۔"

"کیا تم یہ پوچھنا چاہتی ہو کہ وہ حسن میں یونہی سی تھی یا اوں ہی سی تھی؟"

"ہاں، سچ سچ بتاؤ؟"

"بھئی وہ اصلی روپ میں تو ہو نہیں سکتی تھی۔ چہرہ بدل کر آئی ہوگی پھر میں عارضی چہرے کے پیچھے کیسے دیکھ سکتا تھا۔"

"جب مرد کسی لڑکی سے دھوکا کھاتا ہے تو اسے بھولتا نہیں ہے۔"

"یہی بات مرینا نے جاتے جاتے کہی تھی کہ میں اسے بہت یاد کروں گا۔ پتا نہیں لڑکیوں کو اتنی خوش فہمی کیوں رہتی ہے۔"

"تم اسے یاد نہیں کرو گے؟"

"یاد کروں گا نہیں بلکہ یاد رکھوں گا، یاد کرنے میں دلی لگاؤ ہوتا ہے اور یاد رکھنے میں چیلنج ہوتا ہے کہ اس نے میرے ساتھ جو کیا، اس کا جواب جلد ہی دینا ہے۔"

"ہرگز نہیں، تم اسے چیلنج کے طور پر یاد نہیں رکھو گے، میں اس سے بدلہ لوں گی۔"

پارس نے اس کی تسلی کے لئے ایک دم سے چونک کر کہا۔ "اوہ، اب یاد آیا۔ اس کے چہرے پر دو عیب ایسے تھے جسے وہ میک اپ سے بھی نہ چھپا سکی۔"

اُس نے بڑی دلچسپی سے پوچھا "وہ عیب کیا تھے؟"

"اس سے ایک بار نظریں ملیں تو میں نے دیکھا، وہ بھینگی ہے۔ میں مشرق کی طرف تھا وہ مغرب کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جب میں نے قہقہہ لگایا تو اس کے اگلے دو دانت ٹوٹے ہوئے تھے۔"

"توبہ! کتنی بری لگ رہی ہوگی۔"

"اس نے درست کہا تھا کہ میں اسے بہت یاد کروں گا، اس کی ترچھی نظر اور ٹوٹے ہوئے دانت اکثر یاد آیا کریں گے۔"

جوجو دل کھول کر ہنسنے لگی۔ اسے اطمینان ہو گیا کہ مرینا کے پاس پارس کے بہکنے کا سامان نہیں ہے اور پارس سوچ رہا تھا۔ "میدانِ عمل میں حسن و شباب اہم نہیں ہوتا، اہمیت چیلنج کی ہوتی ہے۔ وہ حسینہ جس نے انکل کو اور میرے پاپا کو جھانسا دیا اور آج مجھے الو بنا گئی، اسے تو میں ضرور یاد رکھوں گا اور میرا یاد رکھنا اسے مہنگا پڑے گا۔"

ہو سکتا ہے پارس کبھی اس سے پھر ٹکرا جائے لیکن ایسا جب بھی ہوگا اتفاق سے ہوگا کیونکہ مرینا کے محتاط عمل نے اور اس کے اصولوں کی پابندی نے اسے ہر طرح محفوظ رکھا تھا اور آئندہ بھی وہ محفوظ رہنے والی تھی۔ کبھی مقدر بگڑ جائے تو یہ الگ بات ہے۔

وہ پچھلی بار گاڈدی کے کمزور دماغ میں گئی تھی۔ وہ نہ سانس روک سکتا تھا نہ خیال خوانی کر سکتا تھا۔ پاپا ڈوک نے اسے ایک ایسی پہاڑی پر پہنچا دیا تھا جو تل ابیب کے قریب سمندر کے بیچ میں تھی۔ اس پہاڑی کے چاروں طرف بجلی کے نادیدہ تار تھے۔ غوطہ خوری کے ذریعے وہاں جانے والے ان تاروں کی زد میں آکر ہلاک ہو جاتے۔ تل ابیب کے ساحل پر ایک بہت بڑی دوربین تھی، جس کے ذریعے اسے دن رات دیکھا جاتا تھا، اتنی سخت نگرانی تھی کہ گاڈدی کی مدد کے لئے کوئی وہاں نہیں پہنچ سکتا تھا۔

شان پاپا ڈوک نے اس کی تنہائی دور کرنے کے لئے ایک توبہ شکن حسینہ کو بھیجا تھا۔ حسینہ کا نام نیپا شلوم تھا، وہ اسرائیلی انٹیلی جنس کے شعبے سے تربیت حاصل کر چکی تھی۔ یوگا کی ماہر تھی چونکہ اس نے پچھلی رات شراب پی تھی اس لئے مرینا کو اپنے دماغ میں محسوس نہ کر سکی۔ یوں مرینا نے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا تھا۔

وہ نیپا شلوم کے دماغ میں رہ کر پاپا ڈوک کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ اس شیطان کی کسی کمزوری تک پہنچ جائے گی۔ اس مقصد سے وہ پھر نیپا کے دماغ میں آئی۔ وہ گاڈدی سے کہہ رہی تھی "میں کل سے تمہیں اپنی طرف مائل کر رہی ہوں، میرا شمار تل ابیب کی حسین ترین لڑکیوں میں ہوتا ہے، میرے شباب میں اتنی گرمی ہے کہ بجھے ہوئے چولہے کے پاس جاؤں تو وہ سلگ اٹھے۔ کیا تم بالکل ہی ڈیپ فریزر

ہوگی؟"

وہ اسے دیکھتے ہوئے سرد آہ بھر کر بولا "میں نے امریکا اور یورپ میں ہزاروں حسینائیں دیکھی ہیں' مگر تمہاری مثال کہیں نہیں ملتی۔ تمہارا حسن کو ندا کی طرح پکارتا ہے اور تمہارا شباب ہر زاویئے سے للچاتا ہے لیکن جان پر بنی ہو تو نگاہوں سے حسن بجھ جاتا ہے۔ رنگ مرجاتے ہیں' خوشبو گم ہو جاتی ہے اور للچانے والی جوانی کا بھی جنازہ نکل جاتا ہے۔ میرے دماغ میں ایک ہی سوال گونج رہا ہے کہ اس قید سے کیسے نجات ملے گی؟"

"شاید کبھی رہائی نہ ملے۔ شاید اس لئے کہہ رہی ہو کہ کبھی عقل سے کام لوگے تو یہاں سے ضرور نکل سکو گے۔"

"میری عقل کام نہیں کر رہی ہے' مجھ سے تعاون کرو' مجھے کوئی راستہ دکھاؤ۔ میں زندگی بھر تم سے محبت کرتا رہوں گا' صرف تمہارا وفادار رہوں گا۔"

"عقل کہتی ہے' دوچار ہفتوں یا دوچار مہینوں میں رہائی ممکن نہیں ہے۔ حکمتِ عملی سے کام کرو' فی الحال پاپا ڈوک کے احکامات کی تعمیل کرتے رہو اور مجھ سے شادی کرلو' جب تم میرے حسن وشباب اور میری زندگی کے مالک ومختار بن جاؤ گے تو میں تمہاری ہی بھلائی کے لئے سوچوں گی اور تمہیں قید سے نکالنے کے لئے جان کی بازی لگادوں گی۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "پاپا ڈوک نے کہا تھا کہ وہ میری نیند کے دوران مجھ پر تنویمی عمل کرے گا' میں پچھلی رات گہری نیند میں تھا۔ اگر اس نے ہپناٹزم کے ذریعے مجھے اپنا تابعدار بنالیا ہوگا تو مجھے پتا نہیں چلے گا اور میں نادانستگی میں اپنی مرضی کے خلاف اس کے احکامات کی تعمیل کرتا رہوں گا۔"

نیپا نے مرینا کی مرضی کے مطابق کہا "تم پاپا ڈوک کے خلاف بول رہے ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے ابھی تک تمہیں ہپناٹزم کے ذریعے اپنا تابعدار نہیں بنایا ہے۔"

"ہاں' یہ ایک اہم نکتہ ہے۔ اگر میں اس سے سحرزدہ ہوتا تو اس کی مخالفت میں نہ سوچتا' نہ بولتا۔"

اسی وقت وارنر ہیگ نے اسے مخاطب کیا۔ گاوُدی خلا میں تکتے ہوئے سننے لگا۔ مرینا نے نیپا کے ذریعے اس کا یہ انداز دیکھا اور سمجھ گئی کہ کوئی اس کے دماغ میں آیا ہے۔ وہ فوراً ہی گاوُدی کے اندر پہنچی۔ وہاں وارنر ہیگ کہہ رہا تھا "گاوُدی! میرے دوست' یہ نیپا درست کہہ رہی ہے۔ تم اس شیطان کے معمول نہیں ہو' وہ پچھلی رات تمہارے دماغ میں آکر بڑی دیر تک عمل کرتا رہا تھا لیکن میں اسے ناکام بناتا رہا۔ وہ یہ سمجھ کر گیا ہے کہ تم اس کے معمول اور وفادار بن چکے ہو۔"

گاوُدی نے خوش ہو کر کہا "وارنر! تم سچے دوست ہو۔ تم نے مجھے شیطان کی غلامی سے بچایا ہے۔ پلیز' مجھے گائیڈ کرو' میرا دماغ کام نہیں کر رہا ہے۔"

"یہی تمہاری کمزوری ہے' پریشان اور حواس باختہ رہو گے تو مصیبتوں سے کبھی نجات حاصل نہیں کرسکو گے۔ میرے مشوروں پر عمل کرو' پاپا ڈوک پر ظاہر کرو کہ تم اس کے معمول اور وفادار بن چکے ہو' اس کی مرضی کے مطابق نیپا سے عشق شروع کرو' اس کے احکامات کی تعمیل کرتے رہو۔ جب تم دماغ سے کام لینے لگو گے تو ہم دونوں جلد ہی اس شیطان پر غالب آجائیں گے۔"

"ٹھیک ہے' میں تمہارے مشوروں پر عمل کر رہا ہوں۔"

"میں اپنی جگہ مصروف ہوں' پھر آؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ گاوُدی نے بڑے پیار سے مسکرا کر دیکھا۔ نیپا نے پوچھا "یہ سوچتے سوچتے مسکرانے کیوں لگے؟"

"تم درست کہہ رہی تھیں کہ مجھے عقل سے کام لینا چاہئے۔"

"یعنی تمہاری عقل کام کر رہی ہے؟"

"ہاں' یہ بات سمجھ میں آگئی ہے کہ میں تنہا کچھ نہیں کرسکوں گا' مجھے ایک ساتھی کی ضرورت ہے۔ اگر میں تمہارے جسم وجان کا مالک بن جاؤں تو تم سے زیادہ وفادار ساتھی کوئی اور نہیں ملے گا' لیکن ایک بات ہے۔"

"وہ کیا؟"

"میں بڑی دیر سے دل ہی دل میں پاپا ڈوک کو گالیاں دینا چاہتا ہوں۔ مگر دماغ روکتا ہے اور یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مخالفانہ خیالات کے باوجود مجھے پاپا ڈوک کی عزت کرنی چاہئے۔"

وہ بولی "اس کا مطلب ہے تم غیر شعوری طور پر پاپا ڈوک سے متاثر ہو اور نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے وفادار رہو گے۔"

"ہاں' میری جان نیپا! اب کیا ہوگا' میں اس کا معمول بن چکا ہوں۔"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "پروا نہ کرو' میں تمہارے ساتھ ہوں۔ وعدہ کرتی ہوں' اس کے سحر سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کروں گی۔"

اس کے بعد مرینا اس کے دماغ سے آگئی کیونکہ دونوں ایک دوسرے کے سحر میں گرفتار ہو رہے تھے۔ نیپا اس کے لئے مخلص نہیں تھی۔ اپنے ملک اور قوم میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کا اضافہ کرنے کے لئے حسن وشباب کا دسترخوان بچھارہی تھی اور گاوُدی اپنے دوست وارنر کے مشورے کے مطابق مملکتِ اسرائیل کی پہلی بوٹی نوچ رہا تھا۔

مرینا' شان پاپا ڈوک کی باتیں سننے کے لئے نیپا کے پاس گئی تھی لیکن پاپا ڈوک پچھلی رات کے بعد پھر نہیں آیا تھا۔ شاید دوسرے معاملات میں مصروف ہوگا۔ مرینا ان دوسرے معاملات کو جاننے کے لئے دو گھنٹے بعد پھر نیپا کے پاس آئی۔ وہاں اچانک ہی بارش ہونے لگی تھی' دونوں بڑی بے حجابی سے بارش میں غسلِ محبت

کررہے تھے۔ وہ ناگواری سے واپس آنا چاہتی تھی اسی وقت نیپا کے دماغ میں پاپا ڈوک کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا "شاباش! تم نے اسے اپنا دیوانہ بنا ہی لیا۔"

اسے شرم اور لحاظ سے ایسے وقت دماغ سے چلا جانا چاہئے تھا لیکن شیطان سے شرم کی توقع عبث ہے۔ نیپا بھی پکی بے شرم تھی' اس نے جواب دیا "یہ بڑی مشکلوں سے قابو میں آیا ہے۔ ویسے آپ نے صحیح طور پر تنویمی عمل نہیں کیا ہے۔"

"کیا بات ہوگئی؟"

"وہ غیر شعوری طور پر آپ کا وفادار بن چکا ہے مگر عام حالت میں آپ کے خلاف سوچتا ہے' کیا تنویمی عمل کے نتیجے میں ایسی دوہری کیفیت ہوتی ہے؟"

"دوہری کیفیت ہر معمول کے ساتھ ہوتی ہے۔ معمول بظاہر نارمل ہوتا ہے' خود کو آزاد اور خود مختار سمجھتا ہے۔ اپنے عامل کے خلاف بولتا بھی ہے لیکن غیر شعوری طور پر بے اختیار وہی کرتا ہے جو عامل چاہتا ہے۔"

"کیا اب آپ اپنے احکامات کی تعمیل اس سے کرا سکتے ہیں؟"

"ہاں' ہم ابھی آزمالیتے ہیں۔ تم نے اسے مستی' سرور اور بیخودی کی جس منزل پر پہنچادیا ہے وہاں سے کوئی واپس نہیں آنا چاہتا۔ میں اسے واپس آنے کا حکم دے رہا ہوں۔"

وہ نیپا کے اندر سے نکل کر گاوَدی کے دماغ میں پہنچا۔ پھر حاکمانہ انداز میں بولا "میں ہوں تمہارا آقا شان پاپا ڈوک میں تمہیں حکم دیتا ہوں' اٹھ جاؤ۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے پھر حکم دیا "نیپا سے دور جاکر تنہا بارش میں بھیگتے رہو۔"

وہ برسات میں جلتی ہوئی آگ سے دور جاکر بھیگنے لگا۔ مرینا گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ حالانکہ اسے پاپا ڈوک کی باتیں سننا چاہئے تھیں مگر وہ خیال خوانی جاری نہ رکھ سکی۔ اپنے چہرے اور گردن کو چھو کر دیکھا تو پسینہ نکل رہا تھا۔ اپنی سانسیں گرم لگ رہی تھیں۔ اس وقت معلوم ہورہا تھا کہ شعور اور لاشعور کی کارگزاریاں کیا ہوتی ہیں۔ وہ شعوری طور پر پاپا ڈوک کی باتیں سن رہی تھی مگر غیر شعوری طور پر نیپا کی برسات میں بھیگ رہی تھی۔ اسے نیپا کے اندر نہیں رہنا چاہئے تھا لیکن نادانستگی میں جذبوں کی ایسی مار پڑ رہی تھی کہ وہ واپس آنا بھول گئی تھی۔ جب واپس آئی تو پتا چلا تھک گئی ہے' نڈھال ہوگئی ہے' ایسے میں اسے گر پڑنا چاہئے۔

وہ بڑی دیر تک بستر پر پڑی چھت کو تکتی رہی پھر اٹھ کر فریج کے پاس آکر اسے کھولا۔ اس میں سے ٹھنڈی بوتل نکال کر پانی پینے لگی۔ پانی حلق کو اور سینے کو ٹھنڈک پہنچانے لگا۔ وہ دماغ کو ہر طرح کی سوچ سے خالی رکھنا چاہتی تھی لیکن جب تک سانسیں چلتی رہتی ہیں' دل دھڑکنوں سے اور دماغ سوچ سے خالی نہیں ہوتا۔ جب آدمی سوچتا ہے کہ کچھ نہیں سوچ رہا ہے' تب بھی سوچتا ہے۔

ویسے وہ گرتے گرتے سنبھلنا جانتی تھی۔ پانی پینے کے بعد فرش پر بیٹھ گئی۔ یوگا کا ایک آسن اختیار کرکے سانس روک لی۔ جب سانس رک گئی تو سوچیں بھی تھم گئیں۔ انسانی زندگی کا سارا کھیل سانسوں کا ہے۔ نفس کا ہے اور نفسانی تقاضوں کا ہے۔ اگر سانس قابو میں ہے تو آدمی نفس کے بے لگام گھوڑے کو قابو میں کرلے گا۔

مرینا نے پہلے دس منٹ سانس روکی پھر ایک منٹ تک سانسیں لینے کے بعد پندرہ منٹ تک سانس روکی۔ ایسا کئی بار کیا پھر اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ مسکرا کر خود کو آئینے میں دیکھا۔ دماغ سے نامعقول خیالات چھٹ گئے تھے۔ اب نیپا اور گاوَدی کے حوالے سے کوئی آلودہ سوچ نہیں آسکتی تھی۔ مرینا کی یہ بھی ایک خوبی تھی' وہ اپنے اندر لڑتا' اپنے اندر کی چڑیل کو شکست دیتا اور تعمیری انداز میں اپنی ہی ذات پر فتح حاصل کرنا جانتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ کوئی مرد خواہ دوست ہو یا دشمن' اسے تسخیر نہیں کرسکتا تھا۔

اس نے دوسری طرف دھیان دیا۔ اس کی ہدایات کے مطابق کینی پال اور ٹیوسنتانا لندن پہنچ گئے تھے۔ یہ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے مرینا کے معمول اور تابعدار تھے لیکن اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ وہ ان کے دماغوں پر حکومت کرتی ہے۔ وہ خود کو آزاد اور خود مختار سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ گم شدہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تلاش کرنے لندن آئے ہیں۔ جب وہ وہاں پہنچے تو مرینا نے پہلے کینی پال کے دماغ میں آکر قبضہ جمایا۔ اسے غائب دماغ بنایا پھر اسے پرانے شاہی محل نما عمارت کے تہ خانے میں پہنچادیا۔

اس تہ خانے کے ایک کشادہ کمرے میں پہلے ہی جوراجوری اور جوڈی نارمن قید کی زندگی گزار رہے تھے۔ مرینا نے کینی پال کو دوسرے کمرے میں قید کرکے اس کے دماغ کو آزاد کردیا۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہوتے ہی چونک گیا۔ اس کے چاروں طرف گہری تاریکی تھی۔ وہ ایک دم سے پریشان ہوکر اٹھ گیا تھا۔ قبر جیسی تاریکی میں یوں لگا جیسے زندہ دفن کردیا گیا ہو پھر دفن ہونے والی بات غلط لگی کیونکہ وہ ابھی بستر سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا اور قبر اتنی کشادہ نہیں ہوتی کہ وہاں پلنگ بھی بچھادیا جائے۔

وہ تھوڑی دیر پہلے دن کی روشنی اور لندن کی کھلی فضاؤں میں تھا' اچانک تاریکی میں پہنچ کر بری طرح بدحواس ہونا چاہئے تھا لیکن وہ خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کرنے اور سوچنے لگا "یہ کیسے ہوگیا؟ میں پتا نہیں کتنی دیر دماغی طور پر غائب رہا۔ اب پورے ہوش وحواس میں یہ تاریکی ہے اور میں کسی کمرے میں

خود کو پا رہا ہوں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ میں کسی کے تنویمی عمل کے زیر اثر ہوں۔"

وہ شکست خوردہ انداز میں بیٹھ گیا۔ دماغی طور پر کسی کا غلام بننے کا صدمہ جان لیوا تھا۔ اس نے بڑے دکھ سے پوچھا "کون ہو تم؟"

وہ جواب کا انتظار کرتے ہوئے اندھیرے میں تکنے لگا۔ مرینا خاموش تھی۔ وہ اپنی آواز بھی کسی کو نہیں سناتی تھی۔ وہ بولا۔ "مجھے یاد آرہا ہے' ایک تقریب میں اچانک میری طبیعت خراب ہوگئی تھی۔ مجھے شبہ ہوا تھا کہ کسی نے اعصابی کمزوری کی دوا کسی کھانے پینے کی چیز میں ملائی ہوگی۔ میں فوراً ڈاکٹر کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن بے اختیار اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد مجھے ہوش نہیں رہا تھا۔ شاید رات مجھ پر تنویمی عمل کیا گیا تھا لیکن اس واقعے کو چھ ماہ ہوگئے۔ مجھ پر عمل کرنے والے' تم کون ہو؟ اتنے عرصے تک آزاد کیوں چھوڑا تھا اور آج اس تاریکی میں قید کیوں کیا ہے؟"

وہ چند لمحوں تک خاموش رہا پھر بولا "مجھے یقین ہے کہ میں سونیا یا اس کے کسی آدمی کی قید میں نہیں ہوں بلکہ اس کی قید میں ہوں جس نے جوراجوری اور جوڈی نارمن کو بالکل اسی طرح تاریکی میں رکھا ہے۔ پلیز' مجھے بتاؤ تم کون ہو؟ جب میں پوری طرح تمہاری مٹھی میں ہوں اور یہاں سے کسی طرح نکل نہیں پاؤں گا تو تمہیں چھپنا نہیں چاہئے یا چھپنا ضروری ہو تو سوچ کے ذریعے دو باتیں کرلو' یہ بھی منظور نہ ہو تو آواز اور لہجہ بدل کر بولو۔"

وہ پھر خاموش ہوا۔ اتنی التجاؤں کے باوجود جواب نہیں مل رہا تھا۔ ایسے میں جھنجلاہٹ طاری ہوتی ہے لیکن کینی پال پُرسکون تھا۔ وہ بہت پہلے کئی بار جوراجوری اور جوڈی نارمن کی جھنجلاہٹ اور بے بسی دیکھ چکا تھا۔ ان کے دماغوں میں رہ کر معلوم کرچکا تھا کہ چیخنے اور شور مچانے سے بھی آواز باہر نہیں جاتی ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کسی تہ خانے کے ساؤنڈ پروف کمرے میں بند کیا گیا ہے۔

وہ تھوڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا پھر اٹھ کر اندھیرے میں راستہ ٹٹولتے ہوئے اس کمرے کے حدود اربعہ کو سمجھنے لگا۔ وہ بالکل جوراجوری والے کمرے جیسا تھا۔ اٹیچڈ باتھ روم بھی تھا۔ کھانے پینے اور دوسری ضروریات کا سامان بھی موجود تھا۔ اس نے پھر بستر پر بیٹھ کر خیال خوانی کی پرواز کی اور جوڈی نارمن کے دماغ میں پہنچا۔ وہ سانس روکنا چاہتا تھا' اس نے جلدی سے کہا۔

"میں کینی پال ہوں۔"

وہ بولا "تم کئی بار آچکے ہو' مگر کیا فائدہ؟ یہ ایسی قید ہے جہاں سے کوئی ہمیں رہائی نہیں دلا سکے گا۔"

"درست کہتے ہو' آج میں اپنی بدبختی سنانے آیا ہوں۔ کسی نامعلوم عامل نے مجھے بھی ایسے ہی ایک تاریک کمرے میں قید کردیا ہے۔"

جوڈی نارمن نے جوراجوری سے کہا "میرے دماغ میں آؤ' کینی پال باتیں کررہا ہے' اس بے چارے کو بھی ہماری طرح قید کردیا گیا ہے۔"

جوراجوری نے نارمن کے دماغ میں آکر پوچھا "یہ کیسے ہوگیا؟"

"جب شامت آتی ہے تو پتا نہیں چلتا کیسے آئی۔ میں کوئی چھ ماہ پہلے ٹریپ کیا گیا۔ ٹریپ کرنے والا آج مجھے قیدی بنا کر لایا ہے۔"

"یہ سمجھ میں نہیں آتا' ہمیں قید کرنے والے کا مقصد کیا ہے۔ وہ ہماری ٹیلی پیتھی سے فائدہ نہیں اٹھا رہا ہے مگر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو قید کرتا جارہا ہے۔"

کینی پال نے کہا "میرے ایک محتاط اندازے کے مطابق کسی مرد نے نہیں ایک عورت نے ہمیں قید کیا ہے اور اس کا نام ثلپا ہے۔"

"تم ثلپا پر کیوں شبہ کررہے ہو؟"

"وہ جنرل کی داشتہ تھی۔ اس نے جنرل کو بہلا پھسلا کر ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ یہ بھی معلوم کرلیا کہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے لندن جارہے ہیں۔ اس سے پہلے وہ اچانک رُوپوش ہوگئی۔ اُدھر جنرل اسے تلاش کرتا رہا۔ اِدھر اس نے تمہیں اور جوراجوری کو قیدی بنالیا۔ جس تقریب میں مَیں اعصابی کمزوری کا شکار ہوا تھا اس تقریب میں ثلپا موجود تھی۔"

جوراجوری نے کہا "تمہاری بات دل کو لگتی ہے۔ ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دوسرے کے شناسا اور دوست رہے ہیں۔ صرف ثلپا جنرل کی داشتہ بن کر اِتراتی تھی اور ہم سب سے کتراتی تھی۔"

نارمن نے کہا "الپا ماسک مین کی قید میں ہے۔ مرینا جنرل کی بھتیجی اور ہمارے ملک کی وفادار ہے۔ وہ ایسی حرکتیں نہیں کرے گی۔ یقیناً ثلپا ہم سے دشمنی کررہی ہے۔"

جوراجوری نے کہا "ہم تین ہوگئے ہیں' کیا اس مکار کی مکاری کا جواب نہیں دے سکیں گے؟"

"ضرور دیں گے۔ ہم تینوں اپنی ذہانتوں سے رہائی کی صورت پیدا کریں گے۔"

مرینا دماغی طور پر حاضر ہوکر مسکرائی۔ پھر اس نے ٹیوسنتانا کو ٹریپ کرکے تیسرے تاریک کمرے میں پہنچایا اور ان کی تعداد تین سے چار کردی تاکہ وہ مزید ذہانت سے کام لے کر اپنی حسرتیں پوری کرتے رہیں۔

ٹیوسنتانا کو بھی معلوم تھا کہ نارمن اور جوراجوری ایسی ہی تاریکی میں کہیں قید ہیں۔ اس نے ان سے دماغی رابطہ قائم کیا تو پتا چلا کینی پال بھی کسی دوسرے کمرے میں قید ہے۔ کینی پال نے حیرانی سے کہا "یہ شلپا کوئی چڑیل ہے۔ پتا نہیں اس نے کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا معمول بنایا ہے۔ پتا نہیں یہاں ابھی اور کتنے قیدی بن کر آئیں گے۔"

وہ سب جوڈی نارمن کے دماغ میں رہ کر ایک دوسرے سے بول رہے تھے۔ اسی وقت انہیں مرینا کی آواز سنائی دی۔ وہ گھبرائی ہوئی سی کہہ رہی تھی "نارمن! میں ڈوب رہی ہوں۔ گہری تاریکی میں ڈوب رہی ہوں۔ میرے چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے' میں جان گاوڈی کے پاس گئی تھی۔ وہ کسی کا قیدی ہے پھر مارٹن رسل کے پاس گئی۔ اسے بتایا کہ اندھیرے میں قید ہوں۔ بس اتنا جانتی ہوں کہ یہ لندن شہر ہے۔ مارٹن رسل نے وعدہ کیا ہے کہ جلد سے جلد نیویارک سے روانہ ہوگا اور میری مدد کے لئے یہاں لندن آئے گا۔ اب میں تمہارے پاس آئی ہوں۔ تمہارے بعد دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے دوستوں کے پاس جاؤں گی۔ اوہ گاڈ! میں کتنا بول رہی ہوں۔ کیا تم میری بات سمجھ رہے ہو کہ کسی دشمن نے مجھے ٹریپ کیا ہے۔"

"سمجھ رہا ہوں۔ میں جوراجوری' پال ہوپ کن اور ٹیوسنتانا بھی تمہاری طرح الگ الگ تاریک کمروں میں قید کئے گئے ہیں۔ پریشان ہونے اور گھبرانے سے رہائی نہیں ملے گی۔ ہمارے پاس آتی جاتی رہو۔ ہم یہاں سے نکلنے کی تدبیر سوچ رہے ہیں۔"

مرینا رونے لگی' پال ہوپ کن نے کہا "مرینا! جنرل صاحب تو کہتے تھے تم بہت ذہین اور حوصلہ مند ہو' کیا اتنی جلدی حوصلہ ہار رہی ہو؟"

وہ روتے روتے بولی "انکل نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ میں تاریکی میں خوف زدہ ہو جاتی ہوں۔ یہاں میں ایک بستر پر بیٹھی ہوئی ہوں اور یہ نہیں جانتی کہ اندھیرے میں میرے آگے پیچھے اور دائیں بائیں کیا ہے۔ پلنگ کے نیچے پاؤں رکھتے ہوئے ڈرتی ہوں۔"

جوراجوری نے کہا "پہلے میں بھی تاریکی سے ڈرتی رہی' پلنگ کے نیچے پاؤں رکھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی مگر اب تو عادی ہو گئی ہوں۔ پتا نہیں اس تاریکی میں کتنے دن رات گزر چکے ہیں۔ تم جس کمرے میں ہو اس کے ساتھ ایک باتھ روم ہے۔ راستہ ٹٹول کر ایک ایک چیز کو چھو کر معلوم کرو گی تو وہاں ضرورت کا ہر سامان ملے گا۔ تمہیں آج نہیں تو کل حالات سے سمجھوتا کرنا ہی ہوگا۔"

"جوراجوری! تم اس قید میں اس لئے مطمئن ہو کہ تمہارے ساتھ تین مرد ہیں' میں تو بالکل تنہا ہوں۔"

"پال ہوپ کن اور ٹیوسنتانا دوسری جگہ قید ہیں۔ میرے ساتھ صرف نارمن ہے۔"

"آخر کوئی تو ساتھ ہے۔"

"تمہارا بھی کوئی ساتھی آجائے گا۔ شلپا کھلانے پلانے کے علاوہ ایک ساتھی کی ضرورت بھی پوری کرتی ہے۔"

"کیا شلپا نے ہمیں قید کیا ہے؟"

جواب میں وہ سب شلپا کے خلاف بولنے لگے۔ مرینا تھوڑی دیر ان سے باتیں کرنے کے بعد دماغی طور پر اپنے بیڈ روم میں حاضر ہو گئی۔ اس نے اس شبہ کو تقویت دی تھی کہ ان سب کو شلپا نے قید کیا ہے۔

مرینا کو یہ اندیشہ نہیں تھا کہ اس کے قیدی وقت بے وقت اس کے دماغ میں خیریت پوچھنے آئیں گے۔ وہ چاروں قیدی اس کے معمول تھے اور اس کی مرضی کے خلاف اس کے دماغ میں آنے کے لئے سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

بہت پہلے میں نے جوراجوری کو اور لیلیٰ نے جوڈی نارمن کو ٹریپ کیا تھا۔ میں بڑی خاموشی سے کئی بار ان کے دماغوں میں جا چکا تھا لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ انہیں کس نے قید کیا ہے اور کہاں قید کیا ہے؟

مرینا نے جوراجوری اور جوڈی نارمن کے دماغوں سے معلوم کیا تھا کہ جس نے بھی ان پر تنویمی عمل کیا تھا اس عمل کی میعاد کیا ہے۔ وہ عامل پھر کب عمل کرنے آئے گا۔ انہوں نے ایک خاص وقت بتا دیا تھا۔ میں اس خاص وقت کے مطابق ان پر عمل کرنے آیا تو مرینا نے میرے عمل کو ناکام بنا دیا۔ مجھے اس کا علم نہ ہو سکا۔ میرے جانے کے بعد اس نے جوراجوری اور جوڈی نارمن کو بڑی آسانی سے اپنا معمول بنا لیا تھا۔

گویا مرینا نے مجھے دوسری بار فریب دیا تھا۔ میں نے اکثر فریب کھائے ہیں لیکن وہ پہلی لڑکی ہے جس نے مجھے دوبار دھوکا دیا۔ بے شک و شبہ وہ انتہائی ذہین اور بے حد مکار تھی۔ میدانِ عمل میں تنہا ہمارے مقابلے پر ڈٹی ہوئی تھی اور اس اکیلی نے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو جیت لیا تھا۔ ابھی ہم سے اور کچھ افراد کو چھین لینے کے منصوبوں پر عمل کر رہی تھی۔

ویسے وہ صرف اپنے قیدیوں کو یقین دلا سکی کہ یہ حرکت شلپا کر رہی ہے جبکہ شلپا ہماری معمولہ تھی۔ مرینا اور پارس کے ٹکراؤ کے بعد ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ تاریک قید خانہ قائم کرنے والی مرینا ہی ہے۔

بہرحال وہ زبردست تھی اور ایسے آثار نہیں تھے کہ وہ جلد ہی ہمارے زیردست ہوگی۔ لوگ دشمن کی بربادی چاہتے ہیں۔ اس کی موت کی دعا مانگتے ہیں' ہماری دعا تھی کہ وہ جئے' جب تک مقدر میں لکھا ہے جیتی رہے اور جیتتی رہے۔ ہارنے والے دشمنوں سے خاک مزہ آتا ہے۔ اچھا ہے' وہ پارس کو مزہ چکھاتی ہے اور وہ بڑے شوق سے چکھتا رہے۔

○☆○

میں نے پیرس میں ایک میاں بیوی کو ٹریپ کیا تھا۔ وہ دونوں یہودی تھے۔ میاں کا نام رابرٹ موس اور بیوی کا نام پارا موس تھا وہ تل ابیب سے ایک شادی میں شریک ہونے آئے تھے۔ مجھے رابرٹ موس اور لیلیٰ کو پارا موس بن کر اسرائیل جانا تھا۔ یہ اچھا موقع تھا۔ شادی میں شریک ہونے پورا خاندان آیا تھا۔ ویڈیو فلم بھی تیار ہو رہی تھی۔ میں اور لیلیٰ ان دونوں کے دماغوں میں رہ کر ان کے خاندان کے تمام افراد کو سمجھ رہے تھے۔ بعد میں ویڈیو فلم دیکھ کر ہم نے ان تمام افراد کو چہروں سے بھی پہچان لیا تھا۔ لیلیٰ دو راتوں تک مجھ پر عمل کر کے میرے دماغ میں عبرانی زبان میں گفتگو کرتی رہی۔ میں اس زبان سے کسی حد تک واقف تھا۔ لیلیٰ کے عمل سے اور اچھی طرح سمجھ گیا۔

شادی کے دوسرے دن وہ لوگ اسرائیل واپس جانے والے تھے۔ ہم نے روانگی سے بارہ گھنٹے پہلے ان میاں بیوی کو اغوا کر کے ایک نیم تاریک قید خانے میں پہنچا دیا۔ ایسا فرانس کی حکومت کے تعاون سے کیا لیکن اتنی رازداری سے کہ سفارتی سطح پر حکومتِ فرانس پر کوئی الزام نہ آئے۔ ہماری واپسی تک وہاں کی پولیس سادہ لباس میں ان کی نگرانی کرنے والی تھی۔

ہم نے ویڈیو کیسٹ کے ذریعے بار بار ان کے عزیز و اقارب کو دیکھا تھا' ان کے چہروں کو ذہن نشین کیا تھا پھر ان سے پیرس کے ائرپورٹ پر ملاقات بھی کی۔ طیارے میں سفر کے دوران لیلیٰ نے سوچ کے ذریعے جوجو کو مخاطب کیا پھر کوڈ ورڈز ادا کرنے کے بعد کہا "اسرائیل میں ٹیلی پیتھی جاننے والا جے مورگن تمہارا معمول ہے۔ اس کے دماغ میں جاؤ' اور اس کے موجودہ حالات معلوم کرو' میں تمہارے پاس رہوں گی۔"

جوجو نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر جے مورگن کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ اسے محسوس نہ کر سکا۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ الپا کے تنویمی عمل سے نجات حاصل کرنے کے بعد جوجو کا معمول بن گیا ہے۔ جوجو بھی اسے مخاطب نہیں کرتی تھی۔

وہ فوجی چھاؤنی کے ایک چھوٹے سے بنگلے میں نظر بند رکھا گیا تھا۔ اس سے ایک ہی افسر ملاقات کے لئے آتا تھا۔ سپاہیوں کے ذریعے اس کی تمام ضروریات پوری کرتا تھا۔ باقی اعلیٰ حکام اور دوسرے فوجی افسران نہ اس کے سامنے آتے تھے نہ اپنی آواز سناتے تھے۔ اس نے بیزار ہو کر پوچھا تھا "مجھے اس طرح قید کر کے کیا فائدہ حاصل کر رہے ہو؟"

افسر نے جواب دیا تھا "پاپا ڈوک نے بتایا ہے کہ تمہارے دماغ پر کسی کا قبضہ ہے' ہم تمہاری ٹیلی پیتھی کے علم کو اپنے کام میں لا کر نقصان نہیں اٹھائیں گے۔"

"تو پھر میرا انجام کیا ہوگا؟"

"شاندار مستقبل ہوگا تمہارا' ماسک مین نے جوجو کا آپریشن کرا کے ہمیں نئی راہ دکھائی ہے۔ ہماری قوم میں بھی برین سرجری کرنے والے نہایت تجربہ کار ڈاکٹرز موجود ہیں۔ سرجری کے بعد تم اپنا ماضی' اپنی آواز اور لہجہ سب کچھ بھول جاؤ گے۔ ایک عظیم یہودی کی حیثیت سے نئی زندگی شروع کرو گے۔ تمہارے دماغ پر کسی دشمن کا قبضہ نہیں ہوگا۔ تم صرف ہمارے ملک کے لئے کام کرتے رہو گے۔"

جوجو نے اس کے دماغ سے نکل کر لیلیٰ سے کہا "آنٹی! اسے تو بالکل مجبور اور بے بس بنا کر رکھا گیا ہے۔"

"تمہارے پاپا! یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ پاپا ڈوک اس سے کوئی کام لے رہا ہے یا نہیں' آئندہ ضرورت ہوئی تو میں تمہارا لہجہ اختیار کر کے جے مورگن کے پاس جاؤں گی۔"

ہم جوجو کے دماغ سے نکل آئے پھر میں نے کہا "لیلیٰ! اگر ہم کسی طرح جے مورگن کو آپریشن کے ذریعے تبدیل ہو جانے سے بچا سکیں تو ہمارا بھی فائدہ ہے اور جے مورگن بھی ہمارا احسان مند ہوگا۔"

وہ امریکی عیسائی تھا' ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کے بعد ٹریننگ سینٹر میں تربیت حاصل کر رہا تھا۔ ایسے ہی وقت یہود زادی الپا نے اسے اپنی محبت میں الجھا لیا' اپنا دیوانہ بنا کر تل ابیب لے آئی۔ وہاں اس پر تنویمی عمل کر کے اسے عیسائی سے یہودی بنا دیا تاکہ وہ حکومتِ اسرائیل کا وفادار رہے۔

لوگ نقصانات اٹھا کر بھی سبق حاصل نہیں کرتے۔ وہاں حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ الپا' پارس کی زندگی میں آکر جوجو کے ہاتھوں ماسک مین کے پاس پہنچ گئی۔ الپا نے جے مورگن کا مذہب اور قومیت تبدیل کر کے اسے یہودی بنا لیا تھا۔ اب ماسک مین الپا کا دماغی آپریشن کرا چکا ہوگا اور اسے اسرائیل کا مخالف اور اپنے ملک کا وفادار بنا چکا ہوگا' ایسے ہی حالات اور واقعات سبق سکھاتے ہیں کہ جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودے گا' ایک دن خود اسی میں گرے گا۔

جوجو نے جے مورگن کو الپا کے سحر سے نکال کر اپنا معمول بنا لیا تھا اور اسے اس حد تک آزاد رکھا تھا کہ اس نے دوبارہ خود کو جے مورگن اور عیسائی کی حیثیت سے پہچان لیا تھا۔ وہ اس بات پر کڑھ رہا تھا کہ الپا نے فریب دیا اور تل ابیب لا کر اسے یہودی بنا دیا۔ وہ وہاں سے فرار ہو کر پھر امریکا پہنچنے کی فکر میں تھا لیکن اس کے اطراف سخت پہرا تھا۔ اسے فوجی چھاؤنی کے ایک چھوٹے سے بنگلے میں نظر بند کیا گیا تھا۔ وہ دروازے یا

کھڑکیوں سے دیکھتا تو دور تک مسلح فوجی نظر آتے تھے۔

وہ کسی کی مدد کے بغیر فرار کا کوئی راستہ نہیں نکال سکتا تھا۔ ایسے میں ہم اس کے پاس پہنچ گئے۔ پہلے آدھے گھنٹے تک لیلیٰ اس کے دماغ میں خاموش رہی۔ اس خاموشی کا مقصد یہ تھا کہ پاپا ڈوک اچانک اس کے دماغ میں آکر جاسوسی کر سکتا تھا۔ اسے معلوم ہو جاتا کہ جے مورگن کا دماغی رابطہ کسی سے ہے۔

لیلیٰ نے مجھ سے کہا "آدھا گھنٹا ہو گیا ہے' اس کے دماغ میں کوئی نہیں آیا ہے۔"

میں جوجو کے لہجے میں جے مورگن کے پاس آیا۔ پھر اس کی سوچ میں کہا "یہ پاپا ڈوک کیسے کہہ رہا ہے کہ میرے دماغ میں کوئی آتا ہے یا میں کسی کا معمول ہوں۔"

جے مورگن نے حقارت سے سوچا "پاپا ڈوک بکواس کرتا ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی کے علاوہ کالا جادو بھی جانتا ہے۔ یہودی اکابرین اس کے شیطانی عمل کو روحانی عمل سمجھتے ہیں۔ جس طرح ایک بار انہوں نے ربّی اسفندیار کو مذہبی اور روحانی پیشوا مان لیا تھا اسی طرح اب پاپا ڈوک کو اپنا روحانی رہنما سمجھ رہے ہیں۔ اس کی ہر بات سچ مان لیتے ہیں۔ وہ جھوٹ کہتا ہے کہ میرے دماغ میں کوئی آتا جاتا ہے۔"

میں نے اسے مخاطب کیا تو وہ چونک گیا۔ چونکہ میں جوجو کے لہجے میں عامل بن کر آیا تھا اس لئے وہ معمول کی حیثیت سے سانس روکنا بھول گیا۔ میں نے کہا "بیشک پاپا ڈوک جھوٹا ہے لیکن جھوٹے بھی اپنے مفاد کے لئے کبھی سچ بول دیتے ہیں۔ تم اپنے دماغ میں مجھے سن رہے ہو۔ پاپا ڈوک نے سچ کہا ہے' میں تمہارے دماغ میں آتی جاتی ہوں۔"

"کون ہو تم؟"

"میں ہوں پارس کی شریکِ حیات جوجو۔"

"مجھے معمول بنا کر تمہیں کیا حاصل ہو رہا ہے؟"

"میری سونیا مما نے کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تمہارے سپر ماسٹر سے چھین لیا۔ مگر نہ انہیں نقصان پہنچایا اور نہ ہی کوئی فائدہ حاصل کیا ہے۔ وہ چاہتی ہیں تم سب آزاد رہو، کسی ایک سپر طاقت کے غلام نہ بنو۔ کسی ایک ملک کے مفادات کے لئے دوسرے ممالک کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ ساری انسانیت کی بھلائی کے لئے کام کرتے رہو۔"

جے مورگن نے کہا "مادام سونیا! ایک عظیم خاتون ہیں۔ مجھے آزادی مل جائے تو میں ان کے نیک مقاصد کے مطابق کام کروں گا۔"

"کیا نیویارک جنرل کے پاس نہیں جاؤ گے؟"

"نہیں' کوئی میری مدد کو نہیں آ رہا ہے' میرے برے وقت میں سب نے ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ میں مادام سونیا کا وفادار بن کر بھی اپنے وطن کے لئے کام کر سکتا ہوں۔ تم لوگوں کے پاس بہت ہی ذہین لوگ ہیں۔ پلیز ان کی ذہانت سے مجھے رہائی دلاؤ۔"

"ذرا صبر کرو۔ ہمارے لوگ کوشش کر رہے ہیں۔"

"جوجو! میری بہن! ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ آپریشن کے ذریعے میری ذہنیت اور شخصیت بدل ڈالیں۔ کیا اس سے پہلے مجھے رہائی ملے گی؟"

"ہماری کوشش یہی ہے کہ تمہارا آپریشن نہ ہو۔ تم بھی کوشش کرو' ابھی پاپا ڈوک سے باتیں کرو۔ تم اسے باتوں میں الجھاؤ گے تو میں اس کے دماغ میں خاموش رہ کر اس کے آس پاس کے ماحول کو سمجھوں گی۔"

"وہ مجھے اپنے دماغ میں آنے نہیں دے گا۔ اسے مخاطب کروں گا تو پہلے سانس روکے گا۔ مجھے دماغ سے نکال کر پھر میرے اندر آئے گا۔ ایسا ایک بار ہو چکا ہے۔"

"کوئی بات نہیں' پھر ایک بار جاؤ۔ اسے جھوٹا کہو اور دعویٰ کرو کہ تمہارے دماغ میں کوئی نہیں آتا ہے۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ میرے ساتھ لیلیٰ بھی اس کے اندر تھی۔ وہ پاپا ڈوک کے دماغ میں آیا۔ اس کے سانس روکنے سے پہلے بولا "میں جے مورگن ہوں۔"

اس نے کہا "واپس جاؤ' میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔"

مورگن نے غصے سے کہا "میرے پاس نہ آؤ۔ میں تمہارے جیسے جھوٹے کو برداشت نہیں کروں گا۔ تمہارے جھوٹ کی وجہ سے میرا دماغی آپریشن ہونے والا ہے۔ یہ لوگ میرا مذہب تبدیل کر دیں گے۔ مجھے یہودی بنا دیں گے۔ تم نے ان سے جھوٹ کیوں کہا؟"

وہ بولا "تم کس جھوٹ کی بات کر رہے ہو؟"

"یہی کہ میرے دماغ میں کوئی آتا جاتا ہے۔ میں قابلِ اعتماد نہیں ہوں۔"

جے مورگن خاصی دیر تک اسے باتوں میں الجھاتا رہا۔ ان باتوں کے دوران کسی نے پاپا ڈوک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ "آپ ہم سے گفتگو کرتے کرتے چپ ہو گئے ہیں۔ خیریت تو ہے؟"

پاپا ڈوک نے جے مورگن سے کہا "تمہاری فضول باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ جاؤ یہاں سے میں ابھی مصروف ہوں۔"

اس نے سانس روک لی۔ جے مورگن کے ساتھ ہم بھی اس کے اندر سے نکل آئے۔

میں نے کہا "مورگن! تم نے اسے خوب الجھائے رکھا۔ میں نے اس کے دماغ میں رہ کر ایک شخص کی آواز سنی ہے۔ میں اس کے پاس پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر دیکھا۔ طیارے کا ماحول بڑا ہی پُرسکون تھا' ایئر ہوسٹس کھانے کے لئے پوچھ رہی تھی۔ لیلیٰ نے

اس سے کھانے کی دو ٹرے لے لیں۔ ایک مجھے دی۔ میں نے کھانے کے دوران اس شخص کی آواز اور لہجے کو اچھی طرح یاد کر کے دہرایا۔ پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ فوج کا ایک میجر تھا۔ پاپا ڈوک کے سامنے ایک صوفے پر بیٹھا اس ٹیلی پیتھی جاننے والے گاڈدی کے بارے میں باتیں کر رہا تھا جسے سمندر کے بیچ ایک پہاڑی پر قیدی بنا کر رکھا گیا تھا۔

میں نے لیلیٰ سے کہا "تم ان کی باتیں سنو' میں میجر کے چور خیالات [illegible] ھتا ہوں۔"

اس [illegible] سوچ نے بتایا۔ پاپا ڈوک بہت محتاط ہے۔ یہاں کسی بھی اعلیٰ عہدیدار سے ملاقات کرنے سے پہلے ان کے دماغ کو اچھی طرح کھنگال لیتا ہے۔ [illegible] وہ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے میجر پر بھروسا کرتا تھا اور بیشتر معاملات میں اسی کے ذریعے اعلیٰ فوجی افسران سے رابطہ کرتا تھا۔ اس کے چار باڈی گارڈز یوگا کے ماہر تھے۔ ان کی ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد جو باڈی گارڈز آتے تھے وہ بھی یوگا کے ماہر ہوتے تھے۔ رات کو مسلح فوجیوں کے علاوہ کوٹھی کے چاروں طرف خونخوار کتے آزادی سے ٹہلتے رہتے تھے۔ وہ بلٹ پروف کار میں کہیں جاتا تو آگے پیچھے سیکیورٹی فورس ہوتی تھی۔

پاپا ڈوک نے اتنے سخت انتظامات محض سونیا کے خوف سے کئے تھے اور یہودیوں کی پناہ میں اسی لئے آیا تھا کہ سونیا اسرائیل نہیں آئے گی۔ اگر کسی طرح آجائے گی تو موت بن کر پاپا ڈوک تک پہنچنے کی سہولتیں حاصل نہیں ہوں گی۔ یہاں قدم قدم پر اسے مشکلات کا سامنا کرنا ہو گا۔

میجر اس وقت پاپا ڈوک سے کہہ رہا تھا "ہم جان گاڈدی کی طرف سے مطمئن ہیں۔ ہمارا کوئی دشمن اسکی مدد کے لئے پہاڑی تک نہیں جا سکے گا۔ ہر سمت موت اسکا استقبال کرے گی۔ اب آپ بتائیں کہ جان گاڈدی کے دماغی آپریشن کے لئے اسے تل ابیب کب لایا جائے گا؟"

پاپا ڈوک نے کہا "دو روز بعد جے مورگن کا آپریشن ہو گا۔ پہلے میں اسرائیلی ڈاکٹروں کی مہارت اور آپریشن کا نتیجہ دیکھوں گا۔ اس کے بعد کسی دن بھی جان گاڈدی کا آپریشن ہو سکتا ہے۔"

پاپا ڈوک کو وہاں اتنی تعظیم دی جاتی تھی کہ کوئی اسے پورے نام سے مخاطب نہیں کرتا تھا۔ میجر نے کہا "پاپائے معظم! دماغی آپریشن سب سے محفوظ طریقہ ہے۔ اگر ٹیلی پیتھی جاننے والے کا نام آواز' لہجہ۔ اور شناخت بدل جائے تو کوئی دشمن اسے ٹریپ نہیں کر سکتا لیکن ہمارے جاسوس نے ایک حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین رپورٹ دی ہے کہ دماغی آپریشن کے ذریعے جوجو کی پچھلی تمام زندگی بھلا دینے کے باوجود اس نے پارس کو اپنے جیون ساتھی کی حیثیت سے پہچان لیا ہے اور مایک مین کو ٹھکرا کر پارس کے پاس چلی گئی ہے۔"

پاپا ڈوک نے کہا "آپریشن کے ذریعے برین بالکل ہی واش کر دیا جاتا ہے۔ وہاں پچھلی زندگی تو کیا اپنی موجودہ شناخت بھی نہیں رہتی۔ دماغ سلیٹ کی طرح صاف ہو جاتا ہے۔ پچھلی زندگی کی تصویریں اور ویڈیو فلمیں دیکھنے کے باوجود کچھ یاد نہیں آتا۔ پھر جوجو کیسے پارس کو پہچان گئی! یہ ناممکن ہے۔"

"ہم جسے ناممکن سمجھتے ہیں' وہ دوسرے کے لئے ممکن ہو جاتا ہے۔ آپ کہتے ہیں ... آپ کے جادو کا توڑ ممکن نہیں مگر نطافیہ میں سونیا نے آپ کے طلسم کا توڑ کیا تھا۔"

پاپا ڈوک نے سونیا کو گالی دی پھر کہا "وہ کیا توڑ کرے گی۔ دراصل بابا صاحب کے ادارے میں روحانی قوتیں رکھنے والے بزرگ ہیں۔ انہوں نے سونیا کی مدد کی تھی اور جوجو کا دماغ پھیرنے اور اسے پارس کی طرف مائل کرنے میں بھی انہی بزرگوں کی روحانی قوتوں نے کام کیا ہے۔ ورنہ طبی سائنس ایک اٹل حقیقت ہے۔ آپریشن کے بعد دماغ میں کبھی پچھلی زندگی کا ایک لمحہ بھی واپس نہیں آئے گا۔"

"پاپائے معظم! آپ کی باتیں سن کر ایک سوال پیدا ہوتا ہے' کیا سونیا روحانی قوتوں کے ذریعے آپ پر غالب آئے گی؟"

"اس نے نطافیہ میں جب میرے طلسم کو تباہ کیا' تب ہی میں سمجھ گیا تھا کہ وہ روحانی قوتوں کے ذریعے میری شہ رگ تک پہنچے گی۔ میں اس کی روحانیت کا توڑ کرنے کے لئے دو زبردست منصوبوں پر عمل کروں گا۔ یہ منصوبے اتنے مستحکم اور پُراثر ہیں کہ عمل کے نتیجے میں سونیا کی روحانی قوتیں ختم ہو جائیں گی۔"

"آپ نے تجسس پیدا کر دیا ہے۔ وہ منصوبے کیا ہیں؟"

اسی وقت ایک خوبصورت کنیز پھلوں کی ٹرے لے آئی۔ دوسری کنیز خشک میووں کے ٹرے لائی۔ ایک اور حسینہ نے مشروب اور گلاس لا کر درمیانی میز پر رکھ دیئے۔ پاپا ڈوک نے ایک حسینہ کو اپنے پہلو میں کھینچ کر کہا "میرے اس محل کے ہر کمرے میں ایک سے بڑھ کر ایک شباب ہے مگر شراب نہیں ہے۔ اس ذلیل سونیا سے محتاط رہنے کے لئے میں نشے سے دور رہتا ہوں' جب تک وہ دشمن عورت' فرہاد کی طرح جہنم میں نہیں جائے گی' میں شراب سے محروم رہا کروں گا۔ شراب کے بغیر شباب ایسا ہے جیسے نمک کے بغیر گوشت چبا رہے ہوں۔"

وہ حسینہ کے ساتھ بہک رہا تھا۔ میجر نے کہا "پلیز میرا تجسس ختم کریں۔ مجھے بتائیں' آپ کے منصوبے کیا ہیں؟"

اس نے قہقہہ لگایا پھر کہا "یہ تو میں اپنے باپ شیطان کو بھی نہیں بتاؤں گا۔ ویسے تم بہت ہی بھروسے کے آدمی ہو۔ اگر تنویمی عمل کے ذریعے میں تمہارے دماغ کو لاک کر دوں تو کوئی خیال خوانی کرنے والا چھپ کر تمہارے خیالات نہیں پڑھ سکے گا۔

میں اسی طرح تمہیں اپنا رازدار بنا سکتا ہوں۔"
ایک کنیز نے خالص سونے کی صراحی سے گلاس میں مشروب ڈالتے ہوئے پوچھا "کیا برف ڈالوں؟"
میں نے لیلیٰ سے کہا "کنیز کے پاس جاؤ۔"
کنیز بھرے ہوئے گلاسوں کے پاس آئس کیوبس (برف کے ٹکڑوں) کا بھرا ہوا پیالہ رکھ کر چلی گئی۔ میجر نے کہا "میرے لئے اس سے بڑی خوشی کی بات اور کیا ہوگی کہ آپ کے عمل کے بعد کوئی میرے دماغ میں نہیں آئے گا اور آپ مجھ پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کیا کریں گے۔"
"ٹھیک ہے۔ آج رات تمہاری نیند کے دوران عمل کروں گا۔ ویسے اگر تم عمل کے بغیر ہی میرے وفادار ہو تو مجھے بتاؤ' وہ پانچ گولڈن برینز کون لوگ ہیں؟"
"گولڈن برینز والی بات آپ کو کیسے معلوم ہوئی؟"
"میں نے تمہارے جنرل کے چور خیالات پڑھے ہیں؟"
میجر نے کہا "آپ میرے دماغ میں آکر چور خیالات پڑھ سکتے ہیں۔ میں نے گولڈن برینز کا ذکر سنا ہے لیکن ان کے متعلق صرف جنرل ہی جانتا ہے۔ میں تو ان کی صحیح تعداد بھی نہیں جانتا' آپ سے سن رہا ہوں کہ وہ پانچ ہیں۔"
"ہاں وہ پانچوں مملکتِ اسرائیل کا دماغ ہیں۔ مجھے جنرل کے چور خیالات سے اتنا ہی معلوم ہوا ہے کہ وہ پانچوں یوگا کے ماہر ہیں۔ مکاری میں شیطان کے جانشین ہیں۔ انہوں نے اپنی حکمتِ عملی سے امریکا جیسی سپر پاور کو اسرائیل کا اندھا حمایتی بنا دیا ہے۔
ان گولڈن برینز نے ایک خفیہ فورس بنائی ہے۔ اس فورس میں ڈاکٹر' انجینئر' سائنس دان اور سراغرساں وغیرہ ہیں۔ وہ مطلوبہ ممالک کے خاص شہروں میں باقاعدہ رہائش اختیار کرتے ہیں۔ عیسائیوں میں رہ کر عیسائی اور مسلمانوں میں رہ کر مسلمان بن جاتے ہیں۔ یوں اپنے ملک و قوم کے مفاد میں کام کرتے رہتے ہیں۔ ان کی پوری فورس عبرانی زبان میں ایک دوسرے سے رابطہ کرتی ہے۔"
میجر نے کہا "آپ نے کافی معلومات حاصل کی ہیں۔"
"جنرل کو جتنا معلوم ہے اتنا مجھے معلوم ہو چکا ہے۔ فوج کے جنرل اور ملک کے حکمران بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہ تمام اعلیٰ عہدیداران گولڈن برینز کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے ہیں۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ پانچوں گولڈن برینز کون ہیں؟ کہاں رہتے ہیں؟ جنرل کے خفیہ کمرے میں ایک ٹی وی اسکرین پر انہیں دیکھا جا سکتا ہے' ان سے باتیں کی جا سکتی ہیں لیکن یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اسکرین پر نظر آنے والے وہ پانچوں چہرے اصلی ہیں۔ کیونکہ جنرل کو ایسے چہرے کسی شہر میں' کسی تقریب میں یا کسی بازار میں دکھائی نہیں دیئے۔ اگر وہ اصلی چہرے ہوتے تو کہیں نہ کہیں اتفاق سے نظر آجاتے۔"
میجر نے مسکرا کر پوچھا "آپ ان پانچوں کو ڈھونڈ نکالنے کی فکر میں ہیں؟"
"ہاں' مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا کہ کوئی مجھ سے چھپ کر رہے۔ وہ مجھے دیکھتا رہے اور میں اسے نہ دیکھوں۔ اس کی نگرانی سے بے خبر رہوں۔ چھپنے والے دوست کبھی نہیں ہوتے۔ اگر اسرائیلی حکام کو یا گولڈن برینز کو کبھی میں بوجھ لگوں گا تو وہ بڑی آسانی سے چھپ کر مجھے گولی مار دیں گے۔"
"ایسا ہو سکتا ہے۔ ہمارے اکابرین کو سمجھنا چاہئے کہ آپ پانچوں گولڈن برینز سے زیادہ اہم ہیں۔ آپ نے ایک ہفتے کے اندر دو زبردست کارنامے انجام دیئے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے جان گاڈوی کو ہمارا قیدی بنایا اور بابا فرید واسطی مرحوم کی بیٹی زاحیلہ کو اغوا کر کے یہاں پہنچا دیا۔ ان پانچوں پُراسرار یہودی دماغوں کو آپ سے نہیں چھپنا چاہئے۔"
"ان کی بہتری اسی میں ہے کہ مجھے دوست بنائیں۔ میرے سامنے آئیں ورنہ میں انہیں بے نقاب کردوں گا۔ جیسی چال میں چلوں گا' ویسی وہ چل نہیں سکتے۔"
اس کی بات ختم ہوتے ہی فون کی گھنٹی سنائی دی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو' میں ہوں۔ کیا اپنا نام بتانا ضروری ہے؟"
دوسری طرف سے کچھ کہا جانے لگا۔ وہ چند لمحوں تک سنتا رہا پھر پریشان اور خوفزدہ ہو کر بولا "نہیں' یہ جھوٹ ہے۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ اطلاع درست ہے؟"
وہ پھر سننے لگا۔ چند سیکنڈ کے بعد وہ مزید کچھ نہ سن سکا۔ اس کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا۔ وہ خلا میں تک رہا تھا اور بالکل بے حس و حرکت بیٹھا سوچ رہا تھا۔ میجر نے پوچھا "کیا ہوا؟"
وہ بدستور ساکت رہا۔ میجر نے پھر مخاطب کیا تو وہ چونک گیا۔
"آں؟ کیا تم کچھ کہہ رہے ہو؟"
"میں پوچھ رہا ہوں کیا فون پر کوئی پریشان کن اطلاع ملی ہے؟"
وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھر بولا "ہاں' وہ ذلیل عورت اس شہر میں دیکھی گئی ہے۔"
بات سمجھ میں آگئی۔ وہ سونیا کے بارے میں غصے سے کہہ رہا تھا "اس ملک کی سیکیورٹی اور انٹیلی جنس والے ہوشیاری اور فرض شناسی میں بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں پھر سونیا ان کی نظروں سے چھپ کر کیسے آگئی؟"
"آپ کو فون پر کس نے یہ اطلاع دی ہے؟"
پاپا ڈوک نے چونک کر فون کی طرف دیکھا۔ اس کا ریسیور نیچے پڑا ہوا تھا۔ وہاں سے آواز آرہی تھی "ہیلو پاپائے معظم! ہیلو' ہیلو..."
وہ جواب سننے لگا۔ میں میجر کے دماغ میں تھا۔ فون سے کہی جانے والی باتیں سن نہیں سکتا تھا۔ میں یہی سن کر حیران تھا کہ سونیا ہم سے پہلے تل ابیب پہنچ گئی ہے۔ میں نے میجر کے پاس سے جا کر سونیا کو مخاطب کیا۔ کوڈ ورڈز ادا کئے۔ پھر پوچھا "تم تل ابیب کب پہنچی ہو؟"
"کیا میں تل ابیب میں نظر آرہی ہوں؟"
"مجھ سے چھپنے کی کوشش نہ کرو۔ میں خطرے سے آگاہ کرنے آیا ہوں۔ ابھی پاپا ڈوک کو اطلاع ملی ہے کہ تم تل ابیب میں دیکھی گئی ہو۔"
"میں اتنی نادان ہوں کہ وہاں اپنی اصلی صورت دکھاتی اور دشمن اتنے مہربان ہیں کہ مجھے دیکھ کر گولی نہیں ماری۔ مجھے جانے دیا۔"
"یعنی تم وہاں نہیں ہو؟"
"میں پیرس کی رہائش گاہ میں ہوں اور کل صبح کی فلائٹ سے اسرائیل کے لئے روانہ ہو رہی ہوں۔"
میں واپس میجر کے دماغ میں آیا۔ اس کی سوچ نے بتایا' ابھی ٹیلی فون پر ایک گولڈن برین نے سونیا کے متعلق اطلاع دی تھی۔ میجر نے پوچھا "پاپائے معظم! کیا یہ یقین کرنے کی بات ہے کہ سونیا ہمارے ملک میں اصلی چہرے کے ساتھ گھوم رہی ہے؟ کیا وہ جان بوجھ کر موت کو دعوت دے گی؟"
"وہ بہت مکار ہے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کسی لڑکی کو سحر زدہ کیا ہوگا' اس پر سونیا نے اپنا میک اپ چڑھا کر اپنی ڈمی بنا کر شاپنگ کے لئے بازار کی طرف بھیج دیا ہوگا۔ ایک جاسوس نے اس کا پیچھا کیا تھا' وہ بھیڑ میں گم ہو گئی۔ وہ مکار عورت نفسیاتی مار مارتی ہے۔ اس نے اپنی ڈمی پیش کر کے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران کو چونکا دیا۔ لیکن میرا تو سکون غارت کر دیا ہے۔ اب میرا کھانا پینا حرام ہو جائے گا۔ اس ذلیل عورت نے مجھے موت سے پہلے تھوڑا تھوڑا مارنا شروع کر دیا ہے۔"
میں نے دماغی طور پر طیارے میں حاضر ہو کر لیلیٰ کو یہ باتیں بتائیں۔ وہ بولی "مسز سونیا پیرس میں ہیں' ہم طیارے میں ہیں تو پھر تل ابیب میں ڈمی سونیا کو کون پیش کر رہا ہے؟ ظاہر ہے ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں کر رہا ہے۔ یہ دشمنوں کی کوئی چال ہے۔"
"کیا چال ہے؟"
"اچھا تو آپ میرا امتحان لے رہے ہیں؟"
اس نے مسکرا کر دیکھا۔ میں نے بھی مسکرا کر کہا "یہی سمجھ

لو۔"

"یہ حقیقت ابھی کسی کو معلوم نہیں ہے کہ پاپا ڈوک۔۔ سسٹر سے خوفزدہ ہے۔ لہٰذا اس کا سکون برباد کرنے کے لئے کوئی دشمن سسٹر کی ڈمی پیش نہیں کرے گا۔"

"بالکل ٹھیک' آگے بولو۔"

"آگے بات صاف ہے۔ پاپا ڈوک تھوڑی دیر پہلے گولڈن برینز کے خلاف بول رہا تھا اور انہیں بے نقاب کرنے کا دعویٰ کر رہا تھا۔ ایک گولڈن برین نے اسے اضطراب اور بے چینی میں مبتلا کرنے کے لئے تل ابیب میں سونیا کی موجودگی کی اطلاع دے دی۔ یہ سراسر غلط اطلاع ہے۔ وہاں سسٹر کی ڈمی دیکھی ہی نہیں گئی ہے۔"

"میری جان! تم نے بالکل صحیح تجزیہ کیا ہے۔ جی چاہتا ہے تمہاری ذہانت کی بھرپور داد دوں۔"

میں سیٹ پر بیٹھے ہی بیٹھے اس کی طرف جھکا' وہ مجھے پرے ہٹا کر بولی "دور ہی رہیں' آپ کی داد مہنگی پڑتی ہے۔"

ائر ہوسٹس آکر بچے ہوئے کھانے کی ٹرے اٹھا رہی تھی۔ اس کے جانے کے بعد لیلیٰ نے کہا "آپ سنجیدگی سے رپورٹ سنیں۔ جو کنیز پاپا ڈوک اور میجر کے سامنے مشروب لائی تھی' میں اس کے دماغ میں رہ کر اس محل کے دوسرے حصوں میں گئی۔ مزید دو کنیزوں کے دماغوں میں بھی جگہ بنالی۔ پتا چلا راحیلہ کو اسی محل میں رکھا گیا ہے۔"

ہم نے بہت پہلے راحیلہ کے دماغ میں جا کر معلوم کر لیا تھا کہ اسے کسی محل میں آرام سے رکھا گیا ہے۔ آج لیلیٰ نے معلوم کیا کہ پاپا ڈوک بھی اسی محل میں رہتا ہے۔ میجر کے دماغ نے ہمیں اس محل کا پتا بتا دیا تھا' میں نے لیلیٰ سے کہا "ایک گولڈن برین نے انتقاماً پاپا ڈوک کو خوفزدہ کیا ہے۔ اس سے ہمارا نقصان ہو گا۔"

"وہ کیسے؟"

"ایسے کہ پاپا ڈوک سونیا کے خوف سے راحیلہ کو کسی ایسی جگہ منتقل کر دے گا جہاں سونیا یا ہم نہ پہنچ سکیں۔"

"گولڈن برینز واقعی برین سے کام لیتے ہیں۔ انہوں نے یہ جھوٹی اطلاع دے کر تل ابیب کی انتظامیہ' پولیس اور فوج کو الرٹ کر دیا ہے۔ ایسے میں ہم وہاں پہنچ رہے ہیں۔ دشمنوں کے مستعد اور ہوشیار رہنے کے باعث ہم سہولت اور اطمینان سے کوئی کام نہیں کر سکیں گے۔"

میں نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا "پاپا ڈوک جس محل میں ہے وہاں خفیہ کیمرے اور مائک ضرور ہوں گے کیونکہ پاپا ڈوک نے گولڈن برینز کو بے نقاب کرنے کا چیلنج کیا تھا اس کے بعد ہی ایک گولڈن برین نے فون کے ذریعے پاپا ڈوک کو سونیا کا بخار چڑھا دیا تھا۔"

لیلیٰ نے تائید کی "پانچوں گولڈن برینز پاپا ڈوک پر نظر رکھتے ہیں۔ یعنی اسے بظاہر پاپائے معظم کہہ کر سر پر چڑھایا جا رہا ہے اور باطن میں اسے ناقابل اعتماد سمجھا جا رہا ہے۔"

میں نے کہا "کیوں نہ اسی شیطان کو یہودیوں کے خلاف بھڑکایا جائے۔"

وہ مسکرانے لگی۔ اس کی عادت تھی بات بات پر مسکراتی تھی۔ خدا نے اسے کھلتے ہوئے پھول کی شادابی دی تھی۔ عام حالات میں بھی اس کا چہرہ مسکراتا ہوا لگتا تھا۔ اس نے مجھے شوق اور لگن سے دیکھتے ہوئے پایا تو گھور کر بولی "میں آئندہ بن سنور کر نہیں رہوں گی۔ آپ بہکنے لگتے ہیں۔"

"ایسا غضب نہ کرنا۔ تم زلفیں بکھرائے اجڑی ہوئی سی رہو گی تو اور زیادہ حسین اور پرکشش ہو جاؤ گی۔ لوگ سمجھ لیں گے کہ میرے پہلو سے اٹھ کر آرہی ہو' ایسی حالت میں شاعر کہتا ہے"

یہ اڑی اڑی سے رنگت' یہ کھلے کھلے سے گیسو
تیری صبح کہہ رہی ہے' تیری رات کا فسانہ ..!!

وہ بولی "توبہ ہے۔ آپ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہیں۔ پاپا ڈوک کو یہودیوں سے ٹکرانے والی بات کیا ہوئی؟ چلیں اب آپ کام کریں۔"

میں اپنی سیٹ پر سیدھی طرح بیٹھ کر بابا صاحب کے ادارے کے ایک جاسوس کے پاس آیا' اس نے سانس روک لی دوسری بار میں نے کوڈ ورڈز ادا کیے۔ اس نے مسکرا کر کہا "ہیلو مسٹر برائن وولف' خیریت تو ہے؟"

میں نے اسے راحیلہ کے اغوا اور پاپا ڈوک کی رہائش گاہ کے متعلق بتانے کے بعد کہا "وہ شیطان سونیا کے خوف سے راحیلہ کو دوسری جگہ منتقل کرے گا۔ اپنے ماتحتوں سے کہو' اس محل کو نظروں میں رکھیں۔ کوئی بند گاڑی وہاں سے نکلے تو اس کا تعاقب کریں۔ ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ راحیلہ کو کہاں منتقل کیا جائے گا۔"

وہ ٹرانسمٹر نکال کر اپنے خاص آدمیوں کو ہدایات دینے لگا پھر میں نے اپنے جاسوس کو بتایا کہ کس طرح پاپا ڈوک اور گولڈن برینز کے درمیان ٹھن گئی ہے۔ پاپا ڈوک کو پتا نہیں ہے کہ گولڈن برین نے اسے خوفزدہ کرنے کے لئے سونیا کے متعلق جھوٹی اطلاع دی ہے۔ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ ایک گولڈن برین نے اسے خواہ مخواہ اضطراب میں مبتلا کرنا چاہا تھا تو وہ وہاں کے اعلیٰ حکام پر چڑھ دوڑے گا۔ آئندہ اپنے دل میں بغض رکھ کر ان کے لئے کام کرے گا۔

جاسوس نے پوچھا "کیا پاپا ڈوک کو حقیقت بتا کر بھڑکا دوں؟"

"کیسے بتاؤ گے؟"

"پاپا ڈوک کا گمنام ہمدرد بن کر فون کے ذریعے بتاؤں گا۔"

"کسی گمنام ہمدرد کی بات اس کے لئے قابل اعتبار نہیں ہو گی۔ کیا تمہاری نظروں میں کوئی اسرائیلی جاسوسہ ہے؟"

"میں تین لڑکیوں کو جانتا ہوں۔ ان میں سے ایک جاسوسہ مجھ پر غیر ملکی ایجنٹ ہونے کا شبہ کر رہی ہے۔ اگر اس نے کوئی مصیبت کھڑی کی تو میں اسے گولی مار دوں گا۔"

"تو سمجھ لو اسے گولی مارنے جا رہے ہو۔ مجھے اس کی آواز سناؤ۔ میں اس کے دماغ پر قبضہ جما کر تمہارے پاس پہنچاؤں گا' تم اس پر سونیا کا میک اپ کرو گے۔"

"میں اسے فون پر بلاؤں گا' وہ میرے فلیٹ میں چلی آئے گی کیونکہ مجھ سے عشق کر رہی ہے۔ مجھے محبت کے جال میں پھانس رہی ہے۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے۔ رابطہ قائم ہونے پر بولا "ہنی! میں رابن بول رہا ہوں۔ کیا تمہیں فرصت ہے؟"

وہ چہک کر بولی "تمہارے لئے تو فرصت ہی فرصت ہے۔ بولو تم آرہے ہو یا میں آجاؤں؟"

"تم آجاؤ۔ آہٹ پر کان اور در پہ نظر رہے گی۔"

میں ہنی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ ہنستے ہوئے ریسیور رکھ رہی تھی۔ پھر وہ ایک دم سے سنجیدہ ہو کر سوچنے لگی "آخر مجھ پر پھسل ہی گیا۔ آج میں اس کی اصلیت معلوم کر کے رہوں گی۔ میرا شبہ کبھی غلط نہیں ہوتا۔ یہ ضرور کسی ملک کا جاسوس ہے۔"

وہ روانہ ہونے سے قبل انٹیلی جنس کے ایک افسر کو رپورٹ دینا چاہتی تھی کہ وہ آج رات رابن کے ساتھ گزارے گی لیکن میں نے رپورٹ پہنچانے کا موقع نہیں دیا۔ اس کے دماغ پر قبضہ جما کر رابن کے پاس پہنچا دیا۔ اس کی زبان سے کہا۔ "میں وولف بول رہا ہوں۔ اس کے دماغ کو آزاد چھوڑوں گا تو گڑبڑ ہو جائے گی۔ فوراً اسے سونیا کی ڈمی بناؤ۔"

رابن ہمارے ایک تجربہ کار میک اپ مین کو بلا چکا تھا۔ اس نے بڑی مہارت سے ڈیڑھ گھنٹے میں اسے سونیا کی ہمشکل بنا دیا۔ ہمارا طیارہ تل ابیب پہنچنے والا تھا۔ میں نے لیلیٰ سے کہا "سلمان کو میرے پاس فوراً بھیجو۔"

وہ ایک منٹ کے اندر ہی میرے پاس آگیا۔ میں نے کہا۔ "ابھی جس لڑکی کے دماغ میں ہوں اسے سونیا کی ڈمی یا قربانی کی بکری بنایا گیا ہے۔ اس کے دماغ پر قبضہ جمائے رہو۔ مجھے اور لیلیٰ کو دماغی طور پر حاضر رہنا پڑے گا۔ ہم تل ابیب پہنچنے ہی والے ہیں۔"

اس نے پوچھا "مجھے اس لڑکی کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔"

میں نے جواب دیا "جوان لڑکی ہے تم خود سمجھ دار ہو۔ سلطانہ کی نظریں بچا کر من پسند رویہ اختیار کر لینا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "آپ چھیڑنے سے باز نہیں آئیں گے۔ آپ نے پچھلی بار سلطانہ کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے اسے خوب رلایا تھا۔ میرے لئے مصیبت کر دی تھی۔ اب ہم میاں بیوی نے قسم کھائی ہے کہ آئندہ آپ کی باتوں پر کبھی بھروسا نہیں کریں گے۔"

"کیا میں اسے چیلنج سمجھوں؟"

"آپ کچھ بھی سمجھ لیں۔ ہم میاں بیوی محبت میں ثابت قدم رہیں گے اور کبھی کسی حالت میں ایک دوسرے پر شبہ نہیں کریں گے۔"

"اچھا میں ذرا موجودہ معاملے سے نمٹ لوں پھر دیکھوں گا کہ تم دونوں کتنے ثابت قدم ہو۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ طیارہ رن وے پر دوڑتا ہوا ایک جگہ رک گیا تھا۔ ہم اپنے یعنی رابرٹ اور پاراموس کے رشتے داروں کے ساتھ امیگریشن کاؤنٹر پر آئے۔ پھر وہاں سے بخیریت گزر گئے۔ میں نے اور لیلیٰ نے ائرپورٹ میں کسی بات پر جھگڑا کیا کیونکہ رابرٹ اور پارا آپس میں لڑنے جھگڑنے والے میاں بیوی تھے اس لئے ہم نے ان کا وہی کردار ادا کیا پارا (لیلیٰ) جھگڑ کر اپنی ماں کی کار میں بیٹھ گئی۔ میں نے ڈرائیور سے کہا "تم ڈرائیو کرو' میرا موڈ ٹھیک نہیں ہے۔"

مجھے رابرٹ کے بنگلے کا پتا نہیں تھا۔ اس طرح ڈرائیور نے مجھے وہاں پہنچا دیا۔ میں نے رابرٹ سے حاصل کی ہوئی چابیوں سے مقفل بنگلے کے دروازے کھولے۔ پھر بیڈ روم میں آکر ڈرائیور سے کہا "کوئی فون آئے تو کہہ دینا میں سو رہا ہوں۔ مجھے ڈسٹرب نہ کرنا۔"

وہ چلا گیا۔ میں دروازے کو بند کر کے ہنی کے پاس آیا۔ سلمان نے اسے رابن کے ہاں روک رکھا تھا۔ میں نے کہا۔ "سلمان! تم جاؤ مجھے فرصت مل گئی ہے۔"

پھر میں نے جاسوس رابن سے کہا "پاپا ڈوک کے محل کی طرف جاؤ۔ وہ ضرور راحیلہ کو کسی دوسری جگہ لے جائے گا۔"

یہ ہدایت دے کر میں ہنی کو فلیٹ کے باہر اس کی کار میں لے آیا۔ وہ میری مرضی کے مطابق ڈرائیو کرتی ہوئی پاپا ڈوک کے محل کے سامنے پہنچ گئی۔ وہاں پہنچتے ہی اس نے رفتار بڑھا دی تھی۔ پھر اسی تیز رفتاری سے احاطے کے پھاٹک کو توڑتی ہوئی محل کے پورچ میں آگئی۔ مسلح گارڈز اسے گھیرنے کے لئے دوڑتے آرہے تھے۔ وہ کار سے نکل کر بولی "گولی نہ چلانا' کار میں آتش گیر مادہ بھرا ہوا ہے۔ ایک نہیں کئی دھماکے ہوں گے' یہ محل کھنڈر بن جائے گا اور پاپا ڈوک کی لاش پہچانی نہیں جائے گی۔"

تمام گارڈز رک گئے تھے۔ وہ چیخ کر بولی "پاپا ڈوک! فوراً

جواب دو۔ تم باہر آرہے ہو یا میں اندر آجاؤں؟"

پاپا ڈوک کو موت نظر آرہی ہوگی۔ پتا نہیں وہ محل کے اندر کیا کر رہا ہوگا۔ ویسے ہم نے اسے جتنا بزدل سمجھا تھا وہ اتنا نہیں تھا۔ وہ ایک جگہ چھپا ہوا تھا۔ اس نے موقع پاتے ہی ڈمی سونیا پر گولی چلادی۔ وہ ڈمی اچھل کر فرش پر گری پھر تڑپنے لگی پاپا ڈوک دوڑتا ہوا آیا۔ پھر اسے نشانے پر رکھتا ہوا بولا "مجھے یقین ہے تو سونیا نہیں اس کی ڈمی ہے۔"

وہ میری مرضی کے مطابق کراہتی ہوئی بولی "میں مرتے وقت جھوٹ نہیں بولوں گی۔ مجھے ایک گولڈن برین نے تمہیں خوفزدہ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ تمہارے محل میں خفیہ مائک لگے ہیں۔ ان کے ذریعے پانچوں نے سنا تھا کہ تم انہیں بے نقاب کرنا چاہتے ہو۔ وہ انتقاماً تمہیں، آہ..."

اس نے دم توڑ دیا۔ پاپا ڈوک کی کھوپڑی گھوم گئی۔ وہ چیخ کر بولا "میں اس ملک سے وفاداری کر رہا ہوں اور وہ پانچوں گولڈن برینز مجھے الّو بنا رہے ہیں۔"

پھر وہ مسلح گارڈز سے بولا "میرے ساتھ آؤ اور محل کے گوشے گوشے میں خفیہ مائک اور کیمرے تلاش کرو۔"

میں ایک گارڈ کے دماغ میں تھا۔ گارڈز محل کے اندر جاکر خفیہ مائک تلاش کرنے لگے۔ میرے معمول کی سوچ بتا رہی تھی کہ کوئی خفیہ مائک نظر آئے گا تو وہ پاپا ڈوک کی نظروں سے چھپالے گا۔ کیونکہ وہ اپنے ملک کا وفادار تھا اور اپنے آقاؤں کے حکم سے وہاں ایک گارڈ کے فرائض انجام دے رہا تھا۔

دوسرے یہودی گارڈ بھی شاید یہی کرنے والے تھے لیکن پاپا ڈوک نے ایک خفیہ مائک فانوس میں سے اور دوسرا صوفے کے نیچے سے ڈھونڈ نکالا۔ اب اس میں شبہے کی گنجائش نہیں رہی کہ یہودی حکمران اور فوج کے اعلیٰ افسران اسے پاپائے معظم کہہ کر الّو بنا رہے ہیں۔ غصے کی شدت سے اس کی کھوپڑی گرم ہوگئی تھی۔ اس کے اندر آگ بھر گئی تھی۔ وہ ٹیلی پیتھی اور کالے جادو کی قوتیں حاصل کرنے کے بعد خود کو سب سے اعلیٰ اور افضل سمجھتا تھا۔ کسی معاملے میں اپنی سبکی برداشت نہیں کرتا تھا۔ غصے اور جنون میں اپنے مخالفوں کو نیست و نابود کردینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا۔

اگر میں اس کے دماغ میں ہوتا تو فی الحال انتقامی کارروائی سے روک دیتا۔ میجر بھی اس کے قریب نہیں تھا۔ ہوتا تو میں اس کے ذریعے اسے سمجھانے کی کوشش کرتا۔ اس نے تمام گارڈز کو جھڑک کر کہا "چلے جاؤ میری نظروں سے دور ہو جاؤ، مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ تم سب یہاں میری حفاظت کے لئے نہیں، میری جاسوسی کرنے کے لئے رکھے گئے ہو۔ گیٹ آؤٹ!"

تمام گارڈز وہاں سے چلے آئے۔ میرے معمول کو بھی آنا پڑا۔ اس کے بعد میں پاپا ڈوک کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ پتا نہیں وہ کیا کر رہا ہوگا میں نے سوچا۔ میجر کو اس کے پاس جانے پر مائل کرنا چاہئے۔ پھر میں اس میجر کے ذریعے اس پر نظر رکھوں گا۔

میں اس کے دماغ میں آیا، وہاں پاپا ڈوک سوچ کے ذریعے اس سے کہہ رہا تھا "تمہارے یہودی اکابرین وفاداری کا یہ صلہ دیتے ہیں۔ اگر میں چھپ کر ڈمی سونیا کو گولی نہ مارتا تو یہ بھید کبھی نہ کھلتا کہ گولڈن برینز مجھے الّو بنا رہے ہیں اور محل میں ہونے والی میری تمام گفتگو سنتے ہیں۔ یہاں خفیہ کیمرے بھی ہوں گے، میرا ویڈیو ریکارڈ بنایا جا رہا ہوگا۔"

میجر نے کہا "میں حیران ہوں کہ میرے اکابرین آپ جیسے مخلص اور فائدہ پہنچانے والے کے خلاف ایسی حرکتیں کیوں کرتے رہے۔ یہ تو دوست کو دشمن بنانے والی حماقتیں ہیں۔"

"آج مجھے پتا چلا ہے کہ یہودی فرہاد اور سونیا کو کئی بار دوست بنانے کے بعد بھی کیوں انہیں دوست نہ بنا سکے۔ فرہاد اور سونیا اسرائیل کے خلاف جو انتقامی کارروائیاں کرتے رہے وہ بالکل درست تھیں۔ تم تمام یہودی اسی قابل ہو۔"

"آپ مجھے الزام نہ دیں۔ ایک نہیں ہزار بار میرے چور خیالات پڑھ لیں۔ میں آپ کا وفادار ہی ثابت ہوتا رہوں گا۔"

"بے شک تم وفادار ہو اسی لئے تمہارے پاس آیا ہوں۔ تم یہاں کے دلیر اور نہایت قابل لوگوں کی فہرست بناؤ اور ایک ایک کی آواز سنواؤ، میں ہر رات دو افراد پر عمل کر کے انہیں اپنا تابعدار بناؤں گا۔ یہاں اپنے وفاداروں کی بہت بڑی فوج بناؤں گا۔"

"میں ابھی فون کے ذریعے چند قابل افراد کی آوازیں سنا سکتا ہوں۔"

"ابھی نہیں۔ میں بہت پریشان ہوں۔ ٹھیک رات کے بارہ بجے تمہارے پاس آؤں گا۔"

وہ اس کے دماغ سے چلا گیا۔ اب اس کی مصروفیات کا علم نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے میں بھی اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد لیلیٰ نے سوچ کے ذریعے کہا "میں پاروا بول رہی ہوں۔ اپنے رابرٹ سے روٹھ کر میکے میں بیٹھی ہوں، کیا منانے نہیں آئیں گے؟"

"آنا ہی ہوگا۔ تمہارے بغیر کروٹ کروٹ خالی رہوں گا۔"

وہ مسکرائی پھر بولی "کیا پاپا ڈوک کو بھڑکا دیا ہے؟"

"اس کے اندر غصے اور انتقام کی آگ لگا چکا ہوں۔"

میں نے اسے ڈمی سونیا کے متعلق بتایا۔ وہ بولی "آپ نے زبردست چال چلی ہے۔ سسٹر کی ڈمی استعمال کر کے اس شیطان کو یہودی سازشوں کا پکا یقین دلا دیا ہے۔"

"اچھا میں آرہا ہوں۔ آج تل ابیب کی سیر کریں گے اور کسی اچھے سے ہوٹل میں کھانا کھائیں گے۔"

میں نے خیال خوانی ختم کر دی۔ باہر جانے کے لئے تیار ہونے لگا۔ ہمیں فی الحال پاپا ڈوک کی مصروفیات کا علم نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے ہماری لاعلمی میں جو کچھ کیا، وہ ہمیں بعد میں معلوم ہوا۔ میں اپنے قارئین کی دلچسپی کے لئے ابھی اس کی مصروفیات بیان کر رہا ہوں۔

اس نے محل کے ایک دور افتادہ کمرے میں طلسم کدہ بنایا تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک شیطان کا پتلا کھڑا کیا تھا۔ اس کا ایک چیلا اس پتلے کے سامنے ہمیشہ آگ روشن رکھتا تھا۔ پاپا ڈوک شیطان کے سامنے آکر پلتھی مار کر بیٹھ گیا۔ خیال خوانی کی پرواز کر کے جنرل کے پاس آیا پھر بولا "تم لوگوں نے میرے اعتماد کو دھوکا دیا ہے۔ میری رہائش گاہ میں کئی جگہ مائک چھپا کر رکھے گئے ہیں۔"

جنرل نے کہا "میری سوچ پڑھ کر دیکھ لیں، ایسا میرے حکم سے نہیں کیا گیا ہے۔ دراصل ہمارے گولڈن برینز اپنے باپ پر بھی اعتماد نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے یہاں کے حکمرانوں کی رہائش گاہوں میں بھی یہی کیا ہوا ہے۔ وہ سب پر نظر رکھتے ہیں کہ کون کیا کر رہا ہے۔"

اس نے گولڈن برینز کو چند موٹی موٹی گالیاں دیں۔ جنرل و بتایا کہ ایک گولڈن برین نے ڈمی سونیا کے ذریعے اس کا مذاق اڑایا ہے۔ جنرل نے کہا "مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ ڈمی ہماری ایک بہترین جاسوسہ تھی۔ آپ نے جلد بازی میں اسے گولی مار دی۔ اسے زندہ رہنے دیتے تو وہ ہمارے سامنے سچا بیان دیتی۔ آپ غصہ میں نہ آئیں۔ یہ چال گولڈن برین کی نہیں کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی ہے۔ کوئی دشمن آپ کو ہمارے خلاف بھڑکا رہا ہے۔"

"میں نادان بچہ نہیں ہوں۔ ٹھوس ثبوت حاصل کرنے کے بعد ہی گولڈن برینز کو گالیاں دے رہا ہوں۔"

"کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ ہماری جاسوسہ کو کسی گولڈن برین نے آپ کے پاس بھیجا تھا؟"

"میں ثابت کر سکتا ہوں۔ کیا اس کے بعد گولڈن برین کو سزا ملے گی؟"

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ وہ پانچوں گولڈن برینز مملکتِ اسرائیل کے بہترین دماغ ہیں۔ یہاں کی داخلہ اور خارجہ پالیسی ان کے ہی ہاتھوں میں ہے۔ بھلا انہیں کون سزا دے سکتا ہے۔"

"میں دوں گا۔"

جنرل نے مسکرا کر کہا "آپ ان کے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"اگر پہنچ گیا تو وہ میرا شکار ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے، آپ اپنی حسرت پوری کرلیں۔ مگر پہلے ثبوت پیش کریں۔"

"آپ چند اعلیٰ حکام کے ساتھ ایک گھنٹے بعد اس اسپتال میں پہنچیں جہاں اس جاسوسہ کی لاش پوسٹ مارٹم کے لئے پہنچائی گئی ہے۔"

"وہاں کیا ہوگا؟"

"وہ لاش بیان دے گی کہ اسے ایک گولڈن برین نے سونیا بنا کر بھیجا تھا۔"

"کیا آپ کی اس بچگانہ بات پر اعلیٰ حکام یقین کریں گے؟"

"میری بات بچگانہ نہیں ہے۔ اگر آپ لوگ ایک گھنٹے بعد اسپتال نہیں آئیں گے تو میں آپ لوگوں سے تعلقات توڑ کر اس ملک سے چلا جاؤں گا۔"

وہ دماغی طور پر شیطان کے پتلے کے سامنے حاضر ہوگیا۔ اس کے سامنے ایک مٹی کے برتن میں ماش کا گوندھا ہوا آٹا رکھا تھا۔ وہ منتر پڑھتے ہوئے اس آٹے سے ایک چھوٹا سا انسانی پتلا بنانے لگا اور ساتھ ہی کچھ منتر پڑھنے لگا۔ اس دوران ٹیلی فون پر اطلاع دینے والے ایک گولڈن برین کی آواز اور لہجے کو یاد کرتا رہا۔ اسے اچھی طرح یاد کرتے ہوئے وہ شیطان کو کہتا تھا "میں اسی آواز اور لہجے والے کا پتلا بنا رہا ہوں۔ میں اسے صورت سے نہیں پہچانتا۔ تو اس کی آواز سے صورت تک پہنچ سکتا ہے۔ لے سن، میں اسی کی آواز میں منتر پڑھ رہا ہوں۔"

وہ گولڈن برین کی آواز اور لہجے میں پڑھنے لگا اور ماش کے آٹے سے پتلے کو مکمل کرنے لگا۔ اس نے پتلے کا منہ کھلا رکھا تھا جیسے وہ منہ کھول کر کچھ بولنے والا ہو۔ وہ ایک بے ڈھنگا سا پتلا تھا، کوئی شاہکار مجسمہ نہیں تھا۔ شیطانی قوتوں کے ذریعے اسے ایک گولڈن برین سے منسوب کیا جا رہا تھا۔

شیطانی عمل کرنے والے تین "م" سے پتلے بناتے ہیں۔ مٹی، ماش یا موم سے۔ پھر عمل مکمل ہونے کے بعد اس پتلے کے کسی حصے میں سوئی پیوست کرتے ہیں۔ جس کے نام کا وہ پتلا ہوتا ہے، سوئی کی چبھن اس بیچارے کو ہوتی ہے۔ اگر وہ حوصلے سے ایک چبھن کو برداشت کرتا ہے تو پتلے کے جسم میں دوسری سوئی چبھوئی جاتی ہے۔ یوں اس شخص کی جسمانی تکلیف میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

اس نے ماش کا پتلا مکمل کرنے کے بعد اسے شیطان کے پیروں کے درمیان لٹا دیا پھر اونچی آواز میں منتر پڑھنے لگا۔ پڑھنے کے دوران کوئی سفوف آگ میں پھینکنے لگا۔ اس سے آگ بھڑکنے لگتی تھی، شعلے بلند ہونے لگتے تھے۔ یہ عمل تھوڑی دیر تک جاری رہا۔ پھر اس نے ایک ہاتھ شیطان کی طرف بلند کیا۔

اُس کی چٹکی میں ایک سوئی تھی۔ اس نے کہا "اے شیطانِ معظم! میں نے ایک گولڈن برین کی آواز اور لہجہ تجھے سنا دیا۔ یہ لے، اس سوئی کو اُس کے حلق میں پہنچا دے..."

پاپا ڈوک نے جھک کر ماش کے پُتلے کے کھلے ہوئے مُنہ کے اندر وہ سوئی پیوست کر دی۔ پتلے کے حلق سے چیخیں اور کراہیں نکلنے لگیں۔ پاپا ڈوک نے خوش ہو کر شیطان کے قدموں کو چومتے ہوئے کہا "تو تمام شیطانی قوتوں کا مرکز ہے۔ اور یہ قوتیں تو مجھے دیتا جا رہا ہے۔ تیرے قدموں میں جلد ہی ایک انسان کا خون چڑھاؤں گا۔"

پھر وہ مٹی کا دوسرا پیالہ لے کر شیطان کے قدموں سے اٹھ گیا۔ اس پیالے میں ماش کی خشک دال تھی۔ وہ آگ کے سامنے بیٹھ کر منتر پڑھتے ہوئے ماش کا ایک ایک دانہ آگ میں پھینکنے لگا۔ اب وہ زومبی کا عمل کر رہا تھا۔

وہ مُردہ جو زندوں کی طرح اٹھ کھڑا ہو اور زندگی سے محروم ہو کر بھی کالے عمل کے ذریعے چلتا پھرتا ہو اسے زومبی کہتے ہیں۔ مردے کو زندہ کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ شیطانی عمل سے انہیں صرف حرکت میں لایا جاتا ہے اور انہیں اپنے شکار تک پہنچایا جاتا ہے۔ ان سے کچھ باتیں نہیں کرائی جا سکتیں۔ پاپا ڈوک نے نطافیہ شہر میں ایسے کئی زومبی پیش کئے تھے۔ لوگ اپنے عزیزوں کو مرنے کے بعد زندہ دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتے تھے۔

پاپا ڈوک نے خیال خوانی کے ذریعے بہت پہلے ایک زومبی کے دماغ میں پہنچنا چاہا لیکن مردہ دماغ میں اس کی سوچ بھٹک کر واپس آ گئی تب اس نے شیطان کو خوش کرنے کے لئے اس کے قدموں میں ایک کنواری لڑکی کی بَلی دی۔ چالیس دنوں تک خود کو جسمانی اذیتیں پہنچا کر منتر پڑھتا رہا اور شیطان کی عظمت کے گُن گاتا رہا۔ تب سے ایسی شیطانی قوت حاصل ہوئی کہ وہ زومبی کے مردہ دماغ میں رہ کر اس کا مُنہ کھول سکتا تھا اور اس کی زبان سے بول سکتا تھا۔

فوج کا جنرل اور اعلیٰ حکّام پاپا ڈوک کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے۔ یہ یقین دلانا چاہتے تھے کہ وہ سب اس کے تابعدار ہیں لہٰذا اس کی ہدایت کے مطابق اسپتال پہنچ گئے تھے۔ جس جاسوسہ کو سونیا کی ڈمی بنایا گیا تھا اس کی لاش ایک ٹرالی اسٹریچر پر رکھی ہوئی تھی۔ سینے پر گولی لگنے سے سوراخ ہو گیا تھا اس کا جسم لہو سے بھیگا ہوا تھا۔

ایک اعلیٰ افسر نے دوسرے افسر سے پوچھا "کیا آپ کو یقین ہے کہ یہ لاش بیٹھ کر بیان دے گی؟"

وہ بولا "میں نے دہشت زدہ کرنے والی فلموں میں زومبی دیکھے ہیں۔ اپنی زندگی میں کبھی کسی مردے کو زندہ ہوتے نہیں دیکھا۔"

تیسرے حاکم نے کہا "یہ محض بچوں کو ڈرانے والی باتیں ہیں۔"

ان کی باتوں کے دوران ایک جاسوس آیا۔ اس کا تعلق گولڈن برینز کی خفیہ فورس سے تھا۔ اس نے جنرل سے کہا "سر! ایک ایسا شخص اسپتال میں لایا گیا ہے، جو اپنے حلق میں سوئی کی چبھن محسوس کر رہا ہے"۔

"وہ کون ہے؟"

"ایک معمولی شخص ہے۔ اس سے ہمارا اتنا ہی تعلق ہے کہ ایک گولڈن برین اس معمولی شخص کی آواز اور لہجے میں بولتا ہے۔"

یہ سب ہی جانتے تھے کہ پانچوں گولڈن برینز اپنے اصل لہجے اور آواز میں نہیں بولتے۔ ٹی وی اسکرین پر جنرل وغیرہ سے گفتگو کرتے وقت کوئی دوسری آواز اور لہجہ اختیار کرتے ہیں۔

ایک گولڈن برین نے اسی شخص کا لہجہ اختیار کیا تھا جو ابھی اسپتال لایا گیا تھا اور جو اپنے حلق میں سوئی کی چبھن محسوس کر رہا تھا۔ پاپا ڈوک کو پتا نہیں تھا۔ اُس نے اسے گولڈن برین کا لہجہ سمجھ کر عمل کیا تھا۔ اسی لہجے اور آواز کے حوالے سے پتلے کے حلق میں سوئی پیوست کی تھی۔ اس کا شیطانی عمل اپنی جگہ درست تھا لیکن غلط فہمی کے باعث سوئی کی چبھن اصلی آواز اور لہجے والے کو ہو رہی تھی۔

جنرل نے جاسوس سے پوچھا "تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ پاپائے معظم نے ہمارے ایک گولڈن برین پر شیطانی عمل کیا تھا۔ یہ نڈل پین... (سوئی کے ذریعے اذیت) پہنچانے کا عمل تھا۔ یہ اذیت اس اصل آواز اور لہجے والے کو پہنچ رہی ہے۔ ہمارا گولڈن برین محفوظ ہے۔ یہ بات آپ لوگوں کے علم میں لائی جا رہی ہے۔ پاپا ڈوک کی دشمنی آئندہ پانچوں گولڈن برینز کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔"

وہ گولڈن برینز کی طرف سے یہ رپورٹ دے کر چلا گیا۔ ایک حاکم نے کہا "پاپا ڈوک باعثِ رحمت بھی ہے اور باعثِ مصیبت بھی۔"

دوسرے نے کہا "ہمیں بہت سے فائدے پہنچا رہا ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے جان گاڈی کو ہمارا قیدی بنا چکا ہے۔ راجلہ کو یہاں لا کر ہمارے ہاتھوں میں بابا صاحب کے ادارے کی ایک بہت بڑی کمزوری دے دی ہے۔ لیکن اس نے کبھی کالے عمل سے کسی گولڈن برین کو نقصان پہنچایا تو ہمارے ملک کو بہت بڑا نقصان پہنچے گا۔"

جنرل نے کہا "ہمیں پاپا ڈوک سے ملاقات کر کے پانچوں گولڈن برینز سے تصفیہ کرانا چاہئے۔ آپس کی کشیدگی سے سب کو نقصان پہنچے گا۔"

لیکن پاپا ڈوک کہاں ہے؟ ہم اس سے ملنے اسپتال آئے اور وہ ابھی تک نہیں آیا۔"

پاپا ڈوک نے جنرل کے دماغ میں کہا "میں آ چکا ہوں۔ اس ڈمی سونیا کی لاش کو دیکھو۔"

جنرل نے اعلیٰ حکام کو یہ بات بتائی، سب اس لاش کو دیکھنے لگے۔ وہ ٹرالی اسٹریچر پر پڑی ہوئی تھی۔ سب نے چونک کر دیکھا اس کا مُنہ ذرا سا کھل گیا تھا اور وہ تکلیف سے کراہ رہی تھی، اس کے ہاتھ پاؤں میں جنبش ہو رہی تھی۔ ایک نرس اور لیڈی ڈاکٹر چیخ مار کر بھاگ گئیں۔ ڈاکٹر اور اسسٹنٹ دروازے کے پاس آ گئے تاکہ خطرہ ہو تو بھاگنے میں آسانی رہے۔ اعلیٰ حکام کے باڈی گارڈز نے اپنی اپنی گن سیدھی کر کے اس لاش کو نشانے پر رکھ لیا تھا۔

جنرل نے کہا "پاپائے معظّم یقین دلا رہے ہیں کہ کسی کی جان کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس پر گولیاں چلانا فضول ہے۔ یہ جاسوسہ گولیوں سے چھلنی ہو کر بھی بیان دے گی۔"

دروازے پر مسلح فوجی جوانوں کی بھیڑ لگ گئی۔ وہ سب گہری دلچسپی سے لاش کو دیکھ رہے تھے جو آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ اس کے سینے پر جہاں گولی سے ایک بڑا سوراخ ہو گیا تھا، وہاں سے خون بہہ رہا تھا۔ پہلے لاش کے ساکت پڑے رہنے کے باعث وہ خون اندر ٹھہرا ہوا تھا، اب بیٹھتے ہی سوراخ سے باہر نکل رہا تھا۔

وہ بڑا دہشت انگیز منظر تھا۔ وہ مر چکی تھی، بے جان تھی مگر زندہ انسان کی طرح بیٹھ گئی تھی۔ ایک گولی نے اسے ہلاک کیا تھا۔ اب اُسی زخم سے لہو بہہ رہا تھا اور وہ ایسی زندہ لاش لگ رہی تھی جو مرنے کے بعد انتقام لینے کے لئے اٹھ بیٹھی ہو۔

اس کے دیدے پھیلے ہوئے تھے۔ اس نے پہلے جنرل کو دیکھا پھر سر گھماتے ہوئے اعلیٰ حکام کو باری باری دیکھتے ہوئے بولی۔ "میں بے موت ماری گئی ہوں اور میری موت کا ذمے دار ایک گولڈن برین ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں سونیا بن کر پاپائے معظم کو دہشت میں مبتلا کروں۔"

وہ بھرّائی ہوئی آواز میں بول رہی تھی۔ جنرل نے لاش سے پوچھا "ہنی! ہم تمہاری آواز پہچانتے ہیں۔ ابھی وہ آواز تبدیل کیوں ہو گئی ہے؟"

لاش نے کہا "میرے سینے اور حلق میں لہو بھرا ہوا ہے۔ آواز بھرائی ہوئی ہے۔ میں نے جو کہہ دیا، وہ بہت ہے۔ مجھ سے انصاف کرو۔ میرا مجرم میرا قاتل، ایک گولڈن برین ہے۔"

اتنا کہنے کے بعد وہ پھر آہستہ آہستہ چاروں شانے چت لیٹ گئی۔ پاپا ڈوک نے جنرل سے کہا "اب یہ کبھی نہیں اٹھے گی۔ اسے دفنا دیا جائے اور آپ لوگ اپنا اپنا فیصلہ جلدی سنائیں تو بہتر ہے۔"

جنرل نے کہا "آپ میری رہائش گاہ میں تشریف لائیں۔ وہاں گولڈن برینز سے رابطہ قائم کرنے اور اسکرین کے ذریعے روبرو گفتگو کرنے کے انتظامات ہیں۔ ان سب کی موجودگی میں ہم کسی بہتر نتیجے پر پہنچیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں ایک گھنٹے میں آرہا ہوں۔"

جنرل نے ایک ڈاکٹر کے چیمبر میں آکر اپنے ماتحت کو فون پر کہا "پانچوں گولڈن برینز کو اطلاع دو' ایک گھنٹے بعد اہم میٹنگ ہے۔ اس میٹنگ میں پاپائے معظم بھی شریک ہوں گے۔"

اس دوران میں لیلیٰ کے ساتھ تل ابیب کی سیر کر رہا تھا۔ ہم تنہائی میں بھی عبرانی زبان بولتے تھے تاکہ میری مشق جاری رہے اور کوئی چھپ کر سن رہا ہو تو اسے ہمارے رابرٹ موس اور پارا موس ہونے کا یقین رہے۔ لیلیٰ نے پوچھا "آپ نے جنرل کو کیوں نظرانداز کیا ہے؟ ہم جوجو کے ذریعے اس کے دماغ میں جاسکتے ہیں۔"

"اب تو جے مورگن کے ذریعے بھی جاسکتے ہیں۔ میں نے جنرل کو نظرانداز نہیں کیا ہے۔ اس انتظار میں ہوں کہ پاپا ڈوک اور گولڈن برینز کا جھگڑا زور پکڑے۔ بات جنرل اور اعلیٰ حکام تک پہنچے پھر میں اس کے ذریعے پاپا ڈوک کی مصروفیات کو سمجھوں گا۔"

"کیا ان کا جھگڑا یہودی اکابرین تک نہیں پہنچا ہوگا؟"

"پہنچا ہوگا۔ لیکن ابھی تمہارے ساتھ سیر و تفریح کا لطف آرہا ہے۔"

"جی نہیں۔ آپ زیادہ لطف نہ اٹھائیں' جنرل کے پاس جائیں۔"

"میں ڈرائیو کر رہا ہوں تم جاکر دیکھو۔ معاملہ سنگین ہوا تو پھر سیر سپاٹے سے پرہیز کریں گے۔"

وہ جوجو کے لہجے میں جے مورگن کے پاس آئی' اسے حکم دیا کہ وہ جنرل کے لہجے اور آواز کو یاد کرے۔ وہ یاد کرنے لگا۔ لیلیٰ اسے ذہن نشین کرکے جنرل کے پاس پہنچ گئی۔ اس وقت جنرل فون کے ذریعے اپنے ماتحت سے کہہ رہا تھا کہ ایک گھنٹے بعد میٹنگ ہے۔

لیلیٰ نے مجھ سے کہا "ایک گھنٹے بعد اہم میٹنگ ہے۔ اس میٹنگ میں پاپا ڈوک اور گولڈن برینز حاضر ہوں گے۔"

میں نے کہا "پھر تو ہمیں گھر واپس چلنا چاہئے۔"

"ضرور چلنا چاہئے۔"

"میں نے سوچا تھا یہاں ایک ہندو سیٹھ کے ہوٹل میں تمہیں ہندوستانی ڈشیں کھلاؤں گا۔ پاکستانی اور ہندوستانی کھانے بڑے چٹخارے دار ہوتے ہیں۔"

"میں لندن میں پاکستانی تندوری روٹیاں اور کڑھائی گوشت اور دہی کی کڑھی پکوڑے کھاچکی ہوں۔"

"ایسا کرتے ہیں' کھانا پیک کرا کے گھر لے چلتے ہیں۔"

"یہی مناسب ہے۔"

جب ہم نے گھر میں کھانا کھایا تو ایک گھنٹا ہوچکا تھا۔ میں کھانے کے دوران ہی جنرل کے پاس پہنچ گیا۔ لاشعوری طور پر اس کی سوچ بتانے لگی کہ اب تک کیا ہوتا رہا ہے اور کس طرح جاسوسہ کی لاش نے تھوڑی دیر کے لئے زندہ ہو کر گولڈن برین کے خلاف بیان دیا تھا۔ پھر پاپا ڈوک کے ایک کالے عمل سے وہ شخص اذیتوں میں مبتلا ہوگیا تھا جس کی آواز اور لہجہ ایک گولڈن برین اختیار کیا کرتا تھا۔

جنرل' اعلیٰ حکام اور پاپا ڈوک کے ساتھ اس خفیہ کمرے میں تھا جہاں ٹی وی اسکرین پر پانچوں گولڈن برینز سے ملاقات ہوا کرتی تھی۔ ابھی وہ اسکرین سادہ تھا۔ پاپا ڈوک نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا "ایک گھنٹا گزر چکا ہے۔ کیا وہ پانچوں وقت کے پابند نہیں ہیں؟"

جنرل نے کہا "وہ وقت کے بہت پابند ہیں۔ ابھی ایک منٹ باقی ہے۔ ٹھیک ایک منٹ بعد وہ نظر آئیں گے۔"

ایک حاکم نے کہا "پاپائے معظم! ایک بے قصور آپ کے کالے علم کا شکار ہوگیا ہے۔"

"میں اسے تکلیف سے نجات دلا چکا ہوں۔ پتلے کے حلق سے سوئی نکال لی ہے۔"

"آپ نے ایک گولڈن برین کے خلاف بہت ہی خطرناک عمل کیا تھا۔ کیا آپ بتائیں گے کہ عمل کامیاب ہوتا تو گولڈن برین کا انجام کیا ہوتا؟"

"میں اسے جان سے نہ مارتا۔ پتلے میں اور دو چار سوئیاں پیوست کرتا تو وہ رحم کی بھیک مانگتا ہوا میرے قدموں میں آجاتا۔"

"کیا یہ آپس کی دشمنی ہم سب کو نقصان نہیں پہنچائے گی؟"

"گولڈن برینز کو دشمنی شروع کرنے سے پہلے یہ سوچنا چاہئے تھا۔"

"وہ اس ملک کے حاکم ہیں۔ ہم جو بظاہر حکمران ہیں انہی کی بنائی ہوئی پالیسیوں پر عمل کرتے ہیں۔ آپ نے انہیں بے نقاب کرنے کی دھمکی دی۔ انہوں نے سونیا کی موجودگی کی اطلاع دی۔ وہ اطلاع صحیح تھی یا غلط' ہم نہیں جانتے لیکن انہوں نے جاسوسہ کو سونیا کی ڈمی بنا کر نہیں بھیجا تھا۔ یہ کسی دشمن کی چال ہے۔"

"کیا اس جاسوسہ نے آخری سانسوں میں جھوٹ کہا تھا؟"

ٹی وی اسکرین روشن ہوگئی۔ ایک میز کے پیچھے پانچ افراد سیاہ نقاب پہنے بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا "اس جاسوسہ نے آخری سانسوں میں جو کہا اُسے کتنے افراد نے سنا؟"

پاپا ڈوک نے کہا "میں نے سنا تھا' مسلح گارڈز ہم سے دور تھے اس کے علاوہ جنرل اور اعلیٰ حکام نے خود جاسوسہ کا یہ بیان سنا ہے۔"

"وہ جاسوسہ تمہارے شیطانی عمل سے زومبی بن گئی تھی۔ شیطانی عمل کے بعد وہ تمہاری معمولہ بن گئی۔ تم نے اسے جو بیان دینے کا حکم صادر کیا اس نے وہی دہرا دیا۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ اس لاش نے اپنے طور پر سچا بیان دیا تھا۔"

"زومبی کے متعلق ہمارا بھی مطالعہ ہے۔ ایسے مردے جو عارضی طور پر زندہ نظر آتے ہیں وہ اپنے ساحر کے زیرِ اثر ہوتے ہیں۔"

"تم لوگ یہ کہہ رہے ہو کہ لاش میرے زیرِ اثر تھی اور میں نے تمہارے خلاف اس سے جھوٹا بیان دلایا ہے؟"

"جادو ہمیشہ جھوٹ' فریب اور ضرر رسانی کے عمل پر ختم ہوتا ہے۔ کوئی بھی ذی ہوش جادوئی نتائج کو قبول نہیں کرتا ہے۔"

"میں کوئی اسٹیج پر جادو دکھانے والا جادوگر نہیں ہوں۔ میں ساحرِ اعظم ہوں تم سب کو سحر زدہ کرسکتا ہوں۔ تم پانچوں کو بے نقاب کرسکتا ہوں۔"

اس نے جیسے ہی چیلنج کیا' اس کے دونوں ہاتھ کرسی کے ہتھوں سے جکڑ گئے۔ اسے پتا نہیں تھا کہ وہ جس کرسی پر دونوں ہاتھ رکھے شاہانہ انداز میں بیٹھا ہوا ہے اس کے دونوں ہتھوں میں خفیہ خودکار ہتھکڑیاں ہیں۔ ایک بٹن دباتے ہی ہتھکڑیوں نے اسے جکڑ لیا۔ وہ اپنے ہاتھوں کو جھٹکے دیتے ہوئے آزادی حاصل کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا "یہ کیا حرکت ہے؟ یہ ہتھکڑیاں کھول دو ورنہ ....."

بات پوری ہونے سے پہلے ہی ایک فوجی نے اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اس کے سر کو کرسی کی پشت سے لگایا اس طرح ایک خودکار بک رِنگ میں اس کی گردن پھنس گئی اب وہ کرسی سے ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ اس نے گرجتے ہوئے کہا "تم لوگ اپنی موت کا سامان کر رہے ہو۔ دوست کو دشمن بنا رہے ہو۔ مجھے اس طرح قیدی بنا کر نہیں رکھ سکو گے۔ میں چند گھنٹوں میں رہائی حاصل کرلوں گا۔ اس کے بعد اسرائیل میں ایسا زلزلہ..."

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ اس کے بازو میں ایک دوا انجکٹ کی گئی تھی۔ وہ تڑپ کر بچنا چاہتا تھا۔ مگر کئی فوجی جوانوں نے اسے جکڑ لیا تھا۔ چند سیکنڈ بعد سب نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ ساکت ہوگیا تھا۔

ایک گولڈن برین نے کہا "جادوگر کتّے! ہم کتّے پالنا اور انہیں اپنے سامنے دُم ہلانے پر مجبور کرنا جانتے ہیں۔ اب پڑھو منتر اور ہمارے کسی آدمی کے دماغ میں جاؤ' اپنے شیطانِ معظم کو بلاؤ۔ اگر ایسا کچھ نہ کرسکو تو سوچنا کہ تمہارے جیسے فرعون کس طرح ایک ہی ٹھوکر سے حقیر کیڑے بن جاتے ہیں۔"

لیلیٰ بھی خیال خوانی کے ذریعے یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔ اس نے میرے بازو میں ہلکی سی چٹکی لی۔ میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر اسے دیکھا۔ وہ بولی "اللہ بڑا کارساز ہے۔ ہمارے لئے آسانیاں پیدا کر رہا ہے۔ ہمیں فوراً ہی پاپا ڈوک کے دماغ سے معلوم کرنا چاہئے کہ راحیلہ کو جس پُتلے سے منسوب کیا گیا ہے وہ کہاں ہے؟"

"بیشک تم معلوم کرو۔ میں ان کی باتیں سن رہا ہوں۔"

اس بار میں پاپا ڈوک کے دماغ میں آیا۔ لیلیٰ بھی آئی تھی۔ اُس نے ہماری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ میں نے اس کے ذریعے سنا۔ ایک گولڈن برین کہہ رہا تھا "ہم اسکرین پر ہمیشہ چہرہ اور آواز بدل کر آتے ہیں۔ آج ہم نے سوچا پاپا ڈوک مکاری کر سکتا ہے۔ اچانک اینٹی میک اپ لینس کے ذریعے چھپے ہوئے اصل چہرے کو دیکھ سکتا ہے' اس لئے ہم یہ سیاہ نقاب پہن کر بیٹھے ہیں۔"

دوسرے گولڈن برین نے اعلیٰ حکام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "ہم نے یہ طے کیا تھا کہ پہلے جے مورگن کا برین آپریشن کرایا جائے گا۔ اس کے بعد جان گاوڈی کی باری آئے گی۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ آپ لوگ کل صبح پاپا ڈوک کو ملٹری اسپتال کے آپریشن تھیٹر میں پہنچائیں۔ ہمارے تجربہ کار ڈاکٹر پہلے اس شیطان کا آپریشن کریں گے۔ برین آپریشن کے اس پہلے تجربہ میں یہ مر بھی سکتا ہے۔ اس کی موت کا ہمیں افسوس نہیں ہوگا' اور یہ جی گیا تو ہمیشہ کتے کی طرح ہمارا وفادار رہے گا۔"

اس کے بعد میٹنگ برخاست ہوگئی۔ اسکرین تاریک ہوگیا۔ پانچوں گولڈن برینز گم ہوگئے۔ جنرل نے پاپا ڈوک کو دیکھا پھر مسکرا کر کہا "ہم نے تمہیں پاپائے معظم بنایا تھا لیکن کتے کو گھی ہضم نہیں ہوتا۔"

ایک حاکم نے کہا "یہ بڑے حاکمانہ انداز میں بغیر اجازت ہمارے اندر آجاتا تھا اور ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔"

اس حاکم نے پاپا ڈوک کو زوردار طمانچہ رسید کرتے ہوئے کہا "آؤ' اب ہمارے دماغوں میں آؤ۔"

جنرل نے کہا "کسی دوست یا دشمن کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم نے اِسے قیدی بنالیا ہے۔ یہ بات اسی چار دیواری تک محدود رکھنے کے لئے اسے یہیں کمرے میں رکھا جائے گا۔ یہ کل صبح آپریشن تھیٹر میں پہنچائے جانے تک اسی کرسی پر جکڑا ہوا بیٹھا رہے گا۔ اس کمرے میں چھ مسلح جوان پہرا دیتے رہیں گے۔ باہر بھی سخت حفاظتی انتظامات کئے جائیں۔"

ہم دماغی طور پر حاضر ہوگئے۔ لیلیٰ نے کہا "کل صبح کے بعد ہمیں پاپا ڈوک کا دماغ نہیں ملے گا۔ اس کی آواز اور لہجہ بدل جائے گا۔"

"کوئی بات نہیں۔ جب وہ اسرائیلی حکومت کا وفادار بن کر خیال خوانی کرے گا تو ہم سے چھپا نہیں رہے گا۔ راحیلہ کے متعلق کیا معلوم ہوا ہے؟"

"جو شیطانی پُتلا راحیلہ سے منسوب کیا گیا ہے اسے توڑنے کے لئے ایک لمبے سفر پر جانا ہوگا۔ وہ پُتلا تبت کی پہاڑیوں کے ایک غار میں ہے۔"

میں نے کہا "صدیوں سے تبت کے جادوگر ساری دنیا میں مشہور ہیں۔ کیا تم نے معلوم کیا ہے کہ وہ پُتلا کن جادوگروں کے پاس ہے؟"

"پاپا ڈوک کا ایک گرو گھنٹال ہے۔ اس گرو کا نام ساسان ڈوگرا ہے۔ وہاں کا سب سے بڑا اور خطرناک جادوگر ساسانِ اعظم کہلاتا ہے۔ صدیوں سے ساسان جادوگروں کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔ یہ موجودہ ساسان ڈوگرا اس سلسلے کا بارہواں ساسانِ اعظم ہے۔ پاپا ڈوک کا یہ گرو نیپال میں تھا۔ کشمیر کی ڈوگرا فوج سے بھاگ کر تبت چلا گیا تھا۔ وہاں اسی مناسبت سے ڈوگرا کہلاتا ہے۔"

میں نے کہا "میں خو پاپا ڈوک کے پاس جاکر معلومات حاصل کرتا ہوں۔"

وہ بولی "کیا میں نے کام کی باتیں معلوم نہیں کی ہیں؟"

"جو سنا رہی ہو وہ سب کام کی باتیں ہیں۔ لیکن ابھی پاپا ڈوک کا دماغ ایک کھلی کتاب ہے تو میں اسے اپنے طور پر کیوں نہ پڑھ لوں؟"

"اچھا میں دیکھتی ہوں آپ اسے کس طرح پڑھتے ہیں۔"

وہ میرے ساتھ پاپا ڈوک کے اندر پہنچ گئی۔ وہ اسی طرح ہتھکڑیوں کے ذریعے کرسی پر جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے حواس درست تھے۔ وہ اپنے حالات کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ کمزوری محسوس کرنے کے باوجود اس نے خیال خوانی کی کوشش کی تھی اور اپنی توقع کے مطابق ناکام رہا تھا۔ گولڈن برینز نے اسے بالکل ہی بے دست و پا بنا دیا تھا۔

ذہانت اور بد دماغی میں یہ واضح فرق ہے کہ پاپا ڈوک نے بد دماغی کے باعث یہ نہیں سوچا کہ پانی میں رہ کر مگرمچھ سے بیر کر رہا ہے۔ اس نے شیطانی سوئی کے عمل سے گولڈن برینز کو اذیتیں پہنچانے کی ناکام کوشش کی اور انہیں بے نقاب کرنے کا چیلنج کیا۔ جبکہ وہ خاموشی سے یہ کام کر سکتا تھا۔

اس کے برعکس گولڈن برینز نے اسے جسمانی اذیتیں نہیں پہنچائیں۔ وہ چاہتے تو ان کے ایک اشارے پر اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا جاتا لیکن وہ پاگل کتے کا دماغی آپریشن کرکے ہمیشہ کے لئے اپنا تابعدار بنا رہے تھے۔

اور وہ تلملا رہا تھا۔ رہائی کی کوئی تدبیر نہیں سوجھ رہی تھی۔ یہی بات سمجھ میں آتی تھی کہ باہر سے کسی کا تعاون حاصل ہو اور باہر سے کسی کی مدد حاصل کرنے کے لئے خیال خوانی ضروری تھی۔ وہ سوچ رہا تھا "مجھے چند سیکنڈ کے لئے بھی دماغی توانائی حاصل ہوجائے تو میں گرو مہاراج ساسانِ اعظم ڈوگرا کو آواز دوں گا۔"

میں نے اس کی سوچ میں کہا "آہ! ایک طویل عرصے سے میں نے گرو کو یاد نہیں کیا۔ اگر دماغی توانائی بحال ہوگئی تو میں گرو کو کس مُنہ سے مخاطب کروں گا؟"

اس بات پر وہ ساسان ڈوگرا کے متعلق سوچنے لگا۔ وہ اسے گرو مہاراج کہہ کر مخاطب کرتا تھا اور کہتا تھا "مہان گرو داتا پاوان کے شرنو میں سیوک ڈنڈوت کرتا ہے۔"

یہ ایک طرح کے کوڈ ورڈز تھے۔ پاپا ڈوک بھارت' نیپال اور تبت میں رہ کر بڑی حد تک ہندی بولنے لگا تھا۔ اس نے پندرہ برس تک ساسان ڈوگرا کی سیوا کی تھی۔ اس سے کالے جادو کے بہت سے گُر سیکھے تھے۔ اس کا گرو اسے آشیرواد دے کر کہتا تھا کہ وہ ایک دن ساحرِ اعظم بنے گا۔ ویسے ایک دن اس نے پاپا ڈوک کو بلا کر کہا تھا "تو ہمارے قبیلے کا دستور جانتا ہے۔ مجھ سے جادو سیکھنے والا جو جادوگر چیلا مجھے قتل کرے گا اسے ساسانِ اعظم بنایا جائے گا۔ میں نے بھی اپنے گرو مہاراج کو فیصلہ کن مرحلے پر قتل کرکے یہ عہدہ حاصل کیا تھا۔"

پاپا ڈوک نے پوچھا تھا "میں آپ کا چیلا ہوں' کیا میں آپ کو قتل کروں گا؟"

"نہیں میرا گیان کہتا ہے تو میرے مقابلے پر شکست کھا جائے گا۔ شاید تو میرے ہاتھوں سے قتل ہوجائے۔ بہتر ہے یہاں سے چلا جا۔ تجھے بہت بڑی دنیا میں رہ کر اپنے جادوئی کمالات سے میرا نام روشن کرنا ہے۔"

"گرو مہاراج! میں آپ کے قدموں سے دور نہیں رہنا چاہتا۔ آپ مجھے یہاں سے جانے کا حکم نہ دیں۔ میں تمام عمر آپ کی خدمت کرتا رہوں گا۔"

"میری خدمت کے لئے بہت سے چیلے ہیں۔ اور انہی میں سے کوئی چیلا ایک دن مجھ سے مقابلہ کرے گا اور مجھ پر غالب آکر مجھے قتل کرے گا۔ اس لئے تم جاؤ' کوئی مصیبت آپڑے تو مجھے پکارنا۔ میں آجاؤں گا۔ نہ آسکا تو اپنے کالے عمل سے تمہاری مصیبت دور کردوں گا۔"

گرو کا حکم تھا... وہ تبت سے چلا آیا۔ میں اس کی سوچ پڑھ رہا تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا' تبت کے دارالسلطنت کا مشہور شہر لاسہ ہے۔ اس شہر کے جنوب میں تقریباً چھ سو میل کے فاصلے پر ہمالیہ پہاڑ کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ اس سے ملحقہ ایک پہاڑی کے غار میں ساسان ڈوگرا کا طلسم کدہ ہے۔ اسی غار کے ایک حصے میں ساسان کی رہائش ہے۔ اس طلسم کدے میں ایک بھول بھلیّاں ہے۔ جہاں داخل ہونے والا باہر نکلنے کا راستہ بھول جاتا ہے۔ وہاں سے نکلنے کا راستہ صرف ساسان ڈوگرا اُس کی بیوی اور جوان بچے جانتے ہیں۔ اسی بھول بھلیاں کی ایک نیم تاریک کوٹھری میں راحیلہ سے منسوب کیا جانے والا شیطانی پُتلا رکھا ہوا ہے۔

اتنی معلومات کافی تھیں۔ ہم پاپا ڈوک کے دماغ سے چلے آئے۔ میں نے لیلیٰ سے پوچھا "تم نے اتنی معلومات حاصل کی تھیں؟"

"جی ہاں' میں نادان نہیں ہوں۔ یہ ساری باتیں آپ کو بتانے والی تھی لیکن آپ خیال خوانی کے شوق میں پاپا ڈوک کے پاس چلے گئے۔"

"بھئی میں پہلے سے تمہاری ذہانت کا معترف ہوں۔ آؤ ہم ایک دوسرے کے وجود کا بھی اعتراف کریں۔ تم ثابت کرو کہ میرے پاس ہو' میں ثابت کروں کہ تمہارے پاس ہوں۔"

وہ بستر سے اٹھ کر صوفے پر جاکر بیٹھ گئی۔ پھر بولی "کام کریں اور سسٹر کو تمام حالات بتا کر یہ طے کریں کہ اس شیطانی پتلے کو توڑنے کے لئے ہم میں سے کون تبت جائے گا؟"

"یہ فیصلہ سونیا کو کرنے دو۔"

"جی نہیں' آپ فیصلہ کرنے میں سسٹر سے تعاون کریں۔"

ہم نے سونیا کے پاس آکر پاپا ڈوک کے تمام حالات بتائے' وہ خوش ہو کر بولی "اللہ تعالیٰ ہم پر مہربان ہے۔ پاپا ڈوک کی دماغی کمزوری سے راحیلہ کی مشکل آسان ہو رہی ہے۔ تبت جانے کے متعلق تم نے کیا سوچا ہے؟"

"ہم اسرائیل میں ہیں۔ یہاں بڑے اہم معاملات نمٹانے ہوں گے۔ تم چلی جاؤ۔"

"میں کہہ چکی ہوں' تم پاپا ڈوک کو ہلاک نہیں کروگے۔ یہ بات تمہاری سمجھ میں آگئی تھی کہ اس طرح فرہاد کا وجود ظاہر ہوجائے گا۔"

"میں ظاہر نہیں ہونے دوں گا۔ اسے اپنے ہاتھوں سے ہلاک نہیں کروں گا۔"

"تو پھر وہاں کیوں ہو؟"

"جے مورگن اور جان گاوڈی کو یہاں سے نہیں لے جایا گیا تو اسرائیلی حکومت کو ٹیلی پیتھی کی بے پناہ قوتیں حاصل ہوجائیں گی۔"

"میں ان دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ان سے چھین لوں گی۔ وہاں سے تبت نہ جانے کا کوئی اور بہانہ کرو۔"

"میں ایک لمبے سفر کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں۔ ایک اصولی بات کہتا ہوں تم اسے ضرور تسلیم کروگی۔"

"وہ اصولی بات کیا ہے؟"

"راحیلہ' سلمان واسطی کی شریکِ حیات ہے۔ یہ سلمان کا

فرض ہے کہ وہ بیوی کو کسی بے جان پتلے سے بھی منسوب نہ رہنے دے اور خود جاکر اسے توڑ دے۔ جس کے سر میں کھجلی ہو' وہ کھجانے کے لئے دوسروں کو نہیں بلاتا' اپنے ہی ہاتھوں سے کھجاتا ہے۔"

سونیا نے کہا "سلمان فوراً جانے کو تیار ہو جائے گا۔ ایک طویل عرصے کے بعد اسے ازدواجی مسرتیں حاصل ہو رہی ہیں۔ ان میاں بیوی کو آرام کرنے دو۔"

لیلیٰ نے کہا "ٹھیک ہے' سلطانہ اور سلمان کو آرام کرنا چاہئے۔"

میں نے کہا "تمہیں اپنی بہن کا بہت خیال ہے۔ ہماری شادی بھی پرانی نہیں ہوئی ہے۔ اپنی بہن کی طرح تمہیں بھی مجھے آرام کرانا چاہئے۔"

"آپ کو سسٹر کے سامنے ایسی باتیں کرتے شرم نہیں آتی!"

سونیا نے کہا "ان صاحب کو شرم چھو کر نہیں گزری' پتا نہیں تم کیسے گزارہ کر رہی ہو؟"

"ایسی بات نہیں ہے سسٹر! میں تو خود کو بہت ہی خوش نصیب سمجھتی ہوں۔"

"گویا خربوزے نے خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑ لیا۔ تم بھی بے شرم ہو گئی ہو۔"

لیلیٰ ہنسنے لگی۔ میں نے کہا "عورت کی ہنسی اسکول کی گھنٹی کی طرح محبت کے کلاس روم میں بلاتی ہے۔ ہنسی روک لو ورنہ میں کلاس میں آجاؤں گا۔"

سونیا نے سخت لہجے میں کہا "بکواس کرتا ہے تو یہاں سے جاؤ۔"

"تم بڑی بوڑھیوں کی طرح ڈانٹتی کیوں ہو؟"

"تم بچوں کی طرح کھلونے کے لئے مچلتے کیوں ہو؟"

لیلیٰ نے شرما کر کہا "سسٹر آپ ایسی باتیں کریں گی تو میں چلی جاؤں گی۔"

"میں تم دونوں کو جانے سے نہیں روکوں گی۔ جاؤ مگر سلمان یا سلطانہ کو میرے پاس بھیج دو۔"

میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر لیلیٰ سے کہا "میں سلمان سے باتیں کر کے آتا ہوں۔"

لیکن میں سلمان کے پاس نہیں گیا۔ سلطانہ کے پاس آکر بولا "مجھے تمہارے لئے بڑی تشویش ہے۔"

وہ بولی "شیطان تشویش میں مبتلا ہو تو انسان کے لئے بہتری ہوتی ہے۔ فرہاد بھائی! اب آپ کی مکاری سے ہم میاں بیوی کا کچھ نہیں بگڑے گا۔"

"خدا تم دونوں کو جھگڑوں سے بچائے اور ہمیشہ خوش و خرم رکھے' آمین۔"

"کیا آپ دعائیں دینے آئے ہیں؟"

"ہاں' جن کا علاج دوا سے نہیں ہوتا' انہیں آخر میں دعا ہی دی جاتی ہے۔"

"دیکھئے فرہاد بھائی! آپ خواہ مخواہ مجھے تجسس میں مبتلا نہ کریں۔ کیا میں لیلیٰ سے شکایت کروں؟"

"ایسا نہ کرو پھر مجھے لیلیٰ کو وہ بتانا ہوگا' جو میں تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ آخر وہ تمہاری بہن ہے۔ سلمان کے بارے میں الٹی بات سنے گی تو اسے بھی صدمہ ہوگا۔"

وہ مٹھیاں بھینچ کر بولی "فرہاد بھائی! آپ بہت بڑے بدمعاش ہیں۔ میں آپ کی چال میں نہیں آؤں گی۔ آپ تشریف لے جائیں۔"

"سوچ لو۔"

"ہاں سوچ لیا۔"

"ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں۔ ہو سکے تو سلمان سے پوچھ لو مگر وہ نہیں بتائے گا۔"

میں اس کے دماغ سے نکل کر سلمان کے پاس گیا۔ وہ کار میں کہیں جا رہا تھا۔

میں نے کہا "سونیا نے بلایا ہے۔ ابھی جاؤ۔"

اس نے کار ایک جگہ روک دی۔ پھر سونیا کے پاس پہنچ گیا میں بھی چپکے سے وہاں آکر باتیں سننے لگا۔ وہ پوچھ رہا تھا "سسٹر آپ نے بلایا؟"

جواب میں سونیا اسے پاپا ڈوک کے موجودہ حالات اور اس کے گرو ساسان ڈوگرا کے متعلق بتانے لگی۔ اس دوران سلطانہ سلمان کے دماغ میں پہنچ گئی اور اس سے بولی "میں کچھ کہنے آئی ہوں۔"

وہ بولا "ٹھہرو' دیکھ رہی ہو کہ میں سسٹر کی باتیں سن رہا ہوں۔"

"میری بھی تو سن سکتے ہو۔ ایک سوال ہے اس کا جواب ہاں یا نہ میں دے دو۔"

"سلطانہ! وہ سوال بعد میں بھی کر سکتی ہو۔"

"اگر بعد میں پانی سر سے اونچا ہو جائے گا تو میں کیا کروں گی؟"

"اوہ گاڈ! بعض اوقات تم ننھی بچی بن جاتی ہو۔ پوچھو سوال؟"

"کیا تم مجھ سے کوئی بات چھپا رہے ہو؟"

"ہرگز نہیں۔"

"سوچ کر جواب دو۔ کوئی ایسی بات جو ابھی تمہیں یاد نہ آرہی ہو۔"

"اگر کوئی بات یاد نہیں آرہی ہے تو میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ وہ بات تم سے چھپا رہا ہوں؟"

"یہ مانتے ہو کہ ایسی ایک بات چھپائی ہے جو ابھی یاد نہیں ہے؟"

"میں سوچ کر بتاؤں گا۔ ابھی کام کی بات سننے دو۔"

اتنے میں سونیا نے پوچھا "سلمان! خاموش کیوں ہو؟"

وہ جلدی سے بولا "جی' کچھ نہیں۔ میں آپ کی باتیں سن رہا ہوں۔ آپ کہہ رہی تھیں' پاپا ڈوک جس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اسی پر اسے ہتھکڑیاں لگ گئیں۔ وہ قیدی بنا لیا گیا ہے۔ اس کے بعد بتائیں؟"

سونیا نے پوچھا "تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟ اس کے بعد میں پاپا ڈوک اور اس کے گرو کے متعلق تمام باتیں بتا چکی ہوں۔ اس کا مطلب ہے تم نے نہیں سنا۔ تمہارا دھیان کہیں اور تھا۔"

"وہ میں... میں شرمندہ ہوں۔"

"بات کیا ہے؟ تم کچھ چھپا رہے ہو؟"

سونیا نے بات چھپانے والی بات کہی۔ یہی سلطانہ بھی کہہ رہی تھی۔ وہ جلدی سے بولی "سسٹر! جس کے دل میں چور ہوتا ہے اور جو بات چھپاتا ہے' وہ اسی طرح ہچکچاتا ہے۔ میں اتنی دیر سے وہ چھپانے والی بات پوچھ رہی ہوں مگر یہ صاحب ٹال رہے ہیں۔"

سونیا نے کہا "اچھا تو تم نے سلمان کا دھیان بٹایا تھا۔ اِدھر میں بول رہی تھی اور اُدھر تم بولتی جا رہی تھیں۔ ایسے میں یہ بیچارہ نہ اِدھر کی سن سکا' نہ اُدھر تمہیں مطمئن کر سکا۔"

سلطانہ نے کہا "مطمئن کیسے کریں گے۔ یہ کہہ کر ٹال رہے تھے کہ ابھی وہ بات یاد نہیں ہے۔"

وہ بولا "اوہ خدایا' میں نے صاف طور پر کہا تھا کہ تم سے کوئی بات نہیں چھپائی ہے۔ تم نے ہی زبردستی یہ مجھ سے منوایا کہ شاید میں کوئی بات بھول رہا ہوں۔ میں نے سسٹر کی باتیں سننے کے لئے کہہ دیا اگر بھول رہا ہوں تو مجھے کیسے وہ بات یاد آئے گی؟"

میں نے سلمان کی سوچ میں آہستگی سے کہا "حالانکہ وہ بات مجھے یاد ہے۔"

سلمان نے جلدی سے کہا "نہیں یہ... یہ میری سوچ غلط ہے۔"

سلطانہ نے کہا "سسٹر! آپ سلمان کے دماغ میں نہیں ہیں ورنہ اس کا وہ چور خیال سن لیتیں۔ ابھی سلمان کی خفیہ سوچ کہہ رہی تھی کہ وہ بات انہیں یاد ہے۔"

وہ پریشان ہو گیا تھا۔ اپنی صفائی پیش کر رہا تھا۔ سونیا نے پوچھا "کیا یہ سچ ہے کہ ابھی تم نے سوچا تھا' وہ بات تمہیں یاد ہے؟"

"جی ہاں' لیکن ایسا اکثر ہوتا ہے۔ ہر انسان کبھی کبھی... بہکی سی بات سوچتا ہے۔ پھر اسے دماغ سے نکال دیتا ہے۔"

سلطانہ نے کہا "اس بات کو دماغ میں ہی رکھو۔ مجھے گھر سے نکال دو' اپنی زندگی سے نکال دو' مجھ سے دل بھر گیا ہے' مجھ سے بیزار ہو گئے ہو۔ اب میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی۔ میں چلی جاؤں گی' تم دوسری لے آؤ۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ سونیا نے ڈانٹ کر کہا "یہ کیا حماقت ہے؟ ایسی کیا قیامت آگئی ہے کہ آنسو بہا رہی ہو؟ سلمان پر کس قسم کا شبہ کر رہی ہو۔ ایسا محبت کرنے والا وفادار محبوب قسمت والیوں کو ہی ملتا ہے اور تم اسے کوئی دوسری لانے کو کہہ رہی ہو؟"

وہ روتے ہوئے بولی "جب یہ راحیلہ کے ہوتے ہوئے مجھے اپنی زندگی میں لا سکتے ہیں تو میرے ہوتے ہوئے کسی تیسری کو بھی لا سکتے ہیں۔"

"ایسی بات کہتے ہوئے تمہیں شرم آنی چاہئے۔ سلمان نے اٹھارہ برس تک راحیلہ کی واپسی کا انتظار کیا۔ اٹھارہ برس میں مرد اٹھارہ عورتوں سے نکاح کر کے طلاق دے دیتا ہے' سلمان ایسی پست ذہنیت کا مالک نہیں ہے اور نہ ہی عیّاش ہے۔ اس نے بابا صاحب کے سائے میں پرورش پائی ہے۔ یہ ٹھوس کردار کا مالک ہے۔ افسوس کہ تم نے اب تک اپنے شوہر کو نہیں پہچانا ہے۔ اگر تمہارا یہی خیال ہے کہ یہ تیسری لے آئے گا تو پھر جاؤ' تیسری کا انتظار کرتی رہو اور جلتی کڑھتی رہا کرو۔"

سلمان نے پوچھا "آخر یہ بے اعتمادی کیسے پیدا ہو گئی ہے' ہم نے تو قسم کھائی تھی کہ فرہاد بھائی کے بہکانے سے بھی تم مجھ پر شبہ نہیں کرو گی۔"

پھر وہ چونک کر بولا "سسٹر! مجھے یقین ہے' اسے فرہاد بھائی نے بہکایا ہے۔"

سونیا نے پوچھا "کیوں سلطانہ! کیا فرہاد تمہارے پاس آیا تھا؟"

وہ ہچکچاتی ہوئی بولی "جی ہاں' مگر انہوں نے بہکایا نہیں تھا' صرف ایک تجسس میں الجھا دیا تھا۔"

"کیسا تجسس؟"

"فرہاد بھائی مجھ سے کوئی تشویش ناک بات کہنا چاہتے تھے۔ میں نے صاف کہہ دیا کہ میں ان کے بہکاوے میں نہیں آؤں گی۔ اگر کوئی بات ہے تو اپنے شوہر سے پوچھوں گی۔ ابھی میں وہی بات پوچھنے آئی تھی۔"

سونیا نے کہا "اور اس طرح تم شیطان کے بہکانے میں آگئیں۔ اس نے صرف تشویشناک بات کہی اور تم نے سمجھا تمہاری ازدواجی زندگی کے سلسلے میں کوئی تشویش والی بات ہے لہٰذا تم فوراً ہی سلمان کا محاسبہ کرنے آگئیں۔ یہ بھی نہ سوچا کہ ہم کتنی اہم باتوں میں مصروف ہیں۔"

سلطانہ نے پوچھا "کیا سلمان وضاحت نہیں کر سکتے کہ وہ بات کیا ہے؟"

"کوئی بات ہو گی تو بیچارہ بتائے گا۔ بہتر ہے کہ تم فرہاد سے پوچھ لو۔"

میں فوراً ہی دماغی طور پر حاضر ہوا۔ پھر بستر سے اٹھنے لگا۔

اسی وقت سلطانہ نے آکر پوچھا "آپ نے ابھی میرے پاس تشویش کا اظہار کیا تھا۔ سلمان کے بارے میں ایسی کیا بات جو آپ مجھ سے کہنا چاہتے تھے۔"

"سوری سلطانہ' تم نے اپنے دماغ سے مجھے بھگا دیا اپنے بہنوئی کا بھی لحاظ نہیں کیا تھا۔ اب کس مُنہ سے آئی ہو؟"

"آپ فضول باتیں نہ کریں۔ سالی اور بہنوئی میں تکرار ہوتی رہتی ہے۔ پلیز آپ میری بات کا جواب دیں۔"

"جواب تم نے خود ابھی دیا ہے۔ کوئی تشویش کی بات نہ تھی۔ محض ہم سالی بہنوئی کی چھیڑ چھاڑ تھی۔"

وہ چیخ کر بولی "کیا مطلب؟"

میں نے ٹوائلٹ کا دروازہ کھولا' وہ بولی "رک جائیں۔ نہ جائیں۔"

لیکن میں نے اندر آکر دروازہ بند کر لیا۔ وہ حمام میں میرے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی بھاگ گئی۔ لیلیٰ کے پاس جا کر بولی "میں بہت رو رہی تھی۔"

لیلیٰ نے پوچھا "کیا ہو گیا تھا؟"

"آپ کے مجازی خدا نے پھر مجھے سلمان سے لڑا دیا تھا۔"

"تم نے کیوں لڑائی کی؟ کیا تمہارے پاس عقل نہیں ہے؟"

"تم اپنے شوہر کی حمایت میں بول رہی ہو۔ ان کا قصور نہیں دیکھتیں۔"

"یہ قصور نہیں ہے۔ یہ رشتہ ہی ایسا ہے۔ وہ تمہیں بناتے ہیں اور تم بن جاتی ہو۔ جبکہ قسم کھائی تھی کہ بہنوئی کے بہکانے سے اپنی ازدواجی زندگی تلخ نہیں کرو گی۔"

"اب تو سبھی مجھے کم عقل اور قصوروار ٹھہرائیں گے۔ کس مُنہ سے سسٹر اور سلمان کے پاس جاؤں۔ تم میری مشکل آسان کر دو۔ ان سے جا کر کہہ دو' میں شرمندہ ہوں۔ آئندہ شیطان کے چکر میں نہیں آؤں گی۔"

"اے' خبردار تم میرے شوہر کو شیطان کہہ رہی ہو؟"

"ہزار بار کہوں گی۔ ہمارا رشتہ ہی ایسا ہے۔"

لیلیٰ نے سونیا کے پاس آکر کچھ کہنا چاہا لیکن اسے اور سلمان کو اہم گفتگو میں مصروف دیکھ کر خاموش رہی۔ سونیا سلمان کو ڈوک کے متعلق تفصیل سے ساری باتیں بتانے کے بعد کہہ رہی تھی "میں جانتی ہوں تم راحیلہ کی خاطر خطرات سے کھیلنا چاہو گے۔ تمہارے ساتھ سلطانہ بھی ہو گی۔"

وہ بولا "اگر آپ کو اعتراض ہو گا تو میں سلطانہ کو ساتھ نہیں لے جاؤں گا۔"

سونیا نے مسکرا کر کہا "یہ بات سلطانہ سن لے گی تو پھر جھگڑنے لگے گی۔"

لیلیٰ نے کہا "سسٹر! میں ابھی آئی ہوں اور یقین دلاتی ہوں کہ سلطانہ سلمان سے جھگڑا نہیں کرے گی۔ ابھی اپنی حماقت پر سخت شرمندہ ہے۔ شرمندگی کے باعث آپ کے پاس نہیں آ رہی ہے۔"

"لیلیٰ' اپنے میاں کو لگام دو۔ ان بچگانہ حرکتوں سے وقت ضائع ہوتا ہے۔"

سلمان نے کہا "مجھ سے بھی غلطی ہوئی۔ میں نے فرہاد بھائی کو چیلنج کیا تھا کہ ہماری ازدواجی زندگی میں وہ کبھی ہلچل پیدا نہیں کر سکیں گے۔ سلطانہ کو عقل آگئی ہے' وہ انکی باتوں سے نہیں بہکے گی لیکن محبت کرنے والی بیویاں اپنے شوہر کے معاملے میں ضرور بہک جاتی ہیں۔"

سونیا نے کہا "چھوڑو ان باتوں کو۔ یہاں پیرس میں تبّت کے دلائی لامہ کا ایک سفیر ہے۔ اس سفیر کے رشتے دار بھی ہیں۔ ان سے تبت کے متعلق مکمل معلومات حاصل کرو۔ مگر تم وہاں نہیں جاؤ گے۔"

"راحیلہ میری شریکِ حیات ہے۔ اسے سحر سے نجات دلانے کے لئے مجھے جانا چاہئے۔"

"یہ ضروری نہیں ہے کہ شوہر ہی یہ فرض ادا کرے۔ بیٹی بھی کر سکتی ہے۔ سونیا ثانی تبّت جا کر اس شیطانی پُتلے کو توڑے گی اور اپنی ماں کو سحر سے نجات دلائے گی۔ اس مہم میں علی اس کے ساتھ ہو گا۔"

لیلیٰ نے کہا "بہت ہی مناسب فیصلہ ہے۔ ثانی اور علی کو ہی جانا چاہئے۔"

"تبّت میں جو زبان عام طور پر بولی جاتی ہے وہ ثانی اور علی کو ہپناٹزم کے ذریعے دو دنوں میں سکھاؤ اور خود بھی سیکھو تاکہ یہ زبان بولنے والے دشمنوں کے دماغوں میں پہنچ سکو۔"

لیلیٰ دماغی طور پر حاضر ہو کر باتھ روم کے دروازے پر آئی پھر دستک دے کر بولی "کیا باتھ روم میں رات گزارنے کا ارادہ ہے؟"

میں نے کہا "ابھی آ رہا ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد میں نے سلمان کی آواز اور لہجہ اختیار کیا پھر لیلیٰ کے دماغ میں پہنچ کر بولا "ہمارے فرہاد بھائی مذاق کے رشتے سے ہم میاں بیوی کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں لیکن ابھی چند سیکنڈ پہلے پتا چلا وہ خود غلط راستے پر چل رہے ہیں۔ کیا تم یقین کرو گی؟"

"یقین دلاؤ۔ ویسے میں بہکنے والی سلطانہ نہیں ہوں۔"

"میں جانتا ہوں نہ تم بہکنے والی ہو نہ میں بہکا رہا ہوں۔ مگر ابھی تیس سیکنڈ پہلے میں ان سے شکایت کرنے ان کے دماغ میں گیا۔ مجھے کوڈ ورڈز ادا کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی ان کے اندر بول رہی تھی۔"

لیلیٰ نے پوچھا "آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ کوئی خیال خوانی کرنے والی ان کے دماغ میں تھی؟"

"ہاں' وہ کہہ رہی تھی 'فرہاد! تم بڑے محتاط رہتے ہو۔ اگر لیلیٰ نے آکر ہماری باتیں سن لیں تو کیا ہو گا؟' فرہاد بھائی نے کہا 'میں عورتوں کو ہینڈل کرنا جانتا ہوں۔ لیلیٰ ایسے وقت کبھی میرے دماغ میں نہیں آتی جب میں ٹوائلٹ میں رہتا ہوں۔' وہ بولی 'میں تم سے دور نہیں رہ سکتی۔ تمہارے پاس آؤں گی۔' فرہاد بھائی نے کہا 'ذرا صبر کرو۔ میں کل تک کوئی بہانہ کر کے لیلیٰ کو پیرس بھیج دوں گا۔ تم میرے پاس چلی آنا۔ اچھا اب جاؤ ورنہ اسے شبہ ہو گا۔' اس کے جانے سے پہلے ہی میں فرہاد بھائی کے دماغ سے نکل آیا۔ لیلیٰ' تم میری سلطانہ کی بہن ہو۔ میں ایسا اوچھا مذاق نہیں کروں گا اور نہ ہی تمہیں فرہاد سے جھگڑا کرنے کا مشورہ دوں گا۔ یہ ضرور کہوں گا کہ ابھی صبر کرو اور خاموشی سے دیکھتی رہو۔ اس طرح میری باتوں کی خود بخود تصدیق ہوتی رہے گی۔"

وہ گم صم بیٹھی ہوئی تھی' اچھی خاصی مستقل مزاج تھی۔ سلطانہ کی طرح اس کے اندر عجلت اور بے چینی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ وہ اپنے بہنوئی سلمان کی بہت عزت کرتی تھی۔ اسے ایک سچا اور بے داغ انسان کہتی تھی۔ اس کے باوجود اسے یقین نہیں تھا کہ سلمان کی رپورٹ درست ہے۔ وہ ٹھوس ثبوت کے بغیر اس سلسلے میں مجھ سے کچھ پوچھنا نہیں چاہتی تھی۔

میں ٹوائلٹ سے آگیا۔ بستر کے سرے پر بیٹھا پھر لیٹ گیا۔ وہ بستر پر بیٹھی مجھے تک رہی تھی۔ میں نے کہا "میں تمہاری نگاہوں کو سمجھ رہا ہوں۔ تم شکایت کرو گی کہ میں نے تمہاری بہن کو پھر تمہارے بہنوئی سے لڑا دیا ہے۔"

وہ سر جھکا کر بولی "میں شکایت نہیں کروں گی۔ آپ نے مذاقاً ایسا کیا تھا۔"

"سلطانہ تمہاری طرح سمجھ دار کیوں نہیں ہے۔ دوسروں کے بہکانے سے کیوں بہک جاتی ہے۔ کوئی تم سے میرے خلاف بولے تو کیا تم بہک جاؤ گی؟"

"میں اپنے طور پر ثبوت حاصل کئے بغیر آپ کے خلاف سوچنا بھی گناہ سمجھتی ہوں۔"

"مجھے تم سے یہی امید ہے۔ یہ بتاؤ' سونیا نے تبّت جانے کے لئے کیا فیصلہ کیا ہے؟"

"علی اور سونیا ثانی جانے والے ہیں۔"

"ہمارے یہ دونوں بچے ماشاء اللہ تیز ہیں۔ ایک آندھی ہے دوسرا طوفان ہے۔ پھر بھی میں سوچتا ہوں مجھے چپ چاپ ان کے پیچھے جانا چاہئے۔ وہ بہت ہی پُراسرار علاقہ ہے اور ثانی نے ایسا ملک' ایسے لوگ اور ایسا ماحول پہلے کبھی نہیں دیکھا ہے۔ میں انہیں گائیڈ کرتا رہوں گا۔"

"کیا آپ مجھے چھوڑ کر جائیں گے؟"

"ہاں، کچھ ہی دنوں کی بات ہے، میں جلد ہی واپس آؤں گا۔ کل صبح تم پیرس چلی جاؤ۔"

لیلیٰ نے ایک لمبی سانس کھینچ کر مجھے دیکھا۔ پھر اچانک ہی دونوں ہاتھوں میں مُنہ چھپا کر رونے لگی۔ اسے میری بے وفائی کا ثبوت مل گیا تھا۔ میں نے سلمان بن کر اس سے کہا تھا کہ فرہاد بھائی اسے پیرس بھیج کر کسی محبوبہ کو تل ابیب بلانے والے ہیں۔ میں نے بظاہر حیرت سے پوچھا "ارے کیا ہوا؟ کیوں رو رہی ہو؟"

وہ مُنہ پھیر کر رونے لگی۔ میں نے قریب آکر اس کے گداز بازو کو پکڑا۔ وہ جلدی سے بازو چھڑا کر بستر سے اٹھ گئی۔ دور جا کر بولی "مجھے ہاتھ نہ لگائیں، آپ نے میرے اعتماد کو دھوکا دیا ہے۔"

"معلوم ہوتا ہے کسی نے تمہیں بہکایا ہے۔"

"میں نادان بچی نہیں ہوں۔ مجھے آپ کے ہرجائی پن کا ثبوت مل گیا ہے۔"

"سلطانہ کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ وہ کوئی نادان بچی نہیں ہے لیکن میں اس عقلمند کو دوبار سلمان کے خلاف بھڑکا چکا ہوں۔ میں اس کے مقابلے میں تمہیں زیادہ ذہین اور متحمل مزاج سمجھتا تھا لیکن ہر بیوی اپنے شوہر کے معاملے میں بہت چھوٹا دل رکھتی ہے۔ شاید اس لئے کہ دل و جان سے شوہر کو چاہتی ہے۔ اسے گمراہ ہوتے دیکھ نہیں سکتی۔ لیکن اس کا ایک کمزور پہلو ہے، ایسی ٹوٹ کر پیار کرنے والی بیویوں کو کوئی بھی بہکا کر ان کی ازدواجی زندگی تلخ کر دیتا ہے۔"

"مجھے کسی نے نہیں بہکایا۔"

"پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں کسی بہانے تمہیں پیرس بھیج کر اپنی ایک محبوبہ کو یہاں بلانے والا ہوں۔"

"ابھی آپ نے خود مجھے پیرس جانے کے لئے کہا ہے۔"

"تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ تمہیں یہاں سے بھگا کر دوسری کو بلانے والا ہوں۔ بھئی کسی نے بتایا ہوگا.. تب ہی تو تم مجھے ہرجائی کہہ رہی ہو۔"

"ہاں مجھے سلمان نے بتایا تھا۔"

"یہ ہوئی نا بات۔ تم کہہ رہی تھیں کسی نے نہیں بہکایا۔"

"سلمان نے بہکایا نہیں سچ کہا ہے۔"

"کیا تم نے تصدیق کی ہے کہ تمہارے دماغ میں آکر بہکانے والا سلمان تھا؟"

"جب آپ کی ہی زبان سے سچ ظاہر ہوگیا ہے تو تصدیق کیا کروں؟"

"میرا مشورہ مانو۔ آنسو پونچھو اور سلمان سے صرف اتنا پوچھو کہ کیا وہ دس یا پندرہ منٹ پہلے تمہارے دماغ میں آیا تھا؟"

"کیا آپ کو شبہ ہے کہ وہ نہیں آیا تھا؟"

"پوچھ لینے میں کیا حرج ہے؟"

اس نے دوسری طرف مُنہ پھیر کر خیال خوانی کی۔ سلمان سے پوچھا "تم نے تھوڑی دیر پہلے میرے دماغ میں آکر کیا کہا تھا؟"

وہ حیرانی سے بولا "میں تمہارے دماغ میں کب آیا تھا؟ سسٹر کے پاس سے آنے کے بعد میں نے خیال خوانی نہیں کی ہے۔ کہیں کوئی دشمن تو نہیں آیا تھا؟"

"میں اسی بات کی تصدیق کر رہی ہوں، اچھا خدا حافظ۔"

لیلیٰ نے دماغی طور پر حاضر ہو کر مجھے حیرانی سے دیکھا پھر پوچھا "آپ کو کیسے پتا چلا کہ سلمان میرے دماغ میں نہیں آیا تھا؟"

"میں سلمان کے لب و لہجے میں تم سے بول رہا تھا۔"

اس کے دیدے حیرت سے پھیل گئے۔ میں نے کہا "تم دعوے کیا کرتی تھیں کہ تمہیں کوئی میرے خلاف نہیں بہکا سکے گا۔ میں نے سلمان بن کر تم سے کہا کہ فرہاد بھائی تمہیں پیرس بھیج کر ایک محبوبہ کو یہاں بلانے والے ہیں۔ اور اب میں نے سامنے آکر تمہیں پیرس جانے کو کہا تو عورت کی عقل نے سمجھ لیا کہ شوہر کی بے وفائی کا ثبوت مل گیا ہے۔"

وہ ایک دم سے دوڑتی ہوئی آکر مجھ سے لپٹ گئی۔ میں اس کے ساتھ بستر پر گر پڑا۔ وہ بولی "آپ مجھے پیرس جانے کو تو نہیں کہیں گے نا؟"

"میری جان! تم میری آخری عمر کی محبت ہو۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جب آندھی اور طوفان تبت جا رہے ہیں تو مجھے جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم یہیں رہیں گے یا کہیں رہیں گے مگر ایک ساتھ رہیں گے۔"

وہ خوشی سے پاگل ہو رہی تھی۔ بیوی روتے روتے من جائے یا روٹھ کر مان جائے تو اس کے بعد نئے سرے سے پیار کی نئی نئی مسرتیں دیتی ہے۔ اسی لئے میں نے کہا کہ وہ خوشی سے پاگل ہو رہی تھی۔ جبکہ انتہا نہیں ہونا چاہیے۔ وہ ایسے مقام پر پاگل ہو تو اپنے ہوش اڑ جاتے ہیں۔ اگر شہنشاہ ہو تو تاج و تخت بھول جاتا ہے، سپاہی ہو تو تلوار پھینک دیتا ہے اور قلمکار ہو تو قلم چھوڑ دیتا ہے۔ یہی حد ہے۔ اس سے آگے لکھنے والا خیالوں کی جنت سے نکال دیا جاتا ہے۔

میں نے رات کے دو بجے کہا "آدھی رات کے بعد الو جاگتے ہیں یا چور۔ ہماری زندگی میں اکثر راتیں ایسی آتی ہیں کہ ہمیں الوؤں کی طرح جاگنا اور چوروں کی طرح نقب لگانا پڑتا ہے۔"

"توبہ ہے! آپ الوؤں اور چوروں سے ہمارا موازنہ کر رہے ہیں۔"

"کیا ہم انسانی دماغوں میں نقب نہیں لگاتے ہیں؟"

"ابھی ایسا نہیں کرنا ہے۔ رات زیادہ ہوگئی ہے، آرام سے سو جائیں۔"

"اگر سونا ہی ہوتا تو نقب زنی کی بات کیوں کرتا؟"

"اوہ خدایا! اب سمجھی۔ آپ یہ بات سیدھی طرح کہہ سکتے تھے کہ ہمیں پھر دشمنوں کے دماغوں میں پہنچنا ہے یا کسی مقصد سے باہر جانا ہے۔"

"ہم باہر نہیں جائیں گے۔ تم جوجو بن کر جے مورگن کے پاس جاؤ۔ اس سے کہو وہ صبح ہونے سے پہلے یہودیوں سے نجات حاصل کر لے گا۔ اس کے لئے ذہنی طور پر آمادہ رہے۔"

"تعجب ہے۔ آپ کو یہاں بیٹھے بیٹھے کیسے یقین ہوگیا کہ وہ نجات حاصل کر لے گا۔"

"میرے بہت سے منصوبے ایسے ہوتے ہیں جن کی کامیابی کا مجھے پہلے سے یقین ہو جاتا ہے۔ ہم ابھی جس منصوبے پر عمل کرنے جا رہے ہیں اس کا نتیجہ جلد ہی تمہارے سامنے آئے گا۔ جے مورگن سے چند باتیں کر کے فوراً میرے دماغ میں آجاؤ۔"

وہ دماغی طور پر غیر حاضر ہوگئی۔ میں اپنے جاسوس کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کہا "راحیلہ بی بی کو پاپا ڈوک کے محل سے نکال کر کہیں دوسری جگہ پہنچا دیا گیا ہے۔"

"کیا تمہارے ماتحتوں نے تعاقب نہیں کیا تھا؟"

"کیا تھا مگر وہ ہمارے ماتحتوں سے زیادہ چالاک نکلے، انہیں ڈاج دے کر نکل گئے۔"

"کوئی بات نہیں۔ اکثر معاملات میں ناکامی ہو جاتی ہے۔ تم اپنے بارہ آدمیوں کو ایک جگہ بلاؤ۔ میں ابھی پھر رابطہ کروں گا۔"

راحیلہ کا غائب ہو جانا اچھی بات نہیں تھی۔ میں جے مورگن کے ساتھ اسے بھی نکال لے جانا چاہتا تھا۔ اب اسے کس جگہ رکھا گیا ہے یہ معلوم کرنے کے لئے اس کے دماغ میں گیا تو اس نے سانس روک لی۔ پہلے وہ سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی تھی۔ ہم تقریباً پانچ گھنٹے اس سے غافل رہے تھے۔ اس دوران پاپا ڈوک کے معاملات میں الجھے ہوئے تھے اور کچھ وقت محبت میں گزارا تھا۔ یوں گولڈن برینز نے کسی عامل کے ذریعے راحیلہ پر عمل کر کے اس کے دماغ کو مقفل کر دیا تھا۔ ہماری خیال خوانی کا راستہ روک دیا تھا۔

بے شک گولڈن برینز زبردست چالیں چل رہے تھے۔ ایک طرف پاپا ڈوک کو اور دوسری طرف ہم خیال خوانی کرنے والوں کو بے بس کر دیا تھا مگر مجھے بھی شطرنج کی اس بازی میں، ذہانت کے اس کھیل میں مزہ آرہا تھا۔ میری اگلی چال گولڈن برینز کے ہوش اڑانے والی تھی۔

جنرل کو بھی شاید معلوم نہیں تھا کہ راحیلہ کو کہاں چھپایا گیا ہے؟ پھر بھی میں اس کی سوچ پڑھنے لگا۔ معلوم ہوا کہ راحیلہ ابھی کسی خفیہ اڈے میں نہیں پہنچائی گئی ہے۔ گولڈن برینز کے خاص ماتحتوں نے اسے ایک گاڑی میں لے جاتے وقت سمجھ لیا تھا کہ ان کا تعاقب ہو رہا ہے۔ انہوں نے کسی طرح تعاقب کرنے والوں کو ڈاج دے کر راحیلہ کو ایک سرکاری بنگلے میں پہنچا دیا تھا پھر جنرل کو اطلاع دے کر درخواست کی تھی کہ متعدد فوجی جوانوں کو اس بنگلے کے اطراف ڈیوٹی پر لگایا جائے۔

اگر وہ گولڈن برینز کے خفیہ اڈے میں پہنچا دی جاتی تو جنرل کو بھی راحیلہ کا پتا نہ ملتا۔ میں اپنے جاسوس کے پاس آیا۔ اس نے کہا "میں نے بارہ بہترین آدمیوں کو طلب کیا ہے، وہ پوری طرح تیار ہو کر یہاں پہنچنے ہی والے ہیں۔"

میں نے اس بنگلے کا مکمل پتا اسے سمجھایا جہاں راحیلہ کو چھپایا گیا تھا۔ پھر میں نے کہا "چھ چھ آدمیوں کی دو ٹیمیں بناؤ۔ ایک ٹیم فوجی چھاؤنی کی طرف جائے گی۔ دوسری راحیلہ کی طرف۔ تم راحیلہ کی طرف جانے والی ٹیم میں رہو گے۔ کامیابی حاصل ہوتے ہی اسے ایسی جگہ چھپاؤ گے کہ وہ کسی دماغی رابطہ کرنے والے عامل کو وہاں نہ بلا سکے۔"

"مسٹر وولف! کیا ہم بنگلے پر حملہ کریں گے؟"

"نہیں، کسی ہنگامے کے بغیر اپنا مقصد حاصل کیا جائے گا۔ میں ابھی منصوبہ بتاؤں گا۔ پہلے اپنے آدمیوں کو کوڈ ورڈز یاد کراؤ۔"

جاسوس نے اپنے ماتحتوں سے کہا "میں چند کوڈ ورڈز ادا کر رہا ہوں، تم سب انہیں سنو، دل ہی دل میں دہراؤ اور ذہن نشین کر لو۔"

میں وہ کوڈ ورڈز جاسوس کے دماغ میں ادا کرنے لگا۔ وہ زبان سے دھیمی آواز میں بولنے لگا اور اس کے ماتحت ان الفاظ کو ذہن نشین کرنے لگے۔ پھر میں نے کہا "یاد کرتے رہو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ بستر سے اٹھ کر ٹیلی فون کے پاس آیا۔ لیلیٰ میرے اندر رہ کر یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ بولی۔ "میں خاک نہیں سمجھی، آپ کیا کرتے پھر رہے ہیں؟"

میں نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا "خود سمجھو یا انتظار کرو۔"

میں نے جنرل کے اس پرائیویٹ فون کا نمبر ڈائل کیا تھا جس کے ذریعے وہ گولڈن برینز سے رابطہ کیا کرتا تھا۔ دوسری طرف فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ رات کے تین بجنے والے تھے۔ ایسے وقت دیر سے جواب ملتا ہے۔ بہرحال جنرل کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی "ہالو۔ اوہ گاڈ، تین بج رہے ہیں۔ بولو کون ہے؟ کیا مصیبت آگئی ہے؟"

میں نے ایک گولڈن برین کی آواز اور لہجے میں کہا "اپنا فون انسٹرومنٹ دیکھو۔ مصیبت کے وقت یہی فون بولتا ہے۔"

وہ ہڑبڑا کر بیٹھ گیا۔ گولڈن برین کی آواز سنتے ہی سمجھ میں

آگیا کہ اس نے نیم بیداری کی حالت میں پرائیویٹ فون کا ریسیور اٹھا رکھا ہے۔ اس نے الرٹ ہو کر کہا "یس، آئی ایم ویل او کن اَپ۔"

"نہیں جنرل! آپ اچھی طرح بیدار نہیں ہیں۔ باتھ روم جائیں، مُنہ ہاتھ دھو کر آئیں۔ میں دس منٹ بعد فون کروں گا۔"

میں ریسیور رکھ کر اس کے دماغ میں گیا۔ وہ بھی ریسیور رکھ کر بستر سے اٹھ رہا تھا۔ جنرل، اس کے خاص ماتحت اور گولڈن برینز کے سوا کسی کو اس پرائیویٹ فون کا نمبر معلوم نہیں تھا۔ پھر وہ گولڈن برین کی آواز سن رہا تھا۔ واش بیسن میں جھک کر مُنہ پر پانی کے چھینٹے مارتے وقت یاد آیا کہ گولڈن برین نے فون پر مخصوص کوڈ ورڈز ادا نہیں کئے تھے۔ کوئی بھی گولڈن برین کبھی اصول کے خلاف نہیں بولتا پھر اس نے ایسا کیوں کیا؟ یہ واقعی مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔ میں نے ٹھیک دس منٹ بعد نمبر ڈائل کئے، رابطہ قائم ہوتے ہی کوڈ ورڈز ادا کرتے ہوئے پوچھا "کیا آپ پوری طرح بیدار ہو چکے ہیں؟"

"جی ہاں۔"

"تو پھر یاد کریں نیم بیداری کے وقت آپ نے کیا غلطی کی تھی؟"

"میں نے آپ سے پہلی بار کوئی کوڈ ورڈز نہیں پوچھے تھے۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ واقعی دماغی طور پر پوری طرح حاضر ہیں۔ اب ذرا توجہ سے سنیں۔ ہم نے ابھی اور اسی وقت راحیلہ اور جے مورگن کو دو مختلف خفیہ اڈوں میں پہنچانے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ اس بنگلے کے پہریداروں سے کہہ دیں کہ ابھی ایک سفید ویگن آرہی ہے۔ اس میں ہمارے آدمی ہوں گے۔ ویگن کا نمبر ٹی ایل زیرو تھری، زیرو تھری ہے اور فوجی چھاؤنی میں جو ویگن پہنچے گی اس کا نمبر ٹی ایل سکس ون زیرو زیرو ون ہے۔"

میں نے وہ مختلف کوڈ ورڈز بھی بتائے جو میں نے جاسوس اور اس کے ماتحتوں کو سکھائے تھے۔ ان کوڈ ورڈز کی ادائیگی سے تصدیق ہو جاتی کہ گولڈن برینز کے خاص آدمی ہی راحیلہ اور جے مورگن کو لینے آئے ہیں۔

اس نے ایک ٹرانسمٹر اٹھا کر رابطہ کرنا شروع کیا۔ میں نے لیلیٰ سے کہا "اس کے دماغ میں مسلسل رہو۔ اچانک کوئی پرابلم پیش آئے تو فوراً بتا دینا۔"

میں نے جاسوس کے پاس آکر اسے بتایا کہ کس نمبر کی ویگن بنگلے کی طرف اور کس نمبر کی ویگن فوجی چھاؤنی کی طرف جائے گی پھر کہا "ویگنوں کے سلسلے میں غلطی نہ کرنا۔ چلو فوراً دو ٹیمیں بنا کر نکلو۔"

وہ سب وہاں سے نکل پڑے۔ میں نے سلمان، سلطانہ اور جوجو کو اپنے پاس بلا کر پہلے جاسوس اور اس کے ماتحتوں کے دماغوں تک پہنچایا۔ وہ سب بدستور دو ویگنوں میں دو مختلف سمتوں میں جا رہے تھے۔ جوجو نے مجھ سے کہا "پاپا! میں نے ایک ماتحت کے دماغ سے معلوم کیا ہے کہ یہ لوگ راحیلہ آنٹی کو ایک بنگلے سے لانے جا رہے ہیں۔"

سلمان نے کہا "اور دوسری ٹیم جے مورگن کو لائے گی۔"

میں نے کہا "باقی تفصیلات بعد میں بتاؤں گا۔ تم تینوں کو احتیاطاً بلایا ہے تاکہ یہ لوگ کوئی غلطی کریں تو تم لوگ سنبھال لو۔"

وہ تینوں مختلف دماغوں میں چلے گئے۔ میں نے اپنی جگہ حاضر ہو کر لیلیٰ سے پوچھا "جنرل کی طرف خیریت ہے؟"

"جی ہاں، وہ ٹرانسمٹر اور پرائیویٹ فون کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ خدا کا شکر ہے، ابھی تک ہمارے خلاف کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ مگر ڈر لگتا ہے کسی گولڈن برین کا فون جنرل کے پاس آسکتا ہے۔"

مجھے شروع سے اندیشہ تھا کہ ایسی بات ہو سکتی ہے۔ میں جنرل کے پاس آیا، وہ گہری نیند سے بیدار ہوا تھا۔ جبراً جاگ رہا تھا۔ رہ رہ کر جماہیاں لے رہا تھا۔ میں نے ذرا اونگھنے پر مجبور کیا۔ پھر دماغی طور پر غائب کر دیا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر پرائیویٹ ٹیلیفون کے پلگ پوائنٹ کے پاس آیا پھر اس کے پلگ کو نکال دیا۔ واپس آکر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ میں نے اس کے دماغ کو آزاد کیا تو اس نے چونک کر آس پاس دیکھا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ "اوہ! میں پھر اونگھنے لگا تھا۔"

وہ کچن میں آیا، وہاں کافی تیار کرنے کے لئے چولہا جلانے لگا۔ لیلیٰ نے مجھ سے کہا "آپ پہلے ہی ٹیلی فون کا پلگ نکلوا سکتے تھے۔"

"غلطی ہو گئی، معاف کر دو۔"

وہ ہنسنے لگی۔ میں نے کہا "ہنسی کو مختصر کر لو اور جنرل کے پاس جاؤ۔"

میں نے ایک ٹیم کے پاس آکر دیکھا۔ وہ لوگ کامیاب ہو گئے تھے۔ راحیلہ کو لے گئے تھے۔ میں دوسری ٹیم کے پاس آیا، وہ لوگ ویگن کے اندر جے مورگن کو بٹھا کر لے جا رہے تھے۔

اسی وقت لیلیٰ نے کہا "جنرل کو ٹرانسمٹر پر اشارہ موصول ہو رہا ہے۔"

میں اس کے دماغ میں پہنچا۔ وہاں ٹرانسمٹر پر جنرل اور ایک گولڈن برین کے درمیان کوڈ ورڈز کا تبادلہ ہو رہا تھا۔ پھر گولڈن برین نے پوچھا "تمہارا پرائیویٹ فون کام نہیں کر رہا ہے۔ میں کئی بار رابطہ کر چکا ہوں۔"

جنرل نے میری مرضی کے مطابق کہا "شاید کچھ خرابی ہو گئی ہو گی ورنہ..."

وہ ورنہ کے بعد کہنے والا تھا کہ اس کی گولڈن برین سے

تھوڑی دیر پہلے اسی پرائیویٹ فون پر باتیں ہو چکی ہیں لیکن میں نے بات پلٹ دی اس کی زبان سے کہا "ورنہ آپ ٹرانسمٹر پر ابھی گفتگو نہ کرتے۔"

یہ کہنے کے بعد میں نے جنرل کے دماغ کو پوری طرح اپنے قبضے میں کرلیا تاکہ کوئی گڑبڑ نہ ہو۔ گولڈن برین نے کہا "چار بجنے والے ہیں۔ یہ اچھا موقع ہے' راحیلہ کو ہمارے ایک خفیہ اڈّے میں پہنچایا جاسکتا ہے۔ آپ بنگلے کے اطراف پہرا دینے والوں سے ابھی کہہ دیں کہ ہمارے آدمی پیلے رنگ کی ویگن میں آرہے ہیں۔ وہ کوڈ ورڈز ادا کریں گے کہ ہینڈ اوور دی سلکن لیڈی۔"

"میں ابھی بنگلے کے مسلح پہرداروں کو سمجھاتا ہوں۔"

ٹرانسمٹر کا رابطہ ختم ہوگیا۔ لیلیٰ نے کہا "اب اصل لوگ راحیلہ کو لے جانے اس بنگلے میں پہنچیں گے تو بھید کھل جائے گا۔"

"راحیلہ محفوظ مقام تک پہنچا دی گئی ہے۔ تم جنرل کے دماغ پر قبضہ جما کر یہاں رہو میں ابھی آتا ہوں۔"

میں اسے وہاں چھوڑ کر سلمان کے پاس آیا اس سے کہا "یہ ویگن کا سفر ابھی تک جاری ہے۔ ٹیم کے سربراہ سے معلوم کرو۔ آخر وہ خفیہ اڈّا اور کتنی دور ہے۔"

سلمان نے سوچ کے ذریعے سربراہ سے یہی سوال کیا۔ اس نے جواب دیا "بس ہم پہنچنے والے ہیں۔"

سامنے سے گشت کرنے والی ایک پولیس پارٹی ایک گاڑی میں آرہی تھی۔ انہوں نے رکنے کے لئے سگنل دیا۔ ہماری ٹیم کا لیڈر رکنا نہیں چاہتا تھا۔ سلمان نے کہا "رک جاؤ' قانون کے محافظوں کی تسلی کردو۔"

انہوں نے گاڑی روک دی۔ پہلے ایک سپاہی اپنی گاڑی سے اتر کر ویگن کی طرف آیا۔ کھڑکی سے جھانک کر دیکھا اندر چھوٹے سے بلب کی روشنی میں سب ہی نظر آرہے تھے۔ جے مورگن کے ساتھ ان کی تعداد سات ہوگئی تھی۔ اور جے مورگن کو وہاں چہرے سے کوئی نہیں جانتا تھا۔ ایک عرصہ ہوا' تل ابیب میں پہنچتے ہی نظر بند رہنے لگا تھا۔ پھر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو جنرل نے سب سے چھپا کر رکھنے میں بہتری سمجھی تھی۔

سپاہی نے کہا "اتنی رات کو اتنے لوگ کہاں جارہے ہیں؟"

ایک نے ہنس کر کہا "پانچ بج چکے ہیں۔ صبح ہو رہی ہے اور تمہیں رات نظر آرہی ہے۔"

سپاہی پلٹ کر اپنی گاڑی کی طرف جانے لگا۔ اس کے دماغ میں سلطانہ تھی۔ اس نے سلطانہ کی مرضی کے مطابق کہا۔ "گاڑی میں صرف چار افراد ہیں۔"

افسر نے اگلی سیٹ سے باہر آکر کہا "مجھے تو کچھ زیادہ لگ رہے ہیں۔"

اس کے بولتے ہی جوجو اس کے اندر پہنچ گئی۔ وہ ویگن کے پاس آیا پھر اندر جھانکتے ہوئے بولا "کمال ہے! دور سے زیادہ لگتے ہیں مگر ہیں صرف چار۔ اسی کو فریبِ نظر کہتے ہیں۔ بائی دی وے کہاں جارہے ہو؟"

جواب ملا "صبح کی دوڑ لگانے پولو گراؤنڈ۔"

افسر نے جانے کی اجازت دے دی۔ ویگن اسٹارٹ ہوکر آگے بڑھی پھر تیز رفتاری سے دور نکلتی چلی گئی۔ اب کوئی اندیشہ نہیں رہا تھا۔ جے مورگن کو ایک خفیہ اڈّے تک پہنچانے کے بعد اطمینان ہوگیا۔ وہ لوگ کامیابی کی خوشی میں ناچنے لگے۔ جے مورگن ایک ایک کا شکریہ ادا کررہا تھا اور جوجو کو آواز دے کر کہہ رہا تھا "مسز جوجو! میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔ تم میری سگی بہن سے بڑھ کر ہو۔ جب چاہو مجھے آزمالو۔ ان شانوں پر یہ گردن صرف تمہارے لئے کٹنے کو تیار رہا کرے گی۔"

جوجو نے کہا "صبح ہو چکی ہے ہم محبت اور رشتوں کی باتیں بعد میں کریں گے' ابھی یہاں کے دروازے اور کھڑکیاں اچھی طرح بند کرلو۔ میں تمہارا چہرہ بدلنے کے لئے کچھ کرتی ہوں۔"

وہ میرے پاس آئی۔ میں جاسوس کے پاس آکر بولا "کوئی پلاسٹک سرجری کرنے والا اپنا آدمی ہے؟ جے مورگن کو عارضی میک اپ میں نہیں رکھا جاسکتا۔ ابھی اس کی تلاش شروع ہونے والی ہے۔"

ہمارے جاسوس نے جواب دیا "پلاسٹک سرجری بھی کام نہیں آئے گی۔ یہاں کے سراغرساں اور پولیس والے کسی بھی خطرناک مجرم کو اس کے بل سے نکالنے کے لئے شکاری کتوں کو کام میں لاتے ہیں۔ آپ ان کتوں کو جے مورگن تک پہنچنے نہ دیں۔ میں چند گھنٹوں میں اس کا پلاسٹک سرجری کے ذریعے حلیہ بدل دوں گا۔"

میں نے جوجو سے کہا "تم آرام کرو۔ ضرورت ہوئی تو بلا لوں گا۔"

میں لیلیٰ کے پاس جنرل کے دماغ میں آیا۔ اس کے قریب فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ پرائیویٹ فون کا پلگ لگا دیا گیا تھا۔ جنرل نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ جواب میں گولڈن برین نے کوڈ ورڈز ادا کرکے پوچھا "یہ کیا مذاق ہے! راحیلہ بنگلے میں نہیں ہے اور آپ کے فوجی جوان کہتے ہیں' آپ نے ہمارے مقرر کئے ہوئے کوڈ ورڈز نہیں بتائے ہیں۔"

"وہ غلط کہتے ہیں۔ میں انہیں بتا چکا ہوں۔ آپ کے کوڈ ورڈز یہی تھے تاکہ چیلڑان دی ڈارک۔ نیور بی اپ ٹو مارک۔" (جو اندھیرے میں ہوتے ہیں' بھروسے کے قابل نہیں ہوتے۔

گولڈن برین نے سخت لہجے میں کہا "جنرل' ہوش کی دوا کرو۔ میں نے جو کوڈ ورڈز بتائے تھے وہ یہ تھے کہ ہینڈ اوور دی سلکن

لیڈی۔"

جنرل نے حیرانی سے پوچھا "آپ نے یہ مخصوص الفاظ کب بتائے تھے۔ جب میں نے نیند سے بیدار ہوکر آپ کا فون ریسیو کیا تو...."

بات کاٹ کر کہا گیا "ہماری گفتگو فون پر نہیں ٹرانسمٹر پر ہوئی تھی۔ آپ کا فون خراب تھا۔"

"میرا فون خراب نہیں تھا۔"

"اوہ مائی گاڈ! اس کا مطلب ہے گڑبڑ ہو چکی ہے۔ آپ کے دماغ پر کسی کا قبضہ ہے۔ میں ابھی رابطہ کرتا ہوں۔ انتظار کریں۔"

"تم نیند پوری کرنے کے بعد میرا ادھورا کام کرتی رہو گی تو مجھے جلد ہی سونے کا موقع مل جائے گا۔"

"ٹھیک ہے' ایک گھنٹے کی نیند میرے لئے کافی ہے۔"

"ایک نہیں دو گھنٹے۔ پلیز' میری بات مان لو۔"

وہ بستر پر آکر لیٹ گئی۔ آنکھیں بند کرکے دماغ کو ہدایات دینے لگی۔ باہر دن نکل آیا تھا۔ اب کوئی چار گھنٹے بعد پاپا ڈوک کا برین آپریشن ہونے والا تھا۔ ایک ساحرِ اعظم کی شخصیت ختم ہونے والی تھی۔ میں نے اس کے اندر جاکر دیکھا' شاید اسے بچانے کے لئے باہر سے امداد آپہنچی ہو لیکن ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ وہ کسی نامعلوم جگہ خاموشی سے لیٹا ہوا تھا۔ پاپا ڈوک کو خونخوار کتے پالنے کا شوق تھا۔ اس نے تل ابیب آکر یہ شوق پورا کیا تھا۔ ابھی اس کے دماغ میں آنے کا یہی مقصد تھا کہ میں ان کتوں کے متعلق تفصیلات معلوم کروں۔

تل ابیب میں اس کے کتوں کی دیکھ بھال تین فوجی سپاہی کرتے تھے۔ میں نے پاپا ڈوک کے اندر تحریک پیدا کی کہ وہ ایک سپاہی کی آواز اور لہجے کو پوری طرح گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کرے۔

وہ خیال خوانی کے قابل نہیں تھا۔ مگر کوشش کرنے لگا۔ میں بھی اس کے ساتھ سپاہی کے لہجے کو گرفت میں لے کر کوشش کررہا تھا۔ نتیجے میں وہ ناکام رہا میں کامیاب ہوگیا۔ ایک فوجی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ صبح چھ بجے ڈیوٹی پر آیا تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ چھ خطرناک کتے ہیں جو صرف تجربہ کار ہاتھوں میں رہتے ہیں۔

میں نے اس کی سوچ میں یہ بات پیدا کی کہ اسے یہ تجربہ کہاں کہاں سے حاصل ہوا ہے۔ جواب میں وہ فخر سے سوچنے لگا۔ پہلے وہ محکمۂ سراغرسانی کے کتوں کو سدھایا کرتا تھا۔ اس کا بہترین ریکارڈ دیکھ کر ملٹری انٹیلی جنس والوں نے اسے اپنے کتوں کے لئے فوج میں بلالیا۔ پتا چلا محکمۂ سراغرسانی اور ملٹری انٹیلی جنس کے کتوں کی مجموعی تعداد پچاس کے قریب ہے۔ جے مورگن کو بچانے کے لئے ان تمام کتوں کو ختم کرنا ممکن نہ تھا۔

پھر اسرائیل کے دوسرے شہروں میں بھی سدھائے ہوئے جاسوس کتے ہوں گے لہٰذا یہ خیال ترک کردیا کہ کتوں کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

شکاری کتے جے مورگن کے رومال یا اس کے لباس کا کوئی حصہ سونگھ کر اس کے پیچھے آسکتے تھے اور اس کی موجودہ پناہ گاہ تک پہنچ سکتے تھے۔ میں نے جوجو کا لہجہ اختیار کرکے جے مورگن کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا وہ اپنا تمام سامان لے کر آیا ہے۔ جس فوجی چھاؤنی کے بنگلے میں وہ نظر بند تھا وہاں اس نے ایک کپڑا تک نہیں چھوڑا ہے۔

وہ اپنے طور پر مطمئن تھا لیکن مجھے اطمینان نہیں تھا۔ یہ بھی تو ہوسکتا تھا کہ نظر بندی کے دوران اس کا اتارا ہوا لباس لانڈری میں جاتا ہو اور کبھی لانڈری میں بھیجنے سے پہلے وہ لباس کتوں کو سونگھایا گیا ہو۔ اکثر باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھی نہیں جان سکتے۔

میں نے پھر جوجو کی آواز میں جے مورگن سے کہا "نظر بندی کے دوران جتنے افسران اور جوان تمہارے سامنے آتے تھے تم ایک ایک کا لہجہ یاد کرو اور ان کے دماغوں میں جاؤ۔ تمہیں صرف شکاری کتوں سے خطرہ ہے۔ اس خطرے سے بچنے کے لئے معلومات کا ہر ممکن راستہ تلاش کرو۔"

وہ ایک افسر کے دماغ میں پہنچا۔ وہاں چھاؤنی والے مورگن کے بنگلے میں کرنل اور دوسرے اعلیٰ افسران آئے ہوئے تھے۔ یہ بھید کھل گیا تھا کہ جے مورگن کو اغوا کیا گیا ہے۔ گولڈن برینز کے دو خاص جاسوس بھی موجود تھے۔ ایک نے پوچھا "کیا مورگن کو شکاری کتوں سے سونگھایا گیا تھا؟ اسے واپس لانے کا بس یہی ایک راستہ رہ گیا ہے۔"

ایک افسر نے کہا "ہمیں اس قسم کی ہدایات نہیں دی گئی تھیں۔ پھر اس چھاؤنی میں کتے بھی نہیں ہیں۔"

اس کی بات پر دونوں جاسوس غصہ دکھانا چاہتے تھے۔ اسی لمحے میں کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ آوازیں قریب آتی جارہی تھیں۔ کرنل نے کہا "مورگن اپنے لباس کی ایک دھجی بھی چھوڑ کر نہیں گیا ہے۔ کتوں کو اس کے جسم کی بو سونگھائی نہیں جاسکتی۔ پھر یہ کتے کیوں لائے جارہے ہیں؟"

ایک اعلیٰ افسر نے آکر سیلوٹ کیا پھر کہا "سر! میری نگرانی میں بیس کتے رہا کرتے ہیں۔ میں نے لانڈری میں جانے والے مورگن کے کپڑوں کو اپنے تین کتوں تک پہنچایا تھا۔ اس کے لئے مجھے خفیہ احکامات ملے تھے۔ میں ان تین کتوں کو لے آیا ہوں۔"

کرنل نے خوش ہوکر کہا "ہمارے گولڈن برینز زندہ باد۔ ان کی احتیاطی تدابیر ہمارے کام آئی ہیں۔"

وہ اپنے افسران کے آگے چلتا ہوا بنگلے کے باہر آیا۔ تین فوجی جوانوں نے تین خونخوار شکاری کتوں کی زنجیریں تھام رکھی تھیں۔ اب وہ نہیں بھونک رہے تھے' خاموشی سے ہانپتے ہوئے دوسرے افسران کو دیکھ رہے تھے۔ کرنل نے پوچھا "اب کس بات کا انتظار ہے؟"

کتوں کے نگران افسر نے کہا "کتوں کو مخصوص بو یاد دلانے کے لئے ایک نفسیاتی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ میں نے جے مورگن کا لباس انہیں سونگھانے کے دوران ان کے آگے ایسی ہڈیاں ڈالی تھیں جن میں برائے نام گوشت تھا جبکہ انہیں ہڈیوں کے بغیر گوشت دیا جاتا ہے۔"

ایک سپاہی ایک ٹوکرے میں بے شمار ایسی ہڈیاں لایا جن میں ذرا ذرا سا گوشت چپکا ہوا تھا۔ ایسے چٹکی بھر گوشت سے ان کی بھوک مٹ نہیں سکتی تھی بلکہ اور بڑھ جاتی۔ وہ ہڈیاں ان کے سامنے ڈال دی گئیں۔ تینوں لپک لپک کر ان ہڈیوں کو بھنبھوڑنے لگے۔ اس دوران وہ منہ اٹھا اٹھا کر بھونکتے تھے۔ پھر گوشت نوچتے تھے مگر گوشت تھا ہی کتنا؟ وہ بھوک کی شدت سے غصے کے مارے بپھر گئے تھے۔ جنوب مشرق کی سمت منہ اٹھائے بھونک رہے تھے۔ مورگن کا دل دھک سے رہ گیا کیونکہ اس کی پناہ گاہ جنوب مشرق میں ہی تھی۔

اب وہ اس شخص کا گوشت مانگ رہے تھے جس کی بو کبھی سونگھ چکے تھے۔ میں نے دوسرے افسر کے دماغ میں آکر اسے ریوالور نکالنے پر مجبور کیا۔ پھر ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر دو فائر کئے۔ ٹھائیں' ٹھائیں کی آواز کے ساتھ دو کتے فضا میں اچھل کر زمین بوس ہو گئے۔ تیسرے فائر کا موقع نہیں ملا۔ اس کو دونوں طرف سے جکڑ کر ریوالور چھینا جا رہا تھا۔

تیسرا کتا زور و شور سے بھونک رہا تھا۔ ایسا زور لگا رہا تھا جیسے زنجیر توڑ کر ایک ہی چھلانگ میں مورگن کے نرخرے تک پہنچ جائے گا۔ مورگن ایسے موقع پر گدھا ثابت ہوا۔ وہ جس کے دماغ میں تھا اس کی گن سے تیسرے کتے کا خاتمہ کر سکتا تھا مگر وہ دہشت کے مارے دماغ سے کام لینا بھول گیا تھا۔

فوجی چھاؤنی میں یہ دہشت پھیل گئی تھی کہ ان افسران کے درمیان کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن موجود ہے۔ اور وہ صرف تیسرے کتے کو ہی نہیں ان سب کو بھی ختم کر دے گا۔ میں کرنل کے دماغ پر چھا گیا۔ اس نے ایک سپاہی کے ہاتھ سے گن لے کر گرجتے ہوئے کہا "تم سب نالائق ہو۔ بھلا کتا کوئی پالنے کی چیز ہے؟"

یہ کہتے ہی اس نے تیسرے کتے کو گولی مار دی۔ خس کم جہاں پاک۔ وہاں موت کا سا سناٹا چھا گیا۔ ان سب کو اپنی آنکھوں کے سامنے موت دکھائی دے رہی تھی۔ کیونکہ ان سب کے پاس رائفلیں تھیں۔ دشمن ان کے دماغوں میں گھس کر انہیں مجبور کر سکتا تھا اور وہ بے اختیار ایک دوسرے کو مار سکتے تھے۔ اس خیال کے ساتھ ہی سب نے اپنے اپنے ہتھیار پھینک دیئے۔

تب میں نے ایک افسر کی زبان سے کہا "میں وہی خیال خوانی کرنے والا ہوں جس کے تماشے ابھی تم دیکھ چکے ہو۔ جاؤ اپنے جنرل سے کہو کہ گولڈن برینز سے رابطہ کرے۔ میں ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ بیس منٹ بعد جنرل کے دماغ میں آؤں گا، ڈیٹس آل۔"

میں وہاں سے مورگن کے پاس آیا' وہ کچن میں جا کر اپنے تمام کپڑوں کو آگ لگا چکا تھا اور اب اس بنگلے سے نکل کر کہیں دور جانا چاہتا تھا تاکہ تیسرا کتا اسے ڈھونڈ نہ پائے۔ یعنی اس نے تیسرے کی موت نہیں دیکھی تھی۔

میں نے جوجو کے لہجے میں کہا "الو کے پٹھے! تم نے ٹریننگ سینٹر میں یہی حکمتِ عملی سیکھی ہے؟"

"سسٹر! مجھے معاف کر دو۔ ابھی میرا دماغ کام نہیں کر رہا ہے۔"

"جب بھی موت سامنے آئے گی تمہارا دماغ فیل ہو جایا کرے گا؟"

"کیا کروں مجھے اپنی زندگی سے پیار ہے۔ اس لئے موت سے ڈرتا ہوں۔"

"بہتر یہی ہوتا کہ تمہارا برین آپریشن ہو جاتا۔ اس طرح تم ذہین اور دلیر بن جاتے۔ تم نے کہا تھا میرے احسانات کے بدلے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتے ہو۔"

"بے شک تمہارے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔"

"تو پھر یہاں سے نہ بھاگو۔ تیسرے کتے کو تمہاری بُو سونگھتے ہوئے اس بنگلے میں آنے دو۔"

"ارے یہ کیا کہتی ہو' وہ مجھے چیر پھاڑ کے رکھ دے گا۔"

"اگر تم کتے کا مقابلہ نہیں کرو گے تو وہ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ تمہاری سلامتی بزدلی میں نہیں دلیری میں ہے۔"

"میں دونوں ہاتھ جوڑ کر التجا کرتا ہوں' میری دلیری پھر کسی موقع پر آزما لینا' ابھی مجھے بھاگ جانے دو۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "لعنت ہے تم پر۔ جاؤ چھاؤنی کے کسی بھی افسر کے دماغ کو پڑھ کر معلوم کر لو۔ وہ تیسرا کتا بھی مر چکا ہے۔"

بیس منٹ گزرنے ہی والے تھے۔ میں مقررہ وقت پر جنرل کے دماغ میں پہنچا۔ وہ ایک کرسی پر سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی حکمتِ عملی کئی بار ناکام ہوئی تھی۔ اس کی سرپرستی میں پہلے الپا پھر جے مورگن کو اغوا کر لیا گیا تھا۔ راحیلہ بھی چھین لی گئی تھی۔ ان وجوہات کی بنا پر گولڈن برینز نے اسے جنرل کے عہدے سے ہٹا دیا تھا اور جلد ہی اسے خصوصی عدالت میں پیش کیا جانے والا تھا۔

میں یہ سب کچھ جنرل کے دماغ سے معلوم کر رہا تھا۔ ادھر نیا جنرل ٹی وی کے سامنے بیٹھا پانچوں گولڈن برینز کو اسکرین پر دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا "بیس منٹ گزر گئے' وہ خیال خوانی کرنے والا نہیں آیا۔"

میں نے سابقہ جنرل کی زبان سے کہا "میں آگیا ہوں۔"

سب نے چونک کر اسے دیکھا پھر نئے جنرل نے کہا "مجھے ٹائر ٹلوم کہتے ہیں۔ اب جنرل ٹائر کہلاؤں گا۔ بہتر ہے پہلے ایک دوسرے سے ہم متعارف ہو جائیں۔"

میں نے کہا "ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ میرا نام سلمان واسطی ہے۔"

اسکرین کے ذریعے ایک گولڈن برین نے کہا "تمہارا نام سن کر یہ سمجھ میں آگیا کہ تم ایک شوہر کی حیثیت سے راحیلہ کو ہم سے چھین لے جانے کا حق رکھتے ہو لیکن تم نے مورگن کو کیوں اغوا کیا ہے؟"

"میں نے یہ نہیں پوچھا کہ تم نے پیرس سے میری بیوی کو کیوں اغوا کرایا؟ تم بھی نہ پوچھو کہ میں مورگن کو کیوں لے گیا ہوں۔"

مسٹر سلمان! یہ بچگانہ حرکت ہے۔ تم راحیلہ اور جے مورگن کو اسرائیل سے باہر نہیں لے جا سکو گے۔ ان پر پلاسٹک سرجری بھی کام نہیں آئے گی۔"

"ایسا ہے تو پھر پریشان کیوں ہوتے ہو۔ جب تک راحیلہ رہے گی تب تک میں رہوں گا اور جب تک میں رہوں گا' تب تک مسائل اور مصیبتیں بڑھتی رہیں گی۔"

"کیا تم دھمکی دینے آئے ہو؟"

"فی الحال دھمکی ہے' بعد میں دھماکا ہو گا۔ جب بھی کسی کو راحیلہ کی تلاش میں دیکھوں گا تو یہاں کی اہم تنصیبات میں سے کسی کو دھماکے سے اڑا دوں گا۔"

تمام گولڈن برینز خاموشی سے سابقہ جنرل کو تک رہے تھے۔ میں نے کہا "اب بھی یہ تمہارے لئے محض دھمکی ہے تو کسی کو میری بیوی کی تلاش میں روانہ کرو۔ تمہیں شب برات اور دیوالی کا مزہ آئے گا۔"

"ہمارا کوئی جاسوس راحیلہ کو تلاش نہیں کرے گا۔ تم جے مورگن کے معاملے میں کوئی سمجھوتا کر لو۔"

"کیسا سمجھوتا؟"

"تم اپنی کوئی ایک بڑی شرط منوا کر ہم سے بے انتہا مفادات حاصل کر کے مورگن کو ہمارے حوالے کر دو۔"

"کوئی بڑی شرط منوانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس کے بغیر ہی میں تم لوگوں سے مفادات حاصل کر رہا ہوں اور حاصل کرتا رہوں گا۔"

"مسٹر سلمان! سپر پاورز بھی کسی معاملے میں اپنے اندر لچک پیدا کرتی ہیں۔ آپ کو مسلسل کامیابیوں کے غرور میں انسان دوستی کو نہیں بھولنا چاہئے۔"

"انسان دوستی تم یہودیوں کو چھو کر نہیں گزرتی۔ ہم سانپ سے دوستی کر سکتے ہیں کسی یہودی سے نہیں کر سکتے۔ شیبا کی ہلاکت کے بعد ہم نے جو فیصلہ کیا تھا وہ یہی تھا۔ اور یہ فیصلہ کبھی نہیں بدلے گا۔"

یہ فیصلہ سن کر انہیں غصے سے رابطہ ختم کر دینا چاہئے تھا کیونکہ اس کے بعد کچھ کہنے کو نہیں رہ جاتا تھا۔ لیکن وہ پانچوں گولڈن برینز اندیشوں میں گھرے ہوئے تھے۔ وہ سمجھ رہے تھے راحیلہ اور جے مورگن کے بعد اب جان گاڈدی کی باری ہے۔ حالانکہ اسے ساحلی فوج کے سامنے سمندر کے بیچ، بجلی کے نادیدہ تاروں کے حصار میں رکھا گیا تھا۔ کسی کا وہاں پہنچنا ممکن نہ تھا۔ لیکن ہم تو مسلح افواج کے درمیان گھس کر چھاؤنی سے مورگن کو نکال لائے تھے اور اسی بات نے ان کے کلیجے دھڑکا دیئے تھے۔

آخر وہ بات ان کی زبان پر آ گئی۔ ایک اور گولڈن برین نے کہا "ہم تمہیں نیک مشورہ دیتے ہیں۔ سمندر کے بیچ والی پہاڑی پر نہ جانا، وہاں ہر قدم پر موت ہے۔ ہم نے حفاظتی انتظامات پہلے سے زیادہ سخت کر دیئے ہیں۔"

میں نے کہا "تمہارے جیسے نیک آدمی کا مشورہ ماننا چاہئے۔ خوش ہو جاؤ، میں اس پہاڑی پر نہیں جاؤں گا۔"

تیسرے گولڈن برین نے کہا "جب فرہاد زندہ تھا تو ایک بات زبان سے کہہ دینے کے بعد اس پر قائم رہتا تھا۔"

"میں بھی زبان کا دھنی ہوں۔ پہاڑی پر نہ جانے والی بات پر قائم رہوں گا۔" وہ ذرا مطمئن ہوئے۔ میں نے کہا "کیونکہ میرا وہاں جانا ضروری نہیں ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا جان گاڈدی خود میرے پاس پہنچ جائے گا۔"

کسی نے غرا کر دیکھا، کسی نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے، کوئی بے چینی سے پہلو بدلنے لگا۔ پھر ایک نے کہا "سلمان! تم ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج بن گئے ہو۔ جب دشمنی ہی ٹھہری تو ہم محض باتوں میں وقت ضائع نہیں کریں گے۔"

میں نے کہا "یہ میٹنگ برخاست کرنے سے پہلے اتنا بتا دو کہ تم پانچوں کو پاپا ڈوک کی فکر کیوں نہیں ہے؟"

"ہم اس کی طرف سے مطمئن ہیں۔ ایک آدھ گھنٹے میں اس کا آپریشن شروع ہو جائے گا۔ کیا تم اس کے لئے بھی کوئی چال چل چکے ہو؟"

"کیا مجھے چال نہیں چلنا چاہئے؟ کیا اس ذلیل نے راحیلہ کو سحرزدہ نہیں کیا ہے؟ کیا راحیلہ کے اغوا میں اس کا ہاتھ نہیں ہے؟" دوسرے نے بے چین ہو کر پوچھا "ارے تو تم نے کیا کیا ہے؟"

"کچھ نہیں۔ فی الحال اس کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔"

"ہم کیسے یقین کریں؟"

"یقین نہ کرو۔"

"یہ کوئی ماننے کی بات ہے۔ پاپا ڈوک اعصابی کمزوریوں میں مبتلا ہے۔ تم آسانی سے اس کے دماغ میں پہنچ کر کچھ بھی کر سکتے ہو، وہ تمہارا دشمن ہے، اسے ہلاک کر سکتے ہو، مگر اسے معاف کیوں کر رہے ہو؟"

ایک اور گولڈن برین نے کہا "تم نے راحیلہ اور مورگن کے لئے پاپڑ بیلے، ایک زبردست منصوبہ پر عمل کیا۔ پاپا ڈوک کے لئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خیال خوانی کے ذریعے اس کی سانس روک سکتے ہو۔"

ایک گولڈن برین فون پر کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ اس نے ریسیور رکھ کر کہا "میں نے ابھی اسپتال سے معلوم کیا ہے۔ پاپا ڈوک زندہ سلامت ہے۔"

میں نے کہا "بڑی مشکل ہے، دشمنی کروں تو پریشان ہو جاتے ہو، نہ کروں تو بھی تمہارا سکون برباد ہو جاتا ہے۔ کیا خیال خوانی کی چٹکی بجا کر اسے بھی ختم کر دوں؟"

ایک نے جلدی سے کہا "نہیں، ہمارا مطلب یہ نہیں ہے۔ فرہاد کی موت کے بعد تم سب سونیا کی عقل سے چل رہے ہو اور وہ کتنی مکار ہے یہ ہم جانتے ہیں کیونکہ اس کے ہاتھوں ناقابل تلافی نقصانات اٹھاتے رہے ہیں۔ جب وہ دشمنی نہیں کرتی ہے تو ہم سمجھ لیتے ہیں، وہ پہلے سے بہت کچھ کر بیٹھی ہے اور اب نتائج کا انتظار کر رہی ہے۔ تم نے بھی پاپا ڈوک کے ساتھ ایسا ہی کچھ کیا ہے۔"

میں نے کہا "گولڈن برینز! کیوں مجھے باتوں میں الجھا رہے ہو؟ تم چاہتے ہو میں یہاں بہلایا جاؤں اور ادھر پاپا ڈوک کو آپریشن تھیٹر لے جا کر بیہوش کر دیا جائے پھر میری خیال خوانی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔"

انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایک نے کہا "تم غلط سمجھ رہے ہو۔ ہم دراصل اس بات کی تہ تک پہنچنا چاہتے ہیں کہ تم اس جادوگر کو زندہ کیوں رکھنا چاہتے ہو؟"

میں نے جواب نہیں دیا۔ ان میں سے ایک نے آواز دی۔ میں خاموش رہا۔ دوسرے نے پریشان ہو کر کہا "وہ ضرور پاپا ڈوک کے پاس گیا ہے۔"

پانچویں برین نے کہا "ہم راحیلہ اور مورگن وغیرہ کی باتوں میں اسے الجھا رہے تھے۔ پاپا ڈوک کا نام تک لینا نہیں چاہتے تھے مگر اس کمبخت نے ہی ذکر چھیڑ دیا تھا۔"

"ابھی وہ پاپا ڈوک کو مار ڈالنا چاہے تو اسے کوئی روک نہیں سکے گا۔"

میں نے سابقہ جنرل کی زبان سے پھر انہیں مخاطب کیا۔ وہ چونک گئے، میں نے کہا "آخر تم لوگوں نے اعتراف کر لیا کہ مجھے غیر ضروری باتوں میں الجھا رہے تھے۔ تمہارے لئے پاپا ڈوک ضروری تھا۔"

"تھا؟" ایک نے گھبرا کر پوچھا۔

"ہے" میں نے کہا "اطمینان رکھو۔ وہ آپریشن تھیٹر میں ہے۔ جب ڈاکٹر اسے بیہوش کرنے جا رہا تھا تب میں وہاں موجود تھا۔ یہ چند سیکنڈ کی باتیں ہیں، اس کے بیہوش ہوتے ہی میں پھر تمہارے پاس چلا آیا ہوں۔"

ان میں سے ایک فون کے ذریعے معلومات حاصل کر رہا تھا۔ پھر اس نے ریسیور رکھ کر کہا "رپورٹ ہمارے حق میں ہے۔ پاپا ڈوک کو بیہوش کرنے سے پہلے ڈاکٹروں نے اچھی طرح چیک کیا تھا۔ اس کی نبض اور دل کی دھڑکنیں نارمل تھیں۔"

میں نے کہا "مبارک ہو۔ تمہارا ایک خیال خوانی کرنے والا بچ گیا ہے۔"

سب کے سب خوش نظر آ رہے تھے۔ پاپا ڈوک میری خیال خوانی کے خطرہ سے نکل گیا تھا۔ ایک نے پوچھا "سلمان! کیا تم لوگ اتنے ہی ضعیف الاعتقاد ہو کہ ستاروں کی چال نے یا خود پاپا ڈوک نے کہہ دیا کہ وہ صرف سونیا کے ہاتھوں مارا جائے گا تو تم نے اسے ہلاک کرنے کا سنہری موقع گنوا دیا؟"

میں نے کہا "یہ بات کم ظرف نہیں سمجھیں گے کہ دشمن بیمار ہو، کمزور ہو، مقابلے کے قابل نہ ہو تو اسے توانائی بحال کرنے کی مہلت دینا چاہئے۔ یہ ہماری اعلیٰ ظرفی ہے کہ ہم نے اسے موت کے نہیں، مسیحاؤں کے حوالے کیا ہے۔ پھر اس میں ایک مصلحت بھی ہے۔"

میں ذرا خاموش ہوا۔ ایک نے پوچھا "کیسی مصلحت؟"

"پاپا ڈوک نے یا اس کے ستاروں نے سچ کہا ہو یا جھوٹ، مگر یہ تو کہہ دیا کہ وہ سونیا کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے سونیا یہاں پہنچ گئی ہے۔"

سب ہی کو جیسے بجلی کا جھٹکا پہنچا ہو۔ وہ ایک دم سے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ ایک نے پوچھا "کیا سچ کہہ رہے ہو؟"

دوسرے نے پوچھا "کیا سونیا واقعی یہاں آ گئی ہے؟"

"ہاں، مادام سونیا نے کہا تھا جس وقت وہ تل ابیب پہنچنے والی ہو، اس وقت میں پانچوں گولڈن برینز کو باتوں میں الجھائے رکھوں تاکہ وہ کسی نئی دشواری کے بغیر ائیرپورٹ سے اپنی خفیہ پناہ گاہ تک پہنچ جائے۔"

ان سب پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ میں نے کہا "اے میرے پانچوں مغز! تم مجھے باتوں میں الجھا رہے تھے یا میں الجھا رہا تھا؟"

"اے میرے پانچوں مغز! پاپا ڈوک کو زندہ چھوڑ دینے میں یہ مصلحت ہے کہ سونیا اسے ہلاک کرنے آئی ہے تو اس کے ساتھ یہودی اکابرین کی بھی نیندیں اڑنے والی ہیں۔ تم پانچوں بے شک و شبہ ذہین ہو۔ سونیا نے تمہاری ذہانت کے نمونے دیکھے ہیں۔ تم پانچوں بے شک گولڈن برینز کہلانے کے مستحق ہو اور سونیا ہمیشہ نفسیاتی چالیں چلتی آئی ہے۔ کھوپڑی گھما دینے والے ذہانت کے کھیل کھیلتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ وہ سر سے کام لیتی ہے لیکن دھماکے اس کے قدموں تلے چلتے ہیں۔ دیکھو ذرا کان لگا کر اس کے قدموں کی آواز سنو۔ وہ آ رہی ہے۔ ہاں، وہ آ رہی ہے۔"

اسی لمحے گولڈن برینز کے درمیان رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجی۔ وہ ایک دم سے اچھل پڑے، یہ نفسیاتی رد عمل تھا۔ ایسا ہی لگا جیسے سونیا آ گئی ہے۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ ایک نے ریسیور اٹھا کر غصے سے پوچھا "کون ہے؟"

دوسری طرف سے جواب سن کر ہاتھ سے ریسیور گرتے گرتے رہ گیا۔ پھر وہ بولا "تت.... تم آ گئی ہو۔ مم.... مگر تمہیں ہمارا نمبر کیسے معلوم ہوا؟"

اس بار وہ جواب سن کر جھینپ گیا۔ ریسیور کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر باقی گولڈن برینز سے بولا "سوری! میں کچھ بدحواس ہو گیا تھا۔ یہ سونیا نہیں ہماری رائٹ ہینڈ مارتھا بول رہی ہے۔ وہ کہہ رہی تھی، میں پیرس سے آ گئی ہوں۔ میں سمجھا سونیا آ گئی ہے۔"

میں نے سابقہ جنرل کے ذریعے کہا "وہ آ چکی ہے۔"

چار مغز نے مجھے یعنی سابقہ جنرل کو گھور کر دیکھا۔ پانچواں فون پر باتیں کر رہا تھا۔ اس نے پھر ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "بہتر ہے میٹنگ برخاست کی جائے۔ مسٹر سلمان سے پھر کبھی گفتگو ہو گی۔"

چند سیکنڈ کے بعد اسکرین بجھ گیا۔ میں دماغی طور پر حاضر ہوا۔ لیلیٰ بیدار ہو گئی تھی۔ اس نے کہا "آپ کو مصروف دیکھ کر میں بھی جنرل کے پاس گئی تھی، کیا واقعی سسٹر آ گئی ہیں؟"

ہم نے سونیا کے دماغ میں پہنچ کر کوڈ ورڈز ادا کئے۔ وہ متوقع فلائٹ سے تل ابیب آ گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ اسے بتاتا، وہ بولی "تم نے فون پر ہونے والی مارتھا کی گفتگو تو نہیں سنی ہو گی۔"

میں دنیا کو چونکاتا تھا۔ وہ مجھے چونکا دیتی تھی۔ میں نے پوچھا۔ "کون مارتھا؟"

"وہی جو ایک گولڈن برین سے باتیں کر رہی تھی۔"

"خدا کی پناہ۔ سونیا تم عورت کے روپ میں چڑیل ہو۔ شیطان کی بچی ہو۔"

لیلیٰ نے ناراض ہو کر کہا "ہماری سسٹر کو ایسا کہتے شرم نہیں آتی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ہماری سسٹر کی برتری برداشت نہیں کرتے ہیں۔"

"بالکل برداشت نہیں کرتا۔ ذرا اس نکتے پر غور کرو۔ ہم

مسلمانوں کو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آنے کی بات بتائی گئی ہے لیکن مکار چڑیل سے بھاگ کر پناہ لینے والی بات نہیں سکھائی گئی۔ مگر میں تو بھاگ جاؤں گا۔ اس چالباز چڑیل سے بھاگ رہا ہوں۔"

میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ لیلیٰ نے پوچھا "یہ کیا حرکت ہے؟"

"فکر نہ کرو۔ سونیا میری حرکتوں کو خوب ... تی ہے۔ مجھے نیند پوری کرنے دو۔ تم اس سے مارتھا کے متعلق معلوم کرو۔ خدا حافظ۔"

میں نے سونے کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ سونیا کے پاس آ کر معذرت چاہتے ہوئے بولی "مسٹر ان کے دماغ پر نیند سوار تھی۔ اس لئے وہ..."

سونیا نے بات کاٹ کر کہا "لیلیٰ! تمہیں اپنے میاں کو سمجھنے میں برسوں لگیں گے۔ میں اس شیطان کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ وہ میری بے انتہا تعریفیں کر کے گیا ہے۔ اب ہمیں کام کی باتیں کرنا چاہئیں۔ سلطانہ ابھی مارتھا کے دماغ میں ہو گی۔ میرے پاس آنے ہی والی ہے۔"

"اچھا" آپ سلطانہ سے کام لے رہی ہیں۔"

"ہاں" میں نے دو دن پہلے مارتھا کو پیرس میں تاڑ لیا تھا۔ پہلے شبہ ہوا کہ وہ غیر ملکی ایجنٹ ہے۔ اس کی آواز، لہجہ اور چہرے کی سختی بتاتی تھی کہ حساس دماغ رکھتی ہے۔ اس لئے میں نے ایک بازار کی بھیڑ سے گزرتے ہوئے اپنی انگوٹھی کی دوا انجکٹ کر دی۔ وہ اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوئی۔ سلمان اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔"

لیلیٰ نے پوچھا "یوں معلوم ہوگیا کہ وہ گولڈن برینز کا خفیہ فورس سے تعلق رکھتی ہے؟"

"خفیہ فورس سے بھی زیادہ اہم مقام رکھتی ہیں۔ اس نے گولڈن برینز کی خدمات انجام دیتے ہوئے بڑے زبردست کارنامے انجام دیئے۔ پانچوں اسے رائٹ ہینڈ کہتے ہیں۔ اس جیسی مزید چار عورتیں اور چھ مرد بھی یہی مقام رکھتے ہیں۔"

"سلطانہ نے اسے اپنی معمولہ بنایا ہو گا؟"

"ہاں" یہی ایک بہترین طریقہ رہ گیا ہے۔ تنویمی عمل کے بعد معمولہ بظاہر نارمل ہوتا ہے مگر نادانستگی میں اپنے عامل کا تابعدار رہتا ہے۔ وہ پانچوں گولڈن برینز کبھی نہ جان سکیں گے کہ وہ ٹریپ کی گئی ہے۔"

"کیا مارتھا آپ کو گولڈن برینز تک پہنچا سکے گی؟"

"مارتھا ان کی رائٹ ہینڈ ہونے کے باوجود کسی کو اس کے اصلی چہرے اور اصلی آواز سے نہیں پہچانتی ہے۔ وہ پانچوں کسی عورت، کسی رشتے پر اعتماد نہیں کرتے ہیں۔ اپنی احتیاطی حکمت عملی کے سبب مصیبت کی یا موت کی آہٹ سن لیتے ہیں۔"

"کیا مارتھا خوبصورت اور پرکشش ہے؟"

"ہاں صنفِ مخالف کے لئے زبردست کشش رکھتی ہے۔"

لیلیٰ نے پوچھا "کیا کسی گولڈن برین کے سینے میں دل نہیں ہے؟ کیا ان میں سے کوئی مارتھا کو دیکھ کر للچاتا نہیں ہوگا؟"

"بعض لوگ نفسانی خواہشات سے بالکل خالی ہوتے ہیں۔ ان کے لئے حسین اور جوان عورتیں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ پھر یہ کہ مارتھا شادی شدہ ہے۔ ایک چار برس کے بچے کی ماں ہے۔ جان فراسٹ نامی ایک شخص کے ساتھ خوشگوار ازدواجی زندگی گزار رہی ہے۔"

اسی وقت سلطانہ نے آ کر کہا "ہیلو مسٹر! یہ آپ کس سے باتیں کر رہی ہیں؟"

"تمہاری بہن ہے۔ تم نے بڑی دیر لگا دی۔"

"میں مارتھا کے ساتھ اس کے گھر گئی تھی۔ اس کے بچے اور شوہر کو دیکھ کر آ رہی ہوں۔ جیسا کہ مارتھا کے چور خیالات نے پہلے ہی بتایا تھا کہ اس کا شوہر جان فراسٹ یوگا کا ماہر اور بہترین اسپورٹس مین ہے۔ پندرہ منٹ تک سانس روک لیتا ہے۔ اس لئے میں دور ہی سے اس کی آواز سنتی رہی۔ بچہ چار برس کا ہو چکا ہے۔ اس کا نام روکی فراسٹ ہے۔ میں روکی کے دماغ میں رہ کر بھی اس کے ماں باپ پر نظر رکھ سکتی ہوں۔ جان فراسٹ ملٹری انٹیلی جنس کا ایک جونیئر افسر ہے۔ کیا میں ترتیب سے رپورٹ دے رہی ہوں؟"

سونیا نے اثبات میں سرہلا کر کہا "بولتی رہو۔"

"مارتھا اور فراسٹ کے درمیان یہ طے پایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو اپنے شعبے کے راز نہیں بتائیں گے اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے سے جبراً پوچھے گا۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو دوسرا ازدواجی رشتہ توڑ دے گا لیکن اپنے ملک اور اپنے شعبے سے غداری نہیں کرے گا۔"

"کیا دونوں اپنے عہد پر قائم ہیں؟"

"مارتھا قائم ہے۔ جان فراسٹ کبھی کبھی شکایت کرتا ہے کہ وہ شوہر سے زیادہ کسی گولڈن برین کو چاہتی ہے۔ اسی لئے اس کی باتیں اور اس سے تعلق رکھنے والی مصروفیات کو شوہر سے چھپاتی ہے۔ مارتھا نے پہلے کئی بار محبت سے سمجھایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جب وہ ہر دوسرے تیسرے دن طعنے دینے لگا تو اس نے صاف کہہ دیا، تمہارے طعنے سن کر میں اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے گولڈن برینز کی کوئی بات نہیں کروں گی۔ اگر کبھی مجھے شبہ ہوا کہ تم گولڈن برینز کی حقیقت معلوم کرنا چاہتے ہو تو رشتے کا لحاظ کئے بغیر تمہیں آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دوں گی۔"

لیلیٰ نے کہا "مارتھا کے سینے میں دل نہیں پتھر ہے۔ میں ...

میاں سے کبھی کوئی بات چھپا ہی نہیں سکتی۔"

سونیا نے کہا "ہمیں یہ معلوم کرنا چاہئے کہ جان فراسٹ واقعی گولڈن برنیز کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے یا مارتھا کی اپنے شعبے سے وفاداری کو آزما رہا ہے۔ اگر واقعی معلومات حاصل کرنے کے چکر میں ہے تو پھر کسی تنظیم یا کسی سُپر پاور کے لئے کام کر رہا ہے۔"

"پہلے جان فراسٹ کے دماغ کو کمزور بنانا ہوگا پھر ہمیں حقیقت معلوم ہوگی۔"

سونیا نے کہا "تمہاری رپورٹ سن کر مجھے وہ جان فراسٹ چالباز لگ رہا ہے۔ اسے دماغی کمزوری میں مبتلا کرنے سے پہلے ذرا سی بھی غلطی کرو گی تو وہ ہوشیار اور محتاط ہو جائے گا۔"

سلطانہ نے کہا "میں پوری حاضر دماغی سے کام کروں گی۔"

سونیا سوچتی رہی پھر بولی "ابھی مارتھا کو آرام کرنے دو۔ رات کو ڈنر سے پہلے اسے بنگلے سے باہر لے آؤ۔ میں اپنی مخصوص انگوٹھی اسے پہنا دوں گی۔ اعصابی کمزوری کی دوا انجکٹ کرنے والی ایک فاضل انگوٹھی میرے پاس ہے۔ وہ تمہاری مرضی کے مطابق رات کو جب میاں کے پاس جائے گی تو وہ دوا انجکٹ کر دے گی۔ اب جاؤ۔ خود آرام کرو۔ مجھے بھی آرام کرنے دو۔"

لیلیٰ نے دماغی طور پر حاضر ہو کر مجھے دیکھا، میں گہری نیند میں تھا۔ دشمنوں کے شہر میں گہری نیند کے مزے لینا نادانی ہے لیکن اس اعتماد اور اطمینان کے کیا کہنے جو سونیا کے دم قدم سے پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ آگئی تھی اس لئے مجھ پر آنچ نہیں آسکتی تھی۔

○☆○

جوجو نے میز پر کھانا لگایا پھر آواز دی "پارس! آجاؤ، مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

پارس کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا۔ وہ بیٹھ گئی۔ کھانا شروع کرتے ہوئے بولی "مجھ سے بھوک نہیں ہوتی۔ پلیز آجاؤ۔"

وہ کھانے کے دوران انتظار کرتی رہی۔ مگر وہ نہیں آیا۔ اس نے پوچھا "کیا باتھ روم میں ہو؟"

جواب نہیں ملا۔ وہ کانٹا چمچہ پلیٹ پر رکھ کر اٹھ گئی۔ وہاں سے چلتی ہوئی بیڈ روم میں آئی، وہ نہیں تھا۔ باتھ روم کا دروازہ کھول کر دیکھا، وہاں سے بھی نہیں تھا۔ تب اسے پریشانی ہوئی۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہتی تھی مگر اس نے سانس روک لی۔

وہ تیزی سے چلتی ہوئی ڈرائنگ روم میں آئی پھر اسے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ وہ فرش پر بیٹھا رو رہا تھا۔ آنکھوں سے سچ مچ کے آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ گھٹنے پر ایک ہاتھ رکھ کر ایک ہاتھ سے سر تھام کر زار و قطار رو رہا تھا۔ فولاد کو نہ پسینہ آتا ہے نہ آنسو آتے ہیں۔ اسے سچ مچ روتے دیکھ کر بھی کوئی یقین نہیں کر سکتا تھا کہ وہ رونے والا بندہ ہے۔

جوجو نے قریب آکر پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے؟"

وہ اور سسک سسک کر رونے لگا۔ وہ بولی "کیا مجھے الّو بنا رہے ہو؟ اٹھو یہاں سے۔"

وہ فرش پر بیٹھا رہا۔ روتا رہا۔ وہ سامنے بیٹھ کر بولی "تم نے میرا کھانا حرام کر دیا ہے۔ کیا تمہارے جیسا شہ زور کبھی آنسو بہا سکتا ہے۔"

پارس نے روتے ہوئے پوچھا "کیا پہلوان اپنی موت پر نہیں روتے؟"

"ہاں روتے ہیں، مگر......" وہ کہتے کہتے چونک گئی پھر بولی۔ "مجھے الو بناتے ہو؟ پہلوان اپنی موت پر کیسے روئے گا؟"

"روئے گا۔ سبھی پہلوان روتے ہیں۔ اس کی پہلوانی اور شہ زوری کی موت ہو جائے اور وہ جسمانی طور پر کمزور ہو جائے تو جیتے جی اپنی پہلوانی کی موت پر روئے گا۔"

"تمہاری کون سی پہلوانی مر گئی ہے؟"

"میری مردانگی کی موت ہو گئی ہے۔ مرینا نے مجھے الّو بنا کر میری عالمی شہرت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ ذہین اور مکار ہے۔ میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ تم نے مجھے مرینا کی تلاش سے روک دیا تھا اور کہا تھا وا اسے ڈھونڈ نکالو گی۔"

"میں اسے ڈھونڈ رہی ہوں۔"

"جھوٹ بولتی ہو۔ دو ہفتے گزر چکے ہیں، تم مجھے ٹال رہی ہو۔ تمہیں شبہ ہے کہ وہ پھر میرے سامنے آئے گی تو مجھ پر اس کے حسن کا جادو چل جائے گا۔"

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔ وہ کیا جادو چلائے گی۔ میں تو اسے دیکھتے ہی گولی مار دوں گی۔"

"تم مجھے گولی مار دو۔ میں توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ میں ابھی اسے تلاش کرنے جاؤں گا۔"

وہ آنسو پونچھتے ہوئے فرش پر سے اٹھ گیا۔ پھر بولا "اب میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے۔ اس سے انتقام لوں گا۔ ورنہ عمر بھر روتا رہوں گا۔"

"ارے، یہ رونے کی کیا تُک ہے۔"

وہ جانے لگا۔ جوجو نے راستہ روک کر کہا "میں بھوکی ہوں۔"

"میں انتقام کا بھوکا ہوں۔"

"جہنم میں گیا تمہارا انتقام۔ پہلے کھاؤ۔ پھر جاؤ۔"

"تمہاری انسلٹ نہیں ہوئی ہے۔ تم پیٹ بھر سکتی ہو۔ میرے حلق سے نوالہ نہیں اترے گا۔ مجھے آشیرواد دو کہ میری کامنا پوری ہو اور میں جے وجے ہو کر واپس آؤں۔"

وہ تیزی سے جانے لگا۔ جوجو نے کہا "یہ آخر میں کون سی زبان بول رہے تھے؟"

وہ دروازے سے پلٹ کر بولا "یہ میرے دادا نگر پاکستان اور نانا نگر ہندوستان کی سنسکرت زبان ہے۔ مہابلی اکبر رن میں جانے سے پہلے اپنی بیوی اجودھیا بائی سے اسی طرح آشیرواد لیتے تھے۔ خدا حافظ میری جوجو اجودھیا بائی!"

وہ چلا گیا۔ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جوجو دیر تک اس خالی دروازے کو دیکھتی رہی اور اس زبان کے متعلق سوچتی رہی جو خاک پلے نہیں پڑی تھی۔ جب باہر سے گاڑی کے اسٹارٹ ہونے اور دور جانے کی آواز آئی تب اس نے چونک کر سوچا، آج اتنے عرصے بعد پارس پہلی بار اسے چھوڑ گیا ہے۔

اسے غصہ آیا۔ ایک حسینہ کے پیچھے جانے کے لئے اس نے اپنی جوجو کو دھوکا دیا، مگرمچھ کے آنسوؤں اور اجنبی زبان میں الجھایا پھر کھیل ہی کھیل میں دور ہو گیا۔ وہ غصے میں ٹہلنے لگی۔ شدت سے لگنے والی بھوک مر گئی تھی۔ وہ کھانا بھی چاہتی تو حلق سے نوالہ نہ اترتا۔

یہی بات پارس کہہ چکا تھا۔ جس کی انسلٹ ہوتی ہے اس سے کھایا پیا نہیں جاتا۔ جوجو، مرینا کے مقابلے میں توہین محسوس کر رہی تھی۔ پارس بڑی فنکاری سے اسے یہ احساس دلا کر گیا تھا۔ وہ صوفے پر بیٹھ کر سوچنے لگی۔

"غلطی میری ہے۔ میں چاہتی تھی مرینا سے پھر کبھی پارس کا سامنا نہ ہو۔ میں اس معاملے کو ٹال رہی تھی اور اس انسلٹ کو اہمیت نہیں دی جو میرے آدمی کے اندر لاوے کی طرح کھول رہی تھی۔ اس نے میرے بغیر گھر سے باہر جا کر غلطی نہیں کی بلکہ مجھے غلطی کا احساس دلایا ہے۔"

اس نے ذہانت سے حالات کا تجزیہ کیا تو غصہ دور ہو گیا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔ محبوب کے ذرا دور ہو جانے سے اس میں ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ انتظار اچھا لگتا ہے کہ وہ اب آ رہا ہے اور تب آ رہا ہے۔ اور جب آجائے گا تو اس کے گلے لگ کر محبت اور بڑھ جائے گی۔

وہ پارس کا تصور کرتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔ پتا چلا واقعی محبت کچھ بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ بھوک لگنے لگی تھی۔ وہ گنگناتی ہوئی کچن میں چلتی ہوئی کھانے کی میز پر آگئی۔

پارس ایسے چھوٹے دل کا جوان نہیں تھا کہ ایک لڑکی سے دھوکا کھا کر توہین کے احساس سے دبلا ہوتا رہتا۔ وہ تو دشمنوں کو بھی ان کی ذہانت کی داد دیتا تھا۔ اس نے مرینا کی حاضر دماغی پر دل ہی دل میں اسے داد دی تھی۔

وہ اسے تلاش کرنے کی بھی حماقت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ رفتہ رفتہ حد سے بڑھ رہی تھی۔ اس کا نتیجہ یہی ہونا تھا کہ اس کے تمام خیال خوانی کرنے والے دشمن اس کے گرد گھیرا تنگ کر دیتے اور ایسا جلدی ہونا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا۔ اس نے شہادت کی انگلی سے ہوا میں لکھ دیا تھا "تم آ رہی ہو۔"

وہ دوسرے چکر میں جوجو کو تنہا چھوڑ کر آیا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے جاسوس جوجو کی رہائش گاہ پر نظر رکھتے تھے۔ انہوں نے پارس کو اطلاع دی تھی کہ کچھ لوگ آدھی رات کے بعد بھی رہائش گاہ کے قریب سے گزرتے ہیں۔ ان کا تعاقب کیا جائے تو ڈاج دے کر نکل جاتے ہیں۔

ادارے کے جاسوس نے پچھلی رات ایک شخص کو پہچان لیا تھا۔ وہ ماسک مین کا آدمی تھا۔ جاسوس نے اسے چھیڑا نہیں تھا۔ پارس کی ہدایت کے مطابق اس سے انجان بن گیا تھا۔ یہ یقین اسی دن سے تھا جب ماسک مین کے ہاتھوں سے جوجو نکل گئی تھی اب وہ انتقاماً اس ٹیلی پیتھی جاننے والی کو رسوا ... لانا چاہتا تھا۔

پارس ڈرائیو کرتے ہوئے عقب نما آئینے میں دیکھ رہا تھا۔ پورے یقین کے ساتھ تعاقب ہو رہا تھا۔ اس نے ایک بہت بڑے جنرل اسٹور کے پاس گاڑی روک دی۔ گاڑی سے نکل کر اسٹور میں آیا۔ وہاں مردانہ ریڈی میڈ ملبوسات کی خریداری ہوتی تھی۔ پارس نے ایک اوور کوٹ، ایک مفلر اور ایک فیلٹ ہیٹ خریدا۔ اس دوران ایک جاسوس نے اپنے لئے لباس پسند کرتے ہوئے سرگوشی میں کہا "تعاقب کرنے والے دو ہیں۔ دونوں اسٹور میں آکر آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ کیبن نمبر تین میں جائیں۔"

وہ خریدا ہوا سامان لے کر کیبن نمبر تین میں آیا۔ اس کے اندر پہلے سے ایک جاسوس موجود تھا۔ اس نے پارس سے اوور کوٹ لے کر پہنا۔ گردن کے اطراف مفلر کو لپیٹا، آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگایا، سر پر فیلٹ پہن کر اسے پیشانی پر جھکا دیا۔ اوور کوٹ کے کالر کھڑے کئے تو چہرہ چھپ گیا۔ وہ کیبن کا دروازہ کھول کر باہر آیا پھر اسٹور کی بھیڑ سے گزر کر جانے لگا۔

لباس تبدیل کرنے ایک وقت میں ایک ہی آدمی اندر جاتا ہے۔ تعاقب کرنے والوں کے سامنے اس کیبن کے اندر پارس گیا تھا اور جو خرید کر لے گیا تھا اسی لباس میں باہر آیا تھا لہٰذا وہ پارس ہی ہو سکتا تھا۔ مزید اس طرح تصدیق ہوئی کہ وہ اسٹور سے باہر جا کر پارس کی ہی گاڑی میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کر رہا تھا۔ تعاقب کرنے والے دوڑتے ہوئے اپنی کار میں آئے یوں تعاقب کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا۔

ادھر پارس کیبن نمبر تین سے نکلا۔ پھر باہر جانے لگا۔ باہر اس کے لئے دوسری کار تیار تھی۔

جوجو نے کئی بار پارس سے کہا تھا "میں حیران ہوں کہ ماسک مین کی طرف سے کوئی انتقامی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔"

پارس نے کہا تھا "کوئی ضروری نہیں کہ وہ انتقامی کارروائی ہمیں نظر آئے' دشمن اپنے طور پر مصروف ہوں گے۔"

دراصل بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس اتنے محتاط اور مستعد تھے کہ دشمنوں کی دال نہیں گل رہی تھی۔ پھر ماسک مین کے سیکرٹ ایجنٹ نے اپنے ماتحتوں کو تاکید کی تھی "پارس سے ٹکرائے بغیر جوجو کو حاصل کرو۔ اس طرح دشواریاں کم ہوں گی۔"

ایک ماتحت نے کہا "تین ہفتے گزر گئے۔ پارس جوجو سے چمٹا ہوا ہے۔ کبھی اسے تنہا نہیں چھوڑتا ہے۔"

"وہ کب تک کمبل بنا رہے گا۔ کبھی تو حالات مجبور کریں گے' وہ کسی ضروری کام سے کبھی تو اسے چھوڑ کر جائے گا۔"

"جوجو کا باڈی گارڈ بننے کے لئے کوئی دوسرا آجائے گا۔"

"مجھے دوسروں کی پروا نہیں ہے۔ ہماری یقینی کامیابی اسی میں ہے کہ ہم پارس' علی تیمور اور سونیا سے سامنا کئے بغیر جوجو کو اغوا کریں' اگر وہ جوجو کو لندن سے پیرس لے جائے گا تو وہاں سے اغوا کرنا مشکل ہو جائے گا۔"

سیکرٹ ایجنٹ نے کہا "مشکل نہیں' ناممکن ہو جائے گا۔ فرانس کی حکومت فرہاد کی فیملی کے لئے لوہے کی دیوار بن جاتی ہے اگر پارس اسے پیرس لے جانا چاہے گا تو ہم مجبوراً اس سے بھی ٹکرا جائیں گے۔"

یہ دشمنوں کے خیالات اور ارادے تھے۔ پارس نے اپنے طور پر سوچا کہ جب تک وہ عارضی طور پر جوجو سے الگ نہیں ہوگا اور دشمنوں کے لئے راستہ ہموار نہیں کرے گا۔ وہ کھل کر سامنے نہیں آئیں گے۔ اسی لئے وہ جوجو کو چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

اس وقت رات کے دس بجے تھے۔ کسی بڑی واردات کے لئے یہ وقت مناسب نہیں تھا لیکن مجبوری تھی۔ سیکرٹ ایجنٹ کو یہی سنہری موقع ملا تھا۔ وہ اپنے دو آدمیوں کے ساتھ جوجو کی رہائش گاہ میں گھس آیا۔ اسے زیادہ بھیڑ پسند نہیں تھی۔ وہ تنہا کام کرنے کا عادی تھا۔ اپنے ساتھ دو آدمی اس لئے لایا تھا کہ جوجو کو اٹھا کر لے جانے کا مسئلہ تھا۔

وہ تینوں دبے پاؤں مختلف کمروں میں گئے۔ ایک بیڈ روم میں وہ بستر پر نظر آئی۔ صورت نظر نہیں آئی کیونکہ کمبل اوڑھے ہوئے تھی۔ کمبل سے باہر اس کی ریشمی زلفیں دکھائی دے رہی تھیں۔ سیکرٹ ایجنٹ نے اسے گن پوائنٹ پر رکھتے ہوئے کہا "نمک حرام! تجھے ہمارے ملک نے غیر معمولی ذہانت دی۔ تجھے ہیرے کی طرح چمکانے کے لئے دن رات تجھ پر محنت کی گئی اور تو ہمیں ٹھکرا کر چلی آئی۔"

اس نے آگے کو جھک کر ریشمی زلفوں کو مٹھی میں جکڑ لیا۔ پھر ایک زوردار جھٹکے سے اٹھانا چاہا مگر اپنے ہی زور میں پیچھے کی طرف لڑکھڑا گیا۔ اس کے ہاتھ میں پوری جوجو نہیں آئی صرف اس کی ریشمی وگ آئی۔

اس نے گھبرا کر بالوں کی وگ کو دیکھا۔ دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے کمبل کے سرے کو پکڑ کر ایک طرف ہٹایا تو وہ نہیں تھی۔ ربر کی ہوا بھری ہوئی عورت تھی۔ پھر وہ چونک گیا۔ جوجو کی آواز آرہی تھی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ بیڈ روم میں رکھے ہوئے ٹی وی اسکرین پر دکھائی دے رہی تھی۔

وہ کہہ رہی تھی "بنگلے کے باہر احاطے میں خفیہ کیمرے نصب ہیں۔ جیسے ہی تم لوگوں نے احاطے میں قدم رکھا' یہاں اسکرین پر نظر آنے لگے۔"

سیکرٹ ایجنٹ نے آگے اس کی بات نہیں سنی۔ اپنے بچاؤ کے لئے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ وہاں سے بھاگتا ہوا باہر آیا لیکن بیرونی دروازے پر پہنچتے ہی ٹھٹک گیا۔ باہر کئی گن مین مورچا بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ مورچا بندی کے باعث وہ گولیاں نہیں چلا سکتا تھا۔ خود جوابی فائرنگ کا نشانہ بن سکتا تھا۔

وہ اپنے دو ماتحتوں کے ساتھ دوڑتا ہوا بنگلے کے اندر گیا اور پچھلا دروازہ تلاش کرنے لگا۔ وہ دروازہ ملا تو اس کے باہر بھی کئی گن مین مورچا سنبھالے ہوئے نظر آئے۔ وہ وہاں سے پلٹ کر بنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے کھڑکیوں کے باہر دیکھتے گئے۔ کھڑکیوں کی آہنی جالیوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر جھٹکے دیتے رہے جیسے وہ جالیاں توڑ کر نکل جائیں گے لیکن وہ بری طرح چوہے دان میں پھنس گئے۔

اچانک ٹھائیں سے گولی چلی۔ وہ گولی سیکرٹ ایجنٹ کے بازو کی ہڈی توڑتی ہوئی گزر گئی۔ اس کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی۔ وہ بازو تھام کر کراہنے لگا۔ اس کے ماتحتوں نے سر گھما کر دیکھا۔ ڈرائنگ روم میں رکھے ہوئے ٹی وی اسکرین پر جوجو نظر آرہی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی "سیکرٹ ایجنٹ' تمہیں پتا ہے کہ اب میں تمہارے دماغ میں آسکتی ہوں۔"

وہ اپنے زخم کی تکلیف بھول کر چیخنے لگا "نہیں' تم نہیں آسکتیں۔ میں تمہیں اپنے اندر آنے نہیں دوں گا۔"

اسی وقت دو گولیاں چلیں۔ اس کے دونوں ماتحت فنا ہو گئے۔

وہ بولی "تم ماسک مین کی آنکھوں کا تارا ہو۔ تمہارے حکمران تمہاری دلیری اور کامیاب منصوبہ بندی سے خوش رہتے ہیں۔ تم سراغرسانوں اور خطرناک فائٹروں کی بہت بڑی فوج لے کر مجھے اغوا کرنے آئے ہو۔"

"نہیں' میں تنہا ہوں۔"

وہ دماغ میں آکر بولی "کیا اب کوئی بات چھپا سکتے ہو؟"

اس نے فوراً ہی جھک کر فرش پر سے گن اٹھائی۔ اس کے ٹریگر کو دبا کر خودکشی کی کوشش کی مگر انگلی خود بخود ٹریگر پر سے ہٹ گئی۔ اس نے پھر انگلی کو ٹریگر پر رکھا مگر وہ پھر ہٹ گئی۔ جوجو نے پوچھا "تم اپنے اختیار میں نہیں ہو' یہ بات کتنی دیر میں سمجھو گے؟"

وہ گرج کر بولا "چلی جاؤ' مجھے مرجانے دو۔"

"تمہاری یہ خواہش پوری ہوگی۔ پہلے یہ تو معلوم ہو کہ اور کتنے سیکرٹ ایجنٹ اور کتنے دو پاؤں کے کتے ہیں جو تمہارے بعد مجھے اغوا کرنے آئیں گے۔"

وہ دماغ پر پوری طرح مسلط ہو کر ضروری معلومات حاصل کرنے لگی۔ سیکرٹ ایجنٹ کی سوچ نے اسے دوسرے دو ایجنٹوں کے نام اور پتے بتائے۔ کچھ اور ایسے پُراسرار ایجنٹ تھے جن کے متعلق اسے معلوم نہیں تھا اور یہ بات جوجو کے لئے تشویشناک تھی۔ وہ اس سے مزید معلومات حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے اُسے خودکشی پر مجبور کر دیا۔

کچھ لوگ آئے اور وہ تینوں لاشیں اٹھا کر لے گئے۔ فرش پر سے خون صاف کر دیا گیا جوجو نے گھڑی دیکھی' بارہ بجنے والے تھے۔ پارس کو گئے تین گھنٹے ہو گئے تھے۔ وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ سیدھی پارس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ بڑی حیرانی ہوئی کہ اس نے سانس نہیں روکی۔ بلکہ اپنی جوجو کو محسوس نہیں کیا۔ اس نے مخاطب کیا "پارس!"

وہ چونک کر بولا "جوجو! تم آگئیں؟ میں بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔"

"یہ تم اندھیرے میں کیا کر رہے ہو؟"

پارس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا پھر کہا "میں بڑی دیر سے سوچ رہا ہوں' کہیں یہ ویسا ہی اندھیرا تو نہیں ہے جیسا ہورا جوری اور جوڈی نارمن کے مقدر میں ہے۔"

وہ گھبرا کر بولی "کیسی باتیں کرتے ہو۔ وہ خیال خوانی کرنے والے ایک تاریک کمرے میں قید کئے گئے ہیں۔ بھلا تمہیں کون قید کر سکتا ہے۔"

"جوجو! میں نے پارک ایونیو سے گزرتے ہوئے اپنے شانے میں چبھن محسوس کی تھی۔ اس کے ساتھ ہی میں کمزوری محسوس کرنے لگا۔ ایک کار میرے قریب آکر رکی۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی پچھلی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ میرے دماغ کے اندر کوئی گھسا ہوا ہے۔ جب کار آگے بڑھ گئی تو اس کے بعد مجھے ہوش نہیں رہا۔ میں دماغی طور پر غائب ہو گیا۔ جب سے حاضر ہوا ہوں' یہ اندھیرا دیکھ رہا ہوں۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "پارس! میرا دل ڈوب رہا ہے۔ یہ تو وہی تاریکی والا ٹریپ ہے۔ اس ذلیل کمینی مرینا نے تمہیں اپنے جال میں پھانس لیا ہے۔"

"پتا نہیں مرینا دشمنی کر رہی ہے یا ان تاریک قید خانوں کے پیچھے کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا ہے۔"

"کوئی دوسرا نہیں ہے۔ یہ مرینا کی بدمعاشی ہے۔ مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ تم پر اس کی نیت خراب ہو گئی ہے۔"

"دیکھو یہ کسی کی بھی بدمعاشی ہو' اس بدمعاشی کا مقصد تمہیں حاصل کرنا ہے۔ دشمن جانتے ہیں کہ تم میری دیوانی ہو۔ مجھے تلاش کرنے اور تاریک قید خانے تک پہنچنے کے لئے تم دیوانہ وار اپنی پناہ گاہ سے نکل پڑو گی۔ پھر وہ تمہیں بھی آسانی سے ٹریپ کر کے تاریک کمرے میں پہنچا دیں گے۔ میری بات گرہ میں باندھ لو۔ بنگلے سے باہر نہ نکلو۔ بلکہ انکل سلمان سے رابطہ کرو۔ وہ تمہارے لئے ہیلی کاپٹر بھیج دیں گے۔ تم صبح ہونے سے پہلے بابا صاحب کے ادارے میں چلی جاؤ۔"

"میں نہیں جاؤں گی۔ تم لندن میں قید کی سختیاں جھیلو اور میں پیرس میں آرام کروں' یہ ناممکن ہے۔"

"جذباتی نہ بنو۔ کیا تم بھی یہاں آکر قیدی بننا چاہتی ہو؟"

"تمہارے لئے تاریک قید خانہ تو کیا جہنم میں بھی پہنچ جاؤں گی۔"

"یہی تمہاری ذہانت ہے؟"

"عورت اپنے مرد کے لئے دماغ سے نہیں دل سے سوچتی ہے۔"

"ایسی عورت مصیبت بن جاتی ہے' تم میری اور اپنے بزرگوں کی پریشانیوں میں اضافہ کرو گی۔ بابا صاحب کے ادارے میں محفوظ رہ کر خیال خوانی کے ذریعے میری رہائی کی تدبیر پر عمل کر سکتی ہو۔ اگر تم چاہو۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ پارس نے کہا "تمہیں وہ نہیں کرنا چاہئے جو دشمن چاہتے ہیں۔ ذرا غور کرو' تم جوش میں آکر' صرف میری محبت کو مرکز بنا کر دوسرے تمام اہم پہلوؤں کو نظرانداز کر رہی ہو۔"

وہ بے شک غیر معمولی ذہانت کی حامل بن چکی تھی۔ اس نے جوش میں آنے کی غلطی کو تسلیم کیا پھر بڑے یقین سے کہا "اب میں اپنی ذہانت کو آزماؤں گی اور ہر حال میں مرینا تک پہنچ کر تمہیں تاریک قید خانے سے رہائی دلاؤں گی۔"

وہ انکل سلمان سے رابطہ کرنے چلی گئی۔ میں پارس کے دماغ میں موجود تھا۔ وہاں سے چپ چاپ سلمان کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ جوجو باتیں کر رہی تھی' میں واپس آیا تو پارس نے لائٹ آن کر دی۔ میں نے کہا "تم پکے شیطان ہو۔ میری بہو کو الو

بناتے ہو۔"

اس نے کہا "جوجو کو بابا صاحب کے ادارے میں بھیجنے کا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ ماسک مین کے سیکرٹ ایجنٹ بڑی خاموشی سے جال پھیلا رہے ہیں۔ اگر جوجو ہاتھ نہ لگی تو وہ اسے دور سے ہی گولی مار دیں گے۔ پھر مریتا خطرناک بنتی جارہی ہے۔ بڑی خاموشی سے پنجے مار کر شکار کو تاریک قید خانوں میں پہنچا دیتی ہے۔ جوجو لندن میں رہی تو ہزار خوش فہمیوں کے باوجود وہ شکار ہو سکتی ہے۔"

میں نے تائید کی پھر کہا "وہ پھر تمہارے پاس آنے والی ہے۔ روشنی دیکھے گی تو تمہارا فراڈ کھل جائے گا۔"

وہ لائٹ آف کر کے بولا "میں تھوڑی دیر کے لئے گہری نیند سونے جارہا ہوں۔ وہ آئے گی تو مجھے نیند میں دیکھ کر چلی جائے گی۔"

وہ بستر پر لیٹ کر دماغ کو ہدایات دینے لگا۔ میں نے سلمان کے پاس آکر پوچھا "کیا جوجو کے لئے ہیلی کاپٹر پہنچ رہا ہے؟"

"جی ہاں، ابھی آدھے گھنٹے میں سلطانہ ایک ہیلی کاپٹر میں جارہی ہے۔"

"سلطانہ کیوں جارہی ہے؟"

"سلطانہ کے ساتھ پومی بھی جارہی ہے۔ جوجو کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی ہے۔"

"وہ تو پندرہ منٹ پہلے بالکل ٹھیک تھی۔"

"جی ہاں، اچانک خرابی کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کو دادا جان بنا رہی ہے۔"

میں ایک دم سے اچھل پڑا "کیا کہہ رہے ہو؟"

"خوشی کے مارے جوجو کے پاس نہ چلے جایئے گا۔ فی الحال عورتوں کو اس کے پاس رہنے دیں۔"

میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر لیلیٰ کو دیکھا۔ وہ ایک صوفے پر آنکھیں بند کئے بیٹھی ہوئی تھی۔ میں جا کر اس سے لپٹ گیا۔ اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا "یہ کوئی سونے کا وقت ہے؟ ارے ہم تو جشن منائیں گے۔ کچھ پتا ہے تمہیں؟"

"جی میں سو نہیں رہی تھی۔ جوجو کے پاس تھی۔"

"پھر تم نے یہ خوشخبری مجھے کیوں نہیں سنائی؟"

"میں اسے سنبھال رہی تھی۔ رہ رہ کر متلی ہو رہی ہے۔ بیچاری نڈھال سی ہوگئی ہے۔"

"اچھا تم جاؤ۔ تمہیں وہاں رہنا چاہئے۔"

"وہاں لیڈی ڈاکٹر آگئی ہے۔ سلطانہ بھی آتی جاتی ہے۔ کوئی گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے میں پومی کے ساتھ وہاں پہنچ جائے گی۔ ہیلی کاپٹر میں ڈاکٹرز اور نرسیں موجود رہیں گی۔"

"آؤ ہم بیٹے کو خوشخبری سنائیں۔"

میں نے جوجو کے دماغ میں رہ کر دیکھا، وہ اس نئی افتاد سے نڈھال اور پریشان ہونے کے باوجود پارس کو یہ خوشخبری سنانا چاہتی تھی لیکن کمزوری کے باعث خیال خوانی کی پرواز نہ کر سکی۔

"ایک طرح سے یہ اچھا ہوا کہ وہ خیال خوانی نہیں کر سکے گی اور پیرس پہنچا دی جائے گی۔ ہمیں اندیشہ تھا کہ وہ بھی اچانک پارس کے دماغ میں پہنچے گی تو اس کا فراڈ ظاہر ہو جائے گا۔"

"یہ آپ باپ بیٹے اپنی بیویوں سے فراڈ کیوں کرتے ہیں؟"

"بے شک ہم فراڈ کرتے ہیں۔ مگر محبت سے کرتے ہیں۔ اپنی ذات سے محبت کرنے والی بیوی کی بھلائی اور سلامتی کے لئے کرتے ہیں۔ لندن میں جوجو کے لئے خطرات بڑھ گئے ہیں۔"

"جوجو کے ساتھ پارس بھی پیرس آسکتا ہے۔"

"تم صرف عورت بن کر سوچ رہی ہو۔ پارس لندن سے چلا آئے گا تو ہمارا کوئی خاص آدمی وہاں نہیں رہے گا۔ تم چاہتی ہو، وہ تاریک قید خانے کا سراغ نہ لگائے۔ اپنی بیوی کے ساتھ بچہ جننے کے لئے میٹرنٹی ہوم کے چکر لگاتا رہے۔"

وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔ جب وہ کھل کر ہنستی تھی تو چہرہ گلاب ہو جاتا تھا۔ اچانک اس کی ہنسی تھم گئی۔ وہ کچھ سوچنے لگی۔

میں نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ بولی "اگر میرے ساتھ بھی یہی ہوگا تو کیا ہوگا؟"

"میں سمجھا نہیں، تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟"

"اگر میں بھی ماں بننے لگوں تو۔۔۔"

میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر پوچھا "کیا خوشخبری سنانے والی ہو؟"

"خدا نہ کرے کہ ایسا ہو۔ یہ کتنے شرم کی بات ہوگی۔ بہو اور ساس آگے پیچھے بچوں کی مائیں بنیں گی۔"

"قدرتی معاملات میں شرمانے کی کیا بات ہے؟ قدرت کا منشا ہو تو سو برس کے بوڑھے بھی باپ بن جاتے ہیں۔"

"آپ کچھ بھی کہہ لیں۔ مجھے تو سوچ کر ہی شرم آتی ہے۔"

میں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا "اچھی بات ہے، آئندہ میں ٹوپی پہنا کروں گا۔"

اس نے بڑے پیار سے مجھے گھور کر دیکھا۔ میں نے کہا۔ "تمہاری بات سے یہ بات یاد آئی کہ ہم باپ بیٹے آئندہ اولاد والے نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ ہم دونوں زہریلے ہیں۔ مجھے منجال نے اور پارس کو ماریہ نے زہریلا بنایا تھا۔ میں حیران ہوں کہ پارس باپ کیسے بن رہا ہے۔"

لیلیٰ نے کہا "واقعی ہم نے اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا۔"

میں نے کہا "سلطانہ سے کہو جوجو کو پیرس پہنچاتے ہی نہایت تجربہ کار ڈاکٹروں سے تفصیلی معائنہ کرائے۔ ہمیں اس اہم نکتے پر توجہ دینی چاہئے تاکہ بچے کی بنیاد میں کوئی زہریلا نقص نہ رہ جائے۔"

لیلیٰ اپنی بہن کے پاس گئی۔ میں پارس کے پاس آیا۔ وہ فوراً ہی گہری نیند سے بیدار ہوگیا۔ میں نے کہا "اٹھو نالائق! گدھے! مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔"

وہ بستر پر اٹھ بیٹھا پھر بولا "آپ کو مجھ سے کیا امید نہیں تھی؟ کس ناامیدی نے مجھے نالائق اور گدھا بنا دیا ہے؟"

"بکواس مت کرو۔ لائٹ آن کرو۔"

اس نے لائٹ آن کرتے ہوئے کہا "آپ کچھ غرانے والی ہی لگ رہے ہیں۔ کہیں پیٹ تو خراب نہیں ہے؟"

"بات پیٹ کی ہی ہے۔ مگر میرے نہیں، بہو کے پیٹ کی بات ہے۔ گدھے، تم باپ بن رہے ہو۔"

"آپ نے بالکل صحیح موقع پر مجھے گدھا کہا ہے۔ ایسی ہنستی کھیلتی، کھاتی پیتی عمر میں گدھے ہی باپ بنتے ہیں۔ ابھی تو میں خود ہی بچہ ہوں۔ یہ جوجو مجھ پر ظلم کر رہی ہے۔"

"کیا تم خوش نہیں ہو؟"

"پاپا! یہ خوشی عارضی ہے۔ آپ اس پہلو پر غور کریں کہ میں زہریلا ہوں۔ جوجو کے ماں بننے کے آثار تو پیدا ہوگئے ہیں لیکن اندیشہ ہے کہ اس کا دل ٹوٹے گا۔"

"ہماری پوری کوشش یہی ہوگی کہ جوجو کو صدمہ نہ پہنچے۔ وہ آج سے نو دس ماہ تک دن رات لیڈی ڈاکٹروں کی نگرانی میں رہے گی۔"

"معلوم ہوتا ہے وہ ابھی خیال خوانی کے قابل نہیں ہے ورنہ میرے پاس ضرور آتی۔"

"لیلیٰ بتارہی تھی وہ کمزور اور سست پڑ گئی ہے۔"

پارس نے گھڑی دیکھی۔ دو بجنے والے تھے۔ وہ باتھ روم میں جاتے ہوئے بولا "وہ پیرس کب جارہی ہے؟"

"ابھی ہیلی کاپٹر پہنچنے ہی والا ہے۔"

"پلیز آپ معلوم کریں، جوجو کون سے فلائنگ کلب سے پرواز کرے گی۔ میں دور ہی دور سے اس کی نگرانی کروں گا۔"

میں اسے فلائنگ کلب کا نام اور پتا بتا کر چلا آیا۔ وہ لباس تبدیل کر کے اٹیچی میں اپنا سامان رکھ کر باہر آیا۔ دوسرے کمرے میں روشنی تھی۔ وہ مکان ایک بوڑھی عورت کا تھا۔ پارس پینگ گیسٹ کی حیثیت سے آیا تھا۔ لندن میں ایسی عمر رسیدہ عورتیں جو تنہا رہتی ہیں اور جوان لڑکے اور لڑکیوں کو کمرے کرائے پر دیتی ہیں، عرف عام یونیورسل آنٹی یعنی جگت خالہ کہلاتی ہیں۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی "آجاؤ۔ دروازہ کھلا ہے۔"

وہ دروازہ کھول کر اندر آیا۔ جگت آنٹی آتشدان کے قریب ایک کرسی پر بیٹھی آگ میں کوئلے ڈال رہی تھی اور بڑبڑا رہی تھی۔ "میں تو دروازہ کھلا رکھتی ہوں، میرے کمرے میں صرف بڑھاپا ہے جسے کوئی چرانا نہیں چاہتا۔ جب جوان تھی تب دو بار اغوا کی گئی تھی۔ اب تو دروازہ کھولا رکھو پھر بھی کوئی اٹھانے نہیں آتا۔ بائی دی وے، تم کون ہو؟"

یہ پوچھتے ہوئے اس نے سر گھما کر پارس کو دیکھا پھر حیرانی سے کہا "یہ تم اٹیچی اٹھا کر آئے ہو۔ کیا جارہے ہو؟"

پارس نے جیب سے دس پونڈ نکال کر دیتے ہوئے کہا "جی ہاں، اسے رکھ لیں۔"

وہ پھر حیرانی سے بولی "مائی گڈنس! تم نے ایڈوانس دس پونڈ دیئے تھے۔ اب اور دس پونڈ دے رہے ہو۔ کیا خاندانی رئیس ہو؟ اس پر یہ کہ چھ گھنٹے رہ کر جارہے ہو۔ یہاں نوجوان اپنی گرل فرینڈز کے ساتھ آتے ہیں۔ صبح تک رہتے ہیں اور صرف چھ پونڈ دے کر جاتے ہیں۔ کیا تمہاری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے؟"

"ایک نہیں، درجنوں لڑکیاں دوست بن جاتی ہیں مگر میں ابھی نابالغ ہوں۔"

جگت آنٹی نے زوردار قہقہہ لگایا۔ قہقہوں کے دوران بولی۔ "یو نائٹی بوائے! تم بہت گہرے ہو۔ میرے قریب آؤ۔ کم آن گٹ کلوز ٹومی۔"

وہ قریب آیا۔ جگت آنٹی نے سرگوشی میں کہا "وہ پاس والے کمرے میں ایک بہت ہی خوبصورت چھوکری ہے۔ میں جوانی میں ایسی ہی تھی۔ اوہ نو، میں اپنی بات بیچ میں کیوں لے آتی ہوں! میں دوشیزہ کی بات کر رہی ہوں۔ کیا روپ، کیا رنگت ہے۔ شیشے کا بدن لگتا ہے۔ دیکھو گے تو نظریں پھسل پھسل جائیں گی۔"

"اوہ آنٹی! آپ کا ایک پاؤں قبر میں ہے اور میرے دونوں پاؤں گیسٹ ہاؤس سے باہر جارہے ہیں۔ میں جسے رخصت کرنے جارہا ہوں اس کے سامنے مجھے دنیا کی ہر لڑکی پھیکی لگتی ہے۔ اچھا پھر ملیں گے۔"

وہ جانے لگا۔ جگ آنٹی نے کہا "رک جا لڑکے! کیا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہے؟ ابھی تو نے کہا ہے کسی کو رخصت کرنے جارہا ہے۔ پھر تو تجھے کسی ساتھی کی لازمی ضرورت ہوگی۔ اٹیچی یہاں چھوڑ کے جا۔ واپس آ کے ایک نظر اس لڑکی کو دیکھ لے۔ اگر مسلمان سے کافر نہ ہوا تو میں دلالی چھوڑ دوں گی۔"

"تمہاری دلالی چھڑانے کے لئے ضرور اسے دیکھوں گا اور منہ پھیر کر چلا آؤں گا مگر ابھی نہیں، واپس آکر۔"

اس نے اٹیچی وہیں رکھ دی۔ دروازہ کھول کر باہر آیا، اسی وقت ایک نسوانی چیخ سنائی دی۔ پارس نے چونک کر ایک سمت دیکھا۔ آواز کی سمت کا اندازہ کیا پھر ادھر دوڑتا ہوا گیا۔ مکان کے پچھلے حصے میں پینگ گیسٹ کے لئے مزید دو کمرے تھے۔ ایک کمرے کی کھڑکی سے کوئی چھلانگ لگا کر نکل رہا تھا۔ پارس نے دوڑتے ہوئے آکر ایک فلائنگ کک ماری۔ وہ دیوار سے

جا کر ٹکرایا۔ اسی کھڑکی سے دوسرے نے پارس پر چھلانگ لگائی' اس کے پیٹ میں گھونسا پڑا' وہ زمین پر گر کر تکلیف سے دُہرا ہوگیا۔ پہلے شخص نے سنبھل کر حملہ کیا۔ مگر مار کھاتا چلا گیا۔ دوسرے نے سائلنسر لگا ہوا ریوالور دکھا کر کہا "ہالٹ! ہم ہنگامہ نہیں چاہتے۔ راستے سے ہٹ جاؤ' ہمیں جانے دو۔"

پارس نے اس کے ساتھی کو اس پر اچھال دیا۔ ریوالور کو اپنے قبضے میں لیا تو وہ دونوں بھاگتے ہوئے باؤنڈری کی دیوار پھلانگ کر نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ اس نے پلٹ کر کھڑکی سے کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ ایک گلابی بدن اور غنچہ دہن والی بستر پر اوندھی پڑی تھی۔ جگت آنٹی نے کمرے میں آکر اسے دیکھا۔ پھر چیخ مار کر کہا "خون' مرڈر! جلدی آؤ یہ شاید مر چکی ہے۔"

وہ فوراً ہی کھڑکی کے راستے اندر آیا۔ حسینہ کے بازو سے لہو رس رہا تھا۔ اس نے نبض دیکھی۔ وہ زندہ تھی۔ بے ہوش ہوگئی تھی۔ اُس نے اسے چت لٹاتے ہوئے پوچھا "فرسٹ ایڈ کا سامان ہے؟"

جگت آنٹی تیزی سے چلتی ہوئی باہر گئی۔ ہوش رُبا حسن والی ہوش سے بیگانہ تھی۔ بدن ٹھہر گیا تھا' لباس جگہ جگہ سے سرک گیا تھا۔ سنہری زلفیں گلابی چہرے پر تھرک رہی تھیں۔ سانس کی رفتار سست تھی' سینے کی رفتار آسمان کو چھونا چاہتی تھی۔ کیا خبر وہ لڑکی تھی یا آتش بازی کی دکان۔ بیہوشی کی حالت میں بھی بدن چٹاخ پٹاخ بول رہا تھا۔

پارس کو بعد میں خبر ہوئی کہ وہ بازو کے زخم کا معائنہ کرتے کرتے جغرافیہ پڑھتا جا رہا ہے۔ جگت آنٹی فرسٹ ایڈ بکس لے آئی۔ پارس نے سب سے پہلے خون کے بہاؤ کو روکنے کی کوشش کی۔ بڑی مہارت سے مرہم پٹی کی۔ اسے بیہوشی کی حالت میں ضروری گولیاں اور کیپسول نہیں کھلائے جا سکتے تھے۔ پارس نے کہا "آنٹی! میں انجکشن اور کچھ دوائیں لے کر آتا ہوں۔"

وہ بولی "مائی سن! یہ اچھا ہوا' ریوالور میں سائلنسر لگا ہوا تھا۔ آواز باہر نہیں گئی۔ میں پولیس کے جھمیلے میں نہیں پڑنا چاہتی۔ تم باہر کسی سے ذکر نہ کرنا۔"

"نہیں کروں گا۔ آپ اس کے لئے دودھ اور اوولٹین تیار رکھیں۔"

وہ باہر آیا۔ اپنی کار میں بیٹھ کر قریبی کیمسٹ کے پاس گیا۔ وہاں سے ضروری انجکشن اور دوائیں خریدیں۔ گھڑی بتا رہی تھی کہ نجو کا ہیلی کاپٹر جا چکا ہوگا یا جانے والا ہوگا۔ وہ اب بھی فلائنگ کلب جا سکتا تھا لیکن مریضہ کے پاس فوراً جا کر انجکشن لگانا ضروری تھا۔ ورنہ گولی کا زخم ناسور بن سکتا تھا۔

وہ واپس آیا۔ جگت آنٹی نے کہا "یہ ہوش میں آئی تھی۔ میں نے دودھ پینے کے لئے کہا تو اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ شاید پھر بیہوش ہوگئی ہے۔ ایک بار میں بھی جوانی میں بیہوش ہوئی تھی۔ کچھ پتا ہی نہیں چلتا ہمارے اوپر کیا گزر رہی ہے۔ میں نے ہوش میں آنے کے بعد اپنے بوائے فرینڈ سے خوب جھگڑا کیا۔ کمبخت مجھے بالکل بیہوش سمجھے ہوئے تھا۔"

پارس نے ایک انجکشن لگایا۔ سوئی بدن میں پیوست ہوتے ہی لڑکی کے مُنہ سے ہلکی سی کراہ نکلی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ پھر آنکھیں بند کرلیں۔ پارس نے کہا "ہوش میں آگئی ہے مگر بخار تیز ہے۔"

جگت آنٹی نے کہا "یہ تو مقدر کے کھیل ہیں۔ جس لڑکی کو تم دیکھنا نہیں چاہتے تھے' اس کی اب تیمارداری کر رہے ہو۔ میں تو اب سونے جا رہی ہوں۔"

اس نے جماہی لی۔ پارس نے پوچھا "وہ دو غنڈے کس مقصد سے آئے تھے' کچھ پتا چلا؟"

"اس کے پرس میں کافی رقم تھی۔ اب نہیں ہے۔ پرس خالی ہے۔ یہ منشیات کے عادی نوجوان رقم حاصل کرنے کے لئے اسی طرح واردات کرتے ہیں۔"

وہ چلی گئی۔ پارس نے کھڑکی اور دروازے کو بند کیا۔ آتشدان کی آگ کو بھڑکایا۔ پھر ایک گلاس دودھ میں اوولٹین حل کر کے اس کے چہرے پر جھک گیا۔

ہولے سے آواز دی "اے اٹھو' دودھ پی لو۔"

وہ آنکھیں بند کئے پڑی تھی۔ اس نے مکھن جیسے رخسار کو تھپتھپا کر پھر آواز دی۔ وہ بڑبڑائی "اوہ نو' مجھے مرجانے دو۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے اسے تھام کر اٹھایا۔ آدھا لٹایا آدھا بٹھایا۔ وہ بیٹھے بیٹھے اُس پر لد گئی۔ اپنے سینے کی دھڑکنیں اس کے سینے میں ٹرانسفر کرنے لگی۔ پتا نہیں کون تھی؟ کہاں سے آئی تھی؟ خود کو سونپ رہی تھی جیسے جوانی میں گود لینے کو کہہ رہی ہو۔

پارس نے اسے سمجھا منا کر دو چار گھونٹ پلائے۔ پھر وہ انکار کرنے لگی۔ ایک تو یونہی غضب کی سردی تھی۔ پھر بخار بھی تھا۔ وہ کانپ رہی تھی اس کے گریبان کو مضبوطی سے پکڑ کر کمبل بن گئی تھی۔ پارس نے اسی حالت میں اس پر دوسرا کمبل ڈال دیا پھر اسے لٹانے کے لئے تکیہ برابر کرنے لگا تو اس کے نیچے سے ایک پستول نظر آیا۔ اس نے پستول اٹھا کر اسے لٹا دیا۔

پستول بھرا ہوا تھا۔ لڑکی خود بھری ہوئی بندوق تھی۔ پتا نہیں کیوں تکیے کے نیچے ہتھیار رکھا تھا۔ اسے کسی سے اپنی جان کا خطرہ تھا۔ یا وہ کسی کی جان لینا چاہتی تھی۔ پستول کی موجودگی نے پارس کو تجسس میں مبتلا کر دیا۔ اس نے پرس اٹھا کر دیکھا جگت آنٹی کا کہنا درست تھا۔ پرس میں ایک بھی کرنسی نوٹ نہیں تھا وہ غنڈے صرف رقم چرانے آئے تھے۔ اگر وہ جانی دشمن

ہوتے تو ایک گولی بازو میں مارنے کے بعد دوسری گولی سینے میں اتار سکتے تھے۔ اس کی جان لینے کا اچھا موقع تھا لیکن وہ رقم ہاتھ لگتے ہی فرار ہوگئے تھے۔

پرس میں ہلکے میک اپ کا سامان اور ایک سرخ کارڈ تھا۔ وہ سرخ کارڈ بتا رہا تھا کہ وہ کال گرل ہے۔ لندن میں پیشہ کرنے والی عورتوں کو سرکاری اسپتال میں ہر ہفتے میڈیکل چیک اپ کے لئے جانا پڑتا ہے۔ جنہیں کوئی مہلک مرض نہیں ہوتا انہیں گرین کارڈ دیا جاتا ہے۔ جس کی رُو سے وہ قانوناً جسم فروشی کا دھندا کرسکتی ہیں۔ جن عورتوں کو زرد کارڈ دیا جاتا ہے' وہ زیرِ علاج ہوتی ہیں۔ گاہک ان کے پرس میں زرد کارڈ دیکھ کر توبہ کرتے ہیں اور کسی گرین کارڈ والی کے پاس جاتے ہیں اور جن کے پرس میں سرخ کارڈ ہوتا ہے وہ خطرناک امراض میں مبتلا ہوتی ہیں اور طویل مدت کے لئے لاعلاج سمجھی جاتی ہیں۔

پارس نے سرخ کارڈ کو اور اس لڑکی کو حیرانی سے دیکھا۔ وہ دور دور تک بیمار نہیں لگتی تھی۔ چہرے پر کنواری دوشیزہ کی تازگی تھی۔ پیشہ کرنے والیوں کو دور سے دیکھو تو چہرے سے پھٹکار برستی ہے۔ وہ اس کے بازو کی مرہم پٹی کرنے اور اسے سینے کی دھڑکنوں سے لگا کر اودلٹین پلانے کے دوران اس کے کسے ہوئے بدن کے حسن کو خوب سمجھا تھا۔ وہ کسی کل سے سرخ کارڈ والی خطرناک مریضہ نہیں لگتی تھی۔

اس نے پستول خالی کرکے اسے تکئے کے نیچے رکھ دیا۔ ایک بار پھر اس کے بدن کو ہاتھ لگا کر دیکھا 'گرم تھا' نرم تھا مگر بیمار نہیں تھا۔ البتہ چھونے والے کو بیمار بنا رہا تھا۔ بعض حالات میں بیمار کو بیمار ہی ٹھیک کرتا ہے۔ سرکاری اسپتال سے سرخ کارڈ جاری کرنے والے ڈاکٹر غیر ذمے دار ہوسکتے ہیں۔ انہوں نے اس حسینہ کے ہاتھ میں غلط کارڈ رکھ دیا ہوگا۔ صحیح کارڈ کون سا ہوگا؟ اس کے لئے صحیح تشخیص لازمی تھی۔

وہ تیمار دار تھا۔ فرسٹ ایڈ کا معالج بھی تھا۔ اس لئے صحیح تشخیص کرنے اور صحیح دوا دینے لگا۔

○☆○

مرینا دور تک پہنچی ہوئی تھی۔ اس کی نظروں میں ماسک مین کے سیکرٹ ایجنٹ بھی تھے۔ اس نے ایک بار جوجو کو شلپا سمجھ کر اپنی معمولہ کے ذریعے اس کا پیچھا کیا تھا۔ اس کی رہائش گاہ میں بھی گئی تھی۔ اگر پارس درمیان میں نہ آتا تو وہ جوجو کو بھی ٹریپ کرکے تاریک قید خانے میں پہنچا دیتی۔

بہرحال اسے جوجو کی رہائش گاہ کا علم ہوگیا تھا۔ اگر وہ کسی طرح جوجو کو اغوا کرلیتی تو تہلکہ مچ جاتا۔ بابا صاحب کے ادارے اور سونیا کی ٹیم سے تعلق رکھنے والوں کی نیندیں اڑ جاتیں۔ ماسک مین اور نیا سُپر ماسٹر مرینا کی برتری تسلیم کرلیتے اور یہ سب کو یقین ہوجاتا کہ کوئی خیال خوانی کرنے والا نہیں بچے گا۔ جو باقی بچے ہیں وہ بھی ایک ایک کرکے تاریک قید خانوں میں پہنچا دیئے جائیں گے اور وہ تاریک قید خانوں کی پُراسرار مالک نہ کسی کو نظر آئے گی نہ کبھی کسی کے ہاتھ لگے گی۔

وہ کبھی کبھی دور سے جوجو کے بنگلے کی نگرانی کرتی تھی۔ اس کے لئے بھی یہی مشکل تھی کہ جوجو ہمیشہ پارس کے ساتھ بنگلے سے نکلتی تھی۔ کبھی تنہا نظر نہیں آتی تھی۔ مرینا نے کچھ افراد کو دیکھا جو اس بنگلے کے چکر کاٹتے تھے۔ ایک نگرانی کرنے والا جاتا تھا تو دوسرا آجاتا تھا۔ اس نے ایک ایسے فرد سے ایک ریستوران میں ملاقات کی۔ اُس سے بات کرکے اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ پتا چلا' وہ ماسک مین کے لئے کام کر رہا ہے۔ اس کے ایک سیکرٹ ایجنٹ کا ماتحت ہے اور وہ لوگ بھی اس تاک میں ہیں کہ جوجو کبھی چند منٹوں کے لئے تنہا مل جائے پھر وہ اسے ماسکو تک پہنچانے کے لئے جی جان کی بازی لگا دیں گے۔

گویا پارس ان سب کے سامنے فولاد کی دیوار بن گیا تھا۔ مرینا ایسی راہ اختیار کرتی تھی جو دوسروں کے لئے کانٹوں بھری ہوتی تھی۔ پارس سب ہی کی نظروں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا۔ بیشک وہ خطرناک تھا لیکن مرینا نے سوچا "میں اس سے ٹکرائے بغیر اسے راستے سے ہٹا دوں تو خطرے سے محفوظ بھی رہوں گی اور کانٹا بھی صاف ہوجائے گا۔"

وہ صبح سے شام تک کوئی تدبیر سوچتی رہی۔ اپنے لئے محفوظ ترین راستہ تلاش کرتی رہی۔ رہ رہ کر یہی بات سمجھ میں آئی کہ پہلے پارس کو دماغی طور پر کمزور بنایا جائے۔ جب اس کا دماغ اپنے قبضے میں رہے گا تو جوجو کچے دھاگے سے بندھی چلی آئے گی۔

مرینا اس کا ریکارڈ پڑھ چکی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس پر سانپ کا زہر اثر نہیں کرتا ہے۔ لہٰذا اعصابی کمزوری کی دوا تو اس کے لئے پانی ہوگی۔ اس کا دماغ قابو میں نہیں آئے گا۔ اسے کسی طرح زخمی ہونا چاہئے۔ تب دماغ کمزور ہوگا اور اس کے لئے کھلی ہوئی کتاب بن جائے گا۔

اس نے ایک کار والے کو اپنا معمول بنایا۔ اسے جوجو کے بنگلے کے قریب رہ کر نگرانی پر مجبور کیا۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش کردی کہ جب بھی جوجو اور پارس اپنی گاڑی میں جائیں گے' وہ ان کا تعاقب کرے گا اور موقع پاکر ان کی گاڑی کو ایسی ٹکر مارے گا کہ وہ دونوں حادثے میں زخمی ہوجائیں۔

وہ اپنے معمول کو اس کام سے لگا کر خود اس سے کچھ فاصلے پر اپنی کار میں بیٹھی رہی۔ اس رات اندھیرا ہوتے ہی خلافِ توقع پارس تنہا بنگلے سے نکلا۔ مرینا نے سیکرٹ ایجنٹ کے ماتحت کے پاس جاکر دیکھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ سیکرٹ ایجنٹ جوجو کو

اغوا کرنے بنگلے میں گھسنے والا ہے۔

سیکرٹ ایجنٹ کی عقل پر ماتم ہی کیا جاسکتا تھا۔ مرینا نے سمجھ لیا تھا کہ یہ پارس کی چال ہے۔ جو اپنی شریکِ حیات کو تنہا نہیں چھوڑتا تھا وہ اچانک اسے چھوڑ کر جارہا تھا۔ یقیناً اس نے نادیدہ حفاظتی انتظامات کئے ہوں گے۔ بنگلے میں جانا خود کو پھنسانے والی بات تھی اس لئے وہ پارس کے پیچھے گئی۔

یہ اٹل فیصلہ تھا کہ وہ پارس کا سامنا نہیں کرے گی۔ دور رہ کر اپنے آلۂ کار کے ذریعے اسے زخمی کرے گی۔ ویسے یہ ضروری نہیں ہے کہ جو سوچ لیا جائے وہ ظہور میں آئے۔ اس کے آلۂ کار نے ڈرائیونگ کے دوران پارس کی کار کو ٹکر ماری۔ پارس کمال مہارت سے اسٹیئرنگ کو قابو رکھتے ہوئے آگے نکل گیا۔ مرینا کچھ فاصلے سے یہ تماشا دیکھتی ہوئی اپنی کار میں آرہی تھی۔ اس کے آلۂ کار کو دوسری بار ٹکر مارنے کا موقع نہیں ملا۔ اس سے پہلے ہی گاڑی کا ایک پہیہ برسٹ ہوگیا۔ آلۂ کار نے گاڑی روکی تو دوسرا پہیہ بھی دھماکے سے پھٹ گیا۔ صاف ظاہر تھا کہ پارس کے نامعلوم باڈی گارڈز نے فائرنگ کرکے دونوں پہیے بے کار کردیئے تھے۔

مرینا ڈرائیو کرتی ہوئی اپنے آلۂ کار کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ شاہراہ پر بے شمار گاڑیاں آگے پیچھے چل رہی تھیں۔ وہ دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھتی جارہی تھی۔ پتا نہیں چل رہا تھا کہ کس گاڑی سے سائلنسر لگی ہوئی گن کے ذریعہ فائرنگ کی گئی تھی۔

وہ ٹریفک کے ہجوم میں پارس کا تعاقب کرتی رہی۔ کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد اس کی کار ایک اسٹریٹ پر مڑ گئی۔ ذرا دور ایک مکان کے سامنے رک گئی۔ مرینا نے پارس کی کار کو کراس کرتے ہوئے آگے جاتے ہوئے ایک نظر مکان پر ڈالی۔ وہاں ایک بورڈ پر "برائے پینگ گیسٹ" لکھا ہوا تھا۔

وہ سمجھ گئی کہ پارس وہاں پینگ گیسٹ کی حیثیت سے وقت گزارے گا اور اپنے خیال خوانی کرنے والے بزرگوں کے ذریعے جوجو کی خیریت معلوم کرتا رہے گا۔ وہ ڈرائیو کرتی ہوئی دور نکل آئی۔ ایک جگہ گاڑی روک کر اپنے باپ ڈی فونزا سے رابطہ کیا' اس سے کہا کہ وہ ایک کار لے کر آئے۔ وہ اسے گائیڈ کرتی رہے گی کہ کہاں پہنچنا ہے۔

وہ اکثر اپنے باپ اور بھائی سے کام لیا کرتی تھی۔ مگر ان سے بھی دور رہتی تھی۔ کبھی ان کے سامنے نہیں جاتی تھی۔ وہ اپنی کار سے اتر کر ایک میگزین شاپ کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ ایک رسالہ کھول کر خیال خوانی کی پرواز کرتی رہی اپنے باپ کو گائیڈ کرتی رہی جب وہ ٹھیک اسی جگہ پہنچ گیا تو اس نے کہا "کار اور چابی وہیں چھوڑ دو۔ تمہارے سامنے ایک سرخ رنگ کی کار کھڑی ہے۔ اس میں بیٹھ کر چلے جاؤ۔"

باپ نے اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے پوچھا "بیٹی! تم کہاں ہو؟ کبھی تو باپ سے مل لیا کرو۔"

"ڈیڈ! مجھ سے صرف کام کی باتیں کیا کرو' فوراً یہاں سے جاؤ" وہ سرخ رنگ کی کار لے گیا۔ سفید کار بیٹی کے لئے چھوڑ گیا۔

مرینا نے فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ بھی پینگ گیسٹ کی حیثیت سے جائے گی۔ پھر موقع ملتے ہی اپنے پستول سے پارس کو زخمی کرکے اس کے دماغ میں پہنچ جائے گی اور جب تک یہ موقع نہیں ملے گا وہ بالکل اجنبی بن کر رہے گی۔ چھپ کر اس پر نظر رکھے گی۔ اور سامنے اس وقت جائے گی جب آسانی سے گولی مار سکے گی۔

اس قدر محتاط رہنے والی یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتی کیونکہ جگت آنٹی نے اسے مکان کے پچھلے حصے میں کمرا دیا تھا۔ ادھر پارس نہ آتا۔ آبھی جاتا تو گولی کا زخم ضرور کھاتا لیکن وہ تو صحیح معنوں میں مقدر کا سکندر تھا۔ مرینا کی بدبختی کہ دو چور کمرے میں گھس آئے۔ ایک نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا' دوسرے نے رقم نکالنے کے لئے پرس کو کھولا۔ وہ کسی طرح خود کو چھڑا کر بولی "کون ہو تم لوگ؟"

اس سوال کا مقصد یہ تھا کہ وہ جواب میں کچھ بولیں تو وہ دماغ میں پہنچ کر زلزلہ پیدا کرے۔ لیکن وہ خاموشی سے رقم نکال کر جانے لگے۔ تب وہ دوڑتی ہوئی بستر پر جاتے ہوئے بولی "رک جاؤ ورنہ گولی ماردوں گی۔"

وہ اپنے پستول کے لئے تکئے کے نیچے ہاتھ لے گئی۔ اسی وقت ایک نے اس کے بازو میں گولی ماردی۔ وہ چیخ مار کر اوندھے منہ بستر پر گر پڑی۔ گولی لگنے کی تکلیف ناقابلِ برداشت تھی اس لئے بیہوش ہوگئی۔

پھر اسے خبر نہ رہی کہ وہ کس عالم میں ہے؟ سو رہی ہے یا جاگ رہی ہے؟ اگر سو رہی ہے تو کس مسیحا کی آغوش میں سو رہی ہے۔ اور اگر جاگ رہی ہے تو دھندلے دھندلے سے پارس کو کیوں دیکھ رہی ہے۔ کیا اتنی بڑی دنیا میں دیکھنے کو اور کوئی نہیں ہے؟ ایک پارس ہی کیوں ہے؟

یہ بھول گئی تھی کہ اسے شکار کرنے آئی تھی۔ ان کے درمیان شکار اور شکاری کا رشتہ تھا اس لئے وہ اپنے شکار کو دیکھ رہی تھی اور خود شکار ہو رہی تھی۔ صبح ہوتے ہوتے آنکھ کھل گئی بخار اتر گیا تھا۔ (اسے اترنا ہی تھا) وہ چند لمحوں تک سوچتی رہی' کہاں ہے؟ پھر وہ چونک گئی۔ وہ کسی کے بازوؤں میں تھی! اس کے سینے پر سر رکھے لیٹی ہوئی تھی۔

وہ ایک دم سے تڑپ کر الگ ہوگئی۔ وہ کسی مرد کے قریب جانے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ پھر اُس مرد کی صورت دیکھی تو چکرا کر رہ گئی۔ اس کے ساتھ ہی دھندلی دھندلی سی باتیں یاد آنے لگیں۔ وہ سب گزرے ہوئے خواب جیسی تھیں۔ جوانی

میں ایسے خواب نظر آتے ہی ہیں لیکن پارس ایک سچی تعبیر کی طرح موجود تھا۔

وہ بے اختیار چیخ پڑی "نہیں' یہ نہیں ہو سکتا۔"

پارس نے آنکھیں کھول کر دیکھا پھر پوچھا "کیا بخار کی شدت میں بڑبڑا رہی ہو؟"

"یوشٹ اپ۔ تم میرے بستر میں کیسے آ گئے؟"

"تمہارے زخم کی مرہم پٹی کی۔ تمہیں بخار تھا۔ میں نہ ہوتا تو یہ اتنی جلدی نہ اترتا۔ اب سو جاؤ۔ تم نے تمام رات مجھے جگایا ہے۔"

اس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ مرینا کے دماغ میں آندھی سی چل رہی تھی۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ حالات اسے پارس کی گود میں لا کر ڈال دیں گے۔ ابھی چند روز قبل پارس نے اس کی کار کی پچھلی سیٹ سے اچانک ابھر کر اسے چونکا دیا تھا۔ اس نے پوچھا تھا "تمہاری اس حرکت سے میرا دم نکل جاتا تو؟" اس نے جواب دیا تھا "مجھے حسن کی خیرات دینے سے پہلے نہیں نکلے گا۔"

کمبخت نے سچی پیش گوئی کی تھی لیکن خیرات نہیں مانگی تھی' شب خون مارا تھا۔ یہ بات مرینا کے مزاج کے خلاف تھی۔ اسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ کیوں اور کیسے اپنے دشمن کی ہم مزاج بن گئی تھی؟ بہر حال جو ہوا سو ہوا مگر اب اندیشہ تھا کہ جب بھی وہ تنہا رہے گی تو وہ یاد آیا کرے گا۔ حواس پر چھایا کرے گا۔ عورت سب کچھ بھلا سکتی ہے مگر اپنی زندگی کے پہلے مرد کو کبھی نہیں بھلا پاتی۔

دشمن کی جیت کھٹک رہی تھی۔ وہ بڑی آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر تکیئے کے نیچے لے گئی' وہاں سے پستول نکالا۔ پارس آنکھیں بند کئے کروٹ بدلتے ہوئے بڑبڑایا "خالی ہے۔"

اس نے چونک کر پستول کو دیکھا پھر اسے خالی پا کر غصے سے پھینک دیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا' پارس کا کیا کرے؟ جسے زخمی کر کے اپنے قابو میں کرنا چاہتی تھی اسی کے چنگل میں خود آ گئی تھی۔

اُس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ سوچنے لگی "میں ایسے حالات میں نارمل رہتی ہوں۔ دماغ سے غصہ نکال دیتی ہوں تو ذہانت سے نجات کا راستہ ڈھونڈ لیتی ہوں۔ میری ایک کامیابی یہ ہے کہ پارس نے مجھے مرینا کی حیثیت سے نہیں پہچانا ہے۔ دوسری کامیابی یہ ہو گی کہ میں بظاہر دوست بن جاؤں اور اس کی آستین میں رہ کر اسے ڈس لوں۔"

وہ بستر سے اٹھ گئی۔ پارس نے پوچھا "اب کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں' ابھی باتھ روم سے آتی ہوں۔"

وہ جانا چاہتی تھی۔ پارس نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہ اچھا نہیں لگا لیکن اعتراض نہ کر سکی۔ ابھی اس نے دوست بن کر رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس فیصلے کے مطابق وہ میٹھی چھری بن کر مسکرائی۔ پھر بولی "کیا کرتے ہو' جانے دو۔"

"پچھلی رات میں خود کو چھڑا رہا تھا مگر تم نے نہیں چھوڑا۔ اس لئے چھوڑنے کی نہیں چھیڑنے کی بات کرو۔"

اُس نے سمیٹ لیا۔ اسے بازوؤں کی قید میں لے کر اس کروٹ سے اس کروٹ پہنچا دیا۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی پھر یکلخت چپ رہ گئی۔ اس کروٹ پہنچتے ہی کوئی چیز اس کی کمر میں چبھنے لگی۔ وہ قدرے ٹھنڈی تھی اور سخت تھی۔ مرینا نے چپکے سے کمر کے نیچے ہاتھ لے جا کر اسے پکڑ لیا۔ وہ پستول سے نکلا ہوا ایک بلٹ تھا۔ پارس نے وہ تمام بلٹ اپنی پتلون کی جیب میں رکھے ہوں گے جیب سے ایک گر پڑا۔ یہ نصیب کے کھیل ہوتے ہیں۔ وہ بلٹ مرینا کے ہاتھ آ گیا تھا۔

وہ پورے اعتماد اور سکون سے کام کرنے کی عادی تھی۔ جلد بازی میں پارس سے الگ ہو کر اسے شبہ میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے بخوشی اس کی ہر بات مان رہی تھی۔ ویسے ماننا بھی مہنگا پڑ رہا تھا۔ وہ دشمن اچھا لگ رہا تھا۔ مردوں میں یہی خرابی ہے' زہر لگتے ہیں۔ یہ بھی مشکل ہے کہ یہ زہر نہ پیو تو بے کلی نہیں جاتی۔

پتا نہیں کتنا وقت گزر گیا۔ وہ مدہوش پڑی رہی۔ دشمن نے عجیب طرح سحر زدہ کیا تھا۔ اٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ لیکن وہ خود پر جبر کرتے ہوئے اٹھ گئی۔ پارس چاروں شانے چت پڑا ہوا تھا۔ وہ بولی "میں ابھی باتھ روم سے آتی ہوں۔"

وہ بستر سے اتر کر فرش پر کھڑی ہوئی۔ پہلے اس نے غصے میں پستول کو پھینک دیا تھا۔ وہ ایک قدم کے فاصلے پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے اپنا لباس درست کرنے کے بہانے جھک کر فرش پر سے اٹھا لیا۔ پھر تیزی سے چلتی ہوئی باتھ روم میں آ گئی' دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ اُس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ وہ بزدل نہیں تھی لیکن پارس پہاڑ لگ رہا تھا۔ یہ فکر تھی کہ ایک ہی بلٹ ہے' اس سے پہاڑ کا کچھ نہ بگڑا تو کیا ہو گا؟

آج وہ بہت بڑا معرکہ سر کرنے والی تھی۔ اسے اپنے اندر کی یہ کمزوری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ پارس اس کے حواس پر چھا گیا تھا' اس کے دل میں اتر گیا تھا' اس کے لہو میں دوڑ رہا تھا۔ اور وہ چاہتی تھی کہ یہ ساری کیفیات سچ نہ ہوں۔ اس حقیقت کو جھٹلانے کا صرف ایک راستہ تھا کہ وہ اسے گولی مار دے۔

اب اس نے دیر نہیں کی۔ اس سے پہلے کہ دل و دماغ بدلتا' اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا۔ باتھ روم سے باہر آئی۔ پارس بستر پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر باتھ روم جانے کے لئے آگے بڑھا۔ اسی لمحے میں اس نے گولی چلا دی۔

جنرل کی بھتیجی تھی۔ سچا نشانہ لگاتی تھی۔ پارس اپنی پسلیوں کو تھام کر پیچھے کی طرف لڑکھڑایا پھر پلنگ سے ٹکراتے ہوئے فرش پر گر پڑا۔ گولی ایک آدھ پسلی کو توڑتی ہوئی گزر گئی تھی۔

وہ کراہتے ہوئے مگر مسکراتے ہوئے بولا "میں بڑا سخت جان ہوں۔ ایک گولی سے نہ مرسکتا ہوں اور نہ ہی تمہاری طرح بیہوش ہوسکتا ہوں۔ کیا دوسری گولی نہیں ہے؟"

"دوسری کی ضرورت نہیں ہے۔"

اس نے پستول کو پارس کے پاس پھینک دیا۔ پھر فاتحانہ انداز میں اس کے دماغ کے اندر پہنچ گئی۔ اسے زخمی کرنے کا یہی فائدہ حاصل ہوا۔ وہ اپنے اندر اُسے محسوس نہ کرسکا۔ فرش پر سے اٹھنے لگا۔ اسی وقت مرینا نے دماغ میں زلزلہ پیدا کردیا۔ غیر معمولی قوتِ برداشت کے باوجود پارس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ دوسرے زلزلے میں وہ فرش پر تڑپنے لگا۔ جگت آنٹی دوڑتی ہوئی آئی "کیا ہوا' یہ لڑکا کیوں چیخ رہا ہے؟"

مرینا نے کہا "پتا نہیں شاید کسی قسم کا دورہ پڑا ہے۔"

اس نے پھر ایک زبردست جھٹکا پہنچایا۔ اب چیخنے کی بھی سکت نہیں رہی تھی۔ اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر اسے خبر نہ رہی کہ وہ کہاں ہے اور کس عالم میں ہے؟

وہ مردہ نہیں تھا' زندہ تھا۔ دیا بہ دیر ہوش میں آنا ہی تھا۔ پہلے وہ آنکھیں بند کرکے تکلیف سے کراہتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ آنکھیں کھول کر دیکھا' شاید رات تھی...یا نہیں تھی۔ مگر اندھیرا تھا۔ قبر جیسی تاریکی میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔

تب وہ تکلیف کے باوجود ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ وہ کسی بستر پر تھا۔ اس نے بلند آواز سے پوچھا "میں کہاں ہوں؟ یہ کون سی جگہ ہے؟ یہاں اندھیرا کیوں ہے؟ جواب دو۔"

جواب نہیں ملا۔ مگر بات سمجھ میں آگئی۔ ابھی پچھلی شام اس نے جوجو سے جھوٹ بولا تھا کہ کسی دشمن نے اسے تاریک قید خانے میں پہنچا دیا ہے۔

یہ عبرت کا مقام تھا۔ جھوٹ سچ ہوگیا تھا۔

مرینا نے بہت کم عرصے میں بہت زیادہ کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ ایسی کامیابیاں کہ دوست اور دشمن سب ہی اسے خطرناک بَلا کہنے لگے تھے۔

بابا صاحب کے ادارے کو چیلنج کرنا اور میری فیملی کے کسی فرد پر ہاتھ ڈالنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں تھا لیکن اس بَلا نے پارس کو قیدی بنالیا تھا۔ اب تک پارس اور علی تیمور کسی کی گرفت میں نہیں آئے تھے۔ پارس کی گرفتاری نے سب کو چونکا دیا تھا۔ یہ دوست اور دشمن سبھی کے لئے دھماکا خیز اطلاع تھی اور یہ اطلاع خود مرینا نے دی تھی۔

اس نے اطلاع دینے سے پہلے پارس کے کمزور دماغ پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اسے پوری طرح اپنا تابعدار بنالیا تھا۔ پھر سب سے پہلے سُپر ماسٹر سے رابطہ کیا تھا اور کہا تھا "میں سابقہ جنرل کی بھتیجی مرینا ڈی فونزا بول رہی ہوں۔ ہمارے سوِل اور فوج کے اعلیٰ عہدیداروں کی میٹنگ کال کرو۔ میں بہت سے اہم معاملات پر گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

سپر ماسٹر نے کہا "تم مجھے حکم دے رہی ہو۔ تمہاری حیثیت کیا ہے کہ میں تمہارے لئے اعلیٰ حکام کو ایک جگہ جمع کروں؟"

وہ بولی "تم ہمارے ملک کے سُپر ماسٹر ہو۔ اگر اس عہدے پر نہ ہوتے تو تمہارے دماغ میں زلزلے پیدا کردیتی۔ میں اپنے ملکی مفادات کے سلسلے میں بات کروں گی۔ ایک گھنٹے کے اندر تم نے اعلیٰ حکام کو ایک جگہ نہ بلایا تو ایک ہی دماغی جھٹکے سے سپر ماسٹر کی کرسی سے گرادوں گی۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر اپنی کرسی بچالو۔"

وہ دھمکی دے کر ماسک مین کے نائب کے پاس پہنچی پھر بولی۔ "مجھے یقین ہے کہ تمہارے ملک میں میرا نام گونج رہا ہوگا۔ میرا نام مرینا ڈی فونزا ہے۔"

نائب نے کہا "خوش آمدید مس مرینا! تم تو زبردست کارنامے انجام دے رہی ہو۔ تمہارا یقین درست ہے۔ یہاں تمہارا بہت ذکر ہوتا ہے۔ ماسک مین تم سے باتیں کرنے میں فخر محسوس کرے گا۔"

"مجھے بھی خوشی ہوگی۔"

اس نے کمپیوٹر کے ذریعے ماسک مین کو بتایا "مس مرینا آپ سے باتیں کرنا چاہتی ہیں۔ ابھی میرے دماغ میں موجود ہیں۔"

جوجو کے ہاتھ سے نکل جانے اور پاسکل بوبا کے ہلاک ہونے کے نتیجے میں ماسک مین کو اس کے عہدے سے ہٹا کر جیل بھیج دیا گیا تھا۔ اس کی جگہ نیا ماسک مین آیا تھا۔ وہ حساس دماغ رکھتا تھا۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتا تھا۔ پانچ منٹ تک سانس روکنے کا عادی تھا۔ اس نے کمپیوٹر کو آف کیا۔ پھر ٹیلی فون کے ذریعے نائب سے کہا "مس مرینا میں اپنے نائب کے ذریعے آواز سنارہا ہوں۔ چلی آؤ۔ یو آر موسٹ ویلکم۔"

مرینا نے ماسک مین کے دماغ میں آکر کہا "تم یقیناً یوگا کے ماہر ہو اسی لئے بڑی فراخدلی سے دماغ میں جگہ دے رہے ہو۔"

"ہاں' یہی بات ہے۔ ویسے تم نے رابطہ کرکے دوستی کی طرف پہلا قدم بڑھایا ہے۔ اب ہمارا ہر قدم تمہاری محبت اور دوستی کے لئے اٹھے گا۔"

"میں پیدائشی امریکن ہوں۔ سپر ماسٹر اور دوسرے اعلیٰ حکام کی مہربانیوں سے میں نے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا ہے۔ پھر تم کیسے توقع کرتے ہو کہ میں اپنے ملک اور قوم کی وفادار نہیں رہوں گی اور تمہاری جھولی میں آگروں گی؟"

"سپر ماسٹر کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک ایک کرکے سونیا کے ہتھے چڑھ گئے یا کسی بہانے اپنے ملک سے نکل آئے۔ جبکہ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہاری طرح پیدائشی امریکن ہیں۔"

"کسی بھی ملک کے تمام باشندے محبِ وطن نہیں ہوتے۔ کچھ غدار بھی ہوتے ہیں۔ میں صرف اپنے متعلق کہتی ہوں کہ آخری سانس تک صرف اپنے ملک کے لئے کام کرتی رہوں گی۔ ہم اور تم ندی کے دو کنارے ہیں' کبھی نہیں مل سکیں گے۔"

"تو پھر میرے پاس آنے کا مقصد کیا ہے؟"

"پہلے تو یہ بتانے آئی ہوں کہ میں نے فرہاد علی تیمور کے بیٹے پارس کو اپنا غلام بنالیا ہے۔ کیا تم یقین کروگے؟"

"یہ یقین کرنے کی بات نہیں ہے لیکن تم نے اچانک ہی تجسس اور دلچسپی پیدا کردی ہے۔ جیسے کارنامے تم انجام دے رہی ہو اس کے پیشِ نظر کسی حد تک پارس کے غلام بن جانے کا یقین کیا جاسکتا ہے۔ وہ اپنے باپ کی طرح عیاش ہے اور سنا ہے تم حُسن کا شاہکار ہو اور غضب ناک شباب کی حامل ہو۔"

"میں نے پارس کو حسن و شباب سے نہیں اپنی صلاحیتوں سے اسیر کیا ہے۔"

"تم سے بھی زیادہ صلاحیتوں والے موجود ہیں لیکن وہ کبھی پارس اور علی تیمور کو زیر نہ کرسکے۔ تم اپنی صلاحیتوں پر بجا طور پر فخر کرسکتی ہو مگر تنہائی میں بیٹھ کر غور کرو پھر یہ ضرور تسلیم کروگی کہ وہ فرہاد زادہ تمہارے حسن و شباب کا چارا دیکھ کر دام میں آیا ہے۔"

"میں بحث نہیں کرنا چاہتی۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تاریک قید خانے میں پہنچاؤں گی تاکہ وہ میرے ملک کے خلاف کسی دوسری سُپر طاقت کے لئے کبھی کام نہ کرسکیں۔ ابھی پانچ قیدی ہیں۔ جلد ہی باقی بھی میری گرفت میں آئیں گے۔"

"اگر تم صرف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کررہی ہو تو پھر پارس کو کس مقصد کے لئے قیدی بنایا ہے؟"

"کیا یہ سیدھی سی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ پارس کی دیوانی جوجو اس کی تلاش میں نکلے گی تو میں اسے پھانس کر کال کوٹھری میں لے جاؤں گی۔"

"منصوبہ اچھا ہے لیکن دس گیارہ ماہ تک تم جوجو پر ہاتھ نہیں ڈال سکوگی کیونکہ وہ پارس کے بچے کی ماں بننے والی ہے۔"

"میں صبر و تحمل سے کام کرتی ہوں۔ مجھے جلدی نہیں ہے۔ میں گیارہ ماہ تک انتظار کروں گی۔"

"ذرا اپنے طریق کار پر غور کرو۔ تم اپنے کردار پر صبر و تحمل کا پردہ ڈال رہی ہو۔ جبکہ در پردہ گیارہ ماہ تک پارس سے بہلتی رہوگی۔"

"تم میرے کردار پر کیچڑ اچھال رہے ہو لیکن مجھے غصہ نہیں آتا۔ چلو اب کام کی بات کرو۔ تم لوگ الپا کا برین آپریشن کراچکے ہو۔ کئی ڈاکٹر اسے دن رات اٹینڈ کرتے ہوں گے۔ بالکل اسی طرح محنت ہو رہی ہوگی جس طرح کبھی جوجو پر ہوچکی ہے۔ کیا ایک ٹھوکر کے بعد دوسری ٹھوکر بھی کھانا چاہتے ہو؟"

"تمہارا خیال ہے' الپا بھی جوجو کی طرح پارس کی ہوجائے گی؟"

"پارس کی نہیں ہماری ہوگی۔ کیونکہ وہ بھی پیدائشی امریکن ہے۔ ہمارے حکام نے اسے ٹیلی پیتھی کا علم دیا ہے۔ میں تمہیں سمجھانے آئی ہوں' ہماری چیز ہمیں واپس کردو ورنہ جب بھی تم اسے میدان عمل میں لاؤگے' میں اسے تاریک قید خانے میں پہنچادوں گی۔"

ماسک مین نے کہا "ہم نے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے سلسلے میں بڑے نقصانات اٹھائے ہیں۔ اس بار ہم اتنے محتاط ہیں کہ الپا پر کسی کا سایہ بھی نہیں پڑنے دیں گے۔ ہمیں تمہارے تاریک قید خانے والا طریقہ بہت پسند آیا ہے۔ آپریشن کے بعد الپا کے ذہن کو تاریکی کا عادی بنایا جارہا ہے۔ ہم اسے ایک وسیع و عریض زیرِ زمین محل میں رکھیں گے۔ جہاں سورج یا بجلی کی روشنی کبھی نہیں پہنچے گی۔ وہ کبھی گھٹن محسوس نہیں کرے گی۔ وہ یہی سمجھتی رہے گی کہ ایک محدود اور تاریک دنیا میں پیدا ہوئی ہے اور ایک دن اسی تاریکی میں مرجائے گی۔"

ماسک مین نے ذرا توقف کیا پھر کہا "یہ تو زیرِ زمین تاریک محل کی باتیں ہیں۔ وہ کبھی اس محل سے باہر نہیں آسکے گی اور دوسروں کا راستہ روکنے کے لئے بڑی جان لیوا حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ میں ان انتظامات کے متعلق کچھ نہیں بتاؤں گا۔ جب زندگی سے بیزار ہوجاؤ تو الپا کی طرف جانے کا ارادہ کرلینا۔"

"تم ارادے کی بات کرتے ہو۔ میں اپنے ملک کے ایک ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو حاصل کرنے کی قسم کھاچکی ہوں۔ پھر الپا کو کیسے چھوڑ دوں گی؟ جان لیوا حفاظتی انتظامات کی دھونس نہ جماؤ۔ اپنے وطن کے لئے زندگی کو داؤ پر لگا کر فرہاد کی فیملی سے ٹکرا رہی ہوں' تم لوگ کیا چیز ہو؟"

وہ اپنے حوصلے اور عزم کی باتیں کرکے ماسک مین کے دماغ سے چلی آئی۔ اپنی جگہ حاضر ہوکر خالی خالی نظروں سے ایک طرف تکنے لگی۔ وہ تھوڑی دیر تک نہ کچھ سوچنا چاہتی تھی نہ سوچ کے ذریعے کسی سے بولنا چاہتی تھی۔ اسے دس منٹ بعد سپر ماسٹر کے پاس جانا تھا۔ اپنے ملک کے اعلیٰ حکام سے کچھ بولنا تھا۔ اس لئے دس منٹ تک خاموش رہنے کی کوشش کرنے لگی۔

وہ پارس کو اپنا معمول اور تابعدار بنانے اور اسے تاریک کمرے میں پہنچانے کے بعد بھول جانا چاہتی تھی۔ مگر جانے کیوں بدن میں درد ہوتا تو پارس جوڑ جوڑ میں دکھنے لگتا تھا۔ بے اختیار

انگڑائیاں آنے لگتی تھیں۔ بستر پر لیٹنے کے بعد تکیے کو بازوؤں میں لے کر سینے سے لگائے رکھنے کو جی چاہتا تھا۔ وہ ایسا کرتی تھی۔ تکیہ اس کے سنگ ہوتا تھا لیکن اس سنگ دل کی طرح سنگ نہیں ہوتا تھا۔

وہ چونک گئی۔ ابھی اس نے سوچا تھا کہ کچھ نہیں سوچے گی مگر اُسے سوچ رہی تھی۔ وہ تنہا کتنے ہی معاملات میں مصروف رہتی تھی۔ سوچنے اور غور کرنے کے لئے بہتیرے معاملات تھے مگر سوچ پارس کی طرف چلی جاتی تھی۔ یہ قدرت کا قانون ہے۔ بچہ اپنی ماں کی طرف لپکتا ہے۔ بوڑھا اپنی قبر کی طرف جاتا ہے اور جوانی اپنے جلاّد کی طرف بھاگتی ہے۔ اپنی اپنی عمر کے مطابق سوچ بے لگام ہوتی ہے۔ مرینا کو سوچ کی بے اختیاری پر اختیار نہیں تھا۔

وہ اپنے ذہن سے پارس کو بھگا کر سپر ماسٹر کے پاس آگئی۔ کچھ اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران ایک ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ شراب کا دور چل رہا تھا۔ اس نے سپر ماسٹر سے کہا "میں آگئی ہوں۔"

سپر ماسٹر نے اس کی آمد کا اعلان کیا۔ فوج کے نئے جنرل نے کہا "مس مرینا! تمہارے انکل نے جنرل کے عہدے پر رہ کر ملک کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اب تم کس لئے آئی ہو؟ اور یہ ہمیں ایک جگہ بلانے کا کیا طریقہ ہے۔ تم نے سپر ماسٹر کو دھمکی دی تھی۔ ... ہم اپنے سپر ماسٹر کی سلامتی کے لئے اہم مصروفیات چھوڑ کر آئے ہیں۔ کیا اس دن کے لئے ہم نے تمہیں ٹیلی پیتھی کا علم دیا تھا؟"

وہ بولی "آپ لوگوں نے بچوں کے ہاتھوں میں بندوق دے دی مگر اسے چلانے کا طریقہ نہیں سکھایا۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے نوجوان اور نادان تھے۔ جس طرح میں اپنی حفاظت آپ کرتی آئی ہوں، اس طرح ہمارے دوسرے جوان نہ کرسکے۔ سونیا انہیں ٹریپ کرتی رہی اور اس کا الزام میرے انکل پر آیا۔ میں پوچھتی ہوں، میرے انکل قصور وار ہیں تو میں دشمنوں کے ہتھے کیوں نہ چڑھ گئی؟"

"تم غیر معمولی ذہانت رکھتی ہو۔"

"اس کا مطلب ہے جو نوجوان ٹریپ کئے گئے وہ ذہین نہ ہونے کے باعث دشمن کے ہاتھ لگ گئے۔ ان کی نادانی اور ناتجربے کاری کے ذمّے دار میرے انکل نہیں ہیں۔"

"کیا تم اپنے انکل کی طرف سے صفائی پیش کرنے آئی ہو؟"

"صرف صفائی پیش نہیں کر رہی ہوں۔ ان کے دور میں ملک کو جو نقصان پہنچا ہے اس نقصان کو فائدے میں بدل رہی ہوں۔ میں اپنے ملک کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ایک ایک کرکے واپس لا رہی ہوں۔"

سب نے حیرانی سے سپر ماسٹر کو دیکھا۔ کیونکہ وہ اسی کی زبان سے بول رہی تھی۔ ایک نے پوچھا "تم انہیں کب لا رہی ہو؟"

"واپس لانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں پھر اُنہیں آپ لوگوں کے پاس پہنچا دوں گی اور سونیا وغیرہ کو موقع دوں گی کہ وہ پھر آپ کے کمزور حفاظتی انتظامات سے انہیں نکال کرلے جائے۔ ان کی حفاظت کی ذمّے داری صرف میرے انکل پر نہیں آپ لوگوں پر بھی تھی۔ آپ سب کو اپنے عہدوں سے استعفا دے دینا چاہئے۔"

"تم فضول باتوں میں ہمارا وقت ضائع نہ کرو۔"

"آپ کے وقت اور آپ کی ذہانت کو میں نہیں، یہ شراب ضائع کر رہی ہے۔ اگر ذہانت کی باتیں آپ کی سمجھ میں آتی ہیں تو غور سے سنیں۔ میں نے دشمنوں سے اپنے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھین لیا ہے اور انہیں ایک تاریک قید خانے میں سلامتی سے رکھا ہے۔"

"کیا اپنے ملک کے جوانوں کو تاریک قید خانے میں رکھنا دانشمندی ہے؟"

"ہاں دانشمندی ہے۔ دشمن خیال خوانی کرنے والے ان چاروں کے دماغوں میں جاکر یہ معلوم کرنے میں ناکام ہوگئے ہیں کہ انہیں کہاں قید کیا گیا ہے۔ دشمن ان چاروں سے کوئی کام بھی نہیں لے سکتے۔ اس طرح وہ ہمارے ٹیلی پیتھی کے ہتھیاروں کو ہم پر استعمال نہیں کرسکتے۔"

"ہاں، بات کچھ سمجھ میں آتی ہے۔ مگر ان چاروں سے ہم کیا فائدہ اٹھائیں گے؟"

"میں آہستہ آہستہ نفسیاتی طریقوں سے ان کے حواس پر چھا رہی ہوں۔ چپکے چپکے معلوم کرتی رہتی ہوں کہ کوئی دشمن کب ان کے دماغوں میں آتا ہے۔ پھر موقع پاتے ہی ان پر تنویمی عمل کرتی ہوں۔ ایک دن جب میں انہیں تاریک قید خانوں سے باہر لاؤں گی تو ان کے چہرے اور ان کے ذہن بدل چکے ہوں گے۔ ان کی آواز اور لہجہ بھی بدل جائے گا۔ دشمن خیال خوانی کرنے والے ان کے دماغوں تک نہیں پہنچ سکیں گے اور نہ ہی ان کا سراغ لگا سکیں گے۔"

ایک نے کہا "واقعی تمہاری پلاننگ زبردست ہے۔ سونیا اور اس کی ٹیم سے اپنے چار خیال خوانی کرنے والوں کو چھین لینا کوئی مذاق نہیں ہے۔ تم نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔"

دوسرے نے کہا "لیکن مرینا! تم نے اس پہلو پر غور نہیں کیا کہ اب سونیا وغیرہ ہوشیار ہوگئے ہوں گے۔ اب تم ہمارے باقی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حاصل نہیں کرسکو گی۔"

"میں کچے منصوبے نہیں بناتی۔ تنہا رہتی ہوں، شراب نہیں پیتی، عیاشی نہیں کرتی۔ خوب سوچ سمجھ کر پلان تیار کرتی ہوں۔ کیا آپ یقین کریں گے کہ میں نے فرہاد کے بیٹے پارس کو بھی تاریک قید خانے میں پہنچا کر تنویمی عمل کے ذریعے غلام بنالیا ہے۔"

پہلے تو سب ہی چند لمحوں تک سکتے میں رہے پھر ایک حاکم نے بے یقینی سے پوچھا "کیا تم اپنی عمر سے زیادہ نہیں بول رہی ہو؟"

"آپ ہاٹ لائن پر سونیا، سلمان واسطی یا بابا صاحب کے ادارے کے ذمّے دار افراد سے معلوم کریں۔ وہ تصدیق کریں گے۔"

نئے جنرل نے کہا "مرینا! تم ہم میں سے کسی کی زبان سے گفتگو کرو۔ سپر ماسٹر کو ہاٹ لائن پر تصدیق کرنے دو۔"

"میں اپنے دعوے کی تصدیق ہونے کے بعد ہی گفتگو آگے بڑھاؤں گی۔"

سپر ماسٹر نے جناب علی اسد اللہ تبریزی سے رابطہ کیا۔ پھر کہا "مجھے ایک اطلاع ملی ہے۔ آپ اس اطلاع کی تصدیق فرمائیں گے؟"

انہوں نے فرمایا "اگر وہ بات مجھ ناچیز کے علم میں ہوئی تو ضرور تصدیق کروں گا۔"

"کیا فرہاد کا بیٹا پارس کسی دشمن کی قید میں ہے؟"

"اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ میں نے آنکھوں سے نہیں دیکھا، ... سلمان واسطی کی زبان سے سنا ہے کہ پارس کو کسی تاریک کمرے میں قید کیا گیا ہے اور اسے قید کرنے والی ایک لڑکی مرینا ڈی فونزا ہے۔ چونکہ سلمان واسطی کبھی جھوٹ نہیں بولتا ہے لہٰذا میں اس سچے انسان کے حوالے سے اس اطلاع کی تصدیق کرتا ہوں۔"

سپر ماسٹر نے شکریہ کہہ کر رابطہ ختم کیا۔ پھر اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران سے کہا "مرینا نے سچ کہا ہے۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی نے تصدیق کی ہے۔"

سب نے خوش ہو کر باری باری کہا "مرینا! بریوو۔ شاباش۔ تم نے تنہا وہ کام کیا ہے، جو ہماری پوری فوج نہ کرسکی۔ علی تیمور مکھن کے بال کی طرح ہماری مسلح فوج کے درمیان سے نکل گیا تھا۔ ... پارس بھی ایک ایسا ہی طوفان ہے جسے تم نے مٹھی میں بند کرلیا ہے۔ بائی گاڈ! تمہاری جتنی بھی تعریفیں کی جائیں، کم ہیں۔"

وہ بولی "میں تعریفوں سے کبھی خوش نہیں ہوتی۔ آپ یہ سوچیں اور بتائیں کہ میں نے پارس کو کس لئے قیدی بنایا ہے؟"

ایک نے کہا "پارس، سونیا کا لاڈلا ہے۔ تم نے سونیا کی کمر توڑ دی ہے۔"

مرینا نے کہا "ابھی آپ نے کہا تھا کہ چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھین لینے کے بعد میں باقی جوانوں کو واپس نہیں لاسکوں گی۔ کیوں کہ سونیا اور اس کے ساتھی ہوشیار ہوگئے ہیں۔ اتنی سی بات میں بھی سمجھتی ہوں۔ اسی لئے پارس جیسے مہرے کو جکڑ لیا ہے۔ اب اس کے بدلے سودا کروں گی۔ پارس اسی شرط پر انہیں واپس ملے گا کہ وہ پہلے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے واپس کریں گے۔"

ایک نے کہا "یہ ہوئی نہلے پہ دہلے والی بات۔"

دوسرے نے کہا "آج تک کسی نے سونیا کو ایسا مُنہ توڑ جواب نہیں دیا۔ ہم تمہیں سلام کرتے ہیں۔"

وہ فوجی انداز میں سلیوٹ کرنے کے لئے اٹھا۔ دوسرے بھی اٹھ گئے۔ ان میں سے کئی نشے کے باعث ڈگمگا رہے تھے۔ مرینا نے کہا "نشے کا سلام پانی کا بلبلا ہوتا ہے جو ابھر کر مٹ جاتا ہے۔ ... آپ صبح اٹھیں گے تو یہ سلام اور میری تعریفیں بھول چکے ہوں گے۔"

نئے جنرل نے کہا "ہم نشے میں نہیں ہیں۔ بس ذرا سُرور آگیا ہے۔"

ایک حاکم نے کہا "میں پورے ہوش و حواس میں ہوں اور پوچھتا ہوں کہ تم ہمارے خیال خوانی کرنے والے جوانوں کو کب یہاں لا رہی ہو؟"

"میں جواب دے چکی ہوں۔ اگر آپ لوگ نشے میں نہیں ہیں تو بتائیں میں نے کیا جواب دیا تھا۔"

سب سوچ میں پڑ گئے۔ ایک فوجی افسر نے اپنا گلاس خالی کرتے ہوئے کہا "میں بالکل نارمل ہوں۔ تم نے جواب دیا تھا کہ..... کہ..... ٹھہرو، ذرا ایک اور پیگ بنالوں۔"

وہ خالی گلاس میں وسکی ڈالنے لگا۔ دوسرے نے کہا "بھئی مرینا! تم نے کہا تھا پہلے اپنے جوانوں کے چہرے، دماغ اور لہجے بدلو گی۔ پھر انہیں یہاں لاؤ گی۔"

سب نے تائید کی "ٹھیک، تم نے یہی کہا تھا۔"

وہ بولی "مجھے افسوس ہے۔ آپ لوگ میری باتیں توجّہ سے نہیں سن رہے تھے۔ یا پھر نشے نے بھلا دیا ہے۔ میں نے صاف انکار کیا تھا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو آپ کے پاس نہیں لاؤں گی۔"

"کیوں نہیں لاؤ گی؟"

"اس سوال کا بھی جواب دے چکی ہوں پھر ایک بار سن لیں۔ آپ لوگ ماضی میں اپنے جوانوں کی حفاظت نہ کرسکے۔ آپ کے انتظامات، آپ کے منصوبے سب کمزور تھے۔ میں اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو خطرات مول لے کر بڑی محنت سے واپس لا رہی ہوں۔ انہیں پھر ایک بار اغوا ہونے کے لئے آپ لوگوں کی تحویل میں نہیں دوں گی۔ وہ سب میری پناہ میں رہیں گے۔"

"یہ سراسر حماقت ہے۔ تم انہیں لندن میں چھپاؤ گی۔

پیرس وہاں سے ایک گھنٹے کے فاصلے پر ہے اور وہ فرہاد اور سونیا کا شہر کہلاتا ہے۔ تم دشمنوں کے قریب رہنے کا ، نہ فیصلہ کر رہی ہو۔"
وہ بولی " پیرس اور نیویارک کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہے۔ سونیا اور اس کے ساتھی ہزاروں میل سے آکر نیویارک سے ہمارے جوانوں کو لے گئے۔ لہٰذا کم یا زیادہ فاصلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ صرف حکمتِ عملی کی اہمیت ہوتی ہے۔"
جنرل نے کہا " تم کچھ بھی کہو۔ ہم یہ تسلیم نہیں کریں گے کہ ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے صرف تمہاری پناہ میں رہیں۔"
ایک اور فوجی افسر نے کہا " ہم تمہارے سینئر افسر ہیں۔ تم ہمارے مشوروں پر عمل کرو گی۔ تمہیں ٹریننگ سینٹر میں جو کچھ سکھایا گیا تھا کیا وہ بھول گئی ہو؟"
" مجھے یاد ہے۔ آپ لوگوں کی الٹی سیدھی ٹریننگ کے نتیجے میں سارے جوان دشمنوں کی جھولی میں چلے گئے۔ جب آپ جیسے بزرگ اور تجربہ کار فوجی افسران ناکامی پر ناکامی کا منہ دیکھتے آئے ہیں تو آپ لوگوں کی دی ہوئی ٹریننگ انجام کار ناکامی ہی لائے گی۔ اس لئے میں اپنے طور پر کام کر رہی ہوں۔"
" ہمارا ملک سُپر پاور کہلاتا ہے۔ کیا اتنی بڑی حکومت تمہارے اشاروں پر چلے گی؟"
" نہیں، مجھے سیاست اور حکومت کرنے کا شوق نہیں ہے۔ یہاں صرف ٹیلی پیتھی کا شعبہ میرے ہاتھ میں رہے گا۔ تمام خیال خوانی کرنے والے جوان میرے ماتحت بن کر رہیں گے اور میرے احکامات کی تعمیل کریں گے۔ آپ اپنی داخلہ اور خارجہ پالیسی کے مطابق بتائیں گے کہ مجھے خیال خوانی کرنے والوں سے ملکی مفادات کے لئے کیا کام لینا ہے۔ جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ آپ لوگوں کی پالیسی درست ہے اور ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے جوانوں کو کہیں سے نقصان نہیں پہنچے گا تو میں ان سے کام لوں گی۔ ورنہ غلط پالیسی ہوئی تو ہم میں سے کسی کی ٹیلی پیتھی تمہارے کام نہیں آئے گی۔"
ایک حاکم نے کہا " واہ! کیا چالبازی ہے۔ ہم اپنے ملک کے حکمران ہوں گے لیکن تم درپردہ ہمارے سروں پر بیٹھ کر حکومت کرو گی۔"
دوسرے حاکم نے کہا " یہ بات نہیں ہے۔ ہمیں مرینا کی سچی اور کھری باتوں کو تسلیم کرنا چاہئے۔ ہم سب کی ناقص پالیسیوں کے سبب ہمیں ٹیلی پیتھی کے شعبے میں زبردست نقصان پہنچتا رہا ہے۔ مرینا ہمارے جوانوں کو واپس لا کر یہ نقصان پورا کر رہی ہے۔ ...لہٰذا جہاں تک ٹیلی پیتھی کا تعلق ہے مرینا کو ایک بار اس کی ذمے داریاں سونپ کر اسے اپنے طور پر کام کرنے کا بھرپور موقع دینا چاہئے۔"
سپر ماسٹر نے کہا " اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حالانکہ یہ میرا شعبہ ہے۔ پھر بھی میں بخوشی مرینا کی اس لئے حمایت کر رہا ہوں کہ اس نے اب تک زبردست کارنامے انجام دیئے ہیں۔ آئندہ بھی اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔"
رفتہ رفتہ مرینا کو حمایت حاصل ہونے لگی۔ اعلیٰ حکام اس بات پر متفق ہو رہے تھے کہ اس ذہین لڑکی کو اپنے طور پر کام کرنے کا پورا موقع دینا چاہئے۔ جنرل نے کہا " آپ لوگ نشے میں ہیں اس لئے سوچے سمجھے بغیر ایک لڑکی کو اتنی بڑی ذمے داری سونپ رہے ہیں۔ میں ایسے جذباتی فیصلہ سے متفق نہیں ہوں۔"
مرینا نے کہا " جنرل! تمہیں دراصل یہ اندیشہ ہے کہ میں نے اعلیٰ حکام اور فوج کے اہم افسران کی حمایت حاصل کر لی تو اپنے انکل کو جنرل کے عہدے پر واپس لے آؤں گی پھر تمہیں کمتر عہدے پر جانا ہوگا۔"
وہ غصے سے بولا " یہ جھوٹ ہے۔"
" یہ مت بھولو کہ میں چور خیالات پڑھ لیتی ہوں۔ ابھی تمہارے دماغ میں تھی۔ کیا میں اپنی زبان سے بتاؤں کہ......"
وہ بات ادھوری چھوڑ کر جنرل کے دماغ میں آئی۔ وہ بے اختیار بولا " نن.... نہیں میں یہ بھول گیا تھا کہ تم میرے اندر آسکتی ہو۔ واقعی میں جنرل کے عہدے سے نیچے نہیں جانا چاہتا اور تمہارے انکل کے واپس آنے کا راستہ روکنا چاہتا ہوں۔"
سپر ماسٹر نے کہا " جنرل، یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مرینا ہمارے ملک کی کھوئی ہوئی ٹیلی پیتھی کی قوتیں واپس لا رہی ہے اور تم ایک عہدے کی خاطر اس کی مخالفت کر رہے ہو۔"
مرینا نے کہا " میں پہلے کہہ چکی ہوں کہ صرف ٹیلی پیتھی کے شعبے تک محدود رہوں گی۔ اعلیٰ حکّام اور فوجی افسران کے معاملات میں مداخلت نہیں کروں گی۔ البتہ ایک درخواست کروں گی کہ میرے انکل کو چوبیس گھنٹے کے لئے جنرل کے عہدہ پر واپس لایا جائے پھر عزت اور وقار سے انہیں ریٹائر کیا جائے۔"
جنرل نے کہا " مرینا نے بڑی دانشمندی سے درخواست کی ہے۔ میں چوبیس گھنٹے کے لئے جنرل کے عہدہ سبکدوش ہو جاؤں گا۔"
مرینا چاہتی تو یہ بات جبراً منوا سکتی تھی لیکن وہ بڑی ذہانت اور سلیقے سے دوسروں کی حمایت حاصل کرنا جانتی تھی۔ میٹنگ برخاست ہونے تک سب اس کے حامی بن گئے اور یہ فیصلہ ہو گیا کہ ٹیلی پیتھی کا شعبہ اس کے ہاتھوں میں رہے گا اور وہ اہم معاملات میں سُپر ماسٹر سے رابطہ کرتی رہے گی۔
وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ ایک ایزی چیئر پر بیٹھی ہوئی تھی۔ سامنے بستر بلا رہا تھا۔ مگر وہاں جا کر لیٹنے سے وہ سارے بدن میں آکر دُکھنے لگتا تھا۔ یہ اچھی بات نہیں تھی۔ وہ اپنے مقررہ وقت کے مطابق ہر کام کرتی تھی۔ مگر گزری ہوئی بدن توڑ باتیں وقت

بے وقت یاد آجاتی تھیں۔ سارے کام چھوڑ کر بستر پر لیٹ کر اسے سوچتے رہنے کو جی چاہتا تھا اور یہ بات ذہانت اور مستقل مزاجی کے خلاف تھی۔
ایسی بے چینی کے دوران ایک بات سمجھ میں آئی کہ اس نے پارس کو تاریک کمرے میں پہنچا کر غلطی کی ہے۔ اسی وجہ سے وہ زیادہ یاد آتا ہے۔ زیادہ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ دل کہتا تھا دو قدم پر تہ خانہ ہے۔ وہ ذرا دیر اس کے پاس وقت گزار کر آسکتی ہے۔ اگر وہ دور ہوتا اور وہاں تک آسانی سے رسائی حاصل نہ ہوتی تو صبر آجاتا۔ وہ خود کو اس حد تک مصروف رکھتی کہ پارس کی طلب محدود ہو جاتی۔ کام بھی ہوتا رہتا اور جذبات بھی نارمل رہتے۔
اس میں شبہ نہیں کہ وہ بڑی دانائی سے کسی بھی شوق، کسی بھی جذبے کو تھپک کر دیوانگی کو ختم کر دیتی تھی اور خوب سوچ سمجھ کر طریق کار کا تعین کرتی تھی۔ وہ پارس کو یا دنیا کے کسی بھی مرد کو اپنے لئے لازمی بننے کا موقع نہیں دے سکتی تھی اس لئے فیصلہ کر چکی تھی کہ سونیا سے سودا کرے گی۔ پارس کو اس کے حوالے کر کے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حاصل کرے گی۔ اس سے دو فائدے حاصل ہوں گے۔ ایک تو اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے واپس مل جائیں گے۔ دوسرے وہ حواس پر چھا جانے والا اتنی دور ہو جائے گا کہ اسے دوبارہ حاصل کرنا دشوار ہو جائے گا۔ یوں ایک مرد کی حکمرانی کا خاتمہ ہو جائے گا۔
اس نے ایزی چیئر پر آرام سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیں، سونیا کے لب و لہجے کو یاد کیا پھر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی اس کے دماغ میں پہنچی۔ اس نے کہا " گوڈ ورڈز سناؤ۔"
وہ بولی " سانس نہ روکنا۔ میں مرینا ہوں۔"
" ویل کم مرینا! مجھے ذہین لڑکیوں پر بڑا پیار آتا ہے۔ کہو کیسے آئی ہو؟ پارس کا کوئی معاملہ ہے؟"
" ہاں۔ یہ سب ہی جانتے ہیں کہ وہ تمہارا لاڈلا ہے۔ اور تم میری آئیڈیل ہو۔ میں تمہیں بیٹے کی جدائی کا صدمہ نہیں دینا چاہتی۔ ایک سمجھوتا کرنا چاہتی ہوں۔"
" ہاں بولو کیا چاہتی ہو؟"
" اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی واپسی۔"
" تم ان کی واپسی کی شرط پر پارس کو رہا کرو گی؟"
" شرائط دشمنوں کے درمیان طے پاتی ہیں۔ میں تمہاری دوست بن کر رہنا چاہتی ہوں۔"
" تم دوست کیسے بن سکتی ہو جبکہ میری بیٹی کے جیسی ہو؟"
" اوہ، یہ تو میرے لئے خوشی اور فخر کی بات ہے۔ میں دل و جان سے تمہیں اپنی ماں تسلیم کرتی ہوں۔"
" دل و جان سے ماں کہتی ہوں تو کسی شرط کے بغیر اپنی ماں کو اس کا بیٹا دے دو۔"
" آں؟" وہ گڑبڑا گئی۔ پھر ہنستے ہوئے بولی " تم باتوں میں بھی چکرا دیتی ہو۔ میں بھی جواباً کہہ سکتی ہوں کہ مجھے بیٹی سمجھتی ہو تو بیٹی کے ملک کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو واپس کر دو۔"
" آخر ہوئی نا وہی شرط والی بات؟! ابھی چھوٹی سی عمر میں اتنی مکّار ہو کہ ماں بنا کر کلیجا نوچ لیتی ہو۔ یہی انداز رہا تو آئندہ تجربات تمہاری مکّارانہ ذہانت کو اور چمکائیں گے۔ میری دعا ہے کہ تم

طبعی عمر تک سلامت رہو۔"

"میں تمہاری ممتا کے لئے دوا لے کر آئی ہوں اور تم دعاؤں سے مجھے بہلا رہی ہو۔"

"کیا پارس تمہاری قید میں رو رہا ہے؟"

"بالکل نہیں' پتھر کیا روئے گا۔"

"کیا وہ بیمار ہے؟"

"پوری طرح صحت مند ہے۔"

"کیا وہ پریشان ہے؟"

"ہرگز نہیں۔ وہ تو ایسے مطمئن ہے جیسے اپنے بیڈ روم ہو۔"

"جب وہ مطمئن ہے تو تم کیوں پریشان ہو۔ اسے اپنے پاس رکھو۔"

"کیا کہہ رہی ہو۔ اپنے بیٹے کو میری قید میں رکھنا چاہتی ہو؟"

"مریا! مجھے تو یوں لگتا ہے کہ تم پارس کی قیدی بن گئی ہو۔ اس سے رہائی حاصل کرنے کے لئے میرے پاس آئی ہو۔"

سونیا کے اس نفسیاتی حملے نے اسے سوچنے سمجھنے پر مجبور کیا۔ وہ فوراً ہی سمجھ گئی بلکہ تسلیم کیا کہ وہ پارس کو اپنی زندگی سے دور کرنے' دوسرے لفظوں میں اس سے نجات حاصل کرنے سونیا کے پاس آئی تھی۔

اس نے ڈھٹائی سے انکار کرتے ہوئے کہا "سونیا! تم خواہ مخواہ ماہر نفسیات بن کر اپنا اور میرا وقت ضائع کر رہی ہو۔"

"تم مجھے سونیا کہہ رہی ہو۔ اماں جان نہیں کہو گی؟"

"کان پکڑتی ہوں۔ تم سے کوئی رشتہ قائم کرنے کی کبھی حماقت نہیں کروں گی۔"

"یہ ہوئی دانائی کی بات۔ ایسے ہی تجربات تمہیں کندن بنائیں گے۔"

"میں دیکھ رہی ہوں کہ تم مجھے باتوں سے بہلا رہی ہو اور کام کی بات نہیں کر رہی ہو۔"

"کام کی بات ہو تو کروں۔"

"کیا پارس کے لئے تمہارا دل نہیں مچلتا ہے؟"

"جو پارس تمہاری قید میں ہے' اس کے لئے دل نہ دھڑکے گا' نہ مچلے گا۔ اب جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ مریا دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ سونیا نے اچانک سانس روک کر مزید کچھ کہے سنے بغیر دماغ سے نکال کر اس کی توہین کی تھی۔ توہین تو اس بڑے کارنامے کی تھی جسے مریا نے انجام دے کر سپر طاقتوں کو چونکا دیا تھا اور وہ کارنامہ تھا پارس کا اغوا اور تاریک کمرے کی قید۔ مگر سونیا نے اتنے زبردست کارنامہ کی ایسی کی تیسی کر دی تھی۔

مریا پہلے تو ناگواری سے سونیا کے متعلق سوچتی رہی۔ پھر ایک دم سے چونک کر سیدھی بیٹھ گئی۔ سونیا کا آخری فقرہ تھا "جو پارس تمہاری قید میں ہے' اس کے لئے دل نہ دھڑکے گا' نہ مچلے گا۔"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مریا کی قید میں وہ پارس نہیں ہے جس کے لئے سونیا کی ممتا تڑپتی ہے۔

وہ ایزی چیئر سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ دماغ میں سنسناہٹ سی ہو رہی تھی۔ یہ سوال گونج رہا تھا "کیا میں دھوکا کھا رہی ہوں؟ کیا میں نے ڈمی پارس کو قیدی بنا رکھا ہے؟"

فرہاد کی فیملی سے دشمنی رکھنے والے اچھی طرح جانتے تھے کہ بابا صاحب کے ادارے میں سونیا' پارس اور علی تیمور کے کئی ڈمی افراد موجود رہتے ہیں اور وقتِ ضرورت اصل کی جگہ نقل لے لیتے ہیں۔ وہ سوچ رہی تھی "کیا میرے ساتھ بھی یہی کھیل کھیلا گیا ہے؟"

وہ غور کرنے لگی۔ پچھلے دن اس نے خود اپنی آنکھوں سے پارس کو بنگلے سے نکلتے دیکھا تھا اور اس کا تعاقب کرتے ہوئے جگت آنٹی کے مکان تک پہنچی تھی۔ وہاں پیئنگ گیسٹ کی حیثیت سے رہنے والے پارس نے ہی رات کو کمرے میں آکر اس کی تیمارداری کی تھی۔ ہو سکتا ہے اسی دوران کوئی گھپلا ہو گیا ہو۔ جب وہ اپنے باپ کے ذریعے کار بدل کر جگت آنٹی کے ہاں آئی تو اتنی دیر میں ڈمی نے اصل پارس کی جگہ لے لی ہو۔

اس نے پھر سونیا کے دماغ میں آکر کہا "میرے سامنے تمہاری مکاری نہیں چلے گی۔ میری قید میں اصلی پارس ہے۔ تم چاہتی ہو' میں تمہاری باتوں میں آکر اسے ڈمی سمجھ کر رہا کر دوں۔ وہ اصلی ہے اصلی۔"

"جب اصلی ہے تو میرے پاس کیوں آئی ہو؟"

"یہ بتانے کے لئے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے پارس کو بنگلے سے نکلتے دیکھا' خود اس کا تعاقب کیا۔ تمام رات پیئنگ گیسٹ بن کر اس کے ساتھ رہی۔"

"آگے نہ بولو۔ اس کے ساتھ رات گزارنے کی وجہ سے تمہاری پریشانیاں بڑھ گئی ہیں۔ تم یہ تسلیم کرتے ہوئے توہین محسوس کرتی ہو کہ پارس کے دھوکے میں کسی ایسے ویسے کی آغوش میں خود کو ہار گئی ہو۔"

"بے شک' میرا بدن کسی ایرے غیرے کے لئے نہیں ہے۔ میں نے پارس کو اس لئے برداشت کر لیا کہ وہ فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہے۔ میں کسی معمولی شخص پر تھوکنا بھی گوارا نہیں کروں گی۔ جوجو کی رہائش گاہ سے نکل کر میری قید میں آنے والا پارس ہے۔ اصلی پارس ہے۔"

"تم سے ایک زبردست غلطی ہوئی مریا! جو پارس جوجو کے بنگلے سے نکلا تھا' تمہیں اس کا تعاقب نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اگر تم صبر و تحمل سے اسی بنگلے کے قریب موجود رہتیں۔ یا جوجو کو تنہا سمجھ کر بنگلے میں داخل ہوتیں تو تمہیں وہاں اصلی پارس نظر آتا۔

پارس نے ابھی تک جوجو کا ساتھ نہیں چھوڑا ہے۔ وہ پیرس کے ایک ملٹری اسپتال میں اپنی جوجو کے ساتھ ہے۔ کیا اب سمجھ میں آیا کہ تم شروع ہی سے ڈمی کے پیچھے بھاگتی رہی ہو؟"

مریا چند لمحوں تک سکتے میں رہی۔ جب یقین ہو گیا کہ وہ ایک ڈمی کو اپنا حسن اور شباب دے کر اپنے مقام سے گر گئی ہے تو غصے میں چیخ کر بولی "میں گولی ماروں گی' اس ڈمی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"اپنے اس نامعقول فیصلے پر عمل کرنے سے پہلے یہ سن لو۔ جب ہم اپنی کسی ڈمی کو میدانِ عمل میں لاتے ہیں تو اس سے وعدہ کرتے ہیں کہ اسے بے موت مرنے نہیں دیں گے۔ تمام سپر طاقتیں اور یہودی تنظیم کے سربراہ آج تک ہماری کسی ڈمی کو نقصان نہیں پہنچا سکے۔ تم بھی اسے گولی نہیں مارو گی۔ یہ میرا حکم ہے۔"

"تمہیں یہ خوش فہمی کیوں ہے کہ میں حکم کی بندی بن جاؤں گی؟"

"اس لئے کہ تمہارا پیارا پیارا انکل' سابق جنرل ہماری قید میں ہے۔"

"یہ جھوٹ ہے۔"

"جنرل کے دماغ میں جا کر تصدیق کر لو۔"

اس نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ اسی لمحے میں اپنے انکل کے پاس آئی' اس انکل کے پاس جسے وہ باپ سے زیادہ چاہتی تھی۔ اس کے پسینے کی جگہ خون بہا سکتی تھی کیونکہ جنرل کی محبت' شفقت اور توجہ نے اسے اتنے بلند مقام تک پہنچایا تھا۔ وہ ایک کال کوٹھری کے فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں صرف زیرو پاور کے بلب کی روشنی تھی۔ اس نے تڑپ کر پوچھا "انکل! آپ کو کس نے قید کیا ہے؟"

"بیٹی کچھ اجنبی لوگ تھے۔ انہوں نے ساتھ چلنے کو کہا۔ میں ان کے ساتھ جانے لگا۔ راستے میں دماغی طور پر غائب ہو گیا۔ جب حاضر ہوا تو خود کو اس کال کوٹھری میں پایا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ مجھ سے کیا دشمنی ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا۔ جب تک ہمارا ایک بندہ مریا کی قید میں محفوظ ہے' تم سے کوئی دشمنی نہیں ہو گی۔ اگر ہمارے بندے کو دماغی نقصان پہنچے گا تو تمہارے دماغ میں بھی زلزلے پیدا ہوں گے' اگر اسے جانی نقصان پہنچا تو تمہیں گولی مار دی جائے گی۔"

"انکل! آپ فکر نہ کریں۔ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"یہ نقصان کیا کم ہے کہ میں اس عمر میں آرام دہ بستر چھوڑ کر کال کوٹھری کے ٹھنڈے فرش پر بیٹھا ہوں۔"

"میں آپ کو جلد ہی رہائی دلاؤں گی۔"

وہ پھر سونیا کے پاس آئی۔ پھر بولی "تم پکی چڑیل ہو۔ اپنی طرف آنے والی مصیبت کا توڑ کر لیتی ہو۔ بے شک میں تم سے بہت کچھ سیکھ رہی ہوں۔ میں نے مختصری مدت میں کامیابیاں ہی کامیابیاں حاصل کیں۔ آج پہلی بار تمہارے سامنے ہتھیار ڈال رہی ہوں۔ یہ شکست مجھے ہمیشہ یاد رہے گی اور جوابی شکست تم پر ادھار رہے گی۔"

"خدا کرے تمہارے حوصلے جوان رہیں۔"

"میں ابھی آدھے گھنٹے میں پارس کی ڈمی کو رہا کر دوں گی۔ اس آدھے گھنٹے میں تم میرے انکل کو آزاد کر دو۔"

سونیا نے کہا "سوری' تم پارس کی ڈمی کو جسمانی طور پر آزاد کرو گی۔ ذہنی طور پر وہ تمہارا غلام رہے گا۔ کیا تم چالاکی دکھانے سے باز نہیں آؤ گی؟"

"میں بھول گئی تھی کہ اسے ذہنی طور پر غلام بنایا ہے۔ ٹھیک ہے' میں اس کے دماغ میں جا کر اپنے ہی تنویمی عمل کا توڑ کروں گی۔"

"مجھے یقین ہونا چاہئے کہ تم نے پوری سچائی سے توڑ کیا ہے۔ یہ یقین کرنے کے لئے سلمان واسطی خیال خوانی کے ذریعے پارس کے اندر موجود رہے گا۔"

وہ بولی "اس وقت لندن میں دوپہر کے دو بجے ہیں۔ میں ٹھیک تین بجے عمل کروں گی میری ایک درخواست ہے۔ جب تک ڈمی پارس عمل کے بعد تنویمی نیند سے بیدار ہو گا تب تک

چار چھ گھنٹے گزر جائیں گے اور تب تک میرے انکل کال کوٹھری کے ٹھنڈے فرش پر بیٹھے رہیں گے اس لئے......"

سونیا نے کہا "میں سمجھ گئی۔ تم پندرہ منٹ کے بعد انکل کے پاس جاؤ۔۔ وہ تمہیں نہایت آرام دہ کمرے میں ملیں گے۔"

مرینا شکریہ کہہ کر پھر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ وہ دوسروں سے مختلف تھی۔ شکست کھا کر دل برداشتہ نہیں ہوئی تھی۔ ایک تو اس لئے غصہ نہیں آیا کہ اس نے کسی ایسی ویسی سے نہیں سونیا سے مات کھائی ہے' دوسرے یہ کہ سونیا سے پہلی ملاقات میں ہی زبردست تجربات حاصل ہوئے۔ صرف ایک بات پریشان کر رہی تھی اور وہ یہ کہ اس نے سپر ماسٹر اور اعلیٰ حکام کے سامنے پارس کو قیدی بنانے کا دعویٰ کیا تھا اور اس کے بدلے اپنے نوجوانوں کو واپس لانے کا یقین دلایا تھا۔ اب ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی واپسی نہیں ہوگی۔ اس کے نتیجہ میں اپنے اعلیٰ حکام کے سامنے پوزیشن کمزور ہو جائے گی۔ اب اسے اپنی پوزیشن کو مستحکم کرنے کی فکر لاحق ہو گئی تھی۔

اس نے پندرہ منٹ سے پہلے ہی اپنے انکل کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ لوگ اسے کال کوٹھری سے نکال کر لے جا رہے تھے۔ مرینا نے سوچا تھا' اگر انکل کو دماغی طور پر غائب رکھا گیا تو وہ خود انکل کے دماغ میں رہ کر دیکھتی رہے گی کہ اسے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔

مگر وہ لے جانے والے بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے تھے۔ چالاکی میں کسی سے کم نہیں تھے' وہاں امریکی باشندے بن کر زندگی گزار رہے تھے۔ انہوں نے جنرل کی آنکھوں پر پٹی باندھی اور مرینا کو مایوس کر دیا۔ اب وہ انکل کی آنکھوں سے راستوں کو نہیں پہچان سکتی تھی۔ اسے لے جانے والے مستقل گونگے بن گئے تھے' باتیں نہیں کر رہے تھے۔ مرینا کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو رہی تھی۔

ٹھیک پندرہ منٹ بعد آنکھوں سے پٹی کھل گئی۔ جنرل ایک آرام دہ بستر پر تھا۔ سرہانے کی میز پر کھانے کا سامان تھا۔ سردی سے بچنے کے لئے کمبل اور گرم کپڑے تھے۔ مرینا مطمئن ہو کر پھر دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔

اس نے سوچا تھا' اسے موقع ملے گا تو انکل کو سونیا کے آدمیوں سے چھین کر لے جائے گی۔ لیکن اس کے آدمیوں نے اسے مایوس کر دیا۔ مایوسی تو پارس کی طرف سے بھی ہوئی تھی۔ یہ سوچ کر دل ڈوب رہا تھا کہ وہ پارس کی تنہائی میں نہیں گئی تھی۔ کوئی دوسرا ہی بہتی گنگا میں ہاتھ دھو چکا ہے۔

اتنی بڑی توہین اُس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ پارس دشمن تھا۔ مگر تسلیم کر رہی تھی کہ وہ ساری رات اپنا اپنا سا لگا اور اس کے بعد بھی اب تک اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ آہ! پھر یہ ڈی کیوں مرنے چلا آیا؟

وہ غصہ نہیں دکھا سکتی تھی۔ ڈی کو گولی نہیں مار سکتی تھی۔ اس ڈی میں اس کے انکل کی جان تھی۔ ان حالات میں غصہ تھوک کر اپنے اوپر بیتی ہوئی آپ بیتی کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس نے ذرا سنجیدگی سے ڈی کے متعلق سوچا۔ اس لئے بھی سوچا کہ وہ اس کی زندگی کا پہلا مرد تھا۔ وہ ہزار نفرت اور غصے کے باوجود اس کی آمد و رفت کو جھٹلا نہیں سکتی تھی۔

جب وہ سنجیدگی سے سوچنے لگی تو وہ ڈی اسے پہاڑ لگا۔ کسی پہلو سے کمتر نہیں لگا۔ ایک لڑکی جو آرزوئیں کرتی ہے' وہ ان آرزوؤں سے بھی سوا تھا۔ اس کے ہر جذبے کی دوا تھا۔ وہ پارس نہیں تھا' مگر اس کی جوانی کا پارس پتھر بن گیا تھا۔

دل کہنے لگا' اسے اچھی طرح جانچنا پرکھنا چاہئے۔ جانے کیوں دل اسے اب بھی پارس کہہ رہا تھا۔ اور ذہانت کہہ رہی تھی' جب اس کی صورت پارس کی ہے.... آواز اور لہجہ' قد و قامت اور دل جیت لینے کا انداز سب ہی کچھ پارس جیسا ہے تو اسے اپنا پارس بنا کر ہی کیوں نہ رکھا جائے؟

یہ ایک نیا اور اچھوتا آئیڈیا تھا۔ جب وہ اپنا سب کچھ اسے سونپ چکی تھی تو پھر اسے گولی مارنا یا اپنی زندگی سے دور پھینک دینا سراسر حماقت ہوتی۔ اب وہ حماقت نہیں کرنا چاہتی تھی۔ یہ کھلونا لے کر بہل جانے والی بات نہیں تھی۔ وہ پارس نہ ہوتے ہوئے بھی ہر پہلو سے پارس تھا۔ اس دنیا میں کون سی بگڑی ہے جو بن نہیں جاتی۔ یہاں دوسرا دل مل جاتا ہے' دوا مل جاتی ہے' ایک نیا صنم مل جاتا ہے اور ڈھونڈنے والے کو تو خدا بھی مل جاتا ہے۔

مرینا یوں اٹھ کر کھڑی ہو گئی جیسے دل کا فیصلہ مان لیا ہو کہ آؤ چلو۔ لے آئیں گے بازار سے جا کر دل و جاں اور......

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی' اس کمرے میں آئی جہاں ایک چور دروازہ تھا جو نظر نہیں آتا تھا۔ کیوں کہ آگے پیچھے دُہری دیواریں تھیں۔ ایک خفیہ سسٹم کے ذریعے ایک دیوار ایک طرف سرکتی تھی تو اس کی پچھلی دیوار میں وہ دروازہ دکھائی دیتا تھا۔ مرینا اس دروازے سے گزر کر ایک تنگ راہداری میں آئی۔ وہاں ایک زینے سے اتر کر تہ خانہ میں پہنچی۔ ایک بڑے سے ہال کے چاروں طرف آٹھ دروازے تھے۔ ان دروازوں کے پیچھے مختلف تاریک کمرے تھے' جہاں مختلف قیدی رکھے گئے تھے۔

مرینا نے ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک بلب نکالا۔ پھر الماری بند کر کے ایک دروازے کے پاس آئی۔ خیال خوانی کے ذریعے پارس کے دماغ میں پہنچی۔ اُس نے اس پہلو سے سوچا تھا کہ پارس کے لب و لہجے کے ذریعے وہ اصلی پارس کے دماغ میں

کیوں نہیں پہنچتی ہے؟ ڈی کے پاس کیسے پہنچ جاتی ہے؟

یہ بات صاف اور سیدھی سی تھی کہ پارس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بزرگوں نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کا لب و لہجہ بدل دیا اور اس کا اصلی لب و لہجہ ڈی کے دماغ میں نقش کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ڈی کے پاس چلی آئی ہے۔

وہ تاریک کمرے میں سو رہا تھا۔ مرینا نے اس کے خوابیدہ دماغ کو ہدایت دی کہ وہ گہری نیند میں ڈوبا رہے۔ اس کمرے میں کوئی بھی آئے' اندھیرے سے روشنی بھی ہو تو اس کی آنکھ نہ کھلے۔ اس کے بعد اس نے چابی سے دروازہ کھولا۔ تاریک کمرے میں داخل ہو کر دروازے کو اندر سے بند کیا۔ اب وہ خود جیسے ایک تاریک قبر میں تھی۔ وہ ہاتھ سے دیوار کو ٹٹول کر سوئچ بورڈ کے پاس آئی پھر دوسرے ہاتھ سے بلب لگا کر سوئچ آن کر دیا۔ یکبارگی تاریکی چھٹ گئی۔ کمرے کی چار دیواری میں جیسے دن نکل آیا۔

وہ نگاہوں کے سامنے بستر پر سو رہا تھا۔ سر سے پاؤں تک پارس ہی پارس تھا۔ اسے روشنی میں دیکھتے ہی دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ مسرور ہو رہی ہے یا سرور میں آ رہی ہے۔ شاید مسرور اس لئے تھی کہ وہ روشنی میں بالکل پارس تھا اور سرور اس لئے آ رہا تھا کہ وہ تاریکی میں بھی وہی ہوتا تھا جو اب تک ہو چکا تھا۔ بدمعاش کہیں کا......

وہ دھڑکتے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھ کر بستر کے پاس آئی۔ اسے غور سے دیکھنے لگی شاید کہیں سے وہ اپنا نہ لگے۔ اجنبی لگے تو وہ منہ پھیر کر چلی جائے لیکن دل جس طرف پھر گیا تھا' ادھر سے وہ منہ نہ پھیر سکی۔ اس پر جھک کر اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔ اس کے چہرے کو جگہ جگہ سہلانے لگی۔ پھر اور قریب آ کر اپنا چہرہ اس کے چہرے پر رکھ دیا۔ بلا سے وہ پارس نہ ہو' وہ جو بھی ہو' اس کی زندگی کا پہلا سکندر تھا اور آخری بھی یہی رہے گا۔

وہ تھوڑی دیر تک اسے دیکھ دیکھ کر اسے پوجتی رہی۔ گہری گہری سانسیں یوں لیتی رہی جیسے سانسوں کے ذریعے اسے اپنے اندر کھینچ رہی ہو۔ پھر وہ جذبوں سے بے حال ہو کر اٹھ گئی۔ دیوار کے پاس آ کر سوئچ کو آف کیا۔ اچانک دن سے رات ہو گئی گہری تاریکی چھا گئی۔ اس نے اپنے اسکارف سے بلب کو پکڑا کیوں کہ وہ گرم ہو گیا تھا' بڑی دیر میں ٹھنڈا ہونے والا تھا۔

اس نے بلب کو اور دروازے کی چابی کو بستر کے گدے کے نیچے چھپا دیا۔ اندھیرے میں راستہ ٹٹولتی ہوئی دوسرے پلنگ پر آئی۔ پھر وہاں بیٹھ کر اس کے خوابیدہ دماغ کو ہدایت دی کہ اب وہ رفتہ رفتہ بیدار ہو جائے۔

جب وہ نیند سے بیداری کی طرف آنے لگا تو وہ دماغ سے نکل آئی پھر ہولے ہولے سسکیاں لینے لگی۔ رونے کی آواز نکالنے لگی چند منٹ کے بعد پارس کے جمائی لینے کی آواز آئی پھر وہ چونک کر بولا "کون ہے؟ یہ کون رو رہا ہے؟"

وہ ہولے سے چیخ مار کر سہمے ہوئے انداز میں بولی "تم کون ہو؟... یہاں اور کتنے لوگ ہیں' میں تو خود کو تنہا سمجھ رہی تھی۔"

"اور میں اب تک تنہا تھا۔ اس اندھیرے میں پورے کمرے کو ٹٹول کر دیکھ چکا تھا' اس وقت تم نہیں تھیں۔ اب کہاں سے آ گئی ہو؟"

"میں کیا بتاؤں؟ سوچتی ہوں تو پاگل سی ہو جاتی ہوں۔ میں ہائیڈ پارک کے ایک اوپن ریستوران میں کافی پی رہی تھی۔ دو گھونٹ پینے کے بعد مجھے اپنا ہوش نہیں رہا پتا نہیں کافی میں کوئی دوا حل کی گئی تھی یا کوئی طلسم تھا' میں اس تاریکی میں پہنچ گئی' نہیں کتنا وقت گزر چکا ہے' میری کلائی پر گھڑی ہے مگر وقت نہیں دیکھ سکتی' پلیز لائٹ آن کر دو۔"

"یہاں لائٹ ہوتی تو میں اندھیرے میں نہیں رہتا۔"

"میں ہوش میں آنے کے بعد دیر تک چیختی رہی مجھے پلنگ سے نیچے پاؤں رکھتے ہوئے ڈر لگتا ہے' پتا نہیں یہ کیسی جگہ ہے۔"

"تمہیں ڈرنا نہیں چاہئے' یہ ایک صاف ستھرا کمرا ہے' پختہ فرش ہے' تم دونوں ہاتھوں سے راستہ ٹٹول کر اس کمرے کے جغرافیہ کو اور اٹیچڈ باتھ روم کو سمجھ سکتی ہو۔"

"نہیں مجھے ڈر لگتا ہے' پلیز مجھے حوصلہ دو کہ ہم جلدی اس اندھیرے سے نکل جائیں گے۔"

"ایک قیدی دوسرے قیدی کو جھوٹے دلاسے تو دے سکتا ہے سچا حوصلہ نہیں دے سکتا۔ کیا تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو؟"

"یہ کیا چیز ہے؟"

"تعجب ہے تم ٹیلی پیتھی کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں؟"

"میں آئرلینڈ کے ایک بہت چھوٹے سے قصبے میں رہتی ہوں۔ وہاں... سنا کرتی تھی کہ انسان چاند پر پہنچ گیا ہے۔ مجھے لندن شہر دیکھنے کا بڑا شوق تھا' میں یہاں ممی ڈیڈی کے ساتھ آئی تھی" اتنا کہہ کر وہ رونے لگی۔ پارس نے پوچھا "ارے تم رو رہی ہو؟"

"اور کیا کروں۔ ممی اور ڈیڈی مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے میں اکیلی ہوں' کیا تم میرے پاس نہیں آ سکتے؟"

"میں آ رہا ہوں۔"

وہ راستہ ٹٹولتا ہوا دوسرے بستر پر آیا پھر بولا "تم کہاں ہو' اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔"

دونوں نے ٹٹولتے ہوئے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیا' پارس کا ایک ہاتھ اس کے بھرے بھرے بازو پر پہنچا' وہ بولا "اہے! تم تو جوان ہو۔ رونے کی آواز سن کر میں تمہیں بچی سمجھ رہا تھا۔"

وہ پھر روتے ہوئے بولی "کیا جوان لڑکیاں مصیبت میں نہیں روتی ہیں؟"

"روتی ہیں 'اب تو چپ ہو جاؤ میں آ گیا ہوں۔"
وہ قریب ہو کر اس سے لگ کر بولی "مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"
پارس تھوڑی دیر کے لئے تھم سا گیا 'جم سا گیا۔ اسے کچھ محسوس ہو رہا تھا بار یہ نے اسے صرف زہر کا عادی نہیں بنایا تھا 'سانپ کی فطرت یا اس کی سوجھ بوجھ کا انداز بھی دیا تھا۔ وہ سانپ کی طرح اپنے شکار کو پہچان لیتا تھا خواہ اندھیرے میں سونگھ کر یا چھو کر۔ مرینا کے بدن کے لمس نے اسے سوچنے پر مجبور کیا کہ وہ اچھوتی نہیں ہے۔ وہ پوری کی پوری اس کے ہاتھوں سے گزر چکی ہے۔
اس کی قربت اس کا انداز اور اس کی ایک ایک ادا چغلی کھا رہی تھی کہ میں ہیٹنگ گیسٹ ہاؤس والی ہوں اور مرینا کو یہ یقین کامل تھا کہ اندھیرے میں پہچانی نہیں جائے گی۔ کیا خوب آنکھ مچولی تھی۔ پارس نے آنکھوں پر اندھیرے کی پٹی ہونے کے باوجود پہچان لیا تھا۔ مرینا کی آنکھوں پر اندھے جذبات کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ وہ سحرزدہ ہو کر سب کچھ بھول گئی تھی اور خوش فہمی میں مبتلا تھی کہ پارس کو بھی اوندھے مُنہ گرا لیا ہے۔
کافی وقت گزر گیا تب پارس نے پوچھا "تم کہاں ہو؟"
وہ سینے پر سر رکھ کر بولی "تمہارے پاس ہوں۔"
"کیا تاریکی میں ڈر نہیں لگ رہا ہے؟"
"نہیں' یوں لگ رہا تھا جیسے میرے چاروں طرف روشنی ہو گئی ہے۔ تم کیسے جادوگر ہو 'اندھیرے کو میرے دماغ سے مٹا دیا تھا۔"
"تم نے آتے ہی دستر خوان بچھا دیا جیسے پرانی میزبانی ہو۔"
"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ تمہارے پاس آ کر یوں لگا جیسے ہائیڈ پارک کے ریستوران کی طرح پھر ہوش اڑ گئے ہوں۔"
"اب ہوش میں ہو۔ اپنا نام بتا دو۔"
"میرا نام ایلی ہے۔ پورا نام ایلزبتھ ہے۔"
"تم پورے ہوش و حواس میں نہیں ہو اس لئے اپنا نام بھول رہی ہو۔"
"بھلا کوئی اپنا نام بھی بھولتا ہے۔ اور تم تو یوں کہہ رہے ہو جیسے میرا کوئی دوسرا نام جانتے ہو۔"
"جانتا ہوں مرینا!"
وہ لیٹی ہوئی تھی ہڑبڑا کر اٹھنا چاہتی تھی پارس نے ایک بازو کے حصار میں اس کی گردن دبوچ لی 'وہ اٹھ نہ سکی 'رکی رکی سانسوں کے درمیان بولی "یہ کیا حرکت ہے؟ کیا یہی میرے پیار کا صلہ ہے؟"
"نام یاد آ گیا؟"
"ہاں 'چھوڑو مجھے۔"
"جب یاد آ گیا ہے تو چھوڑ دیتا ہوں۔"

اس نے چھوڑ دیا۔ وہ گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے بولی۔ "میں تمہیں حکم دیتی ہوں آنکھیں بند کر لو۔"
"تم جس حال میں بھی رہو 'آنکھیں کھلی رکھنے سے فرق نہیں پڑے گا۔ آنکھیں بند کرنے کا مرحلہ گزر چکا ہے۔"
"یو شٹ اپ!"
وہ اس کے دماغ میں پہنچ گئی پھر بولی "آنکھیں بند کرو اور گہری نیند سو جاؤ۔"
اسے سلمان واسطی کی آواز سنائی دی "تم اسے سلا کر جانا چاہتی ہو تا کہ یہ باہر کا راستہ نہ معلوم کر سکے۔"
وہ بولی "تم؟ سلمان واسطی؟"
"ہاں 'یاد دلانے آیا ہوں۔ تم نے ایک گھنٹے بعد ڈمی پارس کے دماغ میں اپنے تنویمی عمل کا توڑ کرنے کو کہا تھا 'وہ ایک گھنٹا گزر چکا ہے۔"
وہ بولی "مجھے آدھے گھنٹے کی مہلت دو۔"
"سسٹر مہلت دے سکتی ہیں۔"
"کیا سونیا کو سسٹر کہتے ہو؟"
"ہاں 'تمہیں بھی سسٹر کی عظمت اور برتری کو تسلیم کرنا چاہئے۔ انہیں احتراماً مادام کہہ سکتی ہو۔"
"اچھا سونیا کے دماغ میں چلو 'میں ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"
وہ سلمان کے ساتھ سونیا کے دماغ میں آئی پھر بولی "آج سے میں آپ کو احتراماً مادام کہا کروں گی۔"
"احترام بعد میں بھی کر سکتی ہو۔ پہلے ڈمی پر تنویمی عمل کا توڑ کرو۔"
"میں ابھی کرتی ہوں 'ایک ضروری گزارش ہے؟"
"بڑے مہذب الفاظ استعمال کر رہی ہو۔ کرو گزارش؟"
"میں نے دھوکے میں آ کر... پارس کی ڈمی کو قیدی بنا لیا۔ لیکن ادھر تین گھنٹوں کے دوران یہ ڈمی میرے لئے بہت اہم ہو گیا ہے۔ میں نے اسے پارس سمجھ کر قبول کیا تھا مگر اب وہ کوئی بھی ہے میرے جسم و جاں کا مالک ہے۔"
"اوہ تو بات یہاں تک پہنچ گئی ہے۔"
"مادام! آپ عورت ہیں اور یہ تسلیم کریں گی کہ ایک عزت دار عورت اسی مرد کے ساتھ زندگی گزارتی ہے جو پہلی بار اس کی تنہائیوں میں آتا ہے۔"
"میں جانتی ہوں لیکن پارس کا رول ادا کرنے والا وہ ڈمی بہت ہی ذہین اور باصلاحیت ہے۔ ہمارے لئے اہم ہے۔"
"کیا تم اسے ایک عورت کی عزت سے اہم کہو گی؟"
"نہیں۔ اس معاملے میں تمہاری حمایت کروں گی لیکن یہ دانشمندانہ مشورہ دوں گی کہ محبوب کو غلام بنا کر نہیں رکھا جاتا۔

پہلے تنویمی عمل کا توڑ کرو۔ اسے خود آزادی سے سوچنے سمجھنے اور تمہارے متعلق فیصلہ کرنے دو۔ اگر وہ ڈمی تمہارے ساتھ زندگی گزارنا چاہے گا تو میں اسے تمہارے حوالے کردوں گی۔"

"اوہ سونیا! مم...... میرا مطلب ہے مادام سونیا! تم واقعی گریٹ ہو۔ اب مجھے آدھے گھنٹے کی مہلت دو۔ میں ٹھیک پونے چار بجے تنویمی عمل کا توڑ کروں گی۔"

"میں تمہیں مہلت دیتی ہوں۔"

"ایک بات اور' وہ یہ کہ سلمان واسطی کو پونے چار بجے سے پہلے ڈمی کے پاس جانے کی اجازت نہ دیں۔"

"ٹھیک ہے سلمان ٹھیک اپنے وقت پر وہاں جائے گا۔"

وہ خوش ہو کر بولی "اے لاٹ آف تھینکس مادام۔"

وہ تاریک کمرے میں پارس کے پاس حاضر ہو گئی۔ اس نے پوچھا "کیا سوچ رہے ہو؟"

وہ بولا "شرمندہ ہوں' میں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی۔"

"میں جانتی ہوں' زیادتی تم نے نہیں کی تھی۔ سلمان واسطی نے تمہیں ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا۔ کیا تم اسے جانتے ہو؟"

"میں اپنے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو جانتا ہوں۔ میرے یہ بزرگ وقتاً فوقتاً میرے دماغ میں آتے رہتے ہیں لیکن میری اجازت کے بغیر نہیں آتے۔ میں سانس روک لیا کرتا تھا۔ پتا نہیں میری دماغی توانائی کب بحال ہو گی۔"

"کیا تمہیں پتا ہے کہ تم پارس نہیں ہو؟"

وہ ہنس کر بولا "میں پارس نہیں ہوں تو اور کون ہوں؟"

"تم اس کی ڈمی ہو۔ بابا صاحب کے ادارے میں تم پر تنویمی عمل کے ذریعے یا شاید برین آپریشن کے ذریعے تمہاری پچھلی زندگی کی یادوں کو بھلا دیا گیا ہے۔ میں نے بھی تم پر تنویمی عمل کر کے تمہیں اپنا تابعدار بنایا ہے۔"

"تم نے مجھے تابعدار کیوں بنایا ہے؟"

"تاکہ تم ہرجائی نہ بنو۔ ایک ذرا انسانیت سے اور شرافت سے سوچ کر جواب دو کہ میرے جسم و جاں اور عزت کے مالک بن کر مجھے ٹھکرا دو گے؟"

"ہرگز نہیں۔ میں آخری سانس تک کبھی تم سے بے وفائی نہیں کروں گا۔ تم یہ کیوں سوچتی ہو کہ میں تمہیں ٹھکرا سکتا ہوں؟"

"مادام سونیا کا حکم ہے کہ میں تمہیں ان کے حوالے کردوں۔ انکار کروں گی تو وہ میرے انکل کو گولی ماردیں گی۔"

"مادام سونیا کون ہوتی ہیں ہمارے درمیان دیوار بننے والی؟"

"تم انہیں مادام نہیں مما کہتے ہو۔ تمہارے دماغ پہ میرے تنویمی عمل کا اثر ہے اس لئے اپنی مما کی مخالفت میں بول رہے ہو۔ ابھی میں اپنے عمل کا توڑ کروں گی تو تم میرے مخالف ہو جاؤ گے۔"

"ہرگز نہیں۔ میں تمہارا دیوانہ ہوں۔ اگر تمہیں اندیشہ ہے تو اپنے عمل کا توڑ نہ کرو۔"

"میرے انکل' مادام سونیا کی قید میں ہیں۔ میں توڑ نہیں کروں گی اور تمہیں مادام کے حوالے نہیں کروں گی تو انکل مجھے زندہ نہیں ملیں گے۔"

"کسی طرح مما سے میری بات کراؤ۔ میں ان سے صاف صاف کہہ دوں گا کہ میں تمہارے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہوں وہ انکل کو کسی شرط کے بغیر رہا کردیں۔"

"وہ تمہاری بات نہیں مانیں گی کیونکہ یہ سب کچھ تم میرے معمول کی حیثیت سے کہو گے۔"

"بڑی مشکل ہے۔ ایک بات بتاؤ۔ کیا تم مجھے دل و جاں سے چاہتی ہو؟"

"میں اپنی چاہت کیسے بیان کروں۔ تم نے کسی تنویمی عمل کے بغیر مجھے تسخیر کیا ہے۔ میں تمہاری معمولہ اور کنیز بن کر رہ گئی ہوں۔ تم میری عزت' میرا لباس ہو۔ مادام تمہیں چھین لیں گی تو میرا لباس اتر جائے گا۔ میں کبھی بے لباس رہنا پسند نہیں کروں گی۔"

"جب اتنی گہری چاہت ہے تو انکل کو مر جانے دو۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

"کسی ایک کی قربانی لازمی ہے۔ انکل کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دو۔ یا انہیں واپس لانے کے لئے مجھے مما کے حوالے کردو۔"

"تم نہیں جانتے انکل میری دنیا ہیں' میرا ایمان ہیں۔ انہوں نے مجھے عزت' شہرت' دولت اور برتری کے آسمان پر پہنچایا ہے۔ میں تمہارے لئے احسان فراموش بن جاؤں گی تو سوچو احسان فراموش کسی کے نہیں ہوتے۔ کبھی برے وقت میں تم سے بھی دھوکا کروں گی۔ اس وقت تمہیں کتنا صدمہ ہو گا؟"

"تم بہت اچھی اور سچی ہو۔ میں خوش نصیب ہوں کہ تمہاری بے انتہا محبت مل رہی ہے۔ تمہیں ہر حال میں انکل کو واپس لانا چاہئے۔ مجھے وقتی طور پر دور کردو۔ اگر ہماری محبت سچی ہے تو ہم جلد ہی دوبارہ ملیں گے۔"

مرینا وہاں سے اٹھ کر اندھیرے میں راستہ ٹٹولتی ہوئی دوسرے بستر کے پاس آئی۔ گدے کے نیچے سے بلب اور دروازے کی چابی نکالی۔ پھر پارس سے کہا "میرے پاس آؤ۔"

وہ بھی راستہ ٹٹولتا ہوا قریب آیا۔ مرینا نے اس کے ہاتھ میں چابی اور بلب دے کر دماغ پر پوری طرح قبضہ جمالیا۔ پارس نے اس کی مرضی کے مطابق دروازہ کھولا۔ اس کے ساتھ باہر آیا پھر دروازے کو لاک کیا۔ وہاں کی ایک الماری کھول کر اس کے اندر بلب کو رکھا۔ اس کے بعد وہاں سے چلتا ہوا زینے پر چڑھتا ہوا اور چور دروازے سے گزرتا ہوا اس محل نما عمارت سے باہر آیا۔ مرینا اس کے ساتھ چل رہی تھی۔ دونوں کار کی اگلی سیٹوں پر آکر بیٹھ گئے۔ پارس تاریک کمرے سے باہر آیا تھا۔ باہر بھی رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا لیکن اسے خبر نہیں تھی کہ وہ قید خانے سے باہر آگیا ہے۔ ابھی وہ ٹیلی پیتھی کا قیدی تھا۔

اس نے کار اسٹارٹ کی۔ اسے ڈرائیو کرتا ہوا احاطے سے باہر آیا پھر ایک اسٹریٹ سے گزر کر شاہراہ پر تیز رفتاری سے کار چلانے لگا۔ پانچ منٹ کے بعد سلمان نے اس کے دماغ میں آکر پوچھا "مرینا! تم نے اس کے دماغ پر مکمل قبضہ جمایا ہوا ہے' کیا تم میری سوچ کی لہروں کو سن سکتی ہو؟"

وہ پارس کی زبان سے بولی "ہاں اس کے ذریعے کار ڈرائیو کرنے کے لئے مکمل قبضہ ضروری ہے۔ ہم دس منٹ میں ایک ہوٹل تک پہنچیں گے۔ میں وہاں ایک کمرا کرائے پر حاصل کر کے اس پر کئے ہوئے عمل کا توڑ کروں گی۔"

"بہت چالاک ہو۔ تاریک قید خانے میں توڑ نہیں کیا۔ اگر کرتیں تو یہ ڈمی ہوش و حواس میں باہر آتا اور ہمیں اس تاریک قید خانے کا پتا چل جاتا۔"

"پلیز' ابھی باتیں نہ کرو۔ میری توجہ پارس کی ڈرائیونگ پر ہے کیا تم چاہتے ہو کہ حادثہ ہو جائے؟"

"خدا نہ کرے ایسا ہو۔ میں پندرہ منٹ بعد ہوٹل کے کمرے میں آؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ مرینا کو ایک نیا آئیڈیا مل گیا۔ حادثے کی بات کرتے ہی خیال آیا کہ یارب، حادثے میں زخمی ہو جائے اور کمزور ہو جائے تو ایسی حالت میں تنویمی عمل کا توڑ نہیں ہو گا۔ اس کے زخم بھرنے اور توانائی حاصل کرنے تک یہ سوچنے سمجھنے کا موقع مل جائے گا کہ وہ اسے قید خانے سے نکالنے کے بعد بھی کس طرح اپنا تابعدار بنا کر رکھ سکتی ہے۔

اس نے ایک جگہ گاڑی رکوادی پھر اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ اس نے چونک کر آس پاس دیکھا پھر پوچھا "میں اس کار میں کیسے آگیا؟ یہ کون سی جگہ ہے؟"

"تم رابسن روڈ پر ہو۔ وہ سامنے دو ٹیکسیاں نظر آرہی ہیں۔ تم ایک ٹیکسی والے سے کہو' ڈولفن اسکوائر لے جائے۔ ڈولفن اسکوائر کے دائیں طرف ایک بی کلاس ہوٹل ہے وہاں ایک کمرا حاصل کرو۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہارے پاس آؤں گی۔"

اس نے پارس کو کئی پونڈ کے نوٹ دیئے۔ وہ حکم کا بندہ بنا ہوا تھا۔ کار سے اتر کر چلا گیا۔ مرینا نے اسٹیرنگ سیٹ سنبھال لی۔ وہاں سے کار ڈرائیو کرتی ہوئی اپنے پرائیویٹ بنگلے کی طرف جانے لگی۔ وہ اس پہلو سے سوچ رہی تھی کہ سلمان اسے ڈمی پارس کے ساتھ ایک کار میں دیکھ چکا ہے۔ اگر اپنے آدمیوں کو تعاقب میں لگائے گا تو وہ ان کے چنگل میں پھنس جائے گی۔ یہ اس کی دانائی تھی۔ سلمان نے واقعی پارس کے ذریعے معلوم کیا تھا کہ وہ رابسن روڈ سے گزر رہا ہے۔ اس نے لندن میں مستقل رہنے والے اپنے خاص آدمیوں کو ادھر دوڑا دیا تھا۔ اس سے پہلے ہی مرینا نے راستہ بدل دیا تھا۔

اس نے بہت دور نکل آنے کے بعد سلمان واسطی کو مخاطب کیا۔ وہ بولا "میرے دماغ سے چلی جاؤ میں تمہارے دماغ میں آؤں گا۔"

"سوری میں بھی اپنے دماغ میں جگہ نہیں دوں گی۔ ضروری باتیں سننا چاہو تو مادام سونیا کے پاس آجاؤ۔"

وہ دونوں سونیا کے پاس آئے۔ مرینا نے کہا "میں نے ڈمی کو قید سے رہا کردیا ہے اور اسے ایک ہوٹل میں جانے کو کہا ہے۔"

سلمان نے پوچھا "ابھی تم اس کے ساتھ تھیں پھر اسے آزاد کیوں چھوڑ دیا؟"

"اس لئے کہ تم مجھے اس کے ساتھ کار میں سفر کرتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ اپنے آدمی میرے پیچھے لگا سکتے تھے اور شاید لگائے بھی ہوں۔ میں اپنے طور پر حفاظتی تدبیر پر عمل کر رہی ہوں۔"

"اگر پارس کو کوئی حادثہ پیش آیا تو؟"

"پارس بچہ نہیں ہے۔ اگر بچہ سمجھتے ہو تو اس کے دماغ میں رہو۔ وہ ہوٹل کے کمرے میں پہنچنے تک آزاد ہے۔ اس کے بعد

میں اس کے پاس جاکر تنویمی عمل کا توڑ کروں گی۔"

سونیا نے کہا "مرینا ٹھیک کہہ رہی ہے۔ جب وہ تاریک قید خانے سے باہر آچکا ہے تو سلمان تم بھی مرینا کے عمل کا توڑ کرسکتے ہو۔ میں تو مرینا سے اس لئے توڑ کرنے کو کہہ رہی تھی کہ وہ قیدی بنا ہوا تھا۔ ہمارے لئے اس ڈمی کی رہائی لازمی تھی اور وہ رہا ہو چکا ہے۔"

وہ بولی "مادام! اگر تم پہلے کہتیں کہ ڈمی کی رہائی کے بعد تمہارا کوئی خیال خوانی کرنے والا میرے عمل کا توڑ کرے گا تو میں اس کی رہائی میں اتنی دیر نہ کرتی۔ ایک جگہ میری بہت اہم مصروفیات ہیں۔ تمہاری مہربانی ہوگی، مجھے دوسری جگہ مصروف رہنے دو۔"

"بیشک تم جاؤ۔ مگر یہ سمجھ لو، جب تک ڈمی پارس تمہارے سحر سے نہیں نکلے گا، تمہارے انکل کو رہائی نہیں ملے گی۔"

"میں مطمئن ہوں کہ تم نے میرے انکل کو ایک آرام دہ کمرے میں نظر بند کیا ہے۔ میں تم پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی رہائی کا انتظار کرتی رہوں گی۔"

وہ ایک جگہ کار روک کر خیال خوانی کر رہی تھی۔ پھر اسے ڈرائیو کرتی ہوئی اپنے پرائیویٹ بنگلے میں آگئی۔ اب اس کے ہاتھ میں ایک چال آگئی تھی۔ جس وقت سلمان، پارس کے دماغ میں جاکر توڑ کرے گا، مرینا بھی اس کے اندر رہے گی، چپکے چپکے سلمان کے عمل کو ناکام بنائے گی اور اس خوش فہمی میں مبتلا رکھے گی کہ ڈمی کے دماغ سے مرینا کا تنویمی عمل ختم ہوچکا ہے۔

وہ ایک ایزی چیئر پر بیٹھ کر پارس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہاں سلمان پہلے سے پہنچا ہوا تھا اور تنویمی عمل کے ذریعے پارس کو ٹرانس میں لا رہا تھا۔ مرینا اس کے عمل کو خاموشی سے ناکام بناتی رہی۔ ادھر سلمان کو کامیابی کا یقین ہوتا رہا۔ اس نے عمل کے اختتام پر اسے تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ دیا۔

پارس کے دماغ میں خاموشی چھاگئی تھی۔ مرینا نے سلمان کے اطمینان کے لئے اسے سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ دس منٹ تک خاموش رہی پھر سوچ کے ذریعے بولی "پارس! بیدار ہو جاؤ۔"

اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں پھر پوچھا "مرینا! تم میرے پاس ہو؟"

"ہاں تمہارے پاس ہوں۔ سلمان کی تسلی کے لئے تمہیں سلا دیا تھا۔"

"میری جان! تم نے توڑ ہونے نہیں دیا۔ میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ کوئی بھی مجھ پر عمل کرے گا تو میں اسے دھوکا دوں گا۔ بظاہر معمول بن جاؤں گا۔ مگر تمہارے ہی سحر میں رہوں گا۔"

"اوہ پارس! میں بہت خوش ہوں۔ اب تم میرے ہی رہو گے۔ ہم عارضی طور پر جدا ہوں گے لیکن جب چاہیں گے ایک دوسرے کی آغوش میں چلے آئیں گے۔"

"انکل سلمان مجھے تین گھنٹے کی نیند سونے کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ لہٰذا تم مجھے سلا دو۔"

مرینا نے اسے سلا دیا۔ جب وہ گہری نیند میں ڈوب گیا تو وہ اپنی جگہ واپس آگئی۔ وہ بہت بڑی بازی ہارتے ہارتے جیت گئی تھی۔ اب ڈمی پارس جہاں بھی رہتا اس کے دماغ سے مرینا کو یہ معلوم ہوتا رہتا کہ سونیا، سلمان اور علی تیمور وغیرہ کہاں کہاں مصروف ہیں اور مرینا کے ملک کے خلاف کیا کچھ کر رہے ہیں۔ وہ ڈمی کو پہلے آلۂ کار بعد میں یار سمجھتی تھی۔

وہ اپنی ذہانت اور حکمتِ عملی کی دھاک جما رہی تھی۔ اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہوتی کہ سونیا کے مقابلے میں میدان مار رہی تھی۔ ڈمی پارس کو سونیا کے حوالے کرنے کے بعد بھی اسے اپنی مٹھی میں رکھنے والی تھی۔

یہ حقیقت ہے کہ حد سے زیادہ کامیابیاں آدمی کا دماغ خراب کردیتی ہیں، یا تو وہ مغرور ہوجاتا ہے یا پھر ہر بار کامیابی کا یقین کرتے ہوئے اپنے معاملات کو ہر پہلو سے جانچنا بھول جاتا ہے۔ مرینا بھی یہ بھول گئی تھی کہ سونیا سے پالا پڑا ہے۔

سونیا نے اپنی چالبازی سے اسے اچھی طرح یقین دلادیا تھا کہ اس کی قید میں اصلی پارس نہیں ہے بلکہ ڈمی ہے۔ یہ ایک نفسیاتی حملہ تھا۔ بلندی پر جانے والی عورت کسی معمولی شخص کو جیون ساتھی نہیں بناتی۔ مرینا کی ساری توجہ اس بات پر مرکوز ہوگئی کہ اس نے پارس کے دھوکے میں کسی چھوٹے آدمی کو اپنے جسم و جاں کا مالک بنا دیا ہے اور اس ڈمی کی اتنی ہی اہمیت ہے کہ وہ جنرل کے بدلے اسے واپس کردے تو ٹھیک ہے ورنہ اِدھر مرینا کے حکم سے ڈمی کو گولی ماری جائے گی، اُدھر مرینا کے انکل کو گولی ماردی جائے گی۔

مرینا نے اس کی چال میں آکر یہی سمجھا کہ قید میں اصلی پارس ہوتا تو اسے گولی مارنے کی بات نہ کی جاتی لہٰذا ایک ڈمی کی خاطر اپنے انکل کی موت کا سامان نہیں کرنا چاہئے۔

سونیا یہ بھی جانتی تھی کہ سلمان، پارس کے دماغ میں توڑ کرنے جائے گا تو مرینا اپنی چال چلے گی، سلمان کے عمل کو ناکام بنائے گی۔ اس لئے سونیا نے مجھے بلایا تھا۔ میں نے کہا "تل ابیب میں بہت مصروف ہوں۔ کیا میری موجودگی ضروری ہے؟"

وہ بولی "میں بھی تل ابیب میں ہوں، ہماری کوئی بھی مصروفیت بیٹے سے زیادہ اہم نہیں ہوسکتی۔ سلمان پارس پر ناکام عمل کرے گا۔ تم خاموش تماشائی بن کر رہو گے کیونکہ وہاں مرینا یقیناً اپنی چال چل رہی ہوگی۔ جب تمہیں یقین ہوجائے کہ اس کا کھیل ختم ہوگیا ہے اور وہ چلی گئی ہے تو تم پارس کو اس کے سحر سے نکالو گے۔"

میں نے یہی کیا۔ جب مرینا پارس کو سلا کر چلی گئی تو میں نے ے گھنٹے تک انتظار کیا۔ پھر یقین ہوگیا کہ وہ مطمئن ہو کر گئی ہ تب میں نے اپنے بیٹے کو ٹرانس میں لے کر اسے پوری طرح مول بنا کر مرینا کے تنویمی عمل کے متعلق پوچھتا گیا اور اس کے ڈہن میں یہ باتیں نقش کرتا گیا کہ مرینا کا عمل دماغ سے مٹ چکا ہ۔ وہ اس کا معمول اور تابعدار نہیں رہے گا لیکن مرینا کی آمد پر وہ سانس نہیں روکے گا۔ اسے خوش فہمی میں مبتلا رکھے گا کہ ستور اس کا تابعدار ہے۔

میں نے پارس کے دماغ کے ایک خانے کو مقفل کیا اور یہ ایت کی کہ اہم راز کی باتیں اس خانے میں مقفل رہیں گی اور رینا کی سوچ کی لہریں وہاں تک نہیں پہنچیں گی۔ اس طرح وہ ڈمی ارس بن کر اسے دوستی کا یقین دلاتا رہے گا۔

مجھے تل ابیب میں دماغی طور پر حاضر رہنا تھا اس لئے میں ونیا کو اپنے کام کی رپورٹ دے کر چلا گیا۔ تین گھنٹے بعد مرینا ارس کے پاس آئی۔ وہ بیدار ہو رہا تھا۔ اس نے سانس نہیں وکی کیونکہ دماغی توانائی بحال نہیں ہوئی تھی۔ اگر بحال ہو جاتی ب بھی میرے تنویمی عمل کے مطابق وہ مرینا کی آمد پر سانس نہ وکتا۔ وہ اس کے دماغ میں خاموش رہی، اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ سلمان داسطی کی آواز سنائی دی "ہیلو پارس! کیا کمزوری محسوس کر رہے ہو؟"

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا "جی نہیں، میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"سسٹر نے کہا ہے، لندن چھوڑ دو۔ پیرس چلے آؤ۔"

"آپ مما سے کہہ دیں، میں اس وقت تک لندن سے نہیں جاؤں گا جب تک مجھے ٹریپ کرنے والی میری گرفت میں نہیں آئے گی۔"

"مرینا نے تمہاری پسلی میں گولی ماری تھی۔ تمہیں باقاعدہ علاج کرانا اور آرام کرنا چاہئے۔ تمہارا زخم کیسا ہے؟"

"گولی دو پسلیوں کے درمیان سے اوپر کھال ادھیڑ کر گزر گئی تھی۔ ہڈیاں پسلیاں سلامت ہیں۔ معمولی سا زخم ہے۔ مرہم پٹی ہوئی تھی اور ایک بار ہو جائے گی۔ مما سے کہہ دیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"کیا تم مرینا سے متاثر ہو اور اس کی ذات میں کشش محسوس کرتے ہو؟"

"آپ لوگ میرے مزاج سے واقف ہیں، میں کسی سے متاثر نہیں ہوتا۔ ہائے مگر مرینا کیا چیز ہے؟ آپ انکل ہیں اس لئے آپ کے سامنے اس کے تجے نہیں کرسکوں گا۔"

"شیطان کہیں کے، کچھ نہ بولتے ہوئے بھی بول رہے ہو۔ مجھے صحیح طور پر بتاؤ کیا مرینا سے سحر زدہ ہو؟"

"دیکھئے آپ بزرگ ہو کر اندر کی بات پوچھ رہے ہیں۔"

"لاحول ولا قوۃ۔ باپ سیر تو بیٹا سوا سیر ہے۔ میں جا رہا ہوں، خدا حافظ۔"

پارس تھوڑی دیر چپ رہا۔ پھر سوچنے لگا "انکل وغیرہ اب خوش فہمی میں رہیں گے کہ میں مرینا کے سحر سے نکل گیا ہوں۔ کوئی میرے دل سے پوچھے، میں کبھی اس حسینہ کی گداز بانہوں سے آزاد ہونا پسند نہیں کروں گا۔ وہ میری ہے، میں اس کا رہوں گا۔ ویسے مرینا نے انکل سلمان کے عمل کو ناکام بنا کر خوب چکر چلایا ہے۔ بس ایک نقصان ہے کہ مرینا کے پاس آزادی سے نہیں جاسکوں گا۔ ورنہ راز کھل جائے گا کہ میں ابھی تک اس کا تابعدار ہوں۔"

مرینا خاموشی سے اس کی سوچ پڑھ رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی۔ پھر وہ بولی "پارس! ہم زیادہ دیر جدا نہیں رہیں گے۔ جب تمہاری دماغی توانائی بحال ہوگی تو تمہارے بزرگ اجازت کے بغیر تمہارے دماغ میں نہیں آسکیں گے۔ اور یہ معلوم نہیں کرسکیں گے کہ تم چھپ کر میری بانہوں میں آگئے ہو۔"

"میں ابھی جاکر مرہم پٹی کراؤں گا اور جلد سے جلد توانائی حاصل کروں گا۔ تم ابھی میرے پاس رہو گی؟"

"میں تمہاری مما کے پاس جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد آؤں گی۔"

وہ اس کے دماغ میں خاموش رہی۔ پارس اس کے حسن و شباب کے متعلق سوچ رہا تھا اور اس سے دوبارہ ملنے کی خواہش میں بے چین ہو رہا تھا۔ مرینا مطمئن اور خوش ہو کر چلی گئی۔ تب پارس کو دماغ کچھ ہلکا سا محسوس ہوا۔ وہ سمجھ گیا اب کوئی اس کے اندر نہیں ہے۔

گولی سے لگنے والا زخم معمولی تھا۔ وہ ایک آدھ روز میں دماغی توانائی حاصل کرلیتا۔ اس سے پہلے میں نے اس کے دماغ کو حساس بنا دیا تھا اسی لئے وہ سلمان اور مرینا کی آمد کو محسوس کرلیتا تھا اور میری ہدایت کے مطابق اس احساس کو دماغ کے اس خانے میں چھپا دیتا تھا جہاں مرینا نہیں پہنچ سکتی تھی۔

وہ سونیا کے پاس آکر بولی "میرے تنویمی عمل کا توڑ ہوچکا ہے۔ ...ڈمی پارس آزاد ہے۔ اب میرے انکل کو رہا کردو۔"

"تمہارے انکل کو رہائی مل جائے گی لیکن یہ بتاؤ تم نے میرے پاس آکر کیا سیکھا؟"

"بہت کچھ سیکھا ہے۔ تم کسی بھی مخالف کو زبردست شکنجے میں پھانس کر اس سے اپنی باتیں منوالیتی ہو۔"

"کیا تم نے وہ شکنجہ دیکھا ہے جو میرے پاس آکر بھی تمہیں دکھائی نہیں دیا؟"

مرینا چونک کر بولی "تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

سونیا نے کہا "اگر میں یہ تسلیم کرلیتی کہ تمہاری قید میں اصل

پارس ہے تو تم انکل کے بدلے بھی اسے واپس نہ کرتیں۔ تمہیں یہ پختہ یقین ہو تا کہ اصلی پارس کی سلامتی کے لئے میں تمہارے انکل کو نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں نے اصلی پارس کو تمہارے حوالے کر دیا ہے؟"

"میں نے ڈمی کا شوشہ چھوڑ کر اپنے بیٹے کو تم سے آزادی دلائی ہے۔"

مرینا چند لمحے کے لئے سونیا کے دماغ سے نکل آئی۔ اس سے قہقہے ضبط نہیں ہو رہے تھے۔ وہ اپنے بیڈ روم میں حاضر ہو کر خوشی سے اچھل پڑی۔ اس کی تنہائیوں میں آنے والا کوئی ایرا غیرا نہیں تھا سچ مچ پارس تھا۔ اس نے پارس کو جیت لیا تھا اور اس کی دانست میں سونیا کے فرشتوں کو بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ اصل پارس اب تک اس کا معمول اور تابعدار ہے۔

وہ کھل کر قہقہے لگانے لگی۔ اس کے اندر سے بے اختیار قہقہے ابھر رہے تھے۔ آج تک کسی نے سونیا کو اس طرح الّو نہیں بنایا ہو گا جیسا کہ وہ اپنی دانست میں بنا چکی تھی۔ کیا زبردست چکر چلا تھا۔ سونیا کا دعویٰ تھا کہ وہ مرینا کو ڈمی کا فریب دے کر اصلی پارس کو قید سے نکال لائی ہے جبکہ اصلی پارس دماغی طور پر اب بھی مرینا کا قیدی تھا اور اس کے حسن و شباب کا مدح تھا۔ ایسی زبردست کامیابی پر کون خوش نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ قہقہے لگا رہی تھی۔

بیچاری نے پہلی بار سونیا سے ٹکر لی تھی۔ اتنی جلدی اس کے ہتھکنڈوں کو سمجھ نہیں سکتی تھی۔ جب کبھی یہ بھید کھلے گا کہ پارس بظاہر اس کا معمول اور تابعدار بن کر اسے فریب دیتا رہا ہے، تب معلوم ہو گا کہ وہ سونیا کی نادانی پر نہیں خود اپنی شکست پر قہقہے لگاتی رہی ہے۔ تب وہ تسلیم کرے گی کہ سونیا وہ بلا ہے جو اوپر سے خوشیاں دے کر اندر سے جڑ کاٹ دیتی ہے۔

○☆○

سلطانہ مصروف تھی۔ سونیا کے دماغ میں رہ کر اس کی پلاننگ کو اچھی طرح سمجھ رہی تھی۔ اچانک خیال خوانی کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ اس نے سونیا کے دماغ سے واپس آ کر دیکھا سلمان اس پر جھکا ہوا کہہ رہا تھا "بھئی کب تک خیال خوانی کرتی رہو گی؟ کچھ میرا بھی خیال کرو۔"

وہ اسے پرے ہٹاتے ہوئے بولی "کیا کرتے ہو، میں سسٹر کے پاس سے اچانک چلی آئی ہوں۔ وہ کیا سوچتی ہوں گی؟"

"تم تو ایسے گھبرا اور شرما رہی ہو جیسے سسٹر ہمیں دیکھ رہی ہیں۔"

"وہ دیکھ لیتی ہیں، جو ہم نہیں دیکھ پاتے، جہاں ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے پہنچ نہیں پاتے، وہ پہنچ جاتی ہیں۔ ان سے کچھ کہے سنے بغیر چلی آئی ہوں، وہ سمجھ گئی ہوں گی۔"

"کیا سمجھ گئی ہوں گی؟"

"چھوڑو، مجھے جانے دو۔"

"یہ تو بتا دو کتنی دیر تک انتظار کروں گا؟"

"ایک گھنٹے میں واپس آ جاؤں گی۔"

وہ پھر خیال خوانی کی پرواز کر کے سونیا کے پاس آئی۔ اس نے پوچھا "اچانک کہاں چلی گئی تھیں؟"

"وہ..... ایک بلی نے الماری سے میرے بستر پر چھلانگ لگائی تھی۔ اس لئے..."

سونیا نے بات کاٹ کر کہا "اس لئے تم نے دماغی طور پر حاضر ہو کر دیکھا تو وہ بلی نہیں بلّا تھا۔"

"اوہ سسٹر! آپ بس یونہی چھیڑتی ہیں۔"

"میں چھیڑوں تو کوئی بات نہیں۔ وہ چھیڑے گا تو تم یہاں پوری توجہ سے میری پلاننگ پر عمل نہیں کر سکو گی۔ اس سے کہو ایک آدھ گھنٹے کے لئے دوسرے بیڈ روم میں جائے۔"

"میں نے سمجھا دیا ہے۔ یہ کروٹ بدل کر سو رہے ہیں۔"

"مچھلی کی پلیٹ سامنے ہو تو کیا بلّا آنکھیں بند کر لے گا؟ تم مجھے نہ سمجھاؤ میری بات سمجھو۔ ابھی تمہیں تنہا رہ کر پوری توجہ سے کام کرنا ہے۔"

"میں ابھی آتی ہوں۔"

سلطانہ نے دماغی طور پر حاضر ہو کر سلمان کو گھور کر دیکھا وہ بڑی دیر سے اس کے حسین چہرے کو تک رہا تھا۔ وہ غصے سے بولی "سسٹر نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

"بھئی میں تو خاموشی سے دیکھ رہا ہوں۔"

"کیا مصروفیت کے دوران یہ احساس نہیں ہوتا رہے گا کہ تم میرے پاس ہو اور مجھ پر بلے کی طرح غرا رہے ہو۔ چلو اٹھو یہاں سے۔ دوسرے کمرے میں جاؤ۔"

"کیوں جاؤں۔ میں نے شادی کی ہے۔ بھگا کر نہیں لایا ہوں۔"

وہ بستر سے اٹھ گئی۔ تیزی سے چلتی ہوئی دوسرے بیڈ روم کے دروازے پر آئی پھر اسے کھولتے ہوئے بولی "سسٹر کا حکم ہے کہ میں مصروفیت ختم ہونے تک تنہا رہوں۔ اگر تم دروازے پر دستک بھی دو گے تو میں سسٹر سے شکایت کر دوں گی۔"

اس نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر بیڈ پر آ کر آرام سے نیم دراز ہو کر سونیا کے پاس آ گئی۔ سونیا نے ایک جگہ کار روک کر کہا "وہ سامنے مارتھا کا بنگلا ہے۔ میں اس کے احاطے میں جا رہی ہوں۔ میرے پاس موجود رہو۔"

"یس سسٹر! اب نہیں جاؤں گی۔"

"وہ کار سے نکل کر محتاط انداز میں چلتی ہوئی بنگلے کے پچھلے
ے میں آئی۔ مارتھا کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ آموختہ کے طور پر
مر ساز کریوں ہے کہ مارتھا گولڈن برینز کی دستِ راست تھی۔
ن کے لئے ایسے ایسے کام کرتی تھی جو بڑی اہمیت کے حامل
تے تھے اور وہ بڑی رازداری سے کئے جاتے تھے۔

مارتھا کی طرح چار عورتیں اور چھ مرد ایسے تھے جو گولڈن
ینز کے دستِ راست کہلاتے تھے اور ان کے لئے نہایت اہم
رات انجام دیتے تھے۔ ان اہم رازدار اور دستِ راست
لانے والوں نے بھی کبھی کسی گولڈن برین کا اصلی چہرہ نہیں
کھا تھا اور نہ اصلی آواز سنی تھی۔ اس کے علاوہ گولڈن برینز
کے متعلق وہ جو کچھ جانتے، اس کا ذکر اپنے باپ سے بھی نہیں
رتے تھے۔

مارتھا اپنے شوہر سے اسی بات پر نالاں رہتی تھی کہ وہ بڑی
بت سے اسے آغوش میں لے کر گولڈن برینز کے بارے میں
پوچھتا تھا۔ مارتھا پیار کے جذبوں میں بہنے کے باوجود اس کی
آغوش سے نکل جاتی تھی اور کہتی تھی "میں جذبات میں اندھی
نہیں ہوتی۔ یہ کیڑا دماغ سے نکال دو کہ میں تمہارے بہلانے
پھسلانے سے کسی گولڈن برین کا ذکر لے بیٹھوں گی۔"

اس کے شوہر کا نام جان فراسٹ تھا۔ وہ دونوں اپنے چھ
سالہ بیٹے روکی کے ساتھ خوش حال زندگی گزار رہے تھے۔ جان
فراسٹ ملٹری انٹیلی جنس میں ایک جونیئر افسر تھا۔ مارتھا اپنے
شوہر سے انٹیلی جنس کے شعبے کی بات نہیں پوچھتی تھی وہ نہ
پوچھنے کے باوجود بتا دیا کرتا تھا اور کہتا تھا "ہم میاں بیوی کے
درمیان کوئی راز نہیں رہنا چاہئے۔ میں اپنے بیٹے روکی کی قسم
کھا کر کہتا ہوں کہ گولڈن برینز کے بارے میں جو کچھ تم بتاؤ گی، وہ
میرے سینے میں ایک امانت کی طرح چھپا رہے گا۔"

لیکن وہ ضد کی پکی اور گولڈن برینز کی وفادار تھی۔ اپنے
شوہر کو وارننگ دیتی تھی "تم ضد کرو گے یا مجھ پر جبر کرو گے تو میں
گولڈن برینز سے شکایت کروں گی۔ وہ تمہیں جیل کی آہنی
سلاخوں کے پیچھے پھینک دیں گے۔"

یہ وارننگ سن کر جان فراسٹ بڑبڑاتا تھا "بیوی اپنے شوہر
کو جیل بھیجنے کی دھمکی دیتی ہے۔ کیا ایسی بیوی وفادار ہو سکتی ہے؟"

"بے وفا سمجھتے ہو تو طلاق دے دو۔ میں اپنے بیٹے کے ساتھ
تنہا زندگی گزار لوں گی۔"

سلطانہ نے پیرس میں مارتھا کو ٹریپ کیا تھا اور اسے دماغی
کمزوری میں مبتلا کر کے اپنی معمولہ بنالیا تھا۔ اس طرح معلوم
ہوا تھا کہ مارتھا گولڈن برینز کی دستِ راست ہے۔ اور جان
فراسٹ نامی شخص کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارتے ہوئے ایک
بچے کی ماں بھی بن گئی ہے۔

شادی سے پہلے جان فراسٹ سے یہ طے پایا تھا کہ وہ میاں بیوی بننے کے بعد بھی ایک دوسرے کے شعبے بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے اور کوئی کسی سے اس کے شعبے کا راز معلوم نہیں کرے گا۔ جان فراسٹ شادی کے بعد اپنے وعدے پر قائم نہیں رہا۔ وہ مختلف بہانوں سے گولڈن برینز کے متعلق کچھ نہ کچھ پوچھنے لگا۔ سلطانہ نے یہ بات سونیا کو بتائی۔ سونیا نے کہا "جان فراسٹ کی حرکتیں بتا رہی ہیں کہ وہ یہودی ہونے کے باوجود اسرائیلی حکومت کا وفادار نہیں ہے۔ کسی دوسرے ملک یا دوسری تنظیم کے لئے کام کر رہا ہے اور گولڈن برینز تک پہنچنے کے لئے اس نے مارتھا کو اپنی بیوی اور ایک بچے کی ماں بنایا ہے۔"

اب یہ معلوم کرنا تھا کہ جان فراسٹ کس ملک کے لئے کام کر رہا ہے اور یہ آسانی سے معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔ مارتھا کی سوچ نے بتایا تھا کہ وہ یوگا کا ماہر ہے۔ ایسی صورت میں اس کے دماغ کو کمزور بنانا لازمی تھا۔ سونیا اسی مقصد کے لئے مارتھا کے بنگلے میں آئی تھی۔ بنگلے کے احاطے میں رات کو دو خونخوار کتے کھلے چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ جس وقت سونیا احاطے میں پہنچی اس وقت کتے بندھے ہوئے تھے۔ مارتھا کو جان فراسٹ کا انتظار تھا۔ اس کے آنے کے بعد کتوں کی زنجیریں کھولی جاتی تھیں۔

سلطانہ نے کہا "سسٹر! میں مارتھا کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما رہی ہوں۔ آپ چلی آئیں۔"

سونیا پچھلا گیٹ کھول کر احاطے میں آئی۔ مارتھا بنگلے کے اندر تھی، آہستہ آہستہ چلتی ہوئی لان میں پہنچی۔ سونیا اس کے قریب آئی۔ مارتھا نے اپنا ایک ہاتھ آگے بڑھایا۔ سونیا نے اپنی انگلی سے وہ مخصوص انگوٹھی اتاری جس میں ایک میڈیکیٹڈ ننھی سی سوئی پوشیدہ رہتی تھی۔ جو اپنے شکار کے بدن پر ہلکا سا دباؤ ڈالنے کے بعد باہر نکل کر پیوست ہوتی تھی اور شکار کو چشم زدن میں دماغی طور پر کمزور بنا دیتی تھی۔

سونیا نے وہ انگوٹھی اتار کر مارتھا کو پہنا دی۔ پھر وہاں سے چلتی ہوئی احاطے کے باہر آئی۔ اس کے بعد کار میں بیٹھ کر جانے لگی۔ ایک منٹ کے بعد سلطانہ آئی۔ سونیا نے پوچھا "کیا ہوا؟"

اس نے جواب دیا "مارتھا ایک ایزی چیئر پر آنکھیں بند کئے بیٹھی تھی۔ میں اس کے دماغ پر قبضہ جما کر لان میں لائی تھی۔ جب آپ نے انگوٹھی پہنا دی تو میں اسے واپس لے گئی۔ اسی ایزی چیئر پر بٹھا کر اس کی آنکھیں بند کرا دیں۔ دماغ کو آزاد چھوڑنے کے بعد اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ اسے یوں لگا جیسے تھوڑی دیر کے لئے غنودگی طاری ہو گئی تھی۔ اب وہ پھر لان میں آ گئی ہے۔ جان فراسٹ کا انتظار کر رہی ہے۔"

"پھر تو تمہیں بھی انتظار کرنا ہو گا۔"

"جی ہاں، کروں گی۔ آپ کے پاس رہوں گی۔"

"انتظار طویل ہو تو وہ ناک میں دم کردے گا۔"

"کون؟" پھر وہ مطلب سمجھ کر بولی "آپ بڑی وہ ہیں۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سلمان بڑے صبر والے ہیں۔"

"تمہیں صبر کا پھل سمجھ کر چکھتے ہیں۔"

وہ دونوں ہنسنے لگیں۔ سونیا نے اپنی رہائش گاہ میں پہنچ کر کہا۔

"جاؤ اور مارتھا کی خبر لو۔"

وہ مارتھا کے پاس آئی۔ جان فراسٹ آگیا تھا۔ اگلے پچھلے گیٹ کو مقفل کرنے کے بعد کتوں کی زنجیریں کھولنے لگا تھا۔ مارتھا نے پوچھا "پہلے غسل کرو گے یا کچھ کھاؤ گے؟"

"اگر غسل کا بہانہ بن جاؤ تو غسل کرلوں گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "بدمعاش کہیں کے۔"

وہ ہنستی ہوئی بیڈ روم میں جانے لگی۔ سلطانہ نے کہا "سسٹر، ہم بعض اوقات خیال خوانی کرتے ہوئے مشکل میں پڑ جاتے ہیں۔"

"اب کیا ہوا؟"

"ہوگا کیا؟ وہ دونوں خوابگاہ میں جارہے ہیں۔ مجھے ایسے وقت بڑی کوفت ہوتی ہے۔ اور یہ مارتھا تو بڑی ہی بے شرم ہے۔"

"تمہیں اس کی بے شرمی سے کیا لینا ہے؟ موقع پاتے ہی اپنا کام کرو اور چلی آؤ۔ زیادہ باؤلی ہو رہی ہو تو ناک میں دم کرنے والے کو بلالو۔"

وہ توبہ توبہ کرتی ہوئی سونیا کے دماغ سے بھاگی پھر مارتھا کے پاس آگئی۔ وہ جان فراسٹ کی گردن میں بانہیں ڈال کر کہہ رہی تھی "ہمارا بیٹا سو رہا ہے کہیں آنکھ نہ کھل جائے۔"

جان نے کہا "میں نے بیٹے کے کمرے کا دروازہ باہر سے بند کردیا ہے۔ آنکھ کھلے گی تو وہ اچانک یہاں نہیں آسکے گا۔"

سلطانہ نے دیکھا۔ یہ اچھا موقع ہے۔ مارتھا گلے کا ہار بنی ہوئی تھی ایسی حالت میں اس کے دونوں ہاتھ جان فراسٹ کی پشت پر آگئے تھے۔ اس سے پہلے کہ بے حیائی آگے بڑھتی' سلطانہ اس کی انگوٹھی والی انگلی جان کی گردن پر لے آئی۔ گردن کی جلد پر انگوٹھی کا دباؤ ڈالا۔ اس کے ساتھ ہی ننھی سی سوئی نکل کر گردن میں پیوست ہوگئی۔

جان نے سسک کر کہا "آہ! یہ گردن میں..."

وہ آگے کہہ نہ سکا۔ کمزوری کے باعث زبان لڑکھڑا گئی۔ سر بری طرح چکرا رہا تھا۔ وہ مارتھا پر لد گیا۔ اس نے پوچھا "جان! آر یو آل رائٹ؟"

وہ کچھ نہیں بول رہا تھا۔ بستر قریب ہی تھا۔ مارتھا نے بڑی مشکل سے بستر تک اسے لاکر لٹایا۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ مارتھا نے کہا "میں ابھی ڈاکٹر کو بلاتی ہوں۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی ڈرائنگ روم میں آئی۔ پھر جیسے ہی ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنا چاہا' سلطانہ نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ وہ چند سیکنڈ تک کان سے ریسیور لگائے کھڑی رہی پھر اس کے دماغ کو آزاد چھوڑتے ہوئے اس کی زبان سے کہا "شکریہ ڈاکٹر! آپ جلد آنے کی کوشش کریں۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ پھر جان فراسٹ کے پاس آکر بولی۔ "ڈاکٹر بہت مصروف ہے۔ اس نے جلد ہی آنے کا وعدہ کیا ہے۔"

سلطانہ نے سلمان کے پاس آکر کہا "میرے دماغ میں آؤ۔ میرے ذریعے جان فراسٹ کے دماغ میں پہنچو اور اس کی پوری ہسٹری معلوم کرکے سسٹر کو بتاؤ۔ میں مارتھا کو کنٹرول کر رہی ہوں۔"

سلمان اس کے ذریعے جان کے دماغ میں پہنچ گیا۔ پھر وہ چند سیکنڈ تک اس کی سوچ پڑھتے ہی حیرت سے اچھل پڑا۔ سونیا کے پاس آکر بولا "سسٹر! کمال ہوگیا ہے۔ وہ جان فراسٹ دراصل ان پانچ گولڈن برینز میں سے ایک ہے۔"

سونیا نے کہا "خدا کا شکر ہے تل ابیب پہنچتے ہی بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ فرہاد کو فوراً بلاؤ۔"

سلمان نے میرے دماغ میں آکر کہا "آپ کی پیشی ہے۔ سسٹر کے پاس آئیں' فوراً ابھی۔"

میں سونیا کے پاس آیا۔ اس نے کہا "مارتھا کا شوہر جان فراسٹ دراصل ایک گولڈن برین ہے۔ اس کے دماغ کو کمزور بنایا گیا ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ اور سلمان کو گائیڈ کرتے رہو کہ کس طرح اس گولڈن برین کو قابو میں رکھنا ہے۔"

سونیا ایسے وقت صرف مجھ پر بھروسا کرتی تھی۔ سلطانہ یا سلمان کی کسی بھول چوک سے اتنی بڑی کامیابی' ناکامی میں بدل سکتی تھی۔ میں سلمان کے ساتھ پہلے گولڈن برین کے برین میں پہنچا۔ وہ انتہائی کمزوری کے باوجود سوچ رہا تھا "کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے مجھے کمزور بنایا ہے۔ اور وہ ابھی میرے اصل کردار کو پڑھ رہا ہوگا۔"

اس نے دیدے گھما کر مارتھا کو دیکھا۔ وہ سات برس سے اُس کے ساتھ ازدواجی زندگی گزار رہا تھا۔ چھ برس کا ایک بیٹا بھی تھا۔ آج تک اس نے بیوی کو اپنی حقیقت نہیں بتائی تھی۔ تاہم اسے دستِ راست بنا کر اس سے اہم کام لیتا تھا اور شوہر بن کر گولڈن برینز کے متعلق پوچھتا تھا۔ یہ یقین کرتا رہتا تھا کہ مارتھا وفادار ہے۔ کبھی گولڈن برینز کے متعلق کچھ نہیں بتائے گی۔

اب وہ مجبور ہوگیا تھا۔ مارتھا کے ذریعے ہی باقی گولڈن برینز کو پیش آنے والے خطرے سے آگاہ کرسکتا تھا۔ یہ سوچتے ہوئے اس نے دیدے گھما کر اسے دیکھا۔ وہ بولی "کچھ کہنا چاہتے ہو؟ بولو جان! کیا بات ہے؟"

میں نے اس کے اندر توانائی پیدا کی۔ وہ زبان سے بولنے کے قابل ہوا تو میں نے اس کی زبان سے اسی کے لہجے میں کہا۔ "ڈارلنگ مارتھا! پریشانی کی بات نہیں ہے۔ مجھے نیند آرہی ہے۔ اگر سو جاؤں تو صبح سے پہلے نہ جگانا۔"

وہ سر کو سہلاتے ہوئے بولی "ہاں' آرام سے سو کر اٹھو گے تو طبیعت بحال ہو جائے گی۔ سو جاؤ۔"

اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ میں نے سلمان سے پوچھا "تم باپ کب تک بنو گے؟"

وہ حیرانی سے بولا "یہاں اس سوال کی کیا تُک ہے؟"

"موجودہ معاملے سے میرے سوال کا گہرا تعلق ہے۔ سونیا نے کہا ہے کہ میں تمہیں گائیڈ کرتا رہوں۔"

"آپ جیسا گائیڈ مجھے مہنگا پڑے گا۔ فرہاد بھائی! آپ کی باتیں پہلے تو سمجھ میں نہیں آتیں' بعد میں ہم میاں بیوی لڑ پڑتے ہیں۔"

"اگر تم چاہتے ہو کہ سلطانہ سے لڑائی نہ ہو اور میں تمہارے باپ بننے کے متعلق اس سے سوال نہ کروں تو تم میرے سوال کا جواب دے دو۔"

سلمان نے کہا "جل تُو جلال تُو آئی بلا کو ٹال تُو۔ آپ سے خدا بچائے' میں سسٹر کے پاس جا رہا ہوں۔"

اس نے سونیا کی طرف جانے کے لئے خیال خوانی کی پرواز کی میں نے سلطانہ کے پاس آکر کہا "فوراً سونیا کے پاس آؤ۔"

وہ فوراً وہاں آئی۔ میں بھی آگیا۔ سلمان سونیا سے کہہ رہا تھا "آپ نے مجھے فرہاد بھائی کے ساتھ کیوں لگایا ہے؟ وہ ہماری کھوپڑی گھما دیتے ہیں۔"

سونیا نے پوچھا "آخر بات کیا ہے؟"

سلمان سے پہلے میں بول پڑا "بات کچھ نہیں ہے۔ میں نے سلمان سے کہا کہ اس گولڈن برین نے آنکھیں بند کرلی ہیں تم اسے ٹیلی پیتھی کی لوری سنا کر سلا دو۔ اس پر یہ حضرت سلمان صاحب فرماتے ہیں کہ سلطانہ نے انہیں قسم دی ہے کہ یہ صرف اپنے ہونے والے بچے کو لوری سنائیں گے۔"

سلطانہ نے کہا "توبہ توبہ' سلمان میں نے کب قسم دی ہے؟"

وہ بولا "ارے یہ فرہاد بھائی اوّل درجے کے جھوٹے ہیں۔"

میں نے پوچھا "کیا یہ بھی جھوٹ ہے کہ تم نے اور سلطانہ نے ہونے والے بچے کی بات ہم سب سے چھپائی ہے؟"

وہ بولا "ہاں یہ بالکل جھوٹ ہے۔"

اس کی بات پوری ہوتے ہی سلطانہ نے بے اختیار' اوک اوک' کی آواز نکالی۔ صاف ظاہر تھا کہ ابکائی آرہی ہے۔ وہ فوراً ہی سونیا کے دماغ سے بھاگ گئی۔ سونیا نے حیرانی سے پوچھا۔ "سلمان' یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"سسٹر! خدا کی قسم میں خود حیران ہوں۔ یہ فرہاد بھائی یا تو نمبری شیطان ہیں۔ یا پھر ولی اللہ ہیں۔ جس بات سے شوہر بے خبر تھا' وہ انہیں معلوم تھی۔"

میں نے کہا "میری ایک پیش گوئی اور سن لو۔ سلطانہ ماں بننے سے انکار کرے گی۔ تم سے بہانے کرے گی کہ اس کے پاؤں بھاری نہیں ہیں پھر تم سے چھپا کر بچے کو ضائع کرے گی۔"

"فرہاد بھائی! خدا کے لئے ایسی بھیانک باتیں نہ کریں۔"

"اب میں زبان بند رکھوں گا لیکن جو کہہ چکا ہوں وہ سچائی ضرور سامنے آئے گی۔"

وہ بولا "سسٹر! میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ سونیا نے مجھ سے کہا "یہ کیا حرکتیں ہیں۔ خبلی

قسمت سے ایک گولڈن برین ہاتھ آیا ہے۔ تم لوگ وہاں موجود نہیں رہو گے تو وہ اپنے بچاؤ کی تدبیر کرلے گا۔ دوسرے گولڈن برینز کو خطرے سے آگاہ کردے گا۔"

میں نے کہا "تمہیں مجھ پر بھروسا نہیں ہے تو یہ معاملہ میرے ہاتھوں میں کیوں دیا ہے؟ میں مطمئن ہو کر آیا ہوں، مارتھا اور گولڈن برین میری مٹھی سے نہیں نکلیں گے۔"

"یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سلطانہ ماں بننے والی ہے؟"

"مجھے کیا معلوم ہوگا؟ یہ تو سلطانہ کو بھی معلوم نہیں ہے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ سلطانہ نفاست پسند ہے۔ ذرا بھی گندگی ہو تو اسے کراہیت محسوس ہوتی ہے۔ میں چند سیکنڈ کے لئے سلمان کا لہجہ اختیار کرکے اس کے دماغ میں گیا اور یہ تصور پیش کیا کہ وہ ایک زندہ چھپکلی کو چبا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسے ابکائی آنے لگی۔"

سونیا نے ہنستے ہوئے کہا "فرہاد! تم پکے شیطان ہو۔ اب وہ انکار کرے گی کہ ماں نہیں بن رہی ہے تو سلمان کو تمہاری پیشگوئی یاد آجائے گی اور وہ سلطانہ کا سچ تسلیم نہیں کرے گا۔"

وہ پھر ہنسنے لگی۔ میں گولڈن برین کے پاس چلا گیا۔ وہ کمزوری کے باعث سوگیا تھا۔ مارتھا ایک صوفے سے اٹھ کر اپنے شوہر کے پاس آئی اور اس کے پاس لیٹ گئی۔ میں نے آدھے منٹ کے اندر ہی اسے سلا دیا۔ پھر گولڈن برین کے پاس آکر اسے اپنا معمول بنانے کا عمل کرنے لگا۔

اس گولڈن برین کا اصل نام اسٹیفن روبن تھا۔ ویسے کسی بھی گولڈن برین کو اپنا اصلی نام استعمال کرنے کی کبھی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ ان میں سے تین گولڈن برینز فرضی نام کے ساتھ عام حالات میں ازدواجی اور گھریلو زندگی گزار رہے تھے۔ وہ تینوں ایک دوسرے کا نام پتا اور فون نمبر جانتے تھے لیکن باقی دو گولڈن برینز بہت پراسرار تھے۔ نہ انہوں نے شادیاں کیں نہ بچے پیدا کئے تھے۔ انہوں نے تین گولڈن برینز کو اپنا نام، پتا اور فون نمبر نہیں بتایا تھا۔ جب اہم میٹنگ کی بات ہوتی تو وہ تینوں گولڈن برینز کو ان کے فون کے ذریعے یا ٹرانسمٹر پر کال کرتے تھے۔

گویا وہ دو پراسرار گولڈن برینز اہم تھے۔ انہوں نے باقی تین کو منتخب کیا تھا اور انہیں گولڈن برینز کا عہدہ دیا تھا۔ میں نے جان فراسٹ کو پوری طرح اپنا معمول اور تابعدار بنا کر یہ معلومات حاصل کیں۔ ازدواجی گھریلو زندگی گزارنے والے بقیہ دو گولڈن برینز کے نام، پتے اور فون نمبر اور ٹرانسمٹر کی فریکوئنسی اور کوڈ ورڈز نوٹ کئے۔ ان کے بیوی بچوں کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کیں۔ پھر اسے حکم دیا "اسٹیفن روبن عرف جان فراسٹ! تم یہ بھول جاؤ گے کہ مارتھا نے تمہاری گردن میں سوئی چبھوئی تھی اور تم دماغی کمزوری میں مبتلا ہوگئے تھے۔"

اس نے معمول اور محکوم کی حیثیت سے کہا "میں میڈ یکیٹڈ سوئی اور دماغی کمزوری کے متعلق سب کچھ بھول جاؤں گا۔"

"تم کبھی شبہ نہیں کرو گے کہ تم پر تنویمی عمل کیا گیا ہے اور کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے دماغ میں آتا جاتا ہے۔"

اس نے میری باتوں کو دُہرا کر ان پر قائم رہنے کا وعدہ کیا۔ میں نے کہا "میں تمہارا عامل ہوں۔ تم میری آواز اور لہجے کو اور سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گے۔ میں تمہاری سوچ کے ذریعے جو احکامات دوں گا ان کی تعمیل کرتے رہو گے۔"

میں نے آخر میں کہا "میں جب بھی ضروری سمجھوں گا تمہارے دماغ میں نئے سرے سے تنویمی عمل کروں گا اور تم راضی خوشی معمول بنو گے۔"

اس نے ہر وقت معمول بن کر رہنے کا وعدہ کیا۔ پھر میں نے اسے صبح تک تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ سونیا کے پاس آکر تمام باتیں بتائیں۔ اس نے باقی دو گولڈن برینز کے نام پتے وغیرہ ذہن نشین کرنے کے بعد کہا "انشاءاللہ ہم دو پُراسرار گولڈن برینز کی حقیقت بھی معلوم کرلیں گے اور جن دو گولڈن برینز کی بیویاں ہیں، وہ عام گھریلو عورتیں ہیں۔ وہ نہ تو یوگا کی ماہر ہیں اور نہ ہی کسی سرکاری شعبے سے ان کا تعلق ہے۔ میں مارتھا کی طرح ان دو عورتوں کے ذریعے بھی ان کے شوہروں کو دماغی کمزوری میں مبتلا کراؤں گی۔"

"تم اپنے طور پر جو بھی کرو، مجھے جانے دو۔"

"جاؤ مگر لیلیٰ کو میرے حوالے کرو۔ وہ ایک گولڈن برین کی بیوی کے پاس اعصابی کمزوری کی دوا پہنچائے گی۔ دوسری کے پاس میں پہنچاؤں گی۔"

"اس کا مطلب ہے وہ تمہارے ساتھ صبح تک مصروف رہے گی۔"

"صبح تک کیوں؟ اگر وہ دو چار روز میرے ساتھ رہے تو تمہاری بوڑھی جوانی اداس ہوجائے گی؟"

"یہ تو تم جل کر کہہ رہی ہو۔ ورنہ آئینہ دیکھو، تم بیس برس کی لگتی ہو۔ ابھی تک جوان ہو۔ پھر میں کیسے بوڑھا ہوسکتا ہوں؟ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ لیلیٰ تمہارے پاس جائے اور تم میرے پاس آجاؤ؟"

"بکواس مت کرو۔ میں کئی بار سمجھا چکی ہوں، مجھ سے ایسی چھچھوری باتیں نہ کیا کرو۔ جاؤ یہاں سے۔ ورنہ سانس روک کر بھگاؤں گی تو اپنی توہین سمجھو گے۔"

"محبوبہ اپنے کوچے سے بھگائے تو اس میں بھی رومانس ہوتا ہے۔"

اس نے سانس روک لی۔ میں دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ لیلیٰ کچن میں تھی۔ میں اس کے پاس آیا۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرانے لگی۔

...میں نے کہا "مجھے تمہارے ہاتھوں کا پکوان بہت پسند ہے مگر آئندہ کچھ روز تک تمہارے ہاتھوں کی لذت سے محروم رہوں گا۔"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا مجھے چھوڑ کر کہیں جا رہے ہیں؟"

"میں نہیں تم جا رہی ہو۔ سونیا نے تمہیں بلایا ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "آپ نے مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ سسٹر تو اسی شہر میں ہیں۔ انہوں نے خیال خوانی کے ذریعے بلایا ہوگا۔"

"نہیں، وہ تمہیں کچھ روز اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہے۔"

لیلیٰ اداس ہو کر مجھے تکنے لگی۔ میں نے کہا "تم جانتی ہو میں خود سر اور خود مختار ہو کر بھی سونیا کی بات نہیں ٹالتا۔ اس کی ہر بات کے پیچھے کوئی گہرا مقصد ہوتا ہے۔ ویسے تم میری خود سری دیکھنا چاہو تو میں تمہیں اس کے پاس بھیجنے سے انکار کردوں گا۔"

وہ جلدی سے بولی "نہیں، آپ انکار نہیں کریں گے۔ سسٹر ہماری تمام جدوجہد اور کامیابیوں کا سرچشمہ ہیں۔ ہم سب ان سے ذہانت اور حکمت کے نت نئے راستے معلوم کرتے ہیں۔ میں ابھی ان سے رابطہ کرتی ہوں۔"

"تم کھانے کی میز پر جاؤ اور سونیا سے باتیں کرو۔ میں کھانا لا رہا ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ میں گرما گرم کھانے مختلف ڈشوں میں رکھنے لگا۔ ایسے ہی وقت سلمان میرے پاس آیا۔ پھر بولا "فرہاد بھائی! آپ نے درست کہا تھا۔ سلطانہ کہہ رہی ہے کہ وہ ماں بننے والی نہیں ہے۔ جبکہ ماں بننے کے تمام آثار نظر آرہے ہیں۔"

میں نے کہا "اس کا جھوٹ سچ معلوم ہوجائے گا۔ تم اسے کسی لیڈی ڈاکٹر کے پاس لے جا کر معائنہ کراؤ۔"

"میں نے سلطانہ کو یہ مشورہ دیا تھا لیکن وہ بہانے کر رہی ہے۔ کہتی ہے کمزوری محسوس کر رہی ہے۔ ابھی بنگلے سے باہر نہیں جائے گی۔"

میں نے پوچھا "جب ماں نہیں بن رہی ہے تو کمزوری کیسی؟"

"یہی تو میں اس سے کہتا ہوں۔ جواب میں وہ جھگڑا کرتی ہے۔ کہتی ہے کہ اگر میں اس پر بھروسا نہیں کرتا ہوں تو اسے اس کے حال پر چھوڑ کر چلا جاؤں۔"

میں نے کہا "سلمان! ایسی حالت میں عورت کچھ چڑچڑی اور بدمزاج ہوجاتی ہے۔"

"میں چاہتا ہوں آپ لیلیٰ کو اس کے پاس بھیج دیں۔ وہ بہن کو سمجھائے گی۔"

"لیلیٰ ابھی سونیا کے پاس مصروف ہے۔ بہتر ہے تم سلطانہ کو سونیا کے پاس جانے کو کہو، وہاں تینوں عورتیں کسی اچھے نتیجے پر پہنچیں گی۔"

وہ چلا گیا۔ میں نے لیلیٰ کے سامنے میز پر کھانے کی ڈشیں لا کر رکھیں پھر کہا "کھاتی بھی رہو ورنہ گرم کھانے کا مزہ نہیں آئے گا۔"

وہ ایک منٹ بعد دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ پھر بولی "ابھی آتی ہوں، سلمان بہت بڑی خوشخبری سنا رہے ہیں۔ سلطانہ ماں بننے والی ہے۔"

وہ پھر سونیا کے پاس گئی۔ میں نے کھانا شروع کیا۔ یہ جانتا تھا کہ تھوڑی دیر بعد کیا ہونے والا ہے۔ ادھر سونیا کہہ رہی تھی۔ "سلمان! تم میاں بیوی پہلے کئی بار فرہاد کی باتوں میں آکر بیوقوف بن چکے ہو۔ پھر بھی تمہیں عقل نہیں آئی؟"

وہ بولا "کیا آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ فرہاد بھائی مجھے... بیوقوف بنا رہے ہیں؟"

"ہاں، سلطانہ سچ کہہ رہی ہے۔ وہ ماں بننے والی نہیں ہے۔"

لیلیٰ نے کہا "سسٹر! آپ نے مجھے مایوس کردیا ہے۔"

سونیا نے کہا "تمہارا وہ شیطان میاں ایسی حرکتیں کرتا ہے جو سلمان اور سلطانہ کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ وہ سلمان کا لہجہ اختیار کرکے سلطانہ کے دماغ میں گیا تھا اور اس کے تصور میں یہ منظر پیش کیا کہ وہ ایک زندہ چھپکلی چبا رہی ہے۔ اس تصور کے ساتھ ہی اسے ابکائی آنے لگی اور تم نے سمجھ لیا کہ وہ تمہیں اپنے ایک بچے کا باپ بنا رہی ہے۔"

لیلیٰ نے فوراً ہی دماغی طور پر حاضر ہو کر مجھے گھورتے ہوئے کہا "آپ ان بیچاروں کو کیوں پریشان کرتے رہتے ہیں؟"

میں نے کہا "ایک میری سالی ہے۔ دوسرا ہم زلف ہے' میرا ان سے مذاق کا رشتہ ہے۔ تم ان سے پوچھو' وہ بار بار بے وقوف کیوں بنتے ہیں؟ ان کی ذہانت کہاں چلی جاتی ہے؟"

سلمان نے میرے پاس آکر کہا "فرہاد بھائی! آپ نے مجھے سسٹر کے سامنے شرمندہ کیا ہے۔ اب آپ ہوشیار رہیں۔ میں آپ سے ایسا انتقام لوں گا کہ آپ بری طرح احمق بن کر ہم میاں بیوی کے سامنے شرمندہ ہو جائیں گے۔"

میں نے لیلیٰ کو سنانے کے لئے زبان سے کہا "سلمان! یہ تو کوئی چیلنج کرنے کا طریقہ نہیں ہے۔ تم لیلیٰ کو مجھ سے جدا کیوں کرو گے؟ انتقام مجھ سے لو۔ لیلیٰ نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟"

لیلیٰ نے چونک کر پوچھا "کیا ہوا؟ کیا آپ کے پاس سلمان ہیں؟ میرے پاس سلطانہ آئی ہے۔ یہ بھی مجھے غصہ دکھا رہی ہے۔ کہتی ہے' سالی بہنوئی کا رشتہ نہیں رکھے گی۔ یہ بھی آپ سے انتقام لینے کی دھمکی دے رہی ہے۔"

"یہ تو وہی بات ہوئی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ یہ دونوں اپنی ذہانت کو بیچ کر حماقت کو نہیں سمجھ رہے ہیں کیونکہ اپنی حماقت کو سمجھنے کے لئے بھی تھوڑی ذہانت کی ضرورت ہوتی ہے۔"

سلمان نے لیلیٰ کے پاس جاکر کہا "خدا کی قسم میں نے تم میاں بیوی کو جدا کرنے کی دھمکی نہیں دی ہے۔ فرہاد بھائی تم سے جھوٹ بول رہے ہیں۔"

سلطانہ نے کہا "میں کان پکڑتی ہوں' توبہ کرتی ہوں۔ خدا سے دعا مانگتی ہوں' ایسا بہنوئی کسی سالی کو نہ ملے۔ لیلیٰ ہم دونوں بہنیں ایک دوسرے کی جان ہیں۔ میں کبھی... تمہارے خلاف سوچ بھی نہیں سکتی۔ ابھی غصے میں فرہاد بھائی کو دھمکی دے رہی تھی۔"

لیلیٰ نے مجھ سے پوچھا "کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میاں بیوی کو لڑانے والا مذاق نہ کریں۔"

میں نے جواب دیا "اب تو مذاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تمہاری بہن نے مجھ سے سالی بہنوئی کا رشتہ ختم کر دیا ہے۔"

میری بات ختم ہوتے ہی سلطانہ میرے دماغ میں آئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی "فرہاد بھائی! مجھے معاف کر دیں۔ میں نے غصے میں رشتہ ختم کرنے کو کہا تھا۔ آپ میری لیلیٰ کی جان ہیں۔ ...کیا میں اپنی بہن کی جان ختم کر سکتی ہوں؟"

"تم اپنی بہن کے پاس جاکر آنسو بہاؤ۔"

میں نے سانس روک لی۔ چند سیکنڈ کے بعد لیلیٰ نے کہا "یہ سلطانہ میرے پاس آکر رو رہی ہے۔ پلیز آپ اسے معاف کر دیں۔"

میں نے کہا "میں تمہارے ذریعے سلمان اور سلطانہ سے کہہ رہا ہوں۔ میں نے کبھی احمقوں سے دوستی یا رشتے داری نہیں کی۔ تمہاری وجہ سے یہ دونوں میرے رشتے دار بن گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں مذاق کے بہانے ان دونوں کی ذہانت کو آزماتا ہوں۔ سپر ماسٹر بن کر ذہانت کا ثبوت دینا آسان ہے کیونکہ سلمان نے دشمنوں سے نمٹنے کی باقاعدہ تربیت حاصل کی ہے۔ لیکن شوہر بن کر بیوی سے نمٹنے کا وقت آئے تو ذہانت دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ یہ میاں بیوی ایک نہیں' تین بار احمق بن چکے ہیں۔ ان سے کہہ دو' یہ آئندہ مجھ سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔"

لیلیٰ نے پریشان ہو کر کہا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ خدا کے لئے آپ اتنے سنجیدہ نہ ہوں۔ آپ کی سنجیدگی سے ڈر لگتا ہے۔"

"میں نے پوری سنجیدگی سے فیصلہ سنایا ہے۔ ان دونوں سے کہو' اگر کچھ کہنا سننا ہے تو سونیا کے پاس جائیں۔"

"پلیز' آپ ایسی بے مروّتی نہ دکھائیں۔"

میں نے ڈانٹ کر کہا "یوشٹ اَپ' تمہیں بہن سے محبت ہے تو جاؤ۔ تم بھی چلی جاؤ۔ میں احمق کی سفارش کرنے والے کو بدترین احمق سمجھتا ہوں۔"

لیلیٰ نے سر کو جھکا لیا۔ میں نے پہلی بار اسے ڈانٹا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ رومال سے آنسو پونچھتی ہوئی بولی۔ "میرے مجازی خدا کا حکم سر آنکھوں پر۔ تم دونوں جاؤ۔ ہماری ملاقات سسٹر کے پاس ہوا کرے گی۔"

وہ دونوں شاید چلے گئے۔ لیلیٰ منہ پھیر کر رونے لگی۔ میں نے پوچھا "کون مر گیا ہے؟"

وہ روتے ہوئے بولی "خدا کے لئے ایسی بات نہ کریں۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ اخلاق اور تہذیب کو نظرانداز کر کے بہن اور بہنوئی کو گھر سے نکال دیا ہے۔ آپ چشم زدن میں رشتہ توڑ دیتے ہیں۔ میں اتنی سنگدل نہیں ہوں۔"

"لیلیٰ! اگر رونا جائز ہو تو تمہارے آنسو میرے دل میں گریں گے لیکن ابھی تم اپنی بہن کی طرح حماقت کا ثبوت دے رہی ہو۔ اگر ذہانت کو سمجھنا چاہتی ہو تو فوراً سونیا کے پاس جاؤ۔ میں حکم دیتا ہوں' فوراً جاؤ۔"

وہ بڑی فرمانبردار تھی۔ روتے روتے چلی گئی۔ یہ بات موٹی عقل سے بھی سمجھی جا سکتی تھی کہ سلمان اور سلطانہ ابھی سونیا کے پاس ہوں گے اور مجھ جیسے زندہ دل کے اچانک غصہ کرنے اور رشتہ توڑنے کی باتیں اسے بتا رہے ہوں گے۔

ایسے وقت لیلیٰ بھی سونیا کے پاس پہنچ گئی۔ اس کے پیچھے میں بھی چلا آیا۔ چپ چاپ ان کی باتیں سننے لگا۔ سونیا نے کہا۔ "سلمان! وہ گولڈن برین جو ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے' اس پر تم تنویمی عمل کر سکتے تھے لیکن میں نے فرہاد کو بلا کر کہا کہ وہ گولڈن برین کو [illegible]د میں رکھے اور تمہیں گائیڈ کرے۔"

سلمان نے کہا "جی ہاں' آپ نے ایسا کہا تھا۔ مجھے [illegible]ساس ہوا تھا کہ آپ کو میری ذہانت پر پورا بھروسا نہیں ہے۔ [illegible]ید مجھ سے کچھ غلطیاں ہو رہی ہیں۔"

"اور وہ غلطیاں تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔"

"ابھی تھوڑی دیر پہلے فرہاد بھائی کی ایک بات نے چونکا دیا [illegible]ہ سپر ماسٹر بن کر ذہانت کا ثبوت دینا آسان ہے لیکن شوہر بن کر [illegible]ی پوری ذہانت سے کام لینے کے قابل نہیں رہتا۔ یہ بات یوں [illegible]ھ میں آئی کہ انہوں نے تین بار ہم میاں بیوی کو احمق بنایا اور [illegible]ن گیا۔ میں سلطانہ کو اتنا چاہتا ہوں کہ میری چاہت کم پڑ جاتی [illegible]ہے۔ میں اس کے معاملے میں جذباتی ہو جاتا ہوں اور ایک بے [illegible]رذہین آدمی کسی معاملے میں جذباتی ہو تو عقل سے کام لینا بھول [illegible]اتا ہے۔"

"تم نے اپنے متعلق صحیح تجزیہ کیا ہے۔ میں نے اسی لئے [illegible]ولڈن برین کے معاملے میں تم پر بھروسا نہیں کیا۔ جو میں سوچتی [illegible]وں وہی فرہاد سوچتا ہے۔ جو فرہاد سمجھتا ہے وہی میں سمجھتی ہوں۔ [illegible]یں اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ تم گولڈن برین پر تنویمی عمل کرو [illegible]گے اور ایسے وقت کوئی دشمن سلطانہ کو تمہارے لئے مسئلہ [illegible]ادے گا تو تم گولڈن برین کے سلسلے میں پوری طرح اپنا فرض ادا [illegible]یں کر سکو گے۔"

"سسٹر! ایسی بات بھی نہیں ہے۔ میں ہر حال میں اپنا فرض [illegible]ادا کرتا ہوں۔"

"ابھی فرہاد نے ثابت کر دیا ہے کہ تم فرض سے غافل [illegible]ہو گئے تھے۔ میں نے تمہیں فرہاد کے ساتھ گولڈن برین کے پاس [illegible]رہنے کو کہا تھا مگر تم اس جھگڑے میں پڑ گئے کہ سلطانہ ماں بننے کے پہلے ہی مرحلے میں ماں بننے سے کیوں انکار کر رہی ہے۔ کیا تم [illegible]نے پلٹ کر ایک بار بھی مجھ سے یا فرہاد سے پوچھا ہے کہ گولڈن [illegible]برین کس حال میں ہے؟ اس پر تنویمی عمل ہو چکا ہے یا نہیں؟ اگر [illegible]ہو چکا ہے تو اس کے ذریعے ہم باقی گولڈن برینز تک پہنچ سکتے ہیں یا [illegible]نہیں؟"

سلمان پر چند لمحوں کے لئے سکتہ سا طاری ہو گیا پھر وہ بولا۔ [illegible]او خدایا! واقعی میں سلطانہ کے معاملے میں اب تک گولڈن [illegible]برین کو بھولا ہوا تھا۔ انسان اپنی برداشت سے زیادہ کھائے تو [illegible]پیٹ خراب ہوتا ہے اور برداشت سے زیادہ عشق کرے تو دماغ [illegible]خراب ہوتا ہے۔ ہر چیز کی زیادتی خراب ہوتی ہے۔ میں آئندہ [illegible]اعتدال کی راہ اختیار کروں گا۔ سلطانہ کی محبت نہ کبھی کم ہو نہ [illegible]کبھی زیادہ ہو۔ اور یہ محبت' خواہشات کے پیٹ سے پیدا نہ ہو' [illegible]لکہ عقل کے حساب سے ہو تو ذہانت بحال رہے گی۔"

سلطانہ نے کہا "سسٹر! دراصل ہم نے اچھی خاصی عمر گزار دینے کے بعد شادی کی۔ ہمیں ایک دوسرے سے برسوں کی گمشدہ مسرتیں ملنے لگیں۔ ان مسرتوں کے ہجوم میں ہم نے عقل کا دامن چھوڑ دیا تھا۔ فرہاد بھائی کی ناراضگی اور غصہ اب سمجھ میں آ رہا ہے۔ انہوں نے ڈانٹ کر ہمیں بھگا دیا۔ اگر کان پکڑ کر ہماری پٹائی کرتے تو ہمیں اور زیادہ عقل آ جاتی۔"

"چلو جتنی عقل آئی' اتنی ہی بہت ہے۔"

"پلیز' آپ فرہاد بھائی سے کہیں کہ وہ ہمیں معاف کر دیں۔"

سلمان نے کہا "نہیں سلطانہ! معافی مانگنے سے بات نہیں بنے گی۔ فرہاد بھائی ہمیں پہلے کی طرح ذہین اور حاضر دماغ دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب ہم ان کے معیار پر پورے اتریں گے تو وہ خوش ہو کر ہمیں معاف کر دیں گے۔"

سلطانہ نے اس بات کی تائید کی۔ لیلیٰ نے دماغی طور پر حاضر ہو کر مجھے دیکھا' اپنی جگہ سے اٹھی پھر تیزی سے چلتی ہوئی آکر میرے قدموں سے لپٹ گئی۔ میں نے پوچھا "اب کیا ہوا؟"

وہ میرے گھٹنے پر سر رکھ کر بولی "آپ ناقابلِ فہم ہیں۔ بڑی دیر بعد سمجھ میں آتے ہیں' وہ بھی پوری طرح نہیں۔ میں غلطی پر تھی۔ آپ نے اچھا کیا جو میرے آنسو نہیں پونچھے۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔"

میں اس پر جھک کر اپنے ہونٹوں سے آنسو پونچھنے لگا۔ گلابی چہرے پر آنسو یوں لگ رہے تھے جیسے شبنم کے موتی پھسل رہے ہوں۔ میں نے کہا "دل نہیں چاہتا کہ تم مجھے چھوڑ کر جاؤ۔"

"میرا دل کب مانتا ہے۔ سسٹر کے پاس جاکر بھی دھیان آپ کی طرف لگا رہے گا۔"

"سونیا سے پوچھو کیا' دونوں گولڈن برینز کو ابھی ٹریپ کرنا ضروری ہے۔ یہ کام صبح بھی ہو سکتا ہے۔"

"میں نہیں پوچھوں گی۔ مجھے شرم آئے گی۔ وہ کچھ اور سمجھیں گی۔"

میں سونیا کے پاس آیا وہ سلطانہ سے کہہ رہی تھی "مارتھا کے پاس جاؤ۔ اس کے خوابیدہ دماغ میں یہ بات نقش کر دو کہ اس کا شوہر جان فراسٹ اعصابی اور دماغی کمزوری میں مبتلا نہیں ہوا تھا۔"

سونیا ایک چھوٹی سی بات کو بھی اہمیت دیتی تھی۔ اگر دوسری صبح مارتھا کو یاد آتا کہ پچھلی رات اس کا شوہر جسمانی اور دماغی کمزوری میں مبتلا ہوا تھا تو وہ شبہ کرتی کہ کوئی خیال خوانی کرنے والا ان میاں بیوی کو ٹریپ کر رہا ہے۔

سلطانہ نے پوچھا "کیا مارتھا کی انگلی سے آپ کی میڈ یکیٹڈ انگوٹھی اتار لوں؟"

"ہاں' اسے نیند کی حالت میں چلا کر الماری کے پاس لے جاؤ اور اس کے ہاتھوں سے الماری کے کسی حصے میں وہ انگوٹھی

چھپا دو۔ اس کام سے فارغ ہو کر میرے پاس آؤ۔ ہم دوسرے اور تیسرے گولڈن برین تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔"

"میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ مارتھا کے پاس چلی گئی۔ میں نے کہا "سونیا! اتنی محنت کرو گی تو تمہاری صحت پر برا اثر پڑے گا۔ تمہیں وقت پر سونا جاگنا اور کھانا پینا چاہئے۔"

"یہ تمہیں میری صحت کی فکر کیوں ہو گئی؟"

"کیا میں تمہاری بھلائی سوچ بھی نہیں سکتا؟"

"تم اپنی بھلائی سوچ رہے ہو۔"

"تم ہمیشہ مجھے غلط سمجھتی ہو۔ میری بھلائی تو یوں بھی ہو رہی ہے کہ اب تم لیلیٰ کو اپنے پاس نہیں بلاؤ گی۔ کیونکہ سلطانہ کو تم نے بلایا ہے۔"

"مجھے افسوس ہے کہ تمہاری امیدوں پر پانی پھیر رہی ہوں۔ سلطانہ میرے دماغ میں رہے گی کیونکہ وہ ہزاروں میل دور پیرس میں ہے۔ لیلیٰ تل ابیب میں ہے اس لئے بہ نفس نفیس میرے ساتھ رہے گی۔ اس سے کہو' وہ ایک گھنٹے بعد ٹھیک بارہ بج کر تیس منٹ پر شلوم میزتاور کے سامنے رہے۔ ہم چہرے بدلنے کے باعث ایک دوسرے کو نہیں پہچان سکیں گے۔ اس لئے وہی کوڈورڈز ادا کئے جائیں جو میرے دماغ میں آکر کہے جاتے ہیں۔"

"میں اسے شلوم میزتاور کے سامنے پہنچادوں گا۔"

"اچھا جاؤ۔ اب میری نہیں اپنی بھلائی کے لئے سر پیٹتے رہو۔"

"تمہاری جیسی مَردوں سے دور رہنے والی عورتیں بڑی شریف اور پارسا بن کر ہمارے راستے کی دیوار بن جاتی ہیں۔ لاشعوری طور پر ہم سے جلتی اور حسد کرتی ہیں۔ میں بڑی ناگواری سے تمہیں ہُش کہتا ہوں۔ ہُش...."

وہ ہنسنے لگی۔ میں لیلیٰ کے پاس حاضر ہو گیا۔ پھر گھڑی دیکھتے ہوئے کہا "تمہیں بارہ بج کر تیس منٹ پر شلوم میزتاور کے سامنے ہونا چاہئے۔ سونیا وہاں آئے گی اور تمہیں لے جائے گی۔"

ہم کھانے کی میز سے اٹھ کر ایک صوفے پر آگئے۔ وہ میرے شانے پر سر رکھ کر بولی "میں جاؤں گی تو آپ تنہا رہ جائیں گے۔"

"تمہارا خیال ستائے تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

"میں جو کہوں گی آپ اس پر عمل کریں گے؟"

"ضرور کروں گا۔"

"آپ دماغ کو ہدایت دے کر سو جائیں۔ اس طرح آپ میرے لئے بے چین نہیں رہیں گے۔ جو بھی خیال خوانی ہو' وہ صبح کریں۔"

وہ چپ ہو کر خلا میں تکنے لگی۔ پھر بولی "سلطانہ آئی تھی' سسٹر مجھے بلا رہی ہیں۔"

وہ میرے پاس بیٹھے بیٹھے ہی سونیا کے پاس پہنچ گئی۔ سونیا نے کہا "میں نے دوسرے گولڈن برین کے گھر فون کیا تھا۔ فون کے جواب میں دوسری طرف سے آواز سن کر سلطانہ وہاں پہنچ گئی ہے۔ ...اب میں تیسرے کے گھر فون کر رہی ہوں۔ تم دوسری طرف کی آواز سن کر جاؤ اور اس گھر کے افراد کی پوری تفصیل معلوم کرو۔ اگر دوسری طرف سے کسی مرد کی آواز سنائی دے تو اس کے دماغ میں نہ جانا۔ وہ یوگا کا ماہر تیسرا گولڈن برین ہو سکتا ہے۔"

اس نے لیلیٰ کو تمام باتیں سمجھانے کے بعد ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے۔ ڈائلنگ کے بعد ذرا انتظار کرنا پڑا۔ دوسری طرف کے فون کا بزر بول رہا تھا مگر کوئی ریسیور نہیں اٹھا رہا تھا۔ رات کے بارہ بجنے والے تھے۔ سب لوگ سو رہے ہوں گے۔ آدھے منٹ کے بعد ایک عورت نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

سونیا نے پوچھا "تم کون ہو؟"

وہ بولی "تم نے فون کیا ہے اصولاً تمہیں بتانا چاہئے کہ کون ہو اور آدھی رات کو کس لئے فون کیا ہے؟"

"میں اس نمبر پر ہر رات بارہ بجے فون کرتی ہوں' مجھے ہمیشہ ایک مرد کی آواز سنائی دیتی ہے۔ شاید رانگ نمبر لگ گیا ہے۔"

سونیا نے ریسیور رکھ دیا۔ لیلیٰ نے کہا "میں اس عورت کے پاس جا رہی ہوں۔"

لیلیٰ نے وہاں پہنچ کر دیکھا۔ وہ عورت جاگ رہی تھی حالانکہ آدھی رات ہو چکی تھی۔ اس کے ساتھ ہی صوفے پر اس کا شوہر گولڈن برین بیٹھا ہوا تھا اور توقع کے خلاف اور گولڈن برینز کے اصولوں کے خلاف شراب کے نشے میں تھا۔ سامنے سینٹر ٹیبل پر شراب کی بوتل اور ایک بھرا ہوا گلاس رکھا تھا۔ اس کی بیوی کہہ رہی تھی "ایک تو تم دیر سے گھر آئے' اس پر پینے بیٹھ گئے۔ اب بس کرو۔ نشے میں تمہیں سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔"

وہ بولا "میں نشے میں نہیں ہوں۔"

"دنیا کا ہر شرابی یہی کہتا ہے۔"

"میں دوسروں جیسا نہیں ہوں۔"

اس نے گلاس اٹھا کر دو چار گھونٹ پئے پھر کہا "میں کوئی عام سا آدمی نہیں ہوں۔ میرے سینے میں بے شمار راز دفن ہیں مگر میں روز پیتا ہوں اور ایک بھی راز کی بات زبان پر نہیں لاتا۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ میں نشہ کرتے ہوئے بھی ہوش میں رہتا ہوں۔"

"تم روز یہی دعوے کرتے ہو اور روز وہی راز بیان کردیتے ہو جو تمہارے سینے میں دفن رہتا ہے۔"

"غلط! کیا میں نے کبھی بتایا کہ میرا اصل نام پیٹرایوان ہے؟ اور میں پانچ میں سے ایک گولڈن برین ہوں۔"

"ٹھیک ہے تم نے کبھی نہیں بتایا۔ آج بھی نہیں بتا رہے ہو

ر کل بھی نہیں بتاؤ گے۔ فار گاڈ سیک! اب پینا بند کرو۔"

وہ اس کے ہاتھ سے وہسکی کا گلاس لینا چاہتی تھی۔ اس نے بیوی کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا "ادب سے بات کرو۔ یا تم نہیں جانتیں کہ ایک گولڈن برین اس ملک کے اعلیٰ حکام ے زیادہ با اختیار اور برتر ہوتا ہے۔ وہ جب چاہے حکمرانوں کو ریل کر سکتا ہے۔ میرا ادب کرو' ورنہ میں بیوی تبدیل کر دوں گا۔"

اسی وقت کال بیل کی آواز سنائی دی۔ اس کی وائف نے ا "اتنی رات کو کون آیا ہے؟"

وہ صوفے سے اٹھ کر اس کمرے سے چلتی ہوئی ایک ریڈور میں آئی۔ ایسے ہی وقت فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ اس ے حلق سے چیخ نکل گئی۔ فائرنگ کے ذریعے بیرونی دروازے کے ل کو توڑا گیا تھا۔ پھر مسلح افراد دندناتے ہوئے اندر گھس آئے۔

مسز ایوان سہم کر ایک دیوار سے لگ کر بولی "کون ہو؟ کیا اہتے ہو؟"

ایک نے غرا کر پوچھا "تمہارا شوہر کہاں ہے؟"

"تم لوگوں کو میرے آدمی سے کیا دشمنی ہے؟"

"یو شٹ اپ!" ایک نے اسے طمانچہ مارا۔ پھر اسے دھکا ے کر بولا "کم آن' اپنے آدمی کے پاس لے چلو۔ ہری اپ۔"

لیلیٰ نے چند لمحوں کے لئے حاضر ہو کر مجھ سے کہا "دوسرے ولڈن برین کے ہاں کچھ مسلح افراد گھس آئے ہیں۔ گولڈن برین ٹے میں ہے۔ آپ اس کے دماغ میں جا سکتے ہیں' میرے ساتھ یں۔"

میں لیلیٰ کے دماغ میں رہ کر اس عورت مسز ایوان کے دماغ ہا پہنچا۔ وہ مسلح افراد سے مار کھاتی ہوئی اپنے شوہر کے پاس آگئی ی۔ گولڈن برین پیٹرایوان ہاتھ میں وہسکی کا گلاس لے کر اٹھ

گیا۔ ڈگمگاتے ہوئے بولا "گدھو! الو کے پٹھو! تمہیں گولڈن برین کے گھر میں داخل ہونے کی جرات کیسے ہوئی؟"

جواب میں ایک زبردست گھونسا اس کی ناک پر پڑا۔ ہاتھ سے گلاس چھوٹ گیا۔ وہ چکرا کر گر پڑا۔ تین مسلح افراد اس کمرے کے تمام گوشوں کو' چھت کے پنکھوں اور فانوس وغیرہ کو متلاشی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ پھر ایک نے اپنے ٹیم لیڈر سے کہا "سر! ہم نے جو خفیہ مائک اس کمرے میں لگائے تھے ان کے تار کٹے ہوئے ہیں۔"

ایک مسلح شخص غسل خانے سے بھری ہوئی بالٹی لے آیا تھا اور اس کا تمام پانی گولڈن برین پر ڈال رہا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ ...ایک ہی لمحے میں اس کا نشہ ہرن ہو گیا تھا۔ پھر مسلح افراد کے لیڈر کو دیکھ کر بولا "مسٹر واکر! یہ تم ہو؟"

واکر نے کہا "ہاں میں ہوں۔ دوسرا گھونسا کھانے سے پہلے کھڑے ہو جاؤ۔"

وہ صوفے اور میز کا سہارا لیکر اٹھتے ہوئے بولا "میں گولڈن برین ہوں۔ اور تم ہماری خفیہ فورس کے کمانڈر ہو۔ میرے ماتحت ہو اور مجھے گھونسا مارنے کی دھمکی دے رہے ہو۔"

کمانڈر واکر نے اس کے مُنہ پر ایک الٹا ہاتھ رسید کرتے ہوئے کہا "اب تم گولڈن برین نہیں رہے۔ ایک حقیر کیڑے رہ گئے ہو۔ میں ابھی تمہیں جوتے سے مسل ڈالوں گا۔"

گولڈن برین پیٹرایوان کی بیوی نے کہا "کچھ تو بتاؤ کہ میرے شوہر کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے؟"

"یہ تمہارا شوہر پیٹرایوان اپنے ان اکابرین کو دھوکا دیتا آرہا ہے جو گولڈن برینز کے درمیان دو بڑے کہلاتے ہیں اور جن کے احکامات پر باقی تین گولڈن برینز عمل کرتے ہیں۔ ان

دو اکابرین کے حکم سے تینوں گولڈن برینز کے گھروں میں خفیہ مائک رکھے گئے ہیں۔ یہ مائک ہر کمرے، کچن، اسٹور اور ہر باتھ روم میں ہیں۔ لیکن اس کمبخت نے اس کمرے کے مائک کے تار کاٹ دیئے۔"

اس نے کمبخت کو گھور کر دیکھا پھر کہا "تار کاٹنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اپنے اکابرین سے اپنی شراب نوشی کی عادت چھپاتا تھا۔ یہاں بیٹھ کر پیتا تھا تاکہ پینے کے دوران اس کی گفتگو دوسری جگہ نہ سنی جاسکے نہ ریکارڈ کی جاسکے۔"

کمانڈر واکر نے ایک ذرا توقف سے کہا "یہ ہر رات گھر آکر تمہارے ساتھ بیڈ روم میں جاتا تھا۔ وہاں اس کے سوجانے تک اس کی آواز دوسری طرف ریکارڈ ہوتی تھی۔ آج پتا چلا یہ تمہارے ساتھ بیڈ روم میں سوتا نہیں تھا۔ چپ چاپ دبے قدموں اس کمرے سے چل کر یہاں آتا تھا اور شراب پی کر بکواس کرتا تھا۔ آج بھی یہ باتیں ہمیں معلوم نہ ہوتیں۔ مگر چور کی چوری زیادہ عرصہ چھپی نہیں رہتی۔ کیا تم جانتے ہو کہ آج تمہارا مقدر کیسے بگڑ گیا ہے؟"

اپنے عہدے کی بلندی سے گرے ہوئے گولڈن برین نے کمانڈر واکر کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ کمانڈر نے کہا "سنو! ہمارا ایک گولڈن برین جان فراسٹ کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کی گرفت میں آگیا ہے۔"

میں اور لیلیٰ یہ انکشاف سن کر چونک گئے۔ میں نے معزول گولڈن برین کی زبان سے پوچھا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ایک گولڈن برین کے دماغ میں کوئی آتا جاتا ہے؟"

کمانڈر واکر نے کہا "میں بیان کرچکا ہوں کہ ہر گولڈن برین کی رہائش گاہ کے ہر حصے میں خفیہ مائیک رکھے گئے ہیں۔ دوسری طرف کے ریکارڈر نے بتایا کہ گولڈن برین جان فراسٹ اچانک کمزوری میں مبتلا ہوگیا ہے اور کچھ بولتے ہوئے زبان لڑکھڑا رہی ہے۔ مارتھا کی آواز سے پتا چلا وہ ڈاکٹر کو فون کرنے جارہی ہے لیکن اس نے فون نہیں کیا۔ ریسیور اٹھا کر تھوڑی دیر کھڑی رہی ...پھر کچھ سنے بغیر بولی، شکریہ ڈاکٹر! آپ جلد آنے کی کوشش کریں۔ یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔ تم پوچھو گے ہمیں فون والی باتیں کیسے معلوم ہوئیں تو اطلاع کے لئے عرض ہے کہ تمام گولڈن برینز کی ٹیلی فون کالیں بھی ریکارڈ کی جاتی ہیں۔"

میں نے لیلیٰ سے کہا "گڑبڑ ہوگئی۔ ہماری بہت بڑی کامیابی، ناکامی میں بدل رہی ہے۔"

ادھر کمانڈر واکر کہہ رہا تھا "گولڈن برینز کے دو اکابرین نے سمجھ لیا کہ مارتھا اور جان فراسٹ کے ساتھ ٹیلی پیتھی کا چکر چل رہا ہے۔ میں اپنی فورس کے ساتھ جان فراسٹ کے بنگلے میں گیا۔ ...احاطے میں اس کے خونخوار کتوں کو گولیاں مارنی پڑیں پھر ان کی خواب گاہ میں جاکر دیکھا۔ دونوں میاں بیوی گہری نیند میں تھے۔ میں نے انہیں جگایا اور پوچھا ہتم دونوں کے ساتھ کچھ غیر معمولی باتیں ہو رہی ہیں؟ انہوں نے انکار کیا اور یقین دلانا چاہا کہ دونوں نارمل ہیں۔ بات سمجھ میں آگئی، وہ نارمل نہیں تھے، تنویمی عمل کے ذریعے سحرزدہ کئے گئے تھے۔ میں نے ان کی موت کا حکم سنایا ...میرے آدمیوں نے فوراً ہی مارتھا اور جان فراسٹ کو گولیوں سے چھلنی کردیا۔ اب تم دونوں کی باری ہے۔"

میں نے لیلیٰ نے کہا "سونیا کے پاس چلو۔"

وہ بولی "ان میاں بیوی کو ہلاکت سے نہیں بچائیں گے؟"

"انہیں بچانے کے لئے کمانڈر واکر کے دماغ میں جاکر اس کا فیصلہ بدلنا ہوگا۔ ہوسکتا ہے کمانڈر یوگا کا ماہر ہو۔ اگر نہ ہوا اور اس نے ہمارے مرضی کے مطابق فیصلہ بدل دیا تو ان میاں بیوی کی موت پھر بھی نہیں ٹلے گی۔ دو پُراسرار گولڈن برینز اپنی فورس کے دوسرے افسر کے ذریعے انہیں ہلاک کردیں گے۔"

لیلیٰ کو یہ باتیں سمجھانے تک ادھر کمانڈر کے آدمیوں نے دوسرے گولڈن برین اور اس کی بیوی کو بھی گولیوں سے چھلنی کر ڈالا۔ میں نے سونیا کے پاس آکر اسے تمام واقعات سنائے۔ سونیا نے کہا "افسوس، اتنے پاپڑ بیلنے کے بعد ایک پاپڑ بھی ہمارے استعمال میں نہ آیا۔"

لیلیٰ نے کہا "سسٹر! ابھی تیسرا گولڈن برین زندہ ہوگا۔"

"ہماری کوششوں کے باوجود وہ تیسرا بھی نہیں بچے گا۔ وہ جو دو عدد پُراسرار گولڈن برینز ہیں، وہ ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کو اسی طرح ناکام بناسکتے ہیں کہ تیسرا گولڈن برین بھی نابود ہوجائے اور ان دو اہم گولڈن برینز تک پہنچنے کے تمام راستے ہمارے لئے بند ہوجائیں۔"

میں نے کہا "چلو اچھا ہے، ہمارے حصے میں بھی ناکامیاں آنی چاہئیں۔ ویسے سونیا نے تل ابیب پہنچتے ہی جس تیزی کے ساتھ تین کو بے نقاب کیا ہے اس سے باقی دو گولڈن برینز پریشان اور سہمے ہوئے رہیں گے۔ سونیا کو ڈھونڈ نکالنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہیں گے۔"

لیلیٰ نے پوچھا "سسٹر! آپ بہت محتاط رہتی ہیں۔ پھر بھی پوچھ رہی ہوں کیا دشمن کسی وجہ سے آپ کو پہچان سکتے ہیں؟"

"خدا کو منظور ہو تو پہچان لیں گے۔"

"ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کی رہائش گاہ کہاں ہے؟"

"سلطانہ کو معلوم ہے۔ مگر میں صبح یہاں سے دوسری جگہ چلی جاؤں گی۔"

میں نے پوچھا "تم یہاں کس روپ میں، کس حیثیت سے ہو ...کیا جگہ تبدیل کرنے سے تم پر شبہ نہیں کیا جائے گا؟"

"میں ایسے روپ اور ایسی حیثیت میں ہوں کہ شبہ نہیں کیا جائے گا۔ میں نے یہ نہیں پوچھا ہے کہ تم اور لیلیٰ کن ناموں سے یہودی میاں بیوی کا رول ادا کر رہے ہو۔ تم بھی مجھ سے نہ پوچھو۔ ...پاپا ڈوک کا برین آپریشن ہوچکا ہے۔ وہ جب بھی خیال خوانی کے قابل ہوگا اور ہم میں سے کوئی دماغی کمزوری کے باعث اس کے ہتھے چڑھے گا تو وہ اس کے ذریعے دوسروں تک بھی پہنچ جائے گا۔"

اتنے میں سلطانہ نے آکر کہا "سسٹر! ایک بری خبر سنانے آئی ہوں۔"

سونیا نے کہا "ہمیں پتا ہے تم یہی خبر سناؤ گی کہ تیسرا گولڈن برین بھی اپنی بیوی کے ساتھ مارا گیا ہے۔ اور مارنے والے دو پُراسرار گولڈن برینز کے خاص آدمی ہیں۔"

"جی ہاں۔ یہی بات ہے۔"

"اس بات کو اب بھول جاؤ۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے جان گاؤڈی پر توجہ دو۔ اگرچہ وہ دو گولڈن برینز اب بہت زیادہ محتاط ہوگئے ہوں گے، جان گاؤڈی کے سلسلے میں اپنی حکمتِ عملی بدل چکے ہوں گے۔ تاہم ہماری کوشش یہ ہوگی کی گاؤڈی ان کے کسی کام نہ آئے۔ اسرائیل میں پاپا ڈوک کے علاوہ گاؤڈی کا اضافہ ہوگا تو اس ملک میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوجائیں گے۔"

میں نے کہا "انشاءاللہ میں یہودیوں کے پاس ٹیلی پیتھی کے ہتھیاروں کو رہنے نہیں دوں گا۔ اگر ہم جان گاؤڈی کو بیچ سمندر والی پہاڑی سے غائب کردیں تو دونوں گولڈن برینز اور یہاں کے دوسرے اکابرین ہم سے سمجھوتا کرنے پر مجبور ہوجائیں گے، ایسے وقت ہم یہ شرط پیش کریں گے کہ وہ راحیلہ کو بحفاظت خصوصی طیارے میں پیرس پہنچادیں۔ اگر اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور وہ بخیریت پیرس پہنچ جائے گی تو اس کے بعد ہم یہودی اکابرین کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

سونیا نے کہا "وہ صرف یہ چاہیں گے کہ میں اس ملک سے چلی جاؤں۔ میری موجودگی انہیں بے چین اور بے خوابی میں مبتلا رکھے گی۔"

میں نے کہا "سونیا! میرا ایک مشورہ مانو اور یہاں سے چلی جاؤ۔"

"تم اس لئے مشورہ دے رہے ہو کہ پاپا ڈوک کو برین آپریشن کے بعد صحت یاب ہونے اور دماغی توانائی حاصل کرنے میں ایک دو ماہ لگیں گے۔ یعنی اسے جہنم میں پہنچانے کے لئے مجھے اتنے عرصے تک یہاں بیکار بیٹھنا ہوگا۔"

"ہاں یہ بات بھی ہے اور یہ بھی کہ ہم دونوں کو ایک ہی ملک اور ایک ہی شہر میں نہیں رہنا چاہئے۔"

"میں تمہاری یہ دوسری بات تسلیم کرتی ہوں۔ ہمیں ایک ہی شہر میں نہیں رہنا چاہیے۔ دشمنوں کے لئے سہولت فراہم نہیں کرنا چاہئے۔ میں نے ابھی کہا تھا کہ اپنی موجودہ رہائش گاہ چھوڑ رہی ہوں اور اسی لئے چھوڑ رہی ہوں کہ ہم ایک شہر میں نہ رہیں۔ میں صبح یروشلم جارہی ہوں۔"

"لیکن ملک تو ایک ہی ہے۔"

"تم مجھے اس ملک سے بھگانا کیوں چاہتے ہو؟"

"بھئی میں مشورہ دے رہا ہوں۔"

"جب تم اس ملک میں آنا چاہتے تھے تو میں نے مشورہ دیا تھا کہ نہ جاؤ۔ اگر پاپا ڈوک تمہارے ہاتھوں سے مارا جائے گا تو ہماری دنیا میں فرہاد کی واپسی کا بھید کھل جائے گا۔"

"اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ پاپا ڈوک تمہارے ہاتھوں مارا جائے گا۔ میں یہاں راحیلہ کے لئے آیا تھا۔ اب دوسرے مسائل بھی ہیں۔ ہم نے جے مورگن کو چھپا رکھا ہے۔ اندیشہ ہے کہ وہ اپنی کسی حماقت سے پھر یہودیوں کی قید میں نہ چلا جائے۔ ...اس کے علاوہ جان گاؤڈی کو بھی اس پہاڑی سے نکالنا ہے۔"

"یہ کام میں بھی کرسکتی ہوں۔ تم کسی دوسرے ملک میں رہ کر خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے تعاون کرسکتے ہو۔ پھر تمہارا یہاں رہنا کیا ضروری ہے؟"

"بہت خوب! میں تمہیں جانے کے لئے کہہ رہا ہوں، جواباً تم مجھے بھگا رہی ہو۔"

"عقل کہتی ہے اگر اتفاق سے یا حادثاتی طور پر پاپا ڈوک تمہارے ہاتھوں مارا جائے گا تو بات بگڑ جائے گی۔ مجھ سے بحث نہ کرنا جب یہ پیش گوئی عام ہوچکی ہے کہ وہ جادوگر فرہاد یا سونیا کے ہاتھوں قتل ہوگا تو دشمن یہی سمجھ رہے ہیں کہ سونیا کے ہی ہاتھوں سے قتل ہوگا کیوں کہ فرہاد تو مرچکا ہے۔ اس لئے اے عقلمند مُردے یہاں سے جاؤ اور دنیا کے کسی بھی ملک میں رہ کر خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے رابطہ رکھو۔"

لیلیٰ نے مجھ سے کہا "سسٹر درست کہتی ہیں۔ ہمیں واپس جانا چاہئے۔"

لیلیٰ اس کی تائید کر رہی تھی۔ اور کیوں نہ کرتی! تل ابیب میں رہنے سے سونیا اسے کچھ روز کے لئے اپنی پاس بلالیتی بلکہ بلا چکی تھی۔ اگر ہم یہاں سے چلے جاتے تو پھر ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے۔ لیلیٰ سے مجھے اتنی محبت اور توجہ مل رہی تھی کہ میں بھی اس کے بغیر نہیں رہنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا "اچھی بات ہے سونیا! مجھے یہاں سے جانا چاہئے یا نہیں اس کا فیصلہ صبح کروں گا۔"

وہ مسکراتی ہوئی بولی "یہ بات ہوا میں لکھ لو۔ تم صبح واپس جانے کا فیصلہ کروگے۔"

"تم پکی چڑیل ہو۔ لیلیٰ کی تائید نے تمہیں سمجھا دیا کہ یہی فیصلہ ہوگا۔ بہرحال میں جان گاؤڈی کے پاس جارہا ہوں، اس کے بعد آرام سے سو جاؤں گا۔"

سونیا نے کہا "جے مورگن کی بھی خبر رکھو۔ آس ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ارادے کمزور ہوتے ہیں۔ کوئی غلطی نہ کر بیٹھے۔"

سلطانہ نے کہا "سسٹر! میں جے مورگن کے پاس جارہی ہوں۔"

میں لیلیٰ کے ساتھ اپنی جگہ حاضر ہوا۔ وہ میری گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "ایک بج رہا ہے۔ یہ سونے کا وقت ہے۔ کیا ابھی جان گاڈدی کے پاس جانا ضروری ہے؟"

"تم بھی چلو ہم جائیں گے اور تھوڑی دیر میں چلے آئیں گے۔"

"ہم اکثر تھوڑی دیر کے لئے خیال خوانی کرتے ہیں پھر کسی معاملے میں الجھ کر رات سے صبح کردیتے ہیں۔"

"بھئی جان گاڈدی سمندر کے بیچ میں ہے۔ اس پہاڑی پر کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ وہاں اس کا دل بہلانے کے لئے صرف نیپا شلوم ہے۔ ہم کسی مسئلے میں نہیں الجھیں گے۔"

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اپنے ٹارگٹ تک پہنچنا چاہا۔ لیکن وہ بیہوش تھا۔ میں نے واپس آکر لیلیٰ سے کہا "وہ بیہوش ہے۔"

وہ بولی "آخر الجھ گیا نا معاملہ؟"

"میں ابھی سلجھاتا ہوں۔"

"اس طرح صبح ہوجائے گی۔"

"نہیں ہوگی۔ بس ابھی آتا ہوں۔"

اس کی بیہوشی کی وجہ معلوم کرنے کے بہت سے ذرائع تھے۔ ان میں ایک نیپا شلوم تھی۔ میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ پہاڑی کی بلندی پر ایک درخت کے سائے میں بیٹھی ہوئی تھی اس کی سوچ نے بتایا کہ سامنے والے بڑے سے خیمے میں جان گاڈدی کا برین آپریشن ہورہا ہے۔

اس بات نے مجھے چونکادیا۔ ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ اتنا مشکل ترین آپریشن اس پہاڑی پر آکر کریں گے۔ نیپا کی سوچ نے بتایا۔ ایک گھنٹا پہلے ایک ہیلی کاپٹر میں آپریشن کا تمام سامان اور بڑی بڑی متعلقہ مشینیں آئی تھیں۔ دو نہایت تجربہ کار ڈاکٹر پاپاڈوک کے برین کا کامیاب آپریشن کرچکے تھے۔ وہ ڈاکٹر چار جونیئر ڈاکٹروں اور نرسوں کے ساتھ تھے۔ انہوں نے آتے ہی آپریشن کی تیاریاں شروع کردی تھیں اور جان گاڈدی کو بیہوش کردیا تھا تاکہ ہم خیال خوانی کرنے والے اس کے دماغ میں پہنچ کر کوئی گڑبڑ نہ کریں۔

ایسے بڑے اور خطرناک آپریشن، جن میں مریضوں کی جان جانے کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے، ایسی بے احتیاطی سے کسی ویرانے میں نہیں کئے جاتے جبکہ برین آپریشن نہایت مشکل اور جان لیوا ہوتا ہے۔ جس بے احتیاطی اور افراتفری سے وہ جان گاڈدی کا آپریشن کررہے تھے اس کے پیش نظر ناکامی کے امکانات زیادہ تھے۔ وہ سخت جان نہ ہوتا تو مرسکتا تھا۔

اور اس کی موت کا کسی کو افسوس نہ ہوتا۔ گولڈن برینز اور دوسرے یہودی اکابرین نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ فوراً ہی گاڈدی کا برین آپریشن نہ کیا گیا تو سونیا اور اس کے آدمی جے مورگن کی طرح اسے بھی اغوا کرلیں گے۔ وہ گاڈدی کو ہمارے ہاتھ نہیں لگنے دینا چاہتے تھے۔ اس لئے اس کی امکانی موت کی پروا کئے بغیر آپریشن کررہے تھے۔

میں نے لیلیٰ سے کہا "سونیا کے پاس آؤ۔"

میں نے سونیا کے پاس آکر اسے جان گاڈدی کے حالات بتائے۔ لیلیٰ نے مجھ سے کہا "آپ پاپاڈوک کے کمزور دماغ میں رہ کر ان ڈاکٹروں کی آوازیں سن چکے ہیں جو برین آپریشن کرتے ہیں۔"

"ہاں، وہ ڈاکٹروں اور دو اسپیشل نرسوں کے دماغوں میں جا سکتا ہوں۔"

"تو پھر ان کے دماغوں میں جاکر گاڈدی کو آپ بچا سکتے ہیں۔"

میں نے کہا "میں اسے آپریشن سے بچا سکتا ہوں۔ لیکن یہودی اکابرین کو معلوم ہوجائے گا کہ ہم ان ڈاکٹروں اور نرسوں کے دماغوں میں پہنچ سکتے ہیں۔"

سونیا نے کہا "فرہاد ان ڈاکٹروں اور نرسوں کے دماغوں میں رہ کر یہ معلوم کرے گا کہ پاپاڈوک کی نئی آواز اور لہجہ اور اس کی نئی صورت اور نیا نام کیا ہے؟ اگر یہودی اکابرین کو معلوم ہوگا کہ ہم ان ڈاکٹروں کے اندر سے معلومات حاصل کررہے ہیں تو وہ لوگ اپنے اہم اور وفادار ڈاکٹروں کو بھی گولی ماردیں گے۔"

میں نے کہا "ہمیں ایسی حرکتیں کرنی چاہئے جس سے دشمنوں کو یقین ہوجائے کہ ہم بے بس ہیں اور جھنجلا کر الٹی سیدھی حرکتیں کررہے ہیں۔"

سونیا نے پوچھا "تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"اس پہاڑی پر بمباری کراؤں گا۔"

"اس حرکت سے جان گاڈدی اور وہ ڈاکٹر مرسکتے ہیں۔"

"سونیا! دونوں ڈاکٹر ہمارے لئے اہم ہیں۔ میں ان پر آنچ آنے نہیں دوں گا۔ پہلے گاڈدی کی پوزیشن معلوم کرتا ہوں۔ پھر ایکشن شروع کروں گا۔"

میں نے ایک ڈاکٹر کے دماغ میں آکر معلوم کیا۔ وہ آپریشن کے دوران پریشان تھا۔ بار بار اس بریدنگ بیگ کو دیکھ رہا تھا جو جان گاڈدی کی سانسوں کی ڈوبتی ہوئی رپورٹ پیش کررہا تھا۔ دوسرے ڈاکٹر کی سوچ نے کہا "ہمارے اکابرین برین آپریشن کو بچوں کا کھیل سمجھتے ہیں۔ بیچارہ یہ ٹیلی پیتھی جاننے والا تو اب گیا

ہی گیا۔"

میں نئے جنرل کے دماغ میں گیا۔ وہ اتنی رات کو ہیڈ آفس میں دوسرے افسران کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ جان گاڈدی کے آپریشن کے نتیجے کا انتظار کررہا تھا۔ میں اسے وہاں سے اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے گیا۔ اس نے میری مرضی کے مطابق ٹرانسمٹر کے ذریعے اس میجر سے رابطہ قائم کیا، جو سمندر کے ساحلی علاقے میں ڈیوٹی پر تھا۔ اس ساحل سے بہت دور وہ پہاڑی نظر آتی تھی، جہاں ابھی گاڈدی کا آپریشن ہورہا تھا۔

جنرل نے اس میجر سے کہا "الرٹ ہوجاؤ۔ ہمارے دشمن سامنے والی پہاڑی پر پہنچ گئے ہیں اور جان گاڈدی کو اغوا کرنا چاہتے ہیں۔ جوانوں کو فوراً حکم دو کہ توپوں کے دہانے کھول دیں۔"

میجر نے توپ خانے کے افسر کو حکم دیا۔ میں افسر کے اندر آگیا۔ اس کے حکم سے توپیں چلنے لگیں۔ ان کے گولے کبھی سمندر میں اور کبھی پہاڑی کے دامن میں جاکر گر رہے تھے۔ فاصلہ بہت زیادہ تھا اس لئے وہ گولے پہاڑی کی بلندی تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ کسی ڈاکٹر اور نرس کو نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔

ڈاکٹروں کے ساتھ آنے والے فوجیوں نے ٹرانسمٹر کے ذریعے پوچھا "یہ ہم پر گولے کیوں برسائے جارہے ہیں؟"

ساحل سے میجر نے کہا "ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم دشمن کو گاڈدی کے اغوا کا موقع نہ دیں۔ ہمیں بتاؤ کیا دشمن کامیاب ہورہے ہیں؟"

پہاڑی سے کہا گیا "یہاں کوئی دشمن نہیں ہے۔ پھر گاڈدی کو کون اغوا کرے گا۔ وہ تو مرچکا ہے" آپریشن ناکام رہا ہے۔"

میجر نے گولہ باری بند کرنے کا حکم دیا۔ پھر جنرل سے رابطہ کرکے پوچھا "آپ نے پہاڑی پر بمباری کا حکم کیوں دیا تھا؟"

جنرل نے کہا "میں نے تمہیں کوئی حکم نہیں دیا تھا۔"

میجر نے ٹرانسمٹر کی ٹیپ کی ہوئی گفتگو سنائی تو جنرل پریشان ہوگیا۔ یہ بات دو گولڈن برینز اور اعلیٰ حکام کو معلوم ہوئی۔ میں نے اور لیلیٰ نے جنرل اور دوسرے حکام کے دماغوں میں رہ کر دیکھا، وہ لوگ بڑی تشویش میں مبتلا تھا۔ سب ہی کہہ رہے تھے کہ سونیا نے پچھلے آٹھ گھنٹوں میں زبردست حملے کئے ہیں۔ گولڈن برینز کے شعبے میں زلزلہ پیدا کردیا۔ تین گولڈن برینز بے موت مارے گئے۔ اگر سونیا ایک دن پہلے تل ابیب آجاتی تو پاپاڈوک کا بھی برین آپریشن نہ ہونے دیتی۔

ان کا خیال تھا کہ پہاڑی پر ہونے والا برین آپریشن کامیاب ہوجاتا لیکن اچانک بمباری کے باعث ڈاکٹر وغیرہ پریشان ہوگئے جس کے باعث آپریشن ناکام ہوا اور جان گاڈدی مرگیا۔ جنرل نے کہا "سونیا کے خیال خوانی کرنے والے ہمارے ڈاکٹروں کے دماغوں میں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اگر پہنچتے تو میرے دماغ پر قبضہ جما کر پہاڑی پر بمباری نہ کراتے۔"

ایک حاکم نے تائید کی "آف کورس، یہی بات ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ گاڈدی ان کے ہاتھ نہیں آئے گا تو انہوں نے اسے ہمارے پاس بھی رہنے نہیں دیا۔"

ایک گولڈن برین نے ٹرانسمٹر کے ذریعے ان سے کہا "سونیا نے اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو ہمارے فوجی افسران کے دماغوں میں پہنچایا پھر ان افسران سے پہاڑی پر بمباری کرائی۔ آپ حضرات ذرا غور کریں کہ تمام توپوں کا رخ پہاڑیوں کی طرف سے ہمارے شہر کی طرف ہوجائے اور ہماری فوج طیاروں اور راکٹوں کے ذریعے اپنے ہی شہروں پر حملے کرے تو ہمارا ملک کہاں رہے گا؟"

جنرل نے کہا "ہم بھی یہی سوچ رہے ہیں کہ پہاڑی پر جو بمباری ہوئی ہے، وہ سونیا کی طرف سے ایک چیلنج ہے۔ وہ ہماری فوج کو اور ہم سب کو ہمارے ہی ملک کے خلاف استعمال کرسکتی ہے۔ ہمارے گولہ بارود سے ہمارے ہی شہروں کو کھنڈر بنا سکتی ہے؟"

گولڈن برین نے کہا "ہماری ایک غلطی سے ایسا ہوا ہے۔ پاپاڈوک نے ہمارے ملک کا وفادار رہنے کے لئے شرط پیش کی تھی کہ وہ راحیلہ کو اس ملک میں لائے گا اور اسے اغوا کرنے کے لئے ہم اپنے ہیلی کاپٹرز اور سراغ رسانوں وغیرہ کے ذریعے اس

کی بھرپور مدد کریں اور ہم نے مدد کی۔ راحیلہ کو یہاں قید کر کے سونیا سے دشمنی مول لی۔"

ایک حاکم نے کہا "پاپاڈوک نے یقین دلایا تھا کہ وہ سونیا کے خیال خوانی کرنے والوں کو مُنہ توڑ جواب دے گا۔ وہ اپنے وعدے کے مطابق جان گاوَدی کو ہمارا قیدی بنا چکا تھا۔ مگر سونیا کی چال تب سمجھ میں آتی ہے جب نتیجہ سامنے آتا ہے۔ اس کمبخت کے خیال خوانی کرنے والے نے ایک ڈمی سونیا کو پاپاڈوک کے سامنے پہنچا کر اس جادوگر کو ہمارا دشمن بنا دیا۔ ہمیں مجبوراً پاپاڈوک کا برین آپریشن کرنا پڑا۔ دوسری طرف وہ بلا اپنی چالیں چلتی رہی۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے جے مورگن کو ہماری قید سے آزاد کرالیا' گاوَدی کو مار ڈالا۔ اب دیکھا جائے تو ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والا کوئی نہیں ہے۔"

دوسرے حاکم نے کہا "پاپاڈوک مہینے دو مہینے میں ہمارے کام کے قابل ہوسکے گا۔"

فوج کے کرنل نے کہا "سونیا ہمیں پاپاڈوک سے بھی فائدہ اٹھانے نہیں دے گی۔ اسے آپریشن کے نتیجے میں نئی زندگی اور نیا دماغ ملنے تک وہ ہماری فوج کو اپاہج بنا دے گی۔"

گولڈن برین نے کہا "میں اسی سلسلے میں بات کرنے آیا ہوں۔ ... دوسرے گولڈن برینز اور ہماری خفیہ مشاورتی مجلس کا فیصلہ ہے کہ ہم جلد از جلد اپنی شکست کا اعتراف کرلیں اور آئندہ ہونے والی تباہیوں کو پیشِ نظر رکھ کر سونیا سے سمجھوتا کرلیں۔ اس کی تمام جائز اور ناجائز شرائط مان کر نہایت محبت اور دوستی کے ساتھ اپنے ملک سے رخصت کردیں۔"

کرنل نے کہا "یہی ایک راستہ رہ گیا ہے۔ جب وہ دشمن نہیں رہے گی تو ہماری فوج کے کسی افسر کے دماغ میں اس کے آدمی نہیں آئیں گے۔"

گولڈن برین نے کہا "ہمیں ایک سچائی کو تسلیم کرنا چاہئے کہ سونیا کے خیال خوانی کرنے والے کبھی ہمارے ملک اور ہماری فوج کی طرف رخ نہیں کرتے ہیں۔ ہم خود ہی انہیں دشمن بناتے ہیں پھر خود ہی معافی مانگتے ہیں۔"

جنرل اور اعلیٰ حکام نے اعتراف کیا اور عہد کیا کہ آئندہ سونیا اور بابا صاحب کے ادارے سے دشمنی نہیں کریں گے۔ کرنل نے کہا "ہمیں سونیا سے جلد ہی رابطہ کرنا چاہئے۔"

دوسرے افسر نے کہا "وہ رُوپوش رہتی ہے۔ اس سے کس طرح رابطہ ہوگا؟"

گولڈن برین نے کہا "میں سونیا کے خیال خوانی کرنے والوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اب وہ ہمارے حکام اور افسران کے دماغوں میں خاموش نہ رہیں۔ ہم سے کچھ بولیں۔ سونیا سے ہمارے ایک سوال کا جواب حاصل کریں۔ سوال یہ ہے کہ ہم نے راحیلہ کو اغوا کر کے جو غلطی کی ہے کیا مادام سونیا ہمیں اس کی تلافی کا موقع دیں گی؟"

میں نے لیلیٰ سے کہا "دیکھو' یہ گولڈن برین کتنے تیز اور کتنے پُراعتماد ہیں' مجھے بولنے پر آمادہ کررہے ہیں۔ تم سونیا کے پاس آتی جاتی رہو اور اسے ہمارے درمیان ہونے والی گفتگو سناتی رہو۔"

پھر میں نے ایک افسر کی زبانی کہا "میں برائن وولف تم لوگوں سے مخاطب ہوں۔ اور دو گولڈن برینز کو سونیا کے ہاتھوں سے بچ نکلنے کی مبارک باد دیتا ہوں۔ سونیا کی زندگی میں ایسے دشمن بہت ہی کم آئے ہیں جیسے کہ یہ دو گولڈن برینز ہیں۔ انہوں نے بڑی ذہانت سے اور بڑی تیزی سے تین گولڈن برینز کو راستے سے ہٹا کر سونیا کی بازی پلٹ دی۔ سونیا نے خوش ہو کر دونوں کو اس کامیابی پر مبارک باد دی ہے۔"

ٹرانسمٹر کے اسپیکر سے گولڈن برین نے کہا "مادام بڑی فراخ دل ہیں۔ ان کی مبارک باد ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔"

میں نے کہا "راحیلہ کو اغوا کر کے اور یہاں لا کر اسے قیدی بنا کے جو حماقت کی گئی ہے اس کی تلافی کا وقت گزر چکا ہے کیوں کہ اب راحیلہ ہمارے پاس ہے۔ تمہارے پاس ہوتی تو تم اسے ہمارے حوالے کر کے غلطی کی تلافی کرسکتے تھے۔ اب کیسے کرو گے؟"

"اب بھی بہت کچھ ہوسکتا ہے۔ مادام اپنی کچھ شرائط ہم سے منوا سکتی ہیں۔ ہم راحیلہ کو خصوصی طیارے میں پیرس پہنچا سکتے ہیں۔ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے جے مورگن سے بھی ..... دست بردار ہوسکتے ہیں۔ اور یہ تحریری معاہدہ کرنے کو تیار ہیں کہ آئندہ کبھی سونیا کو اور بابا صاحب کے ادارے کو شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "تم لوگ جب چاہتے ہو کھیل شروع کردیتے ہو اور جب چاہتے ہو' بھاری بھاری شرائط مان کر کھیل ختم کردیتے ہو۔ جو زبان کے سچے نہیں ہوتے وہ تحریری معاہدے کے کبھی پابند نہیں رہتے۔ پھر بھی میں سونیا سے پوچھتا ہوں اور ابھی آکر اس کا جواب سناتا ہوں۔"

لیلیٰ یہاں کی باتیں سونیا کو بتا کر آئی تھی۔ میں نے کہا "تم ان میں سے کسی کے بھی دماغ میں رہو' میں ابھی آتا ہوں۔"

میں سونیا کے پاس آیا وہ بولی "ان یہودیوں سے کئی بار دوستی کی اور نقصان اٹھاتے رہے۔ آخری بڑا نقصان ہمیں شیبا کی موت کی صورت میں ملا۔ اس کے بعد وہ اپنی ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کے ذریعے پارس کو پھانسنا چاہتے تھے۔ پھر پاپاڈوک کے طلسم اور ٹیلی پیتھی کا سہارا ملا تو یہ راحیلہ کو اٹھا کر لے آئے۔ ان کمبختوں کو جب بھی کہیں سے قوت اور بڑی امداد حاصل ہوئی ہے مسلمانوں کی تباہی کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔"

"یعنی تم سمجھوتا نہیں کرو گی؟"

"سمجھوتا نہ کرنے والے ضدی اور مغرور ہوتے ہیں۔ میں مغرور کہلانا نہیں چاہتی۔ ہم سمجھوتا کریں گے مگر ان پر کبھی بھروسا نہیں کریں گے۔"

"اچھی بات ہے' میں اپنے طور پر ان سے معاملات طے کروں گا۔"

میں پھر اس افسر کے پاس آکر اس کی زبان سے بولا "سونیا کہتی ہے' ہم نے بارہا تم سے دوستی کی اور بارہا تمہاری طرف سے دشمنی ملی۔ فرہاد کا پورا خاندان شیبا کی موت کو نہیں بھلائے گا۔"

گولڈن برین نے کہا "آخری بار ہم پر بھروسا کرو۔ اگر اب تمہارے اعتماد کو کبھی ٹھیس پہنچے تو ہم بدترین مجرم کی سزا پانے کو تیار رہیں گے۔"

"ٹھیک ہے' ہم آخری بار اس شرط پر بھروسا کرسکتے ہیں کہ تمہارا کوئی راز ہم سے چھپا نہ رہے۔ تمہاری فوج کے اعلیٰ افسران کا فی الحال کہیں تبادلہ نہ ہو اور ان کی جگہ یوگا کے ماہر افسران کی تقرری نہ ہو۔ ایسا ہوا تو دوستی کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا اور ہم تمہاری ہی فوج کے جونیئر افسروں کے ذریعے یوگا کے ماہر افسران کو گولی مار دیں گے۔"

"مسٹر وولف! سونیا کی یہ پہلی شرط کسی بھی ملک کے لئے قابلِ قبول نہیں ہوگی۔ دنیا کا ہر ملک اپنے فوجی راز دوسروں سے چھپاتا ہے۔"

"ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے ہر ملک کے فوجی راز تک پہنچ جاتے ہیں۔ تمہارے راز بھی جانتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم نے کبھی اس بات کا چرچا نہیں کیا کہ امریکا تمہیں عربوں کے خلاف کس قدر فوجی اور مالی امداد دیتا رہتا ہے اور مشرقِ وسطیٰ کے بادشاہوں کے سامنے تمہیں ایک زبردست دہشت بنا رہا ہے۔ ہم تمہارے خلاف اس لئے چرچا نہیں کرتے کہ مسلمان جان بوجھ کر کمزور بن رہے ہیں۔ وہ برے وقتوں میں خدا کو بھول کر امریکا کو پکارتے ہیں اور امریکا ہی کی گود میں جا کر بیٹھتے ہیں' یہ اچھی طرح سمجھتے ہوئے کہ امریکا اور اسرائیل باپ بیٹے ہیں اور باپ ہمیشہ اپنے بیٹے کی ہی بھلائی چاہے گا۔ بہرحال سونیا کی پہلی شرط اٹل ہے۔"

"مسٹر وولف! پلیز سونیا کو سمجھاؤ۔ ہم اپنی بحری' بری اور فضائی افواج میں زبردست تبدیلیاں کررہے ہیں۔"

"وہ زبردست تبدیلیاں یہ ہیں کہ یوگا کے ماہر افسران لائے جائیں گے! پھر تمام فوجی معاملات اور اختیارات گولڈن برینز کے ہاتھوں میں رہیں گے تاکہ ہم خیال خوانی کرنے والے تمہارے افسران کے دماغوں میں جا کر تمہاری فوج کو اپنے طور پر استعمال نہ کرسکیں۔ ہمارا نیک مشورہ ہے کہ اپنی افواج میں زبردست تبدیلیاں کرنا بھول جاؤ۔"

"ہم اس شرط پر غور کرنے کے بعد جواب دیں گے۔ دوسری شرط کیا ہے؟"

میں نے کہا "تمام گولڈن برینز اپنی اصلی آواز اور لہجہ مجھے سنائیں گے اور میں وقتِ ضرورت ان سے دماغی رابطہ رکھوں گا۔"

گولڈن برین نے فوراً ہی کہا "ہرگز نہیں۔ ہمارے دماغوں تک کبھی کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ مادام سونیا دوستی نہ کرنے والی باتیں کررہی ہیں۔ ایسی شرائط پیش کررہی ہیں جو کبھی قابلِ قبول نہیں ہوسکتیں۔ کیا تم لوگ ہمارے گلے پر چاقو رکھ کر دوستی کرنا چاہتے ہو؟ کیا یہ دانائی کی باتیں ہیں؟"

"اگر یہ نادانی ہے تو یہ ہم نے تم ہی لوگوں سے سیکھی ہے۔ جب تک تم لوگوں کی تمام کمزوریاں ہمارے ہاتھوں میں نہیں رہیں گی تب تک ہم تم پر بھروسا نہیں کریں گے اور جہاں بھروسا نہ ہو' وہاں دوستی نہیں ہوسکتی۔"

"سونیا کی دوسری شرط پر بھی غور کیا جائے گا۔ تیسری شرط کیا ہے؟"

"تیسری شرط نہیں' تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ سونیا تمہارا ملک چھوڑنے کے لئے تیار بیٹھی ہے۔ ہماری دو شرائط پر عمل کیا جائے تو وہ اسی دن یا اسی رات اس ملک سے چلی جائے گی۔"

"ہمیں کیسے یقین ہوگا کہ وہ جا چکی ہے؟"

"تمہیں یہ کیسے یقین ہوا کہ وہ اس ملک میں آئی ہوئی ہے؟"

"تم نے ہی ایک بار ہمیں بتایا تھا۔"

"تو میں ہی اس بار کہہ رہا ہوں کہ وہ چلی جائے گی۔ ذرا اس پہلو پر غور کرو کہ سونیا یہاں آئی ہی نہ ہو۔ جس طرح ہم نے ڈمی سونیا کے ذریعے پاپاڈوک کو بے وقوف بنایا تھا اسی طرح ہم نے تمہیں خوفزدہ کرنے کے لئے جھوٹ کہا ہو کہ سونیا یہاں موجود ہے۔ جبکہ اس کا یہاں رہنا ضروری نہیں ہے۔ وہ دنیا کے کسی بھی ملک میں رہ کر ہمیں گائیڈ کرتی ہے۔ جب چاہے گی' پاپاڈوک کو اسرائیل سے باہر بلا کر جہنم میں پہنچا دے گی۔"

"مسٹر وولف! تم لوگوں کی ٹیلی پیتھی نے ہمیں بے بس کردیا ہے۔ ہم جھوٹ اور سچ کو سمجھ نہیں پاتے۔ جب کوئی بات سمجھ میں آتی ہے تو پتا چلتا ہے وہ بات بھی سمجھ میں نہیں آئی' وہ سب کچھ ٹیلی پیتھی کا تماشا ہوتا ہے۔"

میں نے کہا "تمہارے پاس بھی کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے آئے۔ تم لوگوں نے ان سے خاطر خواہ کام کیوں نہیں لیا؟"

گولڈن برین نے کہا "ہم سوچیں گے کہ ہم سے کہاں کہاں غلطیاں ہوتی رہیں اور ہم سوچیں گے کہ ہمیں سونیا کی شرائط پر

خود کو اور اپنی پوری قوم کو تم لوگوں کا غلام بنانا چاہئے یا نہیں؟ ہم چوبیس گھنٹے بعد جواب دیں گے۔"

میں نے سونیا کے پاس آکر وہ شرائط بتائیں جو انہیں پیش کی تھیں۔ وہ ہنستے ہوئے بولی "تم نے انہیں غلام بنا دینے والی شرائط پیش کی ہیں۔ وہ کبھی تسلیم نہیں کریں گے۔"

"ہاں۔ اب وہ جلد سے جلد ایسے اقدامات کریں گے کہ ان کی افواج ہماری ٹیلی پیتھی سے محفوظ رہیں۔"

وہ بولی "یہ تو ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنے سیکڑوں فوجی افسران کی جگہ یوگا کے ماہرین لے آئیں۔"

"فی الحال وہ بنیادی اہمیت رکھنے والے افسران کی جگہ یوگا کے ماہرین کو لائیں گے تاکہ ہم ان کی فوج اور ان کا گولہ بارود ان کے ہی خلاف استعمال نہ کر سکیں۔"

"فرہاد! ان کی تبدیلیوں پر نظر رکھنا ضروری ہے۔"

"میں اور لیلیٰ فوج کے مختلف شعبوں میں بیک وقت نہیں رہ سکیں گے۔ جوجو، سلطانہ اور سلمان کی نیندیں خراب کرنی ہوں گی۔"

"جوجو اسپتال میں ہے۔ لیلیٰ سے کہو، سلطانہ اور سلمان کے پاس جائے، انہیں موجودہ حالات سے آگاہ کرے۔ تم چاروں ان کی افواج میں دور تک پہنچ سکو گے۔"

میں نے لیلیٰ سے کہا، وہ سلطانہ کے پاس جائے۔ وہ گھڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی "میں نے کہا تھا۔ آپ خیال خوانی کریں گے تو سونے کا وقت گزر جائے گا۔ اور رات سے صبح ہو جائے گی۔"

میں نے حسرت سے اسے دیکھا۔ سونے والی موجود تھی مگر سونے کا وقت گزر چکا تھا۔ اور پتا نہیں کتنا وقت گزرنے والا تھا۔ ...ہم پھر خیال خوانی میں مصروف ہو گئے۔

O☆O

سونیا ثانی اور علی تیمور نے طیارے سے باہر آکر دیکھا، وہ لاہور پہنچ گئے تھے۔ علی نے کہا "میں اپنے پاپا کے حوالے سے پاکستانی ہوں۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ اپنے وطن کو دیکھ کر کتنی خوشی ہو رہی ہے۔"

ثانی نے مسکرا کر کہا "ابھی تو تم نے اس دھرتی پر قدم رکھا ہے۔ اپنے وطن کو دیکھا کہاں ہے؟"

"بس قدم رکھنا ہی کافی ہے۔ ماں کی گود میں پہنچ کر ماں اور ممتا کا پورا تعارف حاصل ہو جاتا ہے۔ بچہ ماں کو اس کے دودھ اور اس کی خوشبو سے پہچانتا ہے۔ ورنہ ماں کے وجود کو تو سمجھ دار ہونے کے بعد سمجھتا ہے۔"

وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے گیج ہال میں آئے۔ علی نے کہا "پاپا کی ہمشیرہ یعنی ہماری شاہینہ پھوپی آئی ہیں۔ وہ دیکھو کڑھے ہوئے کرتے اور شلوار میں ہیں۔ سر پر دوپٹہ ہے۔"

ثانی فوراً اپنے سر پر دوپٹہ رکھنے لگی۔ وہ بھی پیرس سے پاکستانی لباس پہن کر آئی تھی۔ اس کے پاپا سلمان واسطی نے سمجھایا تھا کہ پاکستان میں عورتیں مختصر لباس نہیں پہنتیں۔ اسے بے حیائی سمجھتی ہیں۔ لہٰذا سونیا ثانی کو مغربی لباس میں نہیں جانا چاہئے۔ سلمان نے ایک ہفتہ پہلے شاہینہ سے فون پر بات کی تھی اور کہا تھا "تمہارے مرحوم بھائی فرہاد کا ایک بیٹا علی تیمور آرہا ہے۔ اس کے ساتھ میری بیٹی ثانیہ واسطی عرف سونیا ثانی ہوگی۔ یہ دونوں اسلام آباد سے تبت جانے والے ہیں۔"

شاہینہ نے بے انتہا خوشی کا اظہار کیا تھا پھر پوچھا تھا "میں اپنے بھتیجے کو کیسے پہچانوں گی اور وہ کب اور کس فلائٹ سے آرہا ہے؟"

سلمان نے کہا تھا "میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے آپ کے پاس آتا رہوں گا۔ اس کے لاہور پہنچنے کا صحیح وقت اور فلائٹ نمبر وغیرہ بتاؤں گا۔"

سلمان اب یہی کر رہا تھا۔ اس نے ائرپورٹ پر شاہینہ کو بتایا کہ علی سفید سوٹ اور سرخ نکٹائی میں ہے۔ ثانیہ نے سبز رنگ کا شلوار سوٹ پہنا ہے پھر علی کو بتایا "تمہاری پھوپی گلابی رنگ کے کڑھائی کئے ہوئے شلوار کرتے میں ہیں۔ وہ اپنے جوان بیٹے اور بیٹیوں کے ساتھ تمہیں دیکھ رہی ہیں۔"

اسی طرح انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ شاہینہ علی کو دور سے دیکھتے ہی رونے لگی۔ سلمان نے کہا "بیٹے! تمہاری پھوپی فرہاد بھائی کو مرحوم سمجھ کر رو رہی ہیں، انہیں محبت دو۔"

علی نے قریب پہنچ کر پھوپی کو دونوں بازوؤں میں سمیٹ لیا پھر کہا "آپ آنسو پونچھ لیں اور یہ بتائیں، میں اپنے پاپا جیسا ہوں یا نہیں؟ آپ کو مجھ میں اپنا بھائی نظر آرہا ہے؟"

وہ آنسو پونچھتے ہوئے بولی "ہاں بیٹا! تم بالکل بھائی جان کی طرح ہو۔ میرے دوسرے بیٹے پارس کو کیوں نہیں لائے؟"

"پھوپی جان! دعا کریں وہ ادھر نہ آئے۔"

شاہینہ نے تعجب سے پوچھا "کیوں ایسی کیا بات ہے؟"

وہ بولا "میرے ساتھ ثانی آئی ہے۔ اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی ناگن اور خطرناک سانپوں کا زہر ہوتا ہے؟"

شاہینہ کی بڑی بیٹی نے پوچھا "کیا وہ سپیرا بن گیا ہے؟"

شاہینہ نے اپنی دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کا تعارف کرایا۔ سونیا ثانی سے بھی تعارف ہوا۔ علی نے کہا "وہ سپیرا نہیں ہے مگر کسی بھی سانپ کا زہر اس پر اثر نہیں کرتا ہے۔"

شاہینہ نے فخر سے کہا "میرے بھائی کے بیٹے معمولی نہیں ہو سکتے، غیر معمولی ہی رہیں گے۔"

شاہینہ کے بیٹے عدنان نے پوچھا "علی! تم میں کون سی غیر معمولی بات ہے؟"

وہ مسکرا کر بولا "اس سے زیادہ غیر معمولی بات اور کیا ہوگی کہ میں فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہوں۔"

وہ سب ہنستے ہوئے وہاں سے پارکنگ ایریا میں آئے پھر ایک پجیرو میں بیٹھ کر گلبرگ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں شاہینہ نے کہا "مسٹر سلمان نے بتایا ہے کہ تم صرف ایک دن کے لئے آئے ہو اور کل صبح چلے جاؤ گے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ کیا تم میرے بیٹے نہیں مہمان بن کر آئے ہو؟"

"میں صرف بیٹا بن کر آیا ہوں لیکن ہمارے ساتھ کچھ مجبوریاں ہیں۔ کل صبح اسلام آباد پھر وہاں سے فوراً ہی تبت کے شہر لاسہ پہنچنا ضروری ہے۔"

عدنان نے کہا "جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، پاکستان سے کوئی طیارہ تبت نہیں جاتا۔ کیا آپ خشکی کے راستے قراقرم کی پہاڑیاں عبور کریں گے؟"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آج رات ہمارے لئے فرانس سے ایک چارٹرڈ طیارہ یہاں آئے گا۔"

شاہینہ کی بڑی بیٹی نے حیرانی سے کہا "امی بتا رہی تھیں کہ آپ لوگ دنیا کے کسی بھی ملک میں کسی رکاوٹ کے بغیر چلے جاتے ہیں اور وہاں اپنی ضرورت کی ہر چیز حاصل کر لیتے ہیں۔ آپ لوگوں کی نظروں میں ڈالرز اور پونڈز کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔"

"پارس کی نظروں میں ڈالرز اور پونڈز کی اہمیت نہیں ہے کیونکہ اس کی شریکِ حیات جوجو ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ ہماری جیب میں کرنسی رہتی ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ ہمیں وقتِ ضرورت طیارے، ہیلی کاپٹر، پاسپورٹ اور بڑی بڑی رقمیں مل جاتی ہیں۔"

انہوں نے کوٹھی میں پہنچ کر دوپہر کا کھانا کھایا پھر شاہینہ انہیں لاہور کی سیر کرانے نکلی۔ ثانی اور علی شالامار باغ اور دیگر عمارتیں دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کیونکہ وہ عمارتیں اور وہاں کے باغات مغربی طرزِ تعمیر سے مختلف اور انوکھے تھے۔ وہاں کے دہی بھلے اور مرغ چھولے ان کے لئے بالکل نئے تھے۔ سونیا ثانی چٹخارے لے لے کر کھاتی رہی اور کہتی رہی کہ وہ ایسی ڈشوں کے لئے پھر ایک بار لاہور آئے گی۔

عدنان نے کہا "تم نے تو صرف لاہور ہی دیکھا ہے؟ ایک بار پشاور جا کر وہاں کی اسپیشل ڈشیں کھاؤ گی تو انگلیاں چاٹتی ہوئی پیرس جاؤ گی۔"

وہ آدھی رات تک خوب تفریح کرتے رہے۔ گھر واپس آتے وقت علی نے ثانی سے کہا "پہلی بار اتنی آزادی سے گھومنا نصیب ہوا ہے ورنہ بابا صاحب کے ادارے سے نکلتے ہی دشمن پیچھے پڑ جاتے تھے۔"

ثانی نے کہا "ہم اپنے دشمن مغربی ممالک میں چھوڑ آئے ہیں سپرماسٹر' ماسک مین اور یہودی تنظیم والے نہیں جانتے ہیں کہ ہم تبت کے مسافر ہیں۔"

"پاپا ڈوک کا استاد ساسان ڈوگرا ہم سے بے خبر ہے جب اسے ہمارے عزائم کا پتا چلے گا تب دشمنی شروع ہوگی۔"

بعض اوقات دشمنی کی کوئی وجہ نہ ہو تب بھی انجانے لوگ دشمن بن کر چلے آتے ہیں۔دوسری صبح وہ پھوپی سے رخصت ہو کر ائرپورٹ کے اس حصے میں آئے جہاں فرانس سے آیا ہوا طیارہ کھڑا تھا۔ سلمان نے پہلے ہی علی سے کہہ دیا تھا کہ طیارے کا پائلٹ 'کو پائلٹ اور ایک ائرہوسٹس قابلِ اعتماد اور وفادار ہیں۔

طیارے کے پاس پولیس کا ایک اعلیٰ افسر تین افراد کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ان میں سے ایک فرانس کے سفیر کا سیکریٹری تھا۔ اس نے علی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "یہ ڈی آئی جی پولیس ہیں اور یہ دو معزز حضرات حکومت کے خاص بندے ہیں۔ ... کچھ ضروری کاغذات اسلام آباد پہنچانا چاہتے ہیں۔"

ڈی آئی جی نے کہا "اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو یہ آپ کے طیارے میں جائیں گے۔ ویسے اعتراض کیا ہوتا ہے' حکومت کا کام ہے' آپ کو تو لیجانا ہی ہوگا۔"

علی نے مسکرا کر کہا "جب تم دھونس دے رہے ہو تو پہلے میں سرکاری کام کی نوعیت معلوم کروں گا اور وہ کاغذات دیکھوں گا۔"

"وہ سرکاری خفیہ کاغذات ہیں' کسی کو نہیں دکھائے جائیں گے۔"

اسی وقت سلمان نے علی کے پاس آکر کہا "ابھی فرانس کے سفیر نے مجھے بتایا ہے کہ دو افراد تمہارے طیارے میں سفر کرنا چاہتے ہیں' مجھے ان کی آواز سناؤ۔"

علی نے ڈی آئی جی کے پاس کھڑے ہوئے شخص سے کہا۔ "سرکاری معاملہ ہے' میں اعتراض نہیں کروں گا۔ لیکن تم دونوں سے تعارف ہونا چاہئے۔"

وہ دونوں اپنا اپنا نام بتا کر علی سے مصافحہ کرنے لگے۔ سلمان ان کے دماغوں کو باری باری پڑھنے لگا۔ علی ان سے گفتگو میں وقت گزار رہا تھا۔ ایک منٹ بعد سلمان نے کہا "انہیں اپنے ساتھ لے چلو۔"

وہ طیارے میں سوار ہوگئے۔ سلمان نے علی سے کہا "ان کے ایک بریف کیس میں پاکستانی فوج کے اہم راز ہیں۔ یہ دونوں روسی دلال ہیں ان کاغذات کو ماسکو پہنچانے پر انہیں اتنی دولت ملے گی کہ وہ بیرونی ممالک میں عیش و عشرت کی زندگی گزاریں گے۔ پاکستان واپس نہیں آئیں گے۔"

"جس ملک کو بیچ دیں گے وہاں کس منہ سے واپس آئیں گے۔"

"پہلے یہ پشاور جانا چاہتے تھے۔ جہاں سے ایک کمزور سرحد پار کرکے افغانستان کے راستے سرحد پار کرکے روس میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ کل رات انہیں تمہارے اس طیارے کا علم ہوا تو انہوں نے اسے ہائی جیک کرکے روس لے جانے کا منصوبہ بنا لیا۔ دوسرے شخص کی اٹیچی کیس میں منی کلاشنکوف' ریوالور اور کارتوس ہیں۔ ڈی آئی جی کی وجہ سے کسی نے اٹیچی کیس اور بریف کیس کی تلاشی نہیں لی۔"

"ٹھیک ہے' اسلام آباد میں فرانس کے سفیر کو تمام حالات بتائیں' وہ سرکاری سطح پر اقدامات کریں گے۔"

"تمہاری آنٹی سفیر کے پاس گئی ہیں۔ میں ان دلالوں کے پاس رہوں گا۔ انہیں ہتھیار استعمال کرنے نہیں دوں گا۔"

طیارہ رن وے چھوڑ چکا تھا اور فضا میں بلند ہوتا جارہا تھا۔ علی تبت کی مخصوص زبان میں ثانیہ کو یہ تمام باتیں بتا رہا تھا پندرہ منٹ کی پرواز کے بعد ایک شخص اپنی جگہ سے اٹھا پھر اٹیچی لے کر ٹوائلٹ میں چلا گیا۔ وہاں کلاشنکوف کے دو مختلف حصوں کو جوڑنے لگا پھر وہ کلاشنکوف کو مکمل کرنے کے بعد کارتوس کا بیلٹ اس میں لگانا چاہتا تھا' سلمان نے اس کے دماغ میں دھند پیدا کی۔ یہ یقین پیدا کیا کہ وہ کلاشنکوف اور ریوالور لوڈ کرچکا ہے۔

وہ سلمان کی مرضی سے اٹیچی کو ٹوائلٹ میں چھوڑ کر ایک ہاتھ میں کلاشنکوف اور دوسرے ہاتھ میں ریوالور لے کر باہر آیا پھر کو پائلٹ کو نشانے پر رکھ کر بولا "میرے آگے آگے پائلٹ کیبن میں چلو۔"

ثانی اور علی نے سر گھما کر دیکھا۔ وہ بولا "مسٹر علی! اگر سلامتی چاہتے ہو تو اپنی ساتھی کے ساتھ سیٹ پر بیٹھے رہو۔ ورنہ ایک ہی برسٹ میں سب کی لاشیں گرادوں گا۔"

ثانی نے پوچھا "تم لاشیں کیوں گرانا چاہتے ہو؟"

"اس لئے کہ اب یہ طیارہ میری مرضی کے مطابق پرواز کرے گا۔"

اس کے ساتھی نے کہا "ہم پاکستان کی سرحد پار کریں گے۔ یار اقبال! ریوالور مجھے دے۔"

اقبال نے ریوالور اپنے ساتھی کی طرف اچھال دیا۔ علی نے کہا "تمہارا نام اقبال ہے۔ اور ہم نے پیرس میں بچپن سے سنا ہے کہ علامہ اقبال نے پاکستان کا تصور اور منصوبہ پیش کیا تھا۔ ہم پہلی بار پاکستان آئے ہیں۔ ہمیں بتاؤ' ہم کس اقبال کو سلام کریں؟ اُسے جس نے پاکستان بنایا۔ یا تمہیں جو پاکستان کا ایک اہم راز سرحد پار لے جارہا ہے۔

"بکواس مت کرو۔ ورنہ گولی ماردوں گا۔"

ثانی نے کہا "جس کے ہاتھ میں طاقت ہوتی ہے' وہ اپنے سامنے کسی مجبور کی جائز بات نہیں سمجھنا چاہتا۔ پھر بھی میں سوال

کروں گی' کیا تم پاکستانی نہیں ہو؟ کیا تمہارے باپ دادا پاکستانی نہیں تھے؟ کیا تم نے اس زمین کا اناج نہیں کھایا اور یہاں کے دریاؤں کا پانی نہیں پیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو نمک حرامی کرتے ہوئے ذرا سی بھی شرم محسوس نہیں ہوتی؟"

وہ جواب میں ثانی پر تھوکنا چاہتا تھا۔ مگر چیخ مارتے ہوئے لڑکھڑا کر گر پڑا۔ علی نے اٹھ کر اس کے ساتھی کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا "ریوالور پھینک دو۔ یہ خالی ہے۔"

اس نے چونک کر ریوالور کو دیکھا۔ اس کی توجہ بٹتے ہی پائلٹ نے اس کے منہ پر ایک ہاتھ جمادیا۔ وہ واٹسورو کی کا تیار کردہ فولادی ہاتھ تھا۔ ریوالور والا چکرا کر گر پڑا۔ وہ حوصلہ کرکے دوبارہ اٹھ سکتا تھا مگر ایک ہی ہاتھ نے سمجھا دیا تھا کہ فرش پر پڑے رہنا ہی بہتر ہے۔

اس کا ساتھی دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ دماغ میں زلزلہ کیسے پیدا ہوگیا تھا۔ کو پائلٹ کلاشنکوف اور ریوالور اٹھا کر لے گیا۔ علی نے ایک کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اٹھایا پھر اسے دوسرے کے پاس فرش پر دھکیل کر کہا "اب تمہارے پاس طاقت نہیں ہے۔ اور ایسے کاغذات نہیں ہیں جن سے دولت حاصل کرسکو۔ دولت کے بغیر کسی دوسرے ملک میں ایک دن نہیں گزار سکوگے۔ اور پاکستان میں دولت کے بغیر سوکھی روٹی کھا کر بھی رہ سکوگے۔ کیوں کہ تم یہیں پیدا ہوئے تھے اور یہی ملک تمہاری پہچان ہے۔ اب بتاؤ کہاں جاؤگے؟ کہاں پناہ لوگے؟"

ایک نے کہا "ہمیں معاف کردو۔ ہم لالچ میں اندھے ہوگئے تھے؟"

ثانی نے کہا "جب ہاتھوں سے ہتھیار نکل گئے تو نصیحت سمجھ میں آرہی ہے۔ طاقت کا نشہ بُرا ہوتا ہے' آدمی سے عقل چھین لیتا ہے۔"

"تم درست کہتی ہو۔ اب ہم کبھی اپنے ملک سے غداری نہیں کریں گے۔ ہم کان پکڑتے ہیں' توبہ کرتے ہیں۔ ہمیں معاف کردو۔"

"معافی عدالت میں جاکر مانگنا۔ معافی تو کبھی نہیں ملے گی۔ سزا ملے گی لیکن سزا کے بعد بھی یہ ملک تمہیں دھکے دے کر سرحد کے باہر نہیں پھینکے گا۔ یہ اپنی زمین سے نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہوتا ہے جو تم جیسے کتوں کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔"

پنڈی ائرپورٹ کے رن وے پر طیارہ رکا۔ پھر سیڑھیاں لگاتے ہی دروازہ کھلا تو فوج کے جوان اور دو اعلیٰ افسران اندر آئے۔ دونوں غداروں کو حراست میں لے لیا گیا۔ علی نے اہم کاغذات والا بریف کیس ایک اعلیٰ افسر کو دیا۔ افسر نے اسے کھول کر کاغذات پر سرسری نظر ڈالی۔ پھر علی سے گرم جوشی کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا "ہمیں یہ خبر تھی کہ فرہاد مرحوم کے صاحبزادے یہاں سے گزرنے والے ہیں۔ میں حکومتِ پاکستان اور پاکستانی عوام کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے ایک بہت ہی اہم دستاویز کو سرحد پار جانے سے روک دیا۔"

علی نے کہا "شکریہ غیروں کا ادا کیا جاتا ہے۔ میں باپ دادا اور پردادا کے زمانے سے پاکستانی ہوں۔ یعنی میرے پیدا ہونے سے پہلے مقدر نے مجھے پاکستانی بنادیا تھا۔"

دوسرے افسر نے کہا "آپ جیسے محبِ وطن کو اپنے وطن میں ہی رہنا چاہئے۔"

وہ سنجیدگی سے بولا "ہم دونوں بھائی یہاں نہیں رہ سکتے۔ کیوں کہ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی اولاد ہیں۔ اب سے بیس برس پہلے میرے پاپا کئی بار یہاں آئے اور ہر بار یہاں کے حکمرانوں نے دعائیں مانگیں کہ وہ جلد ہی واپس چلے جائیں۔ کیوں کہ انہیں اندیشہ تھا' پاپا کی ٹیلی پیتھی انہیں بے نقاب کر دے گی۔ ان کے اصلی چہرے سامنے آجائیں گے اور ان سے

اقتدار چھن جائے گا۔"

"اب تمہارے پاپا نہیں رہے۔ اب تو تم یہاں رہ سکتے ہو؟"

"خوف میرے پاپا کا نہیں تھا۔ ٹیلی پیتھی کا تھا۔ آج بھی ہمارے خاندان میں چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ میرے ایک انکل نے ہی ان مجرموں کے دماغوں میں گھس کر ان اہم کاغذات کے متعلق معلوم کیا تھا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ٹیلی پیتھی ہمارے ملک کے لئے باعثِ رحمت ہوگی۔"

"نہیں جناب! باعثِ زحمت ہوگی۔ آج ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایک ڈی آئی جی کی وطن دشمنی معلوم ہوئی۔ ان دو مجرموں میں جس کا نام اقبال ہے' وہ ایک بہت بڑی سیاسی شخصیت کا سالا ہے۔ وطن سے دشمنی غریب عوام نہیں کرتے' سیاسی لیڈر اور سُپر پاور کے اشاروں پر ناچنے والے با اختیار لوگ کرتے ہیں اور یہ حضرات کبھی نہیں چاہیں گے کہ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے یہاں آتے جاتے رہیں۔"

بات اتنی سچی اور کھری تھی کہ افسر نے بحث نہیں کی۔ دونوں افسران ان کے ساتھ چائے پی کر رخصت ہو گئے۔ ایک گھنٹہ بعد طیارے نے پھر وہاں سے پرواز کی۔ ثانی اور علی اپنی اپنی سیٹ پر یوں سر جھکائے بیٹھے تھے جیسے اپنے وطن سے نکالے جا رہے ہوں۔

ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے جبراً اپنے ملک میں رہ سکتے تھے۔ کوئی ہمیں ملک بدر کرنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا لیکن پاکستان میں رہنا اور امریکا میں رہنا برابر تھا کیوں کہ یہاں سُپر ماسٹر کی پالیسی کے مطابق حکمران بدلتے رہتے تھے۔ نئے نئے سپر ماسٹروں سے لڑتے لڑتے میری آدھی سے زیادہ زندگی گزر گئی تھی۔ میرے دونوں بیٹوں کی زندگی بھی شاید اسی طرح گزرے گی۔ پاکستان میں رہ کر ماسک مین اور سپر ماسٹر سے لڑنے کے ذرائع بالکل نہیں ہیں ...فرانس کی حکومت ہمارے لئے خزانوں کا منہ کھول دیتی ہے۔ پولیس' فوج' ہیلی کاپٹرز' طیاروں اور جدید ترین ہتھیاروں سے ہماری مدد کرتی ہے اور ہم سے دوستی نباہتے وقت کسی سپر پاور کے دباؤ میں نہیں آتی۔ لہٰذا جو جنگ ہمیں پاکستان میں رہ کر لڑنا چاہئے وہ ہم فرانس میں رہ کر لڑتے ہیں۔

جو حضرات یہ حقیقت سمجھ نہیں پاتے' وہ شکایت کرتے ہیں کہ فرہاد صاحب پاکستان کیوں نہیں آتے؟ بھئی نہیں آسکتا۔ کبھی تقدیر ہی لائے تو لائے۔ کیوں کہ تقدیر کی زور آوری کے سامنے ٹیلی پیتھی بھی دم نہیں مارتی۔

میرا بیٹا اور میری ہونے والی بہو پاکستان سے نکل گئے۔ طیارہ تبت کے رُوٹ پر پرواز کر رہا تھا۔ ثانی نے ایشیا کا نقشہ نکال کر سامنے پھیلایا۔ ہمالیہ پہاڑ کے دوسری طرف تبت نظر آرہا تھا۔ ویسے یہ ملک نقشہ میں ہی نظر آتا ہے۔ اگر رختِ سفر باندھ کر وہاں پہنچنا اور اسے آنکھوں سے دیکھنا چاہیں تو یہ سب کے لئے ممکن نہیں ہے۔ یہ ملک بین الاقوامی پرواز کے راستے پر نہیں ہے۔ بیشتر سیاح خصوصی فلائٹ سے جاتے ہیں۔ خشکی کے راستے نہایت دشوار گزار ہیں۔ چونکہ وہاں تک پہنچنا دشوار ہو جاتا ہے اس لئے وہ علاقہ ساری دنیا کے لئے پُراسرار ہے اور یہ اس قدر بلندی پر ہے کہ اسے دنیا کی چھت (روف آف دی ورلڈ) کہا جاتا ہے۔

طیارہ خاصی بلندی پر پرواز کر رہا تھا۔ کھڑکی کے پار قراقرم کے بلند پہاڑ نظر آرہے تھے جو برف سے ڈھکے ہوئے تھے۔ ثانی اور علی نے گرم لباس پہن لئے تھے۔ کو پائلٹ نے بتایا کہ وہ ایک گھنٹے بعد تبت کے دارالسلطنت لاسہ پہنچیں گے۔ سلطانہ نے ثانی کے پاس آکر پوچھا "ہیلو بیٹی! یہ سفر کیسا لگ رہا ہے؟"

وہ مسکرا کر بولی "ممی! ونڈر فل جرنی ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے میں خوابوں اور خیالوں کی دنیا میں پرواز کر رہی ہوں۔"

"بیٹی! مشرق یوں بھی خوابوں کی سرزمین ہے۔ مغرب سے وہاں جانے والوں پر سحر سا طاری ہو جاتا ہے۔ پھر تبت تو بے حد پُراسرار علاقہ ہے۔ جادو نگری کہلاتا ہے۔ میں یہ بتانے آئی ہوں کہ فرانس کی حکومت کی جانب سے تبت کے حاکم کو تم دونوں کی آمد کی اطلاع دے دی گئی ہے۔ دارالسلطنت لاسہ میں سرکاری طور پر تمہارا استقبال ہوگا اور تمہاری حیثیت شاہی مہمان کی ہوگی۔"

"اوہ ممی! یہ اچھا نہیں ہو۔ ہم آزاد نہیں رہیں گے۔ شاہی تکلفات میں گھِر جائیں گے۔ ہم جہاں جائیں گے' ہمارے آگے پیچھے شاہی گارڈز رہا کریں گے۔"

ثانی نے یہ بات علی کو بتائی۔ علی نے سلطانہ کو اپنے دماغ میں بلایا پھر کہا "آنٹی! کسی قسم کی بھی مہمان نوازی ہمیں الجھا دے گی۔ ہم عام سیاحوں کی طرح اس ساحرِ اعظم ساسان ڈوگرا تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ پلیز! آپ تبت کے دلائی لامہ حاکم سے معذرت کریں۔ انہیں سمجھائیں کہ کسی مجبوری کے باعث ہم سرکاری سطح پر نہیں آئیں گے۔ وہاں کے عام لوگوں میں رہیں گے۔"

سلطانہ چلی گئی۔ پندرہ منٹ بعد سلمان نے آکر کہا "بیٹے! تم دونوں فرانس کی حکومت کی طرف سے وہاں جا رہے ہو۔ لہٰذا دلائی لامہ ضرور شاہانہ استقبال کرے گا۔ تھوڑی پابندی برداشت کر لو۔ ویسے بھی تمہیں دارالسلطنت میں ایک ہی رات گزارنا ہے۔ دوسری صبح وہاں سے سیکڑوں میل دور طلسم کدے کی طرف روانہ ہو جاؤ گے۔ دارالسلطنت لاسہ میں تم دونوں کے لئے فرانس کا ہیلی کاپٹر پہنچ گیا ہے۔"

علی نے ثانی کو دیکھا پھر کہا "اچھی بات ہے انکل! ہم ایک رات کے لئے دلائی لامہ کے مہمان بن جائیں گے۔"

طیارہ مقررہ وقت پر لاسہ پہنچ گیا۔ شاہی محل کی ایک گاڑی ائرپورٹ کے رن وے پر انہیں لینے آئی تھی۔ اس کے علاوہ مسلح سپاہیوں کی گاڑیاں آگے پیچھے تھیں۔ ایک گاڑی سے دو افراد باہر آئے۔ ایک شخص سوٹ پر اوور کوٹ پہنے ہوئے تھا' دوسرا مقامی لباس میں تھا۔ انہوں نے ثانی اور علی سے مصافحہ کیا۔ سوٹ والے نے مقامی لباس والے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "مسٹر علی! یہ دلائی لامہ کے سیکریٹری ہیں۔ یہ لوگ انگریزی زبان نہیں جانتے۔ میں ان کی مقامی زبان میں ہونے والی گفتگو کا ترجمہ آپ کو سنایا کروں گا۔"

ثانی اور علی نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ مقامی زبان جانتے ہیں۔ ...وہ دونوں کار کی پچھلی سیٹ پر آگئے۔ سوٹ والا اسٹیرنگ سیٹ پر آیا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر سیکریٹری بیٹھ گیا۔ پھر وہ محل کی طرف جانے لگے۔ سیکریٹری عقب نما آئینے میں ثانی کو دیکھ رہا تھا۔ ...اس نے سوٹ والے مترجم سے کہا "مسٹر جوڈی! مہمانوں کو اچھی طرح سمجھا دو یہ لاماؤں اور ساحروں کا ملک ہے۔ اس جوان نے اپنے ساتھ ایک حسین دوشیزہ کو لا کر غلطی کی ہے۔ بہتر ہے اسی طیارے سے لڑکی کو واپس بھیج دے۔"

مقامی زبان کا ترجمہ کرنے والے جوڈی نے کہا "مسٹر علی! یہاں کچھ ایسے شیطان جادوگر ہیں جو حسین لڑکیوں کو غائب کر دیتے ہیں۔ ہمارے دلائی لامہ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ تمہارے ساتھ آنے والی اس قدر حسین ہوگی۔ دلائی لامہ مس ثانی کو دیکھ کر پریشان ہو جائے گا۔ وہ بہت مہمان نواز ہے۔ لیکن دو ماہ پہلے یونان سے آئی ہوئی ایک حسین لڑکی محل کے پائیں باغ سے غائب ہو گئی تھی۔ آج تک اس کا سراغ نہیں ملا۔ اس کے بعد اس نے طے کر لیا کہ آئندہ کسی حسینہ کو محل کے احاطے میں داخل نہیں ہونے دے گا جبکہ تم دونوں خاص مہمان ہو اور وہ مس ثانی کی میزبانی سے انکار کر کے حکومتِ فرانس کو ناراض نہیں کرنا چاہے گا۔"

علی نے پوچھا "آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"ہمارے دلائی لامہ کو پریشانی سے بچاؤ اور مس ثانی کو ابھی واپس بھیج دو۔"

"سوری' یہ میری نصف بہتر ہے۔ یہ جائے گی تو میں نصف رہ جاؤں گا۔ ویسے دلائی لامہ سے کہو' ہمیں شاہی مہمان نہ بنائے۔ ...ہمیں کسی ہوٹل میں رات گزارنے دے۔ میں یہ لکھ کر دوں گا کہ ہم اپنی مرضی سے ایسا کر رہے ہیں اور حکومتِ فرانس اس معاملے میں دلائی لامہ سے ناراض نہیں ہوگی۔"

"آپ دونوں ہوٹل میں رات گزاریں گے' یہ تو اور زیادہ خطرے کی بات ہوگی۔ دلائی لامہ اسے تسلیم نہیں کرے گا۔"

"نہ کرے۔ ثانی واپس نہیں جائے گی۔"

'' باتوں کا ترجمہ سیکریٹری کو سناتا جا رہا تھا۔ سیکریٹری نے پیچھے سر گھما کر علی کو دیکھا۔ پھر جوڈی سے کہا "ایسا لگتا ہے یہ جوان اس حسین لڑکی سے بیزار ہے اور جان بوجھ کر کسی شیطان جادوگر کو اسے اٹھا کر لے جانے کی دعوت دے رہا ہے۔"

جوڈی نے کہا "میں کیا کہہ سکتا ہوں' اس کا فیصلہ دلائی لامہ ہی کریں گے۔"

وہ گاڑیاں محل کے احاطے میں داخل ہوئیں اور مسلح سپاہیوں کی دو قطاروں کے درمیان سے گزرتی ہوئی محل کے بیرونی دروازے کے قریب رک گئیں۔ اندھیرا ہو چلا تھا۔ برفباری کے باعث راستے بھی سنسان تھے۔ انہوں نے راستے میں کسی مقامی عورت کو نہیں دیکھا تھا۔ ان کی گاڑی رکتے ہی محل کے دروازے سے مقامی عورتیں اپنے مخصوص رنگین لباس میں پھولوں کے ہار لے کر آئیں۔ ثانی اور علی گاڑی سے باہر آئے۔ ان پر پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ دو لڑکیوں نے انہیں ہار پہنائے۔ وہ تمام عورتیں موٹی بھدی سی تھیں۔ یا پھر دبلی پتلی نازک سی۔ ان کی ناک چپٹی اور آنکھیں بٹن جیسی چھوٹی چھوٹی سی تھی۔ یہ عورتیں آدھی رات کو بھی کہیں تنہا جاتیں تو کوئی انہیں اٹھا کر لے جانا گوارا نہ کرتا۔

وہ کنیزیں ثانی اور علی کو اپنے درمیان لے کر کوئی گیت گاتی ہوئی محل میں آئیں۔ ایک دربار نما ہال میں اونچی مسند پر دلائی لامہ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ شاید اسی طرح شاہانہ انداز میں بیٹھا رہتا مگر ثانی کا حسن و جمال دیکھتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر کنیزوں سے بولا "خاموش ہو جاؤ۔ یہاں سے چلی جاؤ۔"

وہ چلی گئیں۔ دلائی لامہ اپنے سیکریٹری اور جوڈی سے مقامی زبان میں ثانی کی آمد کے خلاف بولنے لگا۔ ثانی اور علی سمجھ رہے تھے مگر انجان بنے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جوڈی نے کہا۔ "مسٹر علی! ہزہائی نس فرماتے ہیں کہ ان کے خلاف بڑی سازشیں ہو رہی ہیں۔ چھ ماہ میں بیرونی ممالک سے آنے والی تین حسینائیں غائب ہو چکی ہیں۔ ان ممالک نے ہم سے سفارتی تعلقات توڑنے اور مالی امداد بند کرنے کی دھمکی دی ہے۔ ہزہائی نس کے دشمن انہیں اقتدار سے ہٹانے کے لئے ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔ اگر مس ثانی کو بھی اغوا کیا گیا تو فرانس جیسا بڑا ملک ہزہائی نس سے ناراض ہو جائے گا۔"

علی نے کہا "میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ خدانخواستہ ثانی کو کچھ ہوا تو ہزہائی نس پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ لیکن ہمارا فیصلہ اٹل ہے کہ ہم ہوٹل میں رہیں یا محل میں' ساتھ رہیں گے۔"

جوڈی نے دلائی لامہ کو ہمارا فیصلہ سنایا۔ وہ مجبور ہو کر بولا۔ "یہ ہوٹل میں رہیں گے تو الزام آئے گا کہ میں نے مہمان نوازی سے انکار کیا۔ اگر انکار نہ کرتا اور یہ ہوٹل نہ جاتے تو یہ حسینہ اغوا نہ ہوتی۔ بہتر ہے' یہ دونوں محل میں رات گزاریں۔ میں مسلح گارڈز کے ساتھ خود جاگ کر پہرا دوں گا۔"

ثانی اور علی کو اسی محل میں ایک شاندار کمرا رہنے کے لئے دیا گیا۔ انہوں نے کمرے میں آکر دروازے کو بند کیا۔ سلمان نے آکر کہا "میں اب تک دُلائی لامہ اور اس کے سیکریٹری کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔ یہ دونوں سازشی نہیں ہیں۔ کوئی دلائی لامہ کو اقتدار سے ہٹانے کی سازش کر رہا ہے۔"

"سازش وہی کرے گا جو اس کے بعد اقتدار میں آئے گا۔"

"یہاں کا دستور ہے کہ بیٹا پچیس برس کا ہو جائے اور باپ مر جائے تو وہ اپنے باپ کی جگہ دلائی لامہ بنے گا۔ موجودہ دُلائی لامہ کا بیٹا ابھی چوبیس برس کا ہے۔ ایسی صورت میں دلائی لامہ کی موت پر یا اس کے اقتدار سے ہٹنے کے بعد بھائی کو اقتدار ملتا ہے۔ موجودہ دلائی لامہ کا ایک بھائی ہے۔ وہی سازش کے ذریعے یہاں کا حکمران بن سکتا ہے۔"

"کیا آپ اس کے بھائی کے دماغ تک پہنچیں گے؟"

"وہ دارالسلطنت میں نہیں ہے۔ اور اس کا بیٹا کہیں شکار کھیلنے گیا ہے۔ دلائی لامہ کی سوچ نے بتایا ہے کہ اس کا بیٹا عیاش ہے' شراب اور شباب کا رسیا ہے۔ چونکہ اکلوتا ہے اس لئے باپ سختی نہیں کرتا' صرف زبان سے سمجھاتا رہتا ہے۔"

"عیاش بیٹا حسین لڑکیوں کو اغوا کرا سکتا ہے۔ محل کے چور راستے اسے معلوم ہوں گے۔"

"بے شک اس پر یقین کی حد تک شبہ کیا جا سکتا ہے۔ مجبوری یہ ہے کہ میں فی الحال دُلائی لامہ کے بیٹے اور بھائی کی آواز بھی نہیں سن سکوں گا نہ ان کے خیالات پڑھ سکوں گا۔"

"کوئی بات نہیں۔ آپ آرام کریں۔ یہاں اغوا کی واردات اس وقت ہو گی جب میں چاہوں گا۔ یعنی آدھی رات کے بعد۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تم چاہتے ہو کہ میری بیٹی کو اغوا کیا جائے؟"

"کیا آپ پریشان ہو گئے؟"

"نہیں' بیٹی جب مردوں کی طرح زندگی گزار رہی ہے تو اسے بڑے نشیب و فراز سے بڑے مصائب سے گزرتے رہنا ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کوئی دوسرا راستہ اختیار کرو۔"

"مجرموں تک پہنچنے کا یہی راستہ ہے۔ ثانی کو لے جانے والے مقامی زبان بولتے ہوں گے۔ آپ ان کے دماغوں میں جگہ بنا سکیں گے۔ ان کے خفیہ اڈے تک میری رہنمائی کر سکیں گے۔"

"بیٹے علی! جس مقصد کے لئے آئے ہو اس کے لئے صبح یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔ یہاں جو لوگ اغوا کرتے ہیں ان سے ہمیں کیا لینا ہے۔ دنیا کے ہر ملک میں' ہر شہر میں مجرم ہیں۔ تم کتنوں کو بے نقاب کر کے سزا دلاؤ گے؟"

"انکل! میں اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چل رہا ہوں۔ ہم یہ حساب نہیں کرتے کہ دنیا میں کتنے مجرم ہیں۔ ہم انہی مجرموں سے دو دو ہاتھ کرتے ہیں' جو ہماری راہ گزر پر دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کو بیٹی کے اغوا ہونے کا خوف ہے۔ پلیز ان بیٹیوں کے لئے بھی درد پیدا کریں جو ہمارے جانے کے بعد یہاں سے اغوا کی جانے والی ہیں۔"

"میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔ یہ بتاؤ کس وقت آؤں؟"

"ٹھیک بارہ بجے۔"

سلمان دماغی طور پر حاضر ہو کر سلطانہ سے بولا "فرہاد بھائی کے دونوں بیٹے ضدی اور گستاخ ہیں۔ علی تو ایک باپ کے جذبات کو سمجھنا ہی نہیں چاہتا۔"

"آخر ہوا کیا ہے؟"

"وہ اغوا کرنے والے مجرموں کے سامنے میری بیٹی کو چارا بنا رہا ہے۔"

سلطانہ نے کہا "آپ کے منہ میں صرف ایک باپ کی زبان ہے۔ وہ سلمان واسطی کہاں ہے جس نے بابا فرید واسطی کے زیرِ سایہ پرورش پائی۔ اس ادارے میں بہت سے علوم اور ہنر سکھانے کے ساتھ انسانیت کے خاطر جان کی بازی لگانے کی نصیحت کی جاتی ہے۔ کیا سسٹر سونیا' اعلیٰ بی بی' مرجانہ اور پوجی وغیرہ نے بارہا جان اور عزت کی بازی نہیں لگائی؟ تمہیں اپنی بیٹی ان جانباز عورتوں سے برتر اور افضل کیوں لگ رہی ہے۔"

سلمان نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کہا "میں اپنے محسنِ اعظم بابا فرید واسطی مرحوم کی تعلیمات کو نظر انداز کر رہا ہوں۔ بہت گناہ گار بن رہا ہوں۔ مگر کیا کروں' بیٹی کا باپ ہوں۔"

"بیٹی جوان ہو کر اپنے شوہر کی ہو جاتی ہے۔"

"سچ پوچھو تو مجھے یہ سوچ کر بھی شرم آتی ہے کہ ابھی ان کی شادی نہیں ہوئی' نکاح نہیں پڑھایا گیا اور وہ دن رات ساتھ رہتے ہیں۔"

سلطانہ نے کہا "میں عورت ہوں۔ دوسری عورت کے بارے میں مجھے بھی تجسس رہتا ہے۔ میں کئی بار ثانی کے دماغ میں جا کر باتیں کرتی رہی اور باتوں کے دوران اس کی لاعلمی میں چور خیالات پڑھتی رہی۔ اس کے خیالات میں کوئی چور نہیں۔ اس کے دماغ میں دور دور تک گناہ کا تصور نہیں ہے اور علی جیسا شریف اور سنجیدہ جوان میں نے پہلی بار دیکھا ہے۔ وہ دونوں ایک اصول کو مانتے ہیں اور وہ یہ کہ ہر کام اپنے مناسب وقت پر ہونا چاہئے۔ نامناسب عمل گناہ اور جرائم کی طرف لے جاتا ہے۔"

وہ سلمان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی "ثانی یہاں سے دوپٹہ اوڑھ کر گئی ہے۔ اسے واپس آنے دو۔ میں اس کے آنچل پر نماز پڑھوں گی پھر تمہیں......"

وہ بولا "بس کرو سلطانہ! تمہارے یقینِ محکم نے میرے دل اور دماغ سے گرد صاف کر دی ہے۔ مجھے اپنی غیرت مند بیٹی اور ہونے والے داماد کی شرافت پر ناز ہے۔ اب میں وہاں کے وقت کے مطابق بارہ بجے ان کے پاس جاؤں گا۔"

محل کے ایک آراستہ بیڈ روم میں وہ دونوں تنہا تھے۔ انہوں نے دُلائی لامہ کے اصرار پر برائے نام کچھ کھایا تھا۔ پھر اس بیڈ روم میں آکر دروازے کو اندر سے بند کر دیا تھا۔ باہر برف باری جاری تھی۔ اندر غضب کی سردی تھی۔ اونی لباس پہننے کے باوجود سردی لگ رہی تھی۔ علی نے گھڑی دیکھ کر کہا "آٹھ بج کر تین منٹ ہوئے ہیں۔ اگر ہم تین گھنٹے کی نیند پوری کریں تو ساڑھے گیارہ بجے بیدار ہو جائیں گے۔"

ثانی نے تائید کی "ٹھیک ہے۔ ہم تھوڑی دیر سونے کے بعد تازہ دم ہو جائیں گے۔"

وہ دونوں شاہانہ طرز کے پلنگ پر آ گئے۔ ایک پلنگ پر نہ علی کو جھجک ہوئی' نہ ثانی کو شرم آئی۔ کیوں کہ انہوں جھجکنے اور شرمانے والی کوئی حرکت اب تک نہیں کی تھی۔ دو دوست ایک بستر پر سوتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی لیٹ گئے۔

بستر سرد تھا۔ تھوڑی دیر میں بستر کی سطح ان کے وجود کی گرمی سے گرما جاتی۔ مگر انہیں سردی ستاتی رہتی اور گرمی پکارتی رہتی۔ انہوں نے اپنے اوپر کمبل ڈال لیا۔ چاروں شانے چت ہو کر اپنے اپنے ہاتھ اپنے اپنے سینے پر رکھ لئے' ثانی نے کہا "اے خدا! ...یہ ضروری نہیں کہ ہر عورت اپنے محبوب کو تہذیب کی جنت سے نکلوائے۔ میرے مالک! مجھے ایسی عورت نہ بنا۔ میری حیا کے آئینے کو سلامت رکھ۔"

علی نے کہا "اے ربِ کریم! میری ثانی مجھے بہت عزیز ہے۔ مجھے اس کے ساتھ انسان رہنے دے۔ ہمارے کردار میں پختگی دے۔ جب تک تیرے حکم کے مطابق اور شریعتِ محمدیؐ کے مطابق ہمارا نکاح نہ ہو' ہم اپنی شرم اور کردار کی پختگی کو برقرار رکھیں۔ تو دعاؤں کا سننے والا اور گمراہی سے بچانے والا ہے۔"

ایسی شدید سردی میں ایک دوسرے کے بدن کی آنچ محسوس ہوتی ہے۔ خواہشات دھوم مچاتی ہیں۔ ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ ایسے میں دعا کام نہیں آتی۔ لیکن جو دعا کے ساتھ دوا بھی کرتے ہیں' ان کا ایمان کبھی نہیں ڈگمگاتا۔

ثانی اور علی نے دعا کے بعد دوا کی۔ اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ ...اپنے اپنے دماغ کو ہدایات دیں کہ وہ پورے تین گھنٹے تک گہری نیند میں ڈوبے رہیں۔ اگر نیند کے دوران کوئی غیر معمولی بات ہو یا خواب گاہ میں کوئی قدم رکھے تو فوراً ہی آنکھ کھل جائے۔ وہ بچپن سے دماغ کو ہدایات دے کر سونے اور جاگنے کے عادی تھے۔ آدھے منٹ کے اندر ہی انہیں نیند آ گئی۔

اب شیطان بھی انہیں نہیں جگا سکتا تھا۔ نہ ثانی کو اپنے مرد کی قربت سے بہکا سکتا تھا اور نہ ہی علی کو ثانی کے حسن و شباب سے بھڑکا سکتا تھا۔ یہ سچ ہے کہ شیطان کا داؤ ہر انسان پر نہیں چلتا۔ اگر چلتا تو ہماری دنیا میں شیطان ہی شیطان ہوتے کوئی سچا اور کھرا انسان نظر نہ آتا۔

میرے وہ قارئین جو کسی حد تک مستقل مزاج ہیں اور اچھی قوتِ ارادی کے مالک ہیں' وہ اپنے بچوں پر یہ نسخہ آزمائیں۔ ...انہیں صبح خیزی کی عادت ڈالیں۔ یوگا کی ہلکی پھلکی مشقیں کرائیں اور سونے سے پہلے سمجھائیں کہ وہ ہر رات آنکھیں بند کر کے دماغ کو ہدایات دیا کریں۔ اپنے جاگنے کا وقت مقرر کریں۔ ...اور اپنے کمرے میں کسی مداخلت سے آنکھ کھل جانے کی بھی ہدایت کریں۔ آپ کوئی بھی کام کریں' ابتدا میں ناکامی ہوتی ہے۔ ...اس لئے بچوں میں حوصلہ اور مستقل مزاجی پیدا کرتے رہنا چاہئے۔ آپ ایک آدھ ماہ میں دیکھیں گے کہ بچوں نے رات کے وقت اپنے دماغوں کو اپنے کنٹرول میں رکھنا سیکھ لیا ہے۔ اگر آپ نے ایسا کر لیا تو آپ آئندہ نسلوں میں بے شمار سونیا ثانی اور علی تیمور کا اضافہ کریں گے۔

علی کا خیال تھا کہ محل میں کوئی واردات ہوئی تو آدھی رات کے بعد ہو گی۔ کیوں کہ خواب گاہ کے باہر چاروں طرف سخت پہرا تھا۔ خود دُلائی لامہ بھی جاگ رہا تھا۔ واردات کرنے والوں کے لئے بس ایک ہی راستہ تھا۔ اگر اس محل میں کوئی چور دروازہ ہوتا تو وہ اسی راستے سے خواب گاہ میں داخل ہو سکتے تھے۔

ہر محل میں چور دروازے اور تہ خانے ہوتے ہیں۔ سلمان نے دلائی لامہ کے دماغ سے معلوم کیا تھا۔ اس کے محل میں کہیں چور دروازہ نہیں تھا اور یہ ایک تعجب کی بات تھی۔ اس کے سیکریٹری کی سوچ نے بھی یہی بتایا تھا اور خیال خوانی کرنے والے سے کسی کا دماغ جھوٹ نہیں بولتا۔

بہرحال واردات کا راستہ آسان ہو تو مجرم آدھی رات کا انتظار نہیں کرتے۔ خواب گاہ کی ایک دیوار پر دُلائی لامہ اوّل کی پینٹنگ لگی ہوئی تھی۔ وہ بڑی سی تصویر بالکل ساکت تھی اور تصویر تو ساکت ہوتی ہی ہے۔ لیکن ٹھیک گیارہ بجے اس کی آنکھوں میں حرکت ہوئی۔ اس کی پتلیاں اپنی جگہ سے سرک گئیں۔ وہاں ننھا سا خلا پیدا ہوا پھر اس خلا سے کسی کی زندہ آنکھیں جھانکنے لگیں۔

یہ ایک غیر معمولی بات تھی کہ کمرے کی کوئی چیز اپنی جگہ سے سرک جائے اور زندہ آنکھ کسی مردہ آنکھ کی جگہ لے کر دیکھنے لگے۔ چوں کہ یہ غیر معمولی باتیں تھیں اس لئے ثانی اور علی کی آنکھ کھل گئی۔ ثانی نے سر گھما کر علی کو دیکھا۔ وہ بولا "کچھ گڑبڑ ہے۔"

وہ کمبل کو ایک طرف پھینکتے ہوئے اٹھ گئے۔ فرش پر آتے ہی اپنے پنجوں کے بل اچھلنے لگے۔ وہ جوتے پہن کر سوئے تھے۔ کسی خاص تیاری کی ضرورت نہیں تھی۔ اپنی ایڑیاں اٹھائے پنجوں کے بل اس لئے اچھل رہے تھے کہ نیند کا ہلکا سا بھی خمار رہ گیا ہو تو ختم ہو جائے۔ دماغ پوری تازگی اور چابک دستی سے

سوچنا سمجھنا شروع کردے۔ لہو میں گرمی اور بدن میں حرارت پیدا ہو۔ وہ اسی طرح اچھلتے ہوئے باتھ روم میں آئے' وہاں اپنے چہروں پر پانی کے چھینٹے مارے۔ تولئے سے مُنہ پونچھتے ہوئے کمرے میں آئے۔ اس وقت ایک دیوار سے چور راستہ کھل رہا تھا۔

چور دروازے کے دوسری طرف نیم تاریکی تھی۔ وہاں سے چار عدد لامہ چلتے ہوئے کمرے کی روشنی میں آئے۔ وہ بدھ مت کے بھکشوؤں کی طرح گیروے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ایسے دھارمک لوگ معصوم ہوتے ہیں مگر وہ صورت سے چھٹے ہوئے بد معاش لگ رہے تھے۔ انہوں نے پیشانی پر راکھ لگائی ہوئی تھی جیسی اگنی پوجا کے بعد آرہے ہوں۔ ایک کے ہاتھ میں تیر کمان اور باقی تینوں کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں تھیں۔

وہ بڑے طمطراق سے آئے تھے مگر انہیں پنجوں کے بل اچھلتے دیکھ کر ٹھٹک گئے۔ ایک نے گرج کر اپنی زبان میں کہا "رک جاؤ۔ ہم نے تمہیں نیند کی حالت میں دیکھا تھا۔ اگر ذرا بھی شبہ ہوتا کہ جاگ رہے ہو تو تمہارے سامنے یہ چور دروازہ نہ کھولتے۔"

دوسرے نے کمان کے چلّے پر تیر چڑھاتے ہوئے کہا "چور دروازہ دیکھ لینے کے بعد اس جوان کو زندہ نہیں رہنا چاہئے۔"

کمان تن گئی۔ تیر سنسناتا ہوا آیا۔ علی نے اچھلتے ہوئے فضا میں قلابازی لگائی تیر باتھ روم کے دروازے میں پیوست ہوگیا۔ دوسرا تیر چلانے سے پہلے ثانی جمناسٹک کے کرتب دکھاتی ہوئی قریب آئی پھر اچھل کر ایک فلائنگ کک ماری۔ تیر کمان والا منہ پر ٹھوکر کھا کر پیچھے کی طرف لڑکھڑایا۔ پیچھے کھڑے ہوئے ساتھی کی تلوار اس کے پشت میں گھسی اور پیٹ کی طرف سے نکل آئی۔

وہ لامہ انہیں تر نوالہ سمجھ کر آئے تھے۔ ایسی سچویشن کے لئے تیار نہیں تھے۔ انہوں نے چونک کر اپنے مرنے والے ساتھی کو دیکھا۔ پھر ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا دیکھ رہے ہیں۔ ...ثانی اور علی نے انہیں دیکھنے اور سمجھنے کی مہلت نہیں دی۔ ان کے تابڑ توڑ حملوں کا انداز ایسا تھا کہ انہیں تلوار چلانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ پھر وہ تلواریں بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں۔ ...صرف دو منٹ کے اندر ان میں سے ایک مر چکا تھا اور تین نیم بیہوشی کی حالت میں فرش پر پڑے ہوئے تھے۔

دونوں نے ایک ایک تلوار اٹھالی۔ ثانی نے ایک کو ٹھوکر مار کر کہا "اٹھو اور وہاں چلو' جہاں مجھے لے جانے آئے تھے۔"

تینوں نے چونک کر ثانی کو دیکھا کیوں کہ وہ ان کی زبان بول رہی تھی۔ علی نے بھی ان کی زبان میں پوچھا "جہاں اسے لے جانا چاہتے تھے' وہاں آتشی اسلحہ بھی ہے؟"

اُس نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ علی نے اس کی گردن دبوچ کر اٹھاتے ہوئے کہا "ہمارے آگے آگے چلو۔"

وہ تینوں حکم کی تعمیل کرنے لگے۔ ثانی اور علی ان کے پیچھے چلتے ہوئے چور دروازے سے گزر کر ایک راہداری میں آئے۔ وہ راہداری ایک طرف مڑ گئی۔ اس کے آخری سرے پر ایک زینہ تھا۔ زینے کے نیچے تہ خانے کا منظر دور تک نظر آرہا تھا۔

وہاں جنریٹر کے ذریعے بلب روشن تھے۔ ان کی روشنی میں کچھ لامہ گیروے لباس میں دکھائی دے رہے تھے۔ تہ خانہ کے وسط میں آگ روشن تھی۔ شعلے بھڑک رہے تھے۔ ایک بونا دوڑتا ہوا ان شعلوں کے درمیان سے گزرتا ہوا کبھی اُدھر جارہا تھا کبھی ادھر آرہا تھا۔ شعلوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے کچھ پڑھتا جارہا تھا۔ ثانی نے اپنے شکار کی پسلی میں تلوار کی نوک چبھوئی' پھر پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے؟"

وہ بولا "یہ ہمارے علاقہ کا بونا جادوگر ہے۔ بے حد خطرناک ہے۔ تم نے ہمیں زیر کرلیا ہے لیکن اس کے سامنے تم دونوں سحر زدہ ہوجاؤ گے۔"

علی نے ثانی سے فرانسیسی زبان میں کہا "اس تہ خانے میں چھپنے کی خاصی گنجائش ہے۔ میں جارہا ہوں۔ تم دس منٹ بعد بونے جادوگر کے پاس جاسکتی ہو۔"

وہ چلا گیا۔ بونا جادوگر منتر پڑھنے اور شعلوں کے درمیان گزرنے کے عمل میں مصروف تھا۔ دوسرے لامہ اس کے آس پاس دونوں ہاتھ جوڑے' سر جھکائے کھڑے تھے۔ بونا ایک جگہ رک گیا۔ پھر اس نے جھک کر ایک برتن سے مٹھی بھر سفوف اٹھایا اور اسے آگ میں پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی شعلے بھڑک بھڑک کر بجھ گئے۔ بجھی ہوئی آگ سے دھواں اٹھ کر پھیلنے لگا۔ تھوڑی دیر تک دھواں بادل کی طرح چھایا رہا۔ جب وہ چھٹنے لگا تو ایک کھٹنے ہوئے دروازے پر دلائی لامہ نظر آیا۔

وہ دلائی لامہ جو وہاں کا حکمران تھا۔ ثانی اور علی کا میزبان تھا اس نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر کہا "بونے شیطان! وہ حسین دوشیزہ ابھی تک کیوں نہیں آئی؟"

"آگئی سرکار' آگئی۔ وہ دیکھیں۔"

بونے جادوگر نے ایک طرف اشارہ کیا۔ سب نے اُدھر دیکھا۔ ثانی تین لاماؤں کے پیچھے زینے سے اتر رہی تھی۔ اس نے ایک کو لات ماری۔ جسے لات پڑی وہ دو ساتھیوں سے ٹکرایا پھر وہ تینوں زینے پر سے لڑھکتے ہوئے نیچے پہنچ کر چاروں شانے چت ہوگئے۔ دلائی لامہ نے پریشان ہو کر پوچھا "بونے شیطان! یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا تیری کسی غلطی سے میرا بھید کھلنے والا ہے؟"

بونے نے ثانی کے ہاتھ میں ننگی تلوار دیکھ کر کہا "سرکار! میرے جادو میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔ میری کامیابی کا ثبوت یہ ہے کہ اس کا جوان ساتھی محل میں بے ہوش پڑا ہوگا۔ اور ابھی میں آپ کے سامنے اس کے ہاتھ سے تلوار گرادوں گا۔"

وہ بلند آواز میں منتر پڑھنے لگا۔ ثانی ایک ایک قدم بڑھ رہی تھی۔ اس کے قریب آتی جارہی تھی۔ بونے کے منتر پڑھنے کا انداز بتارہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر جائے گی لیکن تلوار کی نوک بونے کے حلق سے آکر ٹک گئی۔ وہ گڑبڑا گیا۔ منتر بھول گیا۔ ثانی نے کہا "تلوار تب گرے گی جب منتر پورا کرسکو گے۔ تمہارے اسی حلق سے منتر نکلتا ہے نا؟"

دلائی لامہ نے گھبرا کر کہا "میرا بھید کھل جائے گا۔ یہ محل سے باہر جائے گی تو میری عیاشی اور جرائم کا انکشاف ہوگا۔ میرا اقتدار چھن جائے گا۔ اسے گولی ماردو۔"

اس کے باڈی گارڈ نے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر ثانی کا نشانہ لیا۔ لیکن ٹریگر نہ دبا سکا۔ ریوالور والا ہاتھ کلائی سے کٹ کر گر پڑا۔ دلائی لامہ کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ علی کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر وہ بھاگنا چاہتا تھا۔ مگر تلوار کے ایک وار سے بھاگنے والا ایک ٹخنہ کٹ گیا۔ وہ فرش پر گر کر رحم کی بھیک مانگنے لگا۔

"ہم اسی طرح رحم کریں گے جیسے تم ہمارے ساتھ کرنے والے تھے۔ یہ بتاؤ کیا تم پر تنویمی عمل کیا گیا ہے؟"

دلائی لامہ نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا "میں نہیں جانتا تنویمی عمل کیا ہوتا ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ تمہارے خاندان کے لوگ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں کسی کے بھی دماغ میں گھس جاتے ہیں۔ اس بونے جادوگر نے مجھ پر کچھ عمل کیا تھا اور یقین دلایا تھا کہ میرے چور خیالات کوئی نہیں پڑھ سکے گا۔"

یہی وجہ تھی کہ سلمان اس کے دماغ میں پہنچ کر بھی اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکا تھا۔

ثانی نے بونے سے پوچھا "دلائی لامہ کا بیٹا اور بھائی کہاں ہیں؟"

بونے نے دلائی لامہ سے نظریں چراتے ہوئے کہا "بیٹا بھی باپ کی طرح عیاش ہے۔ کہیں شکار کھیلنے گیا ہے۔ جب بیرونی ممالک سے کوئی حسین لڑکی آتی ہے تو دلائی لامہ مجھے حکم دیتا ہے کہ میں اس کے بھائی پر عمل کروں۔ میرے جادو سے اس کا بھائی نیم پاگل ہوجاتا ہے۔ یہ اسے کال کوٹھری م[illegible]
جب بھی حسین لڑکیاں غائب ہوتی ہیں[illegible]
پر آتا ہے۔"

علی نے دلائی لا[illegible]
تمہارے بھائی کو[illegible]
اس[illegible]
ثانی[illegible]
[illegible]

سوچتا ہوں کہ کبھی کبھی دماغی طور پر کہاں گم ہوجاتا ہوں۔ ہوش میں آتا ہوں تو کئی راتیں اور کئی دن گزر چکے ہوتے ہیں۔ میں بیڈ روم سے غائب ہوتا ہوں اور ہوش میں آنے کے بعد خود کو کسی ویرانے میں پاتا ہوں۔"

علی نے اُسے بتایا کہ اس کا بھائی دلائی لامہ عیاش اور چالباز ہے۔ وہ باہر سے آنے والی حسیناؤں سے کھیلنے کے لئے خود معصوم بن کر اپنے بے قصور بھائی کو دنیا کی نظروں میں مشکوک بناتا ہے۔

بارہ بج گئے تھے۔ سلمان نے اپنے وقت پر آکر دیکھا تو بازی پلٹ چکی تھی۔ اس نے علی سے پوچھا "یہ کیا ہوگیا؟ کیا دلائی لامہ مجرم ہے؟"

"جی ہاں۔ آپ ذرا معلوم کریں۔ یہ عیاش شیطان لڑکیوں کو اغوا کرکے کہاں چھپاتا ہے۔"

سلمان نے دلائی لامہ کے پاس آکر اس کی سوچ پڑھی۔ وہ سوچ کے لحاظ سے معصوم تھا۔ جو حقیقت سامنے آگئی تھی' دماغ اس کا اعتراف نہیں کررہا تھا۔ سلمان نے کہا "الو کے پٹھے! اب سمجھ میں آیا۔ تیرے دماغ کے ایک حصے کو لاک کیا گیا ہے۔ اس لئے میں تیرے چور خیالات نہیں پڑھ پایا تھا۔ اب میں مقفل حصے کا تالا کھولوں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے حلق پھاڑ کر چیخنے لگا۔ زلزلے میں سب کچھ تہس نہس ہوجاتا ہے۔ پھر تالا کیسے نہ ٹوٹتا۔ دماغ کے چور خانے سے اس کا کچا چٹھا باہر آنے لگا۔ سلمان نے تھوڑی دیر خیالات پڑھنے کے بعد علی سے کہا "یہ تہ خانہ بہت وسیع و عریض ہے۔ اس کے ایک حصے میں اس نے حرم [illegible]
ہوئی [illegible]

اتارتے رہے۔ دلائی لامہ کا بھائی اس کے ساتھ ہیلی کاپٹر تک آیا۔ ...وہ احسان مند تھا۔ بار بار ہاتھ جوڑتا تھا اور ثانی اور علی کے پاؤں چھو کر کہتا تھا "آپ کی مہربانیوں سے میں بے قصور ثابت ہوا اور اب یہاں کا دلائی لامہ بنایا جاؤں گا۔ لیکن میں آپ کے قدموں کی دھول ہوں۔ مجھے گائیڈ بنا کر ساتھ لے چلیں۔"

علی نے اس کے شانے کو تھپک کر کہا "تمہاری ضرورت ہوئی تو ہم ضرور تمہیں بلائیں گے۔"

وہ بولا "آپ نہیں جانتے۔ ساحرِ اعظم ساسان ڈوگرا بہت ہی خطرناک جادوگر ہے۔ وہ اپنے کالے جادو کے ذریعے آپ دونوں کو دیکھ رہا ہوگا۔ اس سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ اس ملک کا ہر نیا دلائی لامہ ایک بار ضرور اس کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔ آپ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ تبت کا اصل حکمران وہی ہے۔"

علی نے کہا "کالے جادو کا اثر دیرپا نہیں ہوتا۔ خطرناک جادوگروں کو دور ہی سے گولی ماردی جاتی ہے۔ کیا جمہوریہ چین اور دوسرے بڑے ممالک ساسان ڈوگرا پر قابو نہیں پاسکتے 'کیا اسے نابود نہیں کرسکتے؟"

"وہ اور اس کا طلسم کدہ کسی کو نظر نہیں آتا۔"

"اگر ایسا ہے تو ہر نیا دلائی لامہ اس کے سامنے کیسے حاضر ہوتا ہے؟"

"یہ صرف وہی دلائی لامہ جانتا ہے' جو اس کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔ غیر ملکی جاسوس اتنا ہی دیکھتے ہیں کہ دلائی لامہ ایک غار کے اندر جاتا ہے۔ اور وہ کہاں جاتا ہے' یہ معلوم کرنے کے لئے جاسوس تعاقب کرتے ہیں۔ لیکن عجیب بھول بھلیوں ساتھی کو دیکھا۔ پھر ان کی سمجھ میں [illegible] انہیں کوئی طلسم کدہ یا ...ثانی اور علی نے انہیں دیکھنے اور سمجھنے کی مہلت نہیں دی۔ ان کے تابڑ توڑ حملوں کا انداز ایسا تھا کہ انہیں تلوار چلانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ پھر وہ تلواریں بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں۔ ...صرف دو منٹ کے اندر ان میں سے ایک مرچکا تھا اور تین نیم بیہوشی کی حالت میں فرش پر پڑے ہوئے تھے۔

دونوں نے ایک ایک تلوار اٹھالی۔ ثانی نے ایک کو ٹھوکر مار کر کہا "اٹھو اور وہاں چلو' جہاں مجھے لے جانے آئے تھے۔"

تینوں نے چونک کر ثانی کو دیکھا کیوں کہ وہ ان کی زبان بول رہی تھی۔ علی نے بھی ان کی زبان میں پوچھا "جہاں اسے لے جانا چاہتے تھے' وہاں آتشی اسلحہ بھی ہے؟"

اُس نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ علی نے اس کی گردن دبوچ کر اٹھاتے ہوئے کہا "ہمارے آگے آگے چلو۔"

وہ تینوں حکم کی تعمیل کرنے لگے۔ ثانی اور علی ان کے پیچھے چلتے ہوئے چور دروازے سے گزر کر ایک راہداری میں آئے۔ وہ

ویسے عام گفتگو کرلیتا ہے۔"

"جب وہ ایسا زبردست جادوگر ہے تو اس کے خلاف ہماری کیا مدد کرو گے؟"

"میں اس کے خلاف کچھ سوچنے کی جرات ہی نہیں کرسکتا۔ ...البتہ اس غار تک راہنمائی کرسکتا ہوں۔ یہاں کے دستور کے مطابق مجھے چوبیس گھنٹے کے اندر دلائی لامہ بنایا جائے گا۔ میں ساسان ڈوگرا کے سامنے حاضر ہو کر اس کے قدموں میں گڑگڑاؤں گا کہ وہ آپ دونوں کو نقصان نہ پہنچائے۔"

علی نے پھر ایک بار اس کے شانے کو تھپک کر کہا "اپنے گھر جاؤ۔ اور یہ بزدلانہ خیال دماغ سے نکال دو کہ تم ہمارے لئے رحم کی بھیک مانگو گے۔"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا' ثانی نے ڈانٹ کر کہا "بس اپنی آواز اب نہ سنانا۔ یہاں سے دفع ہوجاؤ۔"

وہ سر جھکا کر ہاتھ جوڑ کر پیچھے چلا گیا۔ علی نے پائلٹ کو اشارہ کیا۔ ہیلی کاپٹر اسٹارٹ ہوگیا۔ پنکھا گردش کرنے لگا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہوتے ہوئے پرواز کرنے لگا۔ چوبیس گھنٹے کے اندر دلائی لامہ بننے والا ہیلی کاپٹر کو آسمان کی بلندیوں پر دور جاتے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا "مجھ پر احسان کرنے والی دیوی اور دیوتا! یہ تمہارا آخری سفر ہے۔ میں تمہیں آخری پرنام کرتا ہوں۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑے ہوئے تھا۔ پھر اس نے سر کو جھکا لیا' آنکھیں بند کرلیں۔ چند لمحوں تک یونہی کھڑا اپنے محسنوں کے لئے دل میں درد محسوس کرتا رہا۔ پھر چونک گیا۔ سر اٹھا کر دیکھا۔ دور پہاڑی کے پاس وہ ہیلی کاپٹر ڈگمگا رہا تھا۔ شاید کوئی خرابی پیدا ہوگئی تھی۔

وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر یوں دوڑنے لگا جیسے گرتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو تھام لے گا۔ وہ کئی میل کے فاصلے پر تھا اور دوڑتے ہوئے دیکھا۔ ثانی تین لاماؤں "اے مہان جادوگر! تیرا جادو بول رہا ہے۔ تو نے ایک کو لات ماری۔ جیسے [illegible] کرتا۔ مگر وہ دونوں میرے محسن ہیں۔ پھر وہ تینوں زینے پر سے لڑھکتے ہوئے [illegible]! تیرا پجاری دیا کی بھیک چت ہوگئے۔ دلائی لامہ نے پریشان ہو کر پوچھا کیا ہو رہا ہے؟ کیا تیری کسی غلطی سے میرا بھید کھلنے [illegible] دراز نیچی ہوتے بونے نے ثانی کے ہاتھ میں ننگی تلوار دیکھ کر کہا" [illegible] لئے رحم کر میرے جادو میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔ میری کامیابی کا ثبوت یہ ایک ہے کہ اس کا جوان ساتھی محل میں بے ہوش پڑا ہوگا۔ اور ابھی میں آپ کے سامنے اس کے ہاتھ سے تلوار گرادوں گا۔"

وہ بلند آواز میں منتر پڑھنے لگا۔ ثانی ایک ایک قدم بڑھ رہی تھی۔ اس کے قریب آتی جارہی تھی۔ بونے کے منتر پڑھنے کا انداز بتا رہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر جائے گی لیکن تلوار